انسائیکلوپیڈیا

اولیائے کرام

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

کے 187 بزرگان دین کی سوانح حیات کا حسین مرقع

تصنیف و تالیف

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

عبداللہ اکیڈمی

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور (پاکستان)

انسائیکلوپیڈیا
اولیائے کرام

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

کے 187 بزرگان دین کی سوانح حیات کا حسین مرقع

تصنیف و تالیف

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

عبداللہ اکیڈمی

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور (پاکستان)

ISBN-978-969-8904-08-1

نام کتاب ـــــــــ انسائیکلوپیڈیا اولیاء کرام

سلسلہ عالیہ ـــــــــ نقشبندیہ

تصنیف وتالیف ـــــــــ صاحبزادہ مقصود احمد صابری

صفحات ـــــــــ 768

ایڈیشن: ـــــــــ دوئم / جنوری 2015

ناشر اینڈ پبلشر: ـــــــــ عبداللہ اکیڈمی (الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

قیمت ـــــــــ

مین اسٹاکسٹ

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور

نوٹ: کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی کمپوزنگ کی غلطی ہو تو ادارہ کو اطلاع فرما کر اپنا دینی فرض پورا کریں تاکہ ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔ شکریہ

عرض ناشر

اولیاءکرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پاکیزہ زندگیوں اوران کی کرامات کے حوالے سے بہت سے مصنفین ومؤلفین نے اپنے اپنے انداز میں کتب مرتب کی ہیں مگراس کام میں ابھی بہت تشنگی باقی تھی اولیاءکرام کی سوانح حیات کے موضوع پرایک مستنداور جامع انسائیکلو پیڈیا کی ضرورت تھی چنانچہ اس عظیم سعادت کو حاصل کرنے کا شرف خادم الفقرا والاولیاء، محبّ الاصفیاء و الاتقیاء صاحبزادہ مقصوداحمد صابری صاحب کوہوا جنہوں نے شبانہ روز پندرہ برسوں کی مسلسل محنت، تحقیق، مشاہدے اورعرق ریزی کے بعد بزرگان دین کی سوانح حیات پر مشتمل ایک حسین مرقع انسائیکلو پیڈیا کی شکل میں تالیف کیا جوکہ اہل علم، متلاشیان حق اوراولیاءکرام سے محبت رکھنے والوں کے لیےایک منفردواعلیٰ تحفہ ہےجس کا مطالعہ ہرایک کے لیےسکون وراحت قلبی کا باعث ہےاس کے مطالعہ سےصراط مستقیم کی روشن شاہراہ دکھائی دیتی ہے جومنزل حقیقی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

برصغیر کی تاریخ میں اولیاءکرام کی سوانح حیات کے بارے میں محققانہ انداز میں نہایت اچھے پیرائے واسلوب اورتحریر کی تمام ترخوبیوں کے ساتھ لکھے گئےاس عظیم الشان انسائیکلو پیڈیا کودیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ پہلی مرتبہ شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ خوبصورت انسائیکلوپیڈیا چھ حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصے میں سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھنے والے اولیاءکرام کی زندگیوں اورانسانیت کی رہنمائی کے حوالے سے ان کی خدمات کا بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں سلسلہ نقشبندیہ کے اولیاءکرام کی حیات طیبہ کا نہایت متاثر کن اور جامع تذکرہ ہے۔تیسرے حصے میں چشتیہ صابریہ و چشتیہ نظامیہ کےاولیاءکرام کی حیات مبارکہ کے روحانی پہلواجاگر کیے گئے ہیں۔ چوتھے حصے میں سہروردیہ، قادریہ چشتیہ سلاسل کے اولیاءکرام کی سوانح حیات کوصفحات کی زینت بنایا گیا ہے۔ پانچواں حصہ قادریہ نوشاہیہ اورقلندریہ سلسلے کےاولیاءکرام کی سوانح حیات پر مشتمل ہے جبکہ چھٹے حصے میں چشتیہ تاجیہ، وارثیہ، اویسیہ سلاسل کے بزرگان دین کی پاکیزہ زندگیوں ان کی کرامات اورخدمات اسلام کانہایت خوبصورت بیان کیا گیا ہے۔

بزرگان دین کی سوانح حیات کے اس حسین مرقع کوانسائیکلو پیڈیا کی شکل میں تصنیف کرنا بلاشبہ صاحبزادہ مقصوداحمد صابری دامت برکاتہم العالیہ کی ایک بہت بڑی کاوش اور دینی خدمت ہے۔ برصغیر میں اردوزبان میں پہلی مرتبہ اس انسائیکلو پیڈیا کو پیش کرنے کی سعادت بھی حسب روایت ادارہ ہذا ''مشتاق بک کارنر'' کوحاصل ہوئی ہے جوصرف اورصرف اللہ رب العزت کے فضل و کرم اورقارئین کی محبت اوران کی ہماری کتب کی پسندیدگی و پذیرائی کے باعث ممکن ہوئی۔

دعـــــا

اے خالقِ ارض و سما، بہرِ جنابِ مصطفیٰؐ
ہر دو جہاں میں کر عطا مجھ کو وِلائے مرتضیٰؓ

حسنینؓ کا طالب رہوں زین العباؓ کا نام لوں
باقرؓ کی الفت میں مروں جعفرؓ کی ہو مجھ پہ عطا

کاظمؓ کے صدقے سے مرے حُبِّ رضاؓ دِل میں رہے
سیّد تقیؓ کے جام سے دستِ نقیؓ سے مَے پلا

عسکری سیّد حسنؓ مجھ پر رہیں سایہ فگن
مہدیؓ امامِ ہر زمن کرتے رہیں جُود و سخا

امیر صابری کہہ برملا بارہ اماموں کی وِلا
دیتی ہے اللہ سے مِلا ہے ضامنِ روزِ جزا

ازقلم: کشتۂ عشق صابر پاک

حمد باری تعالیٰ

تیری تعریف کیسے کروں میں بیاں میری طاقت ہے کیا میں تو کچھ بھی نہیں
مہر و ذرّے میں نسبت تو ہوتی ہے کچھ مجھ کو نسبت ہے کیا میں تو کچھ بھی نہیں
میرے وہم و گماں سے بھی باہر ہے تو میں تو قطرہ نہیں اور سمندر ہے تُو
تیرا سودا ہو مجھ کو یہ ہستی کہاں دل کی وسعت ہے کیا میں تو کچھ بھی نہیں
تو جو سمایا جو مجھ میں تیرا کام ہے میری ہستی ہے کچھ تو تیرا نام ہے
تیری رحمت نے رتبہ یہ بخشا مجھے میری جرأت ہے کیا میں تو کچھ بھی نہیں
تیرا دامن جو پکڑا تو میں شہ ہوا میرا اس کے سوا اور مطلب ہے کیا
تیرے در کا گدا ہوں تو ہوں شاہ میں ورنہ قسمت ہے کیا میں تو کچھ بھی نہیں
تیرا در چھوڑ کر میں کہاں جاؤں گا جو لیاں کھوونگا تو کہاں پاؤں گا
تو خزانوں کا مالک ہے دیدے شہاب کفایت ہے کیا میں تو کچھ بھی نہیں
میرا وارثؒ ہے تو میرا مالک ہے تو میرا آقا ہے تو میرا داتا ہے تو
تیرے ہونے سے جینا ہے جینا میرا میری ہمت ہے کیا میں تو کچھ بھی نہیں
جس نے دیکھا مجھے کیوں نہ حیران ہو میں جو لیلا سا ہوں میری پہچان ہو
تیری آئینہ سازی کی ہے یہ جلا ورنہ حیرتؔ ہے کیا میں تو کچھ بھی نہیں

ازقلم:۔ حضرت حیرت شاہ وارثی

نعت شریف

از قلم: حضرت بیدم شاہ وارثی

عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسول ﷺ
کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جُستجوئے رسول ﷺ

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزوئے رسول ﷺ
خوشا وہ آنکھ جو ہو محو حسن روئے رسول ﷺ

تلاشِ نقشِ کفِ پائے مصطفیٰ کی قسم
چُنے ہیں آنکھ سے ذرّاتِ خاکِ کوئے رسول ﷺ

پھر اُن کے نشۂ عرفان کا پُوچھنا کیا ہے
جو پی چکے ہیں ازل سے مئے سُبُوئے رسول ﷺ

بلائیں لُوں تیری اے جذبِ شُوق صَلِّ علیٰ
کہ آج دامنِ دِل کھینچ رہا ہے سُوئے رَسُول ﷺ

الٰہی حشر کے دن اس لباس میں اٹھوں
ملی ہوئی ہو میرے تن سے خاکِ کُوئے رسول ﷺ

شگفتہ گلشنِ زہراؓ کا ہر گُلِ تر ہے
کسی میں رنگ علیؓ ہے، کسی میں بُوئے رسول ﷺ

عجب تماشا ہو میدان حشر میں بیدم
کہ سب ہوں پیشِ خدا اور میں رُوبروئے رسول ﷺ

قطعہ تاریخ اشاعت (از قلم)

نامور ادیب و محقق ممتاز شاعر صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی ایم اے

اصدق التواریخ گلدستہ اولیاء

۲۰۱۰

گ ☆ گوہر کانِ عِلم و خلوص و وفا — پیر مقصود احمد خجستہ لقا

ل ☆ لائق داد و تحسین ہے ذات آپ کی — عاشقِ مصطفےٰ ہیں محب خدا

د ☆ دولتِ دین و دانش سے ہیں مالا مال — عظمت کلک و قرطاس سے آشنا

س ☆ سامنے ہے مِرے اِک کتاب آپ کی — ہے صحیفہ یہ پاکیزہ احوال کا

ت ☆ تیرگی میں جہالت کی ہے شمعِ نُور — مثل نیّر ہر اک لفظ ہے پُرضیا

ہ ☆ ہوگی مقبول شرق و غرب یہ ضرور — روشنی اس سے پائیں گے شیخ و فتا

ا ☆ اک اضافہ ہے سیرت نگاری میں خوب — سب سلاسل کا نشان اِس سے ظاہر ہوا

و ☆ واقعی ہے یہ تالیف اِک شاہکار — ہے یہ احسان اہل سنت پر بڑا

ل ☆ لمحہ لمحہ رہیں دہر میں ارجمند — آپ کو حق سے عُمرِ خضر ہو عطا

ی ☆ یہ یقیناً ہو گی توشۂ آخرت — وجہِ غفران بنے گی یہ روزِ جزا

ا ☆ اس کا سالِ رسا کہہ دو فیض الامین — پَرتو نور گلدستہ اولیاء

۱۴۳۱

صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی ایم اے
سجادہ نشین مونیاں شریف ضلع گجرات

نذرانہ عقیدت

قاسم فیضان مجدد، ترجمان سلسلہ عالیہ
نقشبندیہ مجددیہ قطب العالم، شیخ الشیوخ

حضور قبلہ باباجی
سید فقیر محمد شاہ نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے حضور پیش کرتا ہوں

جن کی نگاہ ولایت سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو فروغ ملا
اور اس خطہ میں عشق و محبت کے دیپ روشن ہوئے

انتساب

مبلغ عالم اسلام، وارث علوم حضرت خواجہ چوراہی

پیر طریقت، امیر شریعت، نباض قوم شہنشاہ ملک سخن و خطابت

حضرت علامہ الحاج پیر سید محمد شبیر علی شاہ گیلانی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ چورا شریف ضلع اٹک

کے نام کرتا ہوں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

معروف ادیب و محقق مخدوم اہل سنت جناب

عبدالقیوم طارق سلطانپوری صاحب مدظلہ العالی

کی رقم مقصود احمد صابری نے ایک اور بے مثال و طُرفہ جامع کتابِ معرفت

کی رقم مردانِ حق کی یاد میں اس نے کتب قابل صد فخرِ اہل حق ہے اس کی شخصیت

خاندان علم و عرفان کا ہے وہ ممتاز فرد ہے مُسلم دہر میں اس کا مقامِ تمکنت

وہ مُفسر وہ محقق و قلم کارو ادیب اس کے پیکر کی ہے دیدہ زیب و دلکش ہر جہت

معتبر اہل قلم اس کے ہنر کے معترف اس کے واصف نامور علم و معرفت

اس کی ہر تحریر ہے ذوق آفریں و کیف بخش اس کے خاصہ کا ہے ہر نقشِ حسیں با منفعت

اس کی عمدہ تر کتابوں سے بخوبی ہے عیاں اس کی تصنیفی مہارت اس کی تخلیقی سکت

یہ کتاب نو عظیم اربابِ حق کا ذکرِ خوب اہلِ دل اہلِ نظر دیکھیں تو اس کی خاصیت

اس میں شامل جھلکیاں ان کی حیاتِ پاک کی صالحین و متقی جن کے لئے عاقبت

اولیاء بارہ سلاسل بصد شانوں شکوہ جلوۂ اس میں ہیں والا شاہ و عالی مرتبت

اس صد تحسین و تبریک اس کو بے حد آفرین یہ دعا دی وہ رہے یارب بخیر و عاقبت

اس کتابِ خوب کی طارق کہی تاریخ چاپ

یہ ہے نادر مجلسِ فیضانِ علم و معرفت

2010ء

دلدادۂ چراغ چشت ۔ باحُب خوبانِ چشت

1955ء ۱۳۷۵ھ

تقریظ از قلم

رئیس القلم والتحریر ممتاز محقق ونعت گو شاعر

حضرت علامہ بشیر حسین ناظم (تمغہ حسن کارکردگی/علامہ اقبال گولڈ میڈل)

اِس پُرفتن دور میں اس چیز کی شدید ضرورت ہے کہ اہل پاکستان بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو تعلیمات قرآن، تعلیمات وفرمودات رسول علیہ السلام اور صوفیہ واولیاء کی سیرت سے مزین کیا جائے۔ کیونکہ اعدائے اسلام نے اس دور میں مذموم مساعی سے اہل اسلام کو ترخرافات دنیوی کے جھانسے دے کر جادۂ حق سے پھیرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ مساعی عرصہ دراز سے آغاز پذیر ہو چکی ہیں۔ انہوں نے صرف مسلمانوں کو نہ صرف اپنے عقائد مہمہ سے ہٹانا چاہا بلکہ قرآن کریم میں تحریف کر کے اس کے مطالب ومعانی کو بھی بدلنے کی کوشش کی۔ اِن اعدائے اسلام کے سخت محاسبے اور محاکے پر شیدائیانِ اسلام نے بہ توفیق باللہ قلمرانی فرمائی اور اُن کو دندان شکن جواب دیئے۔

اس دَور میں پورا عالم اسلام فحاشی وعریاشی کے چنگل میں ہے۔ یہ تمام اثرات مغربی اور مشرقی میڈیا نے چھوڑے ہیں جنہیں صرف کمَول کی فکر ہے۔ اخلاق وسمائل سے اُن کا کوئی تعلق نہیں۔ ملحد طبقہ اطلاعات ونشریات نے آج کل اسلام اور اہل اسلام کو نقصان عظیم پہنچایا ہے اس کی تلافی وازالہ صرف اور صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ اللہ ورسولؐ اور عباد الرحمٰن کے ارشادات کو عام کیا جائے۔

میرے برادر جانی حضرت علامہ مقصود احمد صابری مدظلہ العالی جن کے سینے میں ایک قلب سلیم ہے نے بچوں سے لیکر سن رسیدہ حضرات کو راہِ ہدایت دکھانے کے لئے 1275 سے زائد اولیائے کرام کے سوانحِ حیات اور فرمودات پر مشتمل ایک دائرۃ المعارف اولیائے کرام ترتیب دیا ہے جو بلاشبہ اِس دَور کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔

حضرت علامہ مقصود احمد صابری ایک عالم نو دیٔ اور علامہ سلمی ہیں جن کا قلم ایسے ایسے لؤلوء والمرجان اگلتا ہے جن کی آب وتاب سے اہل درد کے سینوں میں روشنیاں پیدا ہو رہی ہیں۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کاوش کو شرف قبولیت وپذیرائی بخشے اور وہ دین ودنیا میں سرخرو ہو۔ آمین

بشیر حسین ناظم

(تمغہ حسن کارکردگی/علامہ اقبال گولڈ میڈل)

اسلام آباد۔ ۲۵/اپریل ۲۰۱۰ء

تقریظ از قلم

سالارِ اعظم قافلہ سلسلہ عالیہ چشتی صابری رحمانی، جعفری

شیخ العصر حضرت پروفیسر **شاہ محمد سبطین شاہجہانی** چشتی صابری جعفری رحمانی مدظلہ العالی

قرآن کریم اور احادیثِ مقدسہ کے بعد اولیاء اللہ خاصان خدا کی مبارک زندگیوں کا ذکر بے شمار برکات اور حسنات کا موجب ہے کیونکہ اولیاء کرام اور خاصانِ خدا کی سوانح قرآن پاک کی نورانیت اور احادیث کی تابانیوں کا مظہر ہوتی ہیں وہ لوگ خوش نصیب ہیں جن کو اپنے مرشدین اور خواجگانِ سلسلہ کے حالات اقوال اور افکار کی اشاعت کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

جناب صاحبزادہ مقصود احمد صابری ان خوش قسمت اور خوش نصیب اہل قلم میں شامل ہیں جن کو یہ نورانی، رحمانی سعادت نصیب ہے، اس دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی شوق کسی نہ کسی شغل میں مصروف نظر آتا ہے۔ وہ شخص کس قدر کا دھنی، دل کا غنی اور قسمت کا سکندر ہے جو کسی اعلیٰ وارفع ذوق سے باذوق ہے اس سے اچھا شغل اور کام کیا ہوسکتا ہے جو برادرم صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب کو حاصل ہے۔ سچ پوچھئے تو یہ صرف کام ہی نہیں کررہے بلکہ ایک کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ توفیقِ فضلِ ربی ہے عنایت سرکار دو عالم ﷺ کا صدقہ ہے خواجہ عالم عالمیاں مخدوم العالمین سلطان مملکت ولایت حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خصوصی فیضان ہے کہ اس مادہ پرستی آپا دھاپی اور خود غرضی کے دور میں یہ سعادت عظمیٰ صابری صاحب کو نصیب ہورہی ہے۔ قلم تو اور بھی بہت سے لوگ چلا رہے ہیں قلم کار بھی ہیں اور اہلِ قلم بھی مگر یہ بارشِ انوار کی بوقلمونیاں اور سعادت ونوازشات کی یہ رنگ سامانیاں کسے نصیب ہیں۔ اس نعمت کمال پر جس قدر بھی شکرانہ پر جمال ادا کیا جائے کم ہے۔

ع   حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

دربار باری تعالیٰ میں سجدہ ریزی کی توفیق اس کو ہی حاصل ہوتی ہے جس کا سجدہ قبول ہوچکا ہوتا ہے۔ بارگاہِ سید المرسلین ﷺ میں وہی آنکھ اشک فشاں ہوتی ہے جس پر دوزخ کی آگ حرام ہوچکی ہوتی ہے۔ بعینہٖ اولیا اللہ خاصانِ خدا کے ذکرِ جمیل کی توفیق بھی انہی جلیل شخصیات کو حاصل ہوتی ہے جو اولیاء اللہ کے دربار ان کو ہر بار میں باریاب ہوچکے ہوتے ہیں۔

ع یہ عظمتیں ہیں مقدر کسی کسی کے لئے

عالی قدر جناب مقصود احمد صابری صاحب اس مشن میں الحمد اللہ کامیاب و کامران ہیں۔ مقصود احمد صابری صاحب نے بہت سی مبارک کتب تالیف فرمائی ہیں جو اربابِ حال وقال اور احبابِ قلب ونظر میں تحسین و آفرین کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں۔ ان میں صابری انسائیکلوپیڈیا، تجلیات خواجگانِ چشت، تذکرۃ العارفین، تذکرۂ اولیاء پوٹھوہار اور گلدستہ اولیاء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

زیر نظر تالیف انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام المعروف ''گلدستہ اولیاء'' جلد اول تا ششم وہ کارنامہ ہے جو انشاء اللہ دنیائے طریقت میں ممتاز مقام کا حامل ہوگا۔ ماشاء اللہ اس میں 1275 کے قریب اولیاء اللہ کا مبارک ذکر مرقوم ہے پاک و ہند میں جو بارہ سلاسل اپنے اپنے مقامات پر تجلیات الٰہی اور انوار عشق مصطفیٰ کی تابانیاں بکھیر رہے ہیں ان کے تذکار خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہیں۔

میری دانست میں یہ واحد کتاب ہے جس میں ہندوستان کے مختلف مقامات سے متعلق اولیاء اللہ کے تذکرے موجود ہیں۔ پاکستان کے چاروں صوبوں کے ولیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان مقدس شخصیات کی حیاتِ مبارکہ کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ مرقوم کیا گیا ہے۔

اُردو ادب کے ایک معمولی طالب ہونے کی حیثیت سے ناچیز بفضل تعالیٰ نہایت وثوق سے یہ بات لکھ رہا ہے کہ غزل، نظم، افسانہ اور دیگر اصناف پر لکھنے والوں کی شہرت تو اسی دنیا میں رہ جائے گی مگر اللہ کریم کے مقبول بندوں کے ذاکرین ومحررین دونوں جہانوں میں صاحب رفعت بھی ہوں گے اور باعظمت بھی۔ خامے سے خام کام لینے والے رہ جائیں گے اور قلم کو نور ''سورہ القلم'' سے روشن کرنے والے دائمی حیات کے مالک ہوں گے۔

میری دعا ہے کہ اللہ کریم بطفیلِ رحمتہ اللعالمین، بلطف مخدوم العالمینؒ یہ برکتیں یہ سعادتیں صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب کی آنے والی نسلوں کا مقصود بنائے اور ان میں جاری وساری فرمادے۔ (آمین)

احقر الزمن

پروفیسر شاہ محمد سبطین شاہ جہانی ایم۔ اے

سجادہ نشین وخلیفہ اکبر حادی العصر

حضرت خواجہ محبوب جعفری، حبیب رحمانی،

وسالار اعظم سلسلۂ عالیہ جعفریہ رحمانیہ چشتیہ صابریہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روشنیوں کا سفر

انسائیکلوپیڈیا اولیائے اکرام

(کے مولف صاحبزادہ مقصود احمد صابری کا مختصر سوانحی خاکہ)

ازقلم: راشد حمید کلیامی

(قومی ایوارڈ یافتہ مصنف وفاقی وزارت تعلیم، حکومت پاکستان)

1
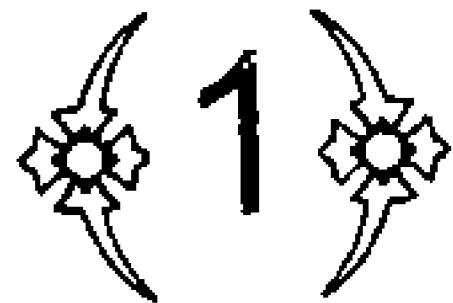
خدا کی بنائی کائنات بہت وسیع ہے۔ اس کائنات میں جاندار اور بے جان مخلوقات لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ ہر شے اپنے اپنے دائرے میں ہمیشہ حرکت کرتی اور اپنے اپنے مدار میں گھومتی رہتی ہے۔ حرکت زندگی کی علامت ہے اور سکون موت کی۔ لیکن جزوی اختیارات کی حامل مخلوق ''انسان'' کی چاہتیں اور آرزوئیں بھی انوکھی اور نرالی ہیں۔ انسان زندگی کا دوام بھی مانگتا ہے اور سکون کی چاہت بھی اسے سکون نہیں لینے دیتی۔ سب کچھ عطا کرنے کا وصف رکھنے والی ربّ کی ذات، انسان کی ان دونوں تمناؤں کی تکمیل اپنے جن خاص بندوں کے توسط اور توسل سے کرتی ہے، انہیں انبیاء اور اولیاء کے ناموں سے پہچانا جاتا ہے۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جن کی حیات کا ہر ثانیہ اور جن کی شخصیت کا ہر زاویہ، جن کی تعلیمات کا ہر عقدہ اور جن کے پیغام کا ہر نکتہ بندے کو اس کے خالق سے ملوا کر اسے دائمی حیات اور ابدی سکون کی سوغات عطا کرتا ہے۔

زمانہ مصدق اور انسانیت گواہ ہے کہ دنیا کی کسی بستی کے کسی کوچے میں اور کسی نگر کے کسی آنگن میں، کم نصیبی اور لاچارگی کا روگ لے کر جب بھی انسانوں کا کوئی گروہ اپنی اُجڑی جھوک، اپنی ویران روح اور بے سکونی کی سلوں تلے پسے اپنے دل کے ٹکڑوں کو اپنے دریدہ دامن اور شکستہ و مجروح ہاتھوں میں سمیٹ کر کھلے آسماں کے نیچے کھڑا ہوا اور آسمانوں کے مولا کو اپنے رخساروں پہ سجے آنسوؤں کے ستارے پیش کئے تو ان ستاروں کی چمک ماند پڑنے سے پہلے ہی کریم رب نے اپنے کسی محبوب بندے کو سکون کا بیوپاری اور دلوں کا سوداگر بنا کر وہاں بھیج دیا۔ پھر کیا تھا؟ دیکھتے ہی دیکھتے ہجوم لگ گیا۔ نفرتوں کے مقابل محبتیں بٹنے لگیں۔ تشنگیوں کے ٹوٹے کاسے لے کر، سیرابیوں کے بھرے ساغر تقسیم ہونے لگے۔ جاں کُنی کے بجائے حیات آفرینی کے سودے ہونے لگے، شخصی امتیاز کی کرسیں، روحانی مساوات کی قمریوں سے مات کھانے لگیں۔ بے سکون، ٹوٹے دلوں کی دراڑوں پہ یادِ خدا کا مرہم رکھ دیا گیا اور روح کی اُجڑی کھیتیاں، فضل باری کی برکھا سے شاداب ہو کر لہلہانے لگیں۔

امام الانبیا ﷺ کے بعد اولیائے کرام کی ذواتِ اعلیٰ صفات ہی ہیں جنھوں نے دلوں کی دنیا میں قائم خیر کی حکومتوں کو دوام اور استحکام بخشا۔ یہی پاکانِ امت ہیں جو اپنی پوری پوری ظاہری حیات، گدڑیوں میں یا پھر پتھر کی سِلوں پہ بیٹھ کر، بارگاہِ صمدیت میں اپنی انا اور خواہشوں کو نثار کر، بے سکون دنیا کے باسیوں کو اطمنان کی جنتوں سے متعارف کرا گئے۔ یہی وہ سعید روحیں ہیں جن کی قبروں پر جلنے والے دیے آج بھی طالبانِ حقیقت اور تشنگانِ معرفت کے دلوں کی بے قرار بستیوں میں یادِ مولا اور اتباعِ سنّت کے چراغ اُجالتے ہیں۔ یہی وہ آشنائے نسخہ ہائے حیاتؑ ہیں جن کی قبریں جیتی ہے، جن کے مقبروں میں جمع دھول خاکِ شفا اور جن کے مزاروں پہ رکھے پھول اور پتھر بصارتوں کے حجابؑ اور دلوں کے آزار مٹا دیتے ہیں۔

﴿2﴾

راولپنڈی کنارے، ایک شخص خدامست، سجادہ بچھائے، چھوٹے سے بوسیدہ کمرے میں گزشتہ کئی سالوں سے بیٹھا اپنے بیگانے کو گلے لگاتا، ہر آنے والے کو کھانا کھلاتا، ہر دم مسکراتا اور اپنی دھن میں مگن ایک ہی گیت گاتا چلا جا رہا ہے کہ

دل کے ٹکڑوں کو بغل بیچ لئے پھرتا ہوں
کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں؟

یہ درویش مقصود احمد صابری ہے۔ اور کسی چارہ گر کو ڈھونڈنے نکلا تو اَن گنت بندگانِ پاک طینت کی زندگیوں کے روشن تر حوالے ساتھ ڈھونڈ لایا۔ بزرگانِ دین کی سیرۃ و سوانح جمع کرنے کا شوق دل میں اُٹھا تو اسے عشق کی چنگاری نے آن لیا۔ پھر پاکستان کے شہر اور دیہات، قصبے اور مضافات میں سے کوئی ایسا نہ تھا جہاں کی خاک اس درویش نے نہ چھانی ہو۔ پاکستان اور ملحقہ ممالک کا کوئی سجادہ ایسا

نہ ہوگا جس پہ بیٹھنے والے شیخ نے درویش کو اپنے سامنے کھڑا نہ پایا ہو۔ وطن عزیز کی کوئی ایسی درگاہ نہ ہوگی جس کی چوکھٹ پہ درویش نے محبت وادب کے نذرانے پیش نہ کیئے ہوں۔ روحانی دنیا کے بغدادی تاجدارؒ سے لے کر '' پکھیوں والی سرکار'' جیسے حوالوں سے پہچانے جانے والے لاتعداد بے نام شہنشاہانِ بے سریر و بے تاج کے احوال، روحانی تصرفات، نظری کمالات، شرعی پابندیوں، سالکانہ اداؤں اور خارق عادات وکرامات کو قرطاس وقلم کی زینت بنا ڈالا۔ ایک دہائی کے محدود دورانیے میں تیرہ ہزار سے زائد صفحات صوفیۂ کاملین کے خدا پرستانہ جذبوں کی نذر کر دیئے درویش نے بزرگانِ دین کی پاکیزہ حیات اور مطہر زندگیوں پہ جتنا لکھا اردو لکھائی کی تاریخ میں اس کی مثال ڈھونڈے سے نہ ملے گی۔

3

صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو اپنے دل کے ٹکڑوں کے علاج کیلئے کسی چارہ گر کی تلاش ہوئی تو وہ تحصیل وضلع راولپنڈی کے دورافتادہ گاؤں ماڑی بنکیال پہنچے اور بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ سے اکتسابِ فیض کرنے والی عظیم ہستی، پیکرِ صبر ورضا، منبع رشد وہدیٰ حضرت صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری رحمتہ اللہ علیہ کی معہدِ تربیت میں وقت گزارنا شروع کیا۔ عشق کی تپش دوآتشہ ہوئی تو 23 دسمبر 1995ء کو سلسلۂ چشتیہ میں شیخ کے ہاتھ پر بیعتِ توبہ کرلی۔ یہ بیعت درحقیقت منزل تھی اُس راستے کی جس راستے کو آپ کے والد گرامی اور ان کے پیر بھائی قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے لیئے آپ کے بچپنے میں تلاشا تھا۔

مرشد کے ہاتھ '' بک'' جانے کے بعد مرشد کی ایک نگاہ نے ہی دل کا قصہ تمام کر دیا اور جذب وذوق اور عرفان وآگہی کے ایسے دروازے کھول دیئے جہاں سے ہمیشہ محبتِ اولیاء کی ہواؤں کا گزر رہتا رہے گا۔ صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے اپنے شیخ سے بے پناہ عقیدت اور محبت وارادت کے بے پایاں جذبے اپنے دل میں سمیٹنا شروع ہی کیے تھے کہ آسمانِ طریقت کا یہ مہرِ تاباں اور گلشنِ تصوف کا گلِ تازہ، طالبانِ راہِ ہدایت تک اپنی مہک اور روشنیوں کے ہمہ دم روشن اور صدا بہار، اَن گنت ہالے چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہہ گیا، مرشد سے جدائی نے آپ کو بے قرار و بے تاب کیا تو آپ جلوتوں کی گہما گہمی سے کنارہ کش ہو گئے۔ اور خلوتوں کا نور سمیٹنا شروع کر دیا۔ دیپ سے دیپ جلا، پروانے جمع ہوئے اور اصلاحِ نفس، تزکیہ ذات، تشکیلِ کردار اور ہدایتِ طالبانِ طریقت کے فریضہ کی ادائیگی شروع ہوگئی۔ اس منصب کو نبھانے کی باقاعدہ اجازت تو پیر سید دلدار حسین شاہ قادری گیلانی (نارووال) نے آپ کو والد گرامی کی وفات کے فوراً بعد ہی سلسلہ قادریہ کا خرقۂ خلافت عطا کر کے دے دی تھی لیکن جنابِ صابری اپنا حلقہ ارادت وسیع کرنے کیلئے کبھی متحرک دکھائی نہیں دیئے۔ باطنی دنیا کے سفر اور سلوک کی راہوں پہ چلتے ہوئے ہدایت کا علم اپنے اردگرد بیٹھے لوگوں کو تھماتے ہوئے جناب صابری نے حد درجہ احتیاط کو اختیار کیا اور ہمیشہ اپنے مرشد اور اولیائے کاملین سے استمداد کرتے رہے۔ مشکلات سہیں اور تنگیوں کو کشادہ روئی سے

برداشت کیا۔ دکھوں اور آلام کو عزیز جان جانا۔ فقر کی آزمائشوں سے خوب پنجہ آزمائی کی۔ والد گرامی کی عنایات بھری روحانی نگاہ بھی زیست کی الجھنوں اور حیات کی تلخیوں میں ہمیشہ جام وجلا کا کام دیتی رہی۔

راہ ہموار جو ہوتی تو بھٹک جاتے ہم
ہم کو چلنے کے ہنر، ٹھوکریں کھانے سے ملے

4

وہ لمحے اور خطے اپنی قسمت پہ ناز کرتے ہیں جن میں اور جہاں کوئی ایسا انسان جنم لیتا ہے جو کارگاہِ زیست میں لگاتار جدوجہد سے دکھوں کی جھاڑیوں پہ شادمانیوں کے پھول اگاتا ہے۔ اور اشک چھلکاتی آنکھوں میں مسرتوں کی چمک لاتا ہے۔ بزرگانِ دین کی زندگیوں کے نادیدہ گوشے عام انسانوں کے سامنے لاکر صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے بلاشبہ سکون وراحت کی ایک بہار قائم کردی ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلد اور امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ کے پیروکار، چشتیہ صابریہ سلسلہ کی روایات کے امین اور سروہی راجپوت کا خاندانی پس منظر رکھنے والے صاحبزادہ مقصود احمد صابری 11 اگست 1955ء (۱۱ ذی الحج ۱۳۷۵) کو راولپنڈی شہر کے ایک علاقہ جھنگی محلہ میں پیدا ہوئے۔ صاحبزادہ جمیل اختر صابری سجادہ نشین دربار عالیہ صابریہ صدیقیہ نے آپ کا قطعہ تاریخ پیدائش یوں رقم کیا ہے

ہجری تیرہ سو پچھتر اور دن تھا سوموار — ایسے میں پیدا ہوئے ایک پسرِ نامدار
اور صدائیں چار سو آئیں مبارکباد کی — حافظ فیض محمد کا گھر ہوگیا پُر بہار
اے جمیل صابری اس عالمِ بے بدل کا — نام مقصود احمد رکھا، مقصود تھا ہر چہار

نامور قلم کاروں نے صاحبزادہ مقصود احمد صابری کی تاریخ پیدائش ہجری وعیسوی کا استخراج یوں کیا ہے۔

''خاکپائے درمخدوم صابرنواز''	______	1955ء	(میاں غلام فرید وارثی لاہور)
''خادمِ فقراء میاں مقصود احمد صابری عفی عنہ''	______	1955ء	(صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی)
''صاحب دردِ عشق مقصود احمد صابری''	______	1375ھ	(صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی)
''دلدادۂ چراغ چشت''	______	1955ء	(عبدالقیوم طارق سلطان پوری)
''باحب خوبانِ چشت''	______	1375ھ	(عبدالقیوم طارق سلطان پوری)

صاحبزادہ مقصود احمد صابری کے والد گرامی حضرت مولانا فیض محمد چشتی صابری، صاحبِ طریقت بزرگ اور اعلیٰ علم وفضل کے حامل عالم

دین تھے۔ جو ضلع سہارنپور یوپی انڈیا سے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے تھے۔ جناب صاحبزادہ نے تحصیلِ علوم دینیہ کا آغاز اپنے والدِ گرامی کے مدرسہ تجوید القرآن سے کیا۔ اور ساتھ ہی عصری علوم کے حصول کیلئے مقامی سکول میں داخلہ لے لیا۔ جامعہ نعیمیہ غوثیہ گجرات سے درس نظامی کی سند لی۔ جبکہ علامہ مختار احمد نعیمیؒ، شیخ الحدیث علامہ محمد یعقوب ہزارویؒ اور مفتی مختار احمد درانیؒ سے الگ الگ دورہ تفسیر القرآن کیا۔ علاوہ ازیں امام المناطقہ مفتی محمد سلیمان رضوی مدظلہ سے بھی کسبِ فیض کیا۔

5

عِلم جب زور کرتا ہے تو اظہار چاہتا ہے اور سجادہ و منبر عِلم کے اظہار کا ہمیشہ سے موثر ذریعہ رہے ہیں۔ سجادہ و منبر سے اُٹھنے والی آوازوں نے ہزاروں دلوں کیلئے خداشناسی کے اسباب مہیا کئے، لاکھوں دماغوں کو معرفت کے نور سے جلا بخشی اور کروڑوں پیشانیوں کو سجدہ ریزی کی لذت سے آشنا کیا، انہی آوازوں کو سن کر کانوں کو حق کی پہچان ملی اور آنکھوں کو یادِ محبوب ﷺ میں رونے کا ہنر آیا لیکن اس بات پر مزید تحقیق کی ضرورت نہیں کہ اصل زور لفظوں میں نہیں کردار میں ہوتا ہے۔ وہ الفاظ جن کی صداقت کی گواہی لفظ ادا کرنے والے کا کردار نہ دے اُس پھیری والے کی بولی کی طرح ہیں جو گندہ اور بے کار پھل بیچنے گلیوں میں نکل آتا ہے۔ صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے تحصیل علم کے بعد 1979ء میں 24 سال کی عمر میں پہلی مرتبہ منبر رسول ﷺ پہ قدم رکھا۔ دل دھڑکا اور آنکھیں ڈبڈبائیں کہ اس منصب کے تقاضے نبھانے کی اہلیت بھی ہے کہ نہیں؟ مرشد کی نگاہ اور والد کی توجہ نے سہارا دیا۔ اور غوث اعظم روڈ راولپنڈی کی جامع مسجد غوثیہ میں امامت وخطابت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ پھر راولپنڈی کے مختلف علاقوں ڈھوک حسو، مورگاہ، چٹہ موڑ مری، خیابان سرسید، بنی چوک، کمال آباد، دھمیال کیمپ، میرا کلاں، اور حاجیا گلی ایبٹ آباد میں خطابت کی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔ 1980 میں آپ رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئے 1988ء میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو اپنی زندگی کی محنت شاقہ اور اپنی حیات کی شب زندہ داریوں کا صلہ ربِّ قدوس نے اس طرح سے دیا کہ غوث اعظمؒ روڈ (سابقہ چکری روڈ) پہ آپ کو معیاری درسگاہ کے قیام کیلئے ایک قطعہ اراضی تفویض کر دیا۔ بنیادی تعمیراتی کام دو سال میں مکمل ہوا اور جامعہ اسلامیہ فیض القرآن کے نام سے ایک پروقار درسگاہ قیام پا گئی۔ 11 اپریل 1992ء کو محدث کبیر شارح بخاری علامہ غلام رسول رضوی فیصل آبادیؒ کے ہاتھوں اس درسگاہ کا افتتاح ہوا۔ جامعہ سے منسلک جامع مسجد اکبری صابری میں خطبہ جمعہ اور جامعہ میں درس وتدریس کی مصروفیات آج بھی جناب صابری کے معمولات کا حصہ ہیں۔

6

قربِ الٰہی کی اُمنگ جب انسان کے سینے میں جالیتی ہے تو انسان دیوانہ وار دوڑنے اور بھاگنے لگتا ہے۔ یہ وہ کسک ہے جو کبھی انسانوں

کے وجود میں نمو پاتی، کبھی دل سے اُٹھتی، کبھی آنکھوں سے اُمڈتی، کبھی رخساروں سے پھوٹتی اور کبھی دماغوں میں ابلتی ہے۔ اس جوہر کی تلاش، انسان کو قریہ قریہ گھماتی اور جنگل جنگل بساتی ہے۔

اسی لعلِ انمول کی تلاش میں جناب صابری، مزارات پہ حاضری کو اپنا وطیرہ اور اپنا معمول بنائے رکھتے ہیں۔ لیکن مَن میں دبی آگ جب شعلوں کا روپ دھار کر سوچوں کی شکل میں باہر نکلتی ہے تو ایک مقام پر قرار مشکل ہو جاتا ہے۔ صاحبزادہ مقصود احمد صابری پاکستان بھر کے اہل اللہ کے مزارات پہ حاضری کے بعد دسمبر 1975ء میں مسقط کا رخ کرتے ہیں۔ جہاں چھے ماہ کے اپنے قیام میں متعدد انبیائے کرام کی قبور پر حاضری کا شرف حاصل ہوتا ہے ساتھ ہی ساتھ کئی ماہ تک مسلسل، روزانہ حضرت عمران علیہ السلام کے مزار پُر انوار پہ حاضری اور ختم خواجگان پڑھنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

دسمبر 1983ء میں آپ نے پڑوسی ملک بھارت کا دورہ کیا اور اپنے خاندان کے افراد سے ملاقاتوں کے علاوہ مظفر نگر، دیوبند، دہلی، مہرولی، میرٹھ اور کلیر شریف کے بزرگوں کے مزارات پر حاضری ہوئی۔

1995ء میں حکومت ایران کی دعوت پہ آیت اللہ خمینی کی برسی میں شرکت کے لئے ایران گئے۔ اپنے وفد کے قائد کی حیثیت سے خمینی کے مزار پر حاضری دی۔ جبکہ دیگر مزارات کے علاوہ مشہد میں حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے مزارِ پُر انوار پر حاضری نصیب ہوئی۔

1997ء میں سرکاری پروٹوکول کے ساتھ شام کا دورہ کیا اور متعدد صحابہ، تابعین اور آئمہ مجتہدین کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ یہاں پہ آپ کی ملاقاتیں مفتئ اعظم شام اور نائب مفتئ شام سے رہیں۔

1999ء میں متحدہ عرب امارات کا دورہ کیا اور علماء و مشائخ سے ملاقاتیں ہوئیں۔

1983ء اور پھر چودہ برس کی فرقت کے بعد 1997ء میں ادائیگی عمرہ کے سفر میں جناب صابری اپنی ہچکیوں، آہوں اور آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرنے اُس بارگاہ میں پہنچے، جہاں زمانے کی بادشاہت کی خیرات بٹتی ہے۔ جہاں بے نواؤں کو نوائے اثر ملتی ہے۔ جہاں لاچاروں کو حیات کی نوید عطا ہوتی ہے۔ وہ بارگاہ جہاں من کی سیاہیاں اور دل کی کالکیں نبوت کے نور سے دُھل کر ہدایت کے سرچشموں میں بدل جاتی ہیں۔ جہاں حُسن و جمال کے سارے آئینے اور خوبی و کمال کے تمام پیمانے ٹوٹ جاتے ہیں۔ جہاں احساسات کو جداگانہ آواز اور دھڑکنوں کو نئے نئے انداز ملتے ہیں۔ جہاں سے خدا تک پہنچنے کے ہر رستے کی ابتداء ہوتی ہے اور جہاں پہ عقیدت و محبت کے ہر انداز کی انتہا ہوتی ہے۔ وجود میں مچلتی آرزوؤں اور آنکھوں سے اُمڈتی التجاؤں کی گٹھڑی باندھ کر جناب صابری قدمین شریفین کی جانب ایک کونے میں سمٹے اور انتہائے ادب کے ساتھ گٹھڑی آگے کو بڑھا دی۔ آنسوؤں کا نہ تھمنے والا سلسلہ اور سسکیوں کا نہ رکنے والا مرحلہ جاری تھا۔ اپنی ذات، پیارے وطن اور امتِ رسول ﷺ کیلئے دعائیں، لفظوں کا روپ دھار رہی تھیں۔ جناب صابری نے اپنے کانپتے ہاتھوں، لرزتے ہونٹوں اور ڈوبتے دل کے ساتھ اپنی حیات کا مقدمہ پیش کیا کہ

حضور ﷺ دہر میں آسودگی نہیں ملتی   تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی

اور

ترا وصال جو ملتا تو ہم کہاں ہوتے؟   ہمیں تو تیری کمی نے سنبھال رکھا ہے

7

انسان کے بول اور تحریر دونوں اہم ہوتے ہیں۔ مگر بول کی عمر بہت کم اور تحریر کی عمر بہت طویل ہوتی ہے۔ خوبصورت آواز، زبان پہ دسترس، بولنے کی صلاحیت سب اللہ کی عظیم نعمتیں ہیں لیکن لکھنے کی صلاحیت کا کوئی بدل نہیں۔

صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو اللہ تعالیٰ نے تحریر کی قوت میں سے حصہ وافر عطا فرمایا ہے آپ مسلسل مطالعے اور لگاتار لکھنے کے خوگر ہیں۔ تحقیق، جستجو اور علمی مواد کو جمع کرنا آپ کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ محبوبانِ خدا کی زندگیاں آپ کی تحریروں کا محبوب عنوان ہیں یہی وجہ ہے کہ جو کچھ لکھا، کم وبیش اسی عنوان پہ لکھا۔ تحریر میں سلاست اور تحقیق کا رنگ نمایاں ہے اپنی تحریروں میں تصوف کے بعض پیچیدہ مسائل پہ بہت کھل کر بات کی ہے۔ بزرگان دین کے احوال کے تناظر میں علم اسماء الرجال پہ دسترس رکھتے ہیں۔ تحریر کا ہر جملہ محبت اور ادب کی شیرینی لئے ہوئے ہے۔ دوسرے سلاسل کا احترام بھی اُسی طرح ہے جس طرح اپنے سلسلے کا، اپنی تحریر میں کسی بزرگ کو توقیر کے مروجہ پیمانے سے نیچے لانے کی کوتاہی کبھی نہیں کرتے۔ تصانیف کی تعداد بڑھانے کے بجائے کام کے معیار کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ ''خواجگانِ چشت'' کے نام سے آپ کی پہلی تصنیف، عمر کے ستائیسویں برس 1982ء میں سامنے آئی اور پھر رقم طرازیوں اور قلم کاریوں کا یہ تسلسل ٹوٹنے نہ پایا۔ تذکرہ اولیائے پوٹھوار، گلدستۂ اولیا، تجلّیات خواجگان چشت، تذکرۃ العارفین، صابری انسائیکلوپیڈیا، مجموعہ کراماتِ اولیاء، ارکانِ طریقت اور تصوف کے مسائل اور عظمتِ رفقائے مصطفیٰ ﷺ آپ کی اہم تصانیف میں شامل ہیں۔ مجموعی طور پر لگ بھگ 25 کتب مکمل ہو کر اب تک اہل ذوق کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہیں۔ جبکہ کئی ایک تکمیل اور طباعت کے مراحل میں ہیں۔ ''انسائیکلوپیڈیا اولیائے اکرام'' یقیناً آپ کی قابل فخر تالیف ہے۔ جو چھ ضخیم جلدوں میں، بارہ سلاسل طریقت کے 1200 سے زائد صوفیۂ کرام کی نفیس زندگیوں، مقدس سیرتوں اور زریں تعلیمات کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ تصنیف اپنے موضوع پر اردو زبان میں سب سے بڑی اور منفرد کتابِ حوالہ ہے۔ جس سے محبان طریقت صدیوں تک استفادہ کرتے رہیں گے۔

صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے اطلسی کشاکش سے دور ہو کر، ایک ٹوٹے مکان میں رہ کر، تحقیق و تصنیف کی جملہ سہولیات کے بغیر، جماعتوں اور تنظیموں کا سہارا لئے بنا، اور مال و زر کی جھنکار سے مرعوب نہ ہو کر تنِ تنہا وہ کام کر دکھایا جو رُپوں کے ڈھیر، رنگوں اور

پردوں سے لش پش کرتی عمارتیں، تنظیموں کے ہجوم اور خدام کے ٹھاٹھ مل کر بھی نہیں کر سکتے۔ بارگاہِ لم یزل کے فضل اور عنایتِ مصطفیٰ ﷺ نے انہیں مخدوموں کی صف میں شامل کر دیا ہے۔ انہوں نے زندگی کی لذتوں، دہن کی حلاوتوں، وقتی کرّ وفر، ظاہری نمود و نمائش، عارضی جاہ و حشم اور مَن چاہی کے مخملیں بچھونوں کو اپنے مشن اور اپنے کام کی خاطر نظر انداز کیا اور فاقہ مستی کا علم لے کر اپنے مقصد کی تکمیل کرتے ہوئے امر ہو گئے۔

صد شکر کہ افلاس کی یلغار میں دانش
فاقہ کوئی توہینِ ہنر تک نہیں پہنچا

راشد حمید کلیامی
پرنسپل قاسم ہال سکول سسٹم
غازی آباد، کمال آباد روڈ، راولپنڈی کینٹ
20 : 10 : 2010

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

نمبر شمار	نام	بمقام	سن ہجری	سن عیسوی	صفحہ نمبر
1	حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال نقشبندیؒ	قریہ سوخار، نزد مشہد، ملک ایران	۷۷۲ھ	1370ء	54
2	حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندیؒ	قصر عارفاں، بخارا	۷۹۱ھ	1388ء	58
3	حضرت خواجہ علاؤالدین عطار نقشبندیؒ	چغانیہ، نزد قصبہ ماوراالنہر، علاقہ بخارا	۸۰۲ھ	1399ء	64
4	حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندیؒ	خیابان ہرات، ملک ایران	۸۹۸ھ	1492ء	67
5	حضرت مخدوم جعفر بوبکائی نقشبندیؒ	بوبک اسٹیشن، تحصیل بوبک، سیوہن شریف	۹۷۶ھ	1568ء	73
6	حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندیؒ	قطب روڈ، صدر بازار، دہلی، انڈیا	۱۰۱۲ھ	1603ء	77
7	حضرت مجدد الف ثانی نقشبندیؒ	سرہند شریف، انڈیا	۱۰۳۴ھ	1624ء	83
8	حضرت خواجہ خاوند محمود حضرت ایشاںؒ	جی ٹی روڈ، بیگم پورہ، شالامار باغ، لاہور	۱۰۵۲ھ	1642ء	92
9	حضرت سیّد عبداللہ غزنوی نقشبندیؒ	کوہاٹ شہر، صوبہ سرحد	۱۰۷۰ھ	1660ء	100
10	حضرت اخون شہباز نقشبندیؒ	کاکشال، پشاور شہر، صوبہ سرحد	۱۰۹۳ھ	1682ء	111
11	حضرت اخون شاہ حبیب اللہ نقشبندیؒ	کاکشال، پشاور شہر، صوبہ سرحد	۱۰۹۹ھ	1687ء	112
12	حضرت مخدوم آدم نقشبندی المعروف مخدوم آدوؒ	قبرستان مکلی ٹھٹھہ، صوبہ سندھ	گیارہویں	صدی ہجری	113
13	حضرت سعدی بخاری نقشبندیؒ	سعدی پارک، ترمذی سٹریٹ، مزنگ، لاہور	۱۱۰۸ھ	1696ء	117
14	حضرت شیخ عبدالغفور نقشبندیؒ	مچنی روڈ، نزد ضلع کچہری پشاور، صوبہ سرحد	۱۱۱۶ھ	1704ء	120
15	حضرت اخون مومن نقشبندیؒ	موضع ماشوگگر، تحصیل و ضلع پشاور، کوہاٹ روڈ	۱۱۳۱ھ	1718ء	122
16	حضرت شیخ یحییٰ نقشبندیؒ	کنارہ دریائے اٹک۔ اٹک شہر	۱۱۳۱ھ	1718ء	123
17	حضرت مخدوم ابوالقاسم نقشبندیؒ	مکلی ٹھٹھہ، صوبہ سندھ	۱۱۳۸ھ	1725ء	125

نمبر	نام	مقام	ہجری	عیسوی	صفحہ
18	حضرت میاں عبدالحکیم نانا نقشبندی	لورالائی، صوبہ بلوچستان	۱۱۵۳ھ	1749ء	131
19	غلام محمد المعروف حضرت جی نقشبندی	باغ اسداللہ خان، بجوڑی دروازہ، پشاور	۱۱۷۵ھ	1761ء	134
20	حضرت شیخ سعداللہ نقشبندیؒ	علاقہ وچھن، ضلع جھنگ	۱۱۷۸ھ	1764ء	136
21	حضرت حافظ محمد علی نقشبندیؒ	چوک بازار، جھنگ صدر	۱۱۸۰ھ	1766ء	138
22	حضرت مخدوم ابوالحسن ڈاہری نقشبندی	دوڑ اسٹیشن، ضلع نواب شاہ، صوبہ سندھ	۱۱۸۱ھ	1767ء	140
23	حضرت میاں محمد عمر چمکنی نقشبندیؒ	کنارہ، دریائے اٹک	۱۱۹۰ھ	1776ء	143
24	حضرت مرزا مظہر جان جاناں نقشبندیؒ	دہلی شہر، انڈیا	۱۱۹۵ھ	1781ء	148
25	علامہ حاجی فقیراللہ علوی نقشبندی	شکارپور، ہاتھی گیٹ، صوبہ سندھ	۱۱۹۵ھ	1781ء	151
26	حضرت میاں حماند متھر ومہ نقشبندیؒ	چنیوٹ شہر، ضلع جھنگ	۱۱۹۸ھ	1783ء	154
27	حضرت شیخ جنید پشاوری نقشبندیؒ	لاہوری گیٹ، پشاور	بارھویں	صدی ہجری	156
28	حضرت خواجہ حافظ عبدالمجید نقشبندیؒ	چشمہ روڈ، کوئٹہ شہر، صوبہ بلوچستان	بارھویں	صدی ہجری	157
29	حضرت مُلا محمد عثمان اخوند نقشبندیؒ	پشین، صوبہ بلوچستان	بارھویں	صدی ہجری	158
30	حضرت شیخ محمد یوسف نقشبندیؒ	نظام خان دروازہ، ڈیرہ اسماعیل خان شہر	۱۲۰۲ھ	1787ء	159
31	حضرت علامہ مخدوم یار محمد صدیقی نقشبندی	کوٹری کبیر، صوبہ سندھ	۱۲۱۹ھ	1805ء	161
32	میاں غلام محمد المعروف حضرت جیو نقشبندی	محلہ فضل حق، پشاور شہر، صوبہ سرحد	۱۲۳۲ھ	1816ء	164
33	حضرت خواجہ سید فیض اللہ شاہ نقشبندیؒ	تیزئی شریف، تیراہ کوہاٹ، افغانستان بارڈر	۱۲۴۵ھ	1829ء	168
34	حضرت قاضی محمد محسن الدین نقشبندیؒ	اراضی شریف، کلرسیداں، ضلع راولپنڈی	۱۲۶۲ھ	1845ء	173
35	حضرت خواجہ غلام محی الدین نقشبندیؒ	دربار دائم الحضوری، قصور شہر	۱۲۷۰ھ	1853ء	175
36	حضرت خواجہ قادر بخش نقشبندیؒ	جہان خیلاں، ہوشیار پور، مشرقی پنجاب انڈیا	۱۲۷۲ھ	1855ء	177
37	حضرت سید امام علی شاہ نقشبندیؒ	مکان شریف، ضلع گورداسپور، انڈیا	۱۲۸۲ھ	1865ء	182
38	حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ نقشبندیؒ	چورہ شریف، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک	۱۲۸۴ھ	1867ء	184
39	حضرت حاجی دوست محمد قندھاری نقشبندیؒ	موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان	۱۲۸۴ھ	1867ء	190
40	حضرت خواجہ محمد خان عالم خان نقشبندیؒ	باولی شریف، نزد سرائے عالمگیر	۱۲۸۸ھ	1871ء	192
41	حضرت مولانا نور احمد نقشبندیؒ	قبرستان دیوان حافظ، چنیوٹ شہر	۱۲۹۹ھ	1881ء	193
42	حضرت مُلا طاہر نقشبندیؒ	زیارت، صوبہ بلوچستان	۱۳۰۶ء	1888ء	197

43	حضرت حافظ محمود احمد نقشبندیؒ	بستی شیخ درویش، جالندھر مشرقی پنجاب، انڈیا	۱۳۰۶ھ	1888ء	199
44	حضرت مولانا جان محمد میلوی نقشبندیؒ	میل شریف، تحصیل کلورکوٹ، ضلع بھکر	۱۳۰۷ھ	1889ء	202
45	حضرت خواجہ غلام نبی نقشبندیؒ	للہ شریف، تحصیل پنڈ دادنخان، ضلع جہلم	۱۳۰۷ھ	1889ء	210
46	حضرت خواجہ سید گل نبی شاہ نقشبندیؒ	چورہ شریف، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک	۱۳۰۸ھ	1890ء	213
48	حضرت پیر سیّد ولایت حسین شاہ بخاری نقشبندیؒ	گنگوالہ شریف، تحصیل و ضلع راولپنڈی	۱۳۰۹ھ	1891ء	217
49	حضرت خواجہ محمد ہاشم نقشبندی	بگھار شریف، تحصیل کہوٹہ، ضلع راولپنڈی	۱۳۱۳ھ	1895ء	219
50	حضرت شاہ عبدالرحیم آغا سرہندی نقشبندیؒ	رقیہ شریف، نزد ٹیاری ضلع حیدرآباد، سندھ	۱۳۱۳ھ	1895ء	220
51	حضرت سید لعل شاہ ہمدانی نقشبندیؒ	دندہ شاہ بلاول، تحصیل تلہ گنگ، ضلع چکوال	۱۳۱۳ھ	1896ء	223
52	حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی نقشبندیؒ	موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان	۱۳۱۴ھ	1896ء	224
53	حضرت شیخ امام محمد حسن نقشبندیؒ	زکوڑی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان	۱۳۱۴ھ	1896ء	225
54	حضرت خواجہ میاں روح اللہ نقشبندیؒ	گانگلزئی، تحصیل پشین، صوبہ بلوچستان	۱۳۱۴ھ	1896ء	227
55	مولانا عبدالرحمٰن سکھری نقشبندیؒ	سکھر شہر، صوبہ سندھ	۱۳۱۴ھ	1896ء	229
56	حضرت سائیں توکل شاہ نقشبندیؒ	شہر انبالہ، مشرقی پنجاب، انڈیا	۱۳۱۵ھ	1897ء	231
57	حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ نقشبندیؒ	چورہ شریف، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک	۱۳۱۵ھ	1897ء	238
58	حضرت خواجہ سید شاہ محمد نقشبندیؒ	چورہ شریف، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک	۱۳۱۵ھ	1897ء	244
59	حضرت خواجہ عبدالرحمٰن سرہندی نقشبندی	ٹنڈو سائیں، داد ٹکھڑ، کوہ گنجہ، صوبہ سندھ	۱۳۱۵ھ	1898ء	251
60	حضرت خواجہ حافظ دوست محمد نقشبندیؒ	للہ شریف، تحصیل پنڈ دادنخان، ضلع جہلم	۱۳۱۸ھ	1900ء	255
61	حضرت خواجہ محمد امین نقشبندیؒ	مستال شریف، آئی نائن، ضلع اسلام آباد	۱۳۱۸ھ	1900ء	256
62	حضرت خواجہ فیض الحق جان نقشبندیؒ	قریہ چشمہ چوزئی، نزد کوئٹہ شہر صوبہ بلوچستان	۱۳۱۸ھ	1900ء	258
63	حضرت خواجہ سید میر جان کابلی نقشبندیؒ	جی ٹی روڈ، بیگم پورہ، شالامار باغ، لاہور	۱۳۱۹ھ	1901ء	260
64	حضرت پیر سید نیک عالم شاہ نقشبندیؒ	نئی آبادی سنگوٹ، ضلع میرپور، آزاد کشمیر	۱۳۱۹ھ	1901ء	262
65	حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ نقشبندیؒ	بیربل شریف، وادی سون، ضلع خوشاب	۱۳۲۱ھ	1903ء	265
66	حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندیؒ	سید پور شریف، آزاد کشمیر	۱۳۲۳ھ	1905ء	267
67	حضرت پیر سید لطف علی شاہ نقشبندیؒ	رواتڑہ شریف، تحصیل سوہاوہ، ضلع جہلم	۱۳۲۴ھ	1906ء	269
68	حضرت خواجہ سید حسن محمد شاہ نقشبندیؒ	چورہ شریف، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک	۱۳۲۵ھ	1907ء	271

69	مولانا محمد صدیق نقشبندیؒ	مستونگ، صوبہ بلوچستان	۱۳۲۵ھ	1907ء	276
70	حضرت خواجہ محمد سراج الدین نقشبندیؒ	موسیٰ زئی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان	۱۳۳۳ھ	1914ء	279
71	حضرت خواجہ عبدالعلی نقشبندیؒ	مستال شریف، آئی نائن، ضلع اسلام آباد	۱۳۳۳ھ	1914ء	280
72	حضرت خواجہ امیر الدین کوٹلوی نقشبندیؒ	کوٹلہ شریف، نزد فاروق آباد، ضلع شیخوپورہ	۱۳۳۳ھ	1914ء	281
73	حضرت حافظ محمد حیات نقشبندیؒ	ڈھنگروٹ شریف، ضلع میر پور، آزاد کشمیر	۱۳۳۵ھ	1916ء	282
74	حضرت سید مظفر شاہ دہلوی نقشبندیؒ	کالا باغ، ضلع میانوالی،	۱۳۳۵ھ	1917ء	286
75	حضرت مفتی امام الدین نقشبندیؒ	رتہ شریف، تحصیل و ضلع چکوال	۱۳۳۷ھ	1918ء	289
76	حضرت پیر محمد عبدالقادر نقشبندیؒ	زکوڑی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان	۱۳۳۷ھ	1918ء	291
77	حضرت علامہ مفتی حامد اللہ میمن نقشبندی	گوٹھ پھٹوں، تحصیل گولارچی، ضلع بدین، سندھ	۱۳۳۸ھ	1919ء	292
78	حضرت علامہ مفتی حسن اللہ صدیقی نقشبندی	درگاہ پاٹ شریف، ضلع دادو، صوبہ سندھ	۱۳۳۹ھ	1920ء	295
79	خواجہ عبدالرحمٰن نقشبندیؒ	بہادر کلی، پشاور	۱۳۴۰ھ	1921ء	299
80	حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ نقشبندیؒ	چورہ شریف، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک	۱۳۴۵ھ	1926ء	302
81	حضرت سید اکبر شاہ بخاری نقشبندیؒ	پشاور، صوبہ سرحد	۱۳۴۶ھ	1927ء	306
82	حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندیؒ	سواگ شریف، تحصیل کروڑ، ضلع لیہ	۱۳۴۶ھ	1927ء	309
83	حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندیؒ	شرق پور شریف، ضلع شیخوپورہ	۱۳۴۷ھ	1928ء	310
84	حضرت قاضی غلام جیلانی نقشبندی	شمس آباد، ضلع اٹک	۱۳۴۸ھ	1930ء	319
85	حضرت علامہ الحاج مفتی خادم حسین جتوئی	جدو دیرو گوٹھ، ضلع شکار پور، صوبہ سندھ	۱۳۴۸ھ	1930ء	321
86	حضرت خواجہ عبدالخالق نقشبندیؒ	جہان خیلاں، ہوشیار پور، مشرقی پنجاب، انڈیا	۱۳۵۰ھ	1931ء	326
87	حضرت مولانا ایزد بخش نقشبندیؒ	چاہ بھنگیاں والا، باغبانپورہ، لاہور	۱۳۵۰ھ	1931ء	335
88	حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ نقشبندیؒ	دارالعلوم حزب الاحناف، گنج بخش روڈ، لاہور	۱۳۵۴ھ	1935ء	337
89	حضرت مخدوم غلام محمد ملکانی نقشبندیؒ	خانقاہ عالیہ ملکانی شریف، ضلع دادو، صوبہ سندھ	۱۳۵۴ھ	1935ء	340
90	حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم نقشبندیؒ	عیدگاہ شریف، راولپنڈی شہر	۱۳۵۵ھ	1936ء	343
91	حضرت خواجہ گل حسن نقشبندی	مرشد آباد، تحصیل منکیرہ، ضلع بھکر	۱۳۵۶ھ	1937ء	349
92	حضرت خواجہ سیّد محمد سید شاہ نقشبندیؒ	چورہ شریف، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک	۱۳۵۷ھ	1938ء	351
93	حضرت پیر سید جماعت علی شاہ ثانی نقشبندیؒ	علی پور شریف، ضلع نارووال	۱۳۵۸ھ	1939ء	356

نمبر	نام	مقام	ہجری	عیسوی	صفحہ
94	حضرت خواجہ غلام حسن نقشبندی	سواگ شریف، تحصیل کروڑ، ضلع لیہ	١٣٥٨ھ	1939ء	357
95	خواجہ محمد عمر جان چشموی نقشبندی	قریہ چشمہ، کوئٹہ شہر، صوبہ بلوچستان	١٣٦٠ھ	1941ء	367
96	حضرت خواجہ عبدالحئی جان	قریہ چشمہ، اچوزئی کوئٹہ شہر، صوبہ بلوچستان	١٣٦٠ھ	1941ء	370
97	حضرت پیر محمد حیات سیالکوٹی نقشبندیؒ	سیالکوٹ شہر	١٣٦١ھ	1942ء	372
98	حضرت خواجہ محمد قاسم نقشبندیؒ	موہڑہ شریف، تحصیل مری، ضلع راولپنڈی	١٣٦١ھ	1942ء	373
99	حضرت پیر محمد اسماعیل سرہندی نقشبندیؒ	میرپور خاص، صوبہ سندھ	١٣٦١ھ	1942ء	383
100	حضرت مولانا خواجہ عبدالرحمٰن نقشبندیؒ	بگھار شریف، نارہ متور، تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی	١٣٦٢ھ	1943ء	385
101	حضرت مولانا نبی بخش حلوائی نقشبندیؒ	سٹی کوتوالی، بیرون دہلی دروازہ، لاہور	١٣٦٣ھ	1943ء	394
102	حضرت خواجہ شمس الدین نقشبندیؒ	سید پور شریف، آزاد کشمیر	١٣٦٣ھ	1943ء	398
103	مولانا محمد عبداللہ درخانی نقشبندیؒ	ڈھاڈر، ضلع کچھی، صوبہ بلوچستان	١٣٦٣ھ	1944ء	401
104	حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی نقشبندیؒ	ٹنڈو سائیں داد، ضلع حیدرآباد، صوبہ سندھ	١٣٦٥ھ	1945ء	404
105	حضرت پیر سید مفتی عبدالعزیز گیلانی نقشبندیؒ	قبرستان شاہ شہیداں، سیالکوٹ شہر	١٣٦٦ھ	1946ء	408
106	حضرت مفتی دین محمد نقشبندیؒ	رتہ شریف، تحصیل وضلع چکوال	١٣٦٦ھ	1946ء	409
107	حضرت خواجہ مقبول الرسول نقشبندیؒ	للہ شریف، تحصیل پنڈ دادنخان، ضلع جہلم	١٣٦٨ھ	1948ء	411
108	حضرت علامہ پیر فتح محمد نقشبندی بھورویؒ	بھور شریف، تحصیل عیسیٰ خیل، ضلع میانوالی	١٣٦٨ھ	1948ء	414
109	مولانا غلام علی گوپانگ نقشبندی	گوٹھ مولوی غلام علی یانگ، تحصیل وضلع بدین	١٣٦٨ھ	1949ء	420
110	حضرت مولوی غلام محمد قریشی نقشبندیؒ	محلہ سار باناں، گاڑی خانہ، پشاور شہر	١٣٧٠ھ	1950ء	421
111	حضرت پیر سید جماعت علی شاہ نقشبندیؒ	علی پور شریف، ضلع نارووال	١٣٧١ھ	1951ء	424
112	حضرت فقیہ اعظم مولانا محمد شریف نقشبندیؒ	کوٹلی لوہاراں، ضلع سیالکوٹ	١٣٧١ھ	1951ء	441
113	حضرت حافظ عبداللہ نقشبندیؒ	جامع مسجد بزازاں، پشاور شہر، صوبہ سرحد	١٣٧٢ھ	1952ء	443
114	حضرت سید نور الحسن بخاری نقشبندیؒ	کیلیانوالہ شریف، ضلع گوجرانوالہ	١٣٧٣ھ	1953ء	445
115	حضرت خواجہ عبدالعزیز نقشبندیؒ	نزد زراعت فارم، مری روڈ، راولپنڈی	١٣٧٤ھ	1954ء	449
116	حضرت پیر مہتاب شاہ نقشبندیؒ	موضع دعولہ، چوآ سیدن شاہ، ضلع چکوال	١٣٧٥ھ	1955ء	451
117	حضرت پیر غلام مجدد سرہندی نقشبندیؒ	ٹنیاری، حیدرآباد شہر، صوبہ سندھ	١٣٧٧ھ	1957ء	453
118	حضرت میاں غلام اللہ نقشبندیؒ	شرق پور شریف، ضلع شیخوپورہ	١٣٧٧ھ	1957ء	455

نمبر	نام	مقام	ہجری	عیسوی	صفحہ
119	حضرت پیر سید امام علی شاہ ہمدانی نقشبندیؒ	بھنگالی شریف، چکوال روڈ، گوجر خان ضلع راولپنڈی	۱۳۷۷ھ	1957ء	460
120	حضرت پیر سید سردار علی شاہ بخاری نقشبندیؒ	دینہ، ضلع جہلم	۱۳۷۸ھ	1958ء	464
121	حضرت خواجہ پیر نظیر احمد نقشبندیؒ	موہڑہ شریف، تحصیل مری، ضلع راولپنڈی	۱۳۸۰ھ	1960ء	470
122	حضرت پیر فیض محمد قندھاری نقشبندی	تاندلیانوالہ، ضلع فیصل آباد	۱۳۸۰ھ	1960ء	471
123	حضرت پیر سید حیدر شاہ گیلانی نقشبندیؒ	پناگ شریف، تحصیل و ضلع کوٹلی، آزاد کشمیر	۱۳۸۰ھ	1961ء	473
124	حضرت پیر سید محمد حسین شاہ علی پوریؒ	علی پور شریف، ضلع نارووال	۱۳۸۱ھ	1961ء	479
125	حضرت عبدالقادر میاں صاحب نقشبندی	حیدر آباد شہر، صوبہ سندھ	۱۳۸۱ھ	1961ء	480
126	حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن نقشبندیؒ	عیدگاہ شریف، راولپنڈی شہر	۱۳۸۱ھ	1961ء	482
127	حضرت خواجہ غلام محمد نقشبندیؒ	سواگ شریف، تحصیل کروڑ، ضلع لیہ	۱۳۸۲ھ	1962ء	486
128	حضرت پیر سید محمد امیر بادشاہ نقشبندیؒ	چورہ شریف، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک	۱۳۸۲ھ	1962ء	489
129	حضرت خواجہ محمد عمر بیربلوی نقشبندیؒ	بیربل شریف، وادی سون، ضلع خوشاب	۱۳۸۲ھ	1962ء	490
130	حضرت خواجہ غلام قاسم نقشبندیؒ	کمبوہ شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان	۱۳۸۲ھ	1962ء	492
131	پیر سید گلاب شاہ مشہدی نقشبندیؒ	جامعہ اسلامیہ، کوئٹہ، دربار حسینیہ، بلوچستان	۱۳۸۲ھ	1962ء	494
132	حضرت پیر سید چنن شاہ بخاری نقشبندیؒ	آستانہ عالیہ چراہ شریف، ضلع اسلام آباد	۱۳۸۳ھ	1963ء	497
133	حضرت خواجہ معین الدین جان نقشبندیؒ	قریہ چشمہ، کوئٹہ شہر، صوبہ بلوچستان	۱۳۸۳ھ	1963ء	503
134	حضرت خواجہ پیر سید حیدر شاہ نقشبندیؒ	چورہ شریف، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک	۱۳۸۴ھ	1964ء	505
135	حضرت خواجہ حافظ محمد علی نقشبندیؒ	ڈھانگری شریف، ضلع میرپور، آزاد کشمیر	۱۳۸۴ھ	1964ء	511
136	مولانا پروفیسر حامد حسن فاروقی نقشبندی	پاپوش نگر، ناظم آباد، کراچی	۱۳۸۴ھ	1964ء	518
137	حضرت پیر سید محمد اسماعیل بخاری نقشبندیؒ	کرمانوالہ شریف جی ٹی روڈ، اوکاڑہ	۱۳۸۵ھ	1965ء	524
138	حضرت پیر صوفی نواب الدین نقشبندیؒ	موہری شریف، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات	۱۳۸۵ھ	1965ء	529
139	حضرت پیر سید ولایت شاہ نقشبندیؒ	تحصیل دینہ، ضلع جہلم	۱۳۸۵ھ	1965ء	534
140	حضرت قاضی مفتی محمد مظہر اللہ نقشبندیؒ	جامع مسجد فتح پوری، دہلی، انڈیا	۱۳۸۶ھ	1966ء	536
141	حضرت مفتی عطا محمد نقشبندیؒ	رتہ شریف، تحصیل و ضلع چکوال	۱۳۸۶ھ	1966ء	538
143	حضرت مولانا محمد علی جماعتی نقشبندیؒ	کوٹ الگڑھ، ضلع قصور	۱۳۸۹ھ	1969ء	540
144	حضرت خواجہ پیر سید محمد فضل شاہ نقشبندیؒ	چورہ شریف، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک	۱۳۸۹ھ	1969ء	542

145	حضرت پیر سید ولایت شاہ نقشبندیؒ	جامع مسجد شاہ ولایت، گجرات شہر	۱۳۹۱ھ	1971ء	545
146	حضرت پیر محمد اکبر علی نقشبندیؒ	محلہ پیر کریاں، پاک پتن شریف	۱۳۹۱ھ	1971ء	547
147	حضرت پیر فضل عثمان نقشبندی مجددیؒ	کابل شہر، افغانستان	۱۳۹۳ھ	1973ء	549
148	مولانا قاضی زین العابدین دہلوی نقشبندی	قبرستان میوہ شاہ (لیاری) کراچی	۱۳۹۴ھ	1974ء	550
149	حضرت پیر محمد ہاشم جان سرہندی نقشبندیؒ	ٹنڈو سائیں داد، ضلع حیدر آباد، سندھ	۱۳۹۵ھ	1975ء	554
150	حضرت حافظ عبد الغفور نقشبندیؒ	دریائے رحمت شریف، نزد حضرو، ضلع اٹک	۱۳۹۵ھ	1975ء	556
151	حضرت خواجہ غلام محی الدین نقشبندیؒ	نیریاں شریف، تراڑکھل، ضلع پونچھ آزاد کشمیر	۱۳۹۵ھ	1975ء	564
152	حضرت مولانا خواجہ محمد عبد الغفور نقشبندیؒ	مرشد آباد، تحصیل منکیرہ، ضلع بھکر	۱۳۹۵ھ	1975ء	571
153	حضرت میاں خدا بخش نقشبندیؒ	چک نمبر ۱۷، اپر چناب، ضلع شیخوپورہ	۱۳۹۷ھ	1976ء	575
154	حضرت پیر محمد اسحاق نقشبندیؒ	شنی بالا، تحصیل و ضلع مانسہرہ، علاقہ ہزارہ	۱۳۹۷ھ	1976ء	577
155	حضرت قاضی صدر الدین نقشبندیؒ	درویش آباد، ہری پور، ہزارہ	۱۳۹۸ھ	1977ء	582
156	حضرت خواجہ میاں نور احمد جان نقشبندیؒ	ڈیرہ مراد جمالی، صوبہ بلوچستان	۱۳۹۸ھ	1978ء	586
157	حضرت خواجہ محمد عبد اللہ المعروف پیر بارو نقشبندیؒ	بارو شریف، نزد فتح پور، ضلع لیہ	۱۳۹۹ھ	1978ء	587
158	حضرت پیر عبد اللطیف نقشبندی	زکوڑی شریف، ڈیرہ اسماعیل خان	۱۳۹۹ھ	1978ء	597
159	حضرت سید نوران بادشاہ نقشبندیؒ	نور پور سیداں، جی ٹی روڈ، نزد سوہاوہ، ضلع جہلم	چودھویں	صدی ہجری	511
160	حضرت خواجہ پیر سلطان عالم نقشبندیؒ	کالا دیو شریف، ضلع جہلم	چودھویں	صدی ہجری	600
161	حضرت خواجہ پیر عبد الرحیم نقشبندیؒ	سالک آباد، حسن ابدال، ضلع اٹک	چودھویں	صدی ہجری	604
162	حضرت خلیفہ غلام محمد نقشبندیؒ	جی ٹی روڈ، نزد ریلوے لائن، جہلم	۱۴۰۲ھ	1981ء	606
163	حضرت مفتی عبد القدوس نقشبندیؒ	رتہ شریف، تحصیل و ضلع چکوال	۱۴۰۳ھ	1982ء	607
164	حضرت خواجہ سائیں عبد الرزاق نقشبندیؒ	دیپال پور شریف، پاکپتن روڈ، ضلع اوکاڑہ	۱۴۰۳ھ	1982ء	608
165	حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نقشبندی	مسجد گلزار حبیب، سولجر بازار، کراچی	۱۴۰۴ھ	1984ء	616
166	حضرت پیر محمد اسد خان ترین نقشبندیؒ	آڑی لعل خان، قصبہ گجرات، کوٹ اَدّو	۱۴۰۵ھ	1984ء	629
167	حضرت پیر سید جلال الدین شاہ نقشبندیؒ	بھکھی شریف، ضلع منڈی بہاؤالدین	۱۴۰۶ھ	1985ء	630
168	حضرت سید عبد اللہ شاہ ہمدانی نقشبندیؒ	بھنگالی شریف، گوجر خان ضلع راولپنڈی	۱۴۰۹ھ	1988ء	642
169	حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ نقشبندیؒ	آلو مہار شریف، تحصیل ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ	۱۴۱۰ھ	1989ء	645

نمبر	نام	مقام	ہجری	عیسوی	صفحہ
170	حضرت میاں شیر محمد نقشبندیؒ	ٹانگوں والی شریف، اجنالہ روڈ، ضلع سرگودھا	۱۴۱۱ھ	1990ء	650
171	حضرت خواجہ محمد فاضل نقشبندیؒ	ڈھانگری شریف، میرپور، آزاد کشمیر	۱۴۱۱ھ	1991ء	656
172	حضرت خواجہ پیر محمد اصغر علی نقشبندیؒ	مستال شریف، ضلع اسلام آباد	۱۴۱۲ھ	1991ء	661
173	حضرت پیر سید میر احمد شاہ بخاری نقشبندی	بُرج منڈی، ضلع فیصل آباد	۱۴۱۲ھ	1991ء	662
174	حضرت خواجہ پیر محمد گل بادشاہ نقشبندیؒ	موہڑہ شریف، خیابان سرسیّد، راولپنڈی شہر	۱۴۱۳ھ	1992ء	680
175	حضرت خواجہ محمد معصوم نقشبندیؒ	موہری شریف، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات	۱۴۱۳ھ	1992ء	683
176	حضرت پیر زاہد خان نقشبندیؒ	موہڑہ شریف، تحصیل مری، ضلع راولپنڈی	۱۴۱۴ھ	1993ء	690
177	حضرت پیر مفتی محمد ہدایت الحق نقشبندیؒ	مرشد آباد، جی ٹی روڈ، ہٹیاں، ضلع اٹک	۱۴۱۶ھ	1995ء	691
178	حضرت خواجہ پیر سید سردار بادشاہ نقشبندیؒ	چورہ شریف، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک	۱۴۱۶ھ	1995ء	696
179	حضرت پیر سید محبت حسین ہمدانی نقشبندیؒ	بھنگالی شریف، گوجر خان، ضلع راولپنڈی	۱۴۱۸ھ	1997ء	698
180	حضرت مولانا محمد یعقوب نقشبندیؒ	بگھار شریف، تحصیل کہوٹہ، ضلع راولپنڈی	۱۴۱۹ھ	1998ء	700
181	حضرت شاہ گل بہ معروف زندہ پیر	گھمکول شریف، کوہاٹ، صوبہ سرحد	۱۴۱۹ھ	1999ء	714
182	حضرت خواجہ صوفی محمد اسلم نقشبندیؒ	شاد پور شریف، محلہ ٹاہلیاں والا، جہلم شہر	۱۴۲۰ھ	1999ء	722
183	حضرت مولانا قاری غلام محی الدین نقشبندیؒ	دربار فیروزیہ قاسمیہ ہیڈ رسول، سرائے عالمگیر	۱۴۲۰ھ	1999ء	727
184	حضرت مولانا قاری عبدالرزاق نقشبندی	شروٹ اٹھارہ، تحصیل راولاکوٹ، آزاد کشمیر	۱۴۲۰ھ	1999ء	728
185	حضرت سید سرور حسین گیلانی نقشبندی	بناگ شریف، تحصیل و ضلع کوٹلی، آزاد کشمیر	۱۴۲۲ھ	2001ء	733
186	حضرت پیر سیّد مظہر قیوم شاہ مشہدی نقشبندیؒ	بھکھی شریف، ضلع منڈی بہاؤالدین	۱۴۳۰ھ	2009ء	738
187	حضرت حافظ محمد بشیر نقشبندی	جھونگل شریف براستہ رتیال، چکوال روڈ تحصیل گوجر خان، ضلع راولپنڈی			751
					-

قطعہ تاریخ، عبدالقیوم طارق سلطانپوری 754

پیر فیض الامین فاروقی سیالوی ایم اے، موہنیاں شریف ضلع گجرات 755

اظہار تشکر، صاحبزادہ پیر مشتاق احمد صابری ماڑی بگیال شریف تحصیل و ضلع راولپنڈی 756

مصادر و مراجعات 757

مقدمۃ الکتاب از مؤلف

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الْمُتَوَحِّدُ بِجَلَالِ ذَاتِهٖ وَ كَمَالِ صِفَاتِهِ الْمُتَقَدِّسُ فِیْ نُعُوْتِ الْجَبَرُوْتِ عَنْ شَوَائِبِ النَّقْصِ وَ سِمَاتِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سيد الموحدين محمد . المؤيّد بساطع حججه و واضع بيّنته وعلى اله واصحابه الذين هادو اعلى طريق الحق و حماته.

وبعد يقول العبد الفقير الى مولاه الغنى مقصود احمد الصابرى شرفا الحنفى مشرباً جشتى الصابرى الْحَنفِی عفى عنه انه التمس منى بعض الاخلاء والصدقاء و امرنى خصوصاً شيخ الطريقة و رئيس الاتقياء و شبيه اهل السلوك السيد محمد شبير علی شاه الجيلانی النقشبندی مجددی ثم جوراهى من منطقعه اتك (عاملنا الله واياهم بلطفه الخفيى) ان الّف كتابا فى تاريخ الاولياء الصالحين انسائيكلو بيديا اولياء كرام المعروف بُستان اولياء الذين قاموا بنصرة الدين يقرب من سلك فى هذا الطريق ليعلم كيف تعاشوا اولياء الله فى هذه الطريق واجبّة طالب لثواب فحاولت ايضًا ان االفه تاليفا اننى بايعت فى سلسلة الجشتية الصابرية على يد الشيخ الحاج منير احمد الجشتى الصابرى الراوبندى سمّيته الانسائيكلو بيديا فى الاوليئے كرام المعروف بستان اولياء والله اسال ان ينفع به عباده و يديم به الافاده. امابعد فاعوذ بالله من الشطين الرجيم ○ بسم الله الرحمن الرحيم ○ ان رحمت لله قريبٌ من المحسنين ○ صدق الله العظيم و صدق رسوله لنبى الكريم ○

نبی اللہ کے ان خاص بندوں کو کہا جاتا ہے جو خالق کی جانب سے خلق کے پاس ہدایت لے کر آتے ہیں، اور حصولِ کمال کے وہ راستے بتاتے ہیں جو اس زمانے کے لوگوں کے مناسب حال ہوں، یہاں سمجھنے کے لئے ایک ضروری بات یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام دو قسم پر منقسم ہیں، اول وہ جو نئی شریعت لے کر آئے، دوم وہ جو شریعت لے کر نہیں آئے بلکہ کسی اولوالعزم پیغمبر کی لائی ہوئی شریعت کی متابعت میں لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں، جو نبی صاحب شریعت جدیدہ ہوتے ہیں اور اپنی لائی ہوئی شریعت کی تبلیغ دنیا میں فرماتے ہیں وہ رسول کے لقب سے ملقب ہوتے ہیں۔

دنیا میں جتنے بھی لوگ آئے ان پر انبیاء علیہم السلام کو خدا نے فضیلت عطا فرمائی اور انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں سب سے زیادہ فضیلت اولوالعزم رسولوں کو حاصل ہے، اور اللہ کے اولوالعزم رسولوں میں سب سے زیادہ افضلیت سرکارِ ابد قرار نبی مختار حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے۔

آپ خاتم النبیین ہیں، خاتم الرسُل ہیں، کافتہ اللناس ہیں، رحمتہ اللعالمین ہیں، آپ کی شریعت جملہ ادیانِ سابقہ کی ناسخ ہے اور قیامت تک آپ ہی کی شریعت برقرار رہے گی، دنیا میں جس قدر تمدنی، ومعاشرتی، سیاسی، پیچیدگیاں قیامت تک پیدا ہوں گی، جس قدر حجاباتِ ظلمت وغفلت خالق ومخلوق کے درمیان حائل ہوں گے ان سب کے دفیعہ کے لئے شریعت محمدیہ ہی کافی ثابت ہوگی۔

جب رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ مخلوق میں برگزیدہ ٹھہرے تو کمال انسانی کا انحصار بھی آپ ہی کے اتباع پر رہے گا، یا ان مقدس ہستیوں کے اتباع پر جنہوں نے آپ کی پیروی میں پوری صداقت واستقلال اور ثابت قدمی کا مظاہرہ فرمایا، مثلاً خلفائے راشدین وآئمہ اطہار ومعصومین، وصحابہ کرام اولیائے متقدمین ومتاخرین کی جماعتیں اس میں شامل ہیں۔

اس اتباع کی بھی دو قسمیں ہیں، اول ظاہری، دوم باطنی، ظاہری اتباع مرتبہ نبوت سے متعلق ہے، اور متابعت باطنی مرتبہ ولایت سے مشتق ہے، نبوت سے اُن احکامِ شریعت کی جانب اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم قدس سے بواسطہ جرائیل علیہ السلام حاصل فرما کر خلق کو پہنچاتے ہیں، اور ولایت وہ فیضانِ اسرار توحید ومعرفت ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام **لِیْ مَعَ اللّٰہِ** میں جبریل علیہ السلام کے واسطے کے بغیر براہ راست حق تعالیٰ سبحانہ سے اخذ فرماتے ہیں، اسی وجہ سے بعض عارفین فرماتے ہیں کہ " ولایت نبوت سے افضل ہے"۔

یہاں بھی ایک اہم بات سمجھنے کی ہے کہ عارفین کے قول کا اشارہ اسی امر کی جانب ہے، کہ ہر نبی ولی اللہ ہوتا ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر ولی نبی ہو، وہ ولی جو نبی نہیں ہوتا وہ انوار ولایت کا استفادہ کمالات نبوت سے کرتا ہے، جبکہ ہر نبی نور نبوت اور کمالات نبوت کو اپنی ہی ولایت کے آفتاب سے اخذ کرتا ہے، اس میں وہ کسی غیر کا محتاج اور تابع نہیں ہوتا۔

چونکہ نبی مثل آفتاب کے ہے جو خود بھی روشن ہے اور دوسروں کو بھی روشنی بخشتا ہے، جبکہ ولی مثل ماہتاب کے ہے جو آفتاب نبوت سے نور ولایت کو اخذ کرتا ہے اور متابعت آفتاب اس پر اس وقت تک لازم رہتی ہے کہ جب تک اس کی ولایت کمال کو نہیں پہنچ جاتی۔

نبوت ظاہر نہیں ہوتی، قوتِ نبوت حسب قوتِ ولایت ہوتی ہے، جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت میں تھے ولی تھے، جب دنیا میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت عطا فرمائی، کیونکہ نبوت تشریع وتکلیف کا نام ہے، اور دنیا تکلیف کا گھر ہے، برخلاف جنت کے، کہ وہ کرامت ومشاہدہ کی جگہ ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیضان حاصل کرنے والی دو جماعتیں ہیں، اوّل جماعت کثیر جو متابعت ظاہری سے مستفیض ہوتی رہی، دوم جماعت قلیل، جسے قرآن نے **یَهْدِ اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ** کے اعزاز سے نوازا اور وہ اسرار ولایت تک رسوخ پاتی ہے، اول الذکر کو ارباب ظاہر اور موخر الذکر کو ارباب باطن کہتے ہیں، نبوت کا تعلق ظاہر سے ہے، اور ولایت کا تعلق باطن سے

ہے، اور یہ بھی یاد ہے کہ نبوت کا باطن ولایت ہے، ظاہر کو باطن سے مدد ملتی ہے اور باطن ہی سے ظاہر کی پرورش ہوتی ہے، اور باطن ہی کی جانب سے ظاہر کو فیضان پہنچایا جاتا ہے۔

آقا علیہ السلام کو قرآن نے اسی واسطے **سِرَاجاً مُّنِيْراً** (چمکتا ہوا سورج) کا اعزاز بخشا کہ میرا محبوب مثل آفتاب کے ہے، مثل چراغ کے ہے۔ خود بھی روشن ہے اور جو اس کے ساتھ لگ جائے وہ بھی روشن اور منور ہو جائے گا، یہ بات بھی اہل علم وفضل بخوبی جانتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام امام الانبیاء ہیں، خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا، خداوند کریم نے نبوت کے خاتمے کے بعد نبوت کے مشن کی تکمیل کے لئے سلسلہ ولایت جو مخفی چلا آرہا تھا ظاہر فرمایا تو امام الانبیاء نے حضرت مولائے کائنات شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو امام الاولیاء کا اعزاز بخشا اور سلسلہ ولایت میں اپنا جانشین ومتبع حضرت مولائے کائنات علی ابنِ ابی الطالب کرم اللہ وجہہٗ کو مقرر فرمایا، اس طرح قرآن مقدس کے اس فرمان **اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً** (ہم نے زمین میں نائب مقرر کیا) کی تکمیل نبوت سے ولایت میں ہوئی،

قدوۃ الابرار حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ رسالہ اشتغال میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت رسالت پناہ کو حکم ملا تھا کہ اسرار مرتبہ ولایت وتوحید جو مقام **لِیْ مَعَ اللّٰہ** میں آپ کو براہ راست حق تعالیٰ سبحانہ سے ملے ہیں، بلا طلب کسی کو نہ بتائے جائیں، اور مرتبہ نبوت کے جو اسرار واحکام جو بواسطہ جبریل علیہ السلام ملے ہیں وہ ہر خاص وعام تک پہنچائے جائیں خواہ کوئی طلب کرے یا نہ کرے۔

ایک دن امام الانبیاء سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغموم بیٹھے تھے کہ ہر شخص ہم سے احکام شریعت دریافت کرتا ہے، مگر اسرارِ باطن کا طلب گار کوئی بھی نہیں ہے، شاید یہ اسرار میں اپنے ساتھ ہی لے جاؤں گا، اتفاقاً یہ حکم **اِذَا اَرَدَ اللّٰہُ شَیْئًا یُسَبِّبُ اَسْبَابَہٗ** (جب اللہ کسی شے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب پیدا فرماتا ہے) اسی وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دل میں خیال آیا کہ فرمانِ الٰہی کے مطابق میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احکام شریعت تو حاصل کر لئے مگر اسرارِ باطن سے آگاہی حاصل نہیں کی، پھر کیوں کر ان کی متابعت کرسکوں گا۔

چنانچہ بہ کمال صدق واخلاص اسی وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اسرارِ باطن سے آگاہ فرمائیں جو آپ کو مقام **لِیْ مَعَ اللّٰہ** میں عطا ہوئے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زبان سے یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے، اور فرمایا کہ مجھے حق تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم ملا تھا کہ بشرطِ صدقِ طلب یہ راز کسی کو نہ بتائے جائیں، الحمد للہ کہ حق تعالیٰ نے تجھے اس بات کی ہدایت فرمائی ہے۔

اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی، ولایت میں کہ جس کا مطلب مشاہدہ حق ہے، تم میری مانند ہو، اور یہی راز حضرت علی سے بعد کے مشائخ کو حاصل ہوئے، اور یہ سلسلہ آج بھی سینہ بسینہ جاری وساری ہے، اور اہل علم وعرفان کے نزدیک **العلماء ورثۃ الانبیاء** (علماء انبیاء کے وارث ہیں) کا یہی مطلب ہے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز سیّد محمد گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں اور شیخ محمد اکرم قدوسی اقتباس الانوار میں، حضرت شیخ

عبدالرحمٰن چشتی مرآۃ الاسرار میں میر سید محمد کرمانی سیر الاولیا میں فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت کی دو قسمیں ہیں ،اول خلافت کبریٰ دوم خلافت صغریٰ، خلافت کبریٰ باطنی خلافت ہے، جبکہ خلافت صغریٰ، ظاہری خلافت ہے، اور اس بات پر تمام امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلافت کبریٰ حاصل تھی،

حضرت میر سیّد کرمانی اپنی کتاب سیر الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ اوصاف جود وسخا فقر وغنا میں حضرت علی تمام صحابہ میں ممتاز تھے، اور اپنی قوت وشوکت وجمال کی بنا پر رب العزت کی بارگاہ سے اسد اللہ الغالب کا خطاب حاصل کیا۔

اور خلعت خرقہ فقر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج کو عطا ہوا تھا اس سے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مشرف ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے بعد یہ خرقہ خلافت چار شخصیات کو عطا فرمایا جو چار پیر کے نام سے مشہور ہوئے، ان میں اول حضرت امام حسن ، دوم حضرت امام حسین ، سوم حضرت خواجہ کمیل بن زیاد چہارم حضرت خواجہ حسن بصری رضوان اللہ علیہم اجمعین، سلسلہ طریقت میں چار پیر کی اصطلاح ان چار حضرات سے جاری ہوئی، اور انہی چار سے مختلف سلاسل جن کی تعداد چودہ ہے جاری ہوئے ۔ اب ان سلاسل کی تفصیل بھی کافی وسیع وعریض ہے مگر اختصار سے کام لیتے ہوئے پہلے چودہ پھر بعد کے بارہ سلاسل طریقت کا اجمالی تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا، تاکہ ہر خاص وعام پر یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ کوئی اختلافی گروہ نہیں ہیں بلکہ ان کا مرکز ومنبع اور مقصد ومنشاء ایک ہی ہے، مگر یہ اپنے اپنے زمانے میں مختلف ناموں سے جانے پہچانے گئے اور انہی ناموں سے تا قیامت معروف رہیں گے۔

ان سلاسل کے بھی دو ادوار ہیں، پہلے دور میں جو چودہ سلاسل ہوئے ان کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے جو حضور غوث الاعظم سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ سے قبل کے ہیں، بعد کے بارہ سلاسل کا مختصراً اور ان سے جاری ہونے والے ۱۲ سلاسل کا کچھ تفصیلی تذکرہ ہوگا جو حضور غوث الاعظم سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ سے تا قیامت جاری رہیں گے۔

قرون اولیٰ کے چودہ سلاسل ☆: ان سلاسل میں پہلا سلسلہ زیدیہ ہے جو حضرت خواجہ عبدالواحد زید سے منسوب ہے، حضرت خواجہ عبدالواحد زید حضرت خواجہ حسن بصری کے اور وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مرید وخلیفہ تھے، حضرت خواجہ عبدالواحد زید کے دو خلیفہ ہوئے اول حضرت فضیل ابن عیاض اور دوسرے حضرت ابو یعقوب السوسی علیہم الرحمتہ والرضوان والغفر ان جن سے سلسلہ زیدیہ جاری ہوا۔

نمبر۲ ☆: دوسرا سلسلہ عیاضیاں ہے جو حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض سے منسوب ہے، حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض مرید و خلیفہ تھے حضرت عبدالواحد زید کے وہ حضرت امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے وہ مولا علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مرید وخلیفہ تھے۔

حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض نے حضرت خواجہ ابراھیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ کو اپنا خرقہ خلافت عطا فرمایا جن سے سلسلہ عیاضیاں جاری ہوا۔

نمبر۳ ☆: تیسرا سلسلہ ادھمی جو حضرت ابراھیم بن ادھم سے منسوب ہے، حضرت ابراھیم بن ادھم مرید وخلیفہ تھے حضرت

خواجہ فضیل ابن عیاض کے وہ مرید وخلیفہ تھے خواجہ عبدالواحد زید کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت خواجہ حسن بصری کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے۔

حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم کو خواجہ فضیل بن عیاض کے علاوہ حضرت خضر علیہم السلام اور حضرت امام باقر علیہم السلام سے بھی خرقہ خلافت حاصل تھا۔

یہ سلسلہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے واسطہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے، اور خواجہ فضیل ابن عیاض کے واسطے سے حضرت خواجہ حسن بصری سے ہوتا ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔

نمبر۴ ☆ : چوتھا سلسلہ ہبیریہ ہے جو حضرت خواجہ ابوہبیرہ امین الدین بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے منسوب ہے۔ حضرت خواجہ امین الدین ابوہبیرہ البصری مرید وخلیفہ ہیں۔ حضرت خواجہ شاہ حذیفہ مرعشی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں۔ حضرت خواجہ ابراہیم ادھم کے وہ مرید وخلیفہ خواجہ فضیل ابن عیاض کے وہ مرید وخلیفہ خواجہ عبدالواحد بن زید کے وہ مرید وخلیفہ حضرت خواجہ حسن بصری کے وہ مرید خلیفہ امام الاولیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم وعلیہم الرحمۃ والرضوان والغفر ان کے۔

ان کے مرید وخلیفہ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رحمتہ اللہ علیہ ہوئے جن سے ہبیر یہ سلسلہ جاری ہوا۔

نمبر۵ ☆ : پانچواں سلسلہ چشتیہ جو حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری سے جا کر ملتا ہے، حضرت خواجہ علو ممشاد دینوری خواجہ ابوہبیرہ امین الدین البصری کے مرید وخلیفہ تھے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت حذیفہ مرعشی کے وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت خواجہ ابراہیم ادھم کے۔

حضرت ابراہیم ادھم کو جو نعمت باطنی اپنے مرشد خواجہ فضیل ابن عیاض علیہم الرحمتہ اور حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ الرحمتہ سے عطا ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنی آخری عمر میں خواجہ حذیفہ مرعشی کو انہوں نے خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری کو انہوں نے آپ کو عطا فرمادی تھی۔

آپ نے وہ امانت اپنے مرید وخلیفہ حضرت شیخ ابواسحاق شامی کو عطا فرمائی، جن سے سلسلہ چشتیہ جاری ہوا، سلسلہ عالیہ چشتیہ کی تفصیل۔ سلسلہ چشتیہ کے باب میں ہے مطالعہ کے لئے دیکھئے تعارف سلسلہ چشتیہ کا باب۔

نمبر۶ ☆ : چھٹا سلسلہ عجمی کا ہے جو حضرت خواجہ حبیب عجمی سے جا کر ملتا ہے، حضرت خواجہ حبیب عجمی مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ حسن بصری کے وہ مرید وخلیفہ حضرت مولا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے۔

عجمی سلسلہ کے لوگ اکثر پہاڑوں میں رہتے بدن پر کپڑا بھی اس قدر پہنتے تھے کہ جسم ڈھکا رہے، اکثر روزے سے ہوتے، سات دن کے بعد ایک یا تین کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے، جنگل میں رہنے کی وجہ سے جنگلی جانور اور پرندے ان لوگوں سے الفت کرتے تھے۔

نمبر۷ ☆ : ساتواں سلسلہ طیفوری ہے، جو حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے منسوب ہے، حضرت بایزید بسطامی نے ایک سو سولہ 116 بزرگوں سے فیض پایا، حضرت امام جعفر علیہ اسلام سے باطنی استفادہ بھی حاصل تھا، جبکہ ظاہری خرقہ خلافت اور بیعت کا شرف حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا۔

آپ سے حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار، حضرت شیخ مسعود، شیخ محمود، شیخ ابراھیم اور شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے خرقہ خلافت حاصل کیا جن سے سلسلہ طیفوریہ جاری ہوا۔

نمبر ۸ ☆: آٹھواں سلسلہ کرخی ہے جو حضرت خواجہ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔ حضرت خواجہ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے غلام اور انہی کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، انہی سے بیعت اختیار کی اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوئے۔

حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرید خاص حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا انہی سے سلسلہ عالیہ کرخی جاری ہوا۔ جو حضرت معروف کرخی سے ہوتا ہوا حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام اور ان کے ذریعے سے ہوتا ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔

نمبر ۹ ☆: نانواں سلسلہ سقطی ہے جو حضرت خواجہ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے، حضرت سری سقطی خواجہ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ تھے، اور وہ مرید وخلیفہ تھے حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے، حضرت خواجہ سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید وخلیفہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، جن سے سلسلہ سقطی جاری ہوا۔

نمبر ۱۰ ☆: دسواں سلسلہ جنیدیہ ہے، جو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے منسوب ہے، حضرت جنید بغدادی مرید وخلیفہ حضرت سری سقطی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت، حضرت معروف کرخی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے پھر ان سے ہوتا ہوا یہ سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی کے مرید وخلیفہ حضرت خواجہ رویم ان کے مرید وخلیفہ حضرت خواجہ عبداللہ خفیف ان کے مرید وخلیفہ حضرت خواجہ ابو اسحاق گازرونی علیہم الرحمۃ والرضوان والغفران ہوئے جن سے سلسلہ جنیدیہ مشہور رہا۔

نمبر ۱۱ ☆: گیارھواں سلسلہ گازرونی ہے، جو حضرت خواجہ ابو اسحاق گازرونی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے، حضرت خواجہ اسحاق گازرونی مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ عبداللہ خفیف کے وہ مرید وخلیفہ حضرت خواجہ رویم کے وہ مرید وخلیفہ حضرت جنید بغدادی کے وہ مرید وخلیفہ خواجہ سری سقطی کے وہ مرید وخلیفہ خواجہ معروف کرخی کے وہ مرید وخلیفہ حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام وعلیہم الرحمۃ و الغفران کے تھے۔

حضرت ابو اسحاق گازرونی رحمۃ اللہ علیہ جب مرشد کامل خواجہ عبداللہ خفیف علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تو انہوں نے فرمایا اے اسحاق میں نے تجھے دنیا بھی دی اور دین بھی عطا کیا، تو علم اور طبل اور جھنڈا جو علم کا نشان ہے اور طلیل یعنی نقارہ جو نشان شاہی ہے۔ دونوں کو بلند کر۔

اس سلسلہ کے مریدوں سے سلسلہ گازرونی جاری ہوا۔

نمبر ۱۲ ☆: بارھواں سلسلہ طوسی ہے جو حضرت شیخ علاؤالدین طوسی کے نام سے منسوب ہے حضرت شیخ علاؤالدین طوسی اور شیخ

نجم الدین کبریٰ دونوں کے درمیان اخوت و یگانت تھی، حضرت خواجہ علاؤ الدین طوسی مرید و خلیفہ تھے، حضرت شیخ وجہ الدین ابو حفص کے اور وہ چار واسطوں سے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

نمبر ۱۳☆ : تیرھواں سلسلہ **سہروردی** ہے جو حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ سے جا کر ملتا ہے، حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ وجہ الدین ابو حفص کے وہ چار واسطوں سے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی علیہم الرحمۃ والرضوان والغفر ان کے مرید و خلیفہ تھے۔

حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت شیخ احمد العرلا سے بھی خلافت حاصل تھی۔

حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہرورد رحمتہ اللہ علیہ جن کے دم قدم سے سلسلہ سہروردیہ نے عروج پایا۔

نمبر ۱۴☆ : چودھواں سلسلہ **فردوسی** ہے، جو حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے منسوب ہے، حضرت نجم الدین کبریٰ اکابر فردوس سے تھے اور سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کا سلسلہ بیعت سات واسطوں سے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے جا کر ملتا ہے، اور سلسلہ عالیہ فردوسیہ، سہروردیہ، طوسیہ، اور گازرونیہ، یہ چاروں سلاسل حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ سے ہوتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتے ہیں۔

یہ چاروں سلاسل حضرت جنید بغدادی کے ذریعے حضرت سری سقطی سلسلہ سے اور ان کے ذریعے حضرت معروف کرخی کے سلسلہ سے پیوست ہوتے ہیں، اور یہ سات سلسلے حضرت امام باقر علیہ السلام سے ہوتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتے ہیں۔

حضرت شیخ محمد بن مانکیل سے انہیں حضرت محمد بن داؤد سے انہیں ابو العباس بن ادریس سے انہیں حضرت ابوالقاسم بن رمغان سے انہیں حضرت یعقوب السوسی سے انہیں حضرت ابو عبداللہ عثمان المکی سے انہیں ابو یعقوب نہر جوری سے انہیں حضرت یعقوب انہیں حضرت کمیل بن زیاد علیہم الرحمۃ سے خرقہ خلافت حاصل تھا جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے محرم راز اور خلیفہ تھے۔

قارئین کرام! یہاں تک چار پیر اور چودہ سلاسل کا ذکر ختم ہوا، دوسرے چالیس فروعی سلاسل ان چودہ سلسلوں سے جاری ہوئے، ان تمام کا ذکر بطوالت خاطر ترک کر کے ان میں سے صرف بارہ سلاسل طریقت کا ذکر کیا جائے گا، جو مروّجہ اور سب سے زیادہ مشہور ہیں۔

الغرض یہ چالیس سلاسل ان چودہ سے اور یہ چودہ چار پیروں سے ار یہ چار پیر منبع ولایت مولا مشکل کشا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اور وہ ذات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا کر ملتے ہیں۔

دوسرے دور کے بارہ سلاسل طریقت کا تعارف☆ : ان میں پہلا سلسلہ عالیہ قادریہ ہے جو حضور پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی قطب ربانی السیّد نا الشیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب ہے۔

حضرت پیران دستگیر سیّد عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت شیخ ابو سعید مخزومی کے وہ مرید و

خلیفہ ہیں حضرت شیخ ابوالحسن علی القرشی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد یمنی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ ابوبکر شبلی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی کے وہ مرید خلیفہ ہیں حضرت شیخ سری سقطی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ خواجہ معروف کرخی علیہم الرحمۃ کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے یہ سلسلہ حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے ذریعے چلتا ہوا منبع ولایت مولا نا مشکل کشا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی معرفت سے امام الانبیاء سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے منسوب سلسلہ عالیہ قادریہ کی تفصیل تعارف سلسلہ عالیہ قادریہ کے باب میں درج ہے جس سے حضور غوث اعظم سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے مقام و مرتبہ اور ان کے سلسلہ کی تعلیمات اور افادیت کا پتہ چلتا ہے۔

دوسرا سلسلہ لسیویہ ☆: اس سلسلہ کے بانی حضرت خواجہ احمد لسیوئی ہیں، جو ترکستان کے معروف شیخ طریقت ہیں، حضرت خواجہ احمد لسیوئی مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ خواجہ ابو یوسف ہمدانی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ علی الفارمدی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں ابوعثمان مغربی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں خواجہ ابوعلی کاتب کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت ابوعلی رودباری کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی کے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت شیخ احمد لسیوئی حضرت پیر خورد کے اشارے سے ملک ترکستان میں جا کر مسند ارشاد پر متمکن ہوئے وہاں آپ کے فیض سے ایک جہان فیض یاب اور مالا مال ہوا، حضرت شیخ احمد لسیوئی کا سلسلہ نسب حضرت محمد حنیف بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے، آج بھی ترکستان میں آپ کا سلسلہ جاری وساری ہے۔

تیسرا سلسلہ نقشبندیہ ☆: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت خواجہ سید بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب ہے، حضرت خواجہ شیخ بہاؤالدین شاہ نقشبند مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ امیر سید علی کلال کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ بابا محمد ساسی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ علی رامتینی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ ابوالخیر فغنوی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ عارف ریوگیری کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ علی الفارمدی کے وہ مرید وخلیفہ ہیں خواجہ ابوالقاسم الگرگانی وہ تین واسطوں سے مرید وخلیفہ ہیں حضرت خواجہ جنید بغدادی کے رضوان اللہ علیہ تعالیٰ علیہم اجمعین، الیٰ آخر مولائے کائنات مشکل شیر خدا اور ان کے ذریعے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

کنات رشحات میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی کا باطنی سلسلہ روحانی طور پر حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک بھی پہنچتا ہے، پس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو دو مراکز اول حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوم حضرت امیر المومنین مولا مشکل شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہر دو حضرات کے ذریعے فیضان ولایت مل رہا ہے۔

اس سلسلہ کے بارے مکمل تفصیل فقیر نے اس کتاب میں ''تعارف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ'' کے باب میں دی ہے، جس کو پڑھنے سے

اس سلسلے کے بارے میں معلومات اور اس کی تعلیمات اور سلسلے کے بانی حضرت خواجہ بہاؤالدین شاہ نقشبند کے مرتبہ و مقام کا پتہ چلتا ہے۔ دیکھئے تعارف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ۔

چوتھا سلسلہ نوریہ☆: سلسلہ نوریہ حضرت شیخ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے منسوب ہے آپ کا اسم گرامی احمد بن محمد تھا۔ رہنے والے بغشور جو ہرات اور مرو کے درمیان ایک موضع ہے کے مستقل رہائشی ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت بغداد شریف میں ہوئی اور سلسلہ طریقت میں حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں وہ مرید حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور آخر جا کر مولائے کائنات شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہوتا ہوا امام الانبیاء شاہ دوسرا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ یہ سلسلہ بغداد شریف اور ملک ایران کے مختلف شہروں میں اب بھی جاری ہے۔

پانچواں سلسلہ شطاریہ عشقیہ☆: سلسلہ عالیہ شطاریہ ہندوستان میں حضرت خواجہ عبداللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب ہو کر جاری ہوا۔ حضرت خواجہ عبداللہ شطاری حضرت خواجہ شیخ محمد عارف کے مرید و خلیفہ ہیں اور وہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت خواجہ شیخ محمد عاشق کے وہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت شیخ خدا قلی ماوراء النہری کے وہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت شیخ ابوالحسن عشق خرقانی کے وہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت شیخ ابی مظفر مولانا ترک طوسی کے وہ مرید و خلیفہ ہیں شیخ بایزید عشقی کے وہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت شیخ محمد مغربی کے وہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کے وہ مرید و خلیفہ ہیں حضرت امام محمد جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر علیہم السلام کے وہ حضرت امام زین العابدین کے وہ حضرت امام عالی مقام سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے وہ مرید و خلیفہ مولا مشکل کشا شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے۔

اس سلسلے کے بانی حضرت خواجہ عبداللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کے حکم سے ہندوستان میں آئے اور ہر شہر میں جا کر نقارہ بجا کر اعلان کرتے کہ کوئی اللہ کا طالب ہے تو آئے میں اس کو اللہ سے ملا دوں۔ ہندوستان کے علاقہ جونپور کے بہت سے لوگ ان سے فیض پا کر درجہ ولایت کو پہنچے۔ جس کی وجہ سے ان کا سلسلہ آج تک ہندوستان میں جاری ہے۔ صاحب مرأۃ الاسرار حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ طیفوریہ سے نکلا ہے اور حضرت شیخ عبداللہ پہلے واحد شخص ہیں جو شطاری کہلائے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں لفظ شطار سے مراد شخص باعمل ہے جس سے صوفی فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے منصب کو پاتا ہے۔

جب حضرت شیخ عبداللہ اس مرتبہ و مقام پر فائز ہوئے تو آپ کے شیخ کامل حضرت شیخ محمد عارف نے آپ کو شطار کا لقب عطا فرمایا۔ جس سے آپ عبداللہ شطاری کے نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت خواجہ شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عنایت قادری اور حضرت بابا بلھے شاہ قادری قصوری علیہم الرحمۃ کا سلسلہ طریقت اسی سلسلے سے جا کر ملتا ہے اور وہ قادری شطاری سلسلہ سے اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔

ساتواں سلسلہ حسینیہ بخاریہ☆: سلسلہ حسینیہ بخاریہ کے روح رواں اور سالار قافلہ حضرت سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حضرت مخدوم سیّد جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ برصغیر میں سادات بخاری کا مرکز ومنبع ہیں، ان کا شجرہ نسب اپنے جد امجد حضرت مخدوم سیّد جلال الدین سرخ بخاری سے ہوتا ہوا چند واسطوں سے امیر المومنین مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہوتا ہوا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا کر ملتا ہے۔

حضرت مخدوم سیّد جہانیاں جہاں گشت بخاری رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ طریقت سہروردیہ میں حضرت شاہ رکن الدین عالم سہروردی جو اپنے والد حضرت مخدوم صدر الدین کے وہ اپنے والدِ حضرت غوث العالم شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی کے وہ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید وخلیفہ ہیں، ان کا سلسلہ اپنے مرشدوں سے ہوتا ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا کر ملتا ہے۔

اس کے علاوہ حضرت مخدوم سیّد جہانیاں جہاں گشت بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت مخدوم سیّد نصیر الدین چراغ دہلی سے بھی چشتی نظامی سلسلہ میں اجازت وخلافت ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے خانوادے میں دو سلسلوں کا فیضان جاری ہے، اول سہروردی دوم چشتی نظامی، تیسرے یہ کہ سب سے بڑی فضیلت آپ کی یہ ہے آپ سادات بخارا کے وہ عظیم فرزند ہیں جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بیٹا فرمایا ہے، جس کی تفصیل آپ کے حالات میں دیکھی جا سکتی ہے۔

آٹھواں سلسلہ زاھدیہ☆: یہ سلسلہ حضرت شیخ بدر الدین زاہد رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے منسوب ہے، حضرت شیخ بدر الدین زاہد مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ خواجہ فخر الدین زاہد کے وہ حضرت خواجہ صدر الدین سمرقندی کے وہ حضرت خواجہ عبد السلام کے وہ حضرت خواجہ عبد الکریم کے وہ حضرت خواجہ قطب الدین عبد المجید کے وہ حضرت خواجہ ابو اسحاق گازرونی کے وہ حضرت خواجہ حسین بازیار ہروی کے وہ حضرت خواجہ ابو محمد رویم کے وہ حضرت خواجہ جنید بغدادی علیہم الرحمتہ کے مرید وخلیفہ تھے، آگے حضرت جنید بغدادی سے یہ سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے، دراصل یہ سلسلہ گازرونی کی ایک شاخ ہے۔

سلسلہ عالیہ زاہدیہ ہندوستان کے پہاڑی علاقوں میں خوب پھلا پھولا اس کے علاوہ جونپور شہر اور دیگر مقامات پر بھی اس کے شیوخ نے خدمات انجام دیں۔

نانواں سلسلہ انصاریہ☆: یہ سلسلہ حضرت شیخ السلام خواجہ عبد اللہ انصاری المعروف پیر ہرات کے نام سے منسوب ہے، حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری المعروف پیر ہرات مرید وخلیفہ ہیں۔

حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی کے جن کی باطنی تربیت حضرت خواجہ بایزید بسطامی نے روحانی طور پر فرمائی اور ظاہری بیعت وخلافت حضرت ابو الحسن خرقانی کی حضرت شیخ ابو العباس قصاب سے ان کی حضرت شیخ ابو محمد بن عبد اللہ کبریٰ سے ان کو شیخ ابو محمد جریری سے ان کو حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی علیہم الرحمتہ سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل تھا، پھر یہ سلسلہ ان کے ذریعے مولا مشکل علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے، یہ سلسلہ ایران کے علاقہ ہرات، خراسان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی جاری وساری ہے۔

دسواں سلسلہ صفویہ☆: یہ سلسلہ حضرت شیخ صفی الدین اسحاق بیلی رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ہے، حضرت شیخ صفی الدین اسحاق اربیلی مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ زاہد ابراہیم گیلانی کے وہ حضرت سیّد جلال الدین تبریزی کے وہ حضرت شیخ شہاب الدین ابہری

کے وہ حضرت شیخ رکن الدین سنجاسی کے وہ شیخ قطب الدین ابہری کے وہ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی علیہم الرحمتہ کے مرید وخلیفہ ہیں اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ اپنے شیوخ سے ہوتا ہوا حضرت جنید بغدادی کے ذریعے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے، یہ سلسلہ عراق اور خراسان میں بہت پھیلا ہوا ہے۔

گیارھواں سلسلہ عیدروسیہ☆ : یہ سلسلہ حضرت میر سید عبداللہ المکی العیدروس رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ہے، آپ حضرت شیخ ابوبکر کے مرید وخلیفہ تھے وہ حضرت شیخ عبدالرحمٰن کے وہ شیخ مولیٰ کے وہ شیخ علی کے وہ شیخ علوی کے وہ شیخ محمد بن علی المقدوم کے وہ شیخ ابومحمد مدین مغزی کے جو چند واسطوں سے حضرت جنید بغدادی کے مرید وخلیفہ تھے رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔ حضرت میر سیّد عبداللہ المکی العیدروس رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ سے بھی بیعت وخلافت یافتہ تھے اور سلسلہ سہروردیہ میں آپ کی نسبت حضرت امام محمد جعفر صادق علیہ السلام پر منتہی ہوتی ہے۔

بارھواں سلسلہ قلندریہ☆ : سلسلہ عالیہ قلندریہ، قبل ازیں دیئے گئے چند سلاسل کے بزرگوں پر مشتمل اور متعلق ہے، اس سے متعلق لوگ اپنے آپ کو مشرب قلندرانہ سے منسوب کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت شیخ محمد قلندر رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے مریدین یہ عظیم القدر مشرب قلندرانہ رکھتے تھے، یہ شعر بھی انہی کا ہے۔

ماز دریائم و دریا ھم زماست
ایں سخن داند کسے کہ آشنا است

ترجمہ☆ : میں دریا سے ہوں اور دریا خود مجھ سے ہے یہ بات وہی جانتا ہے کہ جو آشنا ہے۔

سلسلہ عالیہ قلندریہ کی تفصیل اور اس کے پیروکاروں کا مرتبہ ومقام اس کتاب میں "تعارف سلسلہ عالیہ قلندریہ" کیاب میں تفصیل سے موجود ہے، جس سے اس سلسلہ کے بارے مکمل وضاحت ہوتی ہے۔

اللہ اگر توفیق نہ دے تو انسان کے بس کا کام نہیں
فیضانِ محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

فقیر راقم الحروف نے اس کتاب کا نام "انسائیکلو پیڈیا اولیائے کرام" رکھا ہے اور اس میں برصغیر میں جاری بارہ سلاسل طریقت جن میں سلسلہ عالیہ قادریہ، سہروردیہ نقشبندیہ، چشتیہ، چشتیہ نظامیہ، چشتیہ صابریہ، چشتیہ قادریہ، قادریہ نوشاہیہ، وارثیہ، اویسیہ، قلندریہ، تاجیہ کے 1200 بزرگوں کا تذکرہ درج کیا ہے۔ ہر سلسلہ کے بزرگوں کے تذکرے سے قبل اس سلسلہ پر ایک تعارف بھی لکھا ہے جو "تعارف سلسلہ عالیہ" کے نام سے بالترتیب کتاب ہذا میں درج ہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رہے کتاب میں درج بارہ سلاسل طریقت کا تعلق سابقہ تفصیل میں دیئے گئے چودہ اور بارہ سلاسل سے ہی ہے اور یہ اولیائے سابقین کا ہی فیض عام ہے۔

اس کتاب کی چھ جلدیں ہیں، غالباً اتنی ضخیم جلدوں پر مشتمل یہ بارہ سلاسل طریقت کا 1200 بزرگان دین کی سوانح حیات کا حسین

مرقع برصغیر بالخصوص پاکستان میں پہلی مرتبہ ضیاء العلوم پبلی کیشنز، راولپنڈی کے زیر اہتمام چھپ کر منظر عام پر آ رہا ہے، جس کیلئے فقیر ادارے کے مالکان جناب حضرت مولانا سید شہاب الدین شاہ صاحب سلطان پوری مدظلہ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بزرگانِ دین کی سوانح حیات وتعلیمات وافکار ونظریات پر مشتمل یہ عظیم ذخیرہ محبان اولیاء تک پہنچانے کا ذمہ اُٹھایا اور عملی طور پر اسے آپ تک پہنچانے کا سبب بنے، جس کیلئے رب کعبہ کے حضور دعا گو ہوں خداوند کریم ان کے کاروبار جان و مال اور گھر بار میں اور آپ کے قائم کردا، اداروں میں لا فانی برکتیں پیدا فرمائے تا کہ حضرت قبلہ پیر سید ضیاء الدین شاہ صاحب سلطان پوری رحمتہ اللہ علیہ کا یہ روشن چراغ چمکتا دمکتا رہے، آمین......!

فقیر نے اس کتاب کو ترتیب دینے کے لئے نہایت ہی آسان اور سلیس زبان کی اردو کا استعمال کیا ہے تا کہ پڑھنے والے کو آسانی ہو سکے اور وہ لفظوں اور جملوں میں گم ہو کے نہ رہ جائے۔

تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ نئی نسل کے نوجوان اُردو کو خیر باد کہہ چکے ہیں، اکثریت ایسی ہے جو بی ایس سی، ایف ایس سی اور نہ جانے کون کون سی ڈگریوں کے حامل ہیں مگر اپنی قومی زبان کو خیر باد کہہ چکے ہیں اُردو کی تحریر لکھنا تو درکنار اُردو کی عبارت بھی بہ آسانی نہیں پڑھ سکتے۔

یہی وجہ ہے کہ فقیر نے بجائے علمیت جھاڑنے اور لفاظی دکھانے کے بجائے کتاب کی تحریر کو آسان اُردو میں رکھا ہے تا کہ ہماری آنے والی نسلیں ڈائجسٹ اور ناول اور دیگر مخرب الاخلاق کتابوں کو چھوڑ بزرگان دین کے حالات زندگی اور ان کے ذکر کو پڑھ کر نہ صرف اپنی سوچ وفکر کو بدلیں بلکہ وہ اپنے اجداد کے مسلک پر قائم رہتے ہوئے بزرگان دین سے محبت اور ان کی اتباع کر کے عِنْدَ الذِّكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَته (صالحین کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے) کے مصداق خدا کی رحمت و بخشش و مغفرت کے حقدار کہلائیں۔

اس کتاب میں عرب وعجم، ایران وعراق، آزاد کشمیر اور جموں کشمیر، افغانستان، ترکستان، ترکمانستان، ہندوستان بالخصوص پاکستان بھر کے بڑے بڑے جلیل القدر اولیائے کاملین کا تذکرہ درج ہے۔ پاکستان کے چاروں صوبوں بالخصوص سرحد و بلوچستان اور سندھ کے معروف اضلاع اور پنجاب کے تمام اضلاع کے ہر چھوٹے بڑے دربار کا تذکرہ موجود ہے، مگر اس کے باوجود فقیر کو اس کا اعتراف ہے کہ اب بھی ہزاروں کی تعداد میں خاصان خدا کا تذکرہ نہ ہو سکا، اس کو میں اپنی کم ہمتی سے تعبیر کروں گا، اس لئے کہ خدا نے ہر ہر خطے میں اپنے اپنے وقت میں لاتعداد اولیائے کاملین کو اپنی مخلوق کی رشد وہدایت کے لئے بھیجا اور انہوں نے آ کر اس ڈیوٹی کو کماحقہ ادا کر کے عہدہ برآں ہونے کی سعادت حاصل کی۔ اگر زندگی نے وفا کی تو انشاء اللہ بقیہ بزرگوں کے جس قدر بھی تذکرے دستیاب ہو سکے ان کو مزید جلدوں میں پیش کر دیا جائے گا۔

اس کتاب کو ترتیب دینے کے لئے بڑی احتیاط سے کام لیا گیا ہے مگر باوجود اس کے مجھے اعتراف ہے کہ بشری تقاضوں کے مطابق ضرور کوئی غلطی ہو گئی یا رہ گئی ہو گی، قارئین سے گزارش ہے کہ مجھے اس غلطی سے بذریعہ خط یا بذریعہ ٹیلی فون براہ راست مطلع فرما دیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی درستگی کی جا سکے۔

آخر میں اپنے کرم فرما بزرگ وشیخ تربیت حضرت پیر سیّد شبیر حسین گیلانی آستانہ عالیہ غازی آباد شریف ڈھوک سیداں راولپنڈی، اوراپنے شیخ صحبت محسن ومربی وارث علوم حضرت خواجہ چوراہی عالمی مبلغ اسلام حضرت علامہ الحاج الحافظ پیر سیّد محمد شبیر علی شاہ گیلانی نقشبندی مجددی سجادہ نشین دربار گوہر بار چورہ شریف، اپنے برادر طریقت ومحسن جانشین حاجی الحرمین پیر طریقت حضرت صاحبزادہ مشتاق احمد صابری سجادہ نشین آستانہ عالیہ صابریہ ماڑی بگیال شریف، مخلص فی اللہ حضرت ڈاکٹر تنویر وارثی صاحب آستانہ عالیہ سنگھوئی شریف و آستانہ عالیہ چھپر شریف گوجر خان، برادر اکبر واُستاد محترم جناب حافظ نور احمد قادری، پیر طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد سبطین شاہ جہانی چشتی صابری اسلام آباد پیر طریقت محمد الیاس صابری مرحوم، خلیفہ حضرت منظور المشائخ اوکاڑہ، سلسلہ عالیہ اویسیہ کے روح رواں اور حضرت خواجہ گوہر دین احمد اویسی علیہ الرحمۃ کے خاندان کے چشم وچراغ و پڑپوتے عالی مرتبت جناب پیر شہزاد نوید گوہر صاحب جنیدڑ شریف گجرات، کے علاوہ میرے دیرینہ کرم فرما دوست اور سفر وحضر کے ساتھی محبوب حضرت قمر المشائخ جناب شیخ فواد رشید صابری، مخدوم اہل سنت پیر طریقت محمد خورشید خان لودھی چشتی صابری، خلیفہ مجاز دربار حضرت شاہ عبدالشکور صابری حال مقیم لودھی ہاؤس مصریال روڈ راولپنڈی، اور عالی مرتبت جناب حضرت صاحبزادہ میاں غلام فرید وارثی صاحب حال مقیم لاہور، جناب شاہد رشید، جناب حاجی راشد نظامی صاحب، اپنے دیرینہ کرم فرماء دوست مرزا محمد شفیق صاحب، حضرت علامہ قاری غلام محمد چشتی، علامہ محمد ثناء اللہ قادری، اوران تمامی احباب گرامی کا مشکور وممنون ہوں اور بالخصوص جناب حاجی محمد سعید ظفر صاحب ساکن ڈھاب کلاں چکوال اوران کے صاحبزادے جناب ہمایوں ظفر صاحب کا خصوصی طور پر مشکور ہوں کہ جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں ہر ممکن تعاون فرمایا، مجھے مواد فراہم کیا، پروف ریڈنگ میں بڑھ چڑھ حصہ لیا اور میری غلطیوں کی نشاندہی کی اور ہر ممکن اپنے تعاون سے نوازتے رہے، الغرض جس شخص نے جس جس انداز سے اس میں تعاون کیا میں سب کا مشکور اوران کے لیے دعا گو ہوں کہ مالک کریم اپنے ان پاکیزہ نفوس قدسیہ کا تصدق ان کی دینی ودنیاوی زندگی کو بہتر اور کامیاب بنائے، اور دین ودنیا میں اللہ تعالیٰ میرے ان تمام معاونین کو کسی کا محتاج نہ کریں۔ آمین ثمہ آمین......!

بِجَاهِ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ وَ بِحَقِّ اَوْلِيَاءِ اُمَّتِهِ الْكَامِلِيْنَ اَجْمَعِيْن . بِرَحْمَتِكَ يَاَ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن .

والسلام طالب دعا، دلدادۂ چراغ چشت

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز

بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ جامع مسجد اکبری صابری

موہڑہ چھپر، غوث اعظم روڈ (سابقہ چکری روڈ) راولپنڈی

0333-5594225 - 0321-5103103

حضور نبی کریم ﷺ بحیثیت معلمِ کائنات

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی مُنْعِمِ الْآلَاءِ الْعِظَامِ وَ مَالِكَ زِمَامِ الْاَنَامِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَرْسَلَہٗ شَافِیًا لِجَمِیْعِ السِّقَامِ وَ سَبَبًا لِلْفَوْزِ وَالسَّعَادَۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاطَّلَعَہٗ عَلٰی مَاشَاءَ مِنَ الْاُمُوْرِ الْعِظَامِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الْغُرَرِ الْکِرَامِ وَھُمْ نُجُوْمُ الْاِھْتِدَاءِ وَ سَبَبِ الْفَلَاحِ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا کَافَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَ نَذِیْرًا

حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی نبوت کسی خاص قوم، کسی خاص ملک اور کسی خاص زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ خدائے تعالیٰ کی جانب سے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے بلا استثناء رسول بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔ اس لئے آپ کا چشمہ فیض ہر ایک کے لئے آب حیات مہیا کرتا ہے۔ یہ ایک عالم گیر پیغام ہے۔ اس کا مقصد انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنانا ہے۔

اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمتہ اللعالمین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس آفاقی اور عالمگیر ہے، آپ سب کے لئے سراپائے رحمت ہیں۔ آپ نے انسانیت کا احترام دلوں میں جاگزیں کیا۔ اور تمام انسانوں کو بھائی بھائی بنادیا ہے۔ ذات، نسل، قبیلہ اور وطنیت کے انسانی ہاتھوں سے تراشے ہوئے تمام بت چور چور ہو گئے۔

اسی لئے آپ کو خداوند قدوس کی جانب سے رحمتہ اللعالمین کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔ جس سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ آپ کا تعلق تمام عالم سے ہے۔ کسی خاص جغرافیائی حدود سے وابستہ نہیں ہے۔ اور آپ کا پیغام بھی کسی خاص قوم اور کسی متعین زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ تمام انسانوں کے لئے ہے اور یہ زمان و مکان کی حدود سے ماوراء ہے یہ اصول و نظریات کا پیغام ہے۔ اور یہ کسی قوم کی میراث نہیں ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو توحید خالص کے تصور سے آشنا کیا۔ انسانوں میں اعلیٰ وادنیٰ کی تفریق مٹا کر اخوت و مساوات کا سبق دیا۔ انسان کی عظمت قائم کی۔ اوہام وخرافات کی زنجیروں سے انسان کو آزاد کر کے حقیقت شناس بنادیا۔ زبان کے تفرقے،

رنگ ونسل کے امتیازات ووطنیت وقومیت کی کشاکش، کیسی کیسی سنگین بیڑیاں اولادِ آدم کے پیروں میں پڑی ہوئی تھیں۔ انسانیت، ذات پات اور قوم ومذہب کے سماجی واقتصادی گروہوں میں تقسیم ہوکر ٹکڑے ٹکڑے ہوچکی تھی۔ مگر چند سالوں کے اندر اندر عرب جیسے غیر متمدن ملک میں امن وامان قائم ہوگیا۔ قبائل کی خانہ جنگیاں ختم ہوگئیں۔ جرائم کا بازار سرد پڑ گیا۔ رہزن محافظ بن گئے۔ خدا کا یقین عوام کی زندگی کا ایک اہم عنصر بن گیا۔ وہ خلوت وجلوت کے تمام معاملات میں خدا کی ذات کو حاضر وناظر محسوس کرنے لگے۔ اور ایک ایسا معاشرہ وجود میں آ گیا جس میں امن قائم رکھنے کے لئے پولیس کی ضرورت نہ تھی، جرائم مفقود ہوگئے تھے حتیٰ کہ اگر کسی سے کوئی جرم سرزد بھی ہوجاتا تھا تو وہ خود بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر اقرار کرلیتا تھا۔ حدیث اور سیرتِ نبوی کی کتابوں میں ایسے متعدد واقعات مذکور ہیں۔

غرض کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کے نتیجے میں تئیس سال کی مختصر ترین مدت میں ایک نیا مذہب، ایک نئی شریعت، ایک نیا تمدن، ایک بے مثال معاشرہ اور ایک ہمہ گیر فلسفۂ حیات عالم وجود میں آ گیا۔ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح محض ایک مذہب ہی نہیں ہے بلکہ ایک تحریک، ایک تہذیب اور ایک مکمل ترین نظام حیات ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسا نظام زندگی پیش کیا جس نے عرب جیسی جاہل اور تہذیب سے ناآشنا قوم کو جہالت اور گمنامی کی تاریکیوں سے نکال کر صف اول کی قوموں میں لاکر کھڑا کردیا۔ علوم وفنون اور تہذیب وتمدن کے سب ہی شعبوں میں عرب دانشوروں نے دنیا کے خزانوں کو مالا مال کردیا۔ یہاں تک کہ دنیا کی ترقی یافتہ قومیں علم ودانش کے ان خزانوں سے آج تک فیض حاصل کررہی ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام ساری دنیا کے لئے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے بھی پیغمبر آئے ان کے پیغام وتبلیغ کا دائرہ محدود تھا۔ ان کے ذمے کسی خاص قوم، خاندان یا خطے کی ہدایت واصلاح کا کام ہوتا تھا مگر آپ کو پوری دنیا کی اصلاح کا کام سپرد ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا اَرسلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَ نَذِيْرًا

''اے پیغمبر! ہم نے تمہیں کائنات کے تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور خدا سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جزیرہ نمائے عرب کے علاوہ دوسرے ملکوں کے لوگوں کو بھی اسلام سے آشنا کرنے کے لئے وہاں کے حکمرانوں اور دوسرے ممتاز لوگوں کو تحریر کے ذریعے اسلام کی دعوت دی۔ ہر دردمند انسانیت کا انسانی اور اخلاقی فرض ہے کہ اگر کسی دوسرے شخص کو نقصان سے دوچار ہوتے ہوئے دیکھے تو حتی الامکان اس کی مدد کرے اور اسے نقصان سے بچانے کی جدوجہد کرے۔ دنیا کی عظیم شخصیتیں حقیقت میں کسی قوم یا ملک کی میراث نہیں ہوتیں۔ ایک ہندو فاضل مسٹر سی این مہتا نے لکھا ہے:

''مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ روحانی قوت جس نے معمولی لوگوں کو پرشکوہ اور بہادر بنادیا تھا اب بھی دنیا میں کایا پلٹ سکتی ہے۔

اسلام کا پیغام اب کسی قوم کا حصہ نہیں بلکہ تمام دنیا والوں کا ورثہ ہے۔ ہندوستان میں اسلام کے کارنامے صرف مسلمانوں کا حصہ نہیں بلکہ تمام ہندوستان کے لئے باعث فخر سرمایہ ہیں۔ اسلام کی تلوار کو نیام میں گئے ہوئے صدیاں گزر چکی ہیں مگر اسلام کا تسلط پہلے سے کہیں زیادہ ہے، کیونکہ پیغمبر اسلام نے اسلام کے اصول سادگی، حق پرستی اور مساوات قرار دیئے ہیں۔"

خداوند عالم کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

"اور ہم نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔"

قرآن مجید کا خطاب کسی قوم، خاص قبیلے، خاص ذات، خاص نسل اور خاص وطن سے نہیں بلکہ پوری نوع انسانی کے لئے ہے۔ قرآن کی ہدایت تمام انسانوں کے لئے ہے۔ اس کی دعوت آفاقی ہے جو زمان و مکان سے ماوراء ہے۔ خداوندِ عالم نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انسانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کی سب سے بڑی رحمت یہ ہے کہ آپ نے ایک خدائے واحد کا لوگوں کو پرستار بنایا۔ انسان کو اخوت و مساوات کی بیش بہا نعمت عطا کی۔ عورتوں کا درجہ بلند کیا۔ توہمات سے ہمارا دامن بچایا، انسان کو ساری کائنات کی سرداری بخشی اور ان لوگوں کو آفاقیت کا سبق دیا جو جغرافیہ کی حدود میں محصور تھے۔ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ جس چیز کو وہ صحیح سمجھتی ہے اس کی طبعی خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے بھی اسی کی طرح اس چیز کو صحیح سمجھیں۔ یہ انسان کا فطری جذبہ ہے قرآن حکیم میں ہے کہ "تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جس کا کام یہ ہو کہ وہ لوگوں کو خیر اور بھلائی کی طرف بُلائے۔ اور ان کو برائیوں اور گناہ کے کاموں سے روکے۔"

اسلام کے معنی ہیں گردن جھکانا، یعنی خدا کے سامنے اپنی بندگی کا اقرار کرنا۔ ایسی بندگی کا اقرار جس میں زمین و آسمان کے خالق کے سوا کوئی دوسرا شریک نہ ہو، اسلام دوسرے مذاہب کی طرح صرف اس کے ماننے والوں کا مذہب نہیں بلکہ یہ ہوا، پانی اور روشنی کی طرح ایک نعمت عظمیٰ ہے جس میں تمام انسان شریک ہیں۔

اسلام کی تعلیمات نہایت سادہ اور آسان ہیں، ان میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے۔ وہ خدائے تعالیٰ کی واحدنیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر یقین رکھنے کی دعوت دیتا ہے اور زندگی میں ان عقائد کو کارفرما بنانے کے لئے عبادت کے ایسے طریقے بتاتا ہے جو ہر لحاظ سے سادہ، مؤثر اور قابل عمل ہیں۔ خدائے تعالیٰ کی واحدانیت پر یقین رکھنے کی صورت میں انسان دوسرے تمام مفروضوں اور غیر حقیقی قوتوں کے خوف سے آزاد ہو جاتا ہے اس کی ذہنی اور علمی قوتیں پوری طرح کام کرتی ہیں اور ضمیر و عمل کی اس آزادی سے پوری بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ رسالت کا اقرار دراصل احسان مندی کے اس گہرے جذبے کا اظہار ہے۔ جس کے وجود کے بغیر انسانی سماج کا توازن اور اس کی یکجہتی برقرار نہیں رہ سکتی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانی برادری کے رشتوں کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کرنے کا صرف حکم ہی نہیں دیا بلکہ خود اس پر عمل کر کے دکھا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''ایک دوسرے سے دشمنی نہ رکھو۔ حسد نہ کرو۔ خدا کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن جائیں۔''

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک پورا مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ دوسروں کے لئے بھی وہی بات پسند نہ کرے جو خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

اسلام کا اعلان ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل وانصاف کی راہ سے ہٹا نہ سکے، اسلام نے مذہب میں جبر اور زبردستی کا دروازہ بالکل بند کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''اگر اسلام کی حکومت میں کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کو قتل کرے گا تو وہ بہشت کی خوشبو تک سونگھنے نہ پائے گا۔'' دوسرے مذہب کے لوگوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برتاؤ کا ایک بڑا واقعہ فتح مکہ کے بعد عفو عام کا اعلان ہے، جن لوگوں نے 13 برس تک مسلسل آپ پر اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بے پناہ ظلم توڑے تھے ان پر جب آپ کو غلبہ حاصل ہوا تو آپ نے عام اعلان کرا دیا کہ اہلِ مکہ کے لئے عام معافی ہے۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔

قریش مکہ کی غذائی ضرورتوں کے لئے غلہ یمامہ سے آتا تھا۔ یمامہ کے ایک سردار ثمامہ بن اثال نے اسلام میں داخل ہو کر مکہ مکرمہ کے لئے غلہ کی برآمد بند کر دی جس کے نتیجے میں قریش غذائی قحط میں مبتلا ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پسند نہ کیا اور غلہ کے درآمد کئے جانے کا ثمامہ کو حکم صادر فرمایا۔

سیرت نبوی کے مطالعہ سے جو بات سب سے زیادہ محسوس ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اثر کے لحاظ سے جو بات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے واقعات میں ہے وہ کسی دوسرے انسان کی زندگی میں نہیں پائی جاتی۔ اگر ہم اپنی زندگی کو مثالی بنانا چاہتے ہیں تو اُسی چشمہ فیض سے سیراب ہونا چاہیے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت خداوندِ قدوس کے سامنے سب کے سروں کو جھکا ہوا دیکھنا چاہتی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد انسان اور انسان کے درمیان پیدا کئے ہوئے گمراہ کن امتیازات کو ختم کرنا۔ خدا فراموشی اور بداخلاقی کو صالح قدروں سے بدل کر خداشناسی کے فطری جذبے کو ابھارنا اور صحیح معنی میں انسان کو انسان بنانا ہے۔ عالمی شہریت کے تصور سے آپ ہی نے سب سے پہلے انسان کو روشناس کرایا۔ آپ نے بتلایا کہ خدا ایک اور لاشریک ہے اور وہ قادر و توانا ہے وہ کائنات کی پیدائش اور اس کی پرورش و ربوبیت میں کسی کی ذرہ برابر بھی امداد واعانت کا محتاج نہیں ہے۔ یہ سمجھا کر آپ نے خدا اور بندے کے درمیان تعلق کی صحیح بنیادوں کو مستحکم کر دیا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کے جو نتائج دنیا نے دیکھے وہ بجائے خود بے مثال اور انتہائی حیرت انگیز ہیں۔ اس دعوت سے قوموں کے مزاج بدل گئے۔ انسانی اخلاق و معاشرت میں انقلاب عظیم برپا ہو گیا۔ عرب کے جاہل اور تند خو گنوار، علم و حکمت اور تہذیب و

تمدن کے معلم بن گئے۔ آپ نے انسانیت کو ایک متحدہ اخلاقی نظام، ایک متحدہ قومیت، ایک مکمل شریعت اور ایک ابدی مذہب دے کر ایک نئے فکر، ایک نئے تمدن اور ایک نئی تہذیب کی طرح ڈالی۔ جس نے انسانوں کے اندر خدا پرستی، اخلاقی و دیانت، تقویٰ، باہمی محبت واخوت اور آپس کے تعاون وایثار کے جذبات کو فروغ بخشا، آپ نے صاف صاف لفظوں میں حجۃ الوداع کے موقع پر اعلان کر دیا کہ:

"تمہارا رب بھی ایک ہی ہے، اور تمہارا باپ بھی ایک ہی ہے تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو، اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہوئی تھی۔ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزت کا مستحق وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ برائیوں سے بچنے والا ہے۔ عربوں کو غیر عربوں اور غیر عربوں کو عربوں پر صرف نیکی کے سبب ہی سے برتری حاصل ہو سکتی ہے۔"

دنیا نے دیکھا کہ یہ تعلیم صرف الفاظ کی حد تک ہی محدود نہیں رہی ہے بلکہ اسلام نے اس کے مطابق ایک عالمگیر برادری عملاً قائم کر کے دکھا دی ہے۔ جس میں رنگ، نسل، زبان، وطن اور قومیت کی کوئی تمیز نہیں۔ جس میں اونچ نیچ، چھوت چھات، تفریق وتعصب کا کوئی تصور نہیں جس میں شریک ہونے والے تمام انسان خواہ وہ کسی نسل وقوم اور ملک ووطن سے تعلق رکھتے ہوں بالکل مساویانہ حقوق کے ساتھ شریک ہونے کا حق رکھتے ہیں۔

انسانی مساوات اور وحدت کے اصول کو جس کامیابی کے ساتھ مسلم معاشرے میں علمی شکل دی گئی ہے اس کی کوئی نظیر دنیا کے کسی مذہب اور نظام میں نہیں پائی جاتی۔ صرف اسلام ہی وہ دین ہے جس نے روئے زمین کے تمام گوشوں میں پھیلی ہوئی بے شمار نسلوں اور قوموں کو ملا کر ایک امت بنایا ہے۔ اس امت میں اگر کسی کو بڑائی حاصل ہے تو وہ صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنا پر ہے۔ اس معیار کے سوا اسلام میں کسی اور معیار کی گنجائش نہیں ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کی سب سے زیادہ پس ماندہ قوم کو علمی وروحانی، اخلاقی اور سیاسی اعتبار سے زیادہ سے زیادہ مہذب، شائستہ، تقویٰ شعار اور برگزیدہ بنا دیا اور ایک ایسا معاشرہ وجود میں آ گیا۔ جس میں خدا پرستی وحقوق شناسی، تقویٰ و پرہیزگاری اور نیکی وہمدردی کے جملہ اوصافِ حسنہ بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے۔

دس لاکھ مربع میل کے وسیع رقبے میں پھیلی ہوئی عرب قوم جو دنیا کی بہت ہی پسماندہ قوم تھی اور ہزاروں برس گزر جانے کے باوجود ان کا قبائلی نظام کسی باقاعدہ سلطنت میں تبدیل نہ ہو سکا تھا مگر حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کے بعد وہی قوم ایک ملت واحدہ بن گئی۔ وہ عرب کے تپتے ہوئے ریگزاروں سے اٹھے اور ایک صدی سے بھی کم مدت میں تہذیب وتمدن سے آراستہ اس ساری دنیا کے رہ نما بن گئے جو روم و یونان اور ایران کی عظمتوں کی وارث تھی، نجد وحجاز میں شاعری وخطابت کرنے والوں نے جزیرۂ نمائے عرب سے نکل کر جب کوفہ، بصرہ، بغداد، قاہرہ، غرناطہ اور قرطبہ کے شہر آباد کیے تو ان شہروں میں دینی علوم کے علاوہ قانون، طب، فلکیات، فلسفہ اور منطق کی بڑی بڑی علمی مجلسیں آراستہ ہو گئیں اور یونانی علوم کا وہ چمن جو خزاں رسیدہ ہو گیا تھا از سرِ نو زندگی پا کر سر سبز وشاداب بن گیا اور وہی پھر آگے چل کر موجودہ

سائنس اور ٹیکنالوجی کے عالم وجود میں آنے کا ذریعہ بنا۔ اُس وقت دنیا میں کوئی قوم ایسی نہ تھی جو ان کی ہم سری کا دعویٰ کر سکتی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کو ایک ایسے متحدہ مرکز میں تبدیل کیا کہ چند سال کی قلیل ترین مدت میں نہ صرف دینی و روحانی بلکہ سیاسی اور معاشرتی حیثیت سے بھی وہ دنیا کا سب سے بڑا صدر مقام بن گیا اور بقول ایک فاضل مصنف، عہد نبوت میں جس اسلامی اسٹیٹ کا آغاز ہوا تھا وہ روزانہ دوسو چوہتر 274 مربع میل کے اوسط سے وسعت اختیار کرتی رہی اور دس سال کے بعد جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا تو دس لاکھ سے زیادہ مربع میل کا رقبہ آپ کے زیر اقتدار آپ کا تھا۔ برصغیر کے تین ملکوں کے تقریباً برابر وسیع علاقے کی فتح میں دشمن کے بمشکل ڈیڑھ سو آدمی ہلاک ہوئے۔

اور مسلمان فوج کا مشکل سے اس دس سال میں ماہانہ ایک سپاہی شہید ہوتا رہا۔ انسانی خون کی یہ عزت تاریخ عالم میں بلاخوف تردید بے نظیر ہے۔

مسلمانوں کی اس کامیابی کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی تمام تر ذہنی اور فکری صلاحیتوں اور مادی ترقی کا سرچشمہ اسلام کو اور پیغمبر اسلام کو بنایا تھا۔ جتنا مضبوط یہ عقیدہ تھا اتنا ہی مضبوط مسلمانوں کا اس پر ایمان تھا۔ اور جتنا مضبوط ایمان تھا اتنی ہی مضبوط ان کی قوت عمل تھی اور جتنی مضبوط قوت عمل تھی اتنی ہی مضبوط ان کی قوت تسخیر تھی۔ جس نے دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔

وما علینا الا البلاغ

بشکریہ
حضرت علامہ قاضی سعید الرحمٰن قادری
ناظم اعلیٰ ادارہ فیضان رسالت مہریہ قادریہ
پیر مہر علی شاہ ٹاؤن، غوث اعظم روڈ (سابقہ چکری روڈ) راولپنڈی

﴿تعارف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ محمدیہ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّا بَعْدَہٗ۔ اَمَّا بَعْد۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ○ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ ○ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم ○

اسلام میں احکام ومسائل کا اصل منبع تو قرآن وسنت ہی ہے اور جہاں کہیں ضرورت محسوس ہوئی وہاں کتاب وسنت کے ماہرین کو کتاب وسنت کے اصولوں پر اجتہاد کی اجازت دے دی گئی۔ جنہوں نے کثرت سے استخراج وانبساط احکام کا کام کیا۔

شرعی اصطلاحات میں ان کو فقہاء، مجتہدین اور آئمہ دین کہا گیا ہے انہی حضرات نے اسی کام کے ساتھ کتاب وسنت کے واضح احکام کو جاری ونافذ کرنے کا طریقہ ترتیب اور تدریج بھی بتائی۔

اسلامی سلطنت کے وسیع ہونے کے ساتھ ساتھ جدید اقوام وافراد اسلام میں داخل ہونے لگے اور نئے نئے مسائل پیش آنے لگے جن کو یہ لوگ اللہ کی مدد اور نصرت سے حل کرتے چلے گئے۔

یہ سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر صحابہ تابعین اور عباسی دور سے لے کر آج تک جاری ہے، ان میں زیادہ تر مشہور ومعروف مذاہب اربعہ کے فقہا اور امام ہیں، جن میں حنفی مالکی شافعی اور حنبلی فقہاء اور امام شامل ہیں، ان کو ظاہر (یعنی شریعت مطہرہ) کا امام بھی کہا جاتا ہے۔ جنہوں نے اپنی انتھک محنت ولگن سے مختلف مسائل میں امت مسلمہ کیلئے آسانیاں پیدا کیں۔

اگر یوں کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اگر یہ فقہا دین کے مسائل میں اپنے تدبر وفراست سے کام نہ لیتے تو آج دین کے احکام

پر عمل کرنا ہمارے لیے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔

ایک طرف تو یہ فقہا تھے جو ہمیں دین پر چلنے کا صحیح راستہ دکھا رہے تھے دوسری طرف اولیائے کاملین کے مختلف سلاسل طریقت تھے کہ جن بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر ہم دین اسلام کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہو کر قرب خداوندی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔

جیسا کہ کتاب کے مقدمہ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ اولیائے کاملین کے مختلف سلاسل طریقت ہیں کہ جن کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔

جس طرح تمام سلاسل طریقت کے اولیائے کرام کا مقصد حیات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے متبعین کو عملی پیرو کار بنانا ہے، اسی طرح تمام بزرگان اگرچہ سلاسل طریقت کے مختلف ناموں سے معروف ہیں مگر ان سب کا مرکز و منبع ایک ہی ہے۔

سلاسل طریقت کے سلسلوں میں ایک سلسلہ خواجگان ہے، جو قدامت کے اعتبار سے سب سے پہلے آتا ہے، اس کا سب سے بڑا ہیڈ کوارٹر مسجد نبوی اور اس کے بانی اور سالار اعظم امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

یہ سلسلہ حضرت سیدنا صدیق اکبر سے چلتا ہوا، حضرت سلمان فارسی، حضرت امام قاسم، حضرت سیدنا امام جعفر صادق، حضرت بایزید بسطامی، حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی، حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی، حضرت شیخ ابوعلی فارمدی، حضرت یوسف ہمدانی سے ہوتا ہوا حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ تک پہنچا، جنہوں نے اس سلسلہ کی مندرجہ ذیل اصطلاحات وضع کیں، اور ان اصطلاحوں کو اپنے سلسلہ کے روحانی نظام کا لازمی جز قرار دیا، ان میں

(ا۔) ہوش در دم نظر بر قدم (۲۔) سفر در وطن (۳۔) خلوت در انجمن (۴۔) یاد کرد (۵۔) بازگشت (۶۔) نگاہ داشت (۷۔) یادداشت

اپنے اپنے دور میں ہر بزرگ نے اس سلسلہ کی عظیم خدمات انجام دیں، اس کو فروغ دینے کے لیے بڑی کوششیں کیں لیکن اس کو مقبول عام بنانے کا شرف حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند کا مقدر ہو چکا تھا ان کے بعد یہ سلسلہ نقشبندیہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔

نمبرا ☆: جس کی وجہ تسمیہ عارفین یہ بتاتے ہیں کہ نقشبند کی تعریف یہ ہے کہ تمام باطل نقوش کو لوح دل سے مٹا کہ ایک ذات باری تعالیٰ کا اپنے دل پر نقش قائم کر لے۔ تاکہ انوار الہیہ سے اس کا دل منور ہو جائے۔

نمبر۲ ☆: معروف تذکرہ نگار اور مورخ مفتی غلام سرور قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ صاحب رسالہ "بہاء یہ نقشبندیہ" کے حوالے سے حضرت شاہ نقشبند حضرت خواجہ سید محمد بہاؤالدین کا اپنا بیان جو "رسالہ بہاویہ" نقشبندیہ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں، آپ خود فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والدین کمخواب بانی کا کام کرتے تھے اور اس پر نقش و نگار بنایا کرتے تھے، اس لیے "نقشبند" کے نام سے مشہور ہو گئے۔

نمبر۳ ☆: یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ حضرت خواجہ سید محمد بہاؤالدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو خداوند کریم نے باطنی طور پر اتنا تصرف عطا فرمایا ہوا تھا کہ جب کوئی سالک آ کر بیعت ہوتا تو آپ بیعت کرنے کے بعد اس پر توجہ ڈالتے تو اس سالک کے دل پر

نام خدا نقش ہو جاتا تھا اور زیادہ تر اسی وجہ سے آپ شاہ نقشبند کے نام سے معروف ہوئے اور آپ کی وجہ سے یہ سلسلہ بھی پوری دنیا میں سلسلہ نقشبند مشہور ہے اور اس میں داخل ہونے والا ہر سالک پکار پکار کر کہتا ہے

اے نقشبند عالم نقش مرابہ بند
نقش مرابہ بند کے گوئید نقش بند

حضرت خواجہ بہاؤالدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے اس سلسلہ کو ایسے انداز سے پروان چڑھایا کہ آج بخارا سے لے کر سمرقند، ترکمانستان، افغانستان، ہندوستان، پاکستان اگر یوں کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ جہاں آقا علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے والا موجود ہے وہاں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا پیروکار بھی موجود ہے اور پوری دنیا میں اس سلسلہ کے پیروکاروں متبعین کی تعداد کروڑوں میں ہمہ وقت موجود ہے۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی تعلیمات کو عام کیا، ان تعلیمات کو باضابطہ طور پر مرتب کیا۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ نوادر سے ہے اور محکم دست اویز اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑنا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے آثار کی پیروی کرنا ہے، اس راہ میں ہمیں بفضل الٰہی لایا گیا ہے اول سے آخر تک ہم نے بفضل الٰہی مشاہدہ کیا ہے نہ کہ اپنا عمل۔ اس طریقہ میں تھوڑے سے عمل سے بہت سی فتوحات حاصل ہوتی ہیں۔ مگر سنت کی متابعت کی رعایت بڑا کام ہے۔

۲۔☆ آپ نے فرمایا کہ ہمارا طریق صحبت ہے (صحبت سے مراد صاحبان طریقت کی صحبت ہے) کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔

۳۔☆ آپ نے فرمایا کہ اہل اللہ بار خلق اس لیے اٹھاتے ہیں کہ ان کے اخلاق کی اصلاح ہو جائے، یا کسی ولی سے ملاقات ہو جائے اس لیے کہ کوئی ولی ایسا نہیں کہ حق تعالیٰ کی جس پر نظر عنایت نہ ہو، خواہ وہ ولی اس سے واقف ہو یا نہ ہو، پس جو شخص اس ولی سے ملے گا اس نظر الٰہی سے اس کو فیض پہنچے گا۔

۴۔☆ آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی روز ہمارا جوتا سیدھا کیا ہے، ہم اس کی بھی شفاعت کریں گے۔

۵۔☆ آپ نے فرمایا کہ اس راستے میں صاحب پندار و تکبر کا کام بہت مشکل ہے۔

۶۔☆ آپ نے فرمایا کہ درویش کو ڈھول کی طرح رہنا چاہیئے کہ ہر چند طمانچہ کھائے مگر صدائے مخالف اس سے ظاہر نہ ہو۔

۷۔☆ آپ کے سلسلہ کی خصوصیات میں سے سب سے بڑی خصوصیت احکام قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سختی سے عمل ہے، نیز ذکر جہر خفی و جلی آپ کے متبعین کا شعار رہا ہے۔

حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعے اس سلسلہ کو چار چاند لگے، اس کی الگ شناخت قائم ہوئی اور یہ سلسلہ 990-95 ہجری میں سراج الملت موید الدین الرضی حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعے کابل سے ہندوستان میں پہنچا اور حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ کے ذریعے امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچا، جنہوں نے جہانگیر کے

دور سے تادم آخر اس سلسلہ کو پروان چڑھا کر پورے برصغیر میں حق ہو اور ذکر اللہ کی صدائیں بلند کرادیں۔

حضرت مجدد پاک نے اپنے متبعین کے مردہ دلوں کو زندہ کیا اور ان میں ایسی روح پھونکی کہ وہ جس طرف جاتے ان کے چہرے کی زیارت کرنے والا کافر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا، ان کے متبعین نے دن ورات تزکیہ نفس پر خصوصیت سے توجہ دی، تقویٰ اور پرہیز گاری اور اتباع شریعت کا وہ معیار قائم کیا کہ آپ کے متبعین کی زیارت کرنے والے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے کہ یہ قرون اولیٰ کی نشانیاں ہیں، کہ ان کے چہرے دیکھنے سے خدا کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ حضرت امام ربانی نے ان نفوس قدسیہ کی جو جماعت تیار کی، اس جماعت نے پوری دنیا بالخصوص برصغیر پاک وہند میں نقشبندیت کے ڈنکے بجائے، ہندوستان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا سب سے بڑا مرکز سرہند شریف میں بنا اور پاکستان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے دو بڑے مراکز جن میں اول مرکز آستانہ عالیہ چورہ شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں حضرت خواجہ سید نور محمد اور حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ رحمتہ اللہ علیہم کے دم قدم سے اور دوسرا مرکز موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد میں حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری اور حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان دامانی نقشبندی مجددی علیہم الرحمتہ کے دم قدم سے قائم ہوا۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ چورا شریف میں حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے نور نظر حضرت خواجہ سید فقیر محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ نے فیضان ومعرفت کے وہ دریا بہائے کہ تھوڑے سے عرصے میں بڑی بڑی خانقاہیں قائم ہوگئیں جن میں آستانہ عالیہ نقشبندیہ محمدیہ عیدگاہ شریف راولپنڈی آستانہ عالیہ علی پور شریف ضلع نارووال، آستانہ عالیہ کہیاں شریف مظفر آباد آزاد کشمیر، آستانہ عالیہ موہڑہ شریف مری، آستانہ عالیہ رواتڑہ شریف تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم، آستانہ عالیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات آستانہ عالیہ نقشبندیہ بھنگالی شریف، آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف میر پور آزاد کشمیر آستانہ عالیہ کھمکول شریف کوہاٹ جیسے علم وعرفان کے لاتعداد روحانی مراکز قائم ہوئے اور ان بزرگوں نے ہر دور کے اٹھنے والے فتنے کی نہ صرف سرکوبی کی بلکہ اپنی شبانہ روز کی جدوجہد سے لاکھوں افراد کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بھی کیا دوسری طرف اپنی خصوصی توجہات سے اپنے پیروکاروں کے دلوں کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نگینہ بنا کر ان کو تبلیغ دین اسلام کے لیے مختلف مقامات پر متعین کیا اور عشق ومحبت کی شمع کو فروزاں کیا۔

موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان کی خانقاہ سے علم وعرفان کے جو چراغ روشن ہوئے ان میں حضرت سائیں توکل شاہ ابنالوی انبالہ ہندوستان اور آستانہ عالیہ سواگ شریف ضلع لیہ، آستانہ عالیہ باروشریف ضلع لیہ، آستانہ عالیہ بگھار شریف تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی، آستانہ عالیہ دریائے رحمت شریف تحصیل حضرو ضلع اٹک آستانہ عالیہ جہانخلیہ شریف، آستانہ عالیہ نقشبندیہ رزاقیہ دیپالپور شریف، آستانہ عالیہ خالقیہ رزاقیہ لالہ موسیٰ ضلع گجرات، آستانہ عالیہ نقشبندیہ للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم جیسے لاتعداد علمی وروحانی مراکز قائم ہوئے۔

جن کی بدولت پورے ملک میں ایسا انقلاب آیا کہ ہر گھر میں ذکر خدا اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ سے معمور افراد نظر آنے لگے، اور ذاکرین کے دلوں میں نام خدا نقش ہونے لگا اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے دور ہزاروں افراد ذکر جہر وجہر خفی میں مست الست رہنے لگے اور یہ سلسلہ تاقیامت جاری رہے گا۔

اس لیے کہ اس سلسلہ کے بزرگوں نے لوگوں کو لنگر کھانے اور ذکر وفکر کرنے کا ہی صرف شعور نہیں دیا بلکہ ان پاکان امت نے اپنے عقید تمندان کو باطل کے سامنے ڈٹ کر عملی طور پر جہاد کا درس بھی دیا، اس کی پاداش میں لاتعداد صوفیاء مشائخ واہل حق کا خون بھی بہایا گیا۔ بعض کو سولی چڑھایا گیا، بعض نے جیل کی سلاخوں کے پیچھے قید زنداں بھی کاٹی مگر اعلائے کلمۃ الحق ان کی زبان پر جاری رہا۔

اسی بنا پر دینِ اسلام اصلی حالت میں آج ہمارے پاس موجود ہے۔

ان بزرگوں کی دینی وعلمی اور تبلیغی وفلاحی خدمات اور ان کے کشف وکرامات وتعلیمات سے آگاہی کے لئے آئندہ صفحات میں ان بزرگوں کے تذکروں کا مطالعہ فرمائیں اور خدا اگر توفیق دے تو ان کی تعلیمات پر عمل بھی کریں، اس لئے کہ یہی راستہ ذریعہ نجات وبخشش ہے۔

وسلام مع الکرام، خاکپائے درِ مخدوم صابر نوا

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیشوائے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ امیر طریقت، برہان شریعت، واقف اسرار رموز حقیقت نسبتِ رسولی، فخر السادات، حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ شمش العارفین ہیں۔ آپ کا تعلق سادات کے ایک معزز گھرانے سے ہے آپ سوخار میں پیدا ہوئے۔ جو سماسی سے پانچ فرلانگ کے فاصلے پر ہے۔ آپ کوزہ گری کا شوق رکھتے تھے۔ فارسی زبان میں کلال کوزہ گر کو کہتے ہیں۔ آپ زہد و تقویٰ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ صاحب کمال اور صاحب کشف و کرامات تھے۔

بیعت وخلافت ☆: حضرت خواجہ امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ ابتدائے جوانی میں کشتی کیا کرتے تھے۔ ایک روز راستین میں آپ کشتی لڑنے میں مشغول تھے کہ حضرت خواجہ محمد بابا علیہ الرحمۃ کا گزر اکھاڑے کے قریب سے ہوا۔

حضرت خواجہ باباؒ کے خدام میں سے ایک نے پوچھا کہ اے مخدوم آپ اس قدر حیران ہو کر ان کشتی کھیلنے والوں کو کیوں دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس اکھاڑے میں ایک مرد ہے۔ جس کی محبت سے کاملین زمانہ فیض یاب ہونگے۔ کیونکہ اس کی پرواز بہت بلند ہے۔ ہم اس مرد حق کے منتظر ہیں۔ کہ کاش وہ ہمارے جال میں آ پھنسے۔

اتفاق سے حضرت امیر کلال کی نظر خواجہ محمد بابا علیہ الرحمۃ پر پڑی تو ان کے دل کا پرندہ حضرت خواجہ محمد بابا علیہ الرحمۃ کی محبت کے جال میں آ پھنسا خواجہ محمد بابا علیہ الرحمۃ نے اپنی قوت جاذبہ سے انہیں اپنی طرف کھینچ لیا۔

حضرت امیر کلالؒ بے اختیار ہو کر حضرت محمد بابا علیہ الرحمۃ کے پیچھے پیچھے ان کے دولت خانے پر پہنچے اسی روز حضرت خواجہ محمد علیہ الرحمۃ نے ان کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تلقین کی اور اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اس کے بعد کسی نے حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ کو کشتی کے دنگل یا بازار میں نہیں دیکھا اس کے بعد آپ بطریق خواجگان نقشبند ریاضت میں مشغول رہے یہاں تک کہ حضرت خواجہ محمد بابا علیہ الرحمۃ کے سائے میں درجہ تکمیل و ارشاد پر پہنچے آپ متواتر آٹھ سال تک ہمیشہ دوشنبہ اور جمعہ کے روز مغرب کی نماز اور فجر سوخار میں پڑھتے تھے۔ کسی شخص کو بھی ان کے حال پر اطلاع نہ ہوئی۔

زہد و تقویٰ ☆: ایک روز اتفاقاً متین کے ایک باغ میں حضرت امیر کلالؒ نے اپنے کپڑے دھوئے اور یاروں سے فرمایا کہ اُن کو کانٹوں کی باڑھ پر نہ پھیلائیں ایسا نہ ہو کہ شاخیں ٹیڑھی ہو جائیں اور زمین پر بھی نہ پھیلانا۔ اس لئے کہ مویشیوں کی گھاس خراب ہو

گی یہ سن کر آپ کے ساتھی عاجز رہ گئے۔ اور پوچھنے لگے کہ اے امیر کلالؒ آپ کس طرح کپڑے خشک کرتے ہیں۔ فرمایا کہ میں اپنے کپڑوں کو اپنی پیٹھ پر پھیلا کر اور پیٹھ سورج کی طرف کر کے بیٹھ جاتا ہوں اور اس طرح میرے کپڑے خشک ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ کپڑے پھیلانے سے باڑھ کو نقصان پہنچے یا کسی درخت کی شاخ ٹیڑھی ہو جائے۔ یا مویشیوں کی گھاس خراب ہو جائے تو باغ کے مالک کو کیا جواب دوں گا۔

امیر تیمور کا پیغام اور آپ کا جواب ☆: جب امیر تیمور نے سمر قند میں قیام کیا تو ایک قاصد کو حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ آ کر اس ولایت پر قدم رنجہ فرما کر اس کو مشرف فرمائیں۔ کیونکہ ہمارا آنا دشوار ہے۔

چنانچہ وہ قاصد حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کی بات سُن کر آپ نے عذر کیا اور فرمایا کہ ہم اسی جگہ دعا گوئی میں مشغول ہیں اور اپنے صاحبزادے امیر محمد کو عذر خواہی کے لئے بھیجا اور فرمایا کہ اے صاحبزادے امیر تیمور تم کو انعام یا جاگیر دے گا۔ تم ہرگز قبول نہ کرنا اگر قبول کرو تو ہمارے پاس نہ لانا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جاگیریں اور انعام قبول نہیں فرمائے۔ تم اگر قبول کرو گے تو اپنے جد امجد کی مخالفت کرو گے علاوہ ازیں درویش ہر وقت مومنوں کے لئے دعا میں مشغول رہتے ہیں۔ اگر وہ دنیا کی طرف میلان کریں تو اُن کی دعا حجاب میں ہو جاتی ہے۔ جب آپ کے صاحبزادے امیر تیمور کے پاس پہنچے تو عذر خواہی کی چند روز کے بعد اجازت طلب کی تو امیر تیمور نے بطور نذرانہ تمام بخارا کی مملکت عطا کی لیکن آپ کے صاحبزادے سے امیر محمد نے اس کو قبول نہ کیا امیر تیمور نے کہا کہ حضرت کے واسطے کیا تحفہ ایسا بھیجوں کہ ہمارا اُن سے تقرب ہو جائے۔ تو آپ کے صاحبزادے امیر محمد نے کہا اگر تم چاہتے ہو کہ درویشوں کا دل تمہارا تقرب ہو جائے تو تقویٰ اور عدل کو اپنا شعار بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور خاصان حق کے قرب کا یہی چیزیں ذریعہ ہوئی ہیں۔

تعلیمات وارشادات ☆: حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ پر جب ضعف غالب ہوا تو آپ نے اپنے صاحبزادے اور ساتھیوں مریدوں عقیدت مندوں کو جمع کر کے یہ ارشادات فرمائے۔

نمبر ۱ ☆: جب تک تم زندہ رہو۔ طلب علم سے ایک قدم دور نہ ہٹنا کیونکہ طلب علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اوّل علم ایمان دوئم علم نماز سوئم علم روزہ۔ چہارم علم زکوٰۃ پنجم علم حج۔ اگر استطاعت ہو۔ ششم والدین کی خدمت کا علم ہفتم صلہ رحم اور رعایت ہمسایہ کا علم ہشتم خرید و فروخت کا علم۔ اگر ضرورت ہو۔ نہم حلال وحرام کا علم کیونکہ بہت سے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ بے علمی کے سبب سے تباہی کے حوض میں گر پڑتے ہیں اور گر پڑے۔

نمبر ۲ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ تم کو چاہیے کہ تم خدا داں بنو۔ اور خدا خواں بھی اور ایسے کام میں مشغول نہ ہو۔ جس سے دنیا کے خیال میں تمہارا دین نہ جاتا رہے۔ ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ کوئی عبادت خدا ترسی سے بہتر نہیں ہے نیز چاہیے کہ جب تم ذکر خدا میں مشغول رہو تو حکم لَا اِلٰہَ سے تمام ماسوائے حق کی نفی کرو اور غیر شرعی باتیں نہ کرو اور کلمہ لا الٰہ۔ سے تمام مشروعات کا اتباع کرو۔ اور اپنے دل میں اس امر پر نگاہ رکھو کہ کوئی عبادت وسجدے کے لائق نہیں۔ سوائے خدا تعالیٰ کے۔ جو باپ بیٹے اور معرفت سے بے نیاز ہے۔ جب تم نے یہ بات جان لی تو تم ذاکرین میں سے ہو گے اور جان لو کہ کپڑے کو پانی اور زبان کو خدا کا ذکر اور جسم کو نماز کا ہمیشہ ادا کرنا پاک کر دیتا ہے۔ اور تمہاری نگاہ کو مطالعہ حقوق کرنے والوں کی رضا مندی اور تمہارے دین کو شرک سے پاک کر دیتا ہے۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ توبہ کرتا رہے توبہ یہ نہیں کہ زبان سے کہو۔ کہ میں توبہ کرتا ہوں بلکہ توبہ یہ ہے کہ تم پہلے اپنے گناہوں پر پشیمان ہو۔ اور نیت کرو کہ آئندہ اِس گناہ کی طرف نہ جاؤ گے۔ اور ہمیشہ کے لئے رب العزت سے ڈرتے رہو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اور اپنے سے متعلقہ لوگ جن کے حقوق پر تم کو راضی کرو اور گریہ زاری ایسی کرو کہ توبہ کا اثر اپنے مشاہدہ میں کرو تا کہ تائب کا نام صائق ہو جائے۔

نمبر۴ ☆: آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ روزی کا غم تم اپنے دل سے نکال دو اور آخرت اور ادائے بندگی کے غم کو اپنے دل میں جگہ دو۔ کیونکہ تمام کاموں میں اصل یہ ہے۔

نمبر۵ ☆: ارادت کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ ارادت کیا ہے۔ ارادت خدا کی طلب اور ترک عادت۔ وفائے عہد، ادائے امانت۔ نہ خیانت اپنی تقصیر کی دیدہ اور اپنے عمل کی نادید کا نام ہے۔

کشف و کرامت ☆: حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیٹ میں تھے اگر اتفاقاً کبھی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں چلا جاتا تو اس قدر درد ہوتا کہ میں بے ہوش ہو جاتی یہ کیفیت کئی بار گزری تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بات اس بچے کے قدم کی برکت سے ہے جو میرے پیٹ میں ہے۔

کرامت۲ ☆: ایک روز حضرت امیر رحمتہ اللہ علیہ اپنے اصحاب کے ساتھ خواجہ ابوحفص کبیر رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور مناسک حج بالتفصیل بیان فرما رہے تھے کہ ایک بے اعتقاد شخص کے دل میں خیال آیا کہ حضرت امیر رحمتہ اللہ علیہ نے کعبہ کو کب دیکھا ہے۔ جو مسائل بیان فرما رہے ہیں۔ یہ مسائل تو وہ بیان کرے جس نے کعبہ کو دیکھا ہو کچھ دیر بعد امیر رحمتہ اللہ علیہ باہر نکلے اور اُس شخص کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے نادان دیکھ تجھے کیا دکھائی دے رہا ہے۔ اس نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کے خود امیر کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کے اے نادان جس کے پاس ایک درہم ہو وہ اس خیال میں ہے کہ کسی کے پاس کچھ نہیں تا وقتیکہ تیرے دل کی آنکھ نہ کھلے تجھے کچھ نظر نہ آئے گا۔

کرامت۳ ☆: ایک دفعہ حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ اپنے دوستوں اور احباب کے ساتھ بخارا کی جانب جا رہے تھے ایک کسان اپنے کھیت میں کام کر رہا تھا۔ اس کے غلام نے پوچھا یہ کون ہیں۔ آقا نے جواب دیا کہ یہ مفت خورے ہیں۔

چنانچہ حضرت امیر کلال کو بذریعہ کشف علم ہو گیا۔ آپ نے اپنے ہمراہیوں سے اسی وقت فرمایا کہ یارو، درویشوں کے حق میں بداعتقادی نہ پیدا کرو اور اِن کو چشم حقارت سے نہ دیکھو۔ تا کہ دنیا سے ذلیل و خوار ہو کے نہ جاؤ یار حیران ہوئے کہ حضرت نے یہ کیا فرما دیا ہے۔

چنانچہ اس مسجد سے واپس آئے تو دیکھا کہ وہ شخص درد گردہ کے سبب سے قریب المرگ ہے۔ جب تکلیف زیادہ بڑھی تو اس نے کہا کہ مجھے حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کے پاس لے چلو۔ چنانچہ جب آپ کے پاس لایا گیا تو حضرت نے فرمایا اس شخص نے کارگر تیر کھایا ہے۔ اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اسے واپس لے جاؤ کیونکہ اس کا کام تمام ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ گھر پہنچتے ہی مر گیا۔

کرامت۴ ☆: ایک روز حضرت امیر رحمتہ اللہ علیہ کے اصحاب کی ایک جماعت حضرت جگردوں اتار علیہ الرحمۃ کے

مزار شریف کی زیارت کو گئی۔ کچھ فاصلہ پر ہی گئے تھے کہ دیکھتے ہیں کہ ایک شیر ان کے راستے میں کھڑا ہے۔ وہ حیران ہوئے کہ اچانک حضرت امیر تشریف لائے تو شیر نے بطور تعظیم سر جھکایا اور چل دیا کچھ عرصہ بعد اصحاب نے حضرت سے پوچھا کہ یہ کیا آپ نے فرمایا جو ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرتا ہے۔ اس سے خدا کی زمین پر رہنے والی تمام چیزیں ڈرتی ہیں۔

وصال باکمال ☆: وصال سے پہلے آپ نے اپنے تمام ارادت مندوں کو حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی متابعت کا حکم دیا اور روز پنجشنبہ ۷ جمادی الاول ۷۷۲ھ بمطابق 1370ء میں سو آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار شریف قریہ سوخار نزد قصبہ سماسی میں ہے۔ جو آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے ایک سو چودہ خلفاء ہیں۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : عالم علوم ربانی، محرم اسرار سبحانی، واقف اسرار رموز حقانی، محدث وجد و پیان، قبلہ طالبان، حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد بہاؤ الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ سرتاج سلسلہ عالیہ نقشبند ہیں۔

نقشبند لقب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ جس طالب کو جو ذکر تلقین فرماتے۔ وہ اس کے دل پر نقش ہو جاتا تھا۔ آپ شریعت کے پابند اور حنفی المشرب تھے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کی سیر تمام طبقوں میں جاری تھی۔

آپ کی ولادت باسعادت ۴ محرم الحرام ۷۱۸ھ بمطابق 1319ء میں شہر عارفان میں ہوئی جو شہر بخارا سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ پیدائش سے پہلے حضرت بابا محمد سماسی نے آپ کے تولد مبارک کی بشارت دی تھی۔ تولد سے تیسرے روز آپ کے جد امجد آپ کو حضرت بابا سماسی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لے گئے حضرت بابا نے آپ کو اپنی فرزندی میں لیا اور اپنے خلیفہ سیّد امیر کلال علیہ الرحمۃ سے آپ کی تربیت کا عہد لیا۔ آپ سے بچپن ہی میں ولایت کے آثار کرامت وہدایت کے انوار ظاہر و آشکار ہونے لگے۔

چنانچہ آپ کی والدہ صاحبہ کا بیان ہے کہ میرا فرزند بہاؤ الدین چار سال ایک ماہ کا تھا۔ میرے پاس ایک گائے تھی جو حاملہ تھی ایک روز میرے فرزند بہاؤ الدین نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ گائے گوسالہ سفید پیشانی جنے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چند ماہ بعد قدرت حق تعالیٰ سے اِس گائے نے ویسا ہی گوسالہ جنا۔ جنہوں نے اس وقت میرے فرزند کی بات سنی تھی وہ حیران رہ گئے۔

بیعت وخلافت ☆ : آپ کو آداب طریقت کی تعلیم بظاہر سیّد امیر کلال علیہ الرحمۃ سے ہے اور حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ ہی کے مرید وخلیفہ ہیں اور آپ اویسی مرید حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی کے ہیں۔

سیرت و کردار ☆ : آپ فقیرانہ زندگی گزارتے اور ہمیشہ فقر کی تائید کرتے تھے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جو کچھ بھی پایا ہے محبت وفقر سے پایا ہے آپ کے دولت خانہ میں موسم سرما میں خاشاک بچھا ہوا کرتا تھا۔ اور گرما میں پرانا بورا اور ہر چیز بالخصوص طعام میں حلال کی رعایت اور شبہات سے اجتناب میں نہایت احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ باوجود کمال فکر کے آپ میں ایثار اعلیٰ کا درجہ تھا۔ جو شخص آپ کی خدمت میں ہدیہ لاتا۔ اتباع سنت کے طور پر آپ اسی قدر اُس کے ساتھ احسان فرماتے تھے۔ آپ کا گزر زراعت پر تھا۔ ہر سال کچھ جو اور کچھ ماش بوتے تھے۔ بیج زمین اور بیلوں سے بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ آپ کے ہاں کوئی خادمہ نہ تھی۔ نہ آپ کا

اپنا ملکیتی کوئی مکان تھا۔ بلکہ بطور رعایت رہا کرتے تھے۔ اکثر اوقات آپ اپنا کھانا خود پکاتے تھے۔

تربیت مریداں ☆: آپ کے خلیفہ اول حضرت خواجہ علاؤالدینؒ عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی نظر عنایت کی برکت سے طالب علموں کا یہ حال تھا کہ قدم اول میں سب سعادت مراقبہ سے مشرف ہو جاتے تھے۔ جب نظر عنایت زیادہ ہوتی تو درجہ عدم کو پہنچ جاتے۔ جب اس سے زیادہ نظر عنایت فرماتے تو مقام فنا کو پہنچا دیتے تھے اور فانی از خود باقی باحق ہو جاتے تھے۔

حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ ہم تو دولت و مال کا واسطہ ہیں۔ ہم سے منقطع ہو کر مقصود حقیقی کو ملنا چاہیے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ارباب تکمیل وایصال کا طریقہ یہ ہے کہ اِس راستہ کے بچوں کو طریقت کے گہوارے میں لٹاتے ہیں۔ اور تربیت کے پستان سے دودھ پلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ حد وصال کو پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان سے دودھ چھڑاتے ہیں اور بارگاہ احدیت کا محرم بناتے ہیں۔ تا کہ حضرت جل وعزت سے بلا واسطہ فیض حاصل کر سکیں۔

تعلیمات ☆: (نمبرا) آپ فرماتے ہیں کہ اس راستے میں وجود کی نفی اور اپنے تئیں کم سمجھنا بڑا کام ہے۔ مقصدِ حقیقی کی دولت کا حاصل ہونا قبولیت پر موقوف ہے۔ میں نے اس معاملے میں موجودہ رات کے طبقوں میں سے ہر طبقہ کی سیر کی اور اپنے آپ کا زروں میں سے ہر زرے کا مقابلہ کیا۔ میں نے سب کو حقیقت میں اپنے آپ سے بہتر دیکھا یہاں تک کہ میں نے فضلات کے طبقہ کی بھی سیر کی اور اُن میں بھی فائدہ دیکھا مگر اپنے آپ میں کوئی فائدہ نہ دیکھا۔

نمبر۲ ☆: کبارِ اہل حقیقت کا قول ہے۔ کہ اس راستے کا سالک اگر اپنے نفس کو سو بار فرعون کے نفس سے بدتر نہیں جانتا وہ اس راستے میں نہیں ہے۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں۔ کہ اگرچہ نماز روزہ اور ریاضت ومجاہدہ حق سبحانہ تعالیٰ تک پہنچنے کا طریقہ ہے۔ مگر ہمارے نزدیک وجود کی نفی سب طریقوں سے اقرب ہے۔ اور ترک اختیار اور دیدہ مقصود حقیقی کے سوا حاصل ہیں۔

نمبر۴ ☆: بخارا کے علماء میں سے ایک عالم نے حضرت خواجہ سے سوال کیا کہ نماز میں حضوری کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ طعام حلال سے جو وقوف آ گاہی سے کھایا جائے نماز سے فارغ اوقات میں اور وضو اور تکبیر تحریمہ کے وقت بھی موقوف کی رعایت چاہیے۔

نمبر۵ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ گروہ صوفیاء کی تین قسمیں ہیں۔ مقلد، کامل، کامل مکمل، مقلدِ اس پر عمل کرتا ہے جو اپنے شیخ سے سن لیتا ہے۔ کامل فیض رسانی میں اپنی ذات سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ دوسروں کی تربیت کامل مکمل کے سوا کوئی نہیں کرتا۔

نمبر۶ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ صوفیائے کرام کا قول ہے کہ اگر ولی باغ میں جائے اور درختوں کے ہر پتے سے یہ آواز آئے "یاولی اللہ" تو چاہیے کہ ظاہر وباطن میں اسے اِس آواز کی طرف کچھ التفات نہ ہو بلکہ بندگی وتفرتح میں اِس کی کوشش ہر لحظہ زیادہ ہو اس مقام کا کمال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔ کہ خدا کا احسان واکرام وانعام آپ پر جس قدر زیادہ ہوتا۔ اسی قدر آپ کی

بندگی اور نیاز مندی اور مسکنت زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ فرماتے ہیں کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

نمبر ۷☆: آپ فرماتے ہیں کہ ذکر کی تعلیم کسی کامل سے مکمل ہونی چاہیے تا کہ مؤثر ہو۔ اور اس کا نتیجہ ظہور میں آئے۔ تیر بادشاہ کی ترکش سے لینا چاہیے تا کہ شایان حمایت ہو۔

نمبر ۸☆: (**لا الٰہ**) نفی آلیہ طبیعت ہے۔ اور (**الا اللّٰہ**) اثبات معبود ہے اور مقصود ذکر سے یہ ہے۔ کہ ذاکر حکم توحید کی حقیقت کو پہنچ جائے بہت دفعہ کہنا شرط نہیں۔ اور کلمہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ اِس کلمہ کے کہنے سے ماسوااللہ کے بالکل نفی ہو جائے۔

کشف و کرامات☆: حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مخلص کا قول ہے کہ جس زمانے میں دشت قبچاف کی طرف ایک لشکر نے بخارا پر حملہ کیا بہت سی مخلوق کو ہلاک اور بہت سوں کو قید کیا تھا۔ اسی دوران وہ میرے بھائی کو بھی قید کر کے لے گئے، میرے والد بیٹے کے غم میں بہت پریشان تھے اور مجھے ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ اگر تو میری رضامندی چاہتا ہے۔ تو اپنے بھائی کی تلاش میں قبچاف کی طرف جا۔

چونکہ مجھے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی۔ اور میں مہمات میں انہی کی طرف رجوع کرتا تھا۔ میں نے یہ قصہ بھی ان سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جلدی جا اور اپنے باپ کی رضامندی حاصل کر میں نے ایک درہم بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ جسے آپ نے قبول کیا پھر مجھے واپس کر دیا اور فرمایا کہ اسے اپنے پاس رکھنا اس میں بڑی برکتیں ہوں گی جس وقت سفر میں تم کو کوئی مہم پیش آئے تو ہماری طرف متوجہ ہونا۔

چنانچہ حسب ارشاد میں روانہ ہو گیا اس سفر میں تھوڑی سی تجارت سے مجھے بڑا نفع ہوا اور بغیر کسی دشواری کے اپنے بھائی کو خوارزم میں پالیا۔ ہم قیدیوں کی حمایت کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر بخارا کی طرف روانہ ہوئے۔ کشتی میں اور بھی بہت سے لوگ سوار تھے ناگاہ مخالف ہوا چلنے لگی اور کشتی کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ لوگوں نے فریاد شروع کی۔ اس پریشانی کی حالت میں میرے کان میں کسی کی آواز آئی جو حضرت خواجہ کو یاد کرتا تھا اسی وقت مجھے حضرت خواجہ کا وہ ارشاد یاد آیا کہ جس وقت کوئی سخت مہم پیش آئے تو میری طرف متوجہ ہونا۔

چنانچہ میں نے حضرت خواجہ کی طرف توجہ کی اُسی وقت حضرت خواجہ مجھے دکھائی دیئے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ کی برکت سے ایک لحہ میں ہوا ٹھہر گئی اور دریا کی لہر موقوف ہو گئی تھوڑی دیر کے بعد ہم دونوں بھائی بخارا میں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلام عرض کیا حضرت نے مسکرا کر فرمایا جس وقت کشتی میں تم نے ہمیں سلام کیا تھا ہم نے سلام کا جواب دیا تھا مگر تم نے سنا نہیں تھا۔

کرامت ۲☆: ایک روز حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ ایک درویش کو کسی طرف روانہ کر رہے تھے۔ آپ نے حسب عادت اس کو بغل میں لیا اور اس پر نظر عنایت ڈالی۔ اتفاقاً اخی محمد درآہنی جو حضرت خواجہ کے بڑے درویشوں میں سے تھے۔ اس درویش کے آگے آگے جا رہے تھے۔ ایک ساعت کے بعد وہ درویش گر پڑا اور اس کی روح قلب سے نکل گئی جب اخی محمد نے یہ حال

دیکھا تو وہ جلدی سے حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچا اور تمام ماجرا عرض کیا۔ حضرت خواجہ اس درویش کے پاس تشریف لے گئے اور قدم مبارک اس کے سینے پر رکھا وہ ہلنے لگا اور اس کی روح قلب میں واپس آ گئی۔ بعدازاں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں نے اس کی روح چوتھے آسمان پر پائی اور وہاں سے واپس کر لی۔

کرامت ۳ ☆: ایک سیّد صاحب نے جو حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ سے گہری عقیدت رکھتے ہیں نے یہ حکایت بیان کی کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ صاحب بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے جس روز حاجی قربانیاں دے رہے تھے آپ نے فرمایا کہ ہم بھی قربانی دیتے ہیں۔ ہمارا ایک لڑکا ہے۔ ہم اسی کو قربان کر دیتے ہیں۔

چنانچہ جو درویش آپ کے ساتھ سفر میں تھے انہوں نے یہ بات لکھ لی۔ جب بخارا واپس آئے تو معلوم ہوا کہ جس روز کعبہ شریف میں حضرت خواجہ صاحب کی زبان مبارک پر وہ الفاظ جاری ہوئے۔ اسی دن بخارا میں آپ کے صاحبزادے کا وصال ہوا تھا۔

کرامت ۴ ☆: ایک روز حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ قصر عارفاں میں تھے۔ اور شیخ شادی غدیوں سے آئے تھے وہ ایک قصور کے سبب جو اُن سے سرزد ہوا تھا۔ عذرخواہی کرنا چاہتے تھے، حضرت خواجہ نے فرمایا کہ نذرانہ چاہیے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ایک بیل لاتا ہوں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا ہمیں بیل قبول نہیں اڑتالیس دینار عدی جو غدیوں میں تم نے مدت سے سوراخ میں چھپائے ہوئے ہیں اور دھوئیں نے وہ جگہ سیاہ کر دی ہے۔ نذرانہ میں لانے چاہیں۔

یہ سن کر شیخ شادی کا حال دگرگوں ہو گیا۔ اس لئے کہ سوراخ میں چھپانے کے وقت کسی کو اطلاع نہ تھی وہ جلدی سے غدیوں میں گئے اور وہ دینار لا کر آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اُن میں سے ایک دینار شیخ شادی کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ یہ حرام ہے۔ تجھے کہاں سے ملا ہے۔ اور اس وقت شیخ شادی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اِن دیناروں سے ایک بیل خرید کر کھیتی باڑی کر اور بقایا وقت بندگان خدا کی خدمت میں صرف کر اس کے بعد شیخ شادی سے ایک دینار کا حال دریافت کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت خواجہ کا مرید بننے سے پہلے میں ایک مدت تک قمار بازی کرتا رہا وہ دینار قمار سے حاصل ہوا تھا۔

کرامت ۵ ☆: ایک درویش کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب میرے غریب خانہ پر تشریف لائے تھے گھر میں آٹا نہ تھا میں اسی دن آٹے کی بوری لے آیا۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس آٹے کو خرچ کرتے رہو مگر اس کی کمی بیشی کا حال کسی سے نہ کرنا حضرت خواجہ دو مہینے تک میرے غریب خانہ پر رہے ہر روز درویش دوست آپ کی زیارت کو آتے تھے۔ اُسی آٹے سے پکتا رہا مگر وہ بدستور رہا جب حضرت تشریف لے گئے مدتوں بعد تک اسی بوری میں سے پکتا رہا مگر وہ اتنا ہی رہا بعدازاں میں نے خلاف ارشاد حضرت خواجہ یہ قصہ اپنے اہل وعیال سے ذکر کر دیا۔ پھر وہ برکت نہ رہی۔

کرامت ۶ ☆: حضرت سیّد امیر کلال علیہ الرحمۃ کے بڑے صاحبزادے امیر برہان الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ سوخار میں ہمارے مکان میں تھے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے مولانا عارف کی زیارت کا اشتیاق ہے۔ اور وہ اس وقت نسف میں ہیں۔ آپ توجہ فرمائیں کہ وہ جلدی آ جائیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا ہم ان کو جلد ہی بلوا دیں گے۔ بعدازاں حضرت امیر

برھان الدین کولیکر چھت پر چڑھ گئے۔اور تین دفعہ مولانا عارف کو آواز دی اور پھر فرمایا کہ مولانا نے ہماری آواز سن لی ہے۔اور اس طرف چل پڑے ہیں۔جب مولانا عارف نسف سے سوخار میں آئے تو ان سے حضرت خواجہ کے بلانے کا واقعہ دریافت کیا گیا۔مولانا عارف نے بیان کیا کہ فلاں روز فلاں وقت ہم اپنے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے حضرت کی آواز سنی کہ چلے آؤ میں جلدی سے نجف سے بخارا اور بخارا سے سوخار کی طرف روانہ ہو گیا۔

کرامت نمبر ۷☆: مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اپنی کتاب جمال الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ ایک عالم دین حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں کے ہمراہ بالس کے سفر کے لئے روانہ ہوئے۔جب سمنان پہنچے تو ہم نے سنا یہاں حضرت خواجہ نقشبند کے مخلصین میں سے ایک بزرگ رہتے ہیں جن کا نام سید محمود ہے۔ہم لوگ ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔اور دوران گفتگو ان سے ہم نے پوچھا حضرت فرمایئے کہ وہ کونسا سبب ہے کہ جس کی بناء پر آپ حضرت خواجہ نقشبند کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے تھے۔

انہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی تھی۔حضور نبی کریم ﷺ ایک خوبصورت مکان میں جلوہ افروز ہیں اور حضور ﷺ کے ساتھ ایک بارعب شخصیت تشریف فرما تھی۔میں نے سرکار دو عالم ﷺ یا ان کے ساتھ جو بزرگ تھے کی خدمت میں غرض کیا کہ میں آپ کی صحبت سے مشرف نہ ہو سکا۔اور مجھے آپ کا زمانہ اور آپ کا قرب نصیب نہ ہو سکا اس لئے آپ کی زیارت سے مشرف ہونے کی سعادت حاصل نہ کر سکا۔اب بتلایئے میں کیا کروں کہ جس کی وجہ سے آپ کی زیارت کا شرف حاصل کر سکوں۔

جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میری برکت اور میری زیارت کا شرف حاصل کرو تو ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے بزرگ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ شیخ بہاؤالدین نقشبندی کی پیروی اپنے لئے ضروری کرلو۔چونکہ میں پہلے اس نام کے بزرگ سے ظاہری طور پر متعارف نہ تھا۔

جب ہوش میں آیا تو میں ان بزرگوں کا نام اور حلیہ جو خواب میں دیکھا تھا ایک کتاب کی پشت پر لکھ لیا۔پھر ایک مدت کے بعد ایک بازار میں (کپڑے والے) کی دکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے چہرے پر نورانیت اور ہیبت کا رعب طاری تھا۔وہ بزرگ بھی اسی دکان میں آ کر بیٹھ گئے۔جب میں نے ان کا چہرہ مبارک غور سے دیکھا تو مجھے وہ خواب اور خواب میں دیکھا ہوا منظر اور آپ کا حلیہ یاد آ گیا۔جس کی وجہ سے مجھ پر ایک زبردست کیفیت طاری ہو گئی تھوڑی دیر کے بعد جب وہ کیفیت ختم ہوئی تو میں نے ان بزرگوں سے درخواست کی اگر مہربانی فرمائیں تو میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمائیں آپ نے میری دعوت کو قبول کیا اور کھڑے ہو کر میرے غریب خانے کی طرف چل دیئے وہ آگے آگے اور میں پیچھے پیچھے تھا جب میرا مکان آیا تو وہ بزرگ کھڑے ہو گئے میں نے اندر جا کر اپنے حجرہ خاص کا دروازہ کھول کر انہیں اندر بلایا جب اندر تشریف لائے تو میرے کتب خانہ کی الماری میں سے ایک کتاب نکال کر مجھے دی اور فرمایا تم نے اس کی پشت پر کیا لکھا تھا۔میں نے جب غور سے دیکھا تو یہ وہی کتاب تھی جس پر میں نے وہ خواب کا احوال بمعہ تاریخ اور آپ کا حلیہ مبارک لکھا تھا اور اس واقعہ کو گزرے ہوئے سات برس ہو گئے تھے۔اس کے بعد میں ان بزرگ خواجہ

محمد بہاؤالدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔

کرامت نمبر ۸☆: دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب جمال الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ نقشبند خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اور خواجہ محمد زاہد جنگل کو گئے اور یہ سچے عاشق تھے اور ہمارے ساتھ کدالیں تھیں اور ہم ان سے شغل کر رہے تھے کہ ہم پر ایک ایسی حالت طاری ہوگئی کہ جس نے مجبور کر دیا کہ ہم کدالیں پھینک دیں اور معرفت کی باتوں کا تذکرہ کریں۔ اسی گفتگو میں سلسلہ کلام بزرگی پر پہنچا تو میں نے کہا کہ اس کی انتہا اس درجہ پر ہوتی ہے کہ اگر مقام بندگی والا کسی کو یہ کہہ بیٹھے کہ تو مر جا تو وہ فوراً مر جائے۔

پھر یہ ہوا کہ میں نے ان سے کہہ دیا کہ تم مر جاؤ۔ وہ اسی وقت مر گئے اور چاشت کے وقت نصف النہار تک مردہ ہی رہے۔ گرمی کا وقت تھا اس لئے میں گھبرا گیا اور بہت حیران ہوا۔ اور میں قریب ہی سایہ کی جگہ پہنچ گیا اور سخت حیرت میں رہا۔ پھر ان کے پاس لوٹ آیا۔ تو ان میں گرمی کی زیادتی کی وجہ سے تغیر بھی ہو چلا تھا۔ پھر تو اور بھی پریشانی بڑھی۔

تو اس وقت میرے دل میں القا کیا گیا کہ ان سے کہو اے محمد زندہ ہو جاؤ۔ میں نے تین مرتبہ ان کو یہ کہا۔ تو ان میں تھوڑی حیات سرائیت کرنے لگی اور میں ان کو دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ پہلی سی حالت پر لوٹ آئے۔

پھر میں سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو سب قصہ عرض کیا جب میں نے یہ عرض کیا کہ جب وہ مر گئے تو میں اس وجہ سے حیران ہو گیا آپ نے فرمایا بیٹا تم نے ان سے کیوں نہ کہہ دیا کہ زندہ ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا جب مجھے یہ الہام کیا گیا تو میں نے کہہ دیا تو وہ زندہ ہو گئے۔

وصال باکمال☆: خواجہ علاؤالدین عطار فرماتے ہیں کہ آپ کے وصال کے وقت ہم سورہ یٰسین پڑھ رہے تھے جب نصف سورۃ ہوئی تو انوار ظاہر ہونے لگے ہم کلمہ پڑھنے میں مشغول ہو گئے اس کے بعد سانس کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ۷۹۱ھ بمطابق 1388ء ۳ ربیع الاول دوشنبہ کو آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک قصر عارفاں بلخ بخارا نو آزاد ریاستوں کے ملک تاجکستان میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قبلۂ اہل بصیرت، مرد حقیقت آگاہ، عارف باللہ، فنا فی اللہ و فنا فی المرشد، واقف علوم لدنی، حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ اول اور نائب مطلق تھے آپ کا نام نامی اسم گرامی مبارک بن محمد بخاری ہے۔ آپ کا تعلق خوارزم سے ہے۔ جب آپ کے والد گرامی کا وصال ہو گیا۔ تو آپ نے ان کے ترکہ سے کوئی چیز وصول نہ کی اور حالت تجرید میں بخارا کے ایک مدرسہ میں تحصیل علوم میں مشغول ہو گئے۔ طالب علمی ہی کی حالت میں آپ کا عقد حضرت خواجہ نقشبند خواجہ بہاؤالدین نقشبندی علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی سے ہو گیا تھا۔

طریق حق کی طلب جب آپ کے دل میں پیدا ہوئی تو علوم رسمی چھوڑ کر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور طریقہ اختیار کیا حضرت خواجہ نقشبند کی آپ پر نظر خاص تھی مجالس میں آپ کو اپنے پاس بٹھاتے اور بار بار آپ کی طرف متوجہ ہوتے۔ بعض دوستوں نے حضرت خواجہ نقشبند سے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ان کو اپنے پاس بٹھاتا ہوں تا کہ ان کو بھیڑیا نہ کھالے ان کے نفس کا بھیڑیا گھات میں ہے۔ اس لئے میں ہر لحظہ ان کا حال دریافت کرتا رہتا ہوں۔

چنانچہ آپ حضرت خواجہ بزرگ کی توجہات عالیہ سے بہت جلد درجۂ کمال کو پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ نقشبند اپنی حیات میں ہی بہت سے طالب علموں کی تربیت آپ کے سپرد کر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ علاؤالدین نے ہمارا بوجھ بہت ہلکا کر دیا ہے۔ آپ سے بہت سے آثار ولایت بدرجہ اتم واکمل ظہور میں آئے اور آپ کے حسن تربیت اور صحبت کی برکت سے بہت سے طالب دوری اور نقصان سے بچ کر قرب و کمال کی پیش گاہ پر پہنچے اور مرتبہ کمال و تکمیل پر فائز ہوئے۔

بعض بزرگوں سے سننے میں آیا ہے۔ کہ قدوۃ المحققین سیّد شریف جرجانی جو آپ کے اصحاب میں سے تھے۔ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میں شیخ زین الدین علیہ الرحمۃ کی صحبت میں نہ پہنچا رفض سے رہائی نہ پائی۔ اور جب تک خواجہ علاؤالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں نہ پہنچا خدا کو نہ پہچانا۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ صاحب کے طریقہ خاص کو طریقہ علائیہ کہتے ہیں۔ جس کا ذکر مجدد الف ثانی نے اپنی مکتوبات دفتر اول میں بالتفصیل کیا ہے۔

ارشادات و تعلیمات ☆ (نمبر۱): آپ فرماتے ہیں کہ ریاضت سے مقصود تعلقات جسمانی کی پوری نفی اور عالم ارواح و عالم حقیقت کی طرف توجہ تام (مکمل توجہ) ہے۔ اور سلوک سے مقصود یہ ہے۔ بندہ اپنے اختیار و کسب سے ان تعلقات میں سے جو اس

راہ میں گزر جائے اور ان تعلقات میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر پیش کرے۔ جس تعلق سے گزر جائے وہ علامت ہے اُس امر کی وہ تعلق مانع نہیں اور غالب نہیں آیا اور جس تعلق میں وہ ٹھہر جائے۔ اور اس میں اپنی قلبی وابستگی پائے تو جان لے کہ وہ تعلق اس کے راستے کا مانع ہوگیا ہے۔ اس کے قطع کی تدبیر کرے۔

نمبر۲ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ مرشد کے ساتھ تعلق اگرچہ حقیقت میں غیر ہے اور آخر میں اس کی بھی نفی کرنی چاہیے۔ مگر ابتداء میں یہ تعلق وصول کا سبب ہے اور اس کے ماسوا کی نفی کرنا لوازم سلوک سے ہے۔ ہر طرح سے مرشد کی خوشنودی طلب کرنی چاہیے۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے جلیل القدر مشائخ کا ارشاد ہے۔ **التوفیق مع السعی** ۔توفیق کوشش کے ساتھ ہے۔ اس طرح مرشد کی روحانیت کی مدد طالب کے بقدر کوشش ہوتی ہے جو شیخ مقتداء کے امر سے ہو بغیر اس کوشش کے مرشد کی مدد کو بقاء نہیں۔ کیونکہ طالب کی طرف شیخ کی توجہ چند روز سے زیادہ باقی نہیں رہتی۔

نمبر۴ ☆: جب ملک وملکوت طالب سے پوشیدہ وفراموش ہو جائے تو یہ مرتبہ فنا ہے۔ اور جب سالک کی ہستی بھی سالک سے پوشیدہ ہو جائے۔ تو یہ مرتبہ فناء در فنا ہے۔

نمبر۵ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ مشائخ کبار کے مزارات کی زیادہ زیارت کرنے والا اسی قدر فیض لے سکتا ہے۔ جس قدر اس نے بزرگ کی صفت کو پہچانا ہے۔ اور اُس کی صفت کی طرف متوجہ اور اس میں مستغرق ہوا ہے۔ اگرچہ مزارات مقدسہ کی زیارت میں ظاہری قرب کا بہت اثر ہے۔ لیکن حقیقت میں ارواح مقدسہ کی طرف توجہ کے لئے ظاہری دوری مانع نہیں۔

نمبر۶ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ اہل اللہ کی صحبت میں رہنا عقل معاد کی زیادتی کا ذریعہ ہے۔

نمبر۷ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ خاموشی تین صفتوں میں سے خالی نہیں ہونی چاہیے۔ خطرات کی نگہداشت دل کے ذکر کا مطالعہ اور مشاہدہ احوال جو دل پر گزرتا ہے۔

کشف وکرامت ☆: بخارا میں علماء کی ایک جماعت کے درمیان رویئت باری تعالیٰ میں مباحثہ ہوا۔ انہوں نے بالاتفاق خواجہ علاؤالدین عطاء رحمتہ اللہ علیہ کو ثالث تسلیم کرلیا۔ اور آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر طالب فیصلہ ہوئے۔

آپ نے منکرین رویت جو مذہب معتزلہ کی طرف راغب تھے سے فرمایا کہ تم تین دن تک چپ چاپ باوضو ہماری صحبت میں رہو۔ بعد ازاں ہم فیصلہ دیں گے۔

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تیسرے روز ان پر ایسی کیفیت طاری ہوئی۔ بے ہوش ہو کر زمین پر لوٹنے لگے جب ہوش میں آئے تو نہایت نیازمندی سے عرض کرنے لگے کہ ہم رویت حق پر ایمان لاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ کبھی بھی حضرت خواجہ کی خدمت اقدس سے غیر حاضر نہ ہوئے اور تمام عمر آپ کی خدمت میں گزاری۔

کرامت ۲ ☆: حضرت خواجہ محمد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ علاؤالدین عطاء رحمتہ اللہ علیہ اپنی وفات سے سات سال پہلے اوائل شعبان ۷۹۵ھ میں چغانیاں سے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک کی زیارت کے

لئے روانہ ہوئے آٹھارہ روز بعد بخارا میں پہنچے۔ اور اوائل شوال میں واپس آئے۔ عید رمضان کی رات کو بخارا میں تھے کہ اُس رات حضرت خواجہ نقشبند خواجہ بہاؤ الدین علیہ الرحمۃ کے ایک درویش نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت بڑی شاندار بارگاہ ہے۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے ساتھ اس بارگاہ کے قریب ہیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ بارگاہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ آپ حضرت خواجہ بزرگ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمۃ کے ہمراہ اس بارگاہ میں داخل ہوئے اور تھوڑی دیر بعد وہاں سے نہایت خوش وخرم نکلے اور فرمایا کہ مجھے یہ کرامت عطا کی گئی ہے۔ جو شخص میری قبر کے گرد چاروں طرف سو سو فرسنگ کے اندر دفن ہوگا میں باذن الٰہی اس کی شفاعت کروں گا اور پیروی کرنے والوں کو ایک ایک فرسنگ تک شفاعت کرنے کا موقع ملا ہے۔

وصال باکمال ☆: بروز دوشنبہ رجب ۸۰۲ھ بمطابق 1399ء کو آپ بیمار ہوئے اور چارشنبہ کی رات ۱۸ رجب کو عشاء کے بعد آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک چغانیاں علاقہ بخارا میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: نویں صدی ہجری کے فارسی ادب کے امام، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہمالۂ علوم، غواص بحرِ معانی، مدرس مسائل عشق وعرفان، محدث حقائق وجدوپیان، قبلۂ طالبان، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ بادہ نوشان توحیدورسالت کے سرِ حلقہ اور دُرِّ دکشان مشرب تجرید وتفرید کے سرِّ دفتر ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۳ شعبان المعظم ۸۱۷ھ بمطابق ۱۶۱۶ء بوقت عشاء محلّہ خرجرد قصبہ جام صوبہ خراسان ملک ایران میں حضرت مولانا احمد بن محمد الدشتی علیہ الرحمۃ کے علمی وروحانی گھر میں ہوئی۔ آپ کی والدہ محترمہ معروف عارف کامل حضرت امام محمد شیبانی علیہ الرحمۃ کی نواسی تھیں۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ علوم دینیہ کے حصول کے لئے اپنے والدِ گرامی کے ہمراہ ہرات کے معروف دینی علوم کے مرکز۔ مدرسہ نظامیہ تشریف لے گئے، اس عظیم الشان دارالعلوم میں آپ نے وقت کے مایۂ ناز اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے، جس میں حضرت مولانا جنید اصولی، مولانا خواجہ علی سمرقند میں قاضی زادہ روم کے درس میں آئے اور اپنی ذہانت طبع اسا سے استاد کو بڑا متاثر کیا اور علوم وفنون سے دامن مراد کو بھرا۔

ان دنوں سمرقند وہرات دنیائے اسلام میں اسلامی علوم کے زبردست مرکز تھے، آپ نے ان دونوں سے مراکز سے نہ صرف علوم وفنون حاصل کئے بلکہ وقت کے ممتاز علماء سے اپنی ذہانت اور محنت پر قابل قدر تحسین بھی حاصل کی۔ قاضی روم فرمایا کرتے تھے جب سے شہر سمرقند آباد ہوا ہے، مولانا عبدالرحمٰن جامی جیسا ذہین وفتین فاضل زمانے کی آنکھ نے نہیں دیکھا۔

آپ نے اسلامی علوم کے تمام فنون اور شعبوں پر عبور حاصل کر کے فارسی ادب اور شاعری میں کمال حاصل کیا۔ تحصیل علم کے بعد آپ کی قابلیت کی شہرت نے چاردانگ عالم سے خراج تحسین وصول کیا۔

اہل علم وفضل وکمال کے نزدیک حافظ شیرازی کے بعد ایران کی دھرتی نے آپ جیسا قادرالکلام شاعر پیدا نہیں کیا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت تھے، اس ضمن میں معروف ادیب نقاد ومحقق اور بزرگ عالم دین

حضرت علامہ پیرزادہ محمد اقبال فاروقی مدظلہ العالی دام فیوضکم الجاریہ آپ کی معروف زمانہ کتاب ''شواہد النبوت'' کے پیش لفظ میں فرماتے ہیں کہ

حضرت جامی کی زندگی کا اکثر حصہ ہرات میں گزرا، یہ شہر اس زمانہ میں عروس البلاد جہان اور کائنات ارضی کا بغداد العلم کہلاتا تھا۔ مشرق و مغرب کی حکومتیں اس شہر کے علم و فضل کو خراج ادا کرتیں، حضرت جامی کی شخصیت اس وقت کے علماء اور صوفیاء دونوں کے لئے ایک انجمن کی حیثیت رکھتی تھی، علماء آپ کی تصنیف و تالیف سے استفادہ کرتے اور صوفیاء آپ کے متصوفانہ رشحات و لوائح سے دامن دل بھرتے۔

عنفوان شباب میں شب بیداری کی نعمت سے مدتوں مالا مال رہے، ایک رات حضرت سعد الملت والدین سعد الدین علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا تو ظاہری علوم کو ترک کر کے بادیۂ روحانیت میں قدم رکھا، اور حضرت سعد الدین کی مجلس کے لئے وقف ہو گئے، تھوڑے ہی عرصہ میں منازل سلوک طے کر گئے۔

ایک رفیق بزرگ نے کتنے تعجب سے کہا۔

''طریق خواجگان قدس سرہٗ حضرت ایشاں را عجب زود در بود''

حضرت جامی جب ہرات کی جامع مسجد کے صحن میں علماء و شعراء کے جمگھٹے میں پڑھایا کرتے تھے، تو حضرت پیر و مرشد دروازے سے گزرتے تو فرمایا کرتے! کاش یہ نوجوان ہمارے حلقہ میں آ جائے، جب جامی اُن کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تو انہوں نے فرمایا۔

''شاہبازے بچنگ ما افتادہ است''

حضرت مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ وہ پہلے بزرگ ہیں جن کی نگاہ نے حضرت جامی جیسے جوہر کو منتخب فرما کر روحانیت کی دنیا میں روشناس کرایا۔

حضرت سعد الدین علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد حضرت مولانا جامی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمۃ نے حضرت جامی کو بے حد متاثر کیا، وہ خواجہ احرار کی نگاہوں میں اترتے گئے، اور روحانیت کی بلندیاں طے کرتے گئے۔

شاہان تیموریہ کی آپ سے عقیدت ☆: جن دنوں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمۃ شاہان تیموریہ کی روحانی تربیت فرما رہے تھے مولانا جامی انہی دنوں حضرت خواجہ احرار کی خانقاہ میں قیام پذیر ہوئے، اور شاہان تیموریہ کے مخدوم و محترم بن گئے، شاہان تیموریہ آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

یہی وجہ تھی کہ آپ جہاں بھی ممالک اسلامیہ میں گئے عقیدت و احترام کی نگاہ سے دیکھے گئے۔

مرشد گرامی کو خراج عقیدت ☆: مرشد گرامی کے توسل سے آپ کو جو عزت وعظمت اور منازل سلوک کی تکمیل میں مدد ملی اس کے اعتراف میں آپ نے درج ذیل اشعار کیے، ملاحظہ فرمائیں۔

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند — نوبت ز آخر بہ بخارا زدند
از خطراں سکہ نشد بہرہ مند — جز دل بے نقش شہہ نقشبند
تاج بہاں برسر دیں او نہاد — قفل ہوا از دردین او کشاد
زد بجہاں نوبت شہنشاہی — کوکبۂ فقرِ عبید اللّٰہی
آنکہ زحریت فقر آگاہ ہست — خواجہ احرار عبید اللہ است

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ آپ کی روحانی تربیت کا مصدر و مرکز تھا، آپ کی تصانیف اسی سلسلہ روحانیت کی ترجمانی کرتی ہیں، آپ کے اشعار میں اسی سلسلہ کی عظمت وحشمت نمایاں ہوتی ہے۔

حضرت جامی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے پیروکار ہونے کے باوجود حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ کے فلسفہ وحدت الوجود کے ترجمان ہیں، اور نقشبندیہ سلسلہ کے دوسرے مشائخ کے برعکس اُس فلسفہ پر پامردی سے کاربند رہے، آپ کی ساری شاعری میں وحدت الوجود کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔

دیگر بزرگوں سے روحانی استفادہ ☆: آپ نے حضرت سعد الدین علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمۃ کے علاوہ جن بزرگوں سے استفادہ کیا ان میں حضرت خواجہ محمد پارسا، حضرت خواجہ فخر الدین لورستانی، حضرت خواجہ برہان الدین ابونصر پارسا، حضرت خواجہ شمس الدین محمد، حضرت مولانا خواجہ جلال الدین پورانی، مولانا شمس الدین محمد اسد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

سیاحت کے دوران آپ نے بہت سے بزرگوں سے ملاقاتیں کیں اور متعدد مقدس مقامات کی زیارت کیں۔

زمانہ طفولیت میں موضع جام سے جب ہرات پہنچے تو حضرت خواجہ علی سمرقندی علیہ الرحمۃ نے اپنے درس سے آپ کے دل و دماغ کو روشن کیا، جوانی کے عالم میں جب ہرات سے سمرقند تشریف لے گئے تو حضرت خواجہ علاؤ الدین علی قوشجی علیہ الرحمۃ نے اپنی نگاہ فیض سے نوازا، جب سفر حجاز کو نکلے تو ہمدان، کردستان، بغداد، کربلا، نجف اشرف، مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، دمشق، حلب، اور تبریز سے گزرتے ہوئے دامن مراد میں روحانیت بھرتے گئے۔

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ پاک میں حاضری ☆: آپ ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت سے اولیائے نقشبند میں معروف ہوئے، آپ نے جس والہانہ انداز سے بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پیش کیا اس کا سارے فارسی ادب میں جواب نہیں ملتا، کبھی وادی بطحا میں پہنچ کر مدینہ، خاک مدینہ، خارِ مدینہ، حتیٰ کے سگ مدینہ کو اپنے دل کے قریب پاتے ہیں، کبھی سرزمین طیبہ کو جانے والے قافلوں کو سلام کرتے ہیں، کبھی نسیم بہاری کو فریاد پہنچانے کا ذریعہ بناتے ہیں۔

نسیما جانب بطحا گذر کن زاحوالم محمدؐ را خبر کن

بانگ وصل از قافلہ برخاست خیر اے ساربان

رختم بنہ برراحلہ آہنگ رحلت کن رواں

یارب مدینہ است ایں حرم کز خاکش آید بوئے جاں

یاساحتِ باغِ اِرم یا عرصۂ روض الجنان

بکعبہ رفتم ذزانجا ہوائے کوئے تو دیدم

جمالِ کعبہ تماشا بیادِ روئے تو کردم

آپ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر نعت لکھتے تھے، اور اس فن میں آپ منفرد ہی نہیں بلکہ اس فن کے امام تھے۔

دیدار روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جس جذب وجنوں کا حصہ آپ کو ملا تھا وہ دوسر شعراء کے ہاں کم پایا جاتا ہے، وہ کوئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سر کے بل جاتے ہیں، دیدہ و دل فرش راہ کرتے ہیں، پلکوں سے جاروب کشی کرتے ہوئے فریاد، التجا، الحاح اور گریہ وفغاں کی جو رقت آپ میں پائی جاتی ہے اس سے رحمت دوعالم کی گھٹائیں جھوم جھوم جاتی ہیں، کبھی سرکار دوعالم کی محبت کے دامن لپٹ کر اپنی بات اسی طرح کہتے ہیں۔

اویم طائفی نعلین پاکن
شرا کے از رشتۂ جانہائے ماکن

علامہ جامی جس جذب ومستی کے عالم میں بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتے ہیں، اس میں جنید وبایزید کا ادب بھی ہے، اور بلال حبشی کی رقت وعشق بھی ہے۔

یہ واقعہ اہل دل کی مجالس میں اکثر سنا گیا کہ حضرت جامی جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے کے لئے سفر پر نکلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والی مدینہ کو خواب میں حکم دیا کہ میرے عاشق کو شہر سے باہر روک لیا جائے، ورنہ جس جذب وکیف میں وہ آ رہا ہے مجھے اس کی دلدہی کے لئے گنبد خضرا سے باہر آنا پڑے گا۔

علامہ جامی کو مدینہ پاک میں حاضری سے کئی مرتبہ روکا گیا، جب جوش وجذبہ فرد ہوا تو پھر مدینے میں داخلے کی اجازت ملی۔

عاشقوں کے انداز بھی نرالے ہوتے ہیں، ایک مرتبہ سالارِ کارواں سے ساز باز کر کے منصوبہ بنایا کہ مجھے صندوق میں بند کر کے گنبد خضرا تک پہنچا دیا جائے۔

والی مدینہ کو پھر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، جو بنفس نفیس اس کاروانِ عشق ومحبت کے استقبال کے لئے

شہر کے دروازے پر کھڑا تھا، جس دروازے سے حضرت جامی چھپ کر داخل ہونا چاہ رہے تھے۔

والیٔ مدینہ نے تلاشی کی غرض سے اُونٹ پر لدا ہوا سامان اتروایا، وہ سامان نہیں بلکہ عشق و محبت کی عملی تفسیر تھی، جو جامی کی شخصیت بن کر صندوق میں بند تھا۔

والی مدینہ نے نہایت ادب سے محبوب کا پیغام حضرت جامی کو پہنچایا، اور شہر میں داخل ہونے سے روک دیا، پھر کچھ دنوں بعد حاضری کی اجازت ملی تو بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری ہوئی تو جامی لپٹ لپٹ کر فریاد کرتے رہے۔

زمہجوری برآمد جانِ عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

آپ کی تصانیف و علمی خدمات☆: (۱) تفسیر ناتمام (سورۂ بقرہ)۔ (۲) شواہد النبوت۔ (۳) اشعۃ اللمعات (۴) شرح فصوص الحکم (۵) لوامع (۶) شرح بعض ابیات فارضیہ (۷) شرح رباعیات (۸) لوائح (۹) شرح بیتے چند مثنوی مولوی (۱۰) شرح حدیث ابی زرعفاریؓ (۱۱) رسالہ فی الوجود (۱۲) ترجمہ اربعین حدیث (۱۳) رسالہ تہلیلیہ (۱۴) مناقب خواجہ عبداللہ انصاری (۱۵) رسالہ تحقیق مذہب صوفی ومتکلم وحکیم (۱۶) رسالہ سوالو جواب ہندوستان (۱۷) رسالہ مناسک حج (۱۸) ہفت اورنگ جامی (یعنی مثنوی سلسلہ الذہب، سلامان وابسال، تحفۃ الاحرار، سبحۃ الابرار، یوسف زلیخا، لیلیٰ و مجنوں، خرد نامہ سکندری) (۱۹) رسالہ در قافیہ (۲۰) دیوانِ اوّل (۲۱) دیوان ثانی (۲۲) دیوان ثالث (۲۳) بہارستان (۲۴) رسالہ کبیر در معما (۲۵) رسالہ متوسط (۲۶) رسالہ صغیر در معمہ (۲۷) رسالہ اصغر در معمہ (۲۸) رسالہ عروض (۲۹) رسالہ موسیقی (۳۰) منشآت جامی (۳۱) فوائدِ ایضائیہ فی شرح الکافیہ (۳۲) شرح بعضے از مفتاح الغیب منظوم ومنثور (۳۳) نقد النصوص (۳۴) نفحات الانس، (۳۵) رسالہ طریقۂ صوفیاں (۳۶) شرح بیت خسرو دہلوی (۳۷) مناقب مولوی معنوی رومی (۳۸) سُخنان خواجہ پارساؒ

اگرچہ آپ کی بہت سی تصانیف ناپید ہیں، مگر یہ مسئلہ آج کے اس پُرفتن دور ہی کا نہیں بلکہ یہ زمانہ قدیم سے ناپید ہی چلی آرہی ہیں، بہت سی تصانیف ابھی اردو ترجمہ وشرح سے محروم ہیں جو کہ فارسی میں آج بھی موجود ہیں۔

حسب صراحتِ بالا آپ کی تصانیف ۳۸ ہیں، جبکہ ہفت اورنگ کو ایک ہی کتاب شمار کیا گیا ہے، حالانکہ وہ سات مثنویاں ہیں۔ اور ہر ایک مثنوی مبسوط وضخیم ہے، اس طرح آپ کی کتب کی تعداد ۴۴ بنتی ہے۔

ایک تذکرہ نگار ابو طالب تبریزی صاحب ''خلاصۃ الافکار'' حضرت علامہ جامی کی تصانیف کی تعداد ان کے تخلص کے اعداد کے مطابق ۵۴ بتاتے ہیں، لیکن انہوں نے کتابوں کے نام لکھنے سے گریز کیا ہے۔

دنیائے علم وادب میں حضرت جامی کی شہرۂ آفاق کتاب ''شرح جامی'' جو مدتوں سے درس نظامی کے کورس میں شامل ہے، جبکہ شواہد النبوت، اور نفحات الانس کو بھی چہار دانگ عالم بام عروج نصیب ہے، ہر خاص وعام ان تصانیف سے استفادہ کر رہا ہے۔

آپ کی مشہور زمانہ کتابوں میں سے ایک کتاب ''نفحات الانس'' نویں صدی ہجری میں تصوف کی منفرد کتاب سمجھی جاتی تھی، ہر

چند کی یہ کتاب ہروی زبان میں لکھی جانے والی کتاب ''طبقات الصوفیہ'' کا مروّجہ فارسی میں ایک ترجمہ ہے، لیکن حضرت مولانا جامی نے اس پر ایک جامع مقدمہ لکھ کر اس کی کو پورا کر دیا۔

آپ کے خلیفۂ نامدار☆: حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ بہت کم کسی کو مرید فرماتے تھے، آپ کا فرمان ہے کہ ایک کامل کا مرید ہونا بس کافی ہے، آپ کا یہ اشارہ اپنے مرید خاص وخلیفہ اول وآخر حضرت مولانا عبدالغفور لاری نقشبندی علیہ الرحمۃ کی طرف تھا۔

حضرت مولانا عبدالغفور لاری علیہ الرحمۃ کو اپنے شیخ مولانا جامی سے کامل عشق تھا، مولانا جامی کے وصال کے وقت آپ ہی ان کے پاس موجود تھے، اور آپ ہی نے مولانا جامی کی کتاب ''شرح مُلا جامی اور نفحات الانس'' پر حاشیہ لکھا ہے، مشکل لغات والفاظ کا حل بھی آپ ہی نے کیا ہے۔

وصال باکمال☆: حضرت جامی کا وصال باکمال ۱۸ محرم الحرام ۸۹۸ھ بروز جمعہ بمطابق ۱۴۹۲ء کو ہوا، مزار پُر انوار خیابان ہرات ملک ایران میں مرجعٔ خاص وعام ہے، آج بھی پوری دنیا سے سیاحت کے لئے ایران جانے والے حضرات آپ کے مزار پُر انوار پر حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

بوقت وصال آپ نے درج ذیل اشعار کہے

دریغا کہ بے ما بسے روزگار　　بردید گل و بشگفد نوبہار
بسے تیرو دیماہ واردی بہشت　　بیا یدکہ ماخاک باشیم واخت

آپ کی قطعہ تاریخ وصال حسب ذیل ہے۔

جامی کے بود مائل جنت مقیم گشت　　فی روضۃ مخلدہ ارضہا السماء
کلک قضا نوشت رواں بردرِ بہشت　　تاریخ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ امنا

۸۹۸ھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مخدوم جعفر بوبکائی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شیخ الاسلام، دسویں صدی کے مجدد مخدوم محمد جعفر بوبکائی کے والد محترم مخدوم میراں بھی عالم دین اور جامع المعقول والمنقول شخصیت کے حامل تھے۔ کچھ عرصہ تک والی سندھ مرزا شہ حسن ارغون کو بھی تعلیم دیتے رہے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے علماء نے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ اپنے دور میں مشہور و معروف تھے۔ اُن کا انتقال ۹۴۹ھ کو ہوا۔ کسی نے ''علامۃ وارث الانبیاء'' سے سن وصال نکالا اور مزار مکلی ٹھٹھہ میں واقع ہے مخدوم صاحب کا نسبی تعلق عباسی خاندان سے ہے، سلسلہ نسب یوں ہے:

مخدوم محمد جعفر بن مخدوم میراں بن محمد یعقوب بن نورالدین بن مرزوق بن شیخ قلندر بن مروہ بن میراں بن عاری بن شیخ ابوبکر بن شیخ محمد بن شیخ ابوبکر بن شیخ محمد بن سلطان خلجی خاں بن تارک بن سالار خاں بن بزدار خاں، بن سلطان بن ہاشم بن حضرت عبداللہ بن حضرت عباس۔

مخدوم محمد جعفر کے ابتدائی و تفصیلی حالات مفقود ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق آپ ۹۳۰ھ کو بوبک میں تولد ہوئے۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے بوبک (اسٹیشن خود تحصیل سیوہن شریف ضلع دادو) میں والد ماجد کی قائم کردہ درسگاہ سے تعلیم حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۹۵۸ھ کو حرمین شریفین کا سفر اختیار کیا۔ وہاں حج و زیارت کے علاوہ شیخ محمد بن محمد بن محمد البکری شافعی مکی رحمتہ اللہ علیہ سے مکہ مکرمہ میں علم و سند حدیث حاصل کی۔ (سندھ جا اسلامی درسگاہ ص ۱۵۰)

بیعت ☆: اس سلسلہ میں کوئی مصدقہ روایت نہیں ملی۔ بعض حضرات نے چار صدیوں کے بعد بلا سوچے سمجھے یہ فیصلہ دیا کہ آپ حضرت مخدوم نوح سرور کے مرید تھے، یہ ان کا ذاتی خیال اور قیاس آرائی ہے کوئی تاریخی روایت نہیں ہے۔ بلکہ تاریخی روایت تو وہ ہے جس کو تحفۃ الکرام نے روایت کیا ہے اور بتایا کہ آپ نے مخدوم نوح کی ایک اہم مسئلہ میں اصلاح کی تھی۔ اس سے تو مخدوم جعفر، مخدوم نوح کے روحانی رہنما ثابت ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم بہر حال اس سلسلے میں مزید تفتیش اور تلاش کی ضرورت ہے۔

علمی مقام ☆: آپ اپنے دور کے نابغہ روزگار شخصیت تھے، استفادہ کیلئے ہر وقت درسگاہ طلباء سے بھری رہتی۔ تدریس، تصنیف و تالیف میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ علوم دینیہ کے علاوہ حکمت، نجوم جفر اور رمل وغیرہ پر بھی دسترس رکھتے تھے۔

مؤرخ سندھ میر علی شیر قانع ٹھٹھوی لکھتے ہیں: ''مخدوم محمد جعفر میراں جامع کمالات اور زبردست عالم دین ہو گزرے ہیں،

مخدوم نوح سرور سہروردی قدس سرہ (ہالا والے) کے معاصر تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت مخدوم نوح نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ سن کر مخدوم جعفر نے فرمایا: معاملہ ایسا نہیں ہے، آپ نے اپنے رب کو ان آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے، اپنے خادم کو حکم فرمائیے کہ آپ پر جب یہ حالت طاری ہو تو وہ آپ کی آنکھوں کو بند کر دے پھر بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دیدار باقی رہے تو یقین کر لیں یہ دیدار دل کی آنکھوں سے ہے۔ آپ نے جب اس نسخہ کو آزمایا تو آپ پر حقیقت واضح ہوگئی تو مخدوم جعفر کے متعلق فرمایا:

لَوْلَا جَعْفَرُ لَصَارَ النُّوحُ كَافِراً

ترجمہ: ''اگر جعفر نہ ہوتے تو نوح کافر ہو جاتے۔'' (تحفۃ الکرام جلد ۳، ص ۲۷۴)

مخدوم جعفر اپنی کتاب ''عجالۃ الطالبین'' میں لکھتے ہیں: مجھے (مخدوم جعفر کو) عبدالقادر بن ابراہیم بن محمد مدنی نے مدینہ منورہ کے اماموں میں سے یہ روایت سنائی ہے کہ محرم الحرام ۹۵۹ھ کو مکہ مکرمہ کے گورنر نے ''کوہ طور سینا'' میں اس جگہ سے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ سے ہم کلامی کی ہے ایک بڑا پتھر لے کر آیا۔ اس کو جتنا بھی توڑا گیا تو اس کے ٹکڑوں کے اندر سے سیاہ رنگ کے قدرتی پتھر میں سفید نورانی رنگ میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا قدرتی قلم سے دیکھا گیا۔ اس پتھر کے بڑے ٹکڑے میں پورا کلمہ طیبہ اور چھوٹے ٹکڑے میں کچھ حصہ موجود تھا۔

اس نے مزید یہ بھی بتایا کہ اس جگہ کے سب پتھروں میں یہی خاصیت ہے۔ یہ واقعہ سن کر حضرت مخدوم جعفر بوبکائی نے راوی سے فرمایا: یہ شاید اس مقدس آیات قرآنی کا اشارہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۔(طٰہٰ ۲۰/۲۱)

ترجمہ: (اے موسیٰ!) تو اپنے جوتے اتار ڈال بے شک تو پاک جنگل طویٰ میں ہے۔

عربی میں صوفیانہ تفسیر مجمع البحار قلمی کے مصنف شیخ محمد طاہر محدث سندھی برہان پوری اور مولانا حکیم محمد عثمان بوبکائی حضرت مخدوم کے والد ماجد مخدوم میراں کے شاگرد تھے۔ اور محمد غوثی برہان پوری (مصنف تذکرہ گلزار ابرار) قاضی نصیرالدین سالی، شیخ صالح سندھی، قاضی عبدالسلام سندھی (جس نے فقہ میں الوقایہ کی شرح لکھی) اور شیخ سکہ (جو کہ شیخ یوسف بنگالی کے داماد تھے) اور دیگر علماء حضرت حکیم عثمان بوبکائی کے شاگرد تھے۔ گلزار ابرار کے مصنف حضرت مخدوم جعفر قدس سرہ کے متعلق رقمطراز ہیں کہ:

''مخدوم جعفر کی زبان کو فضیلت علم حاصل تھی اور ان کے قلب کو معرفت حقیقہ حاصل تھی اور وہ دلوں کے اسرار پر مطلع تھے۔ نفوس کائنات کے رموز سے واقف تھے۔''

حضرت مسیح الاولیاء شیخ عیسیٰ سندھی برہان پوری رحمتہ اللہ علیہ نے بتایا کہ میں نے شیخ محمد عثمان بوبکائی سندھی کو فرماتے سنا:

حضرت مخدوم جعفر نے اپنی آخر عمر میں کتب منطق وغیرہ دریا برد کر کے زیادہ تر تصوف کے متعلق کتب کا مطالعہ فرماتے تھے مثلاً: احیاء العلوم (امام غزالی) عوارف المعارف (شیخ شہاب الدین سہروردی) اور فصل الخطاب وغیرہ۔

تصنیف و تالیف ☆: آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے، آپ کی کتب سے سندھ کے اکابر علماء و مشائخ نے استفادہ کیا ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی قدس سرہ آپ کی اکثر تصانیف سے دلائل اخذ کرتے ہیں۔ بعض کتابوں کا تعارف درج ذیل ہے۔

۱۔ المتانۃ فی مرمۃ الخزانۃ (عربی) مولوی غلام مصطفیٰ قاسمی نے اس پر کام کیا اور مقدمہ و حواشی عربی میں تحریر کر کے سندھی ادبی بورڈ جام شورو سندھ یونیورسٹی سے ۱۹۶۲ء کو شائع کیا۔ مخدوم امیر احمد لکھتے ہیں: یہ کتاب فقہ حنفیہ کی مشہور کتاب کتاب خزانۃ الروایات کی تنقیح و شرح ہے۔ (حواشی تحفۃ الکرام)

۲۔ عجالۃ الطالبین۔ مخدوم ٹھٹھوی نے "حیات القلوب فی زیارت المحبوب" میں اس سے استفادہ کیا ہے۔

۳۔ حل العقود فی طلاق السنود۔ مخدوم ٹھٹھوی نے "تمام العنایت" میں اس سے استفادہ کیا ہے۔

۴۔ الصادق المنصف المحق بالدلائل التی ھی بالتقدیم احری واحق۔ مخدوم عبداللطیف ٹھٹھوی نے "ذب ذبابات الدراسات" میں اس سے حوالے اخذ کئے ہیں۔

۵۔ نہج التعلیم (عربی) سندھ یونیورسٹی نے ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کی تحقیق و مقدمہ سے ۱۹۶۹ء کو شائع کیا۔

۶۔ حاصل النہج (فارسی) علامہ پیر سید منور علی شاہ صاحب جیلانی نے اردو ترجمہ کیا ہے۔

۷۔ رسالہ فتح الدین تصوف کے متعلق ہے۔

۸۔ البشارۃ فی العمل بالاشارۃ

۹۔ قرنہ فی مرنہ و پرنہ

نہج التعلیم کے مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی نے "بیاض ہاشمی" میں بکثرت حوالے نقل کئے ہیں۔ حاصل النہج نہج التعلیم کا خلاصہ و تلخیص ہے اصول تعلیم پر ایک عمدہ کتاب ہے۔ محقق عصر جناب ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کی تحقیق کے مطابق علامہ مخدوم جعفر بوبکائی زبردست عالم دین، عظیم معلم، اور اعلیٰ قسم کے صوفی تھے۔ وہ صحیح طریقہ تعلیم سے محبت، فرد اور اصلاح معاشرہ میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ انہوں نے درس تدریس کے دوران جو تعلیمی مشکلات درپیش ہوتی ہیں انہیں حل کرنے کے لئے رموز تعلیم تحریر فرمائے۔ وہ اس جہت میں تعلیم کے مسائل اور مقاصد بھی سکھلاتے ہیں اور یہ بھی سمجھاتے ہیں کہ تعلیمی میدان میں تجربات و مشاہدات کیسے حاصل کئے جائیں۔ (حاصل النہج: مقدمہ) علامہ بوبکائی کی تصنیف حاصل النہج کو اگرچہ سوا چار سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے لیکن عبارت کی پختگی، اعلیٰ اخلاقی اقدار، اعلیٰ معیار کی تربیت، نصیحت آموز نکات اور تعلیمی اصولوں کی وجہ سے وہ آج بھی جدید تصنیف معلوم ہوتی ہے اور موجودہ تعلیمی نظام میں قابل تقلید ہے۔

نظریات ☆: آپ مذھباً حنفی اور مسلکاً سنی تھے۔ایک مقام پر خود رقمطراز ہیں۔

اجتہاد کا مقام حاصل کرنا اگر چہ ناممکن تو نہیں ہے، لیکن مشکل ضرور ہے۔اس کے لئے دین کے بنیادی عقائد، شرعی احکام، قوائد اور اصولوں پر دسترس ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مجتہد کو ہمیشہ تقوئی اور پرہیز گاری اختیار کرنا، اہل سنت و جماعت کے عقائد پر راسخ ہونا ضروری ہے۔ بدعات کے تمام اقسام سے، مال حرام اور ظلم سے اپنے آپ کو بچانا لازم ہے۔(حاصل النھج ص ٦٨)

دوسرے مقام پر فرماتے:

''بے شک لوگوں کو صفت ایمان کی تعلیم دینا اور اہل سنت و جماعت کے خصائص کو بیان کرنا (دین اسلام کے) اہم ترین امور میں سے ہیں۔'' (المتانۃ باب فی الاسلام ص ٥٨٢)

ان الصحیح ان الانبیاء یعلمون الغیب لانه یعرض علیهم الاشیاء

ترجمہ: صحیح یہ ہے کہ بے شک انبیاء علیہم السلام غیب کا علم رکھتے ہیں کیوں کہ ان پر تمام اشیاء پیش کی جاتی ہیں۔(المتانۃ ص ٤)

☆ اور تحقیق یہ بات تجربے سے ثابت ہے کہ اذان میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگانا، اندھے پن کا علاج ہے۔ بلکہ بعض لوگوں سے یہ بھی روایت ہے کہ بعض نابینا افراد اس مبارک عمل کی وجہ سے بینا ہو گئے (یعنی اندھوں کو انگوٹھے چومنے کی وجہ سے بینائی واپس مل گئی) (المتانۃ باب الاذان ص ١٤)

وصال باکمال ☆: عارف بالہ حضرت مخدوم محمد جعفر عباسی بوبکائی کے سن وصال کے متعلق حتمی رائے کا علم نہیں ہو سکا۔ لیکن حاصل النھج تصنیف کو آپ نے ماہ صفر ٩٧٦ھ کے اختتام میں تحریر فرمایا۔اس سے واضح ہے کہ ٩٧٦ھ کے بعد وصال کیا ہوگا۔

آپ کا مزار پُرانوار بوبک (اسٹیشن بوبک تحصیل سیوہن شریف) میں معروف اور پتھر سے بنی ہوئی ہے۔

بحوالہ: انوارِ علمائے اہل سنت سندھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

سراج الملتہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : مالک دور بین، پیشوائے اہل دین، متمکن بمقام یقین، گم کشتۂ وصال، آزاد کردۂ ذوالجلال، بحرالحقائق، کاشف وقائق، عالم علوم الٰہی، غریق بحر نامتناہی، حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ پیشوائے کاملین ہیں۔

آپ کا اصل نام سیّد رضی الدین محمد باقی تھا آپ کے والد ماجد قاضی عبدالسلام خلجی سمرقند کے ایک باعمل عالم دین تھے۔ وہ روزگار کی تلاش میں اپنا وطن چھوڑ کر کابل پہنچے۔ اور وہیں شادی کی۔ آپ کے والد ماجد اکثر کہتے تھے کہ میرا فرزند پیدائشی ولی ہے۔ اس کی پیدائش میرے لئے اور میرے خاندان کے لئے باعث برکت ہوگی۔ آپ کی پیشانی دیکھ کر والد ماجد فرماتے ہیں کہ میرے گھر میں ایک آفتاب اتر آیا ہے۔ بچپن ہی میں آپ تمام دن گوشہ تنہائی میں گزار دیتے تھے۔

ابتدائی حالات ☆ : علوم ظاہری کا ابھی کچھ عرصہ باقی تھا کہ آپ کو تلاش حق کی طلب ہوئی۔ اسی جستجو میں ایک مرتبہ آپ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمۃ کی بھی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور ان سے باطنی طور پر بیعت توبہ کی اور اس طرح سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے اور روحانی طور پر آپ کے دست حق پر بیعت توبہ کی۔

بیعت وخلافت ☆ : آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مولانا خواجہ امکنگی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہیں سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ کے مرشد کامل نے بیعت کے بعد سلسلہ نقشبندیہ کا طریقہ اور اوراد ووظائف کی تلقین کی۔

عاجزی وانکساری ☆ : آپ پر عاجزی وانکساری اس حد تک غالب تھی کہ اگر کسی طالب سے کوئی غلطی سرزد ہوجاتی تو آپ فرماتے کہ یہ بے چارے فقیر کیا کریں یہ تو ہماری ہی بدبختی کا اثر ہے۔ جو ان پر منعکس ہوتا ہے۔ آپ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی طالب آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتا تو آپ اس سے عذر فرماتے اور فرماتے کہ میں کب لائق ہوں تم نے اس کا جو گمان کیا ہے۔ میں اس کے شایان نہیں تم کسی اور جگہ جاؤ اور اگر کوئی راہبر ملے تو مجھے بھی اطلاع دینا کہ ہم بھی اس کی خدمت میں حاضر ہوں مگر صادق العقیدہ طالب آپ کے آستانہ کو نہ چھوڑتے اور اپنے مقصود کو پہنچتے۔

تحمل وبردباری ☆ : صاحب زبدۃ المقامات کا بیان ہے کہ ایک روز میں مسجد کے ایک گوشتہ میں تنہا بیٹھا ہوا تھا اور مجھ سے کچھ فاصلے پر ایک فقیر دوسرے فقیر سے اولیاء اللہ کا تذکرہ کر رہا تھا۔ اس ضمن میں اس نے کہا کہ میں نے عمر بھر ایک شخص کو دیکھا جو بے نفسی

اور بردباری میں اِس زمانہ میں بے مثل ہے۔ اور حضرت خواجہ باقی باللہ کا نام لیا اور بیان کیا کہ میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر تھا ناگاہ خبر پہنچی کہ حضرت عارف باللہ خواجہ باقی باللہ تشریف لا رہے ہیں۔

چنانچہ خدام نے مزار شریف میں آپ کے لئے تخت بچھایا اور اس پر فرش تکیہ لگایا آپ کی آمد سے پہلے ایک آزاد فقیر تشریف لائے اور اِس کی نظر فرش اور تکیہ پر پڑی اور پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ اور کس کے لئے ہے۔ خدام نے کہا کہ یہ فلاں بزرگ کے لئے ہے۔ یہ سُن کر وہ بزرگ آپ کے بارے سخت وست کہنے لگا۔

اِسی اثناء میں حضرت خواجہ بھی وہاں آ پہنچے وہ فقیر آپ کو دیکھ کر اور بھی طیش میں آ گیا۔ اور آپ سے کہنے لگا کہ اے شخص تو ایسی کون سی لیاقت رکھتا ہے۔ کہ یہاں تیرے واسطے فرش بچھایا جائے۔ حضرت خواجہ کے ہمراہ جو درویشوں کی بڑی فوج تھی وہ یہ بدکلامی سُن کر بے آرام ہوگئی اور یہ چاہتی تھی کہ اس بے لگام فقیر کو تنبیہ کرے مگر حضرت نے اپنی نگاہِ خشم آلود سے سب کو اِس ارادے سے باز رکھا اور خود اس بدزبان فقیر کے پاس جا کر نہایت نرمی سے عذر کیا اور فرمایا کہ میں کسی لائق نہیں ہوں۔ آپ جو کچھ فرماتے ہیں۔ یہ سارا تکلف میرے اشارے اور علم کے بغیر ہوا ہے۔ آپ معاف کیجئے۔ اور بدنصیب کے پیچھے اپنا مغز خالی نہ فرمایئے۔ آپ زبان مبارک سے فرماتے جاتے اور آستین مبارک سے اُس کا پسینہ پونچھتے جاتے اور اظہار تواضع فرماتے جاتے چند درہم جو خود اس فقیر نے مانگے تھے دے رہے تھے۔ راوی کا قول ہے کہ میں نے کسی طرح کا تغیر و تذبذب آپ کے حال وقال میں نہیں دیکھا۔ اور اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ نفس کشی جسے کہتے ہیں وہ اس عالم میں موجود ہے۔

شفقت و رحم دلی ☆: حضرت خواجہ کی شفقت و رحمت کا یہ عالم تھا۔ کہ ایک دفعہ لاہور میں قحط پڑا۔ آپ شہر میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے کئی دن تک کھانا نہ کھایا۔ جس وقت آپ کے آگے کھانا رکھا جاتا فرماتے کہ یہ انصاف سے بعید ہے۔ کہ لوگ تو کوچہ میں بھوک کے مارے جان دے رہے ہیں۔ اور ہم کھانا کھائیں۔ آپ اُس کھانے کو بھوکوں کے لئے بھیج دیتے۔ اور آپ قوت روحانی پر گزارہ کرتے۔

زہد و تقویٰ ☆: حضرت خواجہ باقی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے زہد و استغناء کا یہ حال تھا کہ آپ کی مجلس میں امور دنیا کا ذکر ہوتا تھا۔ اگر کوئی حاجت مند حاضر ہوتا۔ تو اس کی شفارش فرما دیتے تھے۔ اور کاموں میں اپنے درویشوں کے لئے سوائے مسکنت و قناعت کے کچھ نہ چاہتے۔ اور فرماتے کہ جس کو ہم سے مالی امداد پہنچے۔ وہ یقین کرلے کہ اس کے ساتھ ہم کو دینی محبت کم ہے۔ آپ کے عقیدت مندوں میں سے بعض متمول اور مال دار حضرات التماس کرتے تھے کہ اگر حکم ہو تو آستانہ عالیہ کے لئے اور فقراء کے لئے کچھ روزینہ مقرر کر دیا جائے۔ مگر آپ اُن لوگوں کو اجازت نہ دیتے تھے۔ جن لوگوں نے آپ کے ساتھ نسبت حضوری درست کر لی تھی۔ عام لوگوں سے منظور فرما لیتے تھے۔ آپ متاع دنیاوی قبول کرنے سے اس قدر متنفر تھے کہ جس وقت آپ نے سفر حجاز کا ارادہ کیا۔ تو مرزا خانخاناں نے جو فقراء بالخصوص حضرت خواجہ سے کمال عقیدت رکھتا تھا۔ ایک لاکھ روپیہ بطور نذرانہ خرچ کے لئے بھیجا جو آپ نے قبول کرنے سے انکار کر کے واپس بھیج دیا۔

سیرت و کردار☆: آپ کے کھانے پینے کے لئے اگر کئی روز تک ایسا کھانا لایا جاتا جو آپ کو مطبوع و مرغوب نہ ہوتا تو آپ ہرگز نہ فرماتے کہ اور طرح کا کھانا لاؤ۔ اسی طرح اگر بدن مبارک کے کپڑے میلے ہو جاتے تھے تو یہ نہ فرماتے کہ دوسرے صاف و سفید کپڑے لاؤ آپ تنگ و تاریک کمرے میں رہتے۔ یہاں تک کہ وہ شکستہ ہو جاتا یا کوڑے کرکٹ سے اٹ جاتا مگر آپ تسلیم و رضا کے ایسے بحر میں غرق تھے کہ اس کی صفائی و مرمت اور روشنی کا ذکر تک آپ کی زبان مبارک پر نہ آتا۔ باوجود ایسی تسلیم و رضا اور ضعف بدنی کے جو دائمی تھا۔ آپ ہر وقت باوضو رہتے اور کثرت سے طاعت بجالانے کا شوق تھا نماز عشاء پڑھ کر آپ حجرے میں تشریف لے جاتے کچھ دیر مراقب ہو جاتے۔ پھر جب اعضاء میں درد محسوس ہوتا تو کچھ دیر آرام فرماتے پھر اُسی طرح کرتے۔ حتیٰ کہ رات گزر جاتی۔

دستور العمل☆: آپ ستر احوال دید تصور عزلت نشینی میں فقہائے متورع کی طرف رجوع کیا کرتے تھے تمام امور میں آپ کا عمل عزیمت واولےٰ پر تھا۔ سماع و رقص و وجد کو آپ کے ہاں دخل نہ تھا۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ ایک درویش نے آپ کے حضور میں با آواز بلند پکار کر کہا۔ اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ ہماری مجلس کے آداب کو ملحوظ رکھ کر ہمارے پاس آیا کرے۔

تعلیمات☆: آپ فرماتے ہیں کہ توکل یہ نہیں کہ ظاہری اسباب کو چھوڑ دیں اور بیٹھے رہیں۔ کیونکہ یہ تو بے ادبی ہے بلکہ کسب شروع مثلاً کتابت وغیرہ کو اختیار کرنا چاہیے۔ اور نظر سبب ہی پر نہ رکھنی چاہیے کیونکہ سبب مثل دروازے کے ہے۔ جو حق سبحانہ نے سبب پر پہنچنے کے لئے بنایا ہے۔ اس صورت میں اگر کوئی شخص دروازے کو بند کر لے کہ خدا اوپر سے پھینک دے گا۔ تو یہ اس کی بے ادبی ہے۔ کیونکہ دروازہ خدا کا بنایا ہوا ہے۔ اور اس بات پر دلیل ہے کہ کھلا ہے کھلے ہوئے کو بند نہ کرنا چاہیے بعد ازاں اسے اختیار ہے چاہے دروازے سے بھیجے یا اوپر سے پھینک دے۔

نمبر۲☆: سلوک کے دس مقاموں کی تحقیق کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص مصیبت میں گرفتار ہے۔ یا دنیا سے کچھ رغبت رکھتا ہے۔ یا سبب پر نظر رکھتا ہے۔ یا بقدر ضرورت معاش پر اکتفا نہیں کرتا۔ یا لوگوں سے میل جول رکھتا ہے۔ یا اس کے اوقات حق تعالیٰ و سبحانہٗ کے ذکر سے معمور نہیں یا خدائے عزوجل سے غیر خدا طلب کرتا ہے۔ یا نفس کے ساتھ مجاہدہ نہیں کرتا یا اپنی ذات اور اپنے احوال پر نظر رکھتا ہے۔ اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ کرتا ہے۔ یا اپنے تئیں احکام ازلیہ کے حوالہ نہیں کرتا۔ وہ طریق کے سلوک میں ناقص ہے۔ مخفی نہ رہے کہ بعضے نسبتی درویش جو اپنی خواہشات و ضروریات سے نکل چکے ہیں۔ ضروری معاش پر اکتفا کرنے اور لوگوں سے میل جول نہ رکھنے اور نفس کے ساتھ ساتھ مجاہدہ کرنے میں کسی خاص وجہ سے ثابت قدم نہ رہتے۔ ہر ایک کیلئے ایک جہت ہے، جس کی طرف وہ چاہے منہ کرے۔

نمبر۳☆: مشائخ جو لوگوں کے ارشادات و تربیت میں مشغول ہوتے ہیں۔ ان کا باعث ان تین چیزوں میں سے ایک ہوا کرتا ہے۔ (نمبر۱) حق سبحانہ کا الہام یا پیر کا حکم و امر یا بندگان خدا پر شفقت یعنی جب وہ لوگوں کو گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ اور گمراہی کو ان کے عذاب و ضرر کا سبب جانتے ہیں تو نہایت رحم یعنی نرم مزاجی سے ان کہ عذاب کا دفیعہ چاہتے ہیں۔ پس شفقت کا منشا یہ ہے کہ شریعت کے رواج دینے کو اپنے اوپر لازم کر کے لوگوں کو وعظ و نصیحت سے حفظ و آداب اور اقامت شرائع کا حکم دیں۔ مثلاً فقہ و حدیث کا پڑھنا، پڑھانا

اور اس کے مطابق عمل کرنا۔ مگر اِن کو واصل بحق کرنا۔ شفقت کی شرط نہیں ہے بلکہ وہ ایک زائد امر ہے۔ اس موقعہ پر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اس طریقہ تربیت کا ماحصل انجذاب ایمانی ہے۔ جس کی دعوت تمام انبیاء رُسل دیتے رہے ہیں۔

کشف و کرامت ☆: شہر دہلی کے ایک فاضل نے ایک باکرہ عورت سے نکاح کر لیا کئی سال تک وہ اس پر قادر نہ ہو سکا۔ اُس نے اس کا علاج معالجہ بہت کیا مگر اس کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو سکا ایک روز حضرت خواجہ سوار ہو کر کسی جگہ جا رہے تھے۔ اس نے راستے میں آپ کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور نہایت نیاز مندی سے اپنا قصہ عرض کیا۔ حضرت خواجہ باقی اللہ کو اس کی حالت پر بہت رحم آیا۔

چنانچہ آپ نے گھوڑے سے اتر کر اُس کو بغل میں لے کر خوب معانقہ کیا اور فرمایا جاؤ فتح ہے۔ فاضل موصوف نے اُسی وقت اپنے جسم میں عجیب قوت محسوس کی۔ اور نہایت آسانی سے اپنی عورت پر قادر ہو گیا۔

کرامت ۲ ☆: ایک خلیفہ کا تین چار سال کا لڑکا حصار فیروز آپ کی دیوار سے گر پڑا دیوار کے نیچے سنگین فرش تھا۔ گرتے ہی اُس کے کانوں سے خون بہنے لگا اور سانس بند ہو گیا گریہ وزاری اور بے قراری کی حالت میں ماں کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہ سوجھا کہ حضرت خواجہ کے قدم محترم میں سر رکھ کر اس کی زندگی کی درخواست کی۔ حضرت کی یہ عادت تھی کہ آپ اپنی توجہ و تصرف کو بہت چھپاتے تھے۔ آپ نے طب کی ایک کتاب طلب فرمائی اور فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا نہ مرے گا۔ حاضرین نے تعجب کیا۔ کہ کونسی کتاب سے بات بتا دی ہے۔ آپ ایک لحظہ خاموش رہے۔ قریب الموت لڑکا اپنی حالت پر آ گیا لوگ حیران رہ گئے۔

کرامت ۳ ☆: ایک دفعہ ایک فوجی افسر نے حضرت خواجہ کے ایک ہمسائے پر ظلم کیا آپ وہ ظلم دیکھ کر بیقرار ہو گئے۔ اور اس افسر کو نصیحت کی مگر وہ بدبخت باز نہ آیا حضرت خواجہ کو اس مظلوم پر نہایت رحم آیا۔ آپ نے اس افسر سے فرمایا کہ ہمارے خواجگان بہت غیرت مند ہیں۔ یہ اُنہیں کے پڑوس میں رہتا ہے۔ خبردار دو تین دن ہی گزرے تھے کہ وہ افسر ایک چور کے خون کے مقدمے میں گرفتار ہو کر قید ہوا اور اُس کے بعد قتل کر دیا گیا۔

کرامت ۴ ☆: مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ملفوظات حکیم الامت جلد نمبر 9 صفحہ 65 پر اور مولوی تقی الدین ندوی دیوبندی اپنی کتاب صحبت با اولیاء صفحہ 118 میں لکھتے ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ دہلی سے باہر رہتے تھے۔ ایک دن چند مہمان آ گئے اتفاق کی بات تھی کہ شیخ کے لنگر میں اس وقت اتنا راشن بھی نہ تھا کہ مہمانوں کی ضروری خاطر مدارت کر سکیں جس کی وجہ سے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ بہت پریشان ہوئے کبھی حجرے کے اندر تشریف لے جاتے اور کبھی فرط اضطراب میں باہر آتے۔ حضرت خواجہ صاحب کے پڑوس میں ایک نانبائی کی دکان تھی۔ اور وہ نانبائی چونکہ پہلے سے ہی آپ کا معتقد تھا اس نے آپ کے چہرے کی کیفیت دیکھ کر پہچان لیا تھا۔ کہ آپ مہمانوں کی خاطر داری نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہو رہے ہیں وہ اٹھا اپنی دکان پر گیا اور مہمانوں کے لئے بہترین کھانے لے آیا۔

جب مہمان کھانا کھا چکے اور وہ برتن واپس لینے کے لئے آیا تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ اس نانبائی پر بہت خوش ہوئے اور فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے۔ اس نے عرض کیا حضرت کی دعاؤں سے سب کچھ اللہ کا عطا کردہ موجود ہے۔ جب حضرت خواجہ نے بار بار

اصرار کیا تو اس نے کہا حضرت بس اپنے جیسا کر لیجئے۔

حضرت خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ کچھ اور مانگا ہوتا۔لیکن نانبائی نے اس خواہش وطلب پر اصرار کیا تو آپ اس کو اپنے حجرے کے اندر لے گئے اور توجہ دے کر اپنی روح کو جو حامل کمالات تھی تو اس کی روح سے متحد کر دیا۔اور اسے ان کمالات کا حامل بنا دیا۔ غرض کہ تھوڑی دیر کے بعد جب دونوں حجرے سے باہر نکلے تو نانبائی حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمتہ کی شبیہہ بن چکا تھا۔حتیٰ کے صورت میں بھی کوئی فرق نہ تھا۔فرق تھا تو اس قدر کے حضرت خواجہ بالکل ہوش میں تھے اور نانبائی مست الست تھا اس پر سکر کی ایک کیفیت طاری تھی۔خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بیٹھے ہوئے لوگ پہچان نہ سکے کہ ان میں نانبائی کون ہے اور خواجہ باقی باللہ کونسے ہیں۔ بالآخر اس کیفیت کی تاب نہ لاتے ہوئے یہ نانبائی تین روز کے بعد اس دنیا سے وصال کر گیا۔

کرامت ۵ ☆: اولیائے پاک وہند کے مصنف مرزا محمد اختر دہلوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ میرے والد گرامی ایک مرتبہ کلالی کے باغ جو میری والدہ کا زرخرید تھا سے واپس آتے ہوئے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر پر گئے۔

والد گرامی فرماتے ہیں کہ حاضری کے بعد فاتحہ پڑھی اور اس کے بعد میں نے مراقبہ کیا اور حضرت کی زیارت سے مشرف ہوا اور حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ فیضان چشتیہ اور قادریہ سے تو بطفیل اپنے پیر ومرشد کے بہرہ مند ہو چکا ہوں۔اب امیدوار ہوں کہ فیضان نقشبندیہ سے بھی مشرف ہوں۔یہ عرض کر کے وہاں سے اپنے مکان میں پہنچا۔

رات کو خواب میں معاملہ دیکھا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ تشریف لائے اور کلاہ مبارک اپنے سر سے اتار کر مجھ کو عنایت کی اور کچھ پڑھنے کو فرمایا۔

اگلے دن صبح کو جمعہ تھا بعد نماز جمعہ دربانان ڈیوڑھی نے مجھے آ کر خبر دی کہ حضرت شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں۔ میں اٹھ کر پیشوائی کر کے حضرت کو اپنے ہمراہ حجرہ کے اندر لایا بعد مزاج پرسی کے میں نے عرض کیا حضرت نے قدم رنجہ فرما کہ نہایت مہربانی فرمائی۔کچھ خدمت کے لئے حکم فرمایئے تا کہ خدمت بجالاؤں۔آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ میں اپنے پیروں کی خدمت کرنے کو آیا ہوں کل آپ روضہ مبارک حضرت خواجہ باقی باللہ پر تشریف لے گئے تھے۔اور کسی امر کے لئے آپ نے بارگاہ خواجہ میں استدعا کی تھی۔

چنانچہ آج رات مجھے حکم ہوا ہے کہ آپ فیضان نقشبندیہ کے طلب گار ہوئے ہیں اور حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ اس کو ہم سے محبت بھی ہے۔لہٰذا تم خود جا کر ہمارے تبرکات میں سے ایک ٹوپی ہماری ان کو دے آؤ باقی ہم سمجھ لیں گے۔یہ فرما کر حضرت شاہ غلام علی نے ایک رومال سے کلاہ نکالی اور مجھ کو عنایت کی۔

اس کے بعد میں نے بھی اپنی ارادت ظاہر کی تو آپ نے مجھ سے فرمایا بعد نماز تہجد ۴۱ بار سورۃ یٰسین شریف پڑھ لیا کرو۔چنانچہ اس کے بعد میں نے وہ کلاہ اپنے سر پر رکھی اور اس کو تاج شاہی سے بہتر سمجھا۔

وصال باکمال ☆: ۲ ماہ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ بمطابق ۱۶۰۳ء میں امراض جسمانی نے آپ پر غلبہ پایا ان دنوں میں آپ نے

فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ فرما رہے ہیں۔ کہ پیراہن پہنو۔ یہ خواب بیان کر کے آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اگر ہم زندہ رہے۔ تو ایسا ہی کریں گے ورنہ کفن بھی ایک طرح کا پیراہن ہے۔

پچیس جمادی الآخر ہفتہ کے روز آپ پر احتضار کے آثار نمایاں ہوئے۔ اسی اثناء میں ایک درویش کی زبان سے کلمہ یا الہ العالمین۔ نکلا آپ نے فوراً اُس کی طرف منہ پھیر کر دیکھا حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت خواجہ کی یہ توجہ نام محبوب کے سننے کے شوق سے ہے۔ اس کلام سے چشم مبارک میں آنسو بھر لائے۔

چنانچہ بعد نماز عصر جب تھوڑا دن باقی رہ گیا۔ تو آپ اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔ اور اسی روز اللہ اللہ کرتے ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ دوسرے روز آپ کے اصحاب و ارادت مندوں نے مشورہ کر کے ایک صاف ستھرے مقام پر آپ کی قبر مبارک کھودوائی۔ لیکن جب جنازہ اٹھا کر چلے تو تمام درویشوں پر ایک بے خودی سی طاری ہو گئی۔ اور اس بے خودی اور دیوانگی کی وجہ سے جو حاملان جنازہ پر طاری تھی۔ تابوت کو اس مقام پر نہیں اتارا۔ جہاں قبر تیار کی گئی تھی ایک اور جگہ پر جا کر اُتار دیا اتارنے کے بعد کیا دیکھتے ہیں۔ کہ یہ وہی زمین ہے جہاں ایک روز حضرت نے وضو کر کے دوگانہ ادا فرمایا تھا۔ اور اٹھتے بیٹھتے وہاں کی خاک آپ کے دامن مبارک پر لگ گئی تھی اس پر آپ نے زبان مبارک سے فرمایا تھا اس جگہ کی خاک ہماری دامن گیر ہوئی ہے۔ لہٰذا ہمارا مدفن یہیں ہوگا اس واقعہ کے یاد آنے کے بعد اسی جگہ قبر کھود کر وہیں آپ کو دفن کیا گیا یہ مقام دہلی میں صدر بازار کے قریب قطب روڈ پر واقع ہے۔ شروع میں آپ کا مزار کچا تھا بعد میں مولانا حسام الدین کی کوشش سے نہایت شاندار بن گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔ آپ کی مرقد منورہ پر گنبد نہیں بنایا گیا۔ صرف ایک بلند چبوترہ بنا دیا گیا ہے۔ آپ کا یہ تصرف آج بھی موجود ہے کہ اس چبوترے پر سخت گرمی میں بھی پاؤں کو تکلیف و حرارت محسوس نہیں ہوتی بلکہ بہت ہی پُر سکون جگہ ہے۔

فقیر راقم الحروف کو ۱۹۸۳ء میں اس عظیم بارگاہ کی حاضری کا شرف نصیب ہوا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندیؒ

تعارف ☆: عارف ربانی، مجسم روحانی، مقرب رب رحمان، پیشوائے جن وانسان، غریق بحر وحدت وصمدیت، آگاہ وجمال معرفت وکمال حقیقت مقرب ومقتدائے ارباب ہدایت، ولی صاحب ولایت علی الاطلاق بالاتفاق، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ صاحب علم، عمل، واقف، اسرار، طریقت، برہان شریعت ہیں۔

آپ کی پیدائش سے پہلے بڑے بڑے اکابرین اولیائے امت نے آپ کی پیدائش کی بشارت دی تھی۔ آپ علم شریعت و طریقت ومعرفت وحقیقت کے رموز وحقائق سے واقف تھے۔ آپ مجاہدہ وریاضت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ ایک صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ دین اسلام کی تبلیغ کے سلسلہ میں جو تکالیف آپ نے برداشت کیں۔ اُس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

آپ کے والد بزرگوار کا نام نامی شیخ عبدالاحد فاروقی ہے۔ جو حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے فرزند وجانشین حضرت شیخ رکن الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت تھے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر صاحب مجاز ہوئے تھے۔

آپ کا شجرہ نسب ☆: آپ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔ حضرت شیخ احمدؒ بن شیخ عبدالاحدؒ بن شیخ العابدینؒ بن شیخ عبدالحیؒ بن شیخ محمدؒ بن شیخ یوسفؒ بن شیخ اسحاقؒ بن شیخ عبداللہؒ بن شیخ شعیبؒ بن شیخ احمدؒ بن شیخ یوسفؒ بن شیخ شہاب الدین علی الملقب بہ فرخ شاہؒ بن نصیرؒ بن شیخ محمودؒ بن شیخ سلیمانؒ بن شیخ منصورؒ بن شیخ عبداللہ الواعظ الاصغرؒ بن شیخ عبداللہ الواعظ الاکبرؒ بن شیخ ابوالفتحؒ بن شیخ اسحاقؒ بن شیخ ابراہیمؒ بن شیخ ناصرالدینؒ بن شیخ عبداللہؒ بن امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔

ولادت باسعادت ☆: آپ کی ولادت باسعادت شہر سرہند کی ریاست پٹیالہ میں شب جمعہ ۱۳ شوال ۹۷۱ھ بمطابق ۱۹۶۳ء کو ہوئی آپ کے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالاحد کا بیان ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ تمام جہان میں ظلمت پھیل گئی ہے۔ سور، بندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں اس اثناء میں میرے سینے سے ایک نور نکلا اور اس میں ایک تخت ظاہر ہوا۔ اور تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اور اس کے سامنے تمام ظالموں اور زندیقوں اور ملحدوں کو بکرے کی طرح ذبح کیا جارہا ہے۔ اور کوئی شخص باآواز بلند کہتا ہے۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا اس خواب کی تعبیر آپ کے والد بزرگوار نے حضرت

شاہ کمال کیتھلی قادری علیہ الرحمۃ سے دریافت کی۔ انہوں نے توجہ کے بعد فرمایا کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس سے الحاد و بدعت کی تاریکی دور ہو جائے گی۔

چنانچہ یہ تعبیر حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔ بعد از ولادت آپ ایام رضاعت میں کچھ علیل ہو گئے۔ تو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لے گئیں حضرت شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں دے دی اور آپ اسے دیر تک چوستے رہے۔ اُس کے بعد حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو۔ یہ لڑکا بڑی عمر کا ہوگا۔ اور عالم باعمل اور عارف کامل ہو گا۔ میرے تیرے جیسے بہت سے اس سے پیدا ہوں گے۔

تحصیل علم ☆: آپ جب سن شعور کو پہنچے تو آپ کو مکتب میں داخل کرا دیا گیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے قرآن کریم حفظ کر لیا بعد ازاں اکثر علوم کی تکمیل اپنے والد ماجد ہی سے کی اس کے بعد آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اور وہاں معقولات کی بعض کتابیں مثنوی وغیرہ فاضل محقق مولانا کمال کشمیری سے اور حدیث شریف کی بعض کتابیں مولانا یعقوب کشمیری سے پڑھیں الغرض آپ ۱۷ سال کی عمر شریف میں علوم ظاہری کی تحصیل کے سب مرحلے طے کر کے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہو کر تدریس میں مشغول ہو گئے اور طالبان علوم کو اپنی برکات سے بہرہ ور فرماتے رہے۔ اس اثناء میں آپ نے عربی فارسی میں متعدد رسالے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ تحریر فرمائے۔ رسالہ تہلیلہ رسالہ اثبات نبوت اور رسالہ ردشیعہ ان ہی رسائل میں سے ہیں۔

بیعت و خلافت ☆: آپ کو حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ مقدس رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شوق مدت سے دامن گیر تھا آپ نے اپنے والد ماجد کی وجہ سے جو نہایت ضعیف العمر تھے اس ارادے کو ملتوی رکھا ہوا تھا۔ ۱۰۰۷ھ ۲۷ جمادالآخر بعمر اسی سال میں آپ کے والد بزرگوار نے وصال فرمایا اس کے بعد اگلے سال آپ حج کے ارادے سے روانہ ہوئے۔

جب آپ دہلی پہنچے۔ تو مولانا حسن کشمیری نے جو آپ کے دوستوں میں سے تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی بہت تعریف کی اور اُن سے ملنے کی ترغیب دی۔

آپ کو نسبت خاندان نقشبندیہ عالیہ کا شوق پہلے ہی سے تھا۔ اس لئے آپ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے حضرت خواجہ بھی آپ سے بڑی مہربانی سے پیش آئے۔ اور آپ کا ارادہ و مقصد دریافت کیا۔ آپ نے اپنا عزم ظاہر کیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کا یہ معمول نہ تھا کہ کسی طالب کو بذات خود اپنے آپ اخذ طریقہ کا اشارہ کریں یا ایسے مقدس سفر سے روک کر اپنی خانقاہ میں سکونت کے لئے ارشاد فرمائیں مگر چونکہ شہباز بلند پرواز کی قابلیت اور استعداد بلند پر نظر عالی تھی اس لئے اپنی عادت سے تجاوز کر کے فرمایا اگرچہ تم سفر مبارک کا ارادہ رکھتے ہو۔ لیکن کچھ مدت کم سے کم ایک ماہ یا ایک ہفتہ فقراء کی صحبت میں رہو تو کیا حرج ہے۔

چنانچہ حسب الارشاد آپ نے ایک ہفتہ قیام کیا ابھی دو روز نہ گزرے تھے کہ حضرت خواجہ کی کشش و تصرف باطنی سے آپ پر اخذ طریقہ نقشبندیہ کا شوق غالب ہوا آپ نے حضرت خواجہ سے بیعت کے لئے عرض کیا حضرت خواجہ نے فی الفور بغیر استخارہ کے داخل طریق کر لیا اور خلوت میں لے جا کر توجہ شروع کی۔

چنانچہ اسی وقت آپ کا دل منور ہو گیا اور روز بروز ترقیات وعروجات ظاہر ہونے لگے۔ بعدازاں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت بھی عطا فرمایا۔

سیرت و کردار☆: صبر و شکر، تسلیم و رضا۔ حسب حال ہر ایک کی تعظیم، لوگوں پر شفقت، صلہ، رحم ارباب حقوق کی رعایت مریضوں کی عیادت سلام میں سبقت، کلام میں نرمی آپ کا شیوہ تھا۔ آپ کا طریقۂ عمل پر عزیمت تھا۔ عبادت و عادات میں نہایت احتیاط اور سنت کا کمال اتباع ملحوظ تھا۔ عبادت و ریاضت میں بے مثل و بے نظیر تھے۔

ابتدائی حالات☆: جس رات کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ولادت شریف ہوئی اُس رات کو مغل شہنشاہ اکبر اعظم نے ایک وحشت ناک خواب دیکھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ شمال کی جانب سے ایک آندھی آئی اور اُس نے دیکھتے ہی دیکھتے اکبر اعظم کو تخت سمیت اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ بادشاہ نے بڑے ہاتھ پاؤں مارے مگر اپنے آپ کو نہ بچا سکا۔ صبح اٹھتے ہی اس نے اپنے دربار کے نجومیوں اور عالموں کو طلب کیا اور اپنا خواب بیان کر کے خواب کی تعبیر طلب کی۔

چنانچہ ایک عالم نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ ایک بچہ پیدا ہوگا جو آپ کے بنائے ہوئے آئین کو جلا کر رکھ دے گا۔ بادشاہ یہ تعبیر سن کر بہت گھبرایا اور سوچنے لگا کیوں نہ اس رات کو پیدا ہونے والے بچوں کو قتل کر دیا جائے مگر پورے ہندوستان کے بچوں کا پتہ چلانا۔ جو اس رات پیدا ہوئے ناممکن ہے اور نہایت ہی مشکل کام تھا۔ اگرچہ اس بات کا پتہ لگ بھی جاتا تو یہ شناخت بہت مشکل تھی کہ وہ بچہ کون ہے۔ چنانچہ اکبر اعظم چپ ہو رہا۔

حضرت مجدد الف ثانی نے جس ماحول میں پرورش پائی وہ ایک خالص دینی ماحول تھا مگر اس ماحول سے ہٹ کر دور دور تک اکبر کی پھیلائی خرابیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ اکبر کے درباریوں نے اس کو دیوتا بنا رکھا تھا۔ لوگ اس کو سجدہ کرتے تھے۔ اکبر نے ایک نئے مذہب دین الٰہی کی بنیاد ڈالی تھی۔ عربی مہینے موقوف ہو چکے تھے۔ اُن کے بجائے دین الٰہی کا ایک نیا مہینہ جاری ہوا۔ گائے کی قربانی پر پابندی لگا دی گئی۔ بادشاہ نے عربی کے خاص حروف۔ ”ث، ح، ع، ص، ض، ط، ظ“ کو حروف تہجی سے نکال دیا۔

چنانچہ عبداللہ کو ابداللہ احمد کو اہمد علم کو الم۔ ثواب کو سواب لکھا اور بولا جانے لگا۔ لوگ اسلام علیکم کی جگہ اللہ اکبر اور اس کے جواب میں جل جلالہ بولتے تھے۔ اللہ اکبر سے اکبر اور جل جلالہ میں جلال الدین بادشاہ کے نام سے نسبت پیدا کی گئی۔ یہ وہ زمانہ اور حالات تھے جن میں حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ پرورش پا رہے تھے۔

شادی☆: جن دنوں اکبر کا بنایا ہوا دین الٰہی زوروں پر تھا اسی دور میں آپ کی شادی ہوئی۔ تھانیسر کے حاکم شیخ سلطان چونکہ ایک باشرع عالم دین اور متقی و پرہیزگار اور دین دار آدمی تھے۔ وہ گائے کی قربانی کرتے تھے۔ جو حاکم وقت شہنشاہ کے حکم کی کھلی خلاف ورزی تھی لوگوں نے بادشاہ اکبر اعظم سے شیخ سلطان کی شکایت کی۔ کہ شیخ سلطان گائے کی قربانی کرتے ہیں۔ بادشاہ نے اِسی جرم میں شیخ سلطان کو تھانیسر سے بھکر جلاوطن کر دیا لیکن کچھ عرصے بعد خانخاناں کی سفارش پر دوبارہ تھانیسر واپس بلا لئے گئے۔

کشف☆: اسی دور میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنے مریدوں میں بیٹھے

ہوئے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم پر ایک مصیبت آنے والی ہے۔ مگر وہ ہمارے واسطے ترقیوں کا باعث بنے گی۔

چنانچہ ان دنوں آگرہ میں ملکہ نور جہاں کا بھائی آصف خان اور دوسرے امیر جہانگیر کو بھڑکا رہے تھے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے مغلیہ سلطنت کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ آخر بادشاہ نے ایک روز فرمان جاری کر دیا کہ شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ اپنے صاحبزادوں اور مریدوں کے ساتھ بادشاہ کے روبرو پیش ہوں کیونکہ بادشاہ ملنے کے خواہش مند ہیں۔ اس کے ساتھ ہی حاکم سرہند کو بھی حکم جاری کر دیا کہ شیخ احمد کو دارالسلطنت روانہ کیا جائے لوگوں میں افواہ پھیل گئی کہ بادشاہ حضرت مجدد صاحبؒ کو بلا کر قتل کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے اپنے صاحبزادوں کو کسی پہاڑی مقام پر بھیج دیا۔ اور لوگوں سے فرمایا کہ گھبراؤ مت انشاءاللہ بادشاہ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ یہ تکلیف ایک سال کی ہے۔ پھر ساری عمر آرام ہی آرام ہے۔

چنانچہ آپ اپنے پانچ مریدوں کے ہمراہ آگرہ کی جانب روانہ ہوئے۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر جہانگیر نے اپنے مشیروں کو آپ کے استقبال کی غرض سے شہر سے باہر بھیجا۔ اور آپ کا خیمہ اپنے محل کے قریب نصب کرایا۔ اس کے بعد آپ دربار میں طلب کئے گئے۔

اس وقت رواج تھا کہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے والے بادشاہ کو سجدہ تعظیمی کرتے تھے۔ مگر حضرت مجدد صاحب نے سجدہ نہ کیا اور سر اٹھائے کھڑے رہے۔ ایک امیر نے بادشاہ سے کہا کہ حضور دیکھئے اس شخص کا غرور ملاحظہ فرمائیں۔ اس نے آپ کو سجدہ تعظیمی نہیں کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ شیخ صاحب سجدہ تعظیمی تو کرنا پڑے گا اور آپ کو آداب شاہی کا خیال ملحوظ رکھنا ہی ہوگا۔ آپ نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا کے سوا دوسرے کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ جہانگیر نے کہا کہ اچھا ہم آپ کو اتنی رعایت دیتے ہیں کہ آپ اپنا سر ذرا جھکا لیں۔ ہم اسے سجدہ تعظیمی میں شمار کر لیں گے مگر اس بات پر بھی آپ نے سختی سے انکار کر دیا۔

چنانچہ جہانگیر کو غصہ آ گیا اور کہنے لگا جو ہماری زبان سے نکل چکا ہے۔ اس کی تعمیل ہو کر رہے گی یہ کہہ کر اس نے اپنے مشیروں کو حکم دیا کہ آپ کا سر جبراً جھکایا جائے۔ امراء نے آپ کے سر اور گدی کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ مگر آپ نے پوری قوت سے اپنا سر اکڑا لیا۔ حتیٰ کہ اس کشمکش میں حضرت مجدد صاحب کی ناک سے خون جاری ہو گیا۔ مگر گردن کو جہانگیر کے سامنے نہ جھکنے دیا اس پر جہانگیر کو کچھ رحم تو آیا۔ مگر حکومت کا غرور دل میں سمایا ہوا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ آپ کو محل کے چھوٹے دروازے کی جانب سے اندر لے آؤ۔ کیونکہ جب آپ محل کے چھوٹے دروازے سے اندر داخل ہونگے تو سر جھکے گا اور اس کو سجدہ تعظیمی تصور کر لیا جائے گا۔ آپ جب محل کے چھوٹے دروازے کے قریب آئے تو آپ نے اپنی گردن پیچھے کی طرف جھکا لی اور دروازے میں پہلے اپنا ایک پیر داخل کیا اور سر کو پیچھے کی جانب جھکا کر اندر داخل ہو گئے۔ بادشاہ اس پر اور غضب ناک ہوا اس نے حکم دیا کہ آپ کو اور آپ کے تمام مریدین کو گوالیار کے قلعہ میں بند کر دیا جائے۔ قید میں آپ کو سخت اذیت دی جاتی تھی۔ حاکم قلعہ بھی آپ کے ساتھ سختی سے پیش آتا تھا۔ الغرض جہانگیر نے آپ کو تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

آخر ایک دن اس کا ظلم ختم ہو کے رہا۔ خان اعظم خان لودھی اور دوسرے وزیروں اور امیروں نے مہابت خان جرنیل کے ساتھ مل

کر بادشاہ کے خلاف بغاوت کی اور بڑی ہوشیاری کے ساتھ مہابت خان نے جہانگیر کو گرفتار کر لیا۔

گوالیار کے لوگوں نے بڑی کوشش کی کہ مجدد صاحب حکومت سنبھال لیں مگر آپ نے انکار کر دیا اور مہابت خان کو سختی سے ہدایت کی کہ فتنہ وفساد کو ختم کیا جائے اور بادشاہ کی اطاعت کرو۔

چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مہابت خان نے بادشاہ کو رہا کر دیا اور گستاخی کی معافی چاہی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد جہانگیر سخت بیمار ہو گیا۔ ایک رات اُس نے خواب دیکھا کہ کوئی بزرگ فرما رہے ہیں کہ تجھ پر یہ مصیبت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو تکلیف پہنچانے کی وجہ سے پہنچی ہے اور تو نے مجدد صاحب پر بڑا ظلم کیا ہے۔ مجدد صاحبؒ امام وقت اور اسلام کے مجدد ہیں۔ لہٰذا انہیں رہا کر کے شفا حاصل کر۔

چنانچہ جہانگیر نے فوراً رہائی کا حکم دیا اور درخواست کی کہ سرہند جانے سے پہلے مجھ سے ملاقات ضرور کریں۔

حق وصداقت کی کامیابی ☆: گوالیار کے قلعہ سے رہائی پانے کے بعد آپ آگرہ پہنچے۔ شہزادہ خرم (شاہ جہان) نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے بادشاہ سے ملاقات کے لئے سات شرطیں رکھیں۔ (نمبر۱) سجدہ تعظیمی موقوف کیا جائے۔ (نمبر۲) گائے کی قربانی کا حکم جاری کیا جائے۔ (نمبر۳) جن مسجدوں کو شہید کیا گیا ہے۔ اُن کی تعمیر کا حکم دیا جائے۔ (نمبر۴) دربارِ عام کے قریب مسجد قائم کی جائے۔ (نمبر۵) دینی مدرسے قائم کئے جائیں۔ (نمبر۶) شہروں میں مفتی اور قاضی مقرر کئے جائیں۔ (نمبر۷) شریعت کے خلاف تمام احکام منسوخ کئے جائیں۔ چنانچہ جہانگیر نے آپ کی تمام شرطیں منظور کر لیں اور آپ سے معافی کا طلبگار رہا۔

تعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ قرب بخشنے والے اعمال فرائض ہیں اور فرائض کے مقابلے میں نوافل کا کچھ اعتبار نہیں۔ فرائض میں سے ایک فرض کا ایک وقت میں ادا کرنا ہزار سال کے نوافل کے ادا کرنے سے بہتر ہے۔ اگرچہ خالص نیت سے ادا ہوں اور خواہ کوئی نفل ہوں۔ نماز، زکوٰۃ و ذکر وفکر اور مثل ان کے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ فرائض کے ادا کرنے کے وقت سنتوں میں سے ایک سنت اور آداب میں سے ایک ادب کی رعایت۔ یہی حکم رکھتی ہے۔ یعنی ادائے نوافل سے بدرجہا بہتر ہے۔

نمبر۲ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ متکلمین کے لئے پہلی ضروری بات یہ ہے کہ وہ اپنے عقیدوں کو علمائے اہلسنت و جماعت کی رائے کے مطابق درست کریں۔ کیونکہ نجات اخروی ان بزرگوں کی اتباع اور پیروی سے وابستہ ہے۔ اور فرقہ ناجیہ یہی بزرگوار اور ان کے پیرو ہیں اور یہی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریق پر ہیں وہ علوم جو کتاب وسنت سے متضاد ہیں ان میں سے وہی معتبر ہیں جو ان بزرگوں نے کتاب وسنت سے اخذ کئے اور سمجھے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک بدعتی وگمراہ اپنے عقائد فاسدہ کو اپنے زعم فاسدہ میں کتاب وسنت ہی سے اخذ کرتا ہے۔ پس کتاب وسنت کے معانی ومفہوم میں سے ہر ایک معنی معتبر نہیں ہوتا۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ پیر کے حقوق تمام حقوق والوں کے حقوق سے زیادہ ہیں۔ بلکہ پیر کے حقوق حق سبحانہ کے انعامات اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے بعد دوسروں کے حقوق سے نسبت نہیں رکھتے بلکہ سب کے پیر حقیقی رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر چہ ظاہری ولادت والدین سے ہے مگر ولادت معنوی پیر کے ساتھ مخصوص ہے۔ ظاہری ولادت کی زندگی چند روزہ ہے مگر ولادت معنوی کی زندگی مستقل ہے۔ اور پیر ہی ہے جو مرید کی نجاست معنویہ کو اپنے قلب وروح سے صاف کر دیتا ہے۔ اور اس کے قلب کو پاک کرتا ہے۔ اِس کو تا حیات جو بعض طالبوں کی نسبت وقوع میں آتی ہیں محسوس کرتا ہے۔ کہ ان کی باطنی نجاستوں کے پاک کرنے میں صاحب توجہ کو بھی کچھ آلودگی پہنچتی ہے۔ اور کچھ دیر تک مفکر رکھتی ہے۔ پیر ہی ہے کہ جس کے وسیلہ سے خدائے عزوجل تک پہنچتے ہیں۔ جو دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے پیر ہی ہے کہ جس کے وسیلہ سے نفس امارہ جو بذات خود خبیث ہے۔ پاک ہو جاتا ہے۔ اور امارگی سے اطمینان تک پہنچتا ہے اور کفر زنی سے اسلام حقیقی میں آجاتا ہے۔

پس اپنی سعادت کو پیر کے قبول کرنے میں جاننا چاہیے اور اپنی بدقسمتی کو پیر کے رد کرنے میں العیاذ باللہ حق تعالیٰ سبحانہٗ کی رضا کو پیر کی رضا کے پردے پیچھے رکھا ہے۔ جب تک مرید اپنے پیر کی پسندیدہ چیز دل میں گم نہ کرے حق سبحانہ کی مرضیات میں نہیں پہنچتا۔ مرید کی آفت پیر کی ایذا میں ہے۔ اس کے سوا جو لغزش ہو اس کا علاج ممکن ہے۔ لیکن ایذائے پیر کا کوئی علاج کسی چیز سے نہیں کر سکتا۔

کشف وکرامات☆: سیّد رحمت اللہ جو حضرت مجدد صاحب کے خاص مریدوں میں سے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ میں اور تین درویش ملک دکن میں ایک صحرا میں جا رہے تھے۔ کہ ایک بت خانہ نظر آیا میں نے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہوا تھا کہ مسلمانوں سے بتوں اور بت پرستوں کی توہین جس قدر ہو سکے اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس سے غازی فی سبیل اللہ کا ثواب ملتا ہے۔

چنانچہ میں نے حضرت کی نصیحت پر کاربند ہو کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس صحرا میں اس بت خانہ کا کوئی نگہبان نظر نہیں آتا اور اس بت خانہ کو ویران کر دیں۔

چنانچہ ہم نے ایک بت توڑ دیا اور بعض دیواروں کے گرانے کے لئے کمربستہ ہو گئے اسی اثناء میں ایک ہندو کاشتکار نے دور سے بت خانہ کا یہ حال دیکھا اور دوڑ کر گاؤں والوں کے پاس گیا۔ جو اس بت خانہ میں بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اور اُن سے تمام ماجرا ن بیان کرنے لگا۔ ناگاہ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ قریباً ایک ہزار بت پرست لاٹھیاں پتھر اور ہتھیار لئے بڑے غیض وغضب کی حالت میں ہماری طرف آرہے ہیں۔ مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر حیرت ووحشت نے غلبہ کیا۔ بھاگ جانا بھی مشکل تھا ہم نے شہید ہونے کی ٹھان لی۔

چنانچہ اس حال میں حضرت مجدد صاحب کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کی اے دین کے بزرگ ہم نے آپ کی نصیحت پر کاربند ہو کر یہ کام کیا تھا۔ ہمیں کافروں کے ہاتھ سے چھڑائیے۔ اس تضرع ونیاز میں میرے کان میں آواز شیخ پہنچی۔ کہ اطمینان رکھو تمہاری حفاظت کے لئے لشکر عام بھیج رہا ہوں۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ حضرت کی یہ آواز تو میرے کان میں آ گئی۔ مگر لشکر کب آئے گا۔ کفار تو ہمارے سر پر آ پہنچے ہیں۔ ایک تیر کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ اچانک ٹیلہ پر سے تیس چالیس گھوڑے سواروں کو دیکھا۔ جو ہماری طرف گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے نظر آئے۔ جب کافروں نے لشکر کو دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے سواروں میں سے بعض نے اُن کو تازیانے لگائے اور بعض کی ڈانٹ پٹائی کی۔ اور ہم کو اپنی حمایت میں ہمراہ لے لیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سوار مسلمان تھے۔ جو اس نواح کے ایک گاؤں میں

کسی تقریب میں آئے ہوئے تھے۔ جب وہ کفار قتل کے ارادے سے آئے تھے۔ تو ان کے گاؤں کے ایک مسلمان نے اُس گاؤں میں تھے خبر کردی۔ لہٰذا وہ فوراً موقع پر پہنچ گئے۔ اور ہم کو چھڑا لیا۔

کرامت ۲ ☆: حضرت شیخ محمد مسعود علیہ الرحمۃ جو حضرت شیخ احمد سرہندی کے چھوٹے بھائی اور حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے مقبول مریدوں میں سے تھے۔ تجارت کی غرض سے قندھار گئے ہوئے تھے۔ اس اثناء میں ایک روز صبح کے وقت حضرت شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے میں ہر چند محمد مسعود کے احوال کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس کی قبر نظر آئی کہ ابھی فوت ہوا ہے۔ سامعین نے تاریخ اور دن لکھ لیا۔ چند روز کے بعد اُس کے ساتھی واپس آئے اور انہوں نے اس کے مرنے کا دن اور تاریخ وہی بتائی۔ جو حضرت نے بتائی تھی۔

کرامت ۳ ☆: جن دنوں حضرت شیخ اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے۔ رمضان کا مہینہ عین برسات میں آیا۔ یاروں نے ایک مسجد میں جو نہایت تنگ و تاریک تھی نماز ادا کی بارش سے حضرت اور تمام درویشوں کو تکلیف پہنچی۔ نماز ادا کرنے کے بعد حضرت کی زبان مبارک سے یہ نکلا کہ جو ختمات ہم نے قرار دیئے ہیں۔ ان کے اختتام تک بفضل الٰہی بارش نہ ہو۔ تاکہ مسجد کے باہر صحن میں تراویح پڑھی جائیں۔ تو یہ بڑی عظمت ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ستائیسویں رات تک چار ختم ہو گئے اور کسی رات بارش نہ ہوئی اور اٹھائیسویں رات سے رات کو پانی برسنا شروع ہوا۔

کرامت ۴ ☆: امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید جو کہ انبالہ کا رہنے والا تھا۔ انبالہ کے حاکم نے اس کی زمین جس کے ذریعے وہ روزی کماتا تھا ضبط کرلی۔ وہ شخص سرہند شریف میں آپ کے درِ دولت پر پہنچا اور عرض کرنے لگا حضور آمدن اور گزارے کے لئے تھوڑی سی زمین تھی وہ بھی ظالم حاکم نے ضبط کرلی اور اس نے میرے ساتھ بہت بڑا ظلم کیا ہے اس کے علاوہ بھی مجھے خدشہ ہے کہ شاید وہ مجھے کسی قسم کا کوئی اور نقصان پہنچائے۔

اُس کی بات سن کر آپ نے کچھ دیر مراقبہ کر کے فرمایا ''ایسا کبھی نہیں ہوگا بلکہ حاکم ذلیل ہوگا۔'' دوسری فصل کے موقع پر اس زمین کے محصول کے لئے رقم حاصل کرنے کی کوشش ہو رہی تھی کہ اچانک یہ حاکم ملازمت سے معطل ہو گیا اور اٹھارہ سال کے لئے قید میں ڈال دیا گیا۔ پھر وہ رقم دوسرے حاکم نے نہ طلب کی بلکہ زمین بھی بحال کرنے کا حکم دے دیا۔

کرامت نمبر ۵ ☆: شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ لاہور تشریف لائے تو جس مکان میں آپ کا قیام تھا آپ نے رات کے وقت گھر کے مکینوں کو سونے سے قبل مطلع فرما دیا تھا کہ آج کوئی بھی شخص اس دیوار کے پاس سے رات کو نہ گزرے اور نہ ہی کوئی اس کے پاس سوئے اس لئے کہ یہ دیوار رات کو گر جائیگی۔ حالانکہ اس وقت آسمان پر نہ تو بادل کا نام و نشان تھا اور نہ ہی بارش تھی۔ بعض لوگ آپ کی یہ بات سن کر بہت حیران ہوئے کیونکہ دوسری دیواریں اس سے زیادہ خراب حالت میں تھیں اور وہ دیوار جس کا شیخ فرما رہے تھے وہ سب سے زیادہ مضبوط تھی۔

مگر ایسا ہی ہوا کہ وہ دیوار رات کے وقت گر گئی۔ ایک کنیز اس وقت اس دیوار کے نزدیک تھی جس پر مٹی کے چند ڈھیلے گرے۔ آپ نے غصے کے عالم میں فرمایا کہ جب رات کو میں نے پہلے ہی بتا دیا تھا تو پھر تو اس کے قریب کیوں گئی۔

کرامت نمبر ۶ ☆: حضرت علامہ مولانا محمد امین رحمتہ اللہ علیہ جو کہ اپنے زمانے کے چوٹی کے عالم وفاضل اور حضرت خواجہ دیوانہ سواتی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ایک مرتبہ سخت علالت میں گرفتار ہوئے۔ بیماری ایسی کہ جس پر نہ تو کسی دعا کا اثر اور نہ ہی دوا اثر انداز ہوتی تھی۔

مولانا محمد امین نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کے نام ایک عریضہ لکھ کر خدمت عالیہ میں بھیجا اور نہایت عاجزی وانکساری سے عرض کیا حضرت میرے لئے خصوصی طور پر دعا بھی فرمائیں اور اگر مناسب سمجھیں تو اپنا کوئی ایسا کپڑا بھی بھجوا دیں کہ جسم پر تبرکاً ڈال لوں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نے عریضہ پڑھ کر جوابی رقعہ میں مولانا محمد امین کو تحریر فرمایا کہ بڑھاپے کی شدت کی وجہ سے اندیشہ نہ کریں انشاء اللہ تندرست ہو جاؤ گے۔ اس معاملے میں مجھے پورا اطمینان ہے اور جو کپڑا آپ نے طلب کیا ہے۔ وہ آپ کو بھیجا جا رہا ہے اسے جسم پر پہنیں اور اس کے نتائج سے امید وابستہ رکھیں انشاء اللہ برکات کا حامل ہوگا۔

مولانا محمد امین نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا پیراہن مبارک اپنے بدن پر پہنا تو ان کے جسم کا کئی سالہ پرانا مرض اس طرح دور ہو گیا جیسے کہ پہلے مرض لاحق ہوا ہی نہ تھا۔ جب ان کو مکمل شفا ہو گئی تو حضرت مولانا محمد امین خود سرہند شریف جا کر قدم بوس ہوئے اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو کر تمام عمر آپ کی خدمت میں حاضر رہے اور بعد کو آپ کے خاص مریدین میں ان کا شمار ہوا۔

کرامت نمبر ۷ ☆: ایک امیر زادہ جس نے کوئی سنگین جرم کیا جس کی بنا پر بادشاہ وقت نے عالم طیش میں آ کر اُسے لاہور طلب کیا اور حکم جاری کیا کہ جب وہ آ جائے تو اسے فوراً ہاتھیوں کے پیروں کے نیچے روند دیا جائے۔ اس لئے کہ اس نے سنگین جرم کیا ہے۔

وہ امیر زادہ اس کے خوف سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں سرہند شریف پہنچا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت عاجزی اور مسکینی کے عالم میں آپ کے آستانے پر جبہ سائی کرنے لگا۔ تا کہ اس کی جان بخشی ہو جائے۔

آپ نے اس کی بات سن کر اور عاجزی وانکساری دیکھ کر مراقبہ فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا کہ تم تھوڑی دیر انتظار کرو انشاء اللہ تم کو بادشاہ کی طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ بلکہ عزت کی نگاہ سے سرفراز کئے جاؤ گے۔

امیر زادہ سخت اضطرار کی وجہ سے کہنے لگا حضور آپ لکھ کر دے دیں تا کہ میری پریشانی دور ہو جائے۔ آپ نے اس کی تسلی کے لئے لکھ کر دے دیا:

چونکہ فلاں شخص نے بادشاہ کے غضب کے خوف سے اللہ کے در کے فقیروں سے رجوع کیا ہے۔ اس لئے اس فقیر نے اس کو اپنی

ضمانت میں لے لیا ہے اور اس کی جان بخشی کر دی گئی ہے۔

چند دنوں کے بعد کسی نے خبر دی کہ بادشاہ اس امیر زادے پر برہم ہوا اور اس کی خطا کو معاف کر دیا ہے۔

چنانچہ چند دن کے بعد حضرت مجدد پاک علیہ الرحمۃ کے فرمان ذیشان کے مطابق لگا تار خبریں آئیں کہ جب بادشاہ نے امیر زادے کو دیکھا تو مسکرایا اور بطور نصیحت چند باتیں کہیں اور نہایت مہربانی سے خلعت خاص پہنا کر مقررہ خدمت پر روانہ کر دیا۔

کرامت نمبر ۸☆: حضرت علامہ بدرالدین سرہندی جو کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ مجاز ہیں فرماتے ہیں کہ جب آپ کو بعداز وصال آپ کے بھتیجے حضرت شیخ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ غسل دینے لگے۔ اور لوگوں نے چاہا کہ غسل کے لئے آپ کے کپڑے اتاریں اور آپ کے اوپر سے بالا پوش کو اٹھائیں تو میں نے دیکھا کہ آپ نے دونوں ہاتھ ناف پر باندھے ہوئے ہیں۔ جس طرح نماز کی حالت میں ہوتے ہیں حالانکہ بوقت وصال آپ کے ہاتھ پاؤں بالکل سیدھے کر دیئے گئے تھے جیسا کہ عام طور پر کیئے جاتے ہیں۔

حاضرین نے دیکھا تو ہاتھ سیدھے کر دیئے مگر وہ پھر اسی حالت میں ہو گئے جب لوگوں نے آپ کی حالت کو سمجھ لیا تو پھر اسی حالت میں چھوڑ دیا۔

جب غسل کے لئے کپڑے اتارے گئے اور دستار مبارک کو سر سے ہٹایا گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ تبسم فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ ظاہری حیات مبارکہ میں آپ کا معمول تھا اور جب تک آپ تختہ غسل پر رہے آپ تبسم فرماتے رہے حاضرین متعجب ہوئے۔ اس کے بعد آپ کو وضو کرایا گیا اور ہاتھوں کو پھر سے کشادہ کیا اور آپ کو بائیں پہلو لٹا دیا گیا۔ اتنے میں آپ نے پھر سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر باندھ لیا۔ ہاتھ پھر سے کشادہ کر کے تختہ پر لایا گیا۔ تمام حاضرین نے دیکھا کہ سیدھا ہاتھ سیدھی طرف سے اور الٹا ہاتھ الٹی طرف سے دھیرے دھیرے چل کر ایک دوسرے سے مل گئے اور سیدھے ہاتھ نے الٹے ہاتھ کو پکڑ لیا جیسا کہ نماز کی حالت میں ہوتا ہیں۔ تمام حاضرین آپ کی یہ کرامت بعداز وصال دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔

وصال با کمال☆: حضرت شیخ ایام مرض میں تنہائی بہت پسند کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے اپنے دوستوں سے فرمایا کہ اس سرما کے موسم میں جو دو مہینے کے بعد آئے گا ہم اس گھر میں نہ سوئیں گے۔

چنانچہ ۱۲ محرم ۱۰۳۴ھ کو آپ نے فرمایا 40-50 چالیس پچاس روز کے بعد ہم چلے جائیں گے۔ کیونکہ ہمیں قبر دکھا دی گئی ہے۔ اس کے بعد ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ بمطابق 1624ء کو تریسٹھ سال کی عمر شریف میں بعد نماز فجر آپ نے وصال فرمایا۔ مزار پرانوار سرہند شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ خاوند محمود نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی مادر زاد قطب الارشاد، صاحب حال وقال، جامع کمالات ظاہری و باطنی مظہر جمال صوری و معنوی قاتل الکفار غریق بحر توحید و معرفت، حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے عظیم شیخ طریقت اور بے مثل و بے مثال عالم دین ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۹۷۱ھ کو حضرت سید شرف الدین کے گھر بخارہ میں ہوئی۔ آپ کا شجرہ نسب والد گرامی کی طرف سے حضرت خواجہ سید علاؤ الدین عطار سے ہوتا ہوا حضرت خواجہ محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند علیہم الرحمۃ تک پہنچتا ہے۔ جبکہ والدہ کی طرف سے آپ کا شجرہ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرزند ارجمند حضرت محمد بن حنفیہ تک پہنچتا ہے۔

شجرہ نسب ☆: حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف حضرت ایشاں بن حضرت سید شرف الدین بن حضرت سید ضیاء الدین بن خواجہ سید میر محمد بن خواجہ سید تاج الدین حسین بن خواجہ سید حسین بن حضرت خواجہ سید علاؤ الدین عطار علیہم الرحمۃ۔

نوٹ ☆: آپ کے جد اعلیٰ حضرت سید علاؤ الدین عطار علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ سید محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند علیہ الرحمۃ بانی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے داماد اور خلیفہ اکبر تھے۔ اور خواجہ سید محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند کے بعد ان کی مسند کے وارث اور سجادہ نشین بھی رہے۔ آپ کی ذات والاصفات کی وجہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو بہت تقویت و فروغ ملا۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے دینی تعلیم والد ماجد کے زیر سایہ بخارا میں ہی حاصل کی۔ اور بارہ برس کی عمر عزیز میں قرآن کریم مکمل حفظ کر لیا۔ بعد ازاں کتب متداولہ کی تعلیم و تکمیل کے لئے مدرسہ سلطانیہ بخارا میں ہی داخل ہوئے اور اٹھارہ برس کی عمر میں علوم دینیہ و ظاہریہ کی تکمیل اس انداز سے کی کہ اس دور میں آپ کے مقابلے کا کوئی عالم نہ تھا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ حضرت خواجہ ابو اسحاق سفید نقشبندی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر ظاہری طور پر بیعت سے مشرف اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و صاحب ارشاد ہوئے۔

مگر باطنی طور پر حضرت خواجہ سید محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند علیہ الرحمۃ سے اویسی نسبت رکھتے تھے۔

گستاخ اولیا کا انجام ☆: مرشد کامل کی خدمت میں چند سال رہنے کے بعد سیاحت کا شوق دامنگیر ہوا تو آپ بخارا سے ختلان کے مشہور شہر خش میں تشریف لے آئے۔ اور خش کے حاکم کی مجلس میں تشریف لے گئے خش کا حاکم جو بدمزاج اور بدعقیدہ تھا نے ایک روز آپ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ لوگ خواجہ زادے بنے پھرتے ہیں جبکہ درحقیقت یہ لوگ مخلوق خدا کو گمراہ کرتے ہیں۔

لہٰذا یہ اس لائق ہیں کہ ان کے کان اور ناک کاٹ کر ان کی تشہیر کی جائے۔ اور میں اگر یہ کام نہ کروں تو میں بھی باقی بیگ نہیں۔

اس کی زبانی یہ بات سنتے ہی آپ نے فرمایا کہ مجھے نظر آ رہا ہے کہ ایک دن تمہارے ناک کان کاٹ دیئے جائیں گے۔

چنانچہ ایک ہفتے کے بعد بخارا کے بادشاہ عبداللہ خان کے میر شکار نے شکاری جانوروں کے ساتھ دریا عبور کیا اور خش کی سرزمین پر آیا۔ اور ایک بوڑھی عورت کی بھیڑ چھین کر ذبح کی اور شکاری جانوروں کو کھلا دی۔

حاکم خش باقی بیگ نے اس ظلم کی پاداش میں میر شکار کو مار پیٹ کر خش سے نکلوا دیا۔ میر شکار نے اس توہین کا بدلہ لینے کے لئے بادشاہ کا خاص باز اپنے ہاتھ سے مار کر بادشاہ کے سامنے پیش ہوا۔ اور درخواست کی کہ باقی بیگ نے شاہی باز مار ڈالا۔ اور مجھے بھی مارا پیٹا۔ اس کے علاوہ اپنی طرف سے چند باتیں کر کے بادشاہ کو بھڑکا دیا۔ بادشاہ نے دس آدمی باقی بیگ کو لانے کے لئے بھیجے۔ جب وہ آیا تو اس کے دونوں کان اور ناک کاٹنے کا حکم دیا۔ خادموں نے حکم کی تعمیل کر کے یوں اس گستاخ اولیاء اللہ کو سزا دی۔

سمرقند و ہرات وقندھار کابل میں آمد ☆: حاکم بخارا شاہ زمان نے جب آپ کا چرچا زبان زدعام پر سنا تو خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کے لئے درخواست کی جو آپ نے قبول فرمائی اور اس کو اپنے ہاتھ پر بیعت سے مشرف فرمایا۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ سمرقند پر ایک بڑے حاکم نے چڑھائی کی تھی آپ کی توجہ اور نظر ولایت سے وہ بلا شاہ زمان مرزا کے سر سے ٹل گئی اور مرزا اپنے دشمن سے فتح یاب ہوا تھا اس وجہ سے وہ آپ کا گرویدہ ہو کر مرید ہوا۔

آپ نے جب سیاحت کا آغاز کیا تو سب سے پہلے بخارا سے سمرقند تشریف لائے۔ وہاں سے قندھار، ہرات، ہوتے ہوئے کابل پہنچے۔ دوران سیاحت آپ نے ہر شہر میں ہزاروں افراد کو بیعت سے مشرف فرمایا۔

بادشاہ کابل کو جب آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ شہر سے باہر دو فرلانگ تک آپ کے استقبال کے لئے آیا اور آپ کو نہایت تعظیم و تکریم سے لے گیا اور اپنے محل کے باغ میں ٹھہرایا۔ جمعہ کے روز جب آپ نماز جمعہ کے لئے گئے اور خطبہ جمعہ دیا تو آپ کی زبان ترجمان سے کلام میں ایسی تاثیر پیدا ہوئی کہ مقتدیوں کی صدائے اللہ ھو آسمان تک جا رہی تھی۔ اور ذوق وشوق وجد کی وجہ سے دو آدمی جاں بحق ہو گئے۔

بادشاہ کابل بھی محفل میں موجود تھا۔ یہ منظر دیکھ کر وہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوا۔ اجتماع میں موجود ہزاروں افراد آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ آپ دو سال تک کابل میں رہے اور سلسلہ رشد و ہدایت جاری رکھا جس سے آپ نے لاتعداد افراد کو مبلغ بنا کر عراق، شام، روم اور کوہ طور وادی ایمن کی طرف ان کو روانہ کیا جنہوں نے اپنے اپنے علاقے میں اسلام کی شمع کو روشن اور منور کیا۔

خطہ کشمیر میں ردّ رافضیت ☆: کابل سے آپ کشمیر جنت نظیر میں پہاڑی اور دشوار گزار راستوں سے پیدل اپنے

مریدین وعقیدت مندوں کے ہمراہ تشریف لائے۔اورنواب عبدالرحمٰن کے پاس قیام پذیر ہوئے۔نواب موصوف کا والد آپ کا مرید خاص تھا۔آپ نے کشمیر میں بھی ہزاروں افراد کو بیعت کیا۔اور وہاں ایک شاندار درسگاہ اور خانقاہ نقشبندیہ کے نام سے ایک مرکز قائم کیا۔ جس کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصے میں آپ کے علم وفضل اور کشف وکرامات کا دور دور تک چرچا ہونے لگا۔دور دور سے خلق خدا اور ارادت مندان حاضر خدمت ہوکر جوق در جوق مرید ہونے لگے۔تھوڑے ہی عرصے میں یہ تعداد کئی ہزار نفوس پر پہنچ گئی۔

یہ بات دیکھ کر شیعہ ہائے کشمیر جو تعصب میں کافی مشہور ہیں۔آپ سے حسد کرنے لگے۔ان سب نے مل کر با اتفاق رائے آپ کو قتل کروانے کا فیصلہ کرلیا۔اس مقصد کے لئے انہوں نے دس ہزار روپے چندہ بھی جمع کیا اور محمد حسین بادشاہ کابل وکشمیر کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آپ کو کشمیر سے نکال دے۔

حاکم کشمیر نے آپ کو بلایا اور کہا کہ آپ نے کشمیر کے ہزاروں شیعوں کو سنی کردیا ہے اور یہ سلسلہ اگر آپ نے اسی طرح جاری رکھا تو کشمیر کے سب لوگ اہل سنت وجماعت میں داخل ہوجائیں گے۔جس کو میں کسی قیمت پر برداشت نہیں کرسکتا۔لہٰذا آپ کشمیر سے چلے جائیں ورنہ آپ کی جان کا نقصان ہوجائے گا۔

آپ نے فرمایا کہ جان کا مالک تو میرا خالق اللہ رب العالمین ہے تو پھر تو کون ہوتا ہے جو میری جان کو نقصان پہنچائے۔

ہاں اگر تیری مرضی یہی ہے کہ میں کشمیر چھوڑ کر کہیں اور چلا جاؤں تو پھر مجھے اس مقصد کے لئے ایک ماہ کی مہلت درکار ہے۔ایک ماہ کے بعد ہم چلے جائیں گے۔آپ یہ کہہ کر شاہی محل سے چلے آئے مگر حاکم کشمیر کو ایک ایک دن گنتی کرکے گزارنا پڑا کہ کب مہینہ پورا ہو اور آپ کشمیر سے کہیں اور چلے جائیں۔

ابھی اس بات کو پندرہ روز ہی ہوئے تھے کہ اکبر بادشاہ کی فوج قاسم خان میر بحر کی قیادت میں کشمیر پہنچی کافی دنوں تک حاکم کشمیر سے جنگ لڑکر قاسم خان میر بحر نے کشمیر کے حاکم کو شکست دے کر کشمیر کے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔آپ کی یہ کرامت دیکھ کر اہل کشمیر آپ کے گرویدہ ہوگئے اور جوق در جوق آپ کے حلقہ میں داخل ہونے لگے۔اس طرح آپ کو کشمیر بدر کرنے والا حاکم کشمیر خود اکبری فوج کے ہاتھوں گرفتار ہوکر عبرت ناک انجام کو پہنچا۔

اس واقعہ کو جب چند سال گزرے تو پھر دوبارہ شیعان کشمیر کو دورہ پڑا اور در پئے عداوت ہوئے۔اور آئے روز آپ کے خلاف منصوبہ بندی کرنے لگے۔نعمت علی نامی ایک شخص جو بظاہر اہل سنت وجماعت سے تعلق رکھتا تھا اور بباطن اہل تشیع تھا۔اس نے شیعہ حضرات سے رابطہ قائم کیا اور کہنے لگا کہ اگر تم مجھے دس پندرہ ہزار روپے دو تو میں حضرت خاوند محمود کو قتل کردوں گا۔چونکہ شیعہ ہر ممکن آپ کا خاتمہ چاہتے تھے انہوں نے اس کی شرط قبول کی اور دس ہزار روپے جمع کرکے ایک صراف کے پاس یہ کہہ کر جمع کرادیا کہ جب تم حضرت کو قتل کردو گے یہ صراف اسی وقت دس ہزار روپیہ تمہیں دے دے گا۔نعمت علی چونکہ بظاہر اہل سنت تھا۔آپ کی خانقاہ میں آجایا کرتا تھا۔ اس کے بعد اس نے آنے جانے کی رفتار میں اضافہ کردیا۔اور اس بات کا منتظر رہا کہ کس وقت موقع ملے تو حضرت کو قتل کروں۔آخر ایک روز شام کا وقت تھا کہ حضرت خانقاہ سے نکل کر اپنے گھر کی جانب تشریف لے جارہے تھے کہ اتنی دیر میں نعمت علی بھی آپہنچا اور آپ کو اکیلا

دیکھ کر کام تمام کرنا چاہا تو قریب آ کر حیران وششدرہ گیا کہ وہاں آپ کی بجائے کوئی دیہاتی زمیندار کھڑا نظر آ رہا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ رک گیا۔ آپ نے فوراً آگے بڑھ کر اس کا ایک ہاتھ پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے آلہ قتل چھین لیا۔ اور فی الفور اپنی اصلی صورت میں نمودار ہو کر کہا کہ کیوں نعمت علی اب تیرا کیا ارادہ ہے؟ بول میں اگر چاہوں تو تجھے قتل کر دوں۔ یہ بات سن کر نعمت علی قدموں میں گر گیا۔ اور معافیاں مانگنے لگا۔ اور عقیدہ باطل سے توبہ کر کے اسی وقت آپ کا مرید ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوا۔

یہ خبر جب شیعان کشمیر کو پہنچی تو بڑے خائف ہوئے اور سکندر نامی کوتوال کو وہی رقم دینا کی اور اس سے کہا کہ تم حضرت کو قتل کر دو۔ سکندر نامی شخص ایک رات جب آپ نماز تہجد کے لئے وضو کر رہے تھے تو تلوار لے کر آیا اور آپ پر تلوار کا وار کرنا چاہا مگر اس کا بازو شل ہو گیا۔ اور تلوار مارنے کا منصوبہ مکمل نہ کر سکا۔ آپ کی خانقاہ کے خدام یہ دیکھ کر فوراً دوڑے اور اس کو پکڑ کر کمرے میں بند کر دیا۔ اگلے دن ناظم کشمیر کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو اس نے کوتوال کو بلایا اور جلاد کو حکم دے کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد شیعہ اور سنی فساد برپا ہوا۔ نوبت جنگ تک پہنچی اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ جب یہ خبر جہانگیر تک پہنچی تو اس نے آپ کو کشمیر سے دہلی بلوالیا اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔

اکبر آباد دہلی میں قیام ☆: آپ جہانگیر بادشاہ کی دعوت اور گزارش پر کشمیر سے اکبر آباد دہلی تشریف لے آئے اور خانقاہ قائم کر کے عبادت و ریاضت اور رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔ قیام اکبر آباد میں بادشاہ کی یہ کیفیت تھی کہ وہ بھی اکثر و بیشتر خدمت میں حاضری دیتا رہتا تھا۔ حتیٰ کہ جہانگیر بادشاہ جہاں بھی جاتا آپ کو اپنے ہمراہ رکھتا اور آپ کے زیر سایہ سفر کرتا۔ اس دوران اکبر آباد کی خانقاہ معلیٰ میں آپ کے بڑے صاحبزادے مسند آرا ہوتے اور خطہ کشمیر سے آنے والے عقیدت مندوں اور مریدین پر توجہ فرماتے۔

ہندوستان میں آپ کا سلسلہ اور خانوادہ اس قدر بڑھا کہ ہر چہار اطراف سے لوگ آتے اور مستفیض ہو کر جاتے، لاتعداد افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ ملکہ زمانی زوجہ بادشاہ دہلی آپ کے ارادتمندوں میں شامل ہو کر بیعت ہوئی۔ علمائے دہلی بوسیلہ شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے بہت سے حضرات شرف بیعت و شرف ارادت سے سرفراز ہوئے۔

بہت سے علماء علوم ظاہری میں آپ کے شاگرد ٹھہرے۔ نواب وزیر خان آپ کی ہی دعا سے اس بلند مرتبہ درجہ کو پہنچا تھا۔ مختصر یہ کہ آپ نے جس جگہ قیام کیا فیض کے دربار بہا دیئے۔ پورے کشمیر و ہندوستان میں آپ کا فیضان آج بھی جاری و ساری ہے۔

جہانگیر بادشاہ کے ہمراہ دوبارہ کشمیر میں آمد ☆: جب جہانگیر کشمیر کو گیا تو آپ کو ہمراہ لے گیا کشمیر میں قیام کے دوران نور جہاں بیگم کی طبیعت خراب ہو گئی اور جہانگیر بھی کسی مرض کا شکار ہو گیا۔ تو اس نے آپ کی خدمت میں دعا کی التجا کی۔ آپ چونکہ معاملے کی نزاکت اور بیماری کو سمجھ رہے تھے اس لئے فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک کو ضرور شفا ملے گی۔ تم جس کے واسطے چاہو میں شفا کے لئے دعا کر دیتا ہوں۔ بادشاہ نے عرض کی حضور نور جہاں کی صحت کے لئے دعا چاہتا ہوں۔

چنانچہ آپ کی دعا سے نور جہاں اسی وقت صحت یاب ہو گئی اور جہانگیر تھوڑے دنوں بعد اس موذی مرض کی وجہ سے اس دنیائے

فانی سے انتقال کر گیا۔ جب جہانگیر کا کشمیر میں انتقال ہوا تو آپ بھی اس کی میت کے ہمراہ کشمیر سے لاہور تشریف لائے اور کچھ دن لاہور میں ہی قیام پذیر رہے۔

جہانگیر کے بعد شاہجہان تخت پر بیٹھا اور عنان حکومت سنبھالی جب وہ دربار میں آ کر بیٹھا تو اس نے لاکھوں روپیہ لوگوں میں تقسیم کیا۔ اور آپ کو ایک لاکھ تنکہ سرخ بھیجا۔ مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ شاہجہان نے نہ صرف التجا کی بلکہ آپ کی خدمت میں نواب آصف جاہ کو بھیجا اور کہلوایا کہ کسی کے خلوص کو مت ٹھکرائیں میں آپ سے عقیدت و محبت رکھتا ہوں اور یہ پیسہ میں نے دینی امور میں خرچ کرنے کو بھیجا ہے۔

تب آپ نے وہ روپیہ قبول فرمایا اس میں سے کچھ رقم کشمیر کی خانقاہ کے ترقیاتی کاموں کے لئے اور کچھ رقم سے لاہور میں خانقاہ قائم کر کے اس پر خرچ کر دی اور باقی ماندہ رقم غرباء اور مساکین و مستحقین میں تقسیم فرما دی۔

سیرت و کردار☆: اتباع سنت اور رفع بدعت آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ احکام شریعت کی سختی سے پابندی فرماتے، آپ کی زبان ترجمان میں خدا نے وہ تاثیر رکھی تھی کہ جب نماز جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے تو بے راہ لوگ ہدایت پاتے اور ہزارہا کفار ہر ہفتے مشرف بہ اسلام ہو کر آپ کے دست مبارک پر بیعت اختیار کرتے۔ علم و فضل، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت کشف و کرامات میں بے مثل تھے۔ مجاہدات و مراقبہ آپ کے طریقہ تلقین کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ تمام عمر غیر شرعی علوم سے احتراز و احتیاط برتنے کے علاوہ اعلائے کلمۃ الحق پر بہت زیادہ زور دیتے تھے۔ علمیت کا یہ مقام کہ آپ کے زمانے کے کسی بھی عالم کی مجال نہ تھی کہ آپ کے سامنے دم مارے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے سولہ خلفائے نامدار ہوئے جن میں آپ کے خلیفہ آپ کے دوسرے صاحبزادے حضرت خواجہ احمد (۲) خواجہ عبدالرحیم نقشبندی (۳) خواجہ سید یحییٰ (۴) خواجہ محمد امین وحیدی (۵) خواجہ عبدالعزیز وحیدی (۶) خواجہ ترسوں المشہور بخواجہ باقی (۷) خواجہ شادمان کابلی (۸) مرزا ہاشم (۹) خواجہ لطیف بدخشی (۱۰) مرزا ابراہیم (۱۱) خواجہ ہادی کشمیری (۱۲) خواجہ حاجی طوسی (۱۳) حاجی ضیاء الدین (۱۴) خواجہ ابوالحسن سمرقندی (۱۵) مولانا پائندہ حارثی (۱۶) خواجہ معین الدین جو کہ آپ کے صاحبزادے اور آپ کی سوانح حیات کتاب رضوانی کے مصنف ہیں۔

اولاد و امجاد☆: خداوند کریم نے آپ کو چھ صاحبزادے عنایت فرمائے تھے۔ ان میں اول خواجہ تاج الدین خاوند دوم خواجہ خاوند احمد سوم خواجہ خاوند محمد چہارم خواجہ خاوند معین الدین پنجم خواجہ خاوند قاسم ششم خواجہ بہاؤالدین خاوند بفضلہ تعالیٰ آپ کے تمام صاحبزادے علم و عرفان کا مرکز و محور اور اپنے والد گرامی کے صحیح معنوں میں جانشین اور پیروکار تھے۔ علوم ظاہریہ و باطنیہ میں مکمل دسترس رکھتے تھے۔

کشف و کرامات☆: ایک دفعہ آپ کشمیر سے اُوستاق کی طرف جا رہے تھے کہ سخت گرمی اور لو کی وجہ سے زبانیں خشک ہو رہی تھیں۔ جب کہ مہینہ رمضان کا تھا۔ آپ کے ہمراہیوں کو پیاس کی شدت نے تنگ کیا ہوا تھا۔ وہ تمام حاضر خدمت ہوئے عرض کی کہ حضور رمضان کا روزہ بھی ہے جبکہ گرمی اور لو کی وجہ سے گلے بھی خشک ہو گئے ہیں اب چلنے کی بھی سکت نہ ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ خداوند کریم نزول بارش فرما دے۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر لب ہلائے تو آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا اسی وقت نمودار ہوا۔ اور بارش برسنا

شروع ہوگئی۔ اور ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں۔ غروب آفتاب تک بادل آسمانوں پر چھائے رہے۔ اس طرح آپ کے ہمراہی باآسانی منزل مقصود پر پہنچ گئے۔

کرامت نمبر۲ ☆: جمیل بیگ کا بھائی شرف بیگ کابل میں تھا تو آپ نے اسے کوئی کام بتایا ہوا تھا۔ جب اس نے آپ کے حکم کی تعمیل میں تساہل سے کام لیا تو آپ کی طبیعت مکدر ہوگئی۔

ادھر شرف بیگ تپ کی بیماری میں مبتلا ہوا اور تین ماہ تک بیمار رہا۔ شرف بیگ کے بھائی عوض بیگ اسے بیماری کی حالت میں ہی آپ کی خدمت میں لائے اور قدموں میں ڈال دیا۔ اور دعائے صحت کی التجا کی۔ آپ نے تکبیر پڑھ کر فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو شفا پائے گا۔ حاضرین مجلس میں سے کچھ احباب سمجھ گئے کہ آپ نے شرف بیگ کی صحت کے لئے دعا نہیں کی۔ اس کا گھر آپ کی خانقاہ سے متصل تھا۔

رات کے وقت شرف بیگ کے گھر سے واویلا آہ وبکا اور رونے کی آوازیں آنے لگیں تو پتہ چلا کہ شرف بیگ فوت ہو گیا ہے۔ اتنی ہی دیر میں عوض بیگ آیا اور آپ کے قدموں میں گر گیا اور عرض کی حضور آپ کے پیشواء حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبندی مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ میں بھی امید کرتا ہوں کہ آپ کی دعا سے میرا بھائی زندہ ہو جائے گا۔ آپ نے اس کی طرف مسکرا کر دیکھا اور فرمایا کہ تم گھر میں جا کر دیکھو شرف بیگ مرا نہیں ہوگا شاید وہ زندہ ہو۔ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ شرف بیگ کے گھر سے اطلاع آئی کہ آنکھ کھولی ہے اور زندہ ہو گیا ہے۔ اس کے دو دن کے بعد وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا۔

کرامت نمبر۳ ☆: ایک دفعہ لاہور میں آپ عید کی نماز پڑھنے کے لئے عیدگاہ تشریف لے گئے۔ عیدگاہ کے امام ملا صالح دن دس بجے تک حاکم لاہور کا انتظار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ عید کی نماز کا آخری وقت بھی آپہنچا۔ آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ وقت آخر وقت تا بہ زوال ہے۔ ملا ابوصالح لاہوری نے انکار کیا اور گستاخی پر اتر آیا۔

آپ نے فرمایا اے آفتاب حیات تیرا تیر از برابر ممات آ گیا

چنانچہ نماز عید کے بعد جب ملا صالح گھوڑے پر سوار ہو کر واپس اپنے گھر کی جانب جا رہا تھا کہ اس کا گھوڑا اکڑا۔ جس کی وجہ سے ملا اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا اور گھوڑے سے گرتے ہی اس کی گردن کا منکا ٹوٹ گیا۔ اور بڑی مشکل سے گھر تک پہنچا اور سمجھ گیا کہ یہ آپ سے گستاخی کا انجام ہے۔ اس نے فوراً قاضی نورالدین اور امیر حسین شیخ الاسلام لاہور کو آپ کی خدمت میں معافی کے لئے بھیجا۔ وہ آپ کی خدمت میں آئے اور ملا کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا:

''تیر کمان سے نکل چکا ہے وہ ملا صالح کو لگ چکا ہے اس کی واپسی ممکن نہیں ہے''

اب اگر میں راضی بھی ہو جاؤں تو ہمارے خواجگان راضی نہیں ہوں گے۔ تاہم ملا کے ایمان کی سلامتی کے لئے دعا کیے دیتا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے دست مبارک اُٹھائے اور دعا کے بعد فرمایا کہ ملا صالح دنیا سے ایمان کے ساتھ جائے گا۔ قاضی نورالدین اور میر حسن شیخ الاسلام جب واپس گھر پہنچے تو اگلے دن ملا صالح کا انتقال ہو گیا۔

کرامت نمبر۴ ☆: آپ نے اپنی وفات سے پندرہ دن پہلے اپنے مرید نواب افتخار الدین عالی جاہ کو بلوا کر فرمایا کہ ہم پندرہ دن کے بعد اس دارِ فانی سے دار البقاء کی طرف چلے جائیں گے۔

چنانچہ جب سولہواں دن آیا تو مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ نے کئی مرتبہ مولانا جامی کا یہ شعر پڑھا۔

الٰہی غنچۂ امید بکشاء　　　　گلے از روضۂ جاوید بنما

نماز عشاء سے قبل آپ کا وصال باکمال ہو گیا۔

آپ کی میت کو جب غسل دینے کے لئے تختہ پر رکھا گیا تو اتفاق سے آپ کے تہہ بند کی گرہ ڈھیلی ہو کر کھلنے والی ہی تھی۔ غسال اس سے بے خبر تھا کہ آپ نے دونوں ہاتھوں سے تہہ بند کی گرہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اور پھر اسے تھامے ہی رکھا۔ تا کہ کسی عورت یا غیر محرم کی نظر نہ پڑے۔ یہ حال دیکھ کر تمام حاضرین نے اس بات کا اقرار کیا کہ واقعی اولیاء اللہ مرتے نہیں۔ جب آپ کو مرقد منورہ میں اتارہ گیا تو ہونٹ ہل رہے تھے۔

کرامت نمبر۵ ☆: کشمیر کے معروف شاعر ملا ذہنی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ چند اشعار آپ کی خانقاہ میں قطعہ تاریخ پر لکھے اور جیب میں ڈال کر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ اس وقت ہجوم کی کثرت کی وجہ سے پیش کرنے کا موقع نہ ملا۔ میں نے اسے اگلی ملاقات کے موقع پر موقوف کر دیا اور واپس چلا آیا۔ ابھی چند ہی قدم چلا تھا کہ آپ نے آواز دے کر فرمایا اے اخوند جو ہمارے واسطے جیب میں رکھ کر لائے تھے وہ دیئے بغیر ہی چل دیئے۔ ابھی لاؤ کہ اس سے بہتر اور کون سا موقع ہو گا۔

ملا ذہنی فرماتے ہیں کہ میں فوراً آگے بڑھا اور قطعہ تاریخ پیش کر دیا۔ آپ نے ملاحظہ فرما کر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور ظاہری و باطنی نعمت سے سرفراز فرما کر روانہ کیا۔

کرامت نمبر۶ ☆: آپ کے صاحبزادے خواجہ خاوند معین الدین اپنی کتاب رضوانی میں فرماتے ہیں کہ آپ کے وصال کے بعد شاہجہاں نے آپ کے روضہ کی تعمیر کروائی اور بہترین گنبد بنوایا۔ جب شاہجہاں لاہور سے کشمیر چلا گیا تو خان دوران حاکم لاہور مقرر ہوا۔ جو آپ سے دلی عداوت رکھتا تھا۔ اس لئے اُس نے آپ کے دربار کا گنبد گرانا چاہا۔ اور مجھے بلا کر کہا کہ اس سے پہلے سلسلہ نقشبندیہ کے کسی بزرگ کے مزار پر گنبد نہ ہے۔ مگر تم نے بزرگوں کے طریقے کی مخالفت کی ہے کہ اپنے والد کے مزار پر گنبد تعمیر کروا دیا ہے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ ہم گنبد کو گرا دیں۔ میں نے کہا کہ اگر آپ صاحب مزار کو مردہ سمجھ کر کہہ رہے ہیں اور آپ میں طاقت ہے تو گرا دیجئے۔

چنانچہ چند دنوں کے بعد خان دوران لاہور سے اپنی جاگیر کی طرف سواری پر جا رہا تھا تو وہ دوپہر کے وقت شالامار باغ میں آ گیا۔ آپ کے دربار کے خادم نے انگوروں سے بھری ٹوکری خانقاہ کے باغ سے دوران خان کو پیش کی تو اس نے از راہ تکبر و غرور اس میں سے خود کچھ نہ کھایا بلکہ وہ انگور اپنے نوکروں میں تقسیم کر دیئے اور تمسخر سے خادم خانقاہ سے کہا کہ خاوند محمود کا بیٹا معین الدین کہتا ہے کہ میرے باپ کو مردہ نہ سمجھو۔ یہ بتاؤ کہ وہ اگر مردہ نہیں ہے تو پھر تم نے اسے سپرد خاک کیوں کیا ہے؟

اس کی بات کا خادم نے کچھ جواب نہیں دیا اور واپس خانقاہ کے باغ میں آ گیا۔ دوپہر کے بعد خان دوران آپ کے مزار کی

جانب پیٹھ کر کے سوار ہوا۔ جب تالاب ہوشیار خان کے پاس پہنچا تو اس کا بیٹا جو اس کا جانی دشمن تھا۔ اور اس کے قتل کی تاک میں تھا اس نے اپنے والد کو تنہا پا کر تلوار سے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اس طرح وہ دشمن ولایت اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰۵۲ھ بمطابق 1642ء بارہ شعبان المعظم بروز منگل مغرب اور عشاء کے درمیان لاہور میں ہوا۔

مزار پُر انوار گرانڈ ٹرنک روڈ بیگم پورہ میں یتیم خانہ دارالفرقان نزد شالامار باغ لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

کتاب رضوانی میں آپ کی قطعہ کی تاریخ وصال اس طرح درج ہے۔

میر خواجگان خواجہ خاوند محمود ز دنیا سفر کردو جنت گزید

پئے سال او ہاتف گفت مآب بزرگان "بجنت رسید"

۱۰۵۲ھ

مفتی غلام سرور قادری لاہوری نے درج ذیل قطعہ تاریخ وصال لکھی ہے۔

چو شد زیر زمین افسوس افسوس ز دنیا آفتاب عشق محمود

وصالش منبع فیض است سرور دوبارہ آفتاب عشق محمود

۱۰۵۲ھ

حضرت سیّد عبداللہ غزنوی نقشبندی المعروف حاجی بہادر بابا رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شمس الفقراء، گوہر تاج طریقت، مہر بُرجِ معرفت، مخزن الخزائن، اسرارِ الٰہی، شہسوارِ میدان تجرید و ترک، مرآۃ جمال بے مثال، فارغ از مستقبل و حال، بحرِ اسرار و معدن حقائق و معارف، آشنائے رموز و کنایاتِ معراج، متصرف ولایتِ شرقی و غربی حضرت سیّد عبداللہ شاہ غزنوی المعروف حاجی بہادر بابا نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ شانِ عظیم، حالِ قوی، ہمت بلند اور نفسِ قاطع رکھتے تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت یکم محرم الحرام ۹۸۴ھ بمطابق 1576ء کو افغانستان کی مردم خیز زمین کے عظیم چشم و چراغ حضرت سیّد شاہ محمد سلطان غزنوی علیہ الرحمۃ کے گھر واقع اکبرآباد (آگرہ) ہندوستان میں ہوئی۔

آپ کے دادا جان حضرت سیّد سلطان میر سرور علیہ الرحمۃ افغانستان کے شہر غزنی کے محلّہ ہجویر سے ہجرت کر کے ہندوستان کے معروف شہر اکبرآباد نزد (آگرہ) میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔

آپ کے دادا جان حضرت سیّد سلطان میر سرور علیہ الرحمۃ کا شمار اُن علمائے حق میں ہوتا ہے جنہوں نے مغل اعظم جلال الدین محمد اکبر کے دینِ الٰہی کے خلاف سب سے پہلا فتویٰ جاری کیا تھا۔ اور اکبر کے باطل عقائد و نظریات اور اس کی ایجاد کردہ کفریہ رسومات کی بیخ کنی کی۔

آپ نے اپنے والد اور دادا بزرگوار کی سرپرستی میں اُس زمانے کے معروف عارف کامل علامہ زماں حضرت خواجہ خضر خان نقشبندی علیہ الرحمۃ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے قرآن مجید سے لے کر علوم متداولہ کی تمام کتب حتیٰ کے دورۂ حدیث شریف فقیہہ، منطق فلسفہ وغیرہ کی تکمیل کی اور فراغتِ علوم دینیہ کے بعد آپ کا شمار متبحر علماء میں ہونے لگا۔ بڑے بڑے علماء مسائل کے حل اور عقدہ کشائی کے لئے آپ کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے، اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و مجاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت شاہ بلاق علیہ الرحمۃ سے مامون و ماذون تھے۔ اس کے علاوہ بھی دیگر سلاسل کے بزرگوں سے خرقۂ خلافت پا کر فیضیاب ہوئے۔

حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول ☆: آپ دکن سے براستہ سوات (بندرگاہ) حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کیلئے روانہ ہوکر مکہ مکرمہ پہنچے حج سے فارغ ہو کر مدینۃ الرسول میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے۔ اس دوران آپ کی بہت سے بزرگوں سے ملاقاتیں بھی ہوئیں آپ نے اُن سے ظاہری و باطنی استفادہ بھی فرمایا۔

رسول کائنات کی طرف سے شجاع کا خطاب ☆: جس وقت آپ نے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دی تو آواز آئی۔ ''اے عبداللہ اندر آجاؤ'' چونکہ اس وقت عبداللہ نامی اور بھی اشخاص وہاں موجود تھیں۔ آپ نے توقف فرمایا، عبداللہ نام کے تمام افراد نے باری باری روضۂ مبارک پر حاضری دی مگر دروازہ نہ کھلا اور وہ واپس ہوتے گئے۔

سب سے آخر میں آپ تشریف لے گئے تو مزار مبارک کا دروازہ خود بخود کھل گیا، آواز آئی ''**مرحبا حبیبی یاولدی انت ریحان من العرب ریحکم ینتشر فی العرب والعجم**'' (ترجمہ) میرے پیارے بیٹے! خوش آمدید، تم عرب کے پھول ہو، تمہاری خوشبو عرب وعجم میں پھیلے گی، پھر فرمایا میری مرقد کے قریب آؤ۔ چند مکالموں کے بعد روضۂ مبارک سے دستِ مبارک ظاہر ہوا۔ اور حکم ہوا کہ میری انگلی چوسو۔ جونہی آپ نے انگلی مبارک کو چوسنا شروع کی تو انوار و اسرار کا فیضان اُبلنا شروع ہوگیا۔ اسی دوران نبی کریم رحمتہ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے معرفت کے مردِ شجاع! علم ظاہری اور باطنی سے تم اتنے بھر گئے ہو کہ اب مزید گنجائش نہیں ہے، لہٰذا اب جاؤ اور یہ امانت اہل امانت تک پہنچاؤ اور یہ خوشبو چہار سو پھیلا دو۔

سیرت وکردار ☆: آپ نے نوعِ انسان کی بھلائی اور راہنمائی کے لئے اور ان کی روح وقلب کو ایمان، ایقان اور اخلاق جیسی صفت کے نور سے منور کرنے کی خاطر ان تھک کوششیں کیں، بگڑے اور بھٹکے ہوئے انسانوں کو جادہ مستقیم پر پہنچایا۔

آپ کے بارے میں فارسی کی ایک تحریر آپ کی ان مساعی جمیلہ پہ بہت واضح اور بہتر انداز میں روشنی ڈالتی ہے۔ فارسی کی عبارت کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔

اُس دور میں کفر وشرک کا اس قدر غلبہ تھا کہ اس علاقے میں کوئی شخص بھی دین اسلام پر قائم نہ تھا، آپ نے اپنی مجاہدانہ قوت اور برکت سے گردیز سے اٹک تک لوگوں کو کفر وشرک سے پاک کر دیا، اسی وجہ سے آپ غازی کے لقب سے مشہور ہوئے۔

یہ ہدیہ تبریک جس کسی نے بھی حضرت حاجی بہادر کوہاٹی کی خدمت میں پیش کیا۔ اس نے آپ کی کوششوں کی صحیح منظر کشی کی ہے۔

آپ نے تبلیغ اسلام کے لئے دور دراز مقامات کے سفر کیئے جنوبی ہندوستان سے افغانستان تک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو پھیلانے کے لئے بھرپور سعی کی۔

ہفت روزہ ہمدم 15 دسمبر 1961ء حاجی بہادر نمبر میں کوہاٹ کے معروف بزرگ شاعر عطوف شفیق نے تحریر کیا ہے کہ اسلام کا چراغ روشن کرنے کے لئے آپ اپنی کوششوں میں لگے ہوئے تھے کہ ایک دن آپ نے اپنے خلیفہ دیوانہ لکڑ کو بلایا اور فرمایا کہ کوہاٹ میں قبلے کی جانب واقع ایک پہاڑ ''کوہ کدا'' کی طرف جاؤ، (یہ پہاڑ کوہ کدائی بھی کہلاتا ہے جو آج کل شاہ پور کا حصہ

ہے) اس کے دامن میں ایک بھاری پتھر پڑا ہے، اور کفار کے زمانے سے اس پتھر پر ایک پنجہ کا نشان ہے، وہاں کے مقامی لوگوں کا عقیدہ ہے کہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پنجے کا نشان ہے، لوگ اس پر نذرانے چڑھاتے ہیں اور شکرانے دیتے ہیں۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہاں نہ اصحاب کرام آئے ہیں، نہ ہی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔ مجھے حق تعالیٰ سے معلوم ہوا کہ یہ پنجہ ''بکمات'' کا ہے، (بکمات ایک راجہ تھا جس کو بگمڈ بھی بعض جگہ پر لکھا گیا ہے، اس کے ایک بھائی ''راجہ کوہاٹ'' نے موجودہ کوہاٹ کی بنیاد رکھی جبکہ بکمات نے شاہ پور کے مقام پر اپنا قلعہ بنایا) بکمات نامی کافر کے مرنے کے بعد لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ لٰہذا تم جا کر اس پتھر کو ہٹاؤ، تا کہ لوگ گمراہی سے بچ جائیں۔

چنانچہ آپ کے خلیفہ حضرت دیوانہ گکڑ آپ کا حکم پاتے ہی وہاں پہنچے اور اس پتھر کو اکھاڑ کر اس کا پنجہ سرنگوں کر دیا، جو آج بھی سرنگوں ہے۔

واضح ہوا کہ اس واقعہ نے اُس بات کی تصدیق بھی کی ہے کہ کوہاٹ کو آباد کرنے والے دو بھائی راجہ کوہاٹ، راجہ بکمات تھے، راجہ کوہاٹ نے چشموں کے پاس ڈیرا ڈالا اور بکمات نے شاہ پور میں کوہ کدائی میں قلعہ تعمیر کیا۔

آپ کا شجرہ طریقت ☆: حضرت سیّد عبداللہ شاہ کوہاٹی مرید و خلیفہ ہیں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کے وہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے وہ حضرت خواجہ محمد امکنگی کے وہ حضرت خواجہ محمد درویش کے وہ حضرت خواجہ محمد زاہد پارسا کے وہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کے وہ حضرت خواجہ یعقوب کرخی کے وہ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار سے وہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کے یہ سلسلہ آگے چلتا ہوا حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوبکر صدیق سے ہوتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جا پہنچتا ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی معروف کتاب روضۃ القیومیہ کے مطابق حضرت سیّد عبداللہ شاہ کوہاٹی المعروف حضرت حاجی بہادر بابا کا شمار حضرت شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ کے معتبر یاروں میں ہوتا ہے۔

شادی و اولاد ☆: آپ نے چار شادیاں کیں، ایک زوجہ محترمہ قوم رحم علی خیل سے تعلق رکھتی تھیں، دوسری اہلیہ بنگش قوم کے سردار خان شیر خان کی دختر نیک اختر تھیں۔ تیسری اہلیہ قوم خوست سے تعلق رکھتی تھیں اور چوتھی اہلیہ کا تعلق ساداتِ گیلانیہ سے تھا، گیلانی سادات سے تعلق رکھنے والی زوجہ محترمہ کا نام رقیہ تھا۔

مالک کریم نے اپنے فضل سے آپکو پانچ صاحبزادے سیّد محمد یوسف شاہ، سید محمد قاسم شاہ، سیّد محمد عمر شاہ، سیّد محمد عثمان شاہ اور سیّد محمد یعقوب شاہ عطا فرمائے۔

جناب سیّد محمد یوسف شاہ کی تمام اولادیں خوست ملک افغانستان میں آباد ہیں، ان میں سے ایک گھرانہ گھمگول کیمپ کوہاٹ میں آباد ہے۔

جناب سیّد محمد عمر شاہ کی اولادیں لاہور ٹونک، کراچی اور کوہاٹ میں آباد ہیں، مگر اپنے اجداد کے ورثے سے محروم ہیں۔ آپ کی یہ تمام اولادیں اپنے نام کے ساتھ غزنوی لکھتی ہیں۔ یہ لوگ اپنی اقدار کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں۔

مہمان نوازی اور وضع داری آج بھی ان کا طرہ امتیاز ہے۔ ان میں سے زیادہ تر کھاتے پیتے لوگ یعنی امیر کبیر ہیں۔ اس خاندان کے جو لوگ کراچی میں آباد ہیں وہ مزدور طبقے کے لوگ ہیں۔ وہ دن میں مزدوری اور راتوں کو گلی کوچوں اور محلہ و بازاروں میں چوکیداری کرتے ہیں۔

آپ کے بڑے صاحبزادے سیّد یوسف شاہ کی زیادہ تر اولادیں کوہاٹ میں آباد ہیں۔ ان میں سے کچھ گھرانے عرصہ دراز سے خویشگی، چارسدہ، پشاور، اور بلی ٹنگ میں سکونت پذیر ہیں۔ جبکہ سیّد محمد قاسم شاہ اور سیّد محمد یعقوب شاہ (بڈھا بابا) کی اولاد تقریباً تمام کی تمام کوہاٹ میں ہی آباد ہے۔

مغل فرمانروا اورنگزیب کی درخواست پر آپ کے صاحبزادے سیّد محمد عمر شاہ لاہور چلے گئے تمام عمر وہیں رہے وہیں وصال ہوا وہیں دفن ہوئے، جناب سیّد محمد عثمان شاہ خوست میں دفن ہوئے۔ دو بڑے صاحبزادے جو سیّدہ رقیہ کے بطن سے تھے، اور سب سے چھوٹے صاحبزادے سید یعقوب شاہ اور آپ کی والدہ محترمہ اور ازواج یہ تمام کوہاٹ میں مدفون ہیں۔

آپ کی اولادوں کا روحانی مقام اور شہنشاہوں کی جانب سے اکرام ☆: آپ کے صاحبزادے سیّد محمد عثمان شاہ علیہ الرحمۃ جن کا مزار خوست افغانستان میں ہے، کی اولاد سے ایک بزرگ جناب حضرت سیّد محمد زمان شاہ المعروف بابا جی صاحب نے بھی دنیائے روحانیت میں مقام بلند پایا، اور بڑے ہی صاحب کشف و کرامت ولی ہو گزرے ہیں۔ کوہاٹ کے علاقہ بلی ٹنگ میں ان کا مزار پرانوار مرجع انام ہے، ان سے لاتعداد کرامات منسوب ہیں یہ بزرگ قادری سلسلہ میں حضرت اخوند صاحب سوات والوں کے مرید اور حضرت پیر صاحب مانکی شریف کے پیر بھائی تھے۔

سلطنت مغلیہ کے فرمانروا شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کی طرف سے سرکاری طور پر آپ کے فرزندان کو میاں کا خطاب دیا گیا۔

افغانستان اور صوبہ سرحد میں فارسی اور پشتو زبان کے پس منظر میں لفظ ''میاں'' اردو اور پنجابی زبانوں کے لفظ سے قطعاً مختلف ہے، لفظ ''میاں'' فارسی کے لفظ ''میراں'' کا مخفف ہے، اور یہ لفظ میراں، حضرت پیران پیر سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب بھی ہے۔ اور یہ لفظ سیّد الاولیاء کا اعزازی لقب ہے۔ یوں طرہ امتیاز ہے، جو سیّد ولی کو غیر سیّد ولی سے الگ کرتا ہے، یہ لفظ مالک، آقا، سرکار، حضور یا انگریزی زبان کے لفظ سَر کا مفہوم بھی ادا کرتا ہے۔

لیکن مغلیہ دور میں یہ لقب یا خطاب معززین، صالحین کو عطا کیا جاتا تھا، جو سادات صالحین کے لئے مخصوص ہوا کرتا تھا۔

شہنشاہ اورنگزیب نے اپنی منہ بولی بیٹی رقیہ بیگم بنت سیّد شرف الدین گیلانی علیہ الرحمۃ کا رشتہ آپ کو دیا تھا۔ اور اس موقع پر ایک ہزار جریب اراضی بھی آپ کو دی تھی۔ اور اس زمین کو لگان سے مستثنیٰ قرار دیا تھا۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: آپ کے خلفائے کرام میں جن کو خاصی شہرت حاصل تھی اور جن سے آپ کا سلسلہ جاری ہوا۔ ان میں حضرت شیخ محمد مدقق لاہوری، حضرت شیخ مامون پشاوری، حضرت شیخ عبدالرحیم شوہی، حضرت شیخ قلوب دیوانہ، حضرت شیخ جنگی خان کوہاٹی، حضرت شیخ شہباز، حضرت شاہ ولی اللہ ننگرہاری، اخوند محمد نعیم، حضرت شیخ نیک محمد ختک، حضرت شیخ حبیب

مندویر، حضرت شیخ یعقوب بلخی، حضرت شیخ لکڑی دیوانہ خوست افغانستان، حضرت سید احمد جہاں پوری، حضرت مولوی محمد باقر اللہ نور غزنوی، حضرت شاہ سردار دہلوی، حضرت شیخ عبدالحمید ہراتی، حضرت شیخ محمد صالح غزنوی، حضرت شیخ محمد سعید ٹل، حضرت شیخ محمد امین غزنوی اور حضرت نور محمد دہلوی علیہم الرحمۃ۔

آپ کی علمی وقلمی خدمات ☆: معروف محقق وتذکرہ نگار جناب محترم ڈاکٹر ابو اعجاز رستم صاحب آپ کے حالات پر مشتمل کتاب ''حالات حضرت حاجی بہادر کوہاٹی کے مصنف سیّد محمود شوکت کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ۔

حضرت عبدالنبی شامی، اور شہزادہ داراشکوہ آپ کے شاگردوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

جس زمانے میں آپ جامع مسجد کپورتھلہ ضلع جالندھر مشرقی پنجاب ہندوستان کے مدیر اعلیٰ تھے۔ اس ریاست کی زیادہ تر آبادی تو مسلمان تھی مگر اس کا گورنر سکھ تھا۔

مہاراجہ کپورتھلہ نے کپورتھلہ میں ایک ایسی عظیم الشان جامع مسجد تعمیر کروائی جو دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ بھارت میں جو سیاح پسر کی غرض سے آتے تو لوگ انہیں مشورہ دیتے کہ اگر آپ بھارتی فنِ تعمیر کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں تو کپورتھلہ کی مسجد ضرور دیکھئے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ ریاست کپورتھلہ صدیوں علم وادب کا گہوارہ رہتی ہے۔

حضرت حاجی بہادر کوہاٹی رحمتہ اللہ علیہ ریاست کپورتھلہ کے زیر انتظام چلنے والے جامعہ کپور کے مدیر اعلیٰ تھے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کس قدر پائے کے عالم دین تھے۔ آپ شریعت وطریقت کے مردِ میدان ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ پائے کے ادیب اور مصنف بھی تھے۔

آپ کی بعض معروف تصانیف میں مفتاح الاقائق، بنیان الحقائق، معارج الولایت، بحرالفراست، مخزن الحقائق اور حضرت شیخ سعدی شیرازی کی شہرہ آفاق تصانیف گلستان وبوستان کی تشریح خاص طور پر قابل ذکر ہیں، جیسا کہ تصانیف کے ناموں سے ہی ظاہر ہے کہ ان میں علم کے بیش بہا خزانے پوشیدہ ہیں۔

آپ کی درسگاہ سے فیضیاب ہونے والے افراد میں پشتو کے معروف صوفی شاعر حضرت رحمٰن بابا بھی شامل ہیں۔ یہ حصول فیض باطنی کے لئے جوانی کے عالم میں آپ کی درسگاہ میں داخل ہوئے۔

جن دنوں آپ مستقلاً کوہاٹ میں رہائش پذیر ہوئے تو آپ نے آنے والے طالبان حق اور متلاشیان راہ حق کے لئے ایک بہت بڑا مدرسہ وخانقاہ قائم فرمائی۔ اُس وقت کوہاٹ میں اُس سے بڑا دینی مدرسہ کوئی نہ تھا، اور آپ سے بڑا شریف کا عالم اور طریقت کا مرشد اور کوئی نہ تھا، آپ نے زندگی کے آخری گیارہ بارہ برس کوہاٹ میں ہی مستقل طور پر قیام کر کے گزارے، آپ نے وکچھ مشاہدہ کیا۔ اور جو کچھ حاصل کیا۔ اس کی ایک جھلک منقبت اولیائے کرام میں نظر آتی ہے۔ رحمٰن بابا اپنی پشتو شاعری میں فرماتے ہیں۔ ترجمہ حسب ذیل ہے۔

میں نے درویشوں کی قوت رفتار دیکھی ان کا ایک قدم فرش پر دوسرا قدم عرش پر ہوتا ہے۔

تعلیمات و ارشادات☆: آپ کی فارسی تصانیف میں ''مفتاح الاقائق'' عظیم شاہکار ہے، جس میں سے چند ارشادات انتہائی اختصار سے کام لیتے ہوئے پیش خدمت ہیں۔

نمبر ۱☆: آپ فرماتے ہیں، تیرا دل اللہ کی جائے نزول ہے، اس لئے جو شئے اللہ کے سوا ہے اس کو دل میں لانے سے پرہیز کر۔

نمبر ۲☆: آپ فرماتے ہیں ہیں کہ تجھ کو لازم ہے اپنے نفس اور شیطان کے ساتھ جنگ کر، وہ تجھ کو مارتا ہے، تجھے چاہیے کہ تو اُسے مار دے۔

نمبر ۳☆: اے بھائی اگر محبوب حق کو پہچانتے ہو تو اپنے والدین کا ادب کرو۔

نمبر ۴☆: اے بھائی مومن کا دل حقیقت میں خدا کا حرم ہے۔ اس کے حرم میں داخل ہونا مشکل ہے۔ دائیں ہاتھ میں شمشیر یعنی قرآن پاک اور بائیں ہاتھ میں ڈھال یعنی حدیث پاک ہوگی تو اللہ کے حرم میں داخل ہو جاؤ گے۔

نمبر ۵☆: اے برادر! ان لوگوں سے دور رہو جو خود کو صالحین اور زاہدین میں سے سمجھتے ہیں اور شیخ بن جاتے ہیں، دنیا کا حرام اکٹھا کرتے ہیں، مریدوں سے حرام کھانے کو روا سمجھتے ہیں۔ ان کو حرام سے منع نہیں کرتے، حقیقت میں بدنصیب ہوتے ہیں۔ یہ خود تو جہنمی ہوتے ہی ہیں، اپنے مریدوں کو بھی گمراہی میں دھکیل دیتے ہیں۔

کشف و کرامات☆: آپ کی ایک کرامت خدابینی کا دعویٰ ہے، اور اس کے بعد وہ مناظرہ ہے جو دربار عالمگیری میں ہوا، ''رویت رب تعالیٰ'' یعنی خدابینی کے معاملہ پر علماء میں اختلاف ہے، اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے اورنگزیب عالمگیر نے آپ کو دربار میں طلب کیا۔

چنانچہ سینکڑوں علماء کی موجودگی میں مناظرہ ہوا جس میں آپ نے بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کو پیپل کے پتے سے گرتے ہوئے پانی کے قطروں میں سے اپنے دعوے کی حقانیت کی جھلک دکھائی تو اورنگزیب غش کھا کر گر پڑے۔ ہوش میں آنے کے بعد نہ صرف آپ کے دعویٰ کے معترف اور آپ کے معتقد ہوئے بلکہ اپنی لے پالک دختر سیّدہ رقیہ بیگم کا آپ کے ساتھ نکاح کر دیا۔

اس موقع پر سینکڑوں علماء کے سرخیل حضرت مولانا نور محمد مدقق نے آپ کے دعویٰ خدابینی کو تسلیم کرتے ہوئے برحق قرار دیا۔ اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت اختیار کی اور آپ کے ساتھ کوہاٹ تشریف لے آئے بہت عرصہ خدمت گزاری کے بعد آپ نے انہیں خرقہ خلافت سے سرفراز کیا۔ کوہاٹ میں ہی قلعہ کے مقام پر ان کی زیارت مرجع انام ہے۔

کرامت نمبر ۲☆: ایک مرتبہ آپ معمول کے مطابق کوہاٹ کے چشموں کے کنارے درختوں کے ایک جھنڈ کے نیچے بعد از نماز ظہر تشریف فرما تھے، کہ ملا اخوند ساکن بنوں آئے اور آپ کی مجلس میں شریک ہو گئے۔

مجلس کے دوران ملا اخوند نے آپ سے سوال کیا کہ اہل حق کا دل دنیا کی صحبت میں ہرگز نہیں لگتا۔ لیکن میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں اگر کوئی شخص بطور نیاز کوئی چیز لاتا ہے تو آپ اُسے خوشی سے قبول کر لیتے ہیں، اس کا کیا سبب ہے؟

آپ نے مُلّا اخوند سے فرمایا آپ یہاں سے ذرا اُٹھیں اور مُٹھی بھر گھاس جو گھوڑے کے آگے چارہ دان میں پڑی ہے لے آئیں، مُلا اخوند اٹھے اور مٹھی بھر گھاس لا کر آپ کے سامنے رکھدی، آپ نے بلند آواز سے بسم اللہ شریف پڑھی اور اس گھاس پر پھونک ماری تو گھاس کے تنکے سونے کے باریک چمکدار ایسے تار جس کو سُنار باریک سوراخوں سے تیار کرتا ہے، یہ دیکھ کر ملا اخوند اور دیگر حاضرین محفل حیران و ششدر رہ گئے۔

آپ نے فرمایا کہ یہ فقیر دولت سے غنی ہے، اللہ کے فضل سے پتھر سونے میں تبدیل ہو سکتے ہیں، مگر میں چیزیں لانے والوں کی دلجوئی کیلئے قبول کرتا ہوں، اس سے طالب دعا لوگ مطمئن ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ مال اُن لوگوں کے لئے بہت عزیز ہوتا ہے، وہ اپنی عزیز ترین چیز کو اپنے سے جُدا کر کے ہمیں دیتے ہیں، یہ تو اُن کا اخلاص اور محبت ہے۔ اگر میں ان کے تحفے کو قبول نہ کروں تو ان کے رنجیدہ ہونے کا احتمال ہے۔ اگر چہ میں ان چیزوں کا محتاج نہیں ہوں۔ یہ جواب سن کر ملا اخوند مطمئن ہو گئے۔

کرامت نمبر۳ ☆: جن دنوں آپ شہنشاہ اورنگ زیب کے ہاں مقیم تھے، ابھی آپ کے قیام کو بمشکل ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ ایک دن شہنشاہ آپ کے ہمراہ کھلی فضاء میں بیٹھا ہوا تھا۔ ساتھ ہی اُس کے وزراء اور مشیر وغیرہ بھی موجود تھے۔

بادشاہ نے دیکھا کہ کونجوں (ایک قسم کا پرندہ) کا ایک غول آسمان کی بلندیوں پر اڑتا ہوا جا رہا تھا۔ ان میں ایک کونج جو سب سے پیچھے تھی۔ اپنی بولی میں چہچہائی اور اس کے جواب میں سب سے آگے والی کونج نے اسے اپنی بولی میں کچھ جواب دیا۔

بادشاہ اورنگزیب نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ پرندوں کی بولی سمجھتے ہیں۔ تو آپ نے ہاں میں جواب دیا۔

بادشاہ نے دریافت کیا کہ ان پرندوں کے مابین کیا بات ہوئی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آخری کونج کے پیٹ میں کرم کی وجہ سے درد ہے۔ اور وہ مزید اُڑنے کے قابل نہیں ہے۔ تاہم آگے اُڑنے والے کونج جو سردار ہے نے اُسے یہاں شاہی لشکر کی وجہ سے رکنے سے منع کیا ہے، بادشاہ کے حکم پر شاہی شکاری ساز و سامان لے کر ان کونجوں کے پیچھے پڑ گئے، اور حکم کے مطابق سب کو زندہ پکڑ لائے، جو تعداد میں چھ تھیں۔

بادشاہ نے آپ سے پوچھا کہ اب آپ بتائیں کہ کس کونج کے پیٹ میں کرم کا درد ہوتا ہے، اور وہ بیمار ہے، آپ نے نشاندہی فرمائی وہ کونج جو فلاں ملازم کے ہاتھ میں ہے اس کو مرض لاحق ہے، اور اس کی انتڑیوں میں بے شمار کرم ہیں جس کی وجہ سے اس کے پیٹ میں درد ہوتا ہے۔

چنانچہ بادشاہ نے ملازموں کو حکم دیا کہ ان سب کو ذبح کیا جائے، اور ہر ایک کو انتڑیوں کو الگ الگ رکھا جائے۔ بادشاہ کے حکم پر سب کو ذبح کیا گیا اور سب کی انتڑیوں کو الگ الگ رکھا گیا، دیکھا گیا کہ صرف آپ کی بتائی ہوئی کونج کی انتڑیوں میں کرم تھے باقی پانچ کونجوں کی انتڑیاں بالکل صاف تھیں۔ یہ دیکھ کر تمام حاضرین ششدر رہ گئے اور زبان سے بے ساختہ **سُبحَانَ اللّٰہ** کا ورد کرنے لگے۔

کرامت نمبر۴ ☆: آپ کے ایک مرید خلیفہ حضرت جنگی خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نماز ظہر کے لئے لوٹا

لے کر میں آپ کو وضو کروا رہا تھا کہ اِس دوران آپ نے میرے ہاتھ سے لوٹا لے کر زور سے زمین پر دے مارا۔ جو وہاں پر موجود سب لوگوں نے بھی دیکھا۔

میں اس خلاف عادت واقعہ پر سخت پریشان ہوا کہ شاید وضو کراتے ہوئے مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہے، آپ نے دوسرا لوٹا منگوا کر وضو کیا اور نماز ادا فرمائی، مگر چونکہ میری طبیعت میں اضطراب تھا مجھ سے نہ رہا گیا میں نے آپ سے عرض کیا حضور کیا وجہ تھی کہ دوران وضو آپ نے لوٹا زمین پر دے مارا۔ آپ نے عرض کیا حضور کیا وجہ تھی کہ دوران وضو آپ نے لوٹا زمین پر دے مارا، آپ نے فرمایا عصر کی نماز تک انتظار کرو، جواب خود بخود مل جائے گا۔

چنانچہ عصر کا وقت ہوا میں نے دیکھا آفریدی قوم کا ایک شخص گائے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور گائے بطور نذرانہ پیش کی۔

آپ نے اُس سے وجہ پوچھی تو اُس نے بتایا کہ میں اپنے بیٹے کی شادی کی غرض سے گائے بیچنے کو ہاٹ شہر آ رہا تھا، جب کوتل کی پہاڑی عبور کرنے لگا تو سامنے ایک شیر آ گیا اور قریب تھا کہ وہ ہم دونوں کو کھا جاتا، میں نے اُسی وقت آنکھیں بند کیں اور اپنے مرشد حضرت حاجی بہادر بابا کا تصور کر کے التجا کی یا حضرت مجھے اس مصیبت سے بچالیں اگر جان بچ گئی تو گائے نذرانہ کے طور پر پیش کرونگا، اور اگر یہ گائے بھی بچ جائے تو یہی پیش کروں گا۔

اس دوران شیر قریب آ گیا، اور عین ممکن تھا کہ وہ ہم پر حملہ کر دیتا کہ اچانک بندوق چلنے کی آواز آئی۔ جس سے مجھ پر خوف کا غلبہ طاری ہو گیا اور دہشت کی بنا پر میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ شیر کی ناک سے خون بہہ رہا تھا، مگر گولی کا نشان بالکل نظر نہیں آ رہا تھا مگر وہ مردہ حالت میں زمین پر پڑا ہوا تھا، اس وقت بھی شیر کی لاش کوتل کی پہاڑی پر پڑی ہوئی ہے اور میں جناب کی خدمت میں بمع گائے صحیح سالم حاضر ہوں، جو صرف آپ کی دعا اور تصرف کی بدولت ہے۔

جب آفریدی اپنا واقعہ بیان کر چکا تو حضرت حاجی بہادر بابا رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ جنگی خان سے مخاطب ہو کر فرمایا اب تو لوٹا توڑنے کی وجہ معلوم ہو گئی ہو گی۔

یہ واقعہ چونکہ انتہائی حیران کن تھا حاضرین میں سے چند افراد متعلقہ جگہ پر گئے تو دیکھا کہ شیر واقعی مردہ حالت میں پڑا ہوا ہے۔ انہوں نے شیر کی کھال اتاری اور اپنے ساتھ ہی لے آئے۔

کرامت نمبر ۵ ☆: ایک مرتبہ آپ اپنے مریدین وخلفاء کے ہمراہ خانقاہ میں تشریف فرما تھے کہ دو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فریادی ہوئے کہ ہم اپنے گھر واقع بونیر سے حج کے ارادے سے نکلے تھے دور دراز کا سفر تھا اس لئے ہمارے پاس زادِ راہ بھی تھا، چلتے چلتے راستے میں رانجوتنگی کے مقام پر پہاڑ کے دامن میں دس بڑوں نے ہمارا تمام اثاثہ چھین لیا، ہم وہاں سے پیدل چل کر آپ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ ہم اپنی منزل کو جا سکیں۔

آپ نے اُن کے حق میں دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ چند دن ہمارے پاس قیام کرو وہ لٹیرے اندھے ہو کر خود آ کر تمہارا سامان

واپس دے دینگے۔

اس واقعہ کے تیسرے روز دوپہر کے وقت آپ کی خانقاہ میں دس نابینا افراد داخل ہوئے اور آپ کی خدمت میں عرض کی حضور ہمارے واسطے دعا فرمائیں کہ ہماری بصارت واپس لوٹ آئے۔ آپ نے اُن سے دریافت کیا کہ تم لوگ بصارت سے کس طرح محروم ہوئے تو انہوں نے جواب دیا کہ آج سے دو روز قبل ہمارے سامنے ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں چھڑی تھی وہ شخص زبان سے کچھ کہے بغیر اپنی چھڑی سے ہماری آنکھیں پھوڑتا گیا، اور ہمیں اندھا کر کے خود غائب ہوگیا۔

جب لٹیرے اپنی داستانِ حسرت سنا رہے تھے تو قریب ہی بیٹھے ہوئے ان سے متاثرہ دونوں افراد بولے ان لوگوں نے ہمارا مال واسباب لوٹا تھا۔ آپ نے اُن نابینا افراد سے پوچھا کیا یہ درست ہے کہ تم نے ان کا اسباب لوٹا تھا، جواب میں انہوں نے عرض کیا جی حضور یہ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔

آپ نے اُن کو سختی سے ڈانٹ پلائی اور فرمایا کہ ان مسافروں کا مال واپس کرو، پھر تمہارے حق میں دعا کروں گا۔

چنانچہ ان لٹیروں نے اسی وقت لوٹا ہوا سامان اپنے گھروں سے منگوایا اور آپ سے معافی مانگی۔ آپ نے اُن کی توبہ کروائی اس کے بعد ان کی بینائی کی بحالی کے لئے رب کبریا کی بارگاہ میں دعا کی۔ اللہ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ان کی بینائی واپس لوٹا دی۔

کرامت نمبر ۶ ☆: ایک مرتبہ آپ لاہور سے براستہ اٹک پشاور تشریف لا رہے تھے کہ کسی طرح حضرت شیخ رحمکار کو آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی کہ آپ کا گزر سرائے اکوڑہ خٹک سے ہوگا۔

چونکہ حضرت شیخ رحمکار علیہ الرحمۃ کو آپ سے ملنے کا بہت اشتیاق تھا اس لئے وہ آپ کی انتظار میں سڑک پر کھڑے ہوگئے تھوڑی دیر میں آپ جب وہاں سے گزرے تو شیخ رحمکار علیہ الرحمۃ نے آگے بڑھ کر استقبال کیا اور آپ اپنے ہمراہ اپنی خانقاہ میں لے آئے۔

چند لمحوں کے بعد انہوں نے آپ سے عرض کی حضرت میری والدہ صاحبہ دریافت فرما رہی ہیں کہ آپ کیا کھانا پسند کرینگے

آپ نے فرمایا کہ آج مرغ پلاؤ کھانے کو جی چاہ رہا ہے مگر شرط یہ ہے کہ مرغ شیخ رحمکار ذبح کرینگے، اس پر شیخ رحمکار نے عرض کی حضرت آج سے چالیس برس قبل میں منت مان کر چلہ پر بیٹھا تھا کہ کسی قسم کے جاندار جانور کے درپۓ آزار نہ ہونگا، یہاں تک کہ کسی حلال جانور کو بھی ذبح نہ کروں گا۔ میں آج تک اپنے قول پر سختی سے قائم ہوں۔ اگر اب مرغ ذبح کیا تو میری چالیس برس کی محنت ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہے، لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ مرغ کسی دوسرے شخص سے ذبح کرانے کی اجازت دیجئے۔

آپ نے فرمایا شیخ صاحب اگر مرغ کسی اور نے ذبح کیا تو میں کھانے کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔ اب مجبوری کے سوا کچھ نہ تھا اب حضرت شیخ رحمکار نے خود اپنے ہاتھ سے آپ کے لئے مرغ ذبح کیا۔ کھانا پکنے کے بعد آپ کی خدمت میں پیش کیا، کھانا کھاتے ہوئے آپ مرغ کھاتے جاتے اور ہڈیاں ایک طرف جمع کرتے جاتے تھے۔

کھانے سے فارغ ہو کر آپ نے دسترخوان ہڈیوں والی طشتری پر ڈال دیا اور شیخ رحمکار کے ملازم سے فرمایا کہ گھر جا کر طشتری

سے یہ رومال اٹھادینا۔

چنانچہ ملازم نے ایسا ہی کیا۔مگر جونہی ہڈیوں والی طشتری سے وہ کپڑا اٹھایا تو نیچے سے زندہ مرغ چھلانگ لگا کر گھر میں دوڑنے لگا۔اوراذان دینے لگا، یہ ماجرا دیکھ کر سب گھروالوں کو بتلایا، جب کسی نے آپ کو بتلایا تو آپ نے شیخ رحمکار سے فرمایا شیخ صاحب مرغ تو زندہ ہے،اب تو چلہ میں فرق نہیں آئے گا اور مجھے امید ہے کہ اب آپ کی تسلی بھی ہوگئی ہوگی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۶ رجب المرجب شریف ۱۰۷۰ھ بمطابق ۱۸ مارچ 1660ء میں ہوا۔مزار پرانوار کوہاٹ شہر صوبہ سرحد میں مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کونورعرفان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک ۶ رجب کو منایا جاتا تھا،مگر چونکہ سخت گرمی کی وجہ سے دربار کی انتظامیہ نے ۱۸ مارچ انگریزی کے حساب سے عرس مقرر کیا ہے۔چونکہ عیسوی لحاظ سے ۱۸ مارچ تاریخ بنتی ہے، چونکہ سخت گرمی اور بجلی کی لوڈشیڈنگ کی بنا پر یہ موسم ٹھیک ہے،اس سے زائرین کو بھی فائدہ پہنچ رہا ہے کہ وہ کسی بھی پریشانی سے محفوظ ہیں۔

آپ کا عرس تین روز تک منایا جاتا ہے۔عرس کے علاوہ دربار کی انتظامیہ کی طرف سے ہرروز آپ کے دربار پر تینوں وقت کا لنگر زائرین کو پیش کیا جاتا ہے۔لنگر کے اہتمام میں حافظ حمید احمد چشتی، ذوالفقار خان زلفی، محمد فاروقی، سیدامبرشاہ، سیّد طارق شاہ، اور محمد گل قابل ذکر ہیں۔

راقم الحروف ''خادم اصحابِ پاک باطن'' صاحبزادہ مقصود احمد صابری عفی عنہ کا کوہاٹ شہر کے باشی پیکر اخلاص ومحبت، محب الفقرا جناب محمد شاہد چشتی ساکن پنڈی روڈ کوہاٹ سے تقریباً 2006ء سے تعلق چلا آرہا ہے۔

جناب محترم شاہد چشتی صاحب نے فقیر کی کتاب ''گلدستہ اولیاء'' جو 2004ء میں طبع ہوکر بازار میں آئی خریدی اور پڑھ کر بذریعہ فون فقیر سے رابطہ کیا اور تعلق بنایا، گاہ بہ گاہے فون پر رابطہ رہا۔ایک مرتبہ 2008ء میں فقیر کی زیر سرپرستی منعقدہ سالانہ عرس فیض الملت وجشن غوثِ اعظم پر تشریف بھی لائے تھے،اس وقت سے تاحال یہ تعلق اللہ کی رضا کے لئے قائم ہے۔دعا ہے کہ مالکِ کریم اس تعلق کو مزید دوام اور عزیزم شاہد خان چشتی کو دین ودنیا کی کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے، آمین ثمہ آمین۔

3 مئی بروز سوموار 2010ء اچانک فون کی گھنٹی بجی، فون آن کیا تو پتہ چلا کہ جناب شاہد خان چشتی تھے۔کہنے لگے صابری صاحب اس وقت میرے پاس حضرت سید عبداللہ شاہ غزنوی المعروف حاجی بہادر بابا رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے جناب سیّد معصوم شاہ صاحب تشریف رکھتے ہیں۔آپ ان سے بات کریں۔

جناب سیّد معصوم شاہ صاحب نے فون پر فرمایا کہ ''گلدستہ اولیاء'' میں نے بھی دیکھی اور پڑھی ہے مگر اس میں ہمارے جدّ اعلیٰ حضرت حاجی بہادر بابا رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ نہ ہے۔فقیر نے عرض کیا ہمارے پاس تذکرہ ہوتا تو لگا دیتے۔اب اس گلدستہ اولیاء کی چھ جلدیں مکمل ہوچکی ہیں۔اب اس میں اگرچہ گنجائش اور وقت نہیں ہے مگر آپ دوروز میں اگر ان کے بارے تذکرے بھجوادیں تو ضرور

شامل کرلوں گا۔

چنانچہ 4 مئی کو حاجی سیّد معصوم شاہ صاحب نے ٹی سی ایس کے ذریعہ یہ تذکرہ بھجوایا جو 6 مئی کو فقیر کو ملا اور وعدے کے مطابق پیش خدمت تھے۔

مالک کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ جناب سیّد معصوم شاہ صاحب جیسے لوگوں کو علم وعمل کی دولت سے مالا مال فرمائے اور تمام بزرگوں کی اولادوں کو جناب سیّد معصوم شاہ صاحب جیسا جذبہ اور عشق کامل اور اپنے اسلاف کی خدمات کو اجاگر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ فقیر اس سلسلہ میں ہر دو حضرات جناب سیّد معصوم شاہ صاحب اور جناب عزیزم محمد شاہد خان چشتی آف کوہاٹ صوبہ سرحد کا مشکور ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت اخون شہباز نقشبندی سدا سہاگ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مرد قلندر ہمہ اوصاف یگانہ، غوث زمانہ، عارف اکمل، صاحب کشف و کرامات حضرت اخون شہباز نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ المعروف قلندر سدا سہاگ خورشید ولایت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۷ ماہ جمادی الآخر ۹۳۳ھ بمطابق ۱۵۲۶ء بروز منگل بوقت نماز عصر موضع طوری ملک بندیل کھنڈ میں ہوئی۔

آپ ہندوستان میں بغرض تعلیم کافی عرصہ تک پھرتے رہے اور علوم ظاہریہ کی تکمیل سے فراغت کے بعد آپ کو باطنی علوم حاصل کرنے کا شوق دامن گیر ہوا تو پھرتے پھراتے حیدر آباد سندھ میں آ کر قیام پذیر ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت اخون حبیب اللہ شاہ نقشبندی علیہ الرحمۃ صاحب کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور ۹ ربیع الاول ۱۰۲۹ھ بمطابق 1619ء کو مرشد کامل نے خرقہ خلافت عنایت فرما کر صاحب ارشاد و سرفراز فرمایا۔

سیرت و کردار ☆: آپ نے تمام زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ پوری زندگی اپنے شیخ کامل کی معیت میں گزاری اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو فروغ دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اس مقصد کے لئے آپ نے کابل قندھار، غزنی، ہرات سمیت دیگر ممالک کے سفر کیے اور لوگوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیپ روشن کیے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹۴-۱۰۹۳ھ بمطابق 1682ء کو ہوا۔

مزار پُر انوار حضرت شاہ حبیب اللہ نقشبندی علیہ الرحمۃ کے قدموں کی جانب موضع کاکشال پشاور شہر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت اخون شاہ حبیب اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہباز قضائے تجرید، ہمائے آشیانہ تفرید، خورشید ولایت، فرد حقیقت حضرت اخون شاہ حبیب اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ولی بے مثال ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت گیارہ محرم الحرام بروز بدھ بوقت مغرب ۹۸۷ھ بمطابق ۱۹۵۷ء کو سرہند شریف میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سرہند شریف میں ہی حاصل کی اور ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد حضرت شیخ المشائخ سید آدم بنوری نقشبندی علیہ الرحمۃ کی صحبت بابرکات اختیار کی، جب حضرت سید آدم بنوری علیہ الرحمۃ زیارات حرمین شریفین کے لئے حجاز مقدس تشریف لے گئے تو اس وقت آپ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ آپ نے اس سفر میں حضرت شیخ سید آدم بنوری نقشبندی علیہ الرحمۃ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اسباق کی تکمیل کی۔ رجب المرجب کی ۲۱ تاریخ ۱۰۲۸ھ بروز ہفتہ بمطابق ماہ جون 1619ء کو نماز عصر سے قبل مکہ مکرمہ میں آپ کے شیخ کامل حضرت سید آدم بنوری نقشبندی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد و مجاز کیا۔

حج بیت اللہ شریف کے بعد آپ سرہند شریف تشریف لائے اور وہاں سے پورے ہندوستان کا سفر کر کے کابل تشریف لے گئے۔ وہاں پر خداوند عالم نے آپ کو فتوحات سے نوازا۔ ہزارہا لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ جس کی وجہ سے کابل میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو خوب فروغ حاصل ہوا۔ کابل میں قیام کے دوران کابل کے امراء وزراء بھی آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ کابل سے آپ پشاور تشریف لائے اور محلہ کاکشال میں قیام فرما کر خانقاہ قائم کی اور رشد و ہدایت کے سلسلے کو عام کیا۔

آپ کی تمام زندگی یاد خدا میں وقف تھی۔ عبادت و ریاضت میں یکتا اور مجاہدہ و سلوک و معرفت میں بڑے بے مثال تھے۔ آپ کی صحبت میں ایک مرتبہ آنے والا گرویدہ ہو کے رہ جاتا۔ بڑے بڑے ڈاکو اور بدقماش، فاسق، فاجر، ملعون آپ کی نگاہ ولایت سے آن واحد میں متقی و پرہیزگار بن گئے۔ آپ اپنے سلسلہ مبارک کی تعلیمات پر خود بھی سختی سے عمل کرتے اور دوسروں کو بھی عمل کی ترغیب دیتے تھے۔

آپ کی صحبت میں رہنے والے کسی شخص میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ وہ تارک سنت ہو یا ذکر الٰہی سے غافل رہ جائے۔ آپ اہل سنت و جماعت کے عقائد کی خوب ترویج و اشاعت فرماتے تھے۔ آپ کے خلفاء میں خلیفہ اکبر حضرت اخون شہباز قلندر سدا سہاگ بہت معروف ہوئے اور بلند درجہ ولایت پر فائز المرام ہوئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳ صفر المظفر بروز سوموار بوقت عشاء ۱۰۹۹ھ بمطابق 1687ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار کاکشال شہر پشاور شہر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت مخدوم آدم نقشبندی المعروف مخدوم آدو رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع کمالات علمیہ وعملیہ، عالم وفاضل وکامل ومتکلم ومحدث، مفسر صاحب فضائل کمالاتِ صوری ومعنوی، از اجلہ عارفان، والی کشورِ ولایت حضرت مخدوم آدم نقشبندی المعروف مخدوم آدو رحمۃ اللہ علیہ آپ وحدتِ حقیقی اور غیرت الٰہیہ کے مظہر تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ایک بزرگ حضرت مخدوم عبدالاحد بن عبدالرحمٰن بن عبدالباقی، بن محمد بن احمد آدم بن عبدالہادی بن محسن بن علی بن محمد بن عبدالخالق علیہم الرحمۃ کے گھر ٹھٹھہ صوبہ سندھ میں ہوئی۔

آپ کے اجداد میں دو بھائی تھے۔ بڑے کا نام عبدالباری اور چھوٹے کا نام عبدالخالق تھا۔ بڑے بھائی عبدالباری ۷۱۷ھ میں ٹھٹھہ سے ہجرت کر کے علاقہ ''کچھ'' میں آباد ہو گئے، جبکہ چھوٹے بھائی عبدالخالق ٹھٹھہ ہی میں مقیم رہے۔

سلطان محمود غزنوی نے جب سندھ پر قبضہ کیا تو آپ کے جدِ اعلیٰ حضرت عبدالخالق کے علم وفضل وزہد وورع سے متاثر ہو کر اُن کو شاہی اعزازات سے نوازا۔ یہی حضرت عبدالخالق نامی بزرگ آپ کے جدِ اعلیٰ ہیں، آپ انہی کی اولاد سے ہیں۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مخدوم آدم المعروف مخدوم آدو، پہلے بزرگ ہیں، جنہوں نے سندھ میں سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ بادشاہ عالمگیر جس کا دورِ حکومت ۱۰۶۹ھ تا ۱۱۱۸ء بنتا ہے، کی یہ شہرت سُن کر کہ وہ علوم و معارف کا قدردان اور علماء وحفاظت کے ساتھ نہایت حسن سلوک سے پیش آتا ہے، اس تصور سے کہ شاہی حکم سے میرا کچھ یومیہ یا روزینہ مقرر ہو جائے گا، علماء کی ایک جماعت کے ساتھ ٹھٹھہ سے دہلی تشریف لے گئے۔

اتفاقاً آپ کی ملاقات سب سے پہلے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم نقشبندی علیہ الرحمۃ سے ہوئی۔

حضرت خواجہ محمد معصوم نقشبندی علیہ الرحمۃ نے ایک ہی نظر میں آپ کے جوہر قابل اور علمی استعداد کا اندازہ فرمالیا۔ اور آپ کے ساتھ نہایت ہی تعظیم و تکریم سے پیش آئے، اور آپ کو اپنے پاس بطور مہمان ٹھہرایا، اور فرمایا کہ اگر آپ میرے بچوں کو تعلیم دینا پسند فرمائیں تو میں اس کے عوض تمہارے اور تمہارے وابستگان کا کفیل بن سکتا ہوں۔ آپ نے اسے منظور فرمالیا، اور اس کے بعد سے حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے بچوں کی تعلیم میں مصروف ہو گئے۔

شیخ عبدالرحیم گڑھوری کا بیان ہے کہ ابتداً آپ کو حضرت خواجہ معصوم سے عقیدت نہ تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ اُس زمانے میں ٹھٹھہ سے ملتان تک پورے سندھ میں آپ کے ہم پلہ کوئی عالم نہ تھا، علم و فضل کا کمال، حضرت خواجہ محمد معصوم نقشبندی علیہ الرحمۃ سے عقیدت و نیازمندی سے بے نیاز تھا۔

ایک روز حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے نہایت مشفقانہ لہجے میں آپ سے قرآن مجید کی اس آیت **والطور و کتاب مسطور فی رق منشور والبیتِ المعمور** کے معنی پوچھے تو آپ نے نہایت ہی توجہ اور وضاحت سے اس آیت کے معنی بیان کرنے شروع کردیئے، عین اس وقت کہ جب آپ معنی بیان فرمارہے تھے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے اپنی توجہ باطنی سے آپ پر عرفان و عقیدت کی راہیں کھول دیں۔

حضرت خواجہ کی نگاہ کیمیا اثر کا یہ کرشمہ ہوا کہ آپ اُن کے زمرہ عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے، اور ان کے دستِ حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

اس کے بعد حضرت خواجہ کی خدمت میں رہ کر مختلف اقسام کی ریاضتیں و مجاہدے کرتے رہے، ان میں سے سات برس ایسے تھے کہ آپ پر استغراق طاری رہا۔

ریاضات و مجاہدات کی تکمیل کے بعد مرشد کامل نے آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

وطن مالوف میں آمد☆: مرشد کامل حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے خرقۂ خلافت عطا کرنے کے بعد فرمایا کہ اب تم وطن جا کر رشد و ہدایت کے فرائض سرانجام دو کہ منتہائے تصوف یہی ہے کہ بھٹکے ہوئے انسانوں کا تعلق خدا کی ذات سے جوڑا جائے۔

آپ نے عرض کیا حضور آپ کے ارشاد کی تعمیل مجھ پر فرض ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ سندھ میں اس قدر مشائخ عظام موجود ہیں کہ اُن کے ہوتے ہوئے میری طرف کون رجوع کرے گا۔ آپ کے مرشد کامل نے فرمایا جاؤ سارا سندھ بھی اگر مشائخ سے بھرا ہوا تو بھی اس کی پرواہ نہ کرنا۔

چنانچہ آپ مرشد کامل کے حکم پر سندھ میں تشریف لائے اور ایک خانقاہ قائم کر کے درس و تدریس اور رشد و ہدایت کا سلسلہ

شروع کیا، طالبان حق دور دور سے فیض حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضری دے کر علمی و روحانی فیض حاصل کرنے لگے بڑے بڑے علماء اور مشائخ آپ کی خدمت میں حاضری کو اپنی سعادت سمجھتے تھے، آپ کی خانقاہ معلّٰی ہر وقت طالبانِ حق سے معمور رہتی تھی۔

سیرت و کردار☆: آپ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں بہت بڑے صاحب کمال اور عالی مقامات پر فائز سمجھے جاتے ہیں، بہت سے تاریک دلوں نے آپ کی مشعل ہدایت سے روشنی پائی، اور طالبان حق اور متلاشیان علم و عرفان کی ایک بڑی جماعت نے آپ کی برکت سے ہدایت حاصل کی۔

آپ باوجود علوم مرتبت اور افزوئی مدارج کے اپنے ہمعصر بزرگوں کی بڑی عزت و توقیر فرماتے تھے۔

آپ کے دور کے آپ ہی کے ہم نام بزرگ حضرت مخدوم آدم بن حضرت اسحاق علیہم الرحمۃ بھی آپ ہی کے قرب و جوار میں مقیم تھے۔ آپ اُن سے بھی نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتے تھے، اور لوگوں سے کسر نفسی کی بنا پر کہتے کہ مجھے آدم کی بجائے آدو کہا کرو، اس لئے کہ ایک شہر میں دو آدم کیسے ممکن ہوسکتے ہیں۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے خلفا اور مریدین میں حضرت شیخ ابوالقاسم شیخ ابراہیم روہڑی، سید فتح محمد اور شیخ اُنس بہت زیادہ مشہور ہیں۔ حضرت مخدوم صابر دولھاری بھی آپ سے استفادہ کیا تھا۔

اولاد و امجاد☆: خداوند کریم نے آپ کو دو صاحبزادے حضرت مخدوم فیض اللہ اور مخدوم اشرف عطا فرمائے۔

آپ نے اپنے وصال سے قبل مخدوم فیض اللہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

آپ کے دونوں صاحبزادے سرہند شریف تشریف لے کر گئے، وہاں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور ان کی اولاد پاک سے فیوض و برکات حاصل کر کے مرتبۂ بلند پر فائز المرام ہوئے اور واپس سندھ کی جانب لوٹ کر اپنے والد کے طریقہ پر قائم رہتے ہوئے سلسلہ رشد و ہدایت میں مصروف ہوگئے۔ اور اپنے والد کے وصال کے بعد دونوں صاحبزادے عالم جوانی میں ایک سال کے فاصلے سے وصال فرما گئے۔ ان کے مزارات بھی آپ کے مزار کے پہلو میں مشرقی جانب موجود ہیں۔

کشف و کرامت☆: مشہور ہے کہ ملا آخوند یوسف آپ کی مسجد کا امام تھا اور بغیر آپ کے تشریف لائے نماز شروع نہیں کرتا تھا۔ ایک دن آپ کے ہم نام بزرگ مخدوم آدم بن اسحاق علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے میاں ابوبکر صدر نماز کے لئے مسجد میں آئے تو دیکھا کہ نماز ہو چکی ہے۔ انہوں نے امام مسجد کو ڈانٹ کر کہا کہ تم سوائے مخدوم آدم کے کسی دوسرے آدمی کی پرواہ نہیں کرتے،

اگر تم اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو ہم تم کو اس مسجد کی امامت سے معزول کر دیں گے۔

امام مسجد بہت ہی ملول اور رنجیدہ ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور روتے ہوئے تمام واقعہ گوش گزار کیا۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں جاؤ اور اپنے مکان کے بالا خانے پر بیٹھ کر تلاوت قرآن حکیم میں مشغول ہو جاؤ، تم دیکھو گے کہ ابوبکر صدر خود تمہارے دروازے پر آئیں گے، لیکن یہ بات خوب یاد رکھنا کہ جب تک تم اُن سے اپنے معاملے کا صحیح تصفیہ نہ کر لو ہرگز صلح نہ کرنا۔

چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق امام مسجد اپنے بالا خانے پر تلاوت قرآن کریم میں مشغول ہو گئے۔

ادھر دوسری طرف میاں ابوبکر صدر کے پیٹ میں شدید درد شروع ہو گیا، وہ فوراً سمجھ گئے کہ یہ درد کس وجہ سے ہے، وہ فوراً پالکی میں سوار ہو کر امام مسجد کے گھر پہنچے اور رونے لگے، امام مسجد نے اُن کے آنے کی کوئی پرواہ نہ کی اور بدستور تلاوت قرآن کریم میں مصروف رہے۔ جب میاں ابوبکر کا رونا حد سے زیادہ بڑھ گیا تو امام صاحب نے اس شرط پر معافی دی کہ وہ چھ مہینے کی تنخواہ پیشگی دے، اور خلعت و مسند مجدداً عطا کریں گے، جب وہ اس پر راضی ہو گئے تو امام صاحب موصوف نے پانی پر دم کر کے اُن کو پینے کے لئے دیا، پانی پیتے ہی بفضلِ خدا میاں ابوبکر صدر کو شفا ہو گئی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تقریباً گیارہویں صدی ہجری بمطابق اٹھارہویں صدی عیسویں کو ہوا۔

مزار پُر انوار ٹھٹھہ کے معروف قبرستان مکلی صوبہ سندھ میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ سعدی بخاری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: غریق بحر محبت، مقتدائے اہل مودت، الموصوف بااوصاف رئیس الابدال، امام لاوتاد، احسان الخلائق حضرت سعدی بخاری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ولی مادرزاد ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۳۳ھ کولاہور میں وقت کے عظیم شیخ کامل حضرت شیخ ابدال کے گھر ہوئی۔ آپ کا اصل نام نامی اسم گرامی محمد صادق تھا۔ مگر مشہور شیخ سعدی بلخاری نقشبندی مجددی کے نام سے ہوئے۔

ولی راولی می شناشد ☆: مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حضرت شیخ سعد اللہ وزیر آبادی نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ اپنے شیخ کامل شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ کی زیارت کی غرض سے وزیر آباد سے بنور پیدل تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں ظہر کی اذان کی آواز ان کے کان میں پڑی۔ حاجی سعد اللہ اس گاؤں کی مسجد میں نماز کے لئے پہنچے تو انہوں نے وہاں آپ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت آپ کی عمر عزیز آٹھ برس تھی حضرت سعد اللہ نے آٹھ برس کی عمر کے اس طفل کو اس انہماک سے وضو کرتے دیکھ کر خیال کیا کہ ایسا مکمل وضو تو بوڑھے بوڑھے نمازی بھی نہیں کرتے۔ پھر اسی قسم کی کیفیت نماز کی بھی تھی۔ نماز کے بعد حاجی صاحب نے آپ کو اپنے قریب بلا کر چند باتیں کیں اور آپ کے حق میں مالک حقیقی کی بارگاہ میں دعا کی اور بنور کی طرف روانہ ہوگئے۔ حضرت حاجی سعد اللہ کے جانے کے بعد آپ کے دل میں خیال آیا کہ یہ بزرگ کوئی معمولی آدمی نہیں۔ لہٰذا مجھے ان کی ہمراہی کرنی چاہیے۔

یہ خیال آتے ہی آپ ان کے پیچھے اس انداز سے چل دیئے کہ انہیں خبر نہ ہو سکے کہ پیچھے بھی کوئی آرہا ہے۔ چونکہ آپ کے دل میں یہ خیال تھا کہ اگر حاجی صاحب کو میرے بارے میں معلوم ہوگیا کہ میں پیچھے پیچھے آرہا ہوں تو وہ مجھے میرے گاؤں واپس بھیج دیں گے۔ اس طرح میں ان کی مقدس رفاقت سے محروم ہو جاؤں گا۔

چنانچہ آپ حضرت حاجی سعد اللہ صاحب کے پیچھے چلتے چلتے قصبہ بنور پہنچ گئے۔ حضرت حاجی صاحب جب بنور میں اپنے مرشد کامل کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ بھی نہایت ادب سے خانقاہ میں داخل ہو کر ایک کونے میں بیٹھ گئے۔

حضرت آدم بنوری کی نگاہ جب آپ پر پڑی تو انہوں نے اپنے مرید حاجی سعد اللہ سے پوچھا کہ یہ بچہ کون ہے؟ جب حاجی سعد اللہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو آپ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور عرض کی حضور یہ بچہ فلاں گاؤں سے میرے ساتھ آیا ہے۔ یہ سن کر حضرت

آدم بنوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا حاجی صاحب یہ نہ کہو کہ یہ بچہ ہمارے ساتھ آیا ہے، بلکہ یوں کہو کہ ہم اس کے ساتھ آئے ہیں۔ پھر فرمایا: یہ لڑکا سعادت ازلی سے بہرہ مند ہے۔ اور مقبول بارگاہ خداوندی ہے۔ اگر قیامت کے روز خدا تمہیں بخشے گا تو اسی کے سبب بخشے گا۔

اس کے بعد حضرت آدم بنوری نے آپ کو اپنے قریب بلا کر حال پوچھا تو آپ نے تمام حال عرض کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ آپ نے عرض کیا سعدی۔

حضرت آدم بنوری علیہ الرحمۃ نے آپ کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا۔ تم ازلی سعادت مند ہو۔ دنیا میں بھی سعدی ہو اور آخرت میں بھی سعدی۔

فیض سیدۃ النساء العلمین ☆: مرزا محمد اختر دہلوی تاریخ بدخشی سے نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ آپ نے خود فرمایا کہ جب میں اپنے مرشد کے ہمراہ سہارنپور میں مقیم ہوا تو رات کے وقت میں نے خواب دیکھا کہ شہر پر نور برس رہا ہے۔ اور ایک عفت مآب خاتون جو اولاد انبیاء علیہم السلام سے تھیں نے میرے پاس آ کر فرمایا کہ تجھے حضرت سیدہ قرۃ العین رسول آخر الزماں فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے طلب فرمایا ہے۔

میں ان کے ہمراہ ایک نورانی مسجد گیا تو کیا دیکھا کہ وہاں پر تمام انبیاء علیہم السلام کی ازواج مطہرات جلوہ افروز ہیں۔ اور حضرت خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سلام اللہ علیہا ان کی امام ہیں۔ حضرت سیدہ کائنات نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے پسر میں اپنی طرف سے تجھ کو اسم اعظم عطا فرماتی ہوں۔ اس کو پڑھا کرو۔ اس کے بعد سیدہ کائنات نے اپنی ہمراہیوں کے ساتھ پرواز کی اور میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئیں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ بذات خود فرماتے ہیں کہ جب حضرت سید آدم بنوری سے پہلی ملاقات ہوئی تو مجلس برخاست ہونے کے بعد حضرت سید آدم بنوری علیہ الرحمۃ مجھے اپنے گھر لے گئے اور اپنی حرم محترم سے فرمایا کہ آج ہمیں چھوٹی سی عمر کا وہ لڑکا ملا ہے جسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدہ کائنات خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سلام اللہ علیہا نے اپنی فرزندی میں قبول فرمایا ہے۔

اس کے بعد حضرت شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ نے مجھے اپنے دست مبارک پر شرف بیعت بخشا۔ اس کے بعد سے میں اپنے شیخ کامل کے گھر میں ہی رہا۔ وہیں تعلیم وتربیت مکمل کی اور اپنے ظرف کے مطابق جس قدر روحانی فیوض وبرکات اپنے شیخ سے حاصل کر سکتا تھا حاصل کیے۔ اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہو کر صاحب ارشاد ہوا۔

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ اپنے شیخ کے وصال کے بعد ۱۰۶۸ھ کے قریب بنور سے لاہور تشریف لائے۔

سیرت وکردار ☆: آپ ولی مادرزاد ہیں۔ بچپن ہی سے فرض نمازوں کی ادائیگی آپ کا مستقل معمول تھا۔ ہمہ وقت عبادت وریاضت ذکر وفکر میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کی سخاوت انتہا درجہ پر تھی۔ اپنے زمانے کے مشائخ وعلماء میں اہم مقام رکھتے تھے۔ عرصہ چالیس برس تک لاہور میں مخلوق خدا کو رشد وہدایت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی بدولت نہ صرف لاہور بلکہ پورے خطے میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو فروغ حاصل ہوا۔ ہزارہا طالبان حق نے آپ کی خدمت اقدس میں رہ کر معرفت وسلوک کی منازل طے کیں۔ آپ

کے مریدین کی تعداد کا کوئی شمار نہ تھا۔ آپ بذات خود اپنے مریدوں کی تعداد کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ **مریدان ما مانند ستارہ ہائے آسمان از حیط شمار خارج اند۔** یعنی میرے مریدوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ جس قدر آسمان کے ستارے۔ انہیں شمار کرنا ممکن نہیں۔

مدینۃ الاولیاء کے مصنف جناب محمد دین کلیم مورخ لاہور نے تذکرہ مناقب سید ادھم کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ کی نگاہ مبارک کی یہ تاثیر تھی کہ اگر کوئی ایسا مریض جس پر آسیب ہو آپ کی خدمت میں لایا جاتا تو نظر ملانے سے ہی آسیب زدہ تندرست ہو جاتا تھا۔

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ فرماتے کہ مریض کو میرے پاس لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آسیب زدہ کے کان میں جا کر کہہ دو کہ سعدی نے کہا ہے کہ اگر خیریت مطلوب ہے تو یہاں سے چلا جا۔ ورنہ تیرا حال برا ہوگا۔ اس طرح کہنے سے مریض تندرست ہو جاتا۔

آپ کے صاحبزادگان ☆: آپ کو خداوند کریم نے اپنے فضل سے چار صاحبزادے عطا فرماتے تھے جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔ خواجہ محمد سلیم خواجہ محمد غنی، خواجہ محمد عارف خواجہ محمد یوسف یہ چاروں صاحبزادگان علم و عمل فضل و کمال زہد و رع میں اپنے والد کے صحیح جانشین تھے۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: حضرت حاجی محمد اسماعیل غوری پشاوری خواجہ محمد سلیم، خواجہ محمد غنی، مخدوم حافظ عبدالغفور پشاوری اور حضرت ملا محمد عمر چمکنی پشاوری نقشبندی کے ذریعے آپ کے سلسلہ کو دوام ملا۔

شیخ محمد عمر چمکنی نے آپ کے حالات و کرامات پر ایک کتاب بنام الظواہر السرائر ترتیب دی تھی۔ جس کا ایک حصہ مورخ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ پروفیسر جناب چوہدری نذر صابری صاحب اٹک والوں نے فارسی سے اردو ترجمہ کر کے شائع کیا ہے جو فقیر راقم الحروف کی لائبریری میں محفوظ و موجود ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال اورنگزیب عالمگیر کے زمانہ حکومت میں 1696ء بمطابق بروز بدھ ۳ ربیع الثانی ۱۱۰۸ھ میں ہوئی۔ مزار پُر انوار سعدی پارک ترمذی سٹریٹ لٹن روڈ مزنگ لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔

جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ حضرت مفتی غلام سرور قادری نے قطعہ تاریخ وصال لکھی ہے۔

شد چو سعدی از جہاں اندر بہشت　　دل بسال رحلت آں شیخ پیر
گفت سعد تاج نعمت کن رقم　　نیز سعدی عارف اکبر فقیر

۱۱۰۸ھ

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ حافظ عبدالغفور نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی العصر، قطب دوراں، شیخ المشائخ، مجاہد اسلام، تیغ بے نیام، حضرت شیخ حافظ عبدالغفور پشاوری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ صاحب تجرید و ترک ہیں۔

آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق کشمیر سے تھا وہیں آپ کی ولادت ہوئی اور وہیں آپ نے قرآن پاک حفظ کیا اور کشمیر کے جید علماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے علوم دینیہ میں فراغت حاصل کرنے کے بعد باطنی علوم کی تکمیل اور بزرگانِ دین کے روحانی فیوض و برکات سے مستفید ہونے کے لئے گھر سے نکلے۔ اور سیاحت کرتے ہوئے حضرت سید علی ہمدانی علیہ الرحمتہ کی خانقاہ میں پہنچ کران سے ملاقات کی اوران کی خدمت میں رہ کر عبادت و ریاضت اور مجاہدے میں مشغول رہ کر سلوک و معرفت کی منزلیں طے کیں۔ اور حضرت سیّد علی ہمدانی علیہ الرحمتہ کے روحانی فیوض و برکات سے مستفید ہو کر وہاں سے مختلف بزرگوں کی خدمت وصحبت میں رہ کر روحانی فیوض و برکات سے مستفید ہو کر دولت علم و عرفان لوٹی بعدازاں لاہور تشریف لے آئے۔ لاہور میں بہت سے بزرگوں اور علماء و مشائخ کی خدمت میں رہ کران کے فیوضات عالیہ سے مستفید ہو کر پشاور تشریف لے آئے۔

پشاور میں اس زمانے کے چوٹی کے عالم دین اور روحانی شخصیت حضرت حافظ محمد اسماعیل علیہ الرحمتہ سے معرفت وسلوک کی منازل طے کیں۔ حضرت حافظ محمد اسماعیل نے آپ کے روحانی فیض کے حصول کی صلاحیتوں کو بھانپتے ہوئے آپ کو حکم دیا کہ آپ لاہور میں حضرت شیخ سعدی بخاری نقشبندی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضری دے ان کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کریں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے استاد محترم حافظ محمد اسماعیل علیہ الرحمتہ کے حکم سے لاہور پہنچے اور حضرت شیخ سعدی بخاری نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور طریقت وسلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقۂ خلافت حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔

پشاور میں ورودِ مسعود ☆: خرقہ خلافت کے حصول کے بعد آپ پیرو مرشد کی اجازت سے پشاور تشریف لے آئے۔ پشاور چھاؤنی میں آ کر آپ نے مچنی روڈ ضلع کچہری کے ساتھ موجود تھانہ شرقی کے بالمقابل خانقاہ قائم کی اور رشد و ہدایت اور مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف ہو گئے اس جگہ پر آپ نے بہت سے چلے بھی کاٹے اور ایک لنگر خانہ قائم کیا۔ جہاں سے لاتعداد غریب محتاج اور دیگر ضرورت مند لوگوں کو دونوں وقت کا کھانا ملتا تھا۔

آپ کی تبلیغ وارشاد کا طریقہ یہ تھا کہ آپ گاؤں گاؤں پھر کر خلاف شرع اموراور بدعات سے لوگوں کو روکتے ۔اور دینِ اسلام کے احکام بتلاتے اور خود بھی دین اسلام کے احکام اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سختی سے عمل پیرا رہتے تھے۔دوسروں کو بھی شرعی احکام پر عمل کرنے کے لئے آمادہ فرماتے تھے۔اس سلسلہ میں آپ کے نزدیک امیر وغریب میں کوئی تخصیص نہ تھی۔احکام شرعیہ کے معاملے میں نرمی کی جگہ نرمی اور سختی کی جگہ سختی سے کام لیتے تھے۔مالدار لوگوں کو آمادہ کرتے کہ وہ اپنے مال ودولت میں سے غریبوں اور محتاجوں کے حقوق بھی پورے کیا کریں۔خدا کے دیئے ہوئے مال میں سے ان کو بھی حصہ دار بنائیں۔

آپ کے بارے میں حضرت پیر سید حسن شاہ گیلانی قادری علیہ الرحمتہ کے فرزند حضرت شاہ محمد غوث لاہوری قادری علیہ الرحمتہ نے اپنی کتاب شرح صحیح بخاری کے ایک باب میں فرماتے ہیں کہ آپ تمام رات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے طریقے کے مطابق حبس دم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔اور ساری ساری رات مراقبے میں گزار دیتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال اورنگزیب عالمگیر کے عہد ۱۱۱۶ھ بمطابق 1704ء کو ہوا۔مزار پرانوار مچنی روڈ ضلع کچہری کے ساتھ تھانہ شرقی کے بالمقابل پشاور چھاؤنی صوبہ سرحد میں مرجع خاص وعام ہے۔جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کی اولاد کا سلسلہ جاری ہے۔آپ کی اولاد سے بہت سے حضرات اب بھی پشاور سے کچھ فاصلے پر واقعہ موضع بالو میں آباد ہیں۔

آپ کے مزار کے ساتھ ہی آپ کے اُستاد حضرت حافظ محمد اسماعیل غوری رحمتہ اللہ علیہ کا مزار بھی ہے اور اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد بھی نمازیوں کے لئے موجود ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت اخون مومن نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل، شیخ زمانہ، متصرف بہ تصرفات، صاحب کشف وکرامات حضرت اخون مومن نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت 12 رجب المرجب شریف ۱۰۰۵ ہجری بمطابق 1596ء بروز جمعۃ المبارک کابل ملک افغانستان میں ہوئی۔ آپ کا گھرانہ علم وفضل کا گھرانہ تھا۔ اور پورے علاقہ میں آپ کے بزرگوں کے علم کا شہرہ تھا۔ آپ کی تربیت بھی اسی ماحول میں ہوئی۔ اور اپنے ہی بزرگوں سے ہر قسم کے علوم وفنون میں دسترس حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ اور علوم ظاہریہ کی تکمیل کے بعد باطنی علوم ومعرفت کے حصول کے لیے مرشد کی تلاش میں گھر سے چل دیئے اور مختلف بزرگوں سے ملاقات کرتے ہوئے قندھار پہنچے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت اخون شہباز قلندر سدا سہاگ نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر قندھار میں بیعت ہوئے۔ اور تین برس تک مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر عبادت وریضت ومجاہدہ کی تکمیل اور سلوک ومعرفت کی منازل طے کرتے رہے۔ آپ کے مرشد کامل حضرت اخون شہباز قلندر سدا سہاگ نقشبندی علیہ الرحمتہ نے ۱۰۳۱ ہجری ماہ شوال بمطابق 1621ء میں آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا تاج خلافت عطا فرما کر سرفراز وممتاز فرمایا۔

سیرت وکردار ☆: آپ کی تمام عمر ریاضت ومجاہدات اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت وترویج میں گذری آپ کے شیخ طریقت جب قندھار سے پشاور آئے تو آپ بھی ان کے ہمراہ ترک وطن کر کے پشاور آ گئے۔ اور پشاور شہر سے جنوب مغربی سمت موضع بڈھ بیر سے آٹھ میل کے فاصلے پر آپ نے ایک مرکز رشد وہدایت قائم کیا۔ اور اس میں اقامتگدیں ہو کر آپ نے امر بالمعروف نہی عن المنکر کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ کی خدمت میں دور دور سے لوگ آ کر فیض حاصل کرتے۔ سینکڑوں مساکین آپ کے لنگر سے دو وقت کھانا کھاتے۔ ننگوں کو کپڑا ملتا۔ مسافروں کو زاد راہ ملتا تھا۔ آپ بذات خود دور دراز دیہاتوں میں جا کر وعظ وتبلیغ فرماتے۔ لوگوں کو اتباع سنت اور احکام قرآن کی پابندی کا درس دیتے۔ روزانہ بیسیوں بچوں کے ختنے کرواتے۔ غرضیکہ **امر بالمعروف نہی عن المنکر** آپ کا شعار تھا۔

آپ جب مریدین پر توجہ دیتے تو اس وقت اگر اوپر کی جانب سے کوئی پرندہ بھی گزر رہا ہوتا تو وہ بھی پھڑ پھڑا کر نیچے گر جاتا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 16 شعبان المعظم بروز منگل ۱۱۳۱ ہجری بمطابق 1718ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار گڑھی مومن موضع ماشوگگر تحصیل وضلع پشاور کوہاٹ روڈ پشاور سے چھ میل دور مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت شیخ یحییٰ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: تاجدار ولایت، واقف رموز حقیقت، عارف باللہ سرخیل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت شیخ یحییٰ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ ۱۶۳۱ء بمطابق ۱۰۴۱ کو جناب پیر داد صاحب کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی شیخ یحییٰ، کنیت شیخ ابو اسماعیل یحییٰ اور لقب سرالاعظم تھا۔ آپ نسباً چغتائی تھے۔ آپ کے آباؤاجداد ماوراالنہر سے اٹک تشریف لائے تھے۔ گلشن ولایت کے اس گل سرسید کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا کہ آپ نے کتنا علوم ظاہری حاصل کیا اور کس کس سے اکتساب فیض کیا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور بزرگ حضرت سعدی لاہوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ پیرومرشد کی نظر میں آپ کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب ۱۶۹۳ء میں حضرت سعدی لاہوری پشاور تشریف لائے تو اس گوہر ولایت کی عظمت وجلالت کو اپنے مریدین پر واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اب شیخ یحییٰ سے اکتساب فیض کریں۔ پیر طریقت شیخ عمر چمکنی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب توضیع المعانی کے دیباچے میں آپ کے مناقب لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

قطب ہفت اقلیم شیخ رہنما
شیخ یحییٰ بندۂ خاص خدا
مخزن لطف و عنایات خدا
غوث اعظم خواجہ ہر دوسرا

حضرت شاہ محمد غوث قادری کا روحانی استفادہ ☆: حضرت سید شاہ محمد غوث قادری پشاوری ثمہ لاہوری علیہ الرحمۃ جو اپنے وقت کے عظیم المرتبت بزرگ تھے۔ انہوں نے نہایت حسن عقیدت سے آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر آپ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں روحانی استفادہ کیا۔ وہ اپنے ایک رسالہ میں آپ کی عظمت وجلالت کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

حضرت یحیی جیو صاحب که از افراد زمانه بو دند

ترجمہ: حضرت شیخ یحییٰ جی افرادِ زمانہ میں سے ایک فرد تھے۔

مرشد کی راہ میں عقیدت ☆: آپ کا اپنے مرشد شیخ سعدی لاہوری علیہ الرحمۃ سے عقیدت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ آپ فرطِ ادب سے اٹک سے لاہور تک پیدل تشریف لے جاتے اور یہ سفر پیدل ۱۴ دن میں طے کرتے تھے۔

سیرت وکردار ☆: آپ کے آئینہ اخلاق میں تواضع، انکساری، فیاضی، اتقاد وقدس توکل واستغناء کے جوہر نمایاں نظر آتے ہیں۔ آپ کا تمام وقت یادِ خدا میں گزرتا تھا شغلِ حق کے سوا آپ کو کسی طرف دیکھنے کی فرصت نہ تھی آپ ہمیشہ زمین پر آرام فرماتے تھے۔ سرہانے کبھی تکیہ نہ رکھتے تھے۔ آپ کی محفل اس قدر پرتاثیر و پروقار ہوتی تھی کہ کسی کو مجلس میں بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ جو بھی شریکِ مجلس ہوتا وہ جب تک مجلس میں بیٹھتا خدا پاک کی طرف متوجہ رہتا۔ آپ کی ذاتِ گرامی زہد وورع، عرفان وتصوف کا وہ سرچشمہ تھی کہ ہندوستان سرحد پنجاب اور سندھ سے لوگ آ کر اخلاق اور تزکیہ نفس کی تعلیم حاصل کرنے اور عرفان کے نور سے منور ہو کر جاتے تھے۔ عوام تو عوام رہے بلکہ اکابر علماء اور مشائخ کبار بھی آپ کی خدمت میں حاضری کو اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتے تھے۔

اولاد وامجاد ☆: تذکروں میں آپ کے دو صاحبزادوں کے نام ملتے ہیں۔ جن میں سے ایک صاحبزادے کا نام شیخ اسماعیل اور دوسرے کا نام خواجہ محمد عیسیٰ تھا۔

خلفاء ☆: آپ کے خلفاء کی تعداد کثیر ہے لیکن جنہوں نے غیر معمولی شہرت وعظمت حاصل کی وہ حضرت میاں محمد عمر چمکنی مشہور ہیں۔ جن کا مزار پشاور کے نزدیک چمکنی میں ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۳۱ھ بمطابق 1718ء میں ہوا۔

مزارِ پُر انوار دریائے اٹک کے کنارے میں مرجعِ خاص وعام ہے۔ جہاں اہلِ عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت مخدوم ابوالقاسم المعروف حضرت نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیشوائے جمیع اہلِ کمال، گم گشتۂ دربحرِ ذات سرمدی، شاہدِ بزم الانسان سری، ہادی ساکنان بحری و بری، غزالی صحرائے الوہیت، خورشید ولایت حضرت مخدوم ابوالقاسم المعروف حضرت نقشبندی صاحب رحمتہ اللہ علیہ آپ شان عظیم، قوی حال، ہمت بلند کے مالک تھے۔

آپ کا اسم گرامی ابوالقاسم، لقب نور الحق جو آپ کے شیخ کامل نے عطا فرمایا تھا، لیکن آپ پورے سندھ میں ''حضرت نقشبندی صاحب'' کے نام سے مشہور ومعروف ہوئے۔

آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی درس ابراہیم تھا، آپ کے خاندان کے اکثر بزرگ سہروردی سلسلہ میں حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے سندھ کے مخدوم خاندان میں سب سے پہلے آپ کے والد گرامی حضرت درس ابراہیم ٹھٹھہ تشریف لائے تھے وہیں وفات پائیں۔

نقشبندی نام سے شہرت پانے کی وجہ مؤرخین یہ تحریر فرماتے ہیں کہ پورے سندھ میں ابتداً نقشبندی سلسلہ کا وجود نہ تھا۔ جبکہ دیگر سلاسل طریقت قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ کے بزرگ ومریدین وخلفا جابجا موجود تھے۔ اُس وقت پورے سندھ میں صرف نقشبندی سلسلہ کے صرف ایک بزرگ حضرت مخدوم آدم المعروف مخدوم آدو نقشبندی ہی موجود تھے۔

جن کے زیر سایہ آپ نے تصوف وطریقت کی تعلیم پائی تھی۔

آپ حضرت مخدوم ابوالقاسم علیہ الرحمۃ نے سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا پھر علوم ظاہری کی تکمیل کر کے علوم باطنیہ کی طرف متوجہ ہوئے، اس سلسلے میں آپ چند روز سندھ کی ممتاز روحانی شخصیت اور سندھ میں سب سے پہلے نقشبندی بزرگ حضرت مخدوم آدم نقشبندی المعروف مخدوم آدو علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض کرتے رہے۔ اسی دوران ایک روز حضرت مخدوم آدم نقشبندی علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا، میاں صاحبزادے! تم میں ایک جوہر قابل موجود ہے، خداوند کریم تمہیں بہت سی صلاحیتوں سے نوازا ہوا ہے، اگر تم سرہند شریف چلے جاؤ تو شاید تم وہاں اپنی بلند استعداد کے مطابق استفادہ اور فیوض وبرکات حاصل کر سکو گے۔

حضرت شیخ آدم نقشبندی علیہ الرحمۃ کی طرف سے یہ نوید مسرت سن کر آپ کے دل میں خوشی کی لہر پیدا ہوئی اور سرہند شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔

سرہند شریف میں آپ کی حاضری ☆: آپ ٹھٹھہ سے روانہ ہوکر جب سرہند شریف پہنچے تو اُس وقت حضرت شاہ سیف اللہ جو حضرت مجدد الف ثانی سرہندی علیہ الرحمۃ کے پوتے ہیں، وہ مجدد پاک کی بارگاہ میں حاضری دینے کے لئے پالکی کے انتظار میں اپنی حویلی کے دروازے پر کھڑے تھے۔

ابھی آپ چند قدم دور ہی تھے کہ حضرت شاہ سیف الدین علیہ الرحمۃ نے آپ کو دور سے دیکھ کر فرمایا "دادا صاحب آپ کی سفارش فرماتے ہیں" یہ سنتے ہی آپ نے حضرت شاہ سیف الدین علیہ الرحمۃ کے قدموں کو بوسہ دیا۔ حضرت شاہ سیف الدین علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ زیارت کو چلا کرو۔

چنانچہ آپ ان کے ہمراہ دربار شریف پر حاضر ہوئے، اور اس کے بعد سے آپ کا معمول بن گیا کہ جتنے دن بھی سرہند شریف میں رہتے، آپ ہمیشہ حضرت شاہ سیف الدین علیہ الرحمۃ کے ہمراہ دربار مجدد پاک پر حاضر ہوتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندی میں حضرت شاہ سیف الدین نقشبندی سرہندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اُنہی سے خرقۂ خلافت پاکر سرفراز و صاحب ارشاد ہوئے۔

مرشد کا ارشاد اور رشد و ہدایت ☆: آپ ٹھٹھہ سے تین مرتبہ اپنے مرشد سے ملاقات و زیارت کے لئے سرہند شریف حاضر ہوئے اور مرشد کامل سے اکتساب فیض کرتے رہے۔

جب آپ مرشد کامل سے تیسری مرتبہ ملاقات کے سرہند شریف سے رخصت ہونے لگے تو آپ کے پیر و مرشد حضرت شاہ سیف الدین نقشبندی سرہندی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا میاں رب تمہارا معاملہ یکساں ہوگیا ہے، لہٰذا تم اب سندھ میں جا کر ہمارے طریقہ کو پھیلاؤ۔

آپ نے نہایت ادب سے عرض کیا حضور مجھے کیا عذر ہوسکتا ہے، لیکن قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ "**قُلُوْبِهِمْ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً**" یعنی بعض آدمیوں کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں، فرمایا بلاشبہ ایسا ہی ہے، مگر تم ذرا سندھ کے کسی عالم کی طرف توجہ تو دے کر دیکھو۔

اُس زمانے میں سندھ میں اپنے علم و فضل، تقویٰ و تقدس کے اعتبار سے میاں عبدالباقی واعظ، ساکن متعلوی، بہت معروف تھے۔ آپ نے سرہند میں بیٹھے ہوئے اُن پر توجہ دی، تو اس وقت میاں عبدالباقی سندھ میں وعظ فرما رہے تھے۔

لوگوں کا بیان ہے کہ میاں عبدالباقی پر ایک ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ انہیں اپنی کوئی سدھ بدھ نہ رہی۔

اس کی اطلاع جب حضرت شاہ سیف الدین اور حضرت مخدوم ابوالقاسم علیہ الرحمۃ کو پہنچی تو حضرت شاہ سیف الدین علیہ الرحمۃ نے آپ سے مخاطب ہوکر فرمایا تم نے اپنی کیفیت کا کرشمہ دکھایا۔

جاؤ اب سندھ میں تم سے رُشد و ہدایت کے چشمے جاری ہونگے، وہاں پہنچ کر دین اسلام کو حیات نو بخشو، آپ نے عرض کیا حضرت مجھے اس امر کی تعمیل کوئی عذر نہیں، لیکن جب طالبان حق کی آمد و رفت میرے پاس کثرت سے ہوگی تو ان کے خورد و نوش کا کیا

انتظام ہوگا۔

حضرت شاہ سیف الدین علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں تمہیں عمل قرطاس سکھادوں، کاغذ کو کاٹ کر مٹھی میں لو خدا کے حکم سے تم روپیہ، پیسہ، یا ریال، اشرفی جس چیز کا خیال تم دل میں کرو گے مٹھی کھولنے کے بعد اس کو پاؤ گے۔

چنانچہ اس کے بعد سے ایسا ہی ہوتا رہا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت شاہ سیف الدین علیہ الرحمۃ نے آپ کو تسخیر کا عمل بھی بتایا تھا، آپ ہوا میں ہاتھ مارتے اور جو چاہتے مٹھی میں آجاتا تھا۔

سرہند شریف سے روانہ ہو کر آپ نے سندھ پہنچ کر سلسلہ رشد و ہدایت کو جاری کیا۔ بہت سے بھٹکے ہوئے انسانوں کا رشتہ خدا سے جوڑا، لوگوں کو نیکیوں کے راستے پر لگایا، اور بھلائی کا راستہ دکھایا، برائیوں اور بد اخلاقیوں سے روکا، یہاں تک کے سندھ کے علاوہ دور دور سے لوگ طالبان حق بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور راہ سعادت پا کر واپس جاتے تھے۔

نظام اصلاح و تربیت ☆: آپ کا مرتبت کردہ نظام کسی خاص طبقے یا جماعت سے متعلق نہ تھا، بلکہ آپ کے رشد و ہدایت کا ابر گہر بار خاص و عام دونوں کو فیض یاب کرتا تھا، اور دونوں طبقے کے لوگ آپ کی ذات بابرکات سے مستفید ہوتے تھے۔

استجابت دعا ☆: آپ بے حد مستجاب الدعوات تھے، ٹھٹھہ کے گورنر نواب سیف اللہ خان کا ایک صاحب حضرت مخدوم محمد معین ٹھٹھوی سے بغض و عناد کی بنا پر بباطن دشمنی رکھتا تھا، اور اُن کو اذیت پہنچانے کی فکر میں لگا رہتا تھا، اس کی خفیہ کوشش اور خواہش یہ تھی کہ نواب سیف اللہ کسی طرح حضرت مخدوم محمد معین کے خلاف ہو جائے، ہزار کوشش کے باوجود اس کو تدبیر بار آور نہ ہو سکی۔

ایک دن اُس نے نہایت ہی چالاکی سے علاقہ چاچکان کی فوجداری کی خدمات کے احکام نواب سے اپنے لئے حاصل کر لئے، کیونکہ اس علاقہ میں حضرت مخدوم محمد معین کی جاگیر واقع تھی، ان احکام کے لینے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہاں پہنچ کر مخدوم معین کی جاگیر کو نقصان پہنچانے، اور اس کو اس حد تک ویران کرے کہ کبھی آباد نہ ہو سکے۔

حضرت مخدوم محمد معین علیہ الرحمۃ کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ اپنے پیر و مرشد حضرت مخدوم ابوالقاسم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام قصہ آپ کے گوش گزار کیا۔

آپ اُس وقت وضو فرما رہے تھے واقعہ سنتے ہی لوٹا ہاتھ سے چھوٹ کر گر کر ٹوٹ گیا۔ اور حضرت مخدوم محمد معین علیہ الرحمۃ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مطمئن رہو اس بد اندیش کا انجام بھی ایسا ہی ہوگا۔

چنانچہ پھر ہوا بھی ایسا ہی کہ جب وہ فوجداری چاچکان کے احکام لے کر ٹھٹھہ سے روانہ ہوا۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر شہر سے باہر نکلا اور دریا کے گھاٹ کے آگے سے ابھی گزرنے بھی نہ پایا تھا کہ اچانک اس کا گھوڑا بدک کر اچھلا اور وہ حاکم گھوڑے سے گرا، گھوڑا اُس کو زمین پر پٹخ کر اس حال میں بھاگا کہ اُس کا ایک پاؤں رکاب میں تھا اور گھوڑا دوڑ رہا تھا۔ یہاں تک کے اُسی حالت میں اُس نے دم توڑ دیا۔

آپ کی بارگاہ و خانقاہ معلّٰی میں آنے والے کا مقام ☆: عمر کوٹ صوبہ سندھ کے رہنے والے ایک بزرگ

میاں ابوالحسن خشت والے بزرگوں درویشوں سے انتہا درجہ کی عقیدت و محبت رکھتے تھے، ان کی عادت تھی کہ جس کسی شہر میں کسی بھی بزرگ کا چرچا سنتے تو اس کی خدمت میں کم از کم دس دن، یا بیس دن اور کبھی کسی کے ہاں چالیس دن بھی رہ کر فیض حاصل کرتے تھے۔

انہوں نے جب آپ کا چرچا عوام و خواص میں سنا تو چلہ کشی کے لئے آپ کی خانقاہِ معلیٰ میں پہنچے، ابھی ان کے قیام کو تین چار روز ہی گزرے تھے تو آپ نے میاں ابوالحسن صاحب کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر حکم دیا کہ اب آپ اپنے وطن کی طرف لوٹیں اور اپنے بزرگوں کے طریقہ کے مطابق دین اسلام کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیں۔

جب میاں ابوالحسن علیہ الرحمۃ اپنے وطن واپس پہنچے تو اہل علاقہ ملنے کے لئے آئے اور کہنے لگے آپ کی عادت تو یہ ہے کہ جس بزرگ کی خدمت میں تشریف لے جاتے تو ان کے پاس ایک دو چلے گزارتے ہیں، اس مرتبہ شاید ان بزرگ کے پاس آپ کا دل نہیں لگا، اسی لئے آپ جلدی واپس آ گئے ہیں۔

حضرت میاں ابوالحسن نقشبندی علیہ الرحمۃ نے فرمایا مجھے تم پر افسوس ہے کہ تم ایسی فضول باتیں کرتے ہو، حقیقت تو یہ ہے کہ وہ چیز جس کی مجھے تلاش تھی، اور جسے میں عرصہ دراز سے مختلف دروازوں پر ڈھونڈ رہا تھا، وہ چیز مجھے حضرت مخدوم ابوالقاسم نقشبندی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ سے تین چار روز میں مل گئی ہے۔

واقعہ نمبر۲ ☆: ایک شخص نے درگاہ حضرت پیر پٹھا میں تصوف کے کسی مقام کے حصول کے لئے چلہ کھینچا، جب چالیسویں رات ہوئی تو مراقبہ کے عالم میں حضرت پیر پٹھا علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مشرف ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ بابا اس زمانے میں لوگوں میں نہ کوئی طالب صادق ہے، اور نہ ہی وہ طلب کرنے والے رہے، تم جس مقام کے حصول کے سرگرداں ہو وہ تمہیں بغیر محنت کیے کیسے حاصل ہوسکتا ہے۔

وہ شخص وہاں سے بددل اور ملول ہو کر لوٹا اور حضرت مخدوم ابوالقاسم نقشبندی علیہ الرحمۃ کی شہرت سُن کر ٹھٹھہ پہنچ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چند ہی دن میں اپنا مقصود حاصل کر کے بُلند ترین مقام پر فائز ہوا۔

ایک روز اُس نے عالم تنہائی میں موقع پا کر آپ کی خدمت میں حضرت پیر پٹھا کی درگاہ پر چلہ کشی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت پیر پٹھا صاحب نے تو اس مقام کی طلب کے ایسا فرمایا تھا، جبکہ آپ کی خدمت میں رہ کر مجھے چند ہی دن میں اُس سے بھی بالاتر مقام حاصل ہو گیا ہے، اس کی کیا وجہ ہے انہوں نے ایسا کیوں فرمایا، اور آپ کے ہاں ایسا معاملہ کیونکر ہے۔

آپ نے اس کی بات سن کر ارشاد فرمایا کہ حضرت پیر پٹھا صاحب نے جو کچھ فرمایا وہ بھی درست ہے، اس لئے کہ انسان کو جو بھی مرتبہ ملتا ہے وہ محنت سے ہی ملتا ہے، مگر یہاں خدا کی رحمت کا بحر بے پایاں جوش میں آیا ہوا ہے، جو ہر خشک زمین کو سیراب کر رہا ہے۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہب کسی دوسری چیز کا نام ہے اور کسب ایک اور چیز کا نام ہے، کاسب خواہ درزی ہو یا دھوبی، اگر تم اس سے سوال کرو کہ تم ایک لاکھ روپیہ جمع کر سکتے ہو، وہ بغیر کسی تامل کے جواب دے گا کہ یہ میرے لئے ناممکنات میں سے ہے۔

لیکن وہ شخص جس کو بادشاہ وقت نے طلب کر کے اپنی مہربانی سے ایک وقت میں دس لاکھ روپیہ دے دیا ہو، اگر ایسے شخص سے

سوال کیا جائے تو وہ جواب میں کہے گا کہ اگر خدا چاہے تو یہ ایک منٹ میں ممکن ہے۔

آپ کی خانقاہ میں قائم حجرہ حضوری ☆: آپ جس خانقاہ میں قیام فرماتے تھے وہ حجرہ حضوری کہلاتا ہے۔

حجرۂ حضوری کی وجہ تسمیہ جناب اعجاز الحق قدوسی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ''تذکرۂ صوفیائے سندھ'' میں فرماتے ہیں کہ، ایک رات عشاء کی نماز کے بہت دیر بعد آپ کے حجرے سے دو آدمیوں کے آہستہ آہستہ باتیں کرنے کی آواز آ رہی تھی۔

خانقاہ سے باہر بیٹھے درویشوں نے یہ سمجھا کہ شاید شہر کے عمائدین میں سے کوئی صاحب ملاقات کے لئے آپ کے پاس آئے ہوئے ہوں گے، جن سے آپ گفتگو فرما رہے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد آپ حجرہ سے باہر تشریف لائے اور تازہ وضو کیا، اور خانقاہ کے ایک درویش سے فرمایا کہ حجرے میں سے ہماری دستار اٹھالاؤ، وہ درویش حجرے میں دستار کے لئے داخل ہوا تو یہ دیکھ کر اس کی حیرانگی میں اضافہ ہوا کہ ابھی چند لمحے پہلے حجرے سے دو آدمیوں کی گفتگو کی آوازیں آ رہی تھیں، مگر اب کوئی موجود نظر نہیں آتا، جبکہ کمرے سے آپ تنہا باہر تشریف لائے ہیں، آخر یہ آواز کس کی تھی۔

کچھ دن گزرے تو اس خادم درویش نے اس راز کے متعلق آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے، جن سے گفتگو کی آواز تم نے سنی تھی۔ چنانچہ اس وقت سے اس حجرے کا نام حجرۂ حضوری پڑ گیا۔

خورشید معلیٰ ☆: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ حضرت شاہ ضیاء الدین الحق سرہندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے جب یہ سنا کہ حضرت شیخ جیہ چراغ معلیٰ ہیں تو مجھے خیال ہوا کہ آپ کے مزارِ پُر انوار کی زیارت بھی کرنی چاہیے۔

چنانچہ جب میں حضرت شیخ جیہ کے مزار پر حاضر ہوا اور زیارت کی تو میں نے کہا واقعی حضرت شیخ جیہ علیہ الرحمۃ چراغ معلیٰ ہیں۔

مگر جب میں آپ حضرت مخدوم ابوالقاسم نقشبندی علیہ الرحمۃ کے مزارِ پُر انوار پر حاضر ہوا تو بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ یہ بزرگوار معلیٰ کے خورشید ہیں، اور خورشید کے سامنے چراغ کی کیا حقیقت ہے۔ یہی شاہ ضیاء الدین الحق علیہ الرحمۃ جب دوسری مرتبہ سندھ تشریف لا کر آپ کے مزارِ پُر انوار پر حاضر ہوئے تو کچھ دیر تک مراقبہ کیا، پھر فرمایا کہ یہ ''تو سرہند کی خانقاہ ہے۔''

مرشد کامل کی جانب سے اکرام ☆: آپ کی بزرگی وفضیلت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ آپ کے شیخ کامل حضرت شاہ سیف الدین علیہ الرحمۃ کے پاس جب سندھ کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ خط لکھتے اور کچھ مسائل دریافت کرتے تو آپ جواب میں ان کو تحریر فرماتے کہ خدا کی طرف سے خطۂ سندھ مخدوم ابوالقاسم علیہ الرحمۃ کے حوالے ہے، جس نے جو پوچھنا ہے وہ اُن سے پوچھو۔

سندھ کے معروف عظیم المرتبت عالم دین حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی علیہ الرحمۃ آپ سے بے حد عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ اور ہر روز آپ کی خانقاہ معلیٰ میں آپ کی نشست گاہ کی جاروب کشی کو اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے، اور آپ سے توجہ وتلقین کی طالب رہتے تھے۔

آپ کی شاعری ☆: آپ کو شاعری سے بھی خاصہ شغف تھا، آپ کا ایک شعر صاحب مرغوب الاحباب نے اپنے تذکرہ میں نقل کیا ہے جو تبرکاً نقل کیا جاتا ہے۔

ہر لوح دل جو تختہ تعلیم کی دکاں   ہر حرف آروز و کہ نوشتم خراب شُد

اولاد و امجاد☆: آپ کی اولاد میں حضرت میاں احمد علیہ الرحمۃ رُشد و ہدایت کا آفتاب بن کر چمکے، لیکن شوئی قسمت کہ وہ عالم جوانی ہی میں عالم برزخ کو سدھار گئے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۷ شعبان المعظم ۱۱۳۸ھ بمطابق ۱۷۲۵ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار مکلی ٹھٹھہ صوبہ سندھ میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔

سال تاریخ وصال اس شعر کے مصرعہ ثانی سے نکلتی ہے۔

بسال وصل او ہاتف بفر مود
ابو القاسم سراسر نورِ حق بُود

۱۱۳۸ھ

حضرت میاں عبدالحکیم نقشبندی المعروف نانا صاحب رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ماہتاب شریعت، آفتاب طریقت ومعرفت، شہباز میدان حقیقت حضرت خواجہ میاں عبدالحکیم نقشبندی المعروف نانا صاحب رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1090ھ بمطابق 1679ء کوموضع خانوزئی صوبہ بلوچستان میں اپنے زمانے کے عارف صاحب کشف وکرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کا شمار بلوچستان کے معروف بزرگوں میں ہوتا ہے، آپ کا اصل نام عبدالحکیم جبکہ ''نانا'' صاحب کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ کی ولادت باسعادت سے قبل ایک رات آپ کی والدہ محترمہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں جنہیں وہ اپنے کپڑوں میں چھپا رہی ہیں۔ انہوں نے صبح بیدار ہونے کے بعد اپنے والد بزرگوار سے اس خواب والے واقعہ کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ خداوند کریم تمہیں ایک ایسا نیک بخت فرزند عطا کرے گا، جس کے باطنی فیضان اور علوم وانوار سے ایک جہاں منور ہوگا۔

چنانچہ اس خواب کی اصل تعبیر آپ کی ذات والا صفات تھی کہ جن کے فیضان باطنی وظاہری وعلوم وکمالات سے قندھار، پشین اور لورالائی کا سارا علاقہ فیض یاب ہوا۔

تعلیم وتربیت ☆: ابھی آپ شیرخوارگی کے عالم میں تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا وصال ہوگیا۔ جس کی بناء پر کچھ عرصے کے بعد آپ کے والد گرامی نے دوسری شادی کرلی، سوتیلی ماں کے ناروا سلوک اور تشدد آمیز لہجہ کی بناء پر آپ نے گھربار کو چھوڑ کر ایک دینی مدرسہ میں داخلہ لے لیا اور گاؤں کے دوسرے بچوں کے ہمراہ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ قرآن کریم مکمل کرکے اسی مدرسہ میں گلستان، بوستان، شروط الصلوٰۃ وغیرہ کی کتب پڑھیں۔

مگر سوتیلی ماں کی مسلسل زیادتیوں کے سبب آپ کو اپنا گاؤں چھوڑنا پڑا، اور مختلف مدارس دینیہ میں فارسی کتب، صرف، نحو اور فقہ کی تعلیم حاصل کی بعدازاں مزید تعلیم کیلئے قندھار کے دینی مدرس میں داخلہ لے کر منطق، بدیع، معانی، بیان اصول، حدیث وتفسیر کی تحصیل وتکمیل کی۔

بیعت وخلافت ☆: علوم ظاہریہ کی تکمیل کے بعد آپ کو طلب حق کی جستجو ہوئی تلاش مرشد میں گھر سے نکلے، اور قادری سلسلہ کے معروف بزرگ حضرت میاں سید لعل جیونکر ہاری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت سید لعل جیونکر ہاری قادری علیہ الرحمتہ نے جلد ہی آپ کی روحانی صلاحیتوں کا اندازہ لگا لیا اور آپ کے اشتیاق باطنی کو تشنہ

لب دیکھتے ہوئے انہوں نے آپ کو اپنے استاد گرامی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ممتاز روحانی پیشوا حضرت شیخ عبدالغفور نقشبندی پشاوری علیہ الرحمتہ کی خدمت میں روانہ کر دیا حضرت شیخ عبدالغفور نقشبندی علیہ الرحمتہ نے بھی حتی المقدور آپ کی روحانی پیاس بجھانے کی کوشش کی مگر چند ہی روز کے بعد انہوں نے بھی آپ اپنے استاد مکرم میاں اللہ یار کے پاس لاہور بھیج دیا' جہاں آپ نے ان خدمت میں رہ کر منازل سلوک کی تکمیل کی اور میاں اللہ یار نقشبندی علیہ الرحمتہ نے آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز و صاحب مجاز فرمایا۔

سلسلہ رشد و ہدایت ☆: جب آپ اپنے شیخ کامل سے خرقہ خلافت پا کر لاہور سے قندھار پہنچے تو آپ نے درس و تدریس اور سلسلہ رشد و ہدایت کا آغاز فرما یا دیا' تھوڑے ہی دنوں میں آپ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور دور دور سے لوگ آ کر ظاہری و باطنی علوم میں آپ سے تحصیل و تکمیل کرنے لگے۔

بڑے بڑے بدکار لوگوں پر جب آپ کی نظر ولایت پڑتی وہ تائب ہو کر صراط مستقیم اختیار کر لیتے آپ کی صحبت پاک میں بیٹھنے والے لاتعداد افراد روحانیت کے بلند درجہ پر فائز ہوئے' جس کی وجہ سے روز بروز آپ کے مریدین کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا آپ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو دیکھ کر حاسدین اور چند شر پسندوں نے بادشاہ وقت شاہ حسین ہوتک کو آپ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کا احساس دلایا' کہ شاید بادشاہ کے لئے آپ کے مریدین اور آپ کی ذات آنے والے وقتوں میں خطرہ نہ بن جائیں۔

بادشاہ لوگ فطرتاً کانوں کے کچے اور خوشامد پسند ہوتے ہیں' اس نے آپ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خائف ہو کر آپ کو حکم بھیج دیا کہ آپ قندھار چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔

حالانکہ 1121ھ تا 1149ء تک تقریباً پچیس برس تک آپ قندھار میں علم و عرفان کا نور بکھیرتے اور لوگوں کے دلوں کو فیضان و عرفان سے منور کرتے رہے۔

اس دوران پردیس خان' عبداللہ خان شاہ' محمود خان' اور شاہ اشرف خان وغیرہ نے باری باری قندھار پر حکومت کی دوران کے تعلقات بھی میاں صاحب سے اس قدر خوشگوار تھے کہ وہ تمام شاہان وقت اپنے اپنے دور حکومت میں آپکی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے چونکہ شاہ حسین فطرۃً کمزور اور خوشامدیوں کے گھیرے میں گھرا ہوا تھا اس لئے اس نے آپ کو قندھار چھوڑنے کا حکم دے دیا۔

آپ نے قندھار سے روانہ ہوئے اور کوژک پہاڑ سے آتر کر اپنے آبائی گاؤں خانوزئی کی طرف جانے لگے تو اس پہاڑ کے درخت بھی آپ کے ہمراہ پیچھے پیچھے چل دیئے آپ نے ان کو رکنے کا اشارہ فرمایا تو وہ رُک گئے۔

مگر ایک درخت سات آٹھ میل تک آپ کے پیچھے آتا رہا اور قلعہ عبداللہ تک شہر سے ایک دو میل اس طرف رُک گیا اس درخت کو آج بھی "جوڑ نگ نخشہ" کہتے ہیں جب آپ قندھار سے روانہ ہوئے تو آپ کے ہزاروں مریدین و عقیدتمندان آپ کے ہمراہ تھے آپ نے شہر سے باہر آ کر ان لوگوں کو نصیحت کی کہ وہ اپنے گھروں کو پر امن طور پر واپس چلے جائیں اور میں اپنے علاقہ میں جا کر خانقاہ قائم کروں گا' تمہارا جب جی چاہے آ کر مل جایا کرنا۔

آپ کی بات سن کر بہت سے افراد واپس اپنے گھروں کو چلے گئے اور بہت سے افراد نے آپ کو چھوڑ کر جانے سے انکار کر دیا اور

آپ کے ہمراہ ہی خانوزئی آ گئے۔

آپ نے خانوزئی میں آ کر خانقاہ قائم کی اور اپنے والد گرامی کا مزار مقدسہ بنوایا اس کے ساتھ مسجد تعمیر کروائی مسافروں کے لئے کمرے بنوائے' اور طلباء کے لئے پڑھائی کا معقول انتظام کیا اور سلسلہ رشد و ہدایت اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے اور فارغ اوقات میں اپنے اوراد و وظائف اور معمولات کو پورا فرماتے تھے۔

آپ کا علمی ذوق اور تصانیف ☆: آپ نے تصوف کے موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں جو زیادہ تر فارسی میں ہیں آپ کی چار کتابیں' مجموعہ رسائل' جو عبدالحئی حبیبی کے پاس ہیں ان میں مقامات تصوف' مقامات التوحید' رسائل حکیمیہ' اور حسن الایمان شامل ہیں اس کے علاوہ آپ کی ایک کتاب تذکرہ علوم معارف بھی ہے اس کے علاوہ ''رسالہ متعلق بہ اکتسابات روحانی میاں عبدالحکیم'' یہ رسالہ آپ کے کسی عقیدتمند نے آپ کے مدراج سلوک کے بارے لکھا ہے' جس کے منصف کے نام کا علم نہ ہو سکا' اس کے علاوہ ''تعلیم السلوک'' 65 صفحے کا یہ رسالہ احمد بن اسماعیل ابدالی قندھاری نے لکھا ہے' جس کی کتابت 1915ء میں ہوئی۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: آپ کے خلفائے کرام میں جن حضرات کے اسمائے گرامی شامل ہیں ان میں آپ کے پہلے خلیفہ میاں نور محمد جیو درانی قندھاری تھے' جو آپ کے ساتھ ہی قندھار سے بلوچستان تشریف لائے تھے اور یہیں ان کا وصال ہوا۔

آپ کے دوسرے خلیفہ سرانان پشین کے حضرت ملا عثمان اخوند تھے اور تیسرے خلیفہ اٹرک کے میاں محمد حسن یٰسین زئی تھے' جن سے آپکا سلسلہ طریقت جاری رہا۔

کشف و کرامات ☆: آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری تمام کتابیں اسے دی جائیں جس کے لئے میری لائبریری کا دروازہ خود بخود کھل جائے۔

ایک دن آپ کے مرید عبدالحلیم سنزر خیل کاکڑ لائبریری کے دروازے پر گئے تو دروازہ مقفل ہونے کے باوجود خود بخود کھل گیا' عبدالحلیم کاکڑ نے آپ کا عمامہ چادر اور تمام کتابیں اپنے قبضے میں لے لیں اور اپنے ہمراہ لورالائی لے گئے۔

کرامت ۲ ☆: ایک دن آپ قندھار شہر میں کسی کام کی غرض سے تشریف لے گئے تو وہاں ایک بچے پر آپ کی نظر پڑی تو آپ نے اسے اپنے پاس بلایا اور دعا دے کر رخصت کر دیا۔ آپ کے ہمراہ ایک مرید نے عرض کیا حضور بچے پر اس قدر شفقت کی خاص وجہ' آپ نے فرمایا کہ یہ بچہ بڑا نیک بخت بچہ ہے' اس کی پیشانی پر بادشاہی تحریر ہے اور یہ بچہ بڑا ہو کر بادشاہ بنے گا۔

چنانچہ پھر ہوا بھی ایسا ہی کہ وہ لڑکا آپ کے وصال با کمال کے چھ سال کے بعد تخت نشین ہوا' جو تاریخ میں احمد شاہ ابدالی کے نام سے مشہور ہے۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۱۱۵۳ھ بمطابق 1749ء کو ہوا' مزار پر انوار لورالائی صوبہ بلوچستان میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت علامہ مولانا غلام محمد المعروف حضرت جی نقشبندی علیہ الرحمۃ

تعارف☆: ہمالۂ علوم، حاوی معالم فروع و اصول، عالم، عارف، محدث، مفسر، صوفی باصفا، عارف حقانی، مرشد لاثانی حضرت علامہ مولانا غلام محمد المعروف حضرت جی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ آپ علم تفسیر و حدیث اور علوم تصوف و معرفت میں اپنی مثال آپ تھے۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی غلام محمد جبکہ لقب حضرت جی کلاں تھا اسی لقب سے زیادہ پکارے اور پہچانے جاتے تھے۔ آپ نسباً فاروقی ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر ملتا ہے۔

آپ کے والد ماجد حضرت علامہ غلام محمد معصوم المعروف معصوم ثانی صاحب علم و علم فضل اور زہدہ و تقویٰ سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ آپ کی تربیت و تعلیم بھی سرہند شریف کے علمی و روحانی اور سلوک و معرفت کے مرجع و ماحول میں ہوئی۔

علم حدیث میں اپنے ہمعصر علماء مشائخ کے قافلہ سالار رہتے تھے۔ ہر ایک بات جو عادات یا عبادات خواہ کسی بھی معاملہ میں ہو اس سے متعلق حدیث پاک بیان کرتے، علوم درسیہ میں مکمل مہارت تامہ رکھتے تھے۔

بیعت و خلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے عظیم والدِ گرامی حضرت خواجہ غلام محمد معصوم المعروف معصوم ثانی نقشبندی مجددی سرہندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و صاحب ارشاد ہوئے۔

سیرت و کردار اور تبلیغی مساعی جمیلہ☆: آپ کے وجود مبارک سے سلسلہ علایہ نقشبندیہ مجددیہ کو کمال عروج حاصل ہوا، اور عالمگیر شہرت نصیب ہوئی۔ ہر چہار طرف سے علماء اُمراء مشائخ اور فقرا آ کر آپ کے حلقۂ تصوف و معرفت میں نہ صرف داخل ہوئے بلکہ آپ کے مرید بھی ہونے لگے۔۔

آپ کے نواسے حضرت عبداللہ صاحب ایک کتابچے ''حالات حضرت جی پشاوروالا'' میں رقمطراز ہیں کہ، آپ کے حلقۂ جو صبح کے وقت ہوتا تھا اس میں ہزاروں افراد شریک ہوتے تھے۔

آپ مریدین کی تربیت پر خصوصی توجہ فرماتے تھے، آپ کی مجلس میں تھوڑا سا عرصہ بیٹھنے والا شخص کامل بن کر اُٹھتا تھا، آپ کا مقرر کردہ طریقہ تھا کہ آپ چھ ماہ لاہور اور چھ ماہ پشاور میں قیام فرماتے، جس طرح بادشاہوں کا قافلہ ہوتا اسی طرح سفر کرتے۔ یعنی اولاد بھائی، متعلقین اور تمام ساز و سامان کے ساتھ آمد و رفت فرماتے۔ نیز گرم موسم اور سرد موسم بھی ایک سو اونٹ گھوڑے بمع کجاوے

اور پالکیاں آپ کے ہمراہ ہوتیں تھیں۔

سرہند شریف سے پشاور میں ورودِ مسعود☆: جن دنوں مغلوں کی حکومتیں زوال پذیر ہو رہی تھیں اور نادر شاہ ایرانی کے ہاتھوں تخت و تاج دہلی برباد ہو گیا تھا۔ مرہٹوں اور سکھوں کے تسلط و اقتدار میں پنجاب جا چکا تھا۔

انہوں نے مساجد و مراکز اسلامیہ ڈھانا، مسلمانوں کے شہروں کو برباد کرنا، مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کرنا اور مسلمانوں کے مال و اسباب کو لوٹنا جائز قرار دیا ہوا تھا۔ اس مہیب و خطرناک ماحول میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی اولا د سرہند شریف کو چھوڑ کر دور دراز شہروں میں چلی گئی۔ انہی دنوں آپ بھی ان درندوں اور شیطان صفت سکھوں کے ہاتھوں تنگ آ کر پشاور میں مقیم ہوئے اور یہاں خانقاہ قائم کر کے عبادت و ریاضت اور مخلوق خدا کی رُشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔

پشاور شہر میں آپ نے باقاعدہ باغ اسد اللہ خان میں خانقاہ قائم کی، یہ باغ اُس زمانے میں بہت بڑا تھا۔ اس کی تمام آمدنی خانقاہ کے اخراجات پر صرف ہوتی تھی۔ اسد اللہ خان درانیوں میں سے تھا اور دل کی گہرائیوں سے آپ کا معتقد خاص تھا۔

اس باغ کے ساتھ زرعی زمین بھی تھی اور یہ سب آپ کے وصال کے بعد سکھوں کے دور تک اس باغ اور زمین کی آمدن آپ کی درگاہ پر خرچ ہوتی تھی۔ آپ کے وصال کے بعد اس جگہ ایک بہت بڑی مسجد اور مسافروں کے لئے حجرے تعمیر کئے گئے، یہ تمام عمارتیں سکھوں کے ہاتھوں برباد ہو گئیں، اب صرف ایک جریب زمین باقی ہے، جس پر ایک خستہ مسجد اور آپ کا مزار پُر انوار ہے۔

آپ کی اولاد کابل و قندھار اور سندھ میں آباد ہے، الحمد للہ آپ کی اولاد میں سب کے سب عالم و فاضل اور اولیائے کاملین ہوئے ہیں۔ آج بھی اُن بزرگوں کی اولادیں صاحب علم و فضل اور عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ میں یکتا اور ممتاز ہیں۔

آپ کے فرزند و جانشین حضرت شاہ غلام حسین نقشبندی جن کا وصال ۱۲۰۴ھ بمطابق ۱۷۸۹ء میں ہوا تھا۔ یہ آپ کے خلیفہ اور جانشین تھے ان کا مزار پُر انوار بھی آپ کے پہلو میں مرجع انام ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۷۵ھ بمطابق ۱۷۶۱ء کو ہوا، مزار پُر انوار باغ اسد اللہ خان میں بجوڑی دروازے کے باہر پشاور میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے صاحبزادے شاہ غلام حسین علیہ الرحمۃ کے علاوہ آپ کے خلیفہ حضرت محمد صدیق نقشبندی علیہ الرحمۃ کی مرقد منورہ بھی اسی قبرستان میں واقع ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ سعد اللہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: غوث زماں، قطب دوراں، امیر شریعت، شیخ طریقت، ماحی بدعت، حضرت شیخ سعد اللہ نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب بلندی عظمت وجلال ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۹۹ھ بمطابق 1687ء علاقہ قندھار افغانستان کے ایک نیک سیرت وباکردار گھرانے میں ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد قندھار افغانستان کے رہنے والے تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے گھر قندھار میں ہی ہوئی اور دیگر علوم عقلیہ نقلیہ بھی آپ نے اپنے علاقہ میں ہی حاصل کئے۔ ظاہری تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ کے دل میں عشق کی آگ بھڑکنے لگی اور راہ سلوک کی طرف مائل ہوگئے۔ باطنی تعلیم کے حصول کے لئے مرشد کامل کی تلاش شروع کردی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت خواجہ محمد علی نقشبندی قندھاری علیہ الرحمۃ کے حکم سے اپنی اہلیہ سمیت قندھار سے لاہور تشریف لے آئے۔

جن دنوں آپ لاہور تشریف لائے تھے یہ زمانہ مغلیہ سلطنت کے زوال کا تھا۔ لاہور پہنچ کر آپ حضرت شیخ سعدی لاہوری علیہ الرحمۃ کی خانقاہ میں مقیم ہوئے۔

ان دنوں لاہور اور اس کے گردونواح میں حضرت شیخ سعدی بخاری علیہ الرحمۃ کی ولایت کا شہرہ عام تھا۔ اطراف عالم سے لوگ جوق درجوق آتے اور روحانی فیوض وبرکات کی دولت سے مالا مال ہوکر جاتے تھے۔ ان کے خدام اور عقیدت مندوں کی وسیع تعداد تھی۔ لنگر بھی عام تھا۔ حالانکہ حضرت شیخ سعدی بخاری علیہ الرحمۃ کے پاس نہ کوئی جائیداد تھی نہ ہی آمدن کے کوئی مستقل ذرائع تھے۔ باوجود اس کے لنگر کے اخراجات باآسانی پورے ہوتے تھے۔

آپ نے حضرت شیخ سعدی بخاری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی کی خدمت میں رہ کر مجاہدہ وریاضت کی تکمیل کی۔ ان سے ہندوستان کی مختلف زبانیں سیکھیں اور وعظ ونصیحت کی نعمت حاصل کی۔ جب لاہور میں حضرت شیخ سعدی بخاری علیہ الرحمۃ کا وصال ہوگیا تو دل برداشتہ ہوکر لاہور چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا۔

جھنگ میں ورود مسعود ☆: آپ وہاں سے کوچ کرکے چلتے چلتے جھنگ آئے اور جھنگ شہر کی پہلی مسجد چوڑی گراں جو اس وقت بارونق علاقہ میں تھی۔ اس میں آپ نے قیام فرمایا اور مسجد کے اندر ہی سلسلہ رشد وہدایت درس ونصیحت کا آغاز کیا۔ سینکڑوں

افراد آپ کے درس میں شامل ہونے لگے اور استفادہ کرتے رہے۔ لنگر آپ کا اس قدر وسیع تھا کہ طالبان حق کے علاوہ راہ گیر مسافر بھی اس لنگر سے استفادہ کرتے تھے۔

آپ انتہائی متوکل شخصیت کے مالک تھے۔ زہد و تقویٰ، ورع اور مجاہدہ و ریاضت میں عدیم المثال تھے۔ آپ کی تمام عمر یادِ خدا میں بسر ہوئی کوئی لمحہ یادِ خدا سے غافل نہ رہا۔ دنیا اور اہل دنیا کو اپنے نزدیک بھٹکنے نہ دیا۔

آپ نے شادی ضرور کی مگر اولادِ نرینہ جیسی دولت سے محروم تھے۔ آپ کے بعد آپ کے مرید خاص و خلیفہ حافظ محمد علی نقشبندی علیہ الرحمۃ جیسی عظیم شخصیت آپ کے متبنّیٰ (یعنی منہ بولے بیٹے) بنے اور ایک عظیم جانشین ہونے کی حیثیت سے آپ کی مسند ارشاد پر بیٹھنے کا حق ادا کر دیا۔

آپ کی تبلیغ کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ بالخصوص علاقہ تھل میں آپ نے بہت زیادہ محنت وجد وجہد کی وہاں کے بلوچ قبائل جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے آپ نے اپنی نگاہ ولایت سے ان میں بھائی چارے کی ایسی فضا قائم کی جو قیامت تک جاری و ساری رہے گی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۷۸ھ بمطابق 1764ء کو مسجد چوڑی گراں جھنگ شہر میں ہوا۔ وصال کے بعد بلوچ قوم کے مریدین وعقیدت مندان آپ کا جسد خاکی اپنے علاقے میں لے گئے اور آپ کی وہیں پر تدفین کی۔

آپ کا مزار پرانوار علاقہ وچھن ضلع جھنگ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت حافظ محمد علی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اسرار ربانی، واقف آیات قرآنی، صاحب فضل و کمال، مرشد بے مثال، قاری شیریں مقال و خوش خصال حضرت خواجہ حافظ محمد علی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۰۷ھ بمطابق ۱۶۹۵ء کو افغانستان کے علاقہ ہرات کے ایک بزرگ عالم دین کے گھر ہوئی۔

آپ نے قرآن مجید اپنے والد گرامی سے پڑھا اور دیگر علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد آپ نے کپڑے کی تجارت کا کام شروع کر دیا۔
تجارت کے سلسلہ میں آپ ہرات سے ہندوستان تشریف لائے اور مختلف شہروں ملتان لاہور جھنگ میں آپ کے کاروباری مراسم اور تعلق تھے۔

آپ مرشد کامل کے دست مبارک پر بیعت ہونے سے قبل تقریباً دس بارہ مرتبہ جھنگ شہر میں تشریف لا چکے تھے۔
تقریباً ۴۰ برس کی عمر میں آپ جب تشریف لائے تو اس زمانے میں جھنگ صدر کی آبادی محلہ پنڈی کے قریب بازار لوہاراں کی جامع مسجد چوڑی گراں کے آس پاس کپڑے کی مشہور منڈی تھی۔
آپ اس منڈی سے کپڑا خریدتے تھے۔ جب آپ آخری مرتبہ تشریف لائے اور مسجد میں نماز کے لئے گئے تو مسجد کے اندر آپ کو ذکر الٰہی کی وجد آفرین آواز سنائی دی۔ آپ نے یہ آواز سنی تو دم بخود ہو گئے۔ فوراً وضو کر کے مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔ جب آپ ذکر والی جگہ کے حلقہ میں جا کر بیٹھے تو حضرت خواجہ سعد اللہ نقشبندی علیہ الرحمۃ جو اس علاقہ کے صاحب خدمت تھے ان کی نگاہ ولایت آپ کی طرف اُٹھی تو آپ تڑپ گئے اور جذب و مستی کے عالم میں دنیا سے ایسے بے خبر ہو گئے دھڑام سے مسجد کے صحن میں گرے۔ جس سے جسم ٹھنڈا مگر دل گرم ہو گیا۔

حضرت خواجہ سعد اللہ صاحب نے آپ کو اٹھایا اور آپ کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تو آپ کو ہوش آ گیا۔
جب ہوش میں آئے تو حضرت سعد اللہ نقشبندی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کی حضور مجھے بھی اپنے چشمہ فیض سے کسب حاصل کرنے کی اجازت دیجئے۔
آپ تجارت کے لئے جو اشرفیاں ساتھ لائے تھے حضرت سعد اللہ کے قدموں میں ڈھیر کر دیں۔ کہ ان کو غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دیں۔

اور عرض کی میں تجارت کو چھوڑ کر حقیقی تجارت کرنا چاہتا ہوں مجھے اس تجارت سے جو نفع ہوا ہے ایسا نفع بہت کم لوگوں کو ہوتا ہے۔ اب میں خدا کا سوداگر ہوں اور یہی تجارت کروں گا۔

بیعت و خلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ سعد اللہ نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور تکمیل مجاہدات کے بعد انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و صاحب ارشاد ہوئے۔

شادی و اولاد☆: آپ کے پیرو مرشد حضرت سعد اللہ نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ چونکہ اولاد نرینہ سے محروم تھے اس لئے انہوں نے آپ کو اپنا بیٹا بنا لیا اور اپنی روحانی مسند کے لئے آپ ہی کو اپنا جانشین نامزد کر دیا۔

آپ کی شادی قبیلہ لون کی ایک پاک طینت عورت سے ہوئی جن کے بطن سے آپ کو خدا نے دو بیٹے عطا فرمائے۔ ایک حافظ جمال اللہ دوسرے حافظ غلام محمد ہوئے۔ حافظ جمال اللہ مجذوب و مست الست فقیر تھے۔ اور حافظ غلام محمد علوم دینیہ کے بہت متبحر عالم باعمل ہوئے ہیں۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے قریبی عقیدت مندوں میں سے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حافظ جمال اللہ کے صاحبزادے حافظ غلام حسن حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نامور شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز حافظ غلام حسن سے اکثر اوقات فتوے اور مسائل تحریر کرایا کرتے تھے۔ ان میں سے بعض مسودات قلمی اب بھی حافظ غلام حسن مرحوم کی اولاد کے پاس محفوظ ہیں۔

سیرت و کردار☆: آپ ایک بلند پایہ متبحر عالم باعمل فقیہہ و متقی نیک پارسا، عبادت گزار پابند شریعت و طریقت اور حسن اخلاق کا مجسمہ تھے۔ آپ کے ہاتھ پر ہزاروں غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ لاتعداد گمراہوں کو راہ ہدایت ملی۔ بے شمار لاعلاج مریضوں کو آپ کی دعا سے شفا عطا فرمائی۔

آپ کی خانقاہ معلیٰ میں دن رات دکھ درد کے مارے ہوئے لوگ بیٹھے رہتے اور آپ کی ایک نگاہ ولایت کے منتظر رہتے۔ آپ کی نگاہ میں خدا نے وہ کمال عطا فرمایا تھا کہ جس طرف چشم کرم اُٹھتی جاتی تھی فیض کے دریا بہہ جاتے تھے۔

آپ کے خلفاء☆: آپ کے خلفاء میں حضرت میاں محمد عثمان نقشبندی بہت بڑے ولی کامل اور صاحب طریقت و شریعت بزرگ ہوئے ہیں۔ جن کے فیض ولایت سے لاتعداد لوگوں نے اکتساب فیض لیا ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۸۰ھ بمطابق 1766ء کو ہوا۔

مزار پُر انوار چوک بازار جھنگ صدر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مخدوم ابوالحسن ڈاہری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ثانی غزالی، جلیل القدر ولی، عارف حقانی، عالم ربانی، حضرت علامہ مخدوم ابوالحسن بن بادل ڈاہری ضلع نوابشا
تحصیل دولت پور کے ایک گوٹھ میں تقریباً ۱۱۱۶ھ بمطابق 1704ء میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔
آپ کی عظیم شخصیت پر ''تذکرہ اولیائے سندھ'' نے صرف چھ سطر کا مضمون دیا ہے اور بعض کتابوں میں تو تحقیق سے صرف نظر
گیا ہے لیکن ڈاکٹر حافظ غلام محمد ڈاہری صاحب کا اللہ تعالیٰ بھلا کرے کہ انہوں نے مخدوم صاحب کی کتاب ''سراج المصلی''
ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور آپ کی سوانح حیات پر تحقیق کی ہے ہم یہاں ان کی تحقیق کا خلاصہ مع ترجمہ پیش کرتے ہیں۔
تعلیم و تربیت ☆: مخدوم ابوالحسن ڈاہری نے ابتدائی تعلیم غالباً اپنے گوٹھ پرانی کھارجانی تحصیل دولت پور میں حاصل
کی۔ اس کے بعد مزید تعلیم ہالانی شہر (تحصیل کنڈیارو) میں حضرت علامہ ابوبکر کی خدمت میں حاصل کی۔ اس کے بعد ہندوستان کے
مختلف علاقوں کٹیانہ، سورت، گجرات اور احمد آباد کے علماء کرام کے ہاں تعلیم و تربیت حاصل کی اور مولانا نورالدین احمد آبادی اور مولانا
مرزا محمد خلیل بدخشانی جیسے علماء محققین سے تحصیل کی۔ امام اہلسنت، بارہویں صدی کے مجدد، افتخار ملت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی، مخدوم
حیات سندھی مدنی، مخدوم محمد قائم ٹھٹوی اور علامہ سید محمد ہاشم گجراتی وغیرہ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ استفادہ کیا۔ جس کا تذکرہ آپ نے
اپنی تصانیف جمیلہ **سراج المصلی، ککول نامہ، رفع الفریۃ، والمریۃ اورینابیع الحیواۃ الابدیہ** میں کیا
ہے۔

بیعت و خلافت ☆: حضرت پیر سید زین العابدین شاہ گیلانی قادری راشدی مدظلہ العالی اپنی معروف زمانہ تصنیف تذکرہ
انوار علمائے اہل سنت میں رقمطراز ہیں کہ مخدوم ابوالحسن ڈاہری اپنی کتاب ینابیع الحیواۃ الابدیۃ، فارسی، قلمی، جلد ۲ باب ۳ فصل
ص ۴۳ پر اپنے پیرومرشد کا اسم گرامی حضرت عبدالرسول صدیقی احمد آبادی رحمتہ اللہ علیہ (ہندوستان) بتایا ہے۔ مرشد کریم کی طرف
سے جو سند خلافت عطا ہوئی اس سند کو یوں درج فرمایا ہے: مخدوم ابوالحسن ڈاہری عن حضرت عبدالرسول صدیقی احمد آبادی عن حضرت
شاہ فتح اللہ عن حضرت خواجہ محمد معصوم عن و ابن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی قدس سرہ النورانی سرہند شریف (انڈیا)
رحمہم اللہ تعالیٰ اس سے معلوم ہوا کہ آپ طریقت میں سلسلہ نقشبندیہ رکھتے تھے۔
مخدوم ابوالحسن ڈاہری عاشق رسول مقبول، شب خیز عابد، کامل ولی اللہ، محدث عصر، فقیہ لاثانی اور عارف یگانہ تھے۔

سفر حرمین شریفین ☆: مخدوم ابوالحسن ڈاہری علم ظاہری پڑھنے کے بعد اپنے استاد محترم مولانا نورالدین احمد آبادی کے ساتھ ۱۱۴۳ھ بمطابق 1730ء میں حج بیت اللہ اور روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

شادی واولاد ☆: مخدوم ابوالحسن ڈاہری نے اپنے خاندان میں شادی کی۔ اس کے بطن سے ایک بیٹا تولد ہوا، آپ کو اپنے مرشد سے بے حد محبت تھی اس لئے مرشد کا نام ''عبدالرسول'' بیٹے کے لئے تجویز کیا۔ میاں عبدالرسول کو ایک بیٹا مسمی محمد پریل اور ایک بیٹی مائی مریم تولد ہوئیں۔ مائی مریم کی شادی سن شہر (ضلع دادو) کے قاضی خاندان کے مشہور ومعروف عالم حکیم قاضی عبدالغنی ڈاہری (۱۹۰۳ء) اور مولانا قاضی عبدالکریم ڈاہری کے والد محترم قاضی نعمت اللہ بن ابوالمعالی ڈاہری سے منعقد ہوئی۔

ابوالحسن اور مخادیم سندھ ☆: ''ابوالحسن'' کے نام سے سندھ میں تقریباً چھ جلیل القدر علماء گزرے ہیں، جن کی وضاحت درج ذیل ہے۔

۱۔ ابوالحسن محمد بن عبداللہ سندھی بصری: یہ سندھی عالم بصرہ میں رہتے تھے اور تیسری صدی ہجری کے محدث ہو گزرے ہیں۔

آپ کی علمی وقلمی خدمات ☆:

۱۔ سراج المصلی (فارسی منظوم): فقہ حنفیہ کے مطابق مسائل نماز پر مشتمل ہے جس میں ۶۳۸۸ ابیات ہیں۔

۲۔ رفع الفریۃ والمریۃ (عربی): فقہ حنفیہ کے مطابق خرید وفروخت اور قرض کے متعلق سوال و جواب کی صورت میں ہے۔ اور سوالات کی تعداد ۴۳ ہیں۔

۳۔ کشکول نامہ (فارسی منظوم) یہ رسالہ تصوف کے موضوع پر ہے اور شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد سندھ نے دوبارہ شائع کیا ہے۔

۴۔ نبراس تصاریف فارسیہ۔ فارسی گرائمر کے متعلق ایک رسالہ ہے ڈاکٹر غلام محمد ڈاہری نے سندھی ترجمہ کیا ہے اور مخدوم ابوالحسن ڈاہری اکیڈمی دوڑ ضلع نوابشاہ نے ۱۹۹۶ء میں شائع کیا ہے۔

۵۔ رسالہ درنور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فارسی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت سے متعلق ہے اور مولانا محمد ادریس ڈاہری نے سندھی ترجمہ کیا ہے۔

۶۔ البدعۃ المرعیۃ للوزن الشرعیۃ (منظوم فارسی) موضوع فقہ

۷۔ تبیان انبیہ فارسیہ: فارسی گرائمر سے متعلق ہے۔

۸۔ خطبہ سندھی: جمعہ وعیدین کے خطبات مخدوم صاحب کی تصنیف ہے جو کہ سندھی ابیات پر مشتمل ہے۔

نوٹ ☆: اس کا مطلب ہے کہ آپ کی تحقیق کے مطابق جمعہ کا خطبہ عربی کے علاوہ عجمی زبانوں سندھی، اردو، بلوچی، سرائیکی، پنجابی، بنگالی، گجراتی وغیرہ میں پڑھنا جائز ہے۔

مخدوم ابوالحسن کی تصنیف ''ینابیع الحیواۃ الابدیہ'' کے ابتدائی حصہ پر کام کر کے ڈاکٹر ابوالفتح محمد صغیرالدین سابق چیئرمین شعبہ اسلامک کلچر سندھ یونیورسٹی جامشورو نے ۱۹۷۱ء کو ڈاکٹر عبدالواحد ہالیپوتہ مرحوم کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اس

کے علاوہ ڈاکٹر غلام محمد ڈاہری نے مخدوم ابوالحسن ڈاہری کی کتاب ''سراج المصلی'' پر ریسرچ کر کے ۱۹۹۳ء کو سندھ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال نے ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۱۸۱ھ/ ۱۷۶۷ء کو ہوا۔ ''تاریخ بلوچ'' کے مصنف اور شاعر میاں عبدالمجید جو کہ یہ ''مجیدی'' جو کہ میر فتح علی خان ٹالپر کے عہد کے نامور شاعر تھے اس نے آپ کی وفات پر فارسی میں قطعہ تاریخ رقم کی۔

ہاتف از تاریخ او گفتہ بمن
جائے جنت اوست کہ اوچون بوالحسن
ہست ایں ابیات از ''عبدالمجید''
''حق دھد توفیق بر خیرش مزید''
۱۱۸۱ھ

مخدوم ابوالحسن ڈاہری رحمتہ اللہ علیہ کا مزار شریف موجودہ دوڑ اسٹیشن (ضلع نواب شاہ، صوبہ سندھ) کے قریب ڈاہری قوم کے ایک گوٹھ میں مرجع خلائق ہے۔ مزار شریف پر عالی شان گنبد قائم ہے جو کہ آپ کے بیٹے یا پوتے نے تعمیر کروایا تھا۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ محمد عمر چمکنی نقشبندی رحمۃ اللہ

تعارف ☆: قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، امام الواصلین، دلیل الکاملین، برہان العاشقین، مورخ عظیم، شیخ المشائخ، عمدۃ العلماء، قدوۃ الفضلاء، غوث زماں حضرت خواجہ میاں محمد عمر چمکنی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نیر افق ولایت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ماہ صفر المظفر ۱۰۸۴ھ بمطابق 1673ء بعہد اورنگزیب عالمگیر دریائے راوی کے کنارے آباد موضع فرید آباد ضلع ساہیوال صوبہ پنجاب میں جناب محمد ابراہیم خان بن قادر خان المعروف کالا خان بن فقیر خان بن آدم خان بن احمد خان بن یوسف خان بن ایمل خان بن عیسیٰ خان جن کا تعلق بنی اسرائیل افغان قوم سے تھا کے گھر ہوئی۔

آپ کے دادا دادی جندول باجوڑ ایجنسی صوبہ سرحد کے ترکلانی تزی قبیلہ کی شاخ موسیٰ خیل سے صاحب علم وفضل اور سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ کے مشہور بزرگ تھے، حکمران طبقہ دیگر ہر قسم کے لوگ ان کی روحانیت اور علم وفضل وکمال کے معترف تھے۔

آپ کے دادا حضرت قادر خان شاہجہان کے عہد میں ۱۰۴۶ھ بمطابق 1636ء میں باجوڑ سے لاہور تشریف لائے، شاہجہان کو جب ان کی آمد کا علم ہوا تو اس نے ان کی بہت خاطر ومدارت کی اور انتہائی تعظیم وتکریم سے پیش آیا۔ اور آپ کو دریائے راوی کے کنارے ضلع ساہیوال کے موضع فرید آباد کی جاگیر نذر کی۔ آپ اپنے اہل خانہ وکنبہ کے افراد کے ہمراہ ۱۰۴۸ھ بمطابق 1638ء میں موضع فرید آباد ضلع ساہیوال میں آکر آباد ہوئے اور تحفہ میں ملنے والی جاگیر کا انتظام والصرام خود سنبھال لیا۔ فرید آباد کے قریب کے موضع سید والہ کے ایک سادات گھرانے میں جناب حضرت قادر خان کی شادی ۱۰۵۲ھ بمطابق 1642ء میں ہوئی۔ اس بیوی سے خدا نے انہیں ایک بیٹا عنایت کیا جس کا نام انہوں نے محمد ابراہیم رکھا۔ ابھی وہ لڑکا چھوٹا ہی تھا کہ جناب قادر خان فرید آباد سے نقل مکانی کر کے اپنے آبائی وطن باجوڑ ایجنسی کو عازم سفر ہوئے۔ جب دریائے سندھ کو عبور کر کے خدو خیل کے علاقہ موضع کالو خان پہنچے تو دشمنوں نے حضرت قادر خان کو ۱۰۶۶ھ بمطابق 1656ء میں شہید کر دیا۔

جناب محمد ابراہیم کی عمر عزیز قریباً دس گیارہ برس کی تھی کہ اس عمر میں اپنے والد گرامی کو اسی مقام پر دفن کر کے اپنے آبائی علاقہ باجوڑ میں تشریف لے آئے، اور وہاں کچھ عرصہ قیام کر کے واپس اپنی جاگیروں موضع فرید آباد ضلع ساہیوال میں تشریف لے آئے۔

انہی دنوں پشاور اور اس کے گردونواح میں ہولناک قحط پڑا، بڑے بڑے زمیندار وامراء مفلوک الحال ہو گئے۔ افلاس وغربت کی وجہ سے ان کو وطن چھوڑنا پڑا، موضع چمکنی نواح پشاور کے خان ملک سعید خان ترک وطن کر کے بمعہ اہل وعیال وکنبہ سمیت آپ کے والد

گرامی جناب محمد ابراہیم خان صاحب کی جاگیر فرید آباد ضلع ساہیوال پہنچے اور وہاں سکونت اختیار کی۔

فرید آباد میں قیام کے دوران ملک سعید خان نے اپنی صاحبزادی کا نکاح جناب محمد ابراہیم سے کر دیا۔ ان اہلیہ کے بطن سے جناب محمد ابراہیم کو خدا نے تین فرزند جن میں محمد موسیٰ، محمد عیسیٰ اور محمد عمر عطا فرمائے۔

جب قحط سالی کا دور ختم ہوا تو ملک سعید خان اپنے علاقہ چمکنی نزد پشاور آ گئے۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد جب انہیں پتہ چلا کہ ان داماد جناب محمد ابراہیم وصال فرما چکے ہیں تو وہ واپس فرید آباد آئے، اور اپنے نواسوں اور صاحبزادی کو ہمراہ لے کر موضع چمکنی نزد پشاور آ گئے۔

۱۰۹۳ھ بمطابق 1682ء کو جب آپ اپنے نانا اور والدہ کے ہمراہ موضع چمکنی تشریف لائے تھے تو اُس وقت آپ کی عمر عزیز صرف ۹ برس تھی۔ آپ کی پرورش اور تربیت والدہ ماجدہ اور نانا بزرگوار کے زیر سایہ ہوئی۔ آپ کے نانا نے آپ کی تعلیم کا انتظام احسن طور پر کیا، مگر اس جوہر قابل کو جن اساتذہ نے سنوارہ اور آپ کی ذات میں نکھار پیدا کیا ان میں مولانا شیخ محمد فاضل پاپینی ننگرہار، شیخ فرید اکبر پوری، مولانا حاجی محمد امین پشاوری، مولانا عبدالغفور مجددی پشاوری، مولانا سید محمد یونس گیلانی طوروی اور مولانا شیخ دریا خان چمکنی جیسی مشہور زمانہ اور نادر روزگار شخصیات قابل ذکر ہیں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں سرالاعظم ابواسماعیل حضرت شیخ محمد یحییٰ المعروف جی بابا اتکی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد تکمیل مجاہدات ومنازل سلوک طے کرنے کے بعد انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وصاحب ارشاد ہوئے۔

نوٹ ☆: آپ کو اپنے دادا مرشد حضرت شیخ سعدی نقشبندی علیہ الرحمۃ جو حضرت شیخ سید آدم بنوری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے کے ساتھ انتہا درجہ کی عقیدت ومحبت تھی۔

اس سلسلہ میں آپ اپنی کتاب ''ظواہر السرائر'' کے صفحہ 434-433 پر رقمطراز ہیں کہ آپ پہلی بار ۱۱۰۴ھ بمطابق 1692ء کو حضرت شیخ سعدی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس کے بعد جب بھی اپنی جاگیر فرید آباد ضلع ساہیوال تشریف لے جاتے تو راستے میں لاہور میں حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ضرور حاضری دیتے، اور ارادت ومحبت کا اظہار فرماتے۔ ۱۱۰۵ھ بمطابق 1693ء میں آپ کے دادا مرشد حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ موضع مٹہ خیل علاقہ دوآبہ میں مولانا محمد فاضل پاپینی کے ہاں تشریف لائے تو اس وقت آپ نے ان کی خدمت میں حاضری دی تھی۔

جب حضرت شیخ سعدی نقشبندی لاہوری علیہ الرحمۃ موضع اچینی نواح پشاور میں حضرت شیخ ابراہیم چشتی علیہ الرحمۃ کے پاس تشریف لائے تھے، تو آپ ان کے ہمراہ تھے، آخر میں جب حضرت شیخ سعدی نقشبندی علیہ الرحمۃ ۱۵ صفر المظفر ۱۱۰۶ھ بمطابق 1694ء کو کوہاٹ وغیرہ کا دورہ کر کے واپس پشاور تشریف لائے تو آپ نے ان کا بھرپور استقبال کیا تھا۔

آپ کی تبلیغی خدمات ☆: ظاہری وباطنی علوم کی تحصیل وتکمیل کے بعد آپ درس وتدریس وعظ ونصیحت وتبلیغ واشاعت

علوم اسلامیہ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج میں مصروف ہو گئے۔ ابتداً مسجد خواجہ معروف گنج دروازہ پشاور شہر میں نماز جمعۃ المبارک پڑھاتے رہے، بعد میں آپ نے موضع چمکنی نزد پشاور میں ایک مسجد بنوائی اور وہاں پر تبلیغ و اشاعت دین کا کام شروع کیا جو تادم آخر جاری رہا۔

اس کے علاوہ آپ نے موضع چمکنی میں ہی اپنی رہائش گاہ کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد بھی بنوائی، جس میں ایک حصہ اپنی رات کی عبادت کے لئے مخصوص کر رکھا تھا، اس حصہ میں آپ ساری رات عبادت میں مصروف رہتے، صبح کو جامع مسجد چمکنی میں طلباء کو درس دیتے تھے، آج سے پچاس برس قبل تک یہ مدرسہ بہت شہرت کا حامل رہا، جہاں پورے صوبہ سرحد اور افغانستان تک سے متلاشیان علوم دینیہ آ کر اکتساب فیض کرتے تھے۔

سیرت و کردار☆: آپ کا معمول تھا کہ دن کو گردونواح کے شہروں اور دیہاتوں میں دورے کر کے لوگوں کو **اَمَرْبِالْمَعْرُوْف اور نَهِیُ عَنِ الْمُنْكَرْ** کی تبلیغ فرماتے۔ تمام اوقات عبادت الٰہی اور خدمت خلق اللہ میں صرف کرتے، آپ نے اپنی خانقاہ میں لنگر خانہ بھی قائم کیا ہوا تھا، جہاں سے ہر آنے جانے والے کو دو وقت کا کھانا ملتا تھا۔

ایک اندازے کے مطابق 500 کے قریب افراد روزانہ دو وقت کا کھانا آپ کے لنگر سے کھاتے تھے، آپ کی نظر امراء، غرباء، مساکین پر یکساں تھی۔ ہر طبقہ کے لوگ آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے۔

آپ کی خانقاہ معلیٰ باقاعدہ طور پر دینی علوم اور سلوک و معرفت کا مرکز تھی، جہاں سے ہر طالب حق، اپنی ہمت و بساط کے مطابق صاحب معرفت اور عالم دین بن کر نکلتا، آپ کی صحبت خاص اور درسگاہ و خانقاہ سے فیض یاب ہو کر نکلنے والے صاحبان علم و معرفت دور دراز علاقوں میں جا کر دین اسلام کی تبلیغ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت میں مشغول ہو کر مخلوق خدا کو پیغام رشد و ہدایت جاری فرماتے۔ آپ کی زندگی انتہائی سادہ اور ریاکاری سے پاک تھی، عموماً دن کے وقت روزہ سے ہوتے، اگر کبھی روزہ نہ بھی ہوتا تو پھر بھی کھانا بہت کم کھاتے تھے، آپ بغیر ضرورت سے بھی گفتگو نہ فرماتے تھے، انتہائی درجہ کے متبع سنت اور تقویٰ و پرہیز گاری کا عملی نمونہ تھے۔

نادر شاہ و احمد شاہ ابدالی آپ کی خدمت میں☆: بارہویں صدی ہجری کا جابر و متکبر بادشاہ نادر شاہ ۱۱۶۰ھ بمطابق 1747ء میں آپ کی خدمت میں سلامی اور حاضری کے لئے آیا، احمد شاہ ابدالی آپ کا مرید خاص تھا۔

احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملے کی دعوت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے آپ ہی کے ذریعہ دی تھی۔

احمد شاہ ابدالی اپنی جنگی مہمات کے سلسلہ میں پشاور کے علاقہ میں آتا تو آپ کی خدمت میں ضرور حاضری دیتا اور بڑی ہی عقیدت و نیازمندی کا اظہار کرتا تھا۔ 1761ء میں ہندوستان پر لشکر کشی کے موقع پر آپ کے ساڑھے سترہ ہزار کامل مریدین اور خلفاء، احمد شاہ ابدالی کے ہمراہ تھے، جن میں آپ کے فرزند حضرت صاحبزادہ عبداللہ میاں گل اور آپ کے مریدین خاص اخوند محمد یوسف اخوند جان محمد کلان اور اخوند محمد اکرم بھی شامل تھے۔

احمد شاہ ابدالی نے چمکنی کی خانقاہ معلیٰ اور لنگر کے لئے ہزاروں جریب زمین وقف کر دی تھی، اس کے علاوہ پشاور، مردان، باجوڑ

اور مشرقی افغانستان کے بہت سے خوانین نے بھی اپنی قیمتی اراضی آپ کے نام وقف کر رکھی تھی۔

چنانچہ آپ کی خانقاہ کے ساتھ ملحقہ زمین ساڑھے چودہ ہزار جریب تک پہنچ گئی تھی، جو انگریز کے عہد حکومت میں صوبہ سرحد کے محکمہ اوقاف نے اپنی تحویل میں لے لی تھی۔

آپ کے نام وقف ان تمام رقبہ جات کی آمدنی طلباء و علما اور خانقاہ کے درویشوں اور مجاہدین کے جنگی سامان اور غربا مساکین کی خوراک و لباس اور اسلامی مدارس کی اعانت اور محبانِ راہ طریقت کی مہمان نوازی پر صرف ہوتی تھی۔

جناب پروفیسر محمد حنیف، ''مناقب از مسعود گل'' کے صفحہ نمبر 3 کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ

چــه بــه راغــے پیسـورتــه نـور بــه تـل
پـــه گـلــزار و حــمـکـوبـــه دو بـلـبـل

یعنی احمد شاہ ابدالی جب پشاور میں تشریف لاتے تو بلبل کی مانند گلزار چمکنی میں حاضری دیتے۔

ایک اور پشتون شاعر جناب بیاض خان جدون ساکن تحصیل صوابی آپ کا بہت معتقد تھا۔ اس نے اپنے پشتو اشعار میں آپ سے بڑی عقیدت و محبت کا اظہار کیا، اس کے ایک شعر کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ ''جونہی کوئی میاں محمد عمر کا نام لیتا ہے تو میں (بیاض خان) فوراً ہی اس طرف رخ کر کے سلام کے لئے ہاتھ ماتھے پر رکھ لیتا ہوں۔''

سرداران وقت و امراء کی آپ کی خدمت میں حاضری ☆: چونکہ آپ صاحب جلال و جمال بزرگ تھے، خداوند عالم نے آپ کو فقیری میں سلطانی کا منصب عطا فرمایا تھا، یہی وجہ تھی کہ وقت کے بڑے بڑے سرداران، ذی جاہ امراء، سلاطین زمانہ آپ کی بارگاہ میں سلامی و خدمت و قدمبوسی کے لئے حاضر ہونا باعث فخر سمجھتے تھے۔ وقت کے جو امراء اور سرداران قبائل آپ کی قدمبوسی کے لئے چمکنی میں حاضر ہوئے، ان میں احمد شاہ ابدالی کے سپہ سالار سردار جہان خان خوگیانی، احمد شاہ ابدالی کے وزیر اعظم شاہ ولی خان درانی، امیر لشکر سردار عبداللہ خان درانی، ارباب آزاد خان مہمند، جان محمد درانی حاکم پشاور، شہباز خان خٹک، سردار فتح خان کمال زئی، احمد شاہ ابدالی کے وزیر عدلیہ، اخوند فیض اللہ، سردار فیض طلب خان محمودزئی، ارباب زادہ شکر خان، نورالدین خان باقی زئی، حاکم کشمیر، نواب نصراللہ خان اورکزئی، رئیس پشاور، امانت خان رئیس چمکنی، نواز جنگ خان کوہاٹی، عظمت خان بنگش، قاسم خان اورکزئی، وجیہہ الدین خان خٹک، جیون خان سواتی اور نور محمد خوگیانی رئیس پشاور خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آپ کی تصانیف و تالیف ☆: آپ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم، شاعر اور صاحب تصانیف بزرگ ہوئے ہیں، آپ نے فارسی، عربی اور پشتو زبانوں میں کئی تصانیف لکھی ہیں، جن کے بارے خود فرماتے ہیں کہ:

فقیر کی تصانیف جو سب کو معلوم ہیں وہ فارسی و عربی میں نمایاں ہیں۔ جن میں بعض تو ہر ملک میں مشہور ہیں۔ آپ کی بعض تصانیف جو بعض کتب خانوں میں آج بھی محفوظ ہیں اور بعض کا ذکر بطور حوالہ بعض کتابوں میں ملتا ہے، ان میں چند کتابیں درج ذیل ہیں۔

توضیح المعانی شرح خلاصہ کیدانی (پشتو) صفحات 938، یہ کتاب فقہ کے مسائل اور تاریخی معلومات پر نادر ہے۔ اس کا قلمی نسخہ

مولانا فضل احمد حمدانی مرحوم کے مدرسہ رفیع الاسلام پشاور میں محفوظ ہے۔

المعالی! یہ کتاب علامہ علی بن عثمان اوشی کی مشہور تصنیف، قصیدہ امالی کی شرح ہے، اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ سید محمد فاروق بنوری محلہ ماڑی بھانہ پشاور میں محفوظ ہے۔۔

شمس الہدیٰ بدر الدجیٰ! عربی زبان میں اس کتاب کا قلمی نسخہ، اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

شمائل النبی! تخمصی درود شریف، رسالۃ التجوید، شرح صلاۃ ملحمہ، پشتو نسب نامہ، خزینۃ الاسرار، یا سر الاسرار (فارسی)

طوائر السرائر (فارسی) اس کتاب میں حضرت شیخ سعدی لاہوری کی سوانح حیات اور اسلاف نقشبندیہ اور شیخ سید آدم بنوری علیہ الرحمۃ اوران کی اولاد و خلفائے کرام کا ذکر درج ہے، اس کے علاوہ اس کتاب میں آپ نے اپنے مرشد حضرت سر الاعظم شیخ یحییٰ المعروف جی انکی علیہ الرحمۃ کے حالات و واقعات اور خوارق درج کئے ہیں۔

نوٹ ☆: اس کتاب کے ایک حصے کا فارسی سے اردو ترجمہ مورخ سلسلہ عالیہ صابریہ جناب نذر صابری صاحب مدظلہ العالی نے اپنی نوک قلم سے بڑے ہی خوبصورت انداز میں کیا ہے، جو فقیر راقم الحروف کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

آپ کے خلفائے کرام ☆: آپ کے خلفائے کرام بھی اسی طرح صاحب علم وفضل وکمال اور صاحب سلوک ومعرفت اور صاحب ترک وتجرید ہوئے ہیں، آپ کے لاتعداد خلفاء میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

حضرت اخوند ملا عبدالحکیم موضع گجر گڑھی ضلع مردان، اخوندزادہ حاجی فضل اللہ موضع آگرہ تحصیل چارسدہ ضلع پشاور، حضرت محمدی صاجزادہ صاحب یہ آپ کے فرزندِ ارجمند ہیں۔ جو اپنے وقت کے جید عالم دین بھی تھے، ان کے علاوہ عبیداللہ میاں گل صاحب یہ بھی آپ کے فرزند ارجمند ہیں، قاضی اخوند عبدالرحمٰن صاحب پشاور شہر، ارباب معزاللہ خان موضع سربند کوٹلہ مہمند محسن خان نواح پشاور، اخوند حافظ شیر محمد صاحب بازار احمد خان بنوں شہر، حضرت خوندزادہ شیخ سید شاہ محمد سدومی غارہ باڈے موضع رستم ضلع مردان حضرت مولانا نور محمد قریشی موضع خوان کلی تھانہ مالاکنڈ ایجنسی، احمد شاہ ابدالی المعروف لوے بابا، بادشاہ درانی، حضرت شاہ فضل احمد معصوم سرہندی پشاور شہر، حضرت مولانا حافظ صاحب مرغزئی نزد سیدو شریف سوات، حضرت سید غلام محمد قادری المعروف شاہ محمد لاہوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۹۰ھ ماہ رجب المرجب بمطابق 1776ء بروز جمعرات کو ہوا۔ مزار پُرانوار پشاور شہر سے تین میل دور جانب مشرق موضع چمکنی نزد جی ٹی روڈ میں مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مرزا مظہر جان جاناں نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صدر نشین محفل مشاہدات غیبی، تارک از مملکت دنیا، طالب عقبیٰ، آفتاب علم و حکمت، غریق دریائے توحید و رسالت، مستغرق در بحرِ عشق و محبت، واقف اسرار علم لدّنی حضرت مرزا مظہر جان جاناں نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت گیارہ رمضان المبارک 1110 ہجری بمطابق 1698ء کو قصبہ مالوہ کالا باغ انڈیا میں اپنے وقت کی عظیم شخصیت مرزا محمد جان کے گھر ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد دو بزرگوں بابا خان اور مجنون خان ہمایوں کے ساتھ ہندوستان آئے تھے۔ یہ دونوں پہلے ہمایوں اور پھر اکبر کی فوج میں اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔

مجنون خان ہندوستان میں قاقشالان کے سردار تھے۔ ان کی وفات کے بعد قاقشالان کے سردار بابا خان بنے۔ آئین اکبری کے سلسلہ میں جن لوگوں نے بغاوت کی تھی ان میں بابا خان بھی تھے۔ اکبر نے بغاوت دبا دی لیکن شاہی فتح ہونے سے قبل بابا خان کا انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد حفظ ماتقدم کے طور پر اس خاندان پر اقتدار کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ آپ کے جد امجد تک یہ سلسلہ موقوف رہا۔ بعد ازاں اورنگزیب کے منصب داروں میں آپ کے والد گرامی مرزا محمد جان کا نام شامل تھا۔ اور حیدر آباد دکن میں تعینات تھے۔ مرزا محمد جان نے ملازمت سے استعفیٰ دے کر تمام سامان غریبوں، فقیروں میں تقسیم کر دیا۔ اور صرف پچیس ہزار روپیہ بیٹی کی شادی کے لیے پاس رکھا۔ مگر چند روز گزرنے پر ان کے کسی دوست کو ضرورت پڑی تو وہ رقم بھی ان کو دے دی۔

1110 ہجری میں آپ کی ولادت کی خبر اورنگزیب نے سنی تو اس نے مرزا جان کے نام کی مناسبت سے آپ کا نام جان رکھ دیا۔ اور شمس الدین اور حبیب اللہ آپ کے القاب تھے اور تخلص مظہر تھا۔ بعد میں یہ نام جان جاناں بن گیا اور اتنا مقبول ہوا کہ آپ اپنے خطوط میں خود بھی یہی لکھنے لگے۔

آپ کے والد گرامی مرزا جان نے اپنے اکلوتے بیٹے کو آداب بادشاہی، فنون سپاہ گری اور دوسرے مروّجہ فنون سکھائے۔

علوم دینیہ کی تعلیم ☆: آپ نے رسائل فارسی محاورہ وغیرہ اپنے والد گرامی سے پڑھے اور قرآن پاک علم تجوید اور قرأت کی سند قاری عبدالرسول سے حاصل کی۔

1130ہجری میں والد گرامی کے وصال کے بعد حضرت حاجی محمد افضل سے حدیث اور تفسیر قرآن پڑھ کر علوم دینیہ کی تحصیل و تکمیل کی۔اس کے بعد تصوف اور باطنی علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت نور محمد بدایونی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور چار سال خدمت مرشد کے بعد 1135ہجری بمطابق 1722ء میں مرشد کامل سے خرقۂ خلافت واجازت حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔ 1722ء میں ہی آپ کے مرشد کامل کا وصال ہوگیا۔

آپ کو اپنے مرشد کامل سے اتنی عقیدت ومحبت اور ارادت تھی کہ چھ سال کی طویل مدت تک مرشد کے دربار کی مجاوری کرتے رہے۔

اس کے بعد آپ حافظ سعد اللہ کے مرید ہو گئے۔اور بارہ سال تک ان کی خدمت کرتے رہے۔جب ان کا بھی وصال ہو گیا تو آپ شیخ محمد عابد سنامی کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے اور ان سے خرقۂ اجازت وخلافت،سلسلہ عالیہ قادریہ سہروردیہ نقشبندیہ حاصل کر کے سرفراز ہوئے اور سلسلہ طریقت کے فروغ کے لیے رشد وہدایت کا فریضہ سرانجام دینا شروع کر دیا۔

سیرت وکردار☆: خداوند کریم نے آپ کو انتہائی خوبصورت، وجیہہ اور تندرست جسامت عطا فرمائی تھی۔دراز قد،سر پر عمامہ باندھتے،لباس بہت معمولی مگر صاف ستھرا قمیض پیش چاک پہنتے تھے۔کاندھے پر ناشپاتی رنگ کا رومال سموسہ بنا کر ڈالتے تھے۔ سر کے بال لمبے،کشادہ پیشانی،گھنی ریش مبارک اور بڑے ہی نازک مزاج تھے۔آپ کی نفاست ولطافت طبع ضرب المثل ہوگئی تھی۔

کسی دوسرے کے ہاتھ سے کیا ہوا کام آپ کو پسند ہی نہ تھا۔اکثر اپنے گھر کے کام کاج بھی اپنے ہی ہاتھوں سے کرتے تھے۔اس سے بڑھ کر نفاست کیا ہوگی کہ اگر چارپائی میں ذراسی بھی کان ہو تو آپ کو رات بھر نیند نہیں آتی تھی۔

ایک مرتبہ خانقاہ حضرت شاہ عبدالہادی امروہہ میں قیام کیا تو انہوں نے بہت عمدہ چارپائی باریک سوتری کی آپ کے لیے بنوائی۔مگر آپ رات کو جب اس چارپائی پر لیٹے تو بالکل نہ سوئے۔صبح چارپائی ناپنے پر معلوم ہوا کہ اس میں ہلکی سی کان تھی۔اگر لحاف کے دھاگے ٹیڑھے سلے ہوتے تو آپ اس لحاف میں نہیں سو سکتے تھے۔

توکل آپ میں حد درجہ کا تھا۔دولت مندوں سے نہ ملتے اور ان کے تحفے قبول نہ کرتے تھے۔جمعرات کے روز پابندی سے جامع مسجد میں جاتے۔تمام پرستار عقید تمندان ومحبان وہاں ہی آ کر خدمت بجالاتے اور شرف ملاقات حاصل کرتے تھے۔

ایک مرتبہ کسی امیر نے آپ کے رہنے کے لیے ایک حویلی اور خانقاہ اور غریبوں کے لیے آمدنی کے کچھ ذرائع پیش کیئے۔مگر آپ نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ جب مکان گر جانا ہی ہے تو پھر اپنا ہو یا دوسرے کا برابر ہے۔اور ہر شخص کی روزی خدا کے ہاتھ میں ہے۔جو ہر حالت میں پہنچتی ہے۔آپ بلا کے ذہین اور خوش بیان مقرر تھے۔ذہانت،فتانت،ذکاوت،خوش گفتاری اور فصاحت وبلاغت،دقتِ فہم، سلاست گفتگو،فصاحت کلام اور خوش گوئی میں یکتائے لیل ونہار اور بےمثل روزگار زمانہ تھے۔

منصوبۂ شہادت☆: آپ کے مریدین میں سب سے بڑی تعداد روہیلوں کی تھی۔یہ وہ لوگ ہیں جو مغل حکومت کے لیے

برابر خطرہ بنے ہوئے تھے۔

نجف خان کے زمانے میں روہیلوں کا بہت زیادہ زور ہو گیا تھا۔ یہ لوگ دہلی کے اکثر گلی کوچوں میں آباد ہو گئے تھے۔ روہیلے ابھی چونکہ عیش وعشرت میں نہیں ڈوبے تھے۔ اس لیے ان کے دست و بازو میں طاقت باقی تھی۔ اسی وجہ سے نجف خان کو ان سے خوف رہتا تھا۔ دہلی میں روہیلوں کا سب سے بڑا مرکز مرزا صاحب کی خانقاہ تھی۔ اس لیے نجف خان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ آپ کو شہید کرا دے۔

چنانچہ سات محرم الحرام 1195 ہجری کو رات کے پچھلے حصے میں کچھ لوگوں نے آپ کے دروازے پر دستک دی۔ نوکر باہر آیا۔ انہوں نے بتایا کہ ہم مرزا صاحب سے ملنے کے لیے آئے ہیں۔ نوکر نے آپ کو اطلاع کی تو آپ اپنی خوابگاہ سے باہر تشریف لائے۔ ان میں سے ایک نوجوان جو مغل تھا۔ آگے بڑھا اس نے آپ سے پوچھا کہ مرزا صاحب آپ ہیں۔ آپ نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس کے بعد اس کے دو ساتھیوں نے اس کی تصدیق کی۔ اور آپ پر فائر کھول دیا۔ گولی آپ کے سینے پر دل کے قریب لگی۔ آپ زمین پر گر گئے اور قاتل فرار ہو گئے۔ مسلمان جراحوں نے بہت علاج کیا مگر بے سود ثابت ہوا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال دس محرم الحرام 1195 ہجری بمطابق 28 دسمبر 1781ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار آپ کی بیوی کی ملکیتی حویلی ترکمان دروازہ دہلی میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

میر قمر الدین نے اس حدیث سے تاریخ وصال نکالی ہے۔

عاش حمیداً مات شہیداً

1195 ہجری

آپ کے مرید وخلیفہ مفسر قرآن حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی نے اس آیت شریفہ سے تاریخ اخذ کی۔

اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم ○

1195 ہجری

رہے آستاں رہے سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت علامہ حاجی فقیر اللہ علوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ہالۂ علوم، غواص بحر معانی، معدن گنجینۂ علوم لدنی، عارف باللہ، حضرت علامہ حاجی فقیر اللہ علوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ کا شمار واصلان صاحب اسرار میں ہوتا ہے۔

حضرت علامہ حاجی فقیر اللہ علوی بن عبد الرحمٰن بن شمس الدین گیارہویں صدی ہجری کے بالکل اوائل میں گاؤں 'ہروتاس' ضلع جلال آباد (افغانستان) میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ سلسلہ نسب میں علوی ہیں یعنی امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

تعلیم وتربیت ☆: علوم ظاہریہ کی تکمیل آپ نے افغانستان اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں کی اور اپنے تبحر علمی کی بدولت آپ کا شمار اس دور کے ممتاز ترین علماء اور فضلاء میں ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام فقیہ الاعظم مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی قدس سرہ الاقدس سے خوب استفادہ کیا۔ علامہ محمد صادق خصارکی افغانی، شیخ عبد القادر مکی، شیخ سید محمد عمر مکی، شیخ طیب خطیب بن عمر الناشری یمنی، شیخ محمد حیات سندھی مدنی حنفی وغیرہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم جیسے اساتذہ علم وفن سے فیضیاب ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆: علوم ظاہریہ کی تکمیل کے بعد علامہ فقیر اللہ علوی رحمتہ اللہ علیہ ایک طویل عرصہ تک مختلف ممالک کا سفر کرتے رہے اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ اسی زمانے میں آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت محمد مسعود دائم پشاوری علیہ الرحمۃ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی جو اپنے زمانے کے اکابر اولیاء ؒ میں سے تھے، آپ کا سلسلہ طریقت یہ ہے:

حاجی فقیر اللہ علوی عن شیخ محمد مسعود دائم عن شیخ محمد سعید لاہوری عن شیخ محمد آدم بنوری عن حضرت شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم۔

سلاسل طریقت کے متعلق ''قطب الارشاد'' (عربی) حضرت علامہ حاجی فقیر اللہ علوی پر نظر کرتے ہیں تو آپ نہ صرف چاروں سلاسل کے نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ میں صاحب اجازت تھے بلکہ شطاریہ، قشیریہ، شاذلیہ اور اس دور کے کئی مروجہ سلاسل طریقت میں بھی صاحب اجازت تھے۔ حضرت فقیر اللہ علوی شکارپوری رحمتہ اللہ علیہ نے قطب الارشاد میں آپ نے سلاسل گنواتے ہوئے تقریباً ہر سلسلے میں اپنے مشائخ عظام میں حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی نور اللہ مرقدہ کا ذکر کیا ہے۔

قندھار میں قیام ☆: آپ ایک طویل عرصہ تک قندھار میں مقیم رہے۔ قندھار میں آپ نے تعلیم بھی پائی اور خود بھی تعلیم دی۔ قندھار میں اب تک ایک مسجد آپ کے نام سے موسوم ہے۔

شکارپور میں قیام ☆: مختلف ممالک کی سیاحت کے بعد آپ ۱۱۵۰ھ کو شکارپور (سندھ) میں تشریف لائے۔ اور یہاں ایک خانقاہ کی بنیاد رکھی۔ جہاں پر امامت، خطابت، درس و تدریس، رُشد و ہدایت اور تصنیف و تالیف کے اہم کام میں سرگرم رہے۔

آپ کے معروف تلامذہ ☆: آپ سے کثیر مخلوق نے استفادہ کیا جن میں سے ایک قابل قدر اور عظیم الشان شخصیت امام العارفین حضرت پیر سائیں روزے دھنی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز ہیں۔

سیرت و کردار ☆: آپ کی ذات گرامی علم و فضل، زاہد و ورع، عرفان و تصوف کا وہ سرچشمہ تھی کہ سندھ، پنجاب، سرحد، افغانستان اور ہرات سے لوگ آپ کی خدمت میں کھنچ کھنچ کر آتے، ظاہری و باطنی علوم کی تعلیم حاصل کرتے اور عرفان کے نور سے منور ہو کر جاتے تھے۔

آپ پیکر اخلاق و اخلاص تھے، سادگی پسند تھے، اور سادات کرام کا نہایت احترام کرتے تھے۔ آپ کی سعی مشکور سے شکارپور میں ہندو خاندان مسلمان ہوئے۔

سفر حرمین شریفین ☆: آپ نے سات (۷) بار حج بیت اللہ اور مدینہ منورہ میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کی سعادت حاصل کی۔

کتب خانہ ☆: شکارپور کے دورانِ قیام میں آپنے ایک عظیم الشان کتب خانہ کی بنیاد رکھی جس میں متعدد نادر اور نایاب کتابیں تھیں لیکن افسوس ہے کہ آپ کے بعد پچاس سال ہی میں اختلاف نے اسلاف کی اس گنج گراں مایہ کو تلف کر دیا جو خدا ہی جانتا ہے کہ کس محنت سے جمع کیا گیا تھا۔

آج بھی آپ کی خانقاہ شریف پر مدرسہ، کتب خانہ ریسرچ سینٹر وغیرہ کے احیاء کی ضرورت ہے اور آپ کے تبرکات (تصنیفات) کے حفاظت و اشاعت کی بھی اہمیت ہے۔ اللہ کرے کوئی مجاہد اس طرف متوجہ ہو۔

تصنیف و تالیف ☆: حضرت علامہ حاجی فقیر اللہ علوی شکارپوری رحمتہ اللہ علیہ نے تصنیفات کا ایک بیش بہا ذخیرہ چھوڑا جن کی تعداد سترہ (۱۷) ہے ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ فتح الجمیل فی المدارج التکمیل (عربی تصوف اور سلوک کے موضوع پر ہے۔ ۲۔ براہین النجات من مصائب الدنیا و العرصات۔ ۳۔ فیوضات الٰہیہ۔ ۴۔ طریق الارشاد فی تکمیل المومنین و الاولاد۔ ۵۔ منتخبُ الاصُول (اصول فقیہ پر ہے)۔ ۶۔ وثیقۃ الاکابر (عربی) آپ نے ۱۱۶۰ھ کو اس کتاب کو تحریر فرمایا جو کہ اسناد علم حدیث پر ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے اور ایک قلمی نسخہ حافظ خان محمد صاحب کاکڑ کے پاس کوئٹہ میں تھا۔ ۷۔ قطب الارشاد (عربی) تصوف اسرار و رموز و اخلاق پر ہے، قاہرہ (مصر) سے طبع ہو چکی ہے۔ کوئٹہ سے بھی شائع ہوئی۔ اس کا ایک قلمی نسخہ پشاور لائبریری میں بھی موجود ہے۔

۸۔فتوحات الغیبیۃ فی شرح عقائد الصوفیہ (عربی) اس ضخیم کتاب کا موضوع فلسفہ، تصوف، اخلاق اور صوفیائے کرام کے عقائد و نظریات کی توضیح وشرح ہے۔اس کا ایک قلمی نسخہ مؤرخ ودانشور سید حسام الدین راشدی مرحوم کے کتب خانے میں موجود ہے اور اس نسخہ کو بجاطور پر تصوف کا انسائیکلو پیڈیا کہا جا سکتا ہے۔ ۹۔جواہر الاوراد (عربی)۔ ۱۰۔قصیدہ مبرورہ (عربی) یہ وہ قصیدہ ہے جو ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۱۶۳ھ کو آپ نے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ مواجہہ شریف کے سامنے بیٹھ کر دل کی کیفیات کو نظم میں قلمبند کیا تھا۔ ۱۱۔کتاب الازھار فی ثبوت الاثار (عربی)۔ ۱۲۔شرح قصیدہ بانت السعاد (فارسی) صحابی رسول حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مشہور ومعروف عربی قصیدہ بانت السعاد کی فارسی میں شرح لکھی جو کہ ضخامت کے حوالے سے تقریباً ۸۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۳۔فوائد فقیر اللہ (پشتو) طب ووظائف پر ہے۔ ۱۴۔ملفوظات شریف یہ کتاب ۳۲۲ صفحات پر مشتمل ہے اس کا ایک نسخہ حافظ خان محمد صاحب کے پاس کوئٹہ میں تھا۔ ۱۵۔مکتوبات علوی (عربی وفارسی مرتبہ: مولانا محمد فاضل، مطبوعہ: لاہور۔ یہ خطوط تصوف و عرفان، اخلاق وفقہ اور اسرار اسمائے الٰہی کے باریک نکات پر مشتمل ہیں۔ان مکاتیب کے مطالعہ سے علامہ فقیر اللہ علوی رحمتہ اللہ علیہ الباری کی علمیت، تبحر اور روحانی مقام ومرتبہ اور آپ کی تبلیغی واصلاحی سرگرمیوں کا پورا نقشہ سامنے کھینچ جاتا ہے۔ ۱۶۔ملفوظات وعملیات اس کا ایک نسخہ حافظ خان محمد صاحب کے پاس تھا۔ ۱۷۔شرح ابیات مشکل مثنوی (فارسی) یہ نسخہ ۶۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کا ایک قلمی نسخہ کابل میں پایا گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۳، صفر المظفر ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۱ء کو ہوا۔ آپ کا مزار پُر انوار شکار پور (سندھ) میں ہاتھی گیٹ کے اندر مرجع خلائق ہے۔مزار شریف پر عالیشان گنبد بنا ہوا ہے اس کے متصل مسجد شریف ہے۔آج بھی دربار مقدس کے منتظمین آپ کے اخلاف ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کو آپ کے نقش قدم پر چلائے۔آمین۔(تذکرہ صوفیائے سندھ)

علم فقیہ و حکیم، فقر مسیح و کلیم
علم ہے جویائے راہ، فقر ہے دانائے راہ

بشکریہ، تذکرہ انوار علمائے اہلسنت سندھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت میاں حماند متھر ومہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ، مالک مقام فنا فی اللہ، شیخ یگانہ، مرشد زمانہ، حضرت میاں حماند متھر ومہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آئینہ جمال حقانی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۱۳ھ بمطابق 1701ء کو چنیوٹ کے زمیندار گھرانے میں ہوئی۔ آباؤ اجداد کھیتی باڑی کر کے اپنا وقت گزارتے تھے۔ آپ نے دین اسلام کی ضروری معلومات کی تعلیم اپنے گھر میں ہی حاصل کی۔ ایک مرتبہ آپ اپنے کھیت میں کام کر رہے تھے کہ برادری کے کسی شخص نے طنزاً کسی بات پر آپ کو کہا بے پیرا اور بے استاد دنیا میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

آپ نے اسی وقت کھیتی باڑی کو خیر باد کہا اور مرشد کی تلاش میں چل دیئے۔ اس وقت آپ کی عمر پچیس برس تھی۔ مگر اپنی منزل سے ناواقف تھے۔

آپ چلتے چلتے کوبہ کو پھرتے پھراتے جھنگ صدر پہنچے تو چونکہ رات کا وقت تھا وہاں عظیم روحانی پیشواء حضرت حافظ محمد علی نقشبندی علیہ الرحمتہ کی خانقاہ پر نظر پڑی تو رات گزارنے کی غرض سے ان کی خانقاہ میں ٹھہر گئے۔

چونکہ حضرت حافظ محمد علی کا لنگر وسیع اور دراز تھا مریدین وعقیدت مندان کے علاوہ مسافران شہر بھی عموماً استفادہ کرتے تھے۔ آپ نے لنگر تناول فرمایا۔ رات کو عشاء کے بعد جب حافظ صاحب کے ہاں محفل ذکر شروع ہوئی تو آپ بھی اس میں شامل ہو گئے۔ اس محفل ذکر میں آپ کو ایسا سکون قلب اور سرور ملا کہ آپ وہیں کے ہو کے رہ گئے اور چند روز مزید وہاں قیام پذیر رہ کر ان محافل سے استفادہ کرتے رہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت حافظ محمد علی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دستِ حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور چودہ برس تک مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر مجاہدہ وریاضت میں مشغول رہے اور سلوک ومعرفت کی منازل طے کرانے کے بعد مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد ومجاز فرمایا۔

وطن مالوف چنیوٹ میں واپسی ☆: خرقہ خلافت عطا فرما کر آپ کے مرشد کامل نے حکم دیا کہ اب اپنے علاقے میں چلے جاؤ اور وہاں پر خلق اللہ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دو۔ آپ نے اپنے علاقہ میں ایک خانقاہ قائم کی اور سلسلہ رشد وہدایت جاری کیا۔ حالت یہ تھی کہ آپ جس طرف نظر اُٹھاتے تجلیات الٰہیہ کا ظہور ہوتا اور بے شمار افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہو۔

اور لاتعداد افراد راہ راست پر آئے۔ آپ نے چنیوٹ کے متعدد غیر مسلم خاندانوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ تمام عمر راہ حق میں بسر کی اور عبادت وریاضت میں مصروف رہے۔

زندگی کے آخری ایام میں آپ پر استغراق طاری رہنے لگا۔ عموماً جذب واستغراق میں رہتے تھے۔ بسا اوقات نیم برہنگی کی حالت بھی طاری ہو جاتی تھی۔

بے شمار کرامات وخرق عادات طاہر ہوئیں جو کہ زبان زد خاص وعام ہیں۔

کشف وکرامات ☆: آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ کئی مرتبہ آپ ایک کنوئیں میں داخل ہوتے تو دو چار میل دور جا کر کسی دوسرے کنوئیں سے باہر نکلتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے مرشد کامل کی زیارت کے لئے علاقہ وچھن جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے چنیوٹ کے قریب دریائے چناب میں ڈبکی لگائی اور وچھن میں مرشد کامل کے مزار کے قریب جا کر نکلے۔

کرامت نمبر۲ ☆: چنیوٹ کا ایک سیدزادہ تحصیل دار آپ کی بڑی عزت وتوقیر کرتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ نیم برہنہ حالت میں ان کی عدالت کی طرف چل دیئے۔ کسی نے تحصیل دار صاحب کو بتایا کہ حضرت تشریف لائے ہیں یہ سن کر وہ گھبرائے چونکہ عدالت میں کچھ خواتین بھی موجود تھیں تحصیل دار صاحب بھی بپاس ادب اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ لیکن جب آپ عدالت میں داخل ہوئے تو تحصیل دار صاحب سمیت سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ نے نہایت ہی خوبصورت جوڑا زیب تن فرمایا ہوا تھا۔

آپ نے عدالت میں داخل ہو کر تحصیلدار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم مجھے تارک شریعت سمجھتے ہو؟ تحصیل دار اسی وقت معافی کا خواستگار ہوا۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: آپ نے متعدد حضرات کو خلافت واجازت سے نوازا۔ ان میں حضرت میاں دوست محمد نیکوکارہ اور سخی عبدالوھاب بہت معروف ہوئے اور ان کے مزارات بھی چنیوٹ میں ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۱۹۸ھ بمطابق 1783ء کو ہوا۔ مزار پر انوار چنیوٹ شہر میں ہی مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور فرماتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت شیخ جنید پشاوری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیشوائے ارباب طریقت، ماہتاب شریعت، شہباز میدان حقیقت و معرفت حضرت شیخ جنید پشاوری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قطب آسمان ولایت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۷ رجب المرجب ۱۰۶۹ھ بمطابق 1659ء کو حیدرآباد صوبہ سندھ کے ایک مذہبی گھرانے میں ہوئی۔ آپ نے ۱۱۰۳ھ بمطابق 1691ء میں حضرت شیخ المشائخ میاں عبدالحئی الملقب سید حبیب علوی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کی اور اپنے مرشد کامل کی صحبت میں رہ کر گیارہ برس تک ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے اور ۱۱۱۴ء میں ان سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔

بعد ازاں اپنے پیر بھائی حضرت شیخ احمد داؤدزئی علیہ الرحمتہ کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔ اس وقت حضرت شیخ احمد داؤد علیہ الرحمتہ ملتان میں مقیم تھے۔ آپ ان کے پاس سے رخصت ہو کر بلوچستان، قندھار اور کابل کے راستے سیاحت و زیارات بزرگان کرتے ہوئے پشاور تشریف لائے۔ جبکہ حضرت شیخ احمد داؤدزئی آپ سے پہلے ہی پشاور تشریف لا چکے تھے۔ اور وہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کر چکے تھے۔ ۱۱۲۴ھ بمطابق ۱۷۱۲ء میں حضرت شیخ احمد داؤدزئی علیہ الرحمتہ کا وصال با کمال ہو گیا تو ان کے بعد آپ ان کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ نے ان کی مسند پر رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس دوران آپ نے حضرت سراج الاعظم شیخ المشائخ محمد یحییٰ المعروف جی بابا اٹکی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دستِ حق پرست پر بیعت تجدید کی اور مرتبہ بلند پر فائز ہوئے۔

آپ کے دم قدم سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو پشاور اور اس کے گرد و نواح میں بہت مقبولیت اور تقویت ملی۔ دور دور سے لوگ آ کر صرف آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے بلکہ آپ کے فیوض و برکات اور روحانی فیضان سے مالا مال ہو کر صاحب ارشاد و مجاز ہوئے۔

آپ کی قائم کردہ خانقاہ اور آپ کا جاری کردہ یہ سلسلہ بحمدہ تعالیٰ آج بھی جاری ہے۔ آپ اپنی ظاہری حیات کے آخری دنوں میں گنج گیٹ کے علاقہ میں مقیم ہوئے۔ اور وہیں پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کرتے رہے۔ لنگر آپ کا وسیع اور دراز تھا۔ حسن اخلاق اور تربیت مریدین میں یکتا تھے۔ آپ اپنے زمانے کے علماء اور مشائخ میں بلند و بالا مقام رکھتے تھے۔ آپ کے ہم عصر علماء آپ کو تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ اپنے زمانے کے قطب الاقطاب اور بلند درجے کے صاحب فضل و کمال بزرگ ہوئے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۸ شوال المکرم بروز جمعتہ المبارک بعد نماز جمعہ بارہویں صدی ہجری کے وسط میں ہوا۔ مزار پرانوار پشاور شہر کے مشرقی جانب موجودہ گنج گیٹ اور لاہوری گیٹ کے درمیان بیرونی احاطہ میں مرجع خاص و عام ہے۔ اب یہ علاقہ آباد ہے اور شیخ آباد کے نام سے مشہور ہے۔ قدیم زمانے کے شہر کے اس حصہ کو قلعہ ثمن کہتے تھے۔ آپ کے مزار کے احاطے میں قدیم جامعہ مسجد قائم ہے۔ جہاں لوگ آ کر پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں۔ اور آپ کے مزار پر حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو منور کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ حافظ عبدالمجید نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، فاضلِ بے بدل، مبلغ و حافظ القرآن، صاحب علم و فضل و کمال، عارف حق حضرت خواجہ حافظ عبدالمجید نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ زینت العلماء والمشائخ ہیں۔

آپ حضرت خواجہ فیض الحق جان چشموی جن کا وصال ۱۳۱۸ھ بمطابق ۱۹۰۰ء میں ہوا تھا کہ جدّ امجد ہیں۔ آپ اپنے وقت کے بےنظیر حافظ وقاری، عالم باعمل اور صاحب حال وقال بزرگ ہوئے ہیں۔ قرآن حکیم پڑھنے کا اس قدر دلکش و پرسوز انداز تھا کہ آپ جب کبھی کسی ندی کے کنارے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو چلتا ہوا پانی رُک جاتا تھا، ایک عرب آپ کی قرأت ولحسن داؤدی کی شہرت سُن کر آیا اور آپ سے قرآن حکیم سنا تو آپ کے کمال حسن قرأت سے بےحد متاثر ہوا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ میاں نور محمد قندھاری نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز وصاحب مجاز ہوئے۔

آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ میاں نور محمد قندھاری علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ عبدالحکیم نانا نقشبندی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے۔

کرامت ☆: آپ کی یہ کرامت بہت زیادہ مشہور ہے کہ، آپ کے پاس عام طلباء کے علاوہ جنات بھی اکتساب فیض کرتے تھے۔

ایک مرتبہ سردی کے موسم میں برف باری کے باعث سخت سردی پڑی، طالب علموں نے آپ سے درخواست کی کہ ہمیں توت کھلائیں، آپ نے اُن طالب علموں کو بہت سمجھایا اور نصیحتیں کیں مگر وہ طالب علم اپنے مطالبہ سے دستبردار نہ ہوئے، اور توت کھانے پر مصر رہے۔

آخر آپ نے تنگ آکر فرمایا اگر تم نہیں مانتے تو پھر سب طالب علم اپنی اپنی چادریں لے لو اور کسی باغ میں چلو، پھر کیا تھا سب طالب علم خوشی خوشی اپنی اپنی چادریں لئے ایک باغ میں پہنچ گئے۔

آپ نے ایک طالب علم سے فرمایا کہ تم توت کے درخت پر چڑھ کر اسے ہلاؤ، باقی طالب علموں سے فرمایا اپنی اپنی چادریں درخت کے نیچے پھیلا دو۔ چنانچہ ان چادروں میں بےاندازہ توت گرے جو سب نے جی بھر کر کھائے، حالانکہ توت کا موسم نہ تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بارہویں صدی ہجری میں ہوا، مزار پُرانوار چشمہ روڈ کوئٹہ میں مرجع خاص وعام ہے۔

آپ کے بعد آپ کے جانشین حضرت خواجہ آغا عبدالعزیز جان مقرر ہوئے۔ جن کا وصال ہونے کے بعد ان کے جانشین مولوی خواجہ احمد صاحب مقرر ہوئے۔

حضرت مُلا محمد عثمان اخوند نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الحسنات وکمالات وصفات، صاحب کشف وکرامات، جمال معرفت وکمال حقیقت حضرت خواجہ مُلا محمد عثمان اخوند نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بلند پایہ بزرگ ہیں۔

آپ رہنے والے سرانان علاقہ پشین صوبہ بلوچستان کے تھے، آپ کا تعلق قبیلہ کاکڑ کی ذیلی شاخ یٰسین زئی سے ہے۔

آپ اپنے زمانے کے چوٹی کے عالم وفاضل تھے، جبکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معروف صوفی بزرگ حضرت خواجہ عبدالحکیم نانا صاحب نقشبندی علیہ الرحمتہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

آپ نے علوم دینیہ وقرآنیہ کے فروغ واحیاء کے لئے سرانان سے ایک میل دور پشین کی جانب ایک مدرسہ قائم کیا۔ جہاں دور دراز سے لاتعداد تشنگان علوم دینیہ نے آکر آپ سے اکتساب فیض کیا۔ آپ کا قائم کردہ ادارہ آج تک خدمت دین میں مصروف ہے۔

کشف وکرامت ☆: ایک مرتبہ قحط سالی کا دور آیا تو آپ کے مدرسہ کے طالب علموں نے عرض کی یا حضرت سوکھی روٹیاں کوٹ کر اور پانی میں بھگو کر کھاتے کھاتے ہمارے دماغ خشک ہو گئے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ جاؤ مٹکوں میں پانی بھر کر لاؤ، جب پانی لایا گیا تو آپ نے سورۃ الم ترا کیف پوری پڑھ کر پانی پر پھونک ماری جس سے تمام پانی گھی بن گیا۔ یہ دیکھ طالب علموں کی خوشی کی انتہا نہ رہی، کئی دن تک وہ اُسی گھی کو استعمال کرتے رہے، جب گھی ختم ہو گیا تو طالب علموں نے آپ کی طرح الم ترا کی سورۃ پڑھ کر پانی پر پھونک ماری لیکن وہ پانی ہی رہا۔ اتنے میں آپ تشریف لے آئے طالب علموں نے تمام ماجرا گوش گزار کیا۔ تو آپ نے مسکرا کر جواب دیا۔ بیٹا سورۃ الم ترا کیف تو وہی ہے، مگر اس کے ساتھ مُلا محمد عثمان کی زبان بھی تو چاہیے۔

چنانچہ اس وقت سے پشتو میں ایک ضرب المثل مشہور ہے کہ الم ترا کیف ہر ایک کو ازبر ہے، لیکن پڑھنے کے لئے مُلا عثمان گرنڈی کا منہ بھی چاہیے، گرنڈی آپ کا لقب ہے، گرنڈی پشتو لفظ ہے جس کے معنی ہیں جلد پہنچنے والا شخص۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بارہویں صدی ہجری کے اواخر میں ہوا۔ مزار پُرانوار سرانان سے پشین کی جانب ایک میل دور مرجع خاص وعام ہے، جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔

روایت ہے کہ آپ کے مزار پر جو شخص جاتا ہے اس کی مراد جلد برآتی ہے۔ اس لئے آپ عوام میں گرنڈی یعنی ان کی مدد کو جلد پہنچنے والے بزرگ مشہور ہیں۔

حضرت شیخ محمد یوسف نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی مادرزاد، بحر شریعت و طریقت، خورشید ولایت، سالک مسالک حقیقت و معرفت حضرت شیخ محمد یوسف نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ، آپ اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم دین اور شیخ طریقت ہو گزرے ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۲۰ھ بمطابق ۱۷۰۸ء قریشی ہاشمی قبیلے کے ایک معزز فرد کامل گھر کوٹ کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ میں ہوئی۔

آپ کے مورث اعلیٰ بلخ بخارا کے رہنے والے تھے، نور الدین جہانگیر کے دور میں ہجرت کر کے پہلے مشرقی پنجاب بعد میں مغربی پنجاب میں مستقل طور پر آباد ہوئے آپ کے خاندان کے تمام بزرگ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے ہی وابستہ رہے۔

آپ نے عربی و فارسی کی تعلیم اپنے دادا بزرگوار سے حاصل کی، بقیہ علوم کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کی، آپ کے والدِ گرامی کی درسگاہ کوٹ کروڑ لعل عیسن میں بہت مشہور تھی، دور دور سے لوگ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے، آپ کے والد گرامی نہ صرف عالم دین بلکہ اپنے دور کے صوفی بزرگ بھی تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ طالبان حق کو نہ صرف دینی تعلیم دیتے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تصوف و معرفت کے جام بھی پلاتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز و صاحب مجاز ہوئے۔

ڈیرہ اسماعیل خان میں ورود مسعود ☆: آپ اپنے والدِ گرامی کے وصال کے بعد کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ سے ہجرت کر کے ڈیرہ اسماعیل خان کے جنوب میں ایک مقام پر تشریف لائے اور اس جگہ پر خانقاہ قائم کر کے سلسلہ رُشد و ہدایت جاری کیا۔ ہزاروں افراد آپ سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کر کے مستفیض ہوئے۔ جس جگہ آپ نے ڈیرہ لگایا پہلے پہل وہ جنگل تھا، آپ کے قدموں کی برکت سے اس جگہ جھوک قریشیاں کے نام سے ایک بستی آباد ہو چکی ہے، جو آپ کی قومی نسبت سے منسوب ہے۔

دادا بزرگوار کی خدمت اور دعا ☆: آپ کے دادا جان بھی اپنے وقت کے متبحر عالم دین اور شیخ طریقت تھے، آپ کو دادا جان سے بہت اُنس تھا، ہمہ وقت ان کی خدمت گزاری میں مستعد رہتے، آپ کے دادا بزرگوار جب مجلس سے اُٹھتے یا وضو کے لئے جاتے نماز کے لئے مسجد، اور درس و تدریس کے لئے مدرسہ یا خانقاہ میں تشریف لے جاتے تو آپ ان کے نعلین اٹھا کر ان کے آگے رکھتے رہتے۔

بسا اوقات دادا بزرگوار کے نعلین وفور محبت میں اُٹھا کر سر پر رکھ لیتے، ایک دن آپ کے دادا بزرگوار نے جذب و مستی کی حالت میں آپ کے اس انداز محبت کو دیکھا تو وجد میں آ کر آپ کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا مانگی، یا الٰہی جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت تھی۔ اے اللہ میرے لئے بھی میرا یوسف میرے دل کی گہرائیوں میں جگہ کر چکا ہے، اے اللہ تو اپنے خاص فضل و کرم سے اس کے نعلین کو وہ عزت عطا فرما کہ دنیا فیض یاب ہو، کیونکہ میرے نعلین اس کو از حد محبوب ہیں۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے دربار پر بلا امتیاز تفریق ہندو، سکھ، عیسائی، مسلمان سب ہی آتے ہیں اور بیماریوں سے شفا پا کر لوٹتے ہیں، ہر آنے والے کی مشکل آسان ہوتی ہے۔

سیرت و کردار☆: آپ کا معمول تھا کہ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اوراد و وظائف مکمل فرماتے اور اس کے بعد دعا اس انداز سے فرماتے کہ انسان تو انسان رہے در و دیوار بھی جھومتے نظر آتے تھے، ہر جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد ختم خواجگان پڑھتے، ہر روز نماز عشاء کے بعد ذکر خفی اس کے بعد قریب بیٹھے ہوئے مریدان باصفا کو مراقبہ کراتے۔ بعد ازاں مراقبہ کے فضائل اور اقسام پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے کہ مراقبہ معیت کا خاص خیال رکھو، اس لئے کہ ذات الٰہی ہمہ وقت تمہارے ساتھ ہے، آپ کی تمام عمر یاد خیال رکھو، اس لئے کہ ذات الٰہی ہمہ وقت تمہارے ساتھ ہے۔ آپ کی تمام عمر یاد خدا اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گزری۔ کوئی لمحۂ زندگی یاد خدا سے غافل نہ گزرا۔ سنت رسول اللہ ﷺ کا خیال خیال فرماتے تھے۔ کوشش کر کے ہر صورت نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے کا اہتمام فرماتے تھے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲۰۲ھ بمطابق ۱۷۸۷ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار بنوں روڈ سے چند فرلانگ جانب مغرب نزد نظام خان دروازہ ڈیرہ اسماعیل خان شہر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

وصال کے بعد آپ کو جھوک قریشیاں میں دفن کیا گیا، جہاں آپ نے زندگی کا طویل وقت گزارا تھا، کچھ عرصہ بعد دریائے سندھ نے جھوک قریشیاں کی طرف تمام علاقے کو اپنی آغوش میں لے کر اس طرف بڑھنے لگا کہ آپ نے ایک بزرگ کو خواب میں فرمایا کہ حکم خدا ایسا ہی ہے کہ دریا اس طرف آئے۔

لہٰذا میرا تابوت یہاں سے نکال شہر کے علاقے میں دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، جب آپ کا تابوت مرقد منورہ سے باہر نکالا جسم مبارک بدستور ویسا ہی تھا جیسا کہ بوقت دفن اور جسم پر کفن تک بھی خراب نہ ہونے پایا تھا، اس موقع پر ہزار ہا لوگوں نے آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت کی، دوبارہ آپ کو موجودہ جگہ نظام دروازہ ڈیرہ اسماعیل خان شہر میں دفن کیا گیا جہاں آج کل آپ کا مزار قبلۂ حاجات ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت علامہ مخدوم یار محمد صدیقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: نوشہرو فیروز سے تقریباً ۳۰ میل دور جانب سکھر قومی شاہراہ پر گوٹھ ''کوٹری کبیر'' واقع ہے۔ یہ گوٹھ مشہور زمانہ بزرگ حضرت مخدوم شیخ محمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے موسوم ہے۔ ان کے جدامجد حضرت اسحاق بن قیس اسدی صدیقی فاتح سندھ مجاہد اسلام غازی محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سندھ میں آئے تھے۔ کوٹری کبیر قبل مسیح بھی آباد تھا۔ رائے سہاسی اول کے دور میں اسے ''رائے گڑھ'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور اس وقت یہ دریائے سندھ پر ایک ''پتن'' تھا۔ رائے گڑھ کے علاقہ میں رائے سہاسی اول نے رائے کوٹ یار اور کوٹ کے نام سے ایک قلعہ بھی بنوایا تھا۔ حضرت محمد بن قاسم نے اسے فتح کر کے ''اروڑ'' کا رخ کیا اور رائے گڑھ کی فتح کے بعد اسحاق بن قیس اسدی صدیقی کو اس علاقہ کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا۔ اسحاق بن قیس کو خلیفہ ولید بن عبدالملک کی طرف سے ''نواب'' کا لقب عطا کیا گیا مگر ان کے لائق فرزند حضرت ہارون بن اسحاق نے جاگیر اور نوابی کو مسترد کر کے فقیری اختیار کی۔ حضرت ہارون بن اسحاق بن قیس کا مزار شریف ''سوالاکھ'' قبرستان میں ہے۔ لوح کی تختی پر سن وفات ۱۷۱ھ درج ہے۔ ان کی آٹھویں پشت میں مخدوم محمد کبیر پیدا ہوئے۔

علامہ محمد کبیر نے مدرسہ قائم کیا جہاں دسویں صدی ہجری کی ابتدا سے تعلیم کا سلسلہ جاری ہوا۔ علامہ محمد کبیر بلند پایہ کے عالم و عارف تھے۔ میر علی شیر قانع ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی عظیم تاریخی کتاب ''تحفۃ الکرام'' میں فرماتے ہیں۔

''شیخ کبیر ایضاً از بزرگان اینجا است مرقدش مرجع اہل اللہ واقع بھلانی برابر ہالانی است''

حضرت علامہ مخدوم یار محمد صدیقی (بن مخدوم محمد قاسم بن شیخ مخدوم محمد کبیر صدیقی رحمہم اللہ تعالیٰ) اس عظیم علمی و روحانی خانوادہ میں ۱۹ ذوالعقدہ ۱۱۴۹ھ مطابق ۱۷۳۷ء کوٹری کبیر میں تولد ہوئے۔

تعلیم و تربیت ☆: مخدوم یار محمد نے مدرسہ کوٹری کبیر میں اپنے والد ماجد سے تعلیم و تربیت، علوم ظاہری و باطنی حاصل کر کے ۱۱۶۸ھ کو فارغ التحصیل ہوئے۔

بیعت ☆: آپ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم محمد قاسم صدیقی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔

درس و تدریس ☆: مخدوم یار محمد بعد فراغت مادر علمی درسگاہ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا، آپ کے دور میں مدرسہ عروج پر پہنچا۔ ملک و بیرون ملک سے بے شمار تشنگان علم آپ کے حضور زانوئے تلمذ طے کرتے اور فیضیاب ہو کر جاتے۔ مخدوم

یار محمد جلیل القدر عالم دین، قابل فخر مدرس، بے مثال مفتی، شاعر اور کامل اکمل ولی اللہ تھے۔ آپ نے ۵۱ برس مسند تدریس پر رونق افروز رہے۔

تلامذہ ☆: آپ کے تلامذہ کا سلسلہ طویل ہے، ان میں سے بعض کے اسماء گرامی دریافت ہوئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

☆ امام العارفین حضرت پیر سید محمد راشد صاحب "روضے" دھنی قدس سرہ درگاہ راشدیہ پیران پگارہ۔

☆ حضرت پیر سید مرتضیٰ علی شاہ لکیاری (پیر صاحب کے برادر)

☆ حضرت علامہ سید محمد عاقل شاہ لکیاری ہالانی تحصیل کنڈیارو

☆ حضرت مولانا مخدوم قاضی محمد عاقل رابع عباسی کھہڑا ضلع خیر پور میرس

☆ حضرت مخدوم محمد جعفر ثانی عباسی بوبک تحصیل سیوہن شریف

تصنیف وتالیف ☆: مخدوم یار محمد دن رات درس وتدریس میں مشغول رہتے تھے۔ طلباء کی آسانی کیلئے درسی کتب کے کئی نسخے اپنے قلم سے تیار کئے تھے اور مشکل مقامات پر حواشی بھی رقم فرمائی تھی۔ شرعی فتاویٰ بھی جاری فرماتے تھے۔ لیکن تمام تحریرات محفوظ نہیں البتہ آپ کے موجودہ سجادہ نشین میاں غوث محمد گوہر کے پاس ایک قلمی بیاض ہے جس میں بعض تحریرات کا نمونہ اور عربی فارسی میں شاعری دستیاب ہے۔

شاعری ☆: مخدوم یار محمد، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے عاشق تھے، حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت وسوز میں عربی وفارسی میں شعر کہتے تھے۔ تبرکاً ایک فارسی قطعہ درج کیا جاتا ہے، جس میں نعت اور خلفائے راشدین اور حسنین کریمین اور سیدہ خاتون جنت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مناقب بیان کئے گئے ہیں:

بحق سروری زو شرف لولاک — کہ آمد علتی تکوینی افلاک
بقدرت قادر صانع فلک و فاک — نضادرۃ بخش زاغ و باغ غمناک
بخدمت راشدین خلفاء و حسنین — ببرکتہ فاطمہ زہراء تن پاک
کہ الکی خلق اکہتر و بہتر — بدر فاخرز الماک فتراک
حصاری شد مرتب سنگ بنیاد کوہ — الٰہی آنچنا معمور کردان
کہ باید خورہی ہر شخص غمناک — ذہن قاصری تاریخ جسم

بگفتا قلعہ محفوظ ہے پاک

۱۲۱۶ھ

آپ نے قطعہ تاریخ، قلعہ کی سنگ بنیاد پر کہا تھا جس سے قلعہ کا سن تعمیر استخراج ہوتا ہے۔

گوٹھ رحیم ڈنہ کلہوڑو (پرانی درگاہ) میں مسجد شریف تھی جہاں امام العارفین حضرت خواجہ سید محمد راشد پیر صاحب روضے دھنی

قدس سرہ نے اپنے والد ماجد و مرشد مربی کے حکم سے امامت و تبلیغ، تلقین وارشاد کے فرائض انجام دیتے تھے، دن بدن طالبان خدا میں کثرت ہونے لگی جس کے سبب مسجد شریف کی توسیع کی ضرورت محسوس ہوئی اس لئے حضرت پیر صاحب نے جامع مسجد تعمیر کرائی جس کی تکمیل پر حضرت پیر صاحب نے افتتاح و دعائے خیر کیلئے اپنے استاد مکرم مخدوم یار محمد کو مدعو کیا۔ مخدوم صاحب نے اس موقعہ پر درج ذیل تاریخی قطعہ رقم فرمایا:

حمد حق را کنم نخستین یاد	کہ نمودار از عدم ایجاد
ھم درود حبیب بعد اذان	مع صحبہ والہ الامجاد
از خدا خواھم از طریق نیاز	شغل حمد و صلوٰۃ دردم باد
ذکر حق در زبان و جوارح ہم	قلب من ھم چنیں بود آباد
پس اذان میشوم مکر کستاخ	صفحہ دل کنم زغم مکر آزاد
زانکہ دیدم مکان بشرف مکین	مرد مان بھریاب از ارشاد
پیشوائے خدام "راشد" شاہ	بوالعجب این چنین سدا دور شاد
در ازل چون رشید بود سعید	اسم ھم جسم را وفا کہ نہاد
مسجد و مدرسہ ذکر اشغال	ھم معمور بر دوام کسفاد
اکثیری سعیہ صالحات بود	بیخ ہر سیئات شد برباد
دین نبوی درین زمان فتود	رونقش عشرہ گشت از آباد

سال تاریخ مسجد ش گفتم
مسجد ذاکران حق و داد

۱۲۱۲ھ

وصال باکمال ☆: حضرت مخدوم یار محمد صدیقی نے کوٹری کبیر میں ۲۲ ذوالعقدہ ۱۲۱۹ھ/ ۱۸۰۵ء بروز اتوار ۷۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ یہ تاریخ آپ کی مزار شریف کے کتبہ پر درج ہے۔ آپ کا روضہ اقدس کوٹری کبیر میں مرجع خلائق ہے۔

بشکریہ انوار علمائے اہلسنت سندھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شاہ میاں غلام محمد بملقب فضل احمد معصومی المعروف حضرت جیو نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم علوم ربانی، متکلم ومحدث ومفسر، عارف مستحق ومجذوب حق، والئ کشور ولایت، سالک مسالک حقیقت حضرت شاہ میاں غلام محمد بملقب فضل احمد معصومی المعروف حضرت جیو صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سرخیل مبارزان طریقت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۵۱ھ بمطابق ۱۷۳۸ء کو علم وعرفان کے روحانی مرکز سرہند شریف انڈیا میں ہوئی۔ آپ کا نسبی شجرہ حضرت مجدد الف ثانی کے بڑے بھائی حضرت شاہ عبدالرزاق علیہم الرحمۃ کی وساطت سے حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ نیز آپ اپنی دادی صاحبہ کی وجہ سے بھی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔

آپ کا اصل نام شاہ میاں غلام محمد اور لقب فضل احمد معصومی، اور خطاب حضرت جیو ہے۔ آپ نے اپنے اصل نام کی بجائے لقب فضل احمد اور خطاب حضرت جیو کے نام سے زیادہ شہرت پائی۔ عوام الناس احتراماً وادباً آپ کو حضرت جی، حضرت جیو کے بزرگانہ نام سے پکارتے تھے۔

آپ نے سب سے پہلے قرآن حکیم حفظ کیا۔ بعد ازاں علوم دینیہ میں مکمل تحصیل وتکمیل کر کے معتبر علماء میں شمار ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے نانا بزرگوار حضرت شاہ محمد رسا نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وصاحب ارشاد ہوئے۔

آپ نے اپنے نانا بزرگوار اور پیر ومرشد کی خدمت میں چوبیس برس کا عرصہ گزارا، اس دوران علوم ظاہری وباطنی، ذکر وفکر، مشاہدہ ومراقبہ، مجاہدہ وسلوک کی تمام منزلیں طے کیں۔

اس کے علاوہ ایک اور بزرگ حضرت شیخ عبداللہ بخاری المعروف حضرت میر صاحب علیہ الرحمۃ سے سلسلہ عالیہ چشتیہ قادریہ میں خرقہ خلافت بھی حاصل کیا۔

اس سلسلہ میں آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حضرت قبلہ میر صاحب کی بہت خدمت کی ہے۔ یہ تمام برکات اور سعادت انہی ہی کی محبت وشفقت اور توجہ کاملہ کا نتیجہ ہے۔

سرہند شریف سے پشاور کی جانب ہجرت ☆: سرہند شریف پر جب سکھوں کا تسلط ہوا، اور انہوں نے مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے، گھروں کو جلایا، مساجد کو اصطبل بنایا، پاک دامن عورتوں کو بے عزت کیا، چھوٹے چھوٹے بچوں کو قتل

کرنا شروع کیا تو مسلمانوں نے سرہند سے ہجرت کرنا شروع کر دی۔

ان ہجرت کرنے والوں میں آپ بھی شامل تھے۔ آپ اپنے اہل وعیال سمیت وہاں سے براستہ چھچھ ہزارہ سے ہوتے ہوئے پشاور تشریف لائے اور محلّہ ''کا کا جمعدار'' میں سکونت اختیار فرمائی، پشاور شہر میں آپ کے اخلاق کریمانہ، اتباع سنت کے اہتمام، زہد و تقویٰ کی وجہ سے آپکو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ بڑے بڑے جید علماء، آپ کی صحبت کو اپنے لئے دارین کی سعادت تصور کرتے تھے، کا کا جمعدار کی مسجد بہت ہی مختصر تھی جبکہ آپ کے پاس مخلوق کا اژدھام بہت زیادہ تھا۔ اس وجہ سے آپ وہاں سے دوسری جگہ ''محلہ فضل حق'' میں آ کر مقیم ہوئے، وہیں آج کل آپ کا مزار پُرانوار ہے۔

اگرچہ آپ نے پشاور کو اپنی مستقل قیام گاہ قرار دے دیا تھا، مگر باوجود اس کے آپ دیگر شہروں اور علاقوں میں بھی تشریف لے جاتے تھے۔ اسی ضمن میں آپ نے پشاور سے بخارا تک پانچ مرتبہ سفر کیا۔ ان راستوں میں جتنے بھی علاقے دیہات شہر آتے ان کے باشی آپ کے دست گرفتہ ہوئے۔ حتیٰ کے بادشاہ بخارا غازی شاہ مراد اور اس کا بیٹا امیر حیدر بمعہ اپنے دربار کے علماء امرا آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر فیض یاب ہوئے۔

سیرت و کردار☆: آپ کی عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ تیرہ برس کی عمر سے لے کر وصال تک صائم الدھر رہے، اکثر اوقات عوام الناس سے علیحدہ اور چلہ میں رہتے تھے۔ سفر و حضر میں دعائیں اور وظائف پڑھتے رہتے۔ چاشت کی نماز کے بعد تفسیر و حدیث کا درس دیتے۔ نماز ظہر کے بعد فقہ پڑھا کر مکتوبات امام ربانی کا درس دیتے۔ عصر کی نماز کے بعد مراقبہ فرماتے، مریدین پر توجہ کرتے، تمام رات اللہ کے حضور میں قیام کرتے تھے۔

آپ اتنی عبادت و ریاضت، مجاہدہ و تبلیغ اسلام اور متابعت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کرنے کے باوجود فرماتے کہ میرے پاس سوائے گناہ، خرابی نامہ اعمال، گناہوں کی بہتات، غفلت و پریشانی، بھول نسیان، غلطی اور کمزوری کے کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ اکثر یہ مصرعہ پڑھتے اور اس دوران آپ کی آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب جاری ہو جاتا۔

جو بید برسرِ ایمان خویش می لرزم

اس کے علاوہ درج ذیل شعر بھی پڑھا کرتے تھے۔

ندارم ہیچ گو نہ توشئہ راہ
بجز لاتقنطو من الرحمۃ اللہ

یہ آپ کی اللہ کے حضور عاجزی وانکساری تھی جو اس جلالہٗ کی بارگاہ میں کیا کرتے تھے۔

آپ کے حلم کا یہ عالم تھا کہ ایک شخص آپ کا مرید ہوا۔ اور چند دن بعد مردود ہو گیا، پھر پشیمان ہو کر حاضر خدمت ہوا، اور اپنی جہالت و پشیمانی پر نادم ہوا۔ اور عرض کیا حضور اپنی بردباری اور حلم کا صدقہ مجھے معاف فرمادیں۔ آپ نے معاف فرما کر دوبارہ سلسلہ عالیہ میں داخل کیا اور روحانی فیوض و برکات کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

سخاوت وایثار☆: آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جب آپ پشاور پہنچے تو پشاور پر چاروں طرف سے تباہیوں اور بربادیوں کے بادل اُمڈ اُمڈ کر چھا رہے تھے، ان مصیبتوں میں سب سے بڑی مصیبت اُس وقت قحط تھا، لوگ موت کے کنارے سسکیاں لے رہے تھے، چھوٹے چھوٹے معصوم بچے والدین کے سامنے تڑپ تڑپ کر جان دے رہے تھے۔

یہ حالت زار دیکھ کر آپ نے اپنے لنگر کو اس قدر وسیع اور دراز کر دیا کہ ہزاروں لوگ اس لنگر سے روزانہ دو وقت پیٹ بھر کر روٹی کھاتے، بلکہ اکثر غرباء اپنے گھروں کو بھی لے جاتے۔

ایک بار آپ کی خدمت میں ایک طالب علم آیا اس نے حضور سید الکونین عالم علوم اولین و آخرین سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں ایک نعت پڑھی۔ جب وہ اس شعر پر پہنچا۔

وصف و ثناء کے لائق نعتت بود کجا است
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یہ شعر سن کر آپ بار بار فرماتے خدا تیری زبان پر رحمت کرے، جب وہ نعت ختم کر چکا تو آپ نے ایک کنواں اور پانچ جریب زمین جو آپ کی ملکیت تھی اس طالب علم کو بخش دی۔ اور فرمایا کہ یہ اسی شعر کا صدقہ ہے۔

آپ نے تین بار اللہ تعالیٰ کے نام پر اپنا تمام گھر اور سامان تقسیم کر دیا۔ اور چٹائی تک نہ چھوڑی۔ ایک بار ایک سائل آیا اور سوال کیا تو اس وقت آپ کے پاس دینے کے لئے کچھ نہ تھا۔ آپ نے اسے اپنی پگڑی اور جسم سے کرتا اتار کر اُس کو دیا اور فرمایا کہ یہ لے جاؤ اور اس کو فروخت کر کے اپنا گزارہ کر لینا۔

کشف وکرامت☆: امیر ملت فخر السادات حضرت علامہ پیر سید محمد امیر شاہ گیلانی قادری آف یکہ توت پشاور والے علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''تذکرہ علماء مشائخ سرحد'' جلد اول میں رقمطراز ہیں کہ آپ کو کشف عیانی اور کشف کونی بھی حاصل تھا۔

ایک مرتبہ آپ بخارا سے واپسی پر علاقہ حصار میں ایک مخلص کے گھر ٹھہرے۔ آپ بمعہ مریدین و متعلقین مراقبہ میں تھے۔ دوران مراقبہ اس علاقہ کے معزز سادات خاندان کے بزرگ جناب سید شاہ برہان الدین چناری آپ سے ملاقات کے لئے پہنچ گئے، مراقبہ کے دوران میں اپنی جگہ سے اُٹھے اور سید موصوف کو اٹھا کر اپنی جگہ پر بہت تکریم سے بٹھایا، حالانکہ اس سے قبل نہ آپ کی ان سے ملاقات تھی نہ ان کے بارے میں کوئی خبر تھی۔

اہل حلقہ نے آپ سے عرض کیا آپ نے ان کو کیسے پہچانا، آپ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا مجھ کو علیم وخبیر نے غائبانہ خبر دی ہے۔

واقعہ کشف نمبر۲☆: فضیلت پناہ دامُلا عوض باقی جو نہایت متورع اور متقی عالم تھے، وہ فرماتے ہیں کہ اکثر آپ کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ آپ دینی مسائل مجھ سے ہی پوچھا کرتے تھے۔ علاوہ اس کے دیگر علماء پر مجھے فوقیت دیتے تھے۔ مگر میرے دل میں آپ کا مرید ہونے کا خیال پیدا نہیں ہوا۔ اس لئے میلان طبیعت طریقت کی طرف مائل نہ تھا۔ اور دوسری بات یہ تھی کہ متقدمین کی کتابیں مطالعہ کرنے کے بعد مشائخ فی زمانہ کو ان کے مطابق نہ پاتا۔ اس کے علاوہ پست ہمت بھی ہو گیا تھا۔

ایک بار دل میں خیال آیا کہ جب حضرت جی صاحب جیسے متبع سنت سے مستحبات بعض اوقات رہ جاتے ہیں تو باقی مشائخ کا کیا حال ہوگا۔

وہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں اس کا خیال کا آنا تھا کہ آپ نے مجھے ایک طرف کر کے بُلایا، اور فرمایا کہ میں اس بات کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ فقیر کے متعلق تمہارے دل میں چند شبہات ہیں، آج رات آپ فلاں فلاں کتابیں جو آپ کے پاس رکھی ہیں، دیکھ لیں۔

حضرت مُلاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو دل کی تسلی ہوگئی کہ حضرت جی کی یہ حرکات وسکنات بھی عین سنت مطہرہ کے مطابق ہیں۔ جو بہت وسیع مطالعہ کے بعد انسان معلوم کرسکتا ہے۔

چنانچہ اس کے بعد میں آپ کے مکشوفات کا قائل ہوگیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت اختیار کر کے مخلص مریدوں میں شامل ہوگیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال یکم محرم الحرام ۱۲۳۲ھ بروز بدھ بمطابق ۱۸۱۶ء کو صبح کے وقت ہوا، مزار پُرانوار محلّہ فضل حق پشاور شہر میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ پیر فضل حق نقشبندی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین مقرر ہوئے، ان کا وصال بھی عرصہ دراز پہلے ہو چکا ہے۔

پشاور شہر کا محلّہ فضل حق آپ کے صاحبزادے کے نام سے منسوب ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ گیلانی تیراہی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: پیشوائے ارباب طریقت، شاہباز میدان حقیقت، عارف ربانی، امام العارفین برہان الواصلین مقتدائے پیشوایاں حضرت خواجہ سیّد محمد فیض اللہ شاہ تیراہی رحمتہ اللہ علیہ پیشوائے کاملین زمانہ ہیں آپ کی ولادت باسعادت تیزئی شریف علاقہ تیراہ افغانستان میں ہوئی۔

آپ نسبتاً نقشبندی مجددی اور نسب کے اعتبار سے حسنی حسینی سیّد ہیں۔آپ کا سلسلہ نسب 25 واسطوں کے بعد حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور 12 واسطوں کے بعد حضرت پیران پیر دستگیر سیّدنا محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی السیدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

جس کی تفصیل اس طرح ہے حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ بن خواجہ سیّد خان محمد شاہ بن سیّد علی ولی محمد بن سیّد شیخ الایمان بن سیّد سلطان بن سیّد شیخ الاسلام بن سیّد عبدالرسول بن سیّد موسیٰ بن سیّد عبدالغفار بن سیّد ابوالنصر بن ابوصالح بن سیّد عبدالرزاق بن عبداللہ الجیلی بن یحییٰ زاہدی بن محمد مورس بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ الجیلی بن موسیٰ الجوتی بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔

آپ کے والد ماجد حضرت سیّد قاضی خان محمد شاہ علیہ الرحمۃ موضع شادی خیل نزد کوہاٹ شہر (صوبہ سرحد) میں درس وتدریس اور فتاویٰ نویسی میں مہارت تامہ رکھنے کے ساتھ ساتھ فن تحریر میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔اپنے وقت کے بے مثل و بے مثال عالم تھے۔آپ کا حلقہ تدریس اتنا وسیع تھا کہ دور دور سے لوگ آ کر استفادہ کرتے تھے۔حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ تیراہی نے ۲۱ سال کی عمر شریف میں علوم ظاہری اپنے والد گرامی سے مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

تلاش مرشد کامل☆: علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کے حصول کے لئے پیر کامل کی ضرورت محسوس ہوئی چونکہ آپ شریعت مطہرہ پرسختی سے کاربند رہا کرتے تھے۔ذرّہ برابر یعنی خلاف شرع کوئی کام نہ کرتے اور نہ ہی کسی کو کرنے دیتے۔تلاش مرشد کے لئے جب نکلے تو ایک بزرگ کا چرچا سُن کر اُن سے ملاقات کے لئے گئے تو وہ اُس وقت نماز میں مشغول تھے اور ان کے پاؤں کا درمیانی فاصلہ حدِ شرع کے خلاف تھا۔آپ یہ دیکھ کر برداشت نہ کر سکے اور الٹے پاؤں یہ کہتے ہوئے واپس آ گئے کہ جو شخص شریعت کا پابند نہیں ہے۔وہ مجھے کیا فیض پہنچائے گا۔

بعدازاں ایک اور بزرگ کا شہرہ سُن کر وہاں گئے تو دیکھا کہ اُس کے مرید بھنگ رگڑ رہے ہیں۔ اور آپ کو دیکھ کر وہ سارے کہنے لگے آؤ بابا خوب وقت پر آئے ہو بھنگ رگڑ کر پینے والوں کے مرشد صاحب کشف تھے۔ اُنھوں نے فوراً اپنے مریدوں سے فرمایا کہ بھائی ان کو مت پلاؤ یہ تو نماز میں پاؤں شرع کے خلاف معمولی فاصلہ بھی برداشت نہ کر سکے۔ اور وہاں سے آ گئے یہاں تو فرسنگوں اور کوسوں کا فاصلہ ہے یہاں یہ کیونکر آنے لگے ہیں۔ ان کا حصہ تو حافظ جمال اللہ رامپوری کے پاس ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی دعوت پر احمد شاہ ابدالی کے حملہ کی خبر سن کر آپ نے فنون سپہ گری کی تربیت حاصل کی۔ اور احمد شاہ کی فوج میں بھرتی ہو گئے۔ اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر نہایت ہی قلیل عرصہ میں سپہ سالاری کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہو کر قلعہ رام پور میں تعینات ہو گئے۔

ماہانہ تنخواہ کا اکثر حصہ فقرا صلحاء کی خدمت میں نذر کر دیتے تھے اپنی گونہ گوں خوبیوں اور صفات قدسیہ کی بدولت لوگوں میں قابل احترام سمجھے جانے لگے جو بھی آپ کے حسن و جمال کو ایک مرتبہ دیکھ لیتا تو دیدہ دل فرش راہ کر دیتا تھا۔

بیعت وخلافت ☆: ایک دن حضرت خواجہ شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ قلعہ کی سیر کو نکلے تو آپ اپنی ڈیوٹی پر مامور تھے۔ آپ کی نظر جس وقت حضرت شاہ جمال اللہ پر پڑی تو فوراً قلعہ سے نیچے تشریف لے آئے جب قریب آ کر شاہ جمال اللہ کے جمال جہاں آرا کو دیکھا تو دل کی کلی کھل گئی۔ قدموں پر سر رکھا ہی تھا کہ بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں التجا کی مجھے بھی اپنے حلقہ ارادت میں داخل فرمالیں۔

چنانچہ حضرت شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنے دست مبارک پر بیعت فرمایا اور ذکر و اذکار کی تلقین کی اور آپ کو حضرت خواجہ محمد عیسیٰ علیہ الرحمۃ کے ذمہ کر دیا اور فرمایا کہ اس کی حفاظت تمہارے ذمہ ہے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت خواجہ محمد عیسیٰ علیہ الرحمۃ نے اپنے وطن مالوف کی طرف جب رخت سفر باندھا تو آپ کو حضرت شاہ جمال اللہ کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے ملازمت کو خیر باد کہہ دیا اور ہمہ تن گوش ہو کر مرشد کامل کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

وطن مالوف کی جانب ورود مسعود ☆: آپ حضرت شاہ جمال اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں اس کے بعد چار سال مقیم رہے ایک دن مرشد کامل سے وطن جانے کی اجازت چاہی تو حضرت شاہ جمال اللہ نے آپ کو اپنے وطن جانے کی اجازت دیدی اس طرح آپ اٹھارہ سال بعد اپنے وطن کو لوٹے۔

جب آپ کوہاٹ شہر کے نواحی گاؤں ڈوڈہ (داور شریف) پہنچے جہاں آپ کے بزرگوں کے عقیدت مند کافی تعداد میں رہتے تھے۔ ان دنوں داوٗر شریف میں تپ شدید کی وباء پھیلی ہوئی تھی۔

تمام عقیدت مندان جمع ہو کر آپ کے پاس تشریف لائے اور آپ سے دعا کے خواستگار ہوئے۔ آپ نے ان لوگوں کے لئے دعا بھی کی اور ان کو اس مرض سے بچنے کے لئے تعویذات بھی دیئے۔ اور دم درود بھی فرماتے رہے۔ لوگوں کو آپ کی دعا اور دم درود سے شفا نصیب ہوئی بستی کے لوگوں کے اصرار پر آپ وہاں چھ ماہ تک قیام پذیر رہے اور مخلوق خدا کو باطنی فیض سے نوازتے رہے۔

شادی مبارک ☆: داور شریف میں قیام کے دوران کوہاٹ کے بہت بلند پایہ عالم دین مفتی قاضی عبدالحمید نے اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کرنے کی خواہش کا اظہار کیا جو علم فقہ وحدیث میں مہارت تامہ رکھتی تھیں۔ آپ نے قاضی صاحب سے فرمایا کہ میں پہلے استخارہ کروں گا بعدازاں جو کچھ مجھے حکم ملے گا۔ اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

جب آپ نے استخارہ کیا تو آپ کو معلوم ہوا کہ یہ نکاح سرزمین ہند کے لئے باعث خیر و برکت ہوگا۔ اور اس کے نور سے اردگرد کے ملکوں میں اسلام کی روشنی پھیلے گی۔

جب قاضی عبدالحمید صاحب کو استخارہ کی بات کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ نکاح کے بعد آپ اپنے گھر تیزئی شریف تیراہ افغانستان تشریف لے گئے۔

ایک عجیب وغریب واقعہ ☆: جس زمانے میں آپ تلاش مرشد کے لئے گھر سے نکلے تھے۔ اس وقت آپ کی شادی والد بزرگوار نے کرادی تھی۔ اس بیوی کے بطن سے ایک سال کی بیٹی بھی تھی کہ آپ گھر سے نکل گئے اٹھارہ سال بعد جب واپس اپنے گھر تیراہ پہنچے تو آپ کی بیٹی کی عمر ۱۹ برس ہو چکی تھی۔ جب گھر پہنچ کر دروازے پر دستک دی تو آپ کی بیوی نے پوچھا کہ دروازے پر کون ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا خاوند سیّد فیض اللہ شاہ ہوں تو بیوی نے آپ کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ جب آپ گھر سے گئے تھے تو بالکل جوان اور لباس سپہ گری میں نکلے تھے۔ اور ڈاک کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے اپنے گھر رابطہ نہ رکھ سکے۔ اس وجہ سے آپ کی پہلی بیوی نے کہا کہ میں کس طرح یقین کرلوں کہ آپ میرے خاوند ہیں چونکہ آپ کا لباس حلیہ سب بدل چکا تھا۔ جوانی ڈھل کر عمر شریف کافی ہو چکی تھی۔ اس بنا پر انہوں نے کہا کہ میں کسی غیر محرم کو اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتی۔

اس وجہ سے آپ اپنی چھوٹی بیوی کے ہمراہ تین ماہ تک اپنے گاؤں میں دوسری جگہ قیام پذیر رہے۔ اتفاق سے ایک دن آپ کے گاؤں میں جنازہ ہوگیا اس موقع پر مولوی شیر محمد علیہ الرحمۃ جو کہ آپ کے والد کے مدرسہ میں آپ کے ہم سبق رہے تھے۔

انہوں نے آپ کو پہچان لیا آپ نے مولوی شیر محمد کو تمام واقعہ اور ماجرا سنایا کہ قدرت الٰہی ہے کہ کوئی شخص مجھے پہچان نہیں رہا ہے۔ بیگانے تو رہے بیگانے اپنوں نے بھی پہچاننے سے انکار کر دیا۔ اور مجھے غیر محرم گردانتے ہوئے گھر میں داخل ہونے نہیں دیا۔ عجیب بات ہے کہ اپنے ہی گاؤں میں ایک مسافر کی سی زندگی بسر کر رہا ہوں۔

چنانچہ یہ تمام معاملہ دیکھ کر اور ماجرا سن کر مولوی شیر محمد علیہ الرحمۃ نے گاؤں کے تمام لوگوں کو اکٹھا کیا اور بتایا کہ یہ سیّد خان محمد شاہ علیہ الرحمۃ کے بیٹے خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ تیراہی ہیں۔ میں نے عرصہ دراز تک ان کے والد گرامی کی خدمت میں رہ کر زانوئے تلمذ طے کئے ہیں۔ اور یہ میرے ہم سبق بھی رہے ہیں یہ سن کر سب لوگوں کو تصدیق ہوگئی۔ اور اطمینان ہوا اور آپ کی پہلی بیوی نے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ اس کے بعد سب گھر والے خوش وخرم ہو کر باہم شیر شکر ہو گئے۔ اور آپ کی دونوں بیویاں بھی اکٹھے رہنے لگیں۔

اولاد امجاد ☆: اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹوں سے نوازا جو کہ سب کے سب اللہ کے برگزیدہ اور صاحب کمال ہوئے ہیں۔

ان میں بڑے بیٹے خواجہ سیّد نور محمد شاہ، خواجہ سیّد گل محمد شاہ، خواجہ سیّد جان محمد شاہ، خواجہ سیّد صالح محمد شاہ، خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

سیرت و کردار☆: آپ پابند شریعت واقف اسرار رموز حقیقت صاحب اسرار و معرفت انتہائی بلند اخلاق و کردار کے مالک تھے۔ زندگی بھر کبھی کوئی کام خلاف شریعت یا اپنے خواجگان کے طریقہ کے خلاف نہ کیا۔ ہر قدم پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال رکھتے نماز پنجگانہ کثرت نوافل اور تہجد کا اہتمام آپ کا معمول تھا۔ ہمہ وقت یادالٰہی میں مشغول رہتے۔ اپنے پاس آنے والوں کو بھی ذکر اللہ کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ بچپن سے جوانی تک کسی قسم کے لعولعب اور کھیل تماشے کو پسند نہ فرماتے تھے۔ شروع سے ہی خاموش طبیعت کے مالک تھے۔ اپنے پاس بیٹھنے والوں سے بڑی محبت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ آپ کی نظر کیمیا اور زبان سیف تھی اپنی زبانِ ترجمان سے جو فرماتے ویسا ہی ہوتا تھا۔

کشف و کرامات☆: ایک مرتبہ آپ کسی منزل پر تشریف لے جا رہے تھے کہ دوران سفر کچھ دیر آرام کی غرض سے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں چند مسافر اور راہ گیر بھی آ گئے۔ انہوں نے جب آپ کو دیکھا تو ایک دوسرے سے پوچھنے لگے۔ یہ کون ہیں دوسرے نے کہا کہ یہ فقیر اور درویش ہوگا۔ تیسرے نے کہا اگر یہ فقیر اور درویش ہوتا تو وہ سامنے والا درخت سرسبز و شاداب ہو جاتا۔ ان کی یہ باتیں سُن کر آپ نے دعا فرمائی تو وہ درخت اُسی وقت سرسبز و شاداب ہوگیا۔ پھول پھل بھی لگ گئے۔

کرامت ۲☆: تیزائی شریف کی مسجد کے چبوترے پر زیتون کے دو بڑے تناور درخت جو کہ کچھ عرصہ پہلے خشک ہو گئے تھے۔ آپ ان درختوں کے سہارے بیٹھ کر مطالعہ فرمایا کرتے تھے۔ دوران مطالعہ جب کبھی بھی پانی نوش فرماتے تو باقی بچا ہوا پانی درختوں کی جڑوں میں ڈال دیا کرتے تھے۔ قدرت خدا کی کہ ایک ماہ کے اندر اندر وہ دونوں درخت پھر سے ہرے بھرے اور سرسبز و شاداب ہو گئے۔ اور اب تک موجود ہیں۔ ہزاروں افراد ان درختوں کی زیارت کر چکے ہیں۔

کرامت ۳☆: تیزئی شریف میں ایک مرتبہ پانی کی قلت ہوگئی بستی کے لوگ اکٹھے ہو کر آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے حضرت دعا فرمائیں کہیں سے پانی کا چشمہ نکل آئے تاکہ تمام لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں آپ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جگہ کھودو۔

چنانچہ جب حسب الحکم وہ جگہ کھودی گئی ابھی چند ہی گز زمین کھودی گئی تھی کہ آب شیریں کا چشمہ نکل آیا۔ یہ دیکھ کر بہت سے آپ کے مخالفین بھی تائب ہو کر آپ کے دستِ مبارک پر بیعت ہو گئے۔ وہ چشمہ ابھی تک جاری و ساری ہے جو کہ آپ کے فیضان اور کرامت کی روشن دلیل ہے۔

کرامت ۴☆: ایک مرتبہ آپ کوہاٹ میں حضرت آدم بنوری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حاجی بہادر رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد میں حوض کے کنارے جلوہ افروز تھے کہ اسی اثناء میں آپ کے پاس سے شہزادہ میاں نامی شخص گزرا اور ٹھنڈی آہ بھر کر کہنے لگا کہ افسوس آج کے دور میں کوئی مرد کاملِ نظر نہیں آتا۔

یہ [illegible]ں نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ دہرایا۔ آپ نے فرمایا کہ میاں کامل تو بہت ہیں۔ مگر طالب نظر نہیں آتے۔ شہزادہ میاں نے آپ کا فرمان ذیشان سُن کر اپنے پاؤں پر بندھی پٹی کھولی اور کہنے لگا۔ حضور طالب تو میں ہوں جو کہ عرصہ تیس سال سے شیخ کامل کی تلاش میں جنگلوں بیابانوں ویرانوں اور پہاڑوں میں خاک چھان رہا ہوں۔ حتیٰ کہ میرے پیروں میں اس قدر زخم ہو گئے ہیں کہ اب چلنے پھرنے کی بھی سکت نہ رہی ہے۔

آپ کو اس کی حالت زار پر رحم آ گیا اور اس کو لیکر ایک حجرہ میں چلے گئے پہلے اس کو پچھلے گناہوں سے توبہ کرائی اور بیعت کیا بعد ازاں ذکر واذکار تلقین فرمائے۔

پھر سب نے دیکھا کہ وہی شہزادہ میاں آپ کی محبت اور صحبت کی برکت کی وجہ سے ایسے کامل ہو گئے کہ ہزار ہا افراد اُن کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔

حضرت خواجہ باباجی سیّد فقیر محمد صاحب چوراہی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے بچپن میں شہزادہ میاں کو دیکھا اُن کی حالت یہ تھی کہ عشاء کی نماز پڑھ کر حبس دم کر کے مراقبہ میں بیٹھ جاتے اور تہجد کی نماز کے وقت دم چھوڑتے اس حبس دم کی وجہ سے اُن کی پسلیوں میں سوراخ ہو گئے تھے۔ جب وہ سردی کے موسم میں اپنا کرتا اتار کر دھوپ میں ڈالتے تھے۔ تو ان کی پسلیوں کے وہ سوراخ دیکھ کر ہم انگلیاں ڈال کر خوش طبعی کیا کرتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۸ ربیع الاول شریف ۱۲۴۵ھ بمطابق 1829ء کو ہوا مزار شریف موضع تیزئی شریف، نزد کوہاٹ شہر، صوبہ سرحد، تیراہ پاکستان اور افغانستان کے بارڈر پر آج بھی مرجع ہر خاص و عام ہے۔

جہاں آج بھی ہزاروں کی تعداد میں لوگ حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔ اور روحانی تسکین حاصل کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ آپ کے جانشین اور علوم ظاہریہ و باطنیہ کے وارث بنے۔ جس سے آپ کے سلسلہ عالیہ کو چار دانگ عالم میں بہار ملی۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت قاضی محمد محسن الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: کشور طریقت، آفتاب و ماہتاب ولایت، عالم باعمل حضرت علامہ پیر قاضی محمد محسن الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ رہنمائے سالکاں ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت اپنے وقت کے عظیم درویش و مرد قلندر حضرت قاضی غیاث الدین علیہ الرحمۃ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جس زمانہ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اس زمانہ میں آپ کے والد گرامی حضرت قاضی غیاث الدین اور دادا قاضی محمد حفیظ اور پڑدادا حضرت قاضی محمد ہدایت اللہ علیہم الرحمۃ کے علم و عرفان کا چاردانگ عالم میں شہرہ اور ڈنکا بج رہا تھا۔ ایسے علمی اور روحانی ماحول میں آپ کی تربیت ہوئی اور ابتدائی تعلیم و تربیت بھی اپنے گھر میں مکمل کی۔ آپ اپنے وقت کے بہترین و مستند عالم دین اور عظیم درویش کامل ہیں۔ تمام زندگی قال اللہ اور قال الرسول ﷺ میں گزاری۔ زندگی بھر خدا اور اس کے رسول ﷺ کے حکم اور اتباع میں بسر کی۔

بیعت و خلافت ☆: آپ نے اویسی طور پر حضرت باباجی صاحب تیراہی علیہ الرحمۃ سے فیض حاصل کیا اور ظاہری طور پر حضرت خواجہ فضل احمد معصومی علیہ الرحمۃ المعروف حضرت جیو صاحب پشاوری متوفی ۱۲۳۲ھ سے اکتساب فیض کیا۔ مرشد کامل نے پہلی ملاقات میں ہی آپ کو دستار خلافت عطا فرما کر سرفراز فرمایا۔

خانقاہ صدریہ ہری پور ہزارہ سے شائع ہونے والی کتاب (حیات صدریہ) کی روایت کے مطابق آپ حضرت جیو صاحب علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اعظم شمار ہوتے ہیں۔

کوٹلہ تحصیل و ضلع راولپنڈی کے رہائشی حاجی سلطان محمد صاحب جن کی عمر ۱۲۵ برس سے تجاوز کر چکی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت جیو صاحب پشاوری نے پنجاڑ تحصیل کہوٹہ میں اپنے قیام کے دوران آپ کو بشارت دی تھی کہ آپ کو دیا جانے والا فیض بطریق فضل آپ کی اولاد میں سات پشتوں تک جاری رہے گا۔ ایک اور روایت کے مطابق گیارہ پشتوں کا ذکر ہے۔

آپ کا سلسلہ طریقت ☆: آپ حضرت جیو صاحب کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت جیو صاحب کا سلسلہ نسب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کے بڑے بھائی حضرت شاہ عبدالرزاق علیہ الرحمۃ تک پہنچتا ہے۔ اپنے نانا حضرت شاہ محمد رسا رحمتہ اللہ علیہ سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ طریقہ قادریہ چشتیہ میں حضرت شیخ عبداللہ بخاری الملقب بہ میر صاحب علیہ الرحمۃ سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور مریدین کو چاروں سلاسل میں

بیعت فرماتے تھے۔لیکن ترجیح طریقہ نقشبندیہ کو دیتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۸ شوال ۱۲۶۲ھ بمطابق 1845ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار موضع اراضی شریف نزد ساگری تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی تشنگان معرفت کی روحانی منازل آپ کے دربار گوہر بار میں حاضری کے نتیجے میں طے ہوتی ہیں۔ آج کل دربار شریف کے موجودہ سجادہ نشین حضرت قاضی مسعود الحسن نقشبندی مجددی رونق افروز ہیں جو کہ حضرت معظم قاضی محمد صدرالدین نقشبندی ہزاروی علیہ الرحمۃ المتوفی ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ بمطابق 1977ء کے دست حق پرست پرشرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر صاحب ارشاد ہوئے۔

اپنے اسلاف کے سلسلہ عالیہ کی ترویج واشاعت میں دن رات مصروف عمل ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: وحدانیت کے روشن چراغ، علم وحکمت کے آفتاب، سپہر قیومت، نیر افق ولایت حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ آفتاب نور توحید و معرفت وحقیقت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1202 ہجری بمطابق 1787ء کو پنجاب کے معروف روحانی شہر قصور میں حضرت حافظ غلام مصطفیٰ بن حافظ غلام مرتضیٰ کے گھر میں ہوئی۔

آپ صدیقی النسل ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب چند واسطوں سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔

آپ بچپن ہی میں سایہ پدری سے محروم ہو گئے تھے۔ والد گرامی کے وصال کے بعد آپ کے چچا محترم حضرت شیخ محمد قصوری قادری علیہ الرحمتہ نے آپ کی تربیت کی اور تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔ علوم دینیہ کی تحصیل و تکمیل کے بعد آپ اپنے چچا محترم حضرت شیخ محمد قادری قصوری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

بیعت و خلافت ☆: اپنے چچا کے وصال کے بعد آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

سلسلۂ رشد و ہدایت ☆: سلسلہ نقشبندیہ میں خرقۂ خلافت پا کر آپ دہلی سے واپس قصور آئے اور رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ کے فیضان نظر اور تربیت سے بڑے بڑے جید علماء پیدا ہوئے۔ جن میں حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری، حضرت خواجہ غلام نبی للٰہی، حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ نقشبندی بیربلوی علیہم الرحمتہ جیسی عظیم شخصیات جو آسمان علم وحکمت و معرفت آفتاب و مہتاب بن کر چمکے۔ اور آگے چل کران خانوادوں سے روحانیت کے ایسے چشمے پھوٹے جن سے سارا ملک سرسبز و شاداب ہو گیا۔

ردّ وہابیت میں آپ کے کارنامے رہتی دنیا تک یاد رکھے جائیں گے۔ آپ چونکہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار تھے۔ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرمت و مذمت کو فرض عین سمجھتے تھے۔ ان سے مناظروں کے میدان میں اتنا زبردست استدلال اور اس پر بحث و تقریر فرماتے کہ مخالف فریق جواب دینا تو درکنار میدان مناظرہ سے اکثر فرار ہوتے ہوئے لوگوں نے دیکھا ہے۔

آپ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ ادب و شعر میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ کا کلام عربی و فارسی اور اردو کا بہترین مرقع

ہے۔آپ نے اس طوائف الملو کی کے دور میں اچھے ادب وشعر کے نمونے پیش کیئے۔

آپ کی تصنیف لطیف ''تحفۂ رسولیہ'' اور عربی خطبات تو اپنے زمانے کا ادبی اور علمی شاہکار ہیں۔آپ کی ذات اقدس اس زمانے میں مرجع خلائق تھی۔

آپ کے دروازے ہر خاص و عام کے لیے ہمیشہ کھلے رہے۔ ہر آنے والے سے بڑے ہی اچھے انداز سے ملتے۔حسن اخلاق میں آپ یکتائے زمانہ گزرے ہیں۔ سخاوت آپ کو خدا نے ورثے میں عطا فرمائی تھی۔لنگر آپ کا وسیع اور دراز تھا۔مریدین کی تربیت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔آپ کی خانقاہ معلّٰی میں ہر وقت مستوں کا ہجوم رہتا۔آپ کے عشاق آپ کے گرد ہالہ بنا کر بیٹھتے۔آپ کی علم و حکمت اور تصوف و معرفت بھری گفتگو سننے کے بعد کوئی ایسا ہوگا جس کی آنکھ نم نہ ہو۔عشاق جھوم جھوم کر داد دیتے اور اپنی جھولیاں انوار و معرفت سے بھر کر واپس لوٹتے۔

آپ صبر و رضا،علم و حکمت،علم و حلم، زہد و تقویٰ،عبادت و ریاضت، ورع و عرفان و فیضان،صبر و شکر میں عدیم المثال اور صاحب کشف و کرامات تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 22 ذیعقدہ ۱۲۷۰ ہجری بمطابق 1853ء کو ہوا۔مزار پُر انوار قصور کے بڑے قبرستان کے اندر عظیم الشان گنبد کی شکل میں مرجع خاص و عام ہے۔مزار شریف کے ساتھ انتہائی خوبصورت مسجد بھی تعمیر ہو چکی ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے شاگرد خاص و مرید اور پنجاب کے معروف مناظر و خطیب و ادیب ترجمان اہل سنت حضرت علامہ غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمتہ کی مرقد منورہ بھی آپ کے مزار شریف کے احاطہ میں موجود ہے۔

آج کل آپ کے دربار کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ سید منیر احمد شاہ صاحب نقشبندی مدظلہ العالی ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ قادر بخش نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: خواجہ عالم پناہ، سالک حق آ گاہ، قطب الاقطاب، ولی مادرزاد شمس العارفین دلیل الکاملین، پیشوائے ارباب مسند حق الیقین، برھان الواصلین، سلطان العاشقین حضرت خواجہ قادر بخش نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عالم تاب وآ فتاب ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۷ شوال المکرم ۱۲۳۷ھ بمطابق ماہ جون 1822ء بروز پیر کو اپنے زمانے کے معروف شیخ کامل حضرت دیدار بخش المعروف پنجابی پیر کے گھر کشمیر میں ہوئی۔

آپ کی والدہ ماجدہ، ارشاد فرماتی ہیں کہ جس روز آپ میرے شکم میں جلوہ گر ہوئے تو مجھے عالم رویا میں مژدہ سنایا گیا کہ تجھے مبارک ہو کہ تیرے شکم مبارک میں قطب زماں تشریف لائے ہیں، اس کے بعد ایک رات بحالت خواب سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہیں مبارک ہو کہ تمہارے شکم سے قطب الاقطاب پیدا ہوگا، اور پیدا ہونے والے اس بچے کا نام عبدالقادر کا یا قادر بخش رکھنا۔

چنانچہ آپ کی ولادت کے بعد آپ کا نام نامی اسم گرامی قادر بخش رکھا گیا، جبکہ آپ نے شمس العرفان کے لقب سے شہرت پائی۔

اس کے علاوہ بھی آپ کے القابات ہیں، جن میں اول ولی اللہ ازل، محب اللہ، قطب الاقطاب، شمس العارفین۔

جب آپ کی عمر عزیز چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو والدین نے آپ کی رسم بسم اللہ بڑی شان وشوکت سے کرائی، جس سے آپ کی تعلیم قرآن کریم کا آغاز ہوا، ابھی کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ آپ کے والد گرامی حضرت دیدار بخش رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا، جن کا مزار پرانوار کشمیر میں پنجابی پیر کے نام سے معروف ہے۔

آپ نے سات برس کی عمر میں قرآن کریم ختم کیا، بارہ برس کی عمر میں گھریلو ذمہ داریاں سنبھالتے ہوئے خاندانی شعبہ زمینداری سے منسلک ہو گئے۔

مگر جلد ہی زمینداری کو خیر باد کہہ کر آپ مشرقی پنجاب لدھیانہ میں تشریف لے آئے۔

لدھیانہ میں آمد اور فوجی ملازمت ☆: جن دنوں آپ لدھیانہ تشریف لائے ان دنوں وہاں بریلی کے رہنے والے ایک فوجی رسالدار میجر کا لڑکا فوت ہو گیا تھا۔ جو اس رسالدار کو بہت محبوب تھا، اور وہ بچہ آپ کا ہم شکل تھا، رسالدار کے ملازموں میں سے کسی نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگا کہ یہ بچہ بھی رسالدار کے بچے کا ہم شکل ہے، کیوں نہ اس کو رسالدار کے پاس پہنچایا جائے کہ وہ ان کو دیکھ اطمینان پائے۔

چنانچہ وہ کسی بہانے آپ کو رسالدار میجر کے پاس لے گیا، رسالدار نے اپنے بچے کا ہم شکل دیکھتے ہوئے آپ سے بہت پیار کیا اور آپ کو اپنے گھر رہنے پر مجبور کیا تو آپ اس کے گھر مقیم ہو گئے۔

مگر تھوڑے ہی دنوں بعد آپ نے فرمایا کہ میرا اس طرح یہاں رہنا ٹھیک نہ ہے، میں ایک شرط پر تمہارے پاس رہ سکتا ہوں کہ آپ مجھے فوج میں ملازم کرا دیں، چونکہ آپ کی عمر چھوٹی تھی جس کے باعث آپ کو فوج میں ترم بجانے پر ملازم رکھ لیا گیا، فوج کی ملازمت کے دوران شاہ کابل کی سلطنت برطانیہ سے جنگ شروع ہوئی تو آپ برطانوی فوج کی طرف سے اس جنگ میں شامل ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ دوران ملازمت کابل میں قیام کے دوران سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ عنایت اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، اور انہی سے قادری سلسلہ میں خرقہ خلافت پا کر سرفراز وصاحب مجاز ہوئے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی چشتی نظامی المعروف پیر پٹھان رحمتہ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں شرف خلافت واجازت بیعت سے سرفراز ہوئے سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں کشمیر کے معروف روحانی پیشوا سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے بزرگ حضرت سید احمد سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے، اور انہی سے سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں دستار خلافت حاصل کر کے سرفراز وممتاز ہوئے اور کچھ عرصہ مرشد کی بارگاہ میں حاضر رہ کر سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے سلوک کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

جب آپ فوج کے ساتھ جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں تشریف لائے تو آپ نے قیام جالندھر کے دوران ایک ماشکی سے دریافت فرمایا کہ یہاں کوئی کامل درویش بھی موجود ہیں؟ اس نے عرض کیا جی ہاں، اس علاقہ میں حضرت بابا محمود صاحب نامی ایک درویش جو بڑی شان کے مالک اور حاجی، قاری اور مولوی ہونے کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے پیر روشن ضمیر ہیں۔

چنانچہ آپ اس ماشکی کے ہمراہ فوراً ہی حضرت خواجہ بابا محمود نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ان کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہو کر عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے، اور کچھ عرصہ کے بعد حضرت بابا محمود نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز وممتاز ہوئے۔

اگرچہ آپ مختلف سلاسل طریقت میں بیعت اور ان سے صاحب مجاز تھے، مگر آپ کی طبیعت پر نقشبندی بزرگوں کا رنگ غالب

تھا، اور آپ اپنے پاس آنے والے طالبانِ حق کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ہی بیعت فرماتے اور اسی سلسلہ کی تعلیمات سے روشناس کراتے تھے، اور آپ کو شمس العرفان کا خطاب بھی اسی سلسلہ سے ملا تھا۔

لقب شمس العرفان کی وجہ کی تسمیہ☆: ایک مرتبہ آپ موضع راہوں میں تھانیداری کے منصب پر فائز اپنے دو سپاہیوں کے ہمراہ گشت پر تھے کہ ایک ٹیلے سے آواز آئی شمس العرفان ہمیں فاتحہ سے شاد کرو، یہ غائبانہ آواز سن کر آپ نے مراقبہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس ٹیلے میں ایک ولی کامل کا مزار ہے جو کہ ظاہر نہ ہے۔

آپ نے بحالتِ مراقبہ ان بزرگ سے دریافت کیا آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میرا خطاب شمس العرفان ہے، صاحب مزار نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں حضرت مجدد پاک کا خلیفہ ہوں اور حضرت مجدد پاک نے فرمایا تھا کہ میرے سلسلہ میں ایک شخص شمس العرفان ہوگا، جو تیری مرقد منورہ پر فاتحہ پڑھے گا۔

چنانچہ اس روز کے بعد سے آپ شمس العرفان کے لقب اور خطاب سے پہچانے جانے لگے۔

سیرت و کردار☆: آپ پابند شریعت وطریقت بزرگ تھے، کسی بھی حال میں شریعت کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھٹنے دیا، عبادت و ریاضت کے دوران خشوع اور خضوع اس قدر تھا کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے، خدا کے احکامات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ کسی بھی حال میں ماسوائے اللہ کا خیال بھی دل میں نہ آنے دیا، دنیاوی معاملات حتیٰ کہ اپنے وجود کو بھی ذکر خدا کے دوران آڑے نہ آنے دیتے، وقت پر آذان سنتے ہی فوراً مسجد میں تشریف لے جاتے اور نماز ہمیشہ باجماعت ہی ادا فرماتے تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ نماز مغرب اور فجر کے بعد کچھ دیر مراقبہ فرماتے، اور تہجد کے بعد حلقہ ذکر فرماتے اور طالبین کے لطائف و اسباق پر اپنی روحانی توجہ سے روشنی ڈالتے، تمام عمر جملہ مطالب دنیاوی کے بدلے آخرت ہی کو قبول فرما کر خدا کی عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے اور عذاب وثواب سے مستثنیٰ ہو کر ہر دم رضائے جاناں کا دم بھرتے تھے۔

اگر کوئی حاجت مند کوئی سوال لے کر خدمت میں آجاتا تو آپ مختلف رمز وکنایات میں اس کے سوال کا جواب عطا فرما دیتے تھے، تاکہ آنے والے کی پردہ پوشی برقرار رہے، آپ حسن اخلاق کا مجسمہ اور جامع حسنات تھے اپنے پاس آنے والے احباب سے اس قدر پیار محبت اور شفقت فرماتے کہ ہر شخص اپنے بارے خیال کرتا کہ آپ مجھ پر ہی بہت زیادہ مہربان اور کریم ہیں، مہمان نوازی میں عدیم المثال اور اپنے پاس آنے والے احباب و اہل اللہ اور یاران طریقت و مساکین اور یتیم پروری میں یگانہ روزگار تھے۔

ہر کام میں خدا کی رضا اور خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع وسنت کا خصوصی خیال رکھتے تھے، تمام عمر توکل پر گزاری اور اپنے یاران طریقت کو بھی توکل ہی کی تعلیم و دیعت فرمائی۔

اگر کسی بات پر کبھی غصہ آ جاتا تو بڑے ہی تحمل و بردباری کا مظاہرہ فرما کر درگزر فرما دیتے تھے، کبھی کسی شخص سے کوئی لالچ نہ رکھا، بلکہ اکثر فقراء اور غریب طالبین اور مفلوک الحال لوگوں کی اپنی جیب خاص سے اعانت و امداد فرماتے، آپ نے کبھی بھوک کی حالت میں کھانے کی فکر نہ کی اور نہ ہی بیماری کے دوران کبھی علاج کا فکر کیا۔ نہ ہی طبیعت پر غم کا بوجھ محسوس کیا اور نہ ہی کبھی رب کائنات سے اپنی ذات کے لئے دست طلب دراز کیا۔ اکثر فرماتے کہ اس کے سامنے دست طلب کیوں دراز کروں کہ وہ خود سب کچھ جاننے والا ہے۔

آپ اپنے زمانے کے عظیم شیخ طریقت اور کامل و اکمل واقف اسرار سرمدی اور بارگاہ رب لم یزل کے مقبول اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے آفتاب و ماہتاب تھے، آپ کا وجود مسعود طالبان راہ حق کے لئے غنیمت اور منارہ نور تھا۔

آپ نے اپنی حالت واستقامت کو زمانہ شباب سے آخری دم تک نہایت ہی احسن انداز سے نبھایا کہ آپ کی نظیر ملنا مشکل تھی، اور یہی وجہ تھی کہ عوام الناس اور آپ کے زمانے کے صوفیاء علماء اور مشائخ آپ کی روشن عقیدت و محبت اور اخلاقی قدروں سے نہ صرف آشنا تھے بلکہ وہ آپ سے قدرے مانوس بھی تھے۔

تمام عمر اپنے شیخ طریقت کی اجازت سے ہر آنے والے امر واقعہ کو انجام دیتے، آپ کے چہرہ انور پر روحانیت کے اثرات صفات قدسیہ سے مزین و پیراستہ تھے، جن کو دیکھنے والی نظر ہی مشاہدہ کر سکتی تھی۔

جس کسی باحوصلہ اور اہل دل شخص کو آپ کی صحبت پاک کا شرف حاصل ہوتا وہ ضرور آپ کی قادر الکلامی و عارفانہ سخن کا ثبوت دیتا، خداوند عالم کی طرف سے آپ کو جملہ کیفیات و تجلیات معہ انکشافات اسرارِ حقائق و معرفت و مقامات متعلقہ توارد ہوتی تھیں مختصر یہ کہ آپ جملہ خوبیوں کے جامع اور تمام خصوصیات و حسنات و کمالات و طیبات کے مورد و مظہر تھے، آپ کا کوئی قول و فعل خلاف اسوہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تھا۔

کشف و کرامات ☆: موضع راہوں میں جب آپ ڈپٹی انسپکٹر پولیس تعینات تھے ایک روز سمن کیرج میں رات کے وقت آپ عبادت و ریاضت میں مشغول تھے تو پولیس کا کپتان اچانک دورے پر آیا تو آپ کو ادھر ادھر دیکھنے لگا، تو اچانک کیا دیکھا کہ آپ کے جسم کے تمام اعضاء الگ الگ بکھرے ہوئے ہیں۔

کپتان صاحب یہ دیکھتے ہی فوراً باہر نکلے اور تھانہ کے عملے سے جا کر کہنے لگے کہ ہمارا تھانیدار قتل ہو گیا ہے، یہ کیا معاملہ ہے، جب وہ دوبارہ موقعہ پر پہنچا تو اس کی حیرانگی میں یہ دیکھ کر مزید اضافہ ہوا کہ آپ مصلّے پر مصروف عبادت اور بالکل سلامت بیٹھے ہیں۔

یہ معاملہ دیکھ کر کپتان صاحب دلی طور پر آپ کا معتقد ہو گیا اور اس کے دل میں یہ بات حق الیقین تک قائم ہو گئی کہ ہماری پولیس میں ملازم یہ شخص ولی اللہ ہے۔ کپتان چونکہ لاولد تھا، اس نے بڑی عاجزی سے اولاد کے لئے آپ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی تو

آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی، خداوند کریم نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اس کو تین بیٹے عطا فرمائے۔

آپ کی یہ کرامت دیکھ کر کپتان نے آپ کو ڈپٹی انسپکٹر کے عہدے سے ترقی دے کر انسپکٹر کے منصب پر فائز کیا، اس دوران آپ سے لاتعداد کرامات کا ظہور ہوا، جن کا چرچا سے عوام میں آپ کی مقبولیت طشت از بام ہوئی تو آپ اپنے سے مرشد کے حکم پر ملازمت سے استعفیٰ دے کر جہان خیلاں میں آ کر مقیم ہو گئے، اور سلسلہ رشد و ہدایت جاری کر کے خلق خدا کی رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں جن حضرات کو خرقہ خلافت و اجازت بیعت عطا فرمایا ان کی تعداد ایک سو چوالیس ہے، جن میں سے چند کے نام لکھنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حضرت خلیفہ رنگ علی، حضرت بلاقی شاہ، حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی نقشبندی مجددی، اور آپ کے فرزند ارجمند و خلف الرشید حضرت خواجہ محمد عبدالخالق نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ جو آپ کے بعد آپ کی مسند ارشاد کے وارث بھی ہوئے کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

وصال باکمال☆: ایک روز اندھیری رات میں شدید قسم کی بارش تھی آپ اپنے خلفاء خاص حضرت خلیفہ رنگ علی اور بلاقی شاہ کے ہمراہ اپنے حجرہ میں ذکر و شغل میں مصروف تھے کہ اچانک آسمان سے بجلی چمکی تو آپ نے حجرے سے باہر چند نورانی صورتوں کو دیکھا، درحقیقت یہ انسانی صورت میں فرشتے تھے، آپ نے اپنے خلیفہ بلاقی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ دیکھنا باہر کون ہے؟

آپ کے حکم کی تعمیل میں جب خلیفہ بلاقی شاہ رحمتہ اللہ علیہ حجرہ مبارک سے باہر نکلے تو آپ کے حجرے کی چھت آپ پر گر گئی، جس کے باعث آپ کے خلیفہ رنگ علی اور آپ شہادت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہو کر دار الفنا کی طرف سدھار گئے۔

آپ کا وصال باکمال ۱۲۷۲ھ بمطابق 1855ء کو ہوا، مزار پر انوار کوٹ عبدالخالق جہان خیلاں ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نورا، کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہ

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عالم و عارف ربانی، مرشد لاثانی، ستارۂ ولایت آسمانی، محرم راز معانی حضرت سید شاہ امام علی مکان شریفی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ رونق بزم عاشقاں ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۲ ہجری بمطابق 1797ء کو مکان شریف (رتر چھتر ہ) ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب انڈیا میں حضرت پیر سید حیدر علی شاہ علیہ الرحمتہ کے علمی و روحانی گھر میں ہوئی۔

آپ نے فارسی کی کتابیں مولانا فقیر اللہ دین کوفی سے پڑھ کر حافظ محمد رضا صاحب اور مولانا نور محمد سے درسی کتب پڑھیں اور علوم دینیہ کے حصول میں درجۂ کمال کو پہنچے۔

آپ کو شعر و شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔ اعلیٰ حضرت شاہ حسین بھورے والوں نے آپ کو مثنوی شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ اور فرمایا کہ اس کے پڑھنے سے عمل و اعتقاد میں پختگی اور قلب میں صفائی اور روح کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت کے ارشاد پر آپ نے مثنوی شریف کا مطالعہ شروع کیا۔ تو دوسرے روز اعلیٰ حضرت شاہ حسین صاحب نے آپ کو مثنوی شریف کے تین اشعار کی تشریح و توضیح کر دی۔ جو آپ کے دل پر نقش ہوگئی۔ اس کے بعد آپ نے مثنوی شریف کا باقاعدہ درس لینا شروع کر دیا۔

بیعت و خلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سولہ برس کی عمر میں حضرت شاہ حسین نقشبندی بھورے والوں کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

سیرت و کردار☆: مرشد کامل کے دست مبارک پر بیعت ہونے کے بعد آپ نے بہت تھوڑے سے عرصے میں سلوک و معرفت کی منزلیں طے کر لیں۔ اور خلق خدا کی خدمت میں مصروف رہنے لگے اور ان کی روحانی تربیت فرماتے رہے۔ لاتعداد لوگوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ مرشد کے بتائے ہوئے وظائف و اشغال پر تازیست قائم رہے۔ آپ وحدانیت کے روشن چراغ، علم و حکمت کے آفتاب اور سپہر قیومیت کے درخشندہ ستارے تھے۔ اللہ کریم نے آپ کے قلب و نظر کو وہ جلا بخشی تھی کہ آپ کی مجلس میں کسی کو دل میں وسوسہ لانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

اگر حاضرین میں سے کسی کے دل میں وسوسہ پیدا ہوتا تو آپ کے قلب پر فوراً اس کا عکس آ جاتا اور آپ اس کی اصلاح فرما دیتے تھے۔

آپ صاحب کشف وکرامات تھے بے شمار کرامات کا آپ سے ظہور ہوا۔ آپ نے اپنے علم وعرفان سے مردہ دلوں کو زندگی بخشی اور زندہ دلوں کو پائندگی دی۔ آپ کے مریدین ذکر وفکر اور شغل میں اس قدر محویت رکھتے تھے کہ ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے نام سے بے خبر تھے۔

آپ کی نگاہ فیض کے اثر سے نہ صرف مردہ دل ہی جلا پاتے بلکہ لاعلاج مریض بھی شفا حاصل کرتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 13 شوال المکرم ۱۲۸۲ ہجری بمطابق 1865ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار آپ کی مسجد کے قریب ہی حجرہ مبارک میں مکان شریف ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے فرزند اکبر حضرت پیر سید صادق علی شاہ نقشبندی آپ کے خلیفہ اکبر و جانشین مقرر ہوئے۔ جنہوں نے آخری دم تک سلسلہ عالیہ کی بے مثال خدمات سرانجام دیں۔

ممتاز عالم دین علامہ ابو محمد حسن شعری امرتسری نے تاریخ وفات اس آیت سے نکالی ہے

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

۱۲۸۲ ہجری

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: ولی ابن ولی قیوم العصر آفتاب شریعت ماہتاب طریقت تاجدار نقشبندیت حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی رحمۃ اللہ علیہ امام العارفین ہیں،

ولادت باسعادت☆: آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۷۹ھ بمطابق 1765ء موضع تیزئی شریف تیراہ افغانستان میں حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہ شاہ گیلانی الحسنی والحسینی تیراہی علیہ الرحمۃ کے گھر میں ہوئی۔

باطنی فیض اپنے والد گرامی سے حاصل کیا اور علوم دینیہ کی کتابیں حضرت مولانا محمد امین علیہ الرحمۃ سے پڑھیں اور انہیں سے تکمیل کی۔ ابتدائی کتابیں اور فقہ اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھی۔ مولانا محمد امین آپ کے والد گرامی کے خلیفہ مجاز تھے۔ لہٰذا تصوف میں بھی آپ نے اُن سے استفادہ کیا۔

آپ مادرزاد ولی تھے۔ آپ کے والد گرامی نے دو شادیاں کی تھیں۔ بڑی بیوی سے ایک صاحبزادی تھی۔ جب کہ دوسری بیوی سے ابھی کوئی اولاد نہ تھی۔ پہلی بیوی نے بارگاہ خداوندی میں منت مانی تھی کہ اگر ہمارے گھر خداوند تعالیٰ لڑکا دے تو میں تمام زندگی روزانہ ایک سو نفل ادا کیا کروں گی۔ جب کہ چھوٹی بیوی نے یہ منت مانی کہ اگر اللہ کریم مجھے اولاد نرینہ عطا فرمادے تو میں بڑی بیوی کو پیش کر دوں گی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی دُعا قبول فرمائی اور چھوٹی بیوی کے ہاں خدا نے بیٹا دیا جس کا نام والد بزرگوار نے نور محمد رکھا اور فرمایا کہ یہ لڑکا امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا متبع ہوگا اور اس سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو فروغ حاصل ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے دم قدم کی برکت سے اس سلسلہ کا نام چار دانگ عالم میں بلند ہوگیا۔

شجرہ نسب☆: آپ کا سلسلہ نسب ۲۷ واسطوں کے بعد حضرت مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے جس کی تفصیل آپ کے والد گرامی حضرت سیّد فیض اللہ شاہ گیلانی الحسنی والحسینی علیہ الرحمۃ کے حالات میں دی جاچکی ہے۔

سیرت و کردار☆: آپ انتہائی نیک پارسا متقی پرہیزگار ترک و تجرید میں یگانہ روزگار تھے۔ پابندی شریعت آپ کا وصفِ

خاص اور آداب طریقت و معرفت اور اسرار حقیقت سے آشنا تھے۔ خلق عظیم کا مجسمہ اور صبر و رضا کے پیکر تھے۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں تمام علوم ظاہری و باطنی میں مہارت تامہ اور شہرت حاصل کر لی تھی۔ لوگ اپنی الجھنیں لے کر حاضر ہوتے آپ آن کی آن میں الجھی ہوئی گھتیاں سلجھا دیتے۔ آپ نے اپنے دست مبارک اور قلم سے قرآن مجید کا ایک نسخہ مکمل کیا۔ جو کہ دربار عالیہ چورا شریف میں حضرت پیر سید سردار بادشاہ علیہ الرحمۃ کے پاس تھا۔ چونکہ حضرت پیر سردار بادشاہ علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا ہے۔ تو اب انکی جگہ اُن کے سجادہ نشین حضرت پیر سید جاوید احمد شاہ نوری مدظلہ العالیٰ کے پاس ہے اور اس کے آخر میں یہ الفاظ رقم ہیں۔ **قرآن مجید بدست خواجہ نور محمد ۲ ربیع الثانی ۱۲۳۷ھ از شاگرد آں میاں نصر اللہ نور اللہ مرقدہ، ساکن کھودو پُور۔**

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ تیراہی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔ والد گرامی کے بعد آپ ہی سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ جب آپ سجادہ نشین مقرر ہوئے تو سب سے پہلے آپ کی خدمت میں دو افغان بھائی اللہ نور اور عجب نور حاضر خدمت ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور آپ کی خصوصی توجہ کے باعث دونوں بھائی سلوک و معرفت کی منزلیں طے کر کے منصب اجازت و خلافت پر فائز ہو گئے۔ اُن کا فیض اتنا ہو گیا کہ لوگ دُور دُور سے آ کر گروہ در گروہ داخل سلسلہ ہونے لگے دونوں بھائی صاحب کشف و کرامت تھے۔

حاسدین کی معاندانہ سرگرمیاں ☆: حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ تقریباً اسی سال تیزئی شریف میں جلوہ گر رہے اور ہزاروں افراد آپ کے فیض و کرم سے مالا مال ہوئے اور ہزاروں افراد رشد و ہدایت اور عشق و محبت کے چشموں سے سیراب ہوتے رہے تیزئی شریف میں آج بھی آپ کے فیض و کرم کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ جب آپ کے روحانی کمالات کا شہرہ عام ہوا تو بعض لوگ بغض و حسد کی آگ میں جل کر درپئے آزار ہو گئے مگر آپ تمام باتوں کو خنداں پیشانی سے برداشت کرتے رہے مگر حاسدین کی معاندانہ سرگرمیاں بڑھتی رہیں۔

چیری نامی گاؤں کا ایک حاسد مولوی ولی خان بغض و عناد کی آتش کا شکار ہو کر جگہ جگہ لوگوں کو آپ کے خلاف ورغلاتا اور بہکاتا رہا اور آنیوالے عقیدت مندوں اور مریدین کے راستے میں کانٹے بچھاتا۔

اور طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کرتا اور کبھی ان لوگوں کو آپ کے خلاف نازیبا کلمات استعمال کر کے روکتا اور کہتا کہ آپ کا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اچھا نہیں ہے۔ ولی خان کی اس مہم اور پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر ناواقف اور سادہ لوح افغان مشتعل ہو کر آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ اور پنجاب اور دیگر مقامات سے آنے والے زائرین اور عقیدت مندان کو لوٹنے اور پریشان کرنے لگے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر آپ نے مولوی ولی خان کو بلا کر سمجھایا اور فرمایا کہ میرے عقیدے اور عمل قول و فعل میں کوئی شرعی سقم ہے۔ تو مجھے

آگاہ کرو وگرنہ اپنی ان حرکات سے باز آجاؤ۔ ولی خان پر اس بات کا کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ مخاصمت پر اُتر آیا۔ اور آپ کے پاس آنے جانے والے عقیدت مندوں کو مزید تنگ کرنے لگا۔

آپ نے جب اپنے پاس آنے والے عقیدت مندوں اور مریدین اور اعزا پر افغانوں کا یہ ظلم اور تشدد دیکھا تو آپ سے نہ رہا گیا ار آپ نے وہاں سے ہجرت کا فیصلہ کرلیا اور تیزئی شریف سے ۱۵ میل دور ایک گاؤں میں تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ قیام کے بعد ۱۲۸۴ھ میں وہاں سے بھی ۷۵ میل دور موضع چورا شریف ضلع اٹک صوبہ پنجاب تشریف لے آئے اور وہیں پر مستقل رہائش اختیار کرتے ہوئے۔ اس جگہ کو اپنا روحانی مسکن بنالیا اور مخلوق خدا کو رشد وہدایت کے سرچشمہ سے سیراب فرمانے لگے۔

آپ کی اولاد اور روحانی فیض ☆: آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ حضرت خواجہ سید احمد گل خواجہ سید فقیر محمد خواجہ سید دین محمد خواجہ سید شاہ محمد علیھم الرضوان الحمد اللہ چاروں صاحبزادے پابند شریعت وطریقت اور صاحب کمال صاحب کشف وکرامت گذرے ہیں ہر چہار صاحبزادگان آپ کے وصال باکمال کے بعد منصب خلافت پر فائز رہے۔ آپ کے انتقال کے وقت آپ کے دوسرے صاحبزادے حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ موجود تھے۔ اور سر مبارک آپ کا اُن کے زانو پر رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں آپ کی تجہیز وتکفین کی اور اپنے دست مبارک سے آپ کو لحد مبارک میں اتارا اور آپ کا جو کچھ بھی روحانی فیض اور باطنی خزانہ جو آپ کے سینے میں مخفی تھا۔ اس سے اُسی وقت مالا مال ہوگئے اور یہی وجہ ہے کہ نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو جو دوام بانی چورا شریف حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ کی ذات سے ملا ہے۔ اس کی بدولت آج دنیا بھر میں اللہ ھُو کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔

آپ کے خلفاء ☆: یُوں تو آپ کے بہت سے خلفاء ہوئے ہیں ہر ایک ایک دوسرے سے بڑھ کر صاحب کمال ہے۔ ان میں حضرت خواجہ انور ختکی" حضرت خواجہ شاہ نامدار ہستیالوی" المعروف ہادی نامدار حضرت خواجہ محمد منیر ہوشیار پُوری" حافظ عبد اللطیف" قصہ خوانی بازار پشاور والے آسمان رشد وہدایت پر آفتاب وماہتاب بن کر چمکتے اور ایک زمانے نے اُن سے روحانی فیض حاصل کیا۔

کشف وکرامات ☆: آپ کے ایک مخلص عقیدت مند مستری جان محمد جو کہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے سخت پریشان تھے ۔ ایک روز خیال آیا کہ یہ میرا مال و دولت اور تمام ساز وسامان آخر کس کام کے ہیں جبکہ میرے بعد ان کو استعمال میں لانے والا ہی کوئی نہیں۔ انہوں نے اپنے دیرینہ برادر طریقت میاں نیک محمد کی معیت میں تمام ساز وسامان سمیت آپ کی خدمت میں حاضری دی اور حال دل عرض کیا اور روتے ہوئے زبان حال سے کہنے لگا۔

رحم کن برما کہ ناکارہ ایم
چارہ ما کن کہ بے چارہ ایم

ترجمہ ☆: ہم پر رحم کر کے ہم ناکارہ ہیں۔ ہمارا چارہ کر ہم بے چارہ ہیں۔

آپ نے بکمال شفقت اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اللہ رب العزت عنقریب تمہیں اپنی عنایات ونوازشات سے نوازے گا ۔رخصت کرتے وقت دوبارہ دعاؤں سے نوازا اور فرمایا جان محمد خداوند تعالیٰ تمہیں دو بیٹے اور ایک بیٹی دے گا۔ بڑے بیٹے کا نام سلیمان اور دوسرے بیٹے کا نام غلام محمد رکھنا اور بیٹی کا نام عائشہ رکھنا۔ مگر افسوس یہ کہ بڑا بیٹا سلیمان تمہیں جلد ہی داغ مفارقت دے جائے گا۔

چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا۔ اللہ نے اسے دو بیٹے ایک بیٹی دی بڑا بیٹا کچھ عرصہ کے بعد ہی انتقال کر گیا۔

کرامت ۲ ☆: ایک مرتبہ محمد شاہ نامی شخص آپ کی صاحبزادی کا زیور اور تلوار چوری کر کے لے گیا۔ آپ کی خدمت عالیہ میں اطلاع کی گئی تو آپ نے چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ محمد علیہ الرحمۃ کو بلا کر فرمایا کہ محمد شاہ کا پتہ کراؤ انہوں نے پتہ کر کے آپ کو بتایا کہ حضور وہ موضع چنگی چلا گیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبح سے پہلے اُس کو جا کر کہہ دو کہ زیور اور تلوار واپس کر دے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اُس کی زندگی میں کل کا دن آخری دن ہے۔

چنانچہ حضرت شاہ محمد علیہ الرحمۃ حسب الحکم تلاش میں نکلے اور نماز ظہر سے قبل ہی اس سے زیور اور تلوار واپس لے لی۔ آپ کے ارشاد گرامی کے مطابق عصر کی نماز کے وقت اس کی گردن پر ایک سُرخ رنگ کی علامت ظاہر ہوئی وہ اُسی وقت کہنے لگا کہ یہ آپ ہی کی بدعا کا اثر ہے۔ اور یہ میری موت کی نشانی ہے۔ چنانچہ وہ نماز عشاء سے پہلے ہی اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔

کرامت ۳ ☆: ایک دفعہ آپ تیزئی شریف کے نواحی گاؤں ''لحاظ'' میں تشریف لے گئے۔ گاؤں کے لوگوں نے پینے کے پانی کی قلت کا ذکر کیا اور آپ کی خدمت میں التجا کی کہ حضور اللہ کی بارگاہ میں دُعا کریں کہ رب کریم ہماری اس مشکل کو حل کر دے آپ نے فرمایا کہ تمام گاؤں کے لوگ استخارہ کرو میں بھی استخارہ کرتا ہوں جو اللہ کا حکم ہوگا اُس کی تعمیل کی جائے گی۔

چنانچہ اگلے روز صبح فجر کے وقت تمام لوگ آپ کے پاس مسجد میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہم نے استخارہ کیا ہے۔ ہمیں یہی حکم ملا کہ ہماری مشکل کا حل آپ کے پاس ہی ہے۔ ہم تمام حاضرین حاضر ہیں۔ جیسا آپ حکم فرمائیں ویسے ہی تعمیل ہوگی۔ آپ نے بارگاہ خداوندی میں دست طلب کو دراز کیا اور خدا کی بارگاہ میں التجا کی اور تمام دوستوں کو ساتھ لے کر مسجد کے دوسرے گوشے کی طرف تشریف لے گئے تقریباً ایک میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد رُک گئے اور ارشاد فرمایا کہ بس اسی جگہ ٹھہرنے کا حکم ہے۔ آپ نے اسی جگہ دو نفل ادا کئے اور کدال دست مبارک میں پکڑ کر تین ضربیں لگائیں۔ پتھر اپنی جگہ سے ہلا اتنے میں مریدین نے کدال آپ کے دست مبارک سے لے کر کھدائی کا کام شروع کر دیا۔ کھودائی شروع کی تو دوران کھودائی زمین کے نیچے سے پتھر نکل آیا۔ آپ نے کدال پکڑی اور بسم اللہ پڑھ کر تین ضربیں لگائیں اور آدھے گھنٹے کی کوشش کے بعد پتھر کو اپنی جگہ سے ہٹایا تو کیا دیکھا وہاں ایک نہایت ہی عمدہ شیریں

اور شفاف پانی کا چشمہ جاری ہے۔ آپ کے حکم کے مطابق کھدائی کر کے پانی آبادی کی طرف لے جانے کا کام شروع کر دیا گیا۔ آپ نے اس جگہ پر تین گائے کی قربانی دی نماز عصر تک پانی موضع "لحاظ" تک پہنچ گیا اور اُسی پانی سے وضو کر کے نماز عصر ادا کی گئی۔

مسجد سے آگے پانی کے گزارنے میں ایک بہت بڑا پتھر حائل تھا۔ پانی کو دوسری طرف گذارنے کے لئے ایک زمیندار سے کہا گیا کہ وہ اپنی زمین سے پانی کو گذارنے کے لئے راستہ دے۔ مگر وہ رضامند نہ ہوا۔ سب حاضرین بہت پریشان تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پریشان نہ ہوں اللہ تعالیٰ خود ہی پانی کے گذارنے کا راستہ بنا دے گا۔

چنانچہ نصف شب ایک بہت زوردار دھما کہ ہوا جس سے لوگوں کے دل ہل گئے۔ سب لوگ چھوٹے بڑے عورتیں مرد جاگ اٹھے۔ پھر تمام شب کسی کو نیند نہ آئی صبح مسجد میں نماز کے لئے گئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس پتھر میں تین گز مربع کا ایک سوراخ ہو گیا اور سوراخ کے ذریعے پانی کا راستہ بن گیا۔

کرامت ۴ ☆: ایک مرتبہ دریائے اٹک (دریائے سندھ) کو عبور کرنے کے لئے کشتی پر سوار ہوئے۔ اتفاق سے اس کشتی میں ۱۶ سکھ سپاہی بھی سوار تھے۔ سکھ سپاہیوں میں سے ایک سپاہی بہت بے ادب اور گستاخ تھا۔ آپ کو دیکھ کر کہنے لگا حضرت آپ تختہ کے نیچے کھڑے رہیں تا کہ ہمارے کھانے کی چیزیں آپ سے نہ چھو جائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کو چھونے کی تکلیف سے بچائے۔ جب کشتی روانہ ہوئی تو دوران سفر چند مسائل پر گفتگو ہوئی آپ نے اپنے خاص انداز محبت سے سکھوں کو مسائل سمجھائے۔ ابھی آپ کی کشتی کنارے پر نہ پہنچی تھی کہ آپ کی نگاہ ولایت سے تمام سکھ سپاہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ دریا کے کنارے موضع خوشحال گڑھ میں پہنچ کر سب نے حجامت بنوائی اور آپ کی اقتداء میں نماز ظہر ادا کی۔

ملفوظات ☆: ایک دن ایک درویش نے عرض کیا کہ حضور یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ دوسرے لوگ صدہا برس ریاضت و عبارت مجاہدات کے بعد بھی اس قدر جوش عشق و محبت اور جذب وفیض حاصل نہیں کر پاتے۔ جس قدر آپ کے غلام و خدام چند روز میں حاصل کر لیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تمہارا سوال بالکل دُرست ہے۔ مگر یاد رکھو دوست یا اولاد اُس شخص کی تنگ دست ہوتی ہے۔ جن کا باپ یا رفیق غریب مفلس ہو۔ اور جن کا باپ یا رفیق مالدار ہو اُن کو زیادہ تر خلوص و محبت کی ضرورت ہے۔ محنت کی چنداں حاجت نہیں۔

نمبر ۲ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ آدمی کو دو چیزیں درست اور شکستہ رکھنی چاہئیں درست چیزیں یہ کہ (ا) دین درست (ب) یقین درست، شکستہ چیزیں یہ کہ (ج) دست شکستہ (د) پا شکستہ۔

(ا) دین درست سے مراد یہ ہے کہ قولاً فعلاً اعتقاداً، شریعت کے موافق ہو۔ (ب) یقین درست کے معنی مواعید الٰہی پر پورا یقین ہے۔ (ج) دست شکستہ کا مطلب یہ کہ اشارۃً یا صریحاً کسی سے کسی چیز کا طالب نہ ہو۔ (د) پاشکستہ سے مراد یہ کہ کسی کے پاس کسی غرض

سے نہ جائے۔ یعنی محتاجی ظاہر نہ کرے۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ فقر و فاقہ کمال طریقہ ہے۔

نمبر۴ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کے ''ف'' سے مراد فاقہ ''ق'' سے مراد قناعت ''ر'' سے مراد ریاضت ہے اور ''ی'' سے مراد یادالٰہی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ امور انجام دے تو ''ف'' سے فضل الٰہی ''ق'' سے قرب مولا ''ی'' سے یاریٔ خدا اور ''ر'' سے رحمت الٰہی حاصل ہو۔ ورنہ ''ف'' سے فضیحت ''ق'' سے قہر الٰہی ''ی'' سے یاس اور ''ر'' سے رسوائی ملے۔

نمبر۵ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ جس طرح طلب حلال مومنوں پر فرض ہے۔ اسی طرح ترک حلال عارفوں پر فرض ہے۔ کیوں کہ درویشوں کی فاقہ کی رات معراج کی رات ہوتی ہے۔

نمبر۶ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ جو مخدوم بننا چاہتا ہو اس کو چاہیئے کہ پیر کی خدمت کرے کیونکہ

ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد
ہر کہ خودرا دید اُو محروم شد

جس کسی نے خدمت کی وہ مخدوم بن گیا اور جس نے اپنے آپ کو دیکھا وہ محروم رہا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲ شعبان المعظم ۱۲۸۴ھ ۷ انومبر 1867ء کو ہوا۔ مزار پر انوار چورا شریف ضلع اٹک میں واقع ہے۔ جہاں آج بھی ہزاروں عقیدت مندان اپنے دامنوں کو گوہر مُراد سے بھرتے ہیں۔

آپ کے خلیفہ مولوی مست علی نے آپ کی قطعہ تاریخ اس طرح لکھی ہے۔

رفعت نور محمد از دنیا
کہ ہم عمر خود نگفتہ دروغ
مست مسکین کے ہست خادم اُو
سال تاریخ اُو بگفت فروغ

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے مزار پر انوار کی بار بار حاضری کی سعادت حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حاجی الحرمین، شریفین، مقبول رب المشرقین والمغربین وسلیتنا الی اللہ الصمد شیخ یگانہ، مرشد زمانہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قطب آسمان ولایت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1216ھ ہجری بمطابق 1801ء کو قندھار افغان یوسف زئی قبیلہ کے معزز فرد کامل کے گھر قندھار افغانستان میں ہوئی۔ جبکہ آپ کی تربیت عراق میں ہوئی۔ آپ اپنے وقت عظیم فاضل ترین عالم دین اور صوفی باصفا اور عارف اکمل ہوئے ہیں۔

زمانہ طالب علمی سے ہی آپ کو فقراء صالحین کی صحبت کا شوق دامن گیر تھا۔ جہاں کسی درویش کا پتہ چلتا وہیں زیارت کے لیے پہنچ جاتے، بہت سے بزرگوں کی مجالس میں بیٹھے مگر دلی تسلی نہ ہوئی۔ بالآخر بمبئی میں حضرت شاہ ابوسعید کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس وقت وہ حرمین شریفین جارہے تھے۔ ان کے ہاتھ پر بیعت بھی ہوئے مگر تسکین قلبی نہ ہوئی۔ آخر کار ان کے باطنی اشارے سے دہلی پہنچے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ جب دہلی میں حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں پہنچے تو ان کی زیارت کرتے ہی دل کو تسکین حاصل ہوگئی۔ اور ان سے تجدید بیعت کی اور ایک سال دو ماہ تک ان کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض کرتے رہے۔ اور بعد از سلوک مجاہدہ کی تکمیل کے انہی کے ہاتھوں خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ کو اپنے شیخ کامل سے حد درجہ کا عشق حاصل تھا۔ اکثر اپنے مرشد کی نعلین مبارک منہ پر رکھ کر رو دیا کرتے تھے۔ اپنے مرشد کا بیت الخلاء اپنے ہاتھ سے صاف کرتے تھے۔ اسی طرح آپ کے مرشد گرامی بھی آپ سے حد درجہ پیار فرماتے تھے۔ ایک روز مرشد کامل نے آپ سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اپنے عطر دان سے تمہارا عطر ملا ہے۔

ایک روز فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اور تم اور تینوں فرزند ایک خوان سے طعام کرتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت سی نوازشات مرشد گرامی آپ پر فرماتے تھے۔

آپ علوم و فنون میں شہرہ آفاق تھے۔ بچپن ہی سے بزرگی کے آثار و کرامات کی علامات آپ سے ظاہر ہونا شروع ہوگئیں تھیں۔

آپ کی عبادت و ریاضت اور سخت قسم کے مجاہدات کی دھوم دور دراز تک پھیل گئی تھی اور بیعت ہونے سے قبل آپ نے حقائق

ملکوت کو مسخر کر لیا تھا۔

آپ ولایت وتصوف میں یکتائے زمانہ ہونے کے باعث خاص و عام میں بہت جلد قبولیت عامہ حاصل کر چکے تھے۔ مرشد کامل سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد آپ نے خلق خدا کے لیے فیوض و برکات کے دروازے کھول دیئے تھے۔

آپ نے اپنے وصال سے قبل اپنی تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ اور خانقاہ شریف۔ کتب خانہ اور تمام مریدین۔ اپنے خلیفہ اکبر حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے سپرد کر دیا۔ اور اس سلسلہ میں ایک تحریر سے فرمان بھی جاری کیا۔ اور ان کو اپنا اول و آخر اور جانشین مقرر فرما دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 22 شوال المکرم 1284ھ ہجری بمطابق 1867ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے خلیفہ اکبر حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی نقشبندی علیہ الرحمتہ جانشین مقرر ہوئے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ محمد خان عالم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: محتشم روزگار، پیشوائے ابرار، مقرب سبحانی، حضرت خواجہ محمد خان نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ موضع کہری نزد جلالپور جٹاں ضلع گجرات کے کھوکھر گھرانے میں پیدا ہوئے۔ رشتہ ازواج میں منسلک ہونے کے بعد مستقل طور پر باؤلی شریف جی ٹی روڈ جہلم نزد سرائے عالمگیر میں مقیم ہوگئے۔ آپ نے حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی کے خلیفہ حضرت ہادی محمد نامدار ساکن نیتھال شریف ضلع اٹک کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ مرشدِ کامل نے آپ کی خدمات سے خوش ہوکر آپ کو خرقۂ خلافت سے نواز دیا۔

۱۲۰۹ھ میں مرشدِ گرامی کے وصال کے بعد حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی سے بیعت ثانیہ کی۔ آپ بہت زیادہ شب بیدار اور عابد وزاہد تھے۔

بہت سی کرامات آپ سے منسوب ہیں۔ جناب قاضی سلطان محمود صاحب اعوان شریف اور حضرت علی پوری اور حضرت ثانی لاثانی علی پوری سے آپ کے خصوصی تعلقات تھے۔ آپ کے خلفاء بھی بہت سے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۳ ذالحجہ ۱۲۸۸ھ بمطابق 1871ء کو ہوا۔

مزارِ پُر انوار باؤلی شریف سے جنوبی جانب ٹیلہ پر تحصیل سرائے عالمگیر میں واقع ہے۔ جو آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے خلفاء اور صاحبزادوں کے مزارات بھی ساتھ ہی ہیں۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دیکر اپنے قلوب واذکان کو خود ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا نور احمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، عارف اکمل، پیشوائے طریقت، امیر شریعت، متصرف بہ تصرفات، گوہر دریائے فضل وکمال حضرت مولانا نور احمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب طہارت وپاکیزگی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۲۰ھ بمطابق 1805ء کوموضع موسیٰ چوہیا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے ایک علمی وروحانی گھرانے کے عظیم مبلغ حضرت علامہ مولانا فل احمد المعروف مولوی گل احمد کے گھر ہوئی۔

آپ کے والد محترم مولوی گل احمد اپنے علاقے کے متجر عالم دین اور نیک سیرت بزرگ تھے۔ جن کی زیر تربیت آپ کے فہم و ادراک کی گتھیاں سلجھتی چلی گئیں۔ اس کے بعد دادا بزرگوار جناب حضرت مولانا فضل الدین علیہ الرحمتہ سے کتب درسیات پڑھیں اور علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کئے۔ پندرہ برس کی عمر میں عربی وفارسی پر مکمل عبور حاصل تھا۔ مگر اس کے باوجود علم کی تشنگی باقی تھی۔ جس کے لئے آپ نے پانچ برس حضرت مولانا غلام محی الدین قطب ساکن مکھڈ سے حدیث وتفسیر کی تحصیل کر کے استاد محترم سے دستار فضیلت حاصل کی۔ اس کے فوراً بعد علوم باطنیہ اور طریقت کی منازل طے کرنے کے لئے مرشد کامل کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اپنے استاد محترم سے اجازت لے کر تلاش مرشد میں نکلے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت سید امام علی شاہ نقشبندی مکان شریفی ضلع گورداسپور انڈیا کے دستِ حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور تکمیلِ مجاہدات اور سلوک ومعرفت کی منزلیں طے کرنے کے بعد انہی سے دستار خلافت لے کر صاحب ارشاد ومجاز ہوئے۔

چنیوٹ شہر میں ورود مسعود ☆: مرشد کامل کے دست مبارک پر بیعت کے بعد آپ پانچ برس تک مرشد کامل کے زیر سایہ عبادت وریاضت میں مشغول رہے۔ سلوک کی منازل کی تکمیل کے بعد مرشد کامل نے خلافت سے نواز کر آپ کو اپنے شہر چنیوٹ

جانے کا حکم دیا۔ آپ مرشدِ کامل کے حکم سے چنیوٹ شہر میں تشریف لائے اور کچھ عرصہ قیام فرمانے کے بعد اس زمانے کے معروف ولی کامل اور پیشوائے طریقت حضرت صوفی اخوند سید امیر سکنہ کھوٹہ ضلع راولپنڈی اور حضرت سید عبداللہ غزنوی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضری دی اور دونوں بزرگوں کے روحانی فیوضات سے مستفید ہو کر واپس چنیوٹ تشریف لا کر محلہ ریختی میں قیام فرمایا اور مسجد لوہارانوالی کو سرچشمہ فیض بنایا۔ صبح وشام درس وتدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ اور جمعتہ المبارک کے روز نماز جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے۔ آپ کے وعظ میں اس قدر کشش تھی کہ اہل چنیوٹ کے علاوہ گجرات، گوجرانوالہ شیخوپورہ تک کے طالبان حق حاضر ہو کر استفادہ کرتے تھے۔

چنیوٹ شہر میں علم وعمل کی جو قندیل آپ نے روشن کی تھی اس کی شعاعوں نے ہزاروں ذہنوں کو آپ کا گرویدہ اور دلوں کو عقیدت مند بنا دیا۔ متعدد اصحاب آپ کی بدولت علم وعرفان کی منزلوں سے آشناء ہوئے۔ ہزاروں عقیدت مند آپ کی چشم وآبرو کے اشاروں کے منتظر رہتے تھے۔ لاتعداد افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بے شمار لاعلاج مریض آپ کی نگاہ ولایت سے شفایاب ہوئے۔ وضع داری، رواداری، اخلاق وتواضع اور عجز کا یہ عالم تھا کہ چنیوٹ شہر میں آپ کے سوا کوئی شخصیت لوگوں کی نگاہ میں جچتی نہ تھی۔

آپ کو دنیا اور اہل دنیا سے سخت نفرت تھی۔ تمام زندگی لالچ اور طمع حرص سے پاک گزری کبھی کسی بھی حال میں کسی سے کسی بھی چیز کے طالب نہ ہوئے۔ ہمیشہ ایسے عقیدت مندوں سے محتاط رہتے جو آپ کی دینی ودنیاوی ضروریات کیلئے نذرانہ پیش کرنے کیلئے خواہش مند رہتے تھے۔ بلکہ ایسے لوگوں سے آپ قطع کلامی اور قطع تعلق بھی کر لیتے بعد میں درگزر فرما دیتے تھے۔

ایک دفعہ کسی مرید نے مصافحہ کرتے ہوئے مٹھی میں روپے رکھ دیئے اس کی یہ حرکت آپ کو پسند نہیں آئی اور اسی وقت وہ روپے کتے کے سامنے پھینک دیئے کتے نے ان کو سونگھا اور چھوڑ دیا۔ تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تم مجھے وہ چیز دینا چاہتے ہو جو کتے بھی پسند نہیں کرتے۔

شادی واولاد☆: آپ کے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی بلکہ دو صاحبزادیوں سے اولاد کا سلسلہ چلا جبکہ آپ کی کل چار صاحبزادیاں تھیں جن میں دو بے اولاد اور دو صاحب اولاد تھیں۔ آپ کی دوسری صاحبزادی کے بطن سے مولوی ظہور احمد جو کہ آپ کے وصال کے بعد پیدا ہوئے اور دوسرے بڑے نواسے مرزا محمد سعید ہیں۔ مرزا محمد سعید کو خدا نے اولاد سے نوازا تو ان کے ہاں مرزا الطاف احمد بیگ پیدا ہوئے جن کا شمار چنیوٹ شہر کی معروف شخصیات میں شمار ہوتا ہے۔

تصنیف وتالیف☆: آپ نے متعدد کتابیں لکھیں جن میں ساقی نامہ، مثنوی ناز ونیاز، توحید نامہ عشق نامہ فارسی اور پنج گنج پہچان بہت معروف ہوئیں۔

کشف وکرامات☆: آپ کا ایک مرید جھنڈا ترکھان ایک جمعہ میں اس لئے شامل نہ ہو سکا کہ جولاہے نے اسے کپڑا بن

کر نہیں دیا تھا۔ دوسرے دن جلاہا صبح ہی کپڑا لے کر خود ہی جھنڈے ترکھان کے گھر پہنچ گیا اور اسے کپڑا دے کر کہنے لگا تمہارا مرشد بہت جلالی ہے۔ رات بھر تمہارے مرشد نے مجھے سخت سرزنش کی میں اسی وقت کپڑا بن کر لے آیا ہوں۔ تاکہ تمہاری نماز قضا ہونے کا کفارہ میرے سر نہ پڑے۔

کرامت نمبر۲ ☆: اللہ والوں سے پرخاش رکھنا سرکاری ملازم مولویوں کا پرانہ وطیرہ ہے۔ شاہی مسجد چنیوٹ کے خطیب سدیدالدین نے ڈپٹی کمشنر جھنگ سے شکایت کی حضرت مولانا نوراحمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ انگریز گورنمنٹ کے خلاف تقریریں کر کے عوام کو برطانوی حکومت کی بغاوت پر آمادہ کر رہے ہیں جبکہ اصل معاملہ یہ تھا کہ انگریزوں نے حکومت پر قبضہ کر کے علمائے دین اور مجاہدین جنگ آزادی کو انتقام کا نشانہ بنایا ہوا تھا۔

ڈپٹی کمشنر نے آپ کی گرفتاری کا حکم دے دیا جس کی بنا پر آپ کو گرفتار کر کے پابہ زنجیر ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ ڈپٹی کمشنر نے انتہائی کوشش کی کہ آپ کسی طرح معافی مانگ لیں۔ قید و بند اور دار و رسن کا خوف دلایا۔ لیکن آپ نے فرمایا مجھے مصائب اور موت سے کوئی ڈر نہیں۔ مصائب مومن کا زیور ہیں اور موت اٹل ہے وہ کسی کے بس میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو مجھے اس دنیا سے اُٹھا لے گا۔ وگرنہ تمہاری حکومت میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی۔

ڈپٹی کمشنر نے آپ کو جیل بھجوانے کا آرڈر دے دیا۔ اور مقدمہ کا فیصلہ دوسرے دن پر ملتوی کر دیا۔ خدا کی کرنی اور قدرت یہ کہ ادھر ڈپٹی کمشنر آپ کو جیل بھجوا کر گھر جب پہنچا تو ڈپٹی کمشنر کو اپھارہ ہو گیا۔ اور پیٹ کے درد سے چیخنے چلانے لگا۔ تمام ڈاکٹروں طبیبوں سے علاج معالجہ کراتا رہا مگر ذرا بھی افاقہ نہ ہوا۔ تکلیف کی شدت سے قریب الموت پہنچ گیا۔

بالآخر کسی نے مشورہ دیا کہ حضرت مولانا نوراحمد نقشبندی علیہ الرحمتہ جو کہ اس وقت جیل میں ہیں ان سے دم کروایا جائے تو آرام ہو سکتا ہے۔ ڈپٹی کمشنر نے بڑھتی ہوئی تکلیف اور درد کی شدت کے باعث آپ کی عارضی رہائی کے آرڈر کئے اور سرکاری اہلکار اور اپنے ایلچی بھیج کر آپ کو جیل سے بلوایا مگر آپ نے آنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ اگر ڈپٹی صاحب نے دم کروانا ہے تو ان کو اندر میرے پاس لے کر آؤ میں جیل سے باہر جا کر دم نہیں کروں گا۔

ڈپٹی کمشنر درد کی شدت سے مرا جا رہا تھا وہ اس سے آرام کے لئے ہر وہ شرط ماننے کو تیار تھا جس سے آرام ملے۔ الغرض ڈپٹی کمشنر کو چارپائی پر ڈال کر جیل کے اندر آپ کے کمرے میں پہنچایا گیا۔ آپ نے ڈپٹی کمشنر کے پیٹ سے کپڑا ہٹوا کر ایک لکڑی پر دم کیا اور وہ لکڑی ڈپٹی کے پیٹ سے لگائی تو فوراً اس کا اپھارہ ختم ہو گیا۔ دوسرے دن اس نے آپ کو باعزت بری کر دیا اور خلیفہ سدیدالدین کو چنیوٹ سے تبدیل کر دیا گیا۔

کرامت نمبر ۳ ☆: چنیوٹ کا قاضی خاندان آپ کا بہت ہی عقیدت مند تھا۔ قاضی غلام بشیر ایم پی اے کے دادا قاضی غلام مرتضٰی و قاضی غلام علی اور قاضی غلام دستگیر کے پردادا قاضی نور احمد یہ تمام حضرات آپ کے مرید اور عقیدت مند تھے۔

ایک دفعہ قاضی نور احمد گھوڑے پر سوار ہو کر تحصیل دار کے پاس جانے لگے تو آپ نے ان کو پیغام بھجوا دیا کہ آپ تحصیل دار کے پاس نہ جائیں۔ جیسے ہی قاضی نور احمد کو آپ کا پیغام ملا تو فوراً گھوڑے سے اتر کر گھر چلے گئے۔ ابھی گھر پہنچے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ ان کو مرض الموت کی تکلیف شروع ہوگئی چونکہ وہ روزے سے تھے انہوں نے آپ کی طرف پیغام بھجوایا کہ مجبوری کا عالم ہے کیا روزہ افطار کر لوں تو آپ نے فرمایا کہ قاضی صاحب سے کہہ دو کہ اب افطاری آگے چل کر ہوگی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۲۹۹ھ بمطابق 1881ء ماہ جون ۵ شعبان المعظم بروز جمعۃ المبارک بوقت نماز جمعہ کو ہوا۔

آپ کو اپنے وصال کے بارے قبل از وقت علم ہو گیا تھا جس کا برملا اظہار آپ نے اپنے مریدین و عقیدت مندوں سے ایک ہفتہ قبل ہی بذریعہ اعلان کر دیا تھا کہ میرا آخری وقت بالکل قریب ہے۔ جو لوگ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں وہ جمعہ کو تشریف لائیں۔

چنانچہ ہزاروں افراد عقیدت مندین و مریدان جمعۃ المبارک کو حاضر ہوئے آپ نے سب سے مصافحہ کیا اور سب کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی اور عین نماز جمعہ کے وقت ہزاروں افراد کے سامنے اس دنیائے فانی کو خیر باد کہا۔

آپ کا مزار پر انوار قبرستان دیوان حافظ چنیوٹ شہر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مُلا طاہر نقشبندی المعروف بابا خراروی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: واصل بحق درعلم ظاہر، شانے عظیم داشتہ، زبدۂ احرار نامدار حضرت مُلا طاہر نقشبندی المعروف بابا خرواری رحمتہ اللہ علیہ علم تفسیر وحدیث میں اپنی مثال آپ تھے۔

آپ سارنگ زئی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، آپ کا اصل نام محمد طاہر تھا، بعد میں علم دینیہ میں کمال کر پہنچے تو مُلا طاہر کے نام سے جانے پہچانے گئے، جب مرشد کامل نے ''بابا خرد روی'' کا لقب عطا فرمایا تو پھر اسی لقب سے پہچانے جانے لگے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں معروف روحانی بزرگ حضرت میاں عبدالحکیم نقشبندی المعروف نانا صاحب علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے، اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

لقب خرواری کی وجہ تسمیہ ☆: ایک مرتبہ آپ کے مرشد کامل حضرت خواجہ عبدالحکیم نقشبندی المعروف نانا صاحب علیہ الرحمۃ گوشکی یا غوشکی تشریف لائے اور آپ کے گھر قیام فرمایا۔

ایک رات جب مرشد کامل عبادت میں مصروف تھے، انہیں اس دوران پیاس لگی تو انہوں نے آپ سے پانی مانگا، جب آپ پانی لے کر آئے تو دیکھا کہ مرشد کامل نانا صاحب بڑے ہی انہاک کے ساتھ عبادت و ریاضت میں مگن ہیں، اور اُنہیں اپنے گردوپیش کا خیال تک نہیں۔

آپ پانی کا کٹورہ ہاتھ میں پکڑے خاموشی سے کھڑے رہے، سردی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، پانی یخ ہو گیا، تھوڑی دیر بعد مرشد کامل نانا صاحب نے اس جانب توجہ فرمائی تو آپ نے پانی والا ہاتھ آگے بڑھایا، جونہی مرشد کامل نے پانی والا کٹورہ اٹھایا تو آپ کے ہاتھ کی جلد جو شدید سردی کی وجہ سے کٹورے کے ساتھ جم چکی تھی، ہاتھ سے الگ ہو کر کٹورے کے ساتھ ہی کھنچ آئی۔

اس موقع پر آپ کے مرشد کامل نے فرمایا اوروں کو تو میں نے معمولی سی بزرگی دی ہے، لیکن تمہیں ''خرواری'' کے حساب سے بزرگی دیتا ہوں، ''خرواری'' یہ لفظ بلوچی اور پشتو کا مِلا جُلا لفظ ہے، چار بوری گندم کو ''خرواری'' کہتے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد آپ ''بابا خرواری'' کے نام سے معروف ہو گئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ جامع الحسنات وصفات اور صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے، پورے علاقہ میں آپ کے کشف وکرامات اور عبادات و ریاضت کا چرچہ عام تھا، تبلیغ اسلام کے لئے آپ نے غیر معمولی طریقہ سے کام کیا، لاتعداد کافروں

ہندوؤں کوکلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔

گوشکی سے زیارت ☆: ۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۸۸۳ء گوشکی کو بلوچستان کے گرمائی صدر مقام اور سینی ٹوریم کے لئے منتخب کیا گیا، اور ۱۳۰۴ھ ۱۸۸۶ء میں آپ کے مزار کی وجہ سے گوشکی کو ''زیارت'' کا نام دیا گیا۔

نوٹ ☆: ''زیارت'' مقامی زبان میں مزار کو کہا جاتا ہے، آپ کے مزار پُرانوار کی وجہ سے اب گوشکی کا نام ''زیارت'' دیا گیا ہے، سارنگ زئی کے قبائل میں ابھی تک زیارت کا پرانا نام ہی چلتا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۰۶ھ بمطابق ۱۸۸۶ء کے لگ بھگ ہوا، مزار پُرانوار زیارت سے چار میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ کے دامن میں مرجع خاص وعام ہے۔

زیارت کے لوگ آپ کے مزار کو بہت بابرکت خیال کرتے ہیں، چھٹی کے روز اکثر لوگ مزار پر حاضر ہو کر وہاں دنبہ ذبح کر کے تقسیم کرتے ہیں۔

اسی طرح عید کے روز سارنگ زئی قبیلہ کے لوگ یہاں اکٹھے ہو کر نشانہ بازی کے مقابلوں کے علاوہ کشتیاں بھی کرتے ہیں، اور شام کو دنبے کا بھنا ہوا گوشت کھا کر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت حافظ محمود نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عارف لامکانی، حافظ آیات قرآنی، فیوض یزدانی، طریقت، ترجمان مسلک امام ربانی حاجی الحرمین شریفین طیبین حضرت حاجی حافظ محمود نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ ستارہ ولایت آسمانی ہیں۔

آپ رہنے والے ڈیرہ غازی خان کے تھے تقریباً بیس برس کی عمر تھی کہ آپ اپنے والدگرامی اور چھوٹے بھائی و ہمشیرہ کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے گھر سے نکلے ان دنوں حج کے لئے بحری جہاز برصغیر کے لوگوں کے لئے صرف بمبئی سے چلتے تھے۔

مگر اتفاق سے ایسا ہوا کہ راستے میں آپ کے والد گرامی آپ سب سے بچھڑ گئے اور اکیلے براستہ بمبئی مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ ادھر آپ کے چھوٹے بھائی حاجی حامد اور ہمشیرہ آپ کے ہمراہ پیدل چلتے چلتے مسقط کے راستے مکہ مکرمہ کی طرف رواں دواں تھے کہ راستے میں ایک عرب گاؤں کی مسجد میں نماز مغرب کی ادائیگی کے لئے رکے نماز مغرب کے بعد آپ نے جب بلند آواز سے کلمہ شریف اور درود شریف پڑھا تو وہاں کے نجدیوں کو برا لگا جس پر ایک جھگڑا کھڑا ہوگیا۔ مگر اس گاؤں کے نمبردار کی فراست سے وہ جھگڑا ختم ہوا۔

آپ وہاں سے پیدل چلتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچے تو دوران طواف آپ حضرات کی ملاقات اپنے والد گرامی سے ہوگئی۔ اور پھر سب نے اکٹھے حج کیا اور مدینہ پاک میں روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوکر واپس بمبئی پہنچے اور وہاں سے پیدل وطن مالوف کی طرف آرہے تھے کہ والد گرامی اور ہمشیرہ کا رضائے الٰہی سے انتقال ہوگیا۔ آپ اس صدمے سے نڈھال تھے کہ تقدیر کا فرستادہ بن کر کوئی شخص آپ کو اپنے ہمراہ جالندھر میں لے آیا۔ آپ جالندھر میں اپنے بھائی حاجی حامد کے ہمراہ رہنے لگے۔

اس دوران آپ وہاں کے ایک معروف روحانی بزرگ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ترجمان حضرت مولوی محمد شریف ہوشیار پور سے جالندھر اپنے مریدین کے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ اور روحانی مجالس کا انعقاد فرماتے تھے۔ ایک دن آپ بھی ان کی مجلس میں چلے گئے تو مولوی محمد شریف صاحب نے آپ کو اسم ذات کا ذکر کرنے کا طریقہ بتایا۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ جب مولوی محمد شریف صاحب نے ہمیں ذکر اللہ کرنے کا طریقہ بتایا تو وہ ہم پر اثر انداز ہوگیا۔ مولوی شریف نے ہم سے پوچھا کیا اس سے پہلے بھی کسی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تھے تو میں نے بتلایا کہ اپنے وطن مالوف ڈیرہ غازی خان میں ایک بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مولوی صاحب نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن آج کے بعد سے تم ہمارے مرید ہو۔ چنانچہ اس دن کے

بعد سے مولوی محمد شریف نقشبندی علیہ الرحمۃ جب کبھی جالندھر تشریف لاتے تو آپ پر خصوصی عنایت فرماتے تھے۔

ایک دن مولوی محمد شریف صاحب نے فرمایا حاجی صاحب آپ بھی لوگوں کو اللہ کا نام بتایا کریں۔

مولوی محمد شریف نقشبندی علیہ الرحمۃ جالندھر میں تشریف فرماتے تھے تو انہوں نے وہاں کے پیرزادوں سے فرمایا کہ تم ہم سے اللہ کے نام کا ورد کرنا سیکھ لو۔ انہوں نے کہا واہ پٹھان ہم کو اللہ کا نام سکھائے گا۔ جبکہ ہم خود پیرزادے ہیں۔ مولوی محمد شریف صاحب نے فرمایا کہ میں پیر نہیں بنتا فقط نام اللہ سکھاتا ہوں انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ کا نام آتا ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا اچھا بھئی نہ سیکھو۔ لیکن حاجی مسکین محمود ہمارا طالب ہے۔ وہ جالندھر میں رہے گا۔ اور لوگوں کو اللہ کا نام سکھائے گا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا المولوی محمد شریف نقشبندی ہوشیار پوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

جالندھر میں سلسلہ رشد وہدایت کا آغاز ☆: پیرومرشد کی طرف سے خلافت عطا ہونے اور ان کے حکم کے بعد آپ نے جالندھر میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے نام کا ورد بتانا شروع کیا۔ اور رشد وہدایت کا آغاز کیا۔ بستی کے مولوی اور پیرزادے آپ کے خلاف ہوگئے۔ اور انہوں نے اکٹھے ہو کر آپ پر حملہ کر دیا۔ اس بات کا علم جب صوبہ دار جالندھر کو ہوا تو وہ بھاگا ہوا آیا اور اس نے ان پیرزادوں، پٹھانوں اور مولویوں سے کہا کہ کیوں ایک فقیر اور درویش کے پیچھے پڑ گئے ہو۔ اور کیوں ان کو تنگ کرتے ہو۔ مگر باوجود اس کے انہوں نے پھر بھی اپنی طرف سے آپ کو تنگ کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔

آپ نے اتنی تکلیف اٹھانے کے باوجود آپ نے سلسلہ رشد وہدایت اور نام خدا کے ذکر کو بند نہ کیا جس کے نتیجے میں نہ صرف جالندھر بلکہ گردونواح کے دوسرے اضلاع اور علاقوں کے لوگ بھی آپ کے پاس آنے لگے۔ اور فیض پا کر واپس جانے لگے۔ حتیٰ کہ بہت سے افراد آپ سے فیض پا کر لوگوں کو نام خدا سکھانے لگے۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: جن حضرات نے آپ سے علمی وروحانی استفادہ کر کے خلافت واجازت حاصل کی ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت خواجہ قادر بخش نقشبندی جہان خیلی، حضرت حاجی مظفر علی خان مراد آبادی، حضرت مولوی محمد جمال فیروز پوری، حضرت مولوی رحیم بخش سیالکوٹی، حضرت حافظ انور علی، روہتک فقیر شہاب الدین لاہوری اور حضرت خواجہ عبدالخالق جہان خیلی، حضرت خلیفہ شیر محمد اور حضرت دوست محمد قندھاری علیہم الرحمۃ والغفر ان کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

تاجدار مدینہ ﷺ کی خواب میں زیارت ☆: جن دنوں جالندھر شہر کے لوگ آپ کو تنگ کرتے تھے ان دنوں خواب میں آپ اور آپ کے چھوٹے بھائی حضرت حاجی حامد بھی سرکار مدینہ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ روضہ منورہ کا پردہ لٹک رہا تھا۔ آپ نے اور آپ کے بھائی نے وہ پردہ سر پر لے کر استغاثہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ ہم کو بہت تنگ کرتے ہیں اور ہم غریب الوطن اور مسکین لوگ ان کے ہاتھوں بہت تنگ ہیں۔ روضہ اقدس سے آواز آئی **یا شیخ لاتخف** جب آنکھ کھلی تو آپ دونوں بھائی بہت مسرور تھے۔ غم دور ہو چکے تھے اور دل کا بوجھ ہلکا ہو چکا تھا۔

حضرت امام ناصرالدین کی زیارت ☆: انہی ایام میں آپ کو حضرت امام ناصرالدین چشتی جالندھری علیہ الرحمۃ کی زیارت ہوئی۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت امام ناصرالدین چشتی علیہ الرحمۃ کی زیارت ہوئی۔ جن کا مزار جالندھر میں ہے۔ یہ باطن میں دوآبہ جالندھر کے حاکم اور بہت بڑے ولی اللہ ہیں۔ یہ قبر سے باہر بھی ملتے ہیں قبر کے اندر بھی۔ ہمیں امام صاحب کی زیارت ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ تیری کمان اب چڑھی ہے۔ ہم نے عرض کی خوب چڑھی ہے کہ لوگ تکلیفیں پہنچاتے ہیں امام صاحب نے ہمیں تسلی دی۔ پھر اس کے بعد بڑا فیض لوگوں کو جاری ہوا۔ اور نور کی روشنیاں شہر کے نواح میں پھیلنے لگیں۔

وصال سے قبل وصال کی اطلاع ☆: ۸ ربیع الآخر ۱۳۰۳ھ بمطابق 1886ء کو آپ نے غیب سے آواز سنی کی جب تیرے دوسو مزید طالب ہو جائیں گے تو تمہارا انتقال ہو جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ نہ جانے کتنے طالب ہو چکے اور معلوم نہیں ایسا کون سا طالب ہوگا جو آخری ہوگا۔

وصال با کمال ☆: وصال با کمال سے کچھ عرصہ قبل آپ نے ڈاڑھ نکلوائی۔ ڈاڑھ کو دیکھتے ہی آپ پر فالج گرا اور آپ بے ہوش ہو گئے۔ نقشبندی سلسلے کے معروف پیشواء حضرت سائیں توکل شاہ نقشبندی انبالوی علیہ الرحمۃ کو آپ کی بیماری کا علم ہوا تو وہ تیمارداری کے لئے تشریف لائے۔

۱۸ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ بمطابق 1888ء کو آپ کا وصال ہوا۔

مزار پُر انوار بستی شیخ درویش جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا جان محمد میبلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: متعلم مکتب خانۂ ام الکتاب، معلم مدرسہ، یہدی اللہ من اناب، مدرس مسائل وعشق وعرفان، قبلۂ طالبان، معدن گنجینۂ علوم لدنی، حضرت مولانا جان محمد میبلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ بحر اسرار ومعدن حقائق ومعارف ہیں۔

آپ کے والدین کا پیشہ گلہ بانی تھا جو میبل شریف غربی جانب علاقہ کچہ میں رہائش پذیر تھے، آپ بھی اپنے والدین کے ساتھ بکریاں چرایا کرتے تھے، جب آپ کی عمر عزیز 10-9 برس کی ہوئی تو اکیلے بھی بکریاں لے کر جنگل کی طرف نکل جاتے تھے۔ وقت گزرتا رہا آپ بکریاں چراتے رہے۔

ایک دن آپ کو گھر واپس آنے میں دیر ہوگئی، اس تاخیر کی بنا پر آپ کے والد گرامی آپ پر سخت ناراض ہوئے اور یہ ناراضگی اور غصہ صرف زبانی کلامی نہیں، بلکہ ایک نرم چھڑی سے اچھی خاصی پٹائی کر ڈالی، تمام رات چوٹوں اور دردوں کی وجہ سے آپ سو نہ سکے۔

دراصل قدرت خداوندی نے آپ کو کسی نیک کام کے لئے چن لیا تھا، آپ کے نصیب میں بکریاں چرانا نہیں بلکہ ایک جہان کی رہنمائی کا فریضہ سونپا جانا تھا۔

اگلے روز آپ علی الصبح گھر سے رنجیدہ ہو کر نامعلوم منزل کی طرف چل دیئے اور دریا پار کر کے بستی پہاڑ پور پہنچ گئے اور تائید ایزدی اور خدا کی راہنمائی آپ کو حضرت مولانا گل محمد سندھی کے حلقہ تدریس میں لے گئی۔

حضرت مولانا گل محمد سندھی اس علاقہ کے چوٹی کے عالم اور حضرت امام رضا زکوڑی علیہ الرحمتہ کے مرید وخلیفہ مجاز تھے۔ آپ نے اُن سے تجوید وقرأت کے ساتھ قرآن پاک حفظ کیا۔ بعد ازاں علوم نقلیہ وعقلیہ کی چند کتب ان سے پڑھیں، تین برس وہاں زیر تعلیم رہ کر مزید علم کے حصول کے لئے سہارن پور انڈیا تشریف لے گئے، وہاں ۹ برس تک علوم متداولہ کی کتب اور دورہ حدیث شریف مکمل کرنے کے بعد وطن مالوف کو لوٹے۔

بارہ سال بعد گھر کی واپسی☆: بارہ برس کے بعد جب آپ میبل شریف کے قریب اپنے گھر میں داخل ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ گھریلو کام کاج میں مصروف تھیں۔ اچانک انہوں نے دیکھا ایک اجنبی نوجوان متشرع وضع قطع حویلی کے اندر گھسا چلا آرہا ہے۔ انہوں نے چلا کر کہا یہ کون ہے جو پردے والے گھر میں بلا اجازت چلا آرہا ہے، آپ دیوانہ وار آگے بڑھے اور والدہ کے قدموں کو چھو کر کہا اماں جی اپنے بیٹے سے پردہ کرتی ہو؟ میں آپ کا بیٹا جانو ہوں۔

والدہ محترمہ بارہ برس سے آپ کی جدائی کا غم دل میں لیے بیٹھی اور بیٹے کے انتظار میں تھیں۔ جانو نام سنتے ہی شفقت مادری

سے مغلوب ہوکر فرمایا تم میرے بیٹے جانو ہو؟ آپ نے عرض کی جی اماں جی میں تمہارا جانو ہوں۔

اس ماں کی خوشی کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا جس کا بیٹا بارہ سال تک جدا رہنے کے بعد اچانک اس ماں کے سامنے آ جائے، اس کیفیت کا اندازہ صرف ایک ماں ہی محسوس کر سکتی ہے۔ آپ کی والدہ کافی دیر تک بلائیں لیتی رہیں، کبھی آپ کے ماتھے کو چومتی اور کبھی سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چمکتے ہوئے آپ کے متشرع چہرے کو دیکھتیں اور پیار کرتیں تھیں، کافی دیر گزرنے پر ماں کے بے قرار دل کو قرار آیا تو اُنہیں محسوس ہوا کہ وہ خواب نہیں بلکہ حقیقت کا سامنا کر رہی ہیں۔

استاد محترم کے ہمراہ زکوڑی شریف کی حاضری ☆: آپ نے کچھ عرصہ گھر میں والدین کے پاس قیام کرنے کے بعد اپنے استاد محترم مولانا گل محمد سندھی علیہ الرحمۃ کی قدمبوسی کا ارادہ کیا اور والدین سے پہاڑپور جانے کی اجازت چاہی، جو انہوں نے بخوشی دے دی۔ اجازت ملنے پر گھر سے نکلے اور پہاڑپور پہنچ کر استاد محترم مولانا گل محمد علیہ الرحمۃ کی قدمبوسی سے بازیاب ہوئے۔

اتفاق کی بات کہ جب آپ وہاں پہنچے تو آپ کے استاد محترم اس وقت امام المشائخ حضرت محمد رضا زکوڑی علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لیے زکوڑی شریف جانے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ آپ نے استاد محترم کو سفر سہارنپور اور تعلیمی مشکلات و معاملات پھر بارہ برس بعد گھر کی واپسی اور والدین سے ملاقات کے بارے میں تفصیلاً آگاہ کیا۔

آپ کی تمام روئیداد سننے کے بعد استاد محترم نے فرمایا کہ میں اپنے مرشد خانے زکوڑی شریف ڈیرہ اسماعیل خان جا رہا ہوں، اگر تم جانا چاہو تو آ سکتے ہو۔ آپ نے عرض کی کہ آپ کی رفاقت میں آپ کے مرشد برحق کی زیارت میرے لئے باعث اعزاز ہوگی لہٰذا میں ساتھ ہی چلوں گا۔

دونوں استاد و شاگرد پیدل ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے وہاں سے تین فرلانگ غربی جانب زکوڑی شریف پہنچے اور پیر و مرشد حضرت محمد رضا علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوکر قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔

حضرت محمد رضا نقشبندی زکوڑی علیہ الرحمۃ نے آپ کے چہرے پر نگاہ ڈالی تو وقت کے شہباز کو باطنی نگاہ سے پہچان کر مولانا گل محمد سندھی علیہ الرحمۃ سے پوچھا یہ نوجوان کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ میرے شاگرد ہیں۔ بیبل کے رہنے والے ہیں، حضرت پیر محمد رضا زکوڑی علیہ الرحمۃ نے فرمایا مولانا اگر یہ نوجوان ہمارا مرید ہو جائے تو اسے صرف ''جاگ'' کی ضرورت ہے، کیونکہ جوہر قابل ہے اور دینی علوم و معارف باطنی کا خزانہ اس کے اندر موجود ہے۔ پیر و مرشد کی بات سن کر آپ نے عرض کی حضور میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کے لئے ہی حاضر ہوا ہوں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت محمد رضا نقشبندی زکوڑی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد از تکمیل مجاہدات اور منازل سلوک طے کرنے کے اُنہی کے ہاتھوں خرقہ خلافت و اجازت پاکر سرفراز وصاحب مجاز ہوئے۔

مرشد کامل کی ہدایت و اجازت ☆: آپ کے مرشد کامل نے وطن مالوف جانے کی اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا

کہ میبل شریف جا کر عبادت وریاضت میں مصروف ہو جاؤ اور مخلوق خدا کی رُشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دو۔

چنانچہ آپ زکوڑی شریف نزد ڈیرہ اسماعیل خان سے رخصت ہو کر میبل شریف جہاں آج کل آپ کا مزار پُر انوار ہے وہاں اس زمانے میں ایک بہت بڑا پیلو کا درخت تھا، جس کا پھیلاؤ ڈیڑھ کنال رقبے پر مشتمل تھا۔ آپ نے وہاں چھونپڑی ڈالی اور سرکنڈوں کا دروازہ بنایا اور اس میں عبادت وریاضت شروع کر دی۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ جب میں اس مقام پر کشتی سے اُترا تو گندم کی کاشت کا موسم تھا، میں جہاں جہاں سے گزرتا لوگ دور و نزدیک سے مجھے ملنے کے لئے آنے لگے، حتیٰ کے اس جھونپڑی کے اندر بھی لوگ ملاقات کے لئے آنے لگے، وہیں آپ نے طلبا کو دینی تعلیم دینے کا کام بھی شروع کر دیا۔

سیرت و کردار☆: آپ دنیا اور دنیاداروں سے بے نیاز عشق الٰہی میں سرشار ہو کر نہایت سادگی اور قناعت کے ساتھ وقت گزارتے رہے، ایک سادہ سے حجرے میں دن ورات عبادت وریاضت میں مگن اور مخلوق خدا کی خدمت، اور طالبان دین حق کو علم دین کی روشنی پہچانے میں ہمہ وقت مصروف و مشغول رہتے تھے، عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا اُوڑھنا بچھونا تھا۔ آپ کی شخصیت میں زبردست مقناطیسی کشش اور جاذبیت تھی، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ صرف آپ کی زیارت سے ہی دل پر اسلام کی عظمت وصداقت کا نقش بیٹھ جاتا تھا۔

بہت سے غیر مسلم آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے، خداوند قدوس نے آپ کو حسن کلام کی نعمت سے نوازا ہوا تھا، آپ جو فرماتے اس پر خود بھی عمل کر کے دکھاتے آپ کے قول وفعل میں ہم آہنگی اور یگانت تھی اور یہی وجہ تھی کہ آپ کی تبلیغ میں بلا کا اثر تھا، آپ کے مواعظ حسنہ جو بھی سنتا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔

آپ صاحب حال وقال بزرگ تھے، انتہا درجہ کے سخی اور راست باز تھے، خدمت خلق کو ہمیشہ عبادت سمجھے رکھا، آپ کا مہمان خانہ ہر وقت کھلا رہتا، جو کچھ لنگر میں پکتا خود بھی دوسرے مہمانوں کے ساتھ تناول فرماتے، سخاوت کا عالم یہ تھا کہ جو کچھ بھی پاس آتا وہ غریبوں مسکینوں اور حاجتمندوں میں تقسیم فرمادیتے تھے۔

آپ نے میبل شریف میں جس مقام پر ڈیرہ لگایا تھا وہ دیکھتے ہی دیکھتے درس وتدریس اور دعوت وارشاد کا مرکز بن گیا، آپ کے وعظ وارشاد اور ہدایت نے ہزاروں گم گشتگان وادی ضلالت کو گمراہی کے دلدل سے نکال کر نورِ اسلام وایمان سے اکسیر بنا دیا، لاتعداد بے علموں کو علم کی دولت سے مالا مال کیا۔ آپ کی صحبت سے فیض پانے والے لاتعداد افراد آج بھی آپ کی جلائی ہوئی شمع کو روشن کئے ہوئے ہیں، جو صبح قیامت تک فروزاں رہے گی۔

آپ نے تمام عمر لوگوں کو خلق خدا سے محبت، انسانیت کی خدمت باہمی حقوق کی پاسداری اور ظلم وفساد سے اجتناب کا سبق دیا، جھوٹ، بدعقیدگی، غیبت، لالچ، حسد اور دنیا سے بے جا محبت نہ کرنے اور تکبر سے بچنے کی ہمیشہ تلقین کی، آپ نہایت ہی راسخ العقیدہ مسلمان تھے، کسی امر میں ذرا بھر شرک کی بو آتی اس سے اجتناب فرماتے، اگر حال وقال میں کوئی لغزش سرزد ہوتی تو اپنے آپ کو اپنے

ہمعصر ”حافظ کٹی“ کے سامنے تعزیر کے لئے بلاکم وکاست پیش کردیتے تھے۔

خدا پر توکل کا عملی مظاہرہ ☆: ایک دفعہ آپ کی زوجہ محترمہ نے دوسری عورتوں کے سامنے برسبیل تذکرہ کہہ دیا کہ ہمیں ہماری گائے نے چلا (پال) رکھا ہے، یعنی گائے کے دودھ، دہی، لسی کی برکتوں سے ہمارے گھر میں چہل پہل رونق اور زندگی پائی جاتی ہے۔

آپ اپنی اہلیہ محترمہ کی یہ گفتگو سن کر جلال میں آ گئے، اور چھری لے کر گائے کو ذبح کرنے کے بعد اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ ”تیرا اللہ رب اور پالنے والا“ تو میں نے ذبح کر دیا ہے، اب ہم دیکھتے ہیں کہ تو اور تیرے بچے کیسے زندہ رہتے ہیں۔

نسبتِ رسول کا احترام ☆: ایک دن آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا حضرت میں سید ہوں آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور نہایت مفلس ہوں میں نے اپنی لڑکی کی شادی کرنی ہے، میرے پاس جہیز وغیرہ کوئی رقم وغیرہ نہ ہے اور نہ ہی کوئی سامان واسباب موجود ہے۔

آپ نے لانگری کو طلب کر کے پوچھا کیا کوئی چیز لنگر میں موجود ہے؟ لانگری نے عرض کیا حضور سات روپے موجود ہیں، آپ نے وہ تمام رقم لے کر سائل کو دے دی، خدام لنگر کو پتہ چلا کہ وہ سید نہ ہے بلکہ کسی اور قوم سے تعلق رکھتا تھا، خدام نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا حضرت جس شخص کو آپ نے سات سو روپے دیئے ہیں وہ تو سید نہیں تھا، آپ نے فرمایا ”مارا و سائیں“ جس کا نام اُس نے لیا تھا میں نے تو اس کی خاطر اسے رقم دی تھی، وگرنہ علم تو مجھے بھی تھا کہ یہ سید نہیں ہے، لہٰذا تم اُسے نہ دیکھو بلکہ جس کا نام اُس نے لیا ہے اُسے دیکھو۔

ارشادات وملفوظات ☆: ایک دن حضرت سلطان العارفین محمد باہو قادری علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ایک درویش حضرت صاحبزادہ صالح محمد قادری نے عرض کیا حضرت بعض لوگ میرے حق میں عداوت ودشمنی رکھتے ہیں، مجھے ان کے شر سے بچنے کے لئے کوئی وظیفہ بتائیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ مومنوں کے بارے میں دشمنوں کی عداوت عہد وقدیم سے ہے، کفار ومنافقین ومشرکین جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عداوت رکھتے تھے، اسی طرح بہت سے حاسدوں اور بدخواہوں نے اولیائے کرام کے ساتھ بھی بدخواہی اور بدسلوکی کی ہے۔

لہٰذا درویش کو چاہیے کہ جب کوئی سختی یا مصیبت سامنے آئے تو صبر وتحمل سے کام لے۔

نمبر۲ ☆: ایک روز مولوی سلطان محمود ناڑوی اور غلام محمد درویش پوٹھوہاری اور دوسرے مریدین آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک درویش نے عرض کیا حضرت مجھ میں غصہ بہت زیادہ ہے، جب مجھ میں غصہ کی آگ بھڑکتی ہے تو میں بیخود ہو جاتا ہوں اور اسی بیخودی میں دوسرے کو نقصان پہنچا بیٹھتا ہوں۔

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اب تم بڑھاپے کی عمر میں داخل ہو چکے ہو، تمہارے لیے غصہ سے از خود رفتہ ہو جانا مناسب نہیں ہے۔ بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے اور انہیں خوش رکھے، جو شخص مسلمانوں کی ایذا رسانی سے اجتناب کر کے کسی

کا دل نہ دکھائے اور مرنجان مرنج ہونے سے ہی سعادت دارین حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ "المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ" مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ و مامون رہیں، اسی طرح یہ بھی وارد ہوا ہے کہ "خیر الناس من ینفع الناس" بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔

آپ نے فرمایا کہ سالک کے لئے ضروری ہے کہ صبر و تحمل سے کام لے تا کہ زمرہ اصفیاء میں اس کا نام لکھا جائے، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے "من تحمل بنبلاء اللہ وبہلاء الناس فھوا صوفی الصافی" یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی آزمائش و امتحان اور لوگوں کی آزمائش و امتحان پر صبر و تحمل سے کام لیتا ہے دراصل وہی صوفی اور صافی بھی۔

نمبر ۳ ☆ : ایک دفعہ حافظ محمد امیر نے عرض کیا کہ سید جلال عرض کرتا ہے کہ مجھے اپنی درگاہ کا ایک کتا سمجھ کر کبھی کبھی خاص اوقات میں دل کی توجہ سے یاد اور ارشاد فرمالیا کریں۔

آپ کو سید جلال کی باتیں پسند نہیں آئیں اس لئے جواب میں ارشاد فرمایا سالک کو چاہیے کہ اپنے آپ کو کتے کے ساتھ تشبیہ نہ دے، بلکہ اس امر میں کوشش کریں کہ انسانیت کا مقام حاصل ہو جائے۔ اس کے بعد فرمایا فقیر کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ظاہر و باطن کو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق ڈھالے، اس کے بعد فرمایا کہ اکثر لوگوں نے مکر و فریب کو اپنا شیوہ اور وطیرہ بنا رکھا ہے، ان کا ظاہر مومنوں کی طرح ہوتا ہے مگر ان کا باطن کافر ہوتا ہے۔

نمبر ۴ ☆ : ایک روز آپ کی خدمت میں ملک یارن میبل حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا جب کسی شخص کو اللہ کی رضامندی حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے دینی اور دنیاوی تمام کام آسان ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہر حالت میں اس کی اطاعت ہی حاصل ہوتی ہے۔

نمبر ۵ ☆ : ایک روز فتح محمد آہیر سکنہ موسیٰ والی نے عرض کیا حضور دعا فرمائیں کہ مجھے عبادت میں ذوق و شوق حاصل ہو۔

آپ نے ارشاد فرمایا اصل مقصد عبادت ہونا چاہیے۔ عبادت میں ذوق و شوق اللہ کے فضل و کرم سے ہی حاصل ہوتا ہے، کوئی شخص اپنی کوشش سے منزلِ مقصود تک نہیں پہنچتا۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

نمبر ۶ ☆ : ایک روز فقیر الٰہی نور سکنہ مٹھ لک نے عرض کیا حضرت اذکار اور وظائف میں حضورِ قلب حاصل نہیں ہوتا، یعنی کچھ لذت و چاشنی نہیں ملتی، لہٰذا کوئی وظیفہ بتائیں کہ عبادت میں ذوق و شوق حاصل ہو۔

آپ نے ارشاد فرمایا فقیر کے لئے ضروری ہے کہ رات دن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنی جان اور جسم کو پگھلاتا رہے، خواہ حضورِ قلب حاصل ہو یا نہ ہو، کیونکہ راہ عشق میں طلب شرط ہے۔

گر نشاید بدوست رہ بردن

شرط یار بستہ در طلب مردن

یعنی اگر دوست تک نہیں پہنچا جاسکتا تو کوئی مضائقہ نہیں، محبت کی شرط یہ ہے کہ اس کی طلب میں ہی جان قربان کر دی جائے۔ ''بمصداق جب تک سانس تب تک آس''

نمبر ۷☆: ایک دن آپ نے حافظ کمال سے فرمایا حافظ صاحب ہمیشہ اللہ پر توکل کرنا چاہیے، فقیر اور سالک کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ پر توکل لازم کر لے، جیسا کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''من سرہ ان یکون اقوی الناس فلیتوکل علی اللہ'' یعنی جس شخص کے لئے یہ بات باعثِ مسرت ہو کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ طاقتور ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ اللہ پر توکل کرے۔

گر توکل می کنی برکار کن

کسب کن پس تکیہ برجبار کن

یعنی اگر تم حقیقی توکل کرنا چاہتے ہو تو پہلے کام کرو، یعنی پہلے اپنے ہاتھ پاؤں ہلاؤ پھر خدا کی ذات پر بھروسہ کرو، اسی کا نام توکل ہے۔

کشف وکرامات☆: غلام علی معراجی قوم آہیر ساکن بٹیاں بیان کرتا ہے کہ میرے والد گرامی حضرت مولانا جان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے اور ملک مظفر خان رئیس اعظم واں بھچراں کے مزارع تھے۔

ایک دفعہ ہندو کھتری جو ملک مظفر خان کا دوست تھا نے میرے والد کو کوئی کام کرنے کو کہا۔ میرے والد نے اس ہندو کا کام نہیں کیا۔ اُس ہندو نے ملک مظفر خان کو میرے والد کے خلاف بھڑکایا اور کہا اسے آئندہ اپنی زمین کاشت کے لئے نہیں دینا۔

چنانچہ ملک مظفر خان نے میرے والد کو زمین کاشت پر دینے سے انکار کر دیا، چونکہ میرے والد کا کوئی اور ذریعہ معاش نہ تھا اُنہوں نے اس پریشانی کے دفیعہ کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست پیش کرنا چاہی۔

جب میرے والد گاؤں سے باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ تین چار شتربان لکڑیاں اونٹوں پر لادے ہوئے کلور اور میبل شریف کی طرف فروخت کرنے کے لئے جا رہے تھے، اس زمانہ میں ایک اونٹ کے بوجھ لکڑیوں کی قیمت ایک آنہ یا دو پیسے ہوا کرتی تھی۔

میرے والد صاحب ان کے ساتھ میبل شریف تک آئے اور انہیں کہا کہ یہ لکڑیاں ہمارے پیر صاحب کے لنگر کے لئے دے دیں، شتربانوں نے از راہ مذاق جواب دیا کہ اگر تمہارے پیر ہمیں گوشت کھلائیں تو ہم لکڑیاں ان کے لنگر میں دے دیں گے، ان کی بات سُن کر میں خاموش ہو گیا۔

مگر ہوا یوں کہ شتربان وہ لکڑیاں لے کر پھرتے رہے مگر وہ کسی نے نہ خریدیں تو وہ مجبوراً لکڑیاں لے کر آپ کی خانقاہ میں آئے اور بطور نذر پیش کر دیں۔

آپ نے ان کا نذرانہ قبول فرما کر لانگری کو حکم دیا کہ ان شتربانو کو گوشت کھلایا جائے، لانگری نے عرض کی حضور آج تو لنگر میں

دال بھی بہت کم ہے گوشت کہاں سے کھلائیں؟ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک شخص اونٹ پر ذبح شدہ دنبہ لے کر حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں پیش کر دیا، اس نے بتایا کہ میرے دنبے نے دیوار سے ٹکریں مار کر اپنا سر پھوڑ ڈالا تھا، ہم نے اس زخمی حالت میں سے ذبح کیا اور آپ کے لنگر کے لئے لے آئے۔

چنانچہ وہ گوشت لنگر میں پکا کر اُن شتر بانوں کو خوب پیٹ بھر کر کھلایا گیا اور ساتھ زادے راہ کے طور پر بھی دے دیا گیا۔

اس کے بعد آپ نے میرے والد صاحب سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرا مسئلہ بھی حل کرے گا۔ آپ کا یہ فرمان ذیشان سُن کر میرے والد جب اپنے گھر پہنچے تو ان کے پہنچنے سے پہلے ہی ملک مظفر خان کا آدمی یہ پیغام لے کر بیٹھا ہوا تھا کہ ملک صاحب کہتے ہیں کہ ہماری زمین میں تم ہی کاشت کرو گے۔ کیونکہ ایک نقاب پوش بزرگ نے رات کو مجھے سونے بھی نہیں دیا۔

کرامت نمبر ۲ ☆: مرشد آباد کا رہنے والا محمد نامی شخص قو مہانہ جنجوں بیان کرتا ہے کہ جس زمانے میں میں حضرت فقیر قادر بخش قادری علیہ الرحمۃ کے پاس درس نظامی کے اسباق پڑھتا تھا۔ انہوں نے مجھے حضرت مولانا جان محمد نقشبندی میلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت سنائی تھی کہ:

ایک شخص جس کا نام یارن تھا، جو موضع ماہنی کا ذیلدار تھا، اس زمانے میں سلطنتِ انگلشیہ نے نیا نیا زیلداری نظام قائم کیا تھا، ایک دفعہ ایک انگریز افسر نے تمام ذیلداروں کو حکم نامہ جاری کیا کہ وہ فلاں دن میبل شریف میں اکٹھے ہوں، میں سرکاری دورے سے وہاں پر آ رہا ہوں۔ ملک یارن بھی گھوڑی پر بیٹھا ایک خادم ہمراہ لیا اور میبل شریف پہنچ گیا۔ مگر اتفاق سے ہوا یہ کہ افسر مذکورہ اس دن نہ پہنچ سکا۔ اس نے اپنا ایلچی بھیج دیا کہ تمام ذیلداروں کو اگلے روز تک اسی جگہ قیام کرنے کے لئے پابند کیا جائے۔

ملک یارن کہتا ہے کہ میبل شریف میں کوئی شخص میرا واقف نہ تھا، میں نے کسی سے پوچھا کوئی ایسا آدمی بتاؤ جس کے پاس ہمارے لئے اور ہمارے گھوڑے کے لئے کھانے دانے اور رات گزارنے کا انتظام ہو سکے، اُس نے بتایا کہ آپ مولانا جان محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے جائیں وہاں آپ کا خاطر خواہ انتظام ہو جائے گا۔

چنانچہ ملک یارن اپنے خادم اور گھوڑے سمیت آپ کے لنگر خانے میں پہنچا اور اپنا مدعا عرض کیا تو آپ نے فرمایا ملک صاحب آپ آرام کریں تمام انتظام ہو جائے گا، پھر آپ نے اپنے خلیفوں کو حکم دیا کہ گھوڑے کے لئے چارہ اور دانے کا انتظام کیا جائے حسب الحکم جب سب انتظام ہو گیا تو۔ آپ نے ملک صاحب سے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟

اس نے کہا کہ ماہنی کے علاقہ سے آیا ہوں اور وہاں کا ذیلدار ہوں، آپ نے فرمایا ملک صاحب آپ کے علاقہ کی زمین کیسی ہے، ملک صاحب نے عرض کیا بارش کی محتاج ہے۔ آپ نے فرمایا زمین ہموار ہے یا نا ہموار۔

اس نے عرض کیا حضرت زمین نا ہموار ہے اور اس میں ٹیلے بھی ہیں، آپ نے فرمایا ملک صاحب! جب ٹیلوں پر بارش پڑتی ہو گی تو پانی ٹیلوں سے بہہ کر نشیبی زمین میں بہہ جاتا ہوگا، کیا ٹیلے سبزہ سے محروم ہو جاتے ہیں؟

اس نے کہا جناب ٹیلوں پر تو زیادہ سبزہ اُگتا ہے جبکہ نشیبی علاقہ میں نسبتاً سبزہ کم اُگتا ہے، آپ نے فرمایا حالانکہ ٹیلوں پر برسنے

والی بارش کا پانی بھی نشیبی زمین غصب کر لیتی ہے پھر بھی اُس پر سبزہ بہ نسبت ٹیلوں کے کم اُگتا ہے۔

آپ کی یہ بات سن کر ملک یارن بے ہوش ہو گیا، جب اسے ہوش آیا تو اُس نے کہا حضرت مجھے ساری بات سمجھ آ گئی ہے۔

معاملہ دراصل یہ تھا کہ ملک یارن نے اپنے خادم کی دو مربع زمین غصب کر رکھی تھی، چونکہ خادم غریب شخص تھا، اس لئے وہ ذیلدار کے سامنے دم نہیں مار سکتا تھا۔

چنانچہ ملک یارن آپ کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا حضور مجھے معاف کر دیں۔ میں اس غریب کی اراضی اسے واپس کر دوں گا، بعد ازاں وہ ملک صاحب آپ کے دست حق پرست پر بیعت بھی ہو گئے۔

آپ کے خلیفہ حضرت نور محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ملک صاحب مذکور آپ کے آستانہ عالیہ پر بھی آپ کے وصال کے بعد پندرہ برس تک حاضری دیتے رہے۔ اس کے بعد علم نہیں ہو سکا شاید وہ وفات پا گئے ہوں۔

کرامت نمبر۳ ☆: اللہ بخش گازر ساکن ڈیرہ اسماعیل خان جو بالکل ناخواندہ تھا، ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی غریبی اور عیالداری اور مسکینی حالت کا ذکر کرنے لگا۔

آپ نے فرمایا دیہات کے علاقہ میں وعظ کیا کرو، اُس نے عرض کی یا حضرت میں بالکل ان پڑھ ہوں، آپ نے فرمایا نہیں تم عالم ہو، آؤ وعظ کرو۔

چنانچہ اُس نے آپ کے سامنے وعظ کرنا شروع کر دیا اور تقریباً ایک ماہ تک میبل شریف کی جامع مسجد میں ہر جمعہ کو آپ کے روبرو برسرِ منبر وعظ کرتا رہا۔ حتیٰ کے بڑا نامی گرامی وعظ ہو گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ایک سو بیس برس کی عمر شریف میں مورخہ یکم صفر ۱۳۰۷ھ بمطابق 1887ء کو ہوا۔

آپ نے اپنی ظاہری حیات میں ہی اپنی جھونپڑی کے اندر ہی کچی اینٹوں سے قبر بنوادی تھی، دن کے وقت جھونپڑی میں قیام ہوتا تھا، اور رات اپنی قبر میں عبادت و ریاضت فرماتے تھے۔

جب آپ کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے اپنے مریدین کو وصیت فرما دی تھی کہ مجھے اسی جگہ دفن کیا جائے، کیونکہ اس زمین نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے یا اللہ جس طرح یہ ولی کامل اپنی ظاہری زندگی میں مجھ پر بیٹھ کر عبادت کرتا رہا ہے، اسی طرح بعد از وصال بھی اس کو مجھ سے جدا نہ کیا جائے، چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق اسی جگہ آپ کا مزار پُرانوار میبل شریف تحصیل کلور کوٹ ضلع بھکر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے بھتیجے مولانا نور محمد نقشبندی علیہ الرحمۃ جو آپ کے بھتیجے تھے سجادہ نشین مقرر ہوئے، ان کے بعد مولانا قادر بخش، ان کے بعد حافظ محمد بخش سجادہ نشین رہے، آج کل موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ محمد ابراہیم نقشبندی مدظلہ العالی ہیں، جو دربار کے نظام کو چلا رہے ہیں۔

حضرت خواجہ غلام نبی للٰہی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: زبدۃ الکاملین عمدۃ السالکین اکمل العارفین امام العاشقین حضرتؒ خواجہ غلام نبی صاحب رحمتہ اللہ علیہ عالم علوم ربانی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۱۸ء بمطابق ۱۲۳۴ء میں اپنے وقت کے شیخ کامل علامۃ الدھر جناب قاضی غلام حسین رحمتہ اللہ علیہ کے گھر للہ شریف ضلع جہلم میں ہوئی۔ للہ شریف شروع ہی علم وعرفان کا مرکز ہے اور اس درس گاہ اور دار العلوم سے بڑے بڑے علماء اور مشائخ نے اکتساب فیض کیا ہے علم وعرفان کے اس گہوارے میں آپ نے آنکھ کھولی اور گھر کے مذہبی ماحول نے آپ کو کندن بنا دیا آپ کے والد والدہ اور دیگر اہل خاندان سب کے سب عالم دین اور اپنے وقت کے شیخ طریقت ہو گزرے ہیں آپ کے گھر میں ہر وقت ذکر خدا اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور دورہ رہتا تھا اور آپ کے بزرگوں کی جلائی ہوئی یہ شمع آج بھی پوری آب وتاب سے فروزاں ہے۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ نے قرآن پاک کی ابتدائی تعلیم اور صرف ونحو میر قطبی، شرح وقایہ اور خیالی وغیرہ اپنے والد ماجد اور بعض دیگر علماء سے پڑھیں۔ بعد ازاں علامۃ الدھر حضرت مولانا محمد احسن المعروف حافظ دراز رحمتہ اللہ علیہ سے پشاور میں تحصیل وتکمیل کی اور اپنے گھر للہ شریف واپس تشریف لے آئے۔

درس وتدریس ☆: للہ شریف واپس تشریف لانے کے بعد آپ نے باقاعدہ درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ کی خدمت میں ۸۰۔۷۰ طلباء حاضر رہا کرتے تھے آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ مبتدی اور منتہی طلباء کو یکساں توجہ اور التفات سے پڑھاتے تھے۔ جو کتاب بھی زیر درس ہوتی اس کے شروح وحواشی کو سامنے رکھ لیتے اور انہیں ملاحظہ فرماتے جاتے حتیٰ کہ سکندر نامہ اور زلیخاں کی شرح بھی سامنے رکھ لیا کرتے تھے۔ آپ اپنے مدرسے کے طلباء کے قیام وطعام کتب اور دیگر ضروریات کا خود انتظام فرماتے آپ کا معمول تھا کہ پہلے اپنے گھر سے طلباء کے لئے کھانا بھجواتے اور خود بعد میں کھانا کھاتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: جن دنوں آپ نے للہ شریف میں درس وتدریس کے کام کا آغاز کیا آپ کے دل کی کیفیت اچانک بدل گئی اور شوق الٰہی کا ایسا غلبہ بیدار ہوا کہ آپ مرشد کی تلاش میں گھر سے نکل دیئے چلتے چلتے شاہ پور ضلع سرگودھا میں پہنچے تو آپ کی ملاقات اتفاقاً حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمتہ اللہ علیہ سے ہوگئی۔ ملاقات کے بعد آپ نے استخارہ کیا اور اس کے بعد حضرت

خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

مرشد کامل حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمتہ اللہ علیہ نے خصوصی توجہ فرما کر مختصر عرصہ میں مقامات مجددیہ اور سلوک کی منزلیں طے کروا کر آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما دیا اسی اثناء میں آپ نے چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں قرآن کریم مکمل طور پر حفظ کر لیا اور پہلے ہی سال میں نماز تراویح میں پورا قرآن سنا دیا۔

سیرت و کردار☆: آپ بڑے ہی متقی پرہیز گار اور دیندار ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے اور تہجد کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے نوافل کثرت سے پڑھتے اور اپنے اوراد و وظائف کا خصوصی خیال فرماتے کسی بھی مصروفیت کے پیش نظر آپ نے اپنی معمولات میں فرق نہیں آنے دیا آپ کو دیکھنے کے بعد قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی آپ کے مزاج میں تکبر و غرور نام کو نہ تھا۔ آپ اس درجہ کے منکسر المزاج تھے کہ ایک دفعہ کسی جگہ تشریف لے گئے۔ تو اہل علاقہ استقبال کے لئے جمع ہو گئے اور آپ کے پیچھے پیچھے چلتے گئے لوگوں کی اس کیفیت کو دیکھ کر آپ نے فرمایا ایسے ہجوم پر فخر نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کوئی بندر یا ریچھ والا کسی گاؤں میں آتا ہے تو لوگ اس کے پیچھے بھی ہو جاتے ہیں۔ اللہ اللہ کتنی کسر نفسی کا عالم تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر روشن ضمیری عطا کی تھی کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے صاف پانی پینے کے لئے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا یہ مکدر ہے کوئی اور شخص پانی لے آئے۔

جب آپ نے پانی پی لیا تو اس شخص سے پوچھا گیا کہ وجہ تھی پانی مکدر کیوں ہوا تھا تو اس نے بتایا کہ جب میں آپ کے لئے پانی لا رہا تھا تو میری نظر غیر محرم پر پڑ گئی تھی۔

سبحان اللہ اسے کہتے ہیں فراست موموناں اور مشفقانہ تنبیہہ اور پردہ داری اور دینداری کا عالم یہ تھا کہ آپ نے ایک مرتبہ غیر مقلدوں کے بعض مسائل پر فتویٰ دے دیا۔ انہوں نے آپ کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ ڈپٹی اور تحصیلدار چونکہ آپ کے خیر خواہ تھے۔ انہوں نے کوشش کی کہ فریقین میں صلح ہو جائے ان کا خیال تھا کہ اگر صلح نہ ہوئی تو قید ہو جائے گی۔

جب ان حضرات نے صلح کے لئے آپ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ دین میں فرق نہ آئے اور جو فتویٰ دیا ہے یہ اٹل ہے اس سے انحراف نہیں ہو سکتا۔ خواہ قید ہی کیوں نہ ہو جائے۔ مگر خدا پاک کی کرنی کہ آپ اس مقدمہ میں کامیاب ہوئے اور مخالفین کو منہ کی کھانی پڑی۔

آپ کے ملفوظات و تعلیمات☆:

آپ کے ملفوظات دانش و حکمت کے بہترین جواہر پارے ہیں جو اہل حق کے لئے راہنمائی کا زریں اصول ہیں آپ فرماتے ہیں کہ:۔

۱۔ معرفت الٰہی کی نہایت نہیں ہے تھوڑے سے ذوق و شوق پر قانع نہیں ہونا چاہئے۔ ہرگاہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رب زدنی علما فرمایا تو دوسروں کا ذکر ہی کیا ہے؟

۲۔ آپ فرماتے ہیں کہ بڑا کام یہ ہے کہ شریعت پر استقامت رکھے۔

۳۔ آپ فرماتے ہیں کہ طالب میں جس قدر شکست و عاجزی زیادہ ہوتی ہے اسی قدر اس پر فیض زیادہ وارد ہوتا ہے۔

۴۔ آپ فرماتے ہیں کہ سالک کو چاہئے کہ نیچی نظر کر کے چلا کرے۔

۵۔ آپ فرماتے ہیں کہ سالک کو نامحرم کی طرف نظر کرنے سے بھی احتیاط کرنی چاہئے۔ نامحرم پر اتفاقی نظر بھی ضرر سے خالی نہیں ہوتی۔

بہ نا محرم نظر دل را کند کور
زدولت خانہ قہر افگند دور

۶۔ وظیفہ۔ **یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء للہ :** ۔ دو طرح سے پڑھنے کا معمول ہے ایک یہ کہ حضرت شیخ کو وسیلہ سمجھے اور دوسرے یہ کہ ان کلمات میں برکت ہے۔

۷۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہابیوں کی صحبت دیوانے کتے کی مانند ہے کہ اپنا سا کر لیتی ہے۔

۸۔ آپ فرماتے ہیں کہ اصل چیز اعتقاد ہے اگر اعتقاد درست تو سب چیزیں درست ہیں اور اگر اعتقاد درست نہیں اور اس میں فرق ہے تو سب اعمال بیکار ہے۔

آپ کے خلفاء کرام ☆: آپ سے بکثرت کرامات کا ظہور ہوا ہے مگر آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ آپ نے سینکڑوں افراد کو اپنی باطنی توجہات سے درجہ کمال تک پہنچایا ہے آپ کے چند نامدار خلفائے کرام درج ذیل ہیں۔

حضرت مولانا حافظ دوست محمد للہی جو کہ آپ کے فرزند ارجمند ہیں جن کا وصال باکمال ۱۳۱۸ میں ہوا۔ ☆ مولانا حافظ فضل محمد۔
☆ حضرت مولانا غلام حسن رحمتہ اللہ علیہ ساکن ڈھنڈیلا۔ ☆ حضرت مولانا امام الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ ساکن جموں کشمیر۔

وصال باکمال ☆: آپ کے وصال باکمال سے قبل ہی آپ کی گفتگو سے پتہ چل رہا تھا کہ آپ اپنے سفر آخرت سے بخوبی مطلع تھے ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۰۶ ہجری ۲۹ مئی ۱۸۸۹ء کو حضرت صاحبزادہ میاں گل محمد رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو لوگ آپ کے پاس تعزیت کے لئے حاضر ہونا شروع ہوئے تو آپ ان سے فرماتے کہ کیا ہم یہاں بیٹھے رہیں گے ہم بھی چلنے کے لئے تیار ہیں۔ رنج کس بات کا کریں۔

آخر بروز یکشنبہ ۲۱ ربیع الاول شریف ۲۵ نومبر ۱۸۸۹ء بمطابق ۱۳۰۷ ہجری کو آپ نے موذن کو آذان کہنے کا حکم دیا اور آپ اذان کا جواب دیتے رہے جب مؤذن نے کہا **اشھد ان لا الہ الا للہ** تو اس وقت آپ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی آپ کا مزار فیض آثار آج بھی للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم جو کہ راولپنڈی سے براستہ موٹروے لاہور جاتے ہوئے للہ انٹرچینج کے راستے پر واقع اور مرجع خاص و عام ہے طالبان معرفت الٰہیہ آج بھی آپ کے دربار پر حاضری دے کر معرفت کے جام پیتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ سیّد گل نبی شاہ گیلانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عارف اسرار ربانی، مرشد لاثانی، شہسوار میدان عشق بازی، غریق بحر وصال، شمس عوالم امثال حضرت خواجہ سیّد گل نبی شاہ گیلانی الحسنی والحسینی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے عظیم مرد حقیقت آ گاہ حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ گیلانی نقشبندی چوراہی علیہ الرحمۃ کے گھر تیراہ شریف افغانستان میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

بچپن ہی سے آپ کے چہرہ سے ولایت کے آثار نمایاں تھے۔آپ ظاہری و باطنی حسن کی دولت سے مالا مال تھے۔ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے گھر ہی سے حاصل کی بعد ازاں کوہاٹ کے ایک بڑے دارالعلوم میں داخل ہو کر درس نظامی کی تکمیل کی۔آپ کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا جس کی وجہ سے تمام معاملات پر برجستہ گفتگو فرما دیتے تھے۔فارسی کے علاوہ عربی زبان پر آپ کو اس قدر عبور حاصل تھا کہ دونوں زبانیں بڑی آسانی سے اور روانی سے بول لیتے تھے۔تفسیر و حدیث کے فن میں مہارت تامہ حاصل تھی۔

بیعت و خلافت☆: علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد اپنے والد گرامی غوث زماں حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف سے مشرف ہوئے۔اور سلوک کی منازل طے کر کے جلد ہی اپنے والد گرامی اور شیخ کامل سے ہر چہار سلاسل میں خرقہ خلافت و اجازت حاصل کر کے سرفراز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

نوٹ☆: جب حضور قبلہ عالم خواجہ سید نور محمد شاہ نقشبندی تیراہی علیہ الرحمۃ اپنے وطن مالوف تیرا شریف افغانستان سے ہجرت کر کے چورا شریف ضلع اٹک پاکستان میں تشریف لائے تھے تو اس کے بعد آپ ہی کی ذات تھی جو کہ تقریباً بیس برس تک تیراہ شریف افغانستان میں اپنے اجداد کے مزارات کی دیکھ بھال اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے امین و وارث اور حضور باواجی کے قائم مقام بنے بعد ازاں آپ بھی تیراہ شریف سے ہجرت کر کے اپنے عظیم دادا جان اور والد گرامی کے پاس چورا شریف تشریف لے آئے۔

سیرت و کردار☆: آپ نہایت متقی و پرہیز گار شب بیدار عابد و زاہد قائم اللیل درویش تھے۔تمام عمر درویشی اور فقیری کے رنگ میں گزاری۔دنیا اور اہل دنیا سے تمام زندگی لاتعلق رہے۔ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں اپنی تمام عمر گزاری۔خورد و نوش اور گفتگو میں سادگی آپ کا

شعار تھے۔ آپ نہایت ہی مہمان نواز، شاکر، متوکل، صاحب فہم و فراست اور صاحب باطن صاحب علم و عرفان بزرگ تھے۔ اتباع سنت میں اپنے اسلاف کی عملی تصویر تھے۔ اتباع شریعت میں اس قدر احتیاط کہ اس میں گم ہو چکے تھے۔ ہر وقت باوضو رہتے۔ اکثر دنوں میں آپ روزے سے رہتے۔ فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ آپ کا معمول تھا کہ نماز ظہر کے وقت وضو فرماتے اور پانچوں وقت کی نمازیں اسی وضو سے ادا فرماتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ قائم اللیل اور صائم الدہر تھے۔ تمام رات عبادت و ریاضت، نوافل، تہجد بعد ازاں نماز فجر جو کہ نفلی ثابت اذکار میں مشغول ہو جاتے۔ پھر مراقبہ میں چلے جاتے نماز اشراق کے بعد اگر روزہ نہ ہوتا اور حاجت ہوتی تو کھانا تناول فرماتے اس کے بعد تھوڑا سا آرام فرما کر نماز ظہر کے لئے بیدار ہو کر دوبارہ وضو فرما کر نماز ادا کرتے تھے۔

آپ کے صاحبزادگان ☆: آپ کو خداوند کریم نے اپنے فضل سے پانچ صاحبزادے عنایت فرمائے تھے اور پانچوں کے پانچوں ہی اپنے زمانے کے عظیم ولی کامل اور ایک سے ایک بڑھ کر عظیم مقامات کے حامل تھے۔ ان میں اول حضرت دوران شاہ دوم حضرت سید بادشاہ معروف پیر مستو ار سوئم حضرت سید نادر بادشاہ معروف بانکے پیر چہارم حضرت سید نور شاہ پنجم حضرت پیر سید نور بادشاہ علیہم الرحمۃ ہیں۔

کشف و کرامات ☆: ایک مرتبہ آپ موضع کھائی بالمقابل موضع بھون جو کہ کلر کہار سرگودھا روڈ پر چکوال شہر سے ۵ اکلومیٹر دور ہے میں تشریف لے گئے اس گاؤں کی ایک مسجد جو کہ نہایت ہی عالی شان اور چودہ سال کی محنت و مشقت سے تعمیر ہوئی تھی۔ آپ اس مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے مسجد میں نماز کے بعد آپ نے فرمایا اس مسجد میں نماز درست نہیں ہوئی لوگوں نے عرض کی حضور وہ کیسے تو آپ نے فرمایا کہ اس مسجد کی تعمیر کے وقت قبلہ رخ کا تعین صحیح نہیں ہو سکا۔ لہٰذا آپ لوگ اس کا قبلہ رخ صحیح کریں۔ لوگوں نے عرض کیا حضور اب تو مسجد کی تعمیر بھی مکمل ہو چکی ہے اور گل کاری کا کام بھی ہو چکا ہے اس پر لاکھوں روپے خرچ ہوئے ہیں اب تو ٹھیک کرنا بہت مشکل کام ہے۔ اور مسجد کو شہید کر کے دوبارہ از سر نو تعمیر کرنا اس پر تو پہلے سے بھی زیادہ خرچ ہوگا۔ جو کہ ہمارے اوپر بہت بڑا بوجھ ہوگا۔

آپ ان کی بات سنتے سنتے یکا یک وجد میں آ گئے اور اسم ذات اللہ کی ضرب لگائی اور ہاتھوں کو جنبش دی تو یکدم تڑاخ کی آواز آئی اور مسجد کا رخ تبدیل ہو کر صحیح قبلہ رخ ہو گیا۔ لیکن دیوار میں شگاف پیدا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ اب رخ صحیح ہو گیا ہے۔ اس واقعہ کو تقریباً ۱۲۰ برس گزر چکے ہیں۔ بعد میں کئی مرتبہ لوگوں نے اس شگاف کو بند کرنے کے لئے بہت کوششیں کیں لیکن شگاف بند نہ ہو سکا۔ جب بھی بند کرنے کے لئے سیمنٹ وغیرہ لگاتے ہیں وہ گر جاتا ہے۔ اب بھی شگاف اسی طرح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شگاف کو برقرار رکھ کر اپنے ولی کی کرامت کو زندہ رکھنا چاہتا ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را ☆: حکیم مولوی غلام محی الدین آف سانگلہ ہل اور حضرت پیر محمد دوران بادشاہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ اکثر کشمیر کے علاقے میں رہتے تھے پورے ملک کے طول و عرض میں کشمیر کا علاقہ واحد ہے جہاں آپ زیادہ وقت دیتے اور قیام

فرماتے تھے اور وہیں آپ کا وصال با کمال مورخہ ۲۸ ذی الحج ۱۳۰۸ علاقہ چکار وادی کشمیر میں ہوا۔ اور آپ کو کشمیر میں ہی امانتاً دفن کر دیا گیا۔

بعد ازاں آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ کو اس حادثہ جانکاہ کی اطلاع دی گئی تو آپ کے والد گرامی نے ارشاد فرمایا کہ میرے نور نظر کو کشمیر سے لے آؤ اور چورا شریف میں دفن کر دو۔

حضرت خواجہ چوراہی کا فرمان ذیشان سنتے ہی حضرت سید دوران بادشاہ علیہ الرحمۃ بمعہ احباب چکار تشریف لے گئے اور جب آپ کی مرقد منورہ پر پہنچے تو کیا دیکھا کہ ایک جنگلی شیر اور ایک اژدھا آپ کی مرقد منورہ کی نگہبانی کر رہے ہیں۔

ان دونوں درندوں نے جب آپ کے صاحبزادے حضرت سید دوران بادشاہ علیہ الرحمۃ کو دیکھا تو فوراً وہاں سے جنگل کی جانب چلے گئے۔ اس واقعہ کے بعد آپ کی قبر کشائی کی گئی اور قبر میں رکھے ہوئے آپ کے تابوت کو باہر نکالا تو چکار کی مقامی آبادی کے عقیدت مندان اور دیگر احباب نے اصرار کیا کہ ہمیں تابوت کھول کر آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت کرائی جائے۔ مگر آپ کے صاحبزادے حضرت سید دوران بادشاہ علیہ الرحمۃ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ حضور خواجہ چوراہی کی اجازت کے بغیر ایسا نہیں کر سکتا۔ اور میں آج رات کو اپنے بزرگوار سے اس بات کی اجازت حاصل کر کے ہی آپ لوگوں کی خواہش پوری کر سکوں گا۔ اگر اجازت مل گئی تو ضرور دیدار کراؤں گا۔ بصورت دیگر میں مجھے مجبور تصور کیا جائے۔

چنانچہ رات کے وقت حضرت سید دوران بادشاہ علیہ الرحمۃ نے بذریعہ مکاشفہ اپنے دادا جان حضرت خواجہ چوراہی سے اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دے دی۔ اگلی صبح جب صندوق کھولا گیا تو کیا دیکھا کہ آپ صندوق میں قبلہ رخ ہو کر ایک زانو تہہ کیا ہوا اور دوسرا زانو کھڑا اور داہنا ہاتھ زانو پر اور بایاں ہاتھ بائیں زانو پر رکھ کر عبادت میں مصروف ہیں۔

اس واقعہ کے چشم دید ہزاروں افراد جو اس موقعہ پر موجود تھے اور سینکڑوں ایسے افراد جو کرامات اولیا اور بزرگان دین کے بعد از وصال تصرفات کے ساری زندگی انکاری رہے۔ انہوں نے جب یہ مقام دیکھا تو اپنے عقائد باطلہ سے تائب ہو کر مسلک حقہ اہل سنت و جماعت اور بزرگان دین کی عظمت و کمالات واختیارات و تصرفات کے قائل ہو گئے۔

چکار آزاد کشمیر سے آپ کا تابوت لے کر جب آپ کے صاحبزادے راولپنڈی پہنچے تو راولپنڈی کے ہزاروں عقیدت مندان بھی جمع ہو گئے اور انہوں نے بھی آپ کے چہرہ انور کے آخری دیدار کے لئے آپ کے صاحبزادے کی خدمت میں التجا کی تو انہوں نے وہاں بھی وہی بات کہی کہ میں حضور باواجی چوراہی کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ میں آج اجازت حاصل کر لوں گا۔ آپ تمام احباب کل تشریف لے آئیں پھر جو حکم ہو گا اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

چنانچہ اگلے روز تمامی احباب پھر سے جمع ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اجازت ہو گئی ہے مگر صندوق ابھی نہیں بلکہ دوپہر کو کھولا جائے گا۔ وقت مقررہ پر صندوق کھولا گیا تو خلق خدا دیکھ کر حیران رہ گئی کہ آپ اسی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے جیسا کہ کشمیر والوں نے دیکھا تھا۔

راولپنڈی میں ہزاروں افراد نے اس منظر کو بچشم خود دیکھا بہت سے ہندو سکھ اس مرد قلندر کی اس انوکھی ادا کو دیکھ کر اپنے مذہب سے تائب ہوئے اور آپ کے صاحبزادے حضرت سید دوران بادشاہ کے دست حق پرست پر کلمہ پڑھ کر نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بھی داخل ہوئے۔ راولپنڈی سے آپ کا صندوق آستانہ عالیہ چوراشریف لایا گیا اس موقع پر ہزاروں افراد دیدار عام کے لئے منتظر کھڑے تھے کہ حضرت باواجی خواجہ سید فقیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ کو اطلاع کی گئی تو آپ اپنے خلوت خانے سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے میرے بیٹے کی زیارت کراؤ۔

چنانچہ حضرت خواجہ چوراہی کے حکم پر صندوق پھر کھولا گیا تو آپ حسب سابق بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ چوراہی نے آبدیدہ ہو کر فرمایا میرا بیٹا قطب الاقطاب ہے۔

آپ کی بعد از وصال اس کیفیت اور مقام کو دیکھ کر وہاں کے ایک مقامی زمیندار جو کہ بڑے حضرت خواجہ چوراہی سرکار کا عقیدت مند تھا۔ اس نے اپنی زمین کا قطعہ آپ کے مزار مبارک کے لئے اسی وقت ہبہ کر دیا اور پھر اسی جگہ پر آپ کا مزار پُر انوار بنایا گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۰۸ھ بمطابق 1890ء علاقہ چکار آزاد کشمیر میں ہوا۔ مزار پُر انوار چوراشریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف کو آپ کے دربار شریف پر حاضری کی سعادت حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

پیر سید ولایت حسین شاہ بخاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیر طریقت رہبر شریعت پاسبان مسلک خواجہ نقشبند فخر السادات، پروردۂ آغوشِ ولایت حضرت قبلہ پیر سید ولایت شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ آپ سادات بخاری کے عظیم روحانی پیشوا سید صفت شاہ بخاری رحمت اللہ علیہ کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے تمام زندگی یادِ خدا اور عشق رسول ﷺ میں گذاری۔

آپ انتہائی سادہ نیک سیرت باکردار صاحب علم وعرفان اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ تمام زندگی خلاف سنت کوئی کام نہ کیا۔ حقیقت کی جستجو تو گویا آپ کی سرشت میں داخل تھی بچپن ہی سے آپ نے دنیا کو ترک کر کے خالق حقیقی سے ناطہ جوڑ لیا تھا محبت الٰہی آپ کا اوڑھنا بچھونا اور عشق رسول ﷺ آپ کا مشرب تھا۔ آپ کی زندگی اطاعت رسول ﷺ کا آئینہ دار تھی۔ آپ ۱۸۹۰ء کو چکری انٹرچینج سے چند کلومیٹر دور گنگوالہ شریف تحصیل وضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔

بیعت وخلافت ☆: جب آپ کو تلاش مرشد کامل کی ضرورت پیش آئی۔ تو آپ پا پیادہ اپنے گھر گنگوالہ شریف سے نکلے اور مری میں دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ موہڑہ شریف کی حدود میں داخل ہوئے۔ تو والی موہڑہ شریف غوث زماں حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمتہ نے باطنی طور پر آپ کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھا تو اپنے مریدین وحلقہ احباب سے فرمایا کہ آج ایک سید زادہ ہمارا مہمان بننے والا ہے۔ چلو خانقاہ سے باہر نکل کر سید زادے کا استقبال کرتے ہیں۔ جونہی آپ موہڑہ شریف کی خانقاہ میں داخل ہوئے تو پہلی نظر پیر کامل غوث زماں حضرت خواجہ محمد قاسم علیہ الرحمتہ پر پڑی آپ دم بخود ہو کے رہ گئے۔

پیر کامل صورت ظل الٰہ
یعنی دید پیر دید کبریا

مرشد کامل نے آگے بڑھ کر سینے سے لگایا کہ آپ کے سینے کو روشن کر دیا۔ بے قرار دلوں کو قرار آیا تو وفور جذبات میں فرمانے لگے۔

سید ولایت شاہ تیری ولایت کا چراغ ایک زمانے کو روشن کرے گا۔ مرشد کامل نے آپ کو بیعت کیا اور جلد ہی خرقہ خلافت سے نواز دیا۔

سیرت وکردار ☆: آپ شریعت وطریقت کے پابند انتہائی متقی اور پرہیزگار تھے۔ کوئی کام کبھی بھی کسی حال میں سنت رسول ﷺ کے خلاف نہ کیا۔ ہر وقت ذکر خدا میں مست رہتے۔ خدمت خلق خدا کو اپنا شعار سمجھتے بلاتفریق مذہب وملت ہر ایک کی خدمت کرتے۔ ہزاروں افراد آپ کی دعاؤں سے فیض یاب ہوئے۔

اولاد و امجاد☆: آپ کے دو صاحبزادے ہوئے۔ ان میں سید نذیر حسین شاہ بخاری علیہ الرحمتہ اور سید قربان حسین بخاری دونوں صاحب اولاد ہیں جن میں آپ کے صاحبزادہ پیر سید قربان حسین شاہ بخاری 1999ء میں وصال باکمال ہوگیا پیر قربان شاہ کے بڑے صاحبزادے مبلغ اسلام پیر سید شبیر حسین شاہ بخاری رحمان آبادی جو کہ آج کل رحمان آباد جی ٹی روڈ گوجرخان راولپنڈی میں خدمت دین اور تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ دارالعلوم رحمانیہ کے مہتمم اور اس کے ساتھ ملحقہ بہترین الشان مسجد کے بلند پایہ خطیب اور صاحب سلسلہ بزرگ ہیں۔

کرامت☆: کرامات اولیاء را اضطراب است کے مصداق آپ نے بھی کبھی خرق عادات کے اظہار کو پسند نہیں فرمایا باوجود اس کے بے شمار کرامات کا آپ سے ظہور رہا۔ جن میں سے ایک کرامت پیش خدمت ہے۔

ضلع شیخوپورہ میں آپ کے مریدین کی کثیر تعداد موجود ہے۔ ان میں سے ایک گھرانے کی کسی کے ساتھ خاندانی دشمنی تھی۔ ایک رات جب یہ گھر والے محوخواب تھے۔ تو ان کے دشمن قتل کے ارادے سے گھر میں داخل ہوئے۔ ایک دشمن نے جب آپ کے مرید کی طرف بندوق سیدھی کی تو اچانک آپ جلوہ گر ہوئے اور اس کی بندوق کی نالی اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اوپر کی طرف کی۔ اس نے بندوق چلائی۔ تو گولی چھت پھاڑتی ہوئی باہر نکل گئی۔ آپ اس کے فوراً بعد غائب ہوگئے۔ فائر کی آواز سن کر اہل خانہ جاگ گئے اور فائر کرنے والے کو پکڑ لیا مگر بندوق چلانے والا پریشان تھا کہ آخر میری بندوق کو اوپر سیدھا کرنے والا کون تھا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۰۹ھ شب جمعہ ۲۳ مارچ 1891ء کو گنگوالہ شریف میں ہوا۔ بوقت وصال آپ کی زبان پر درود شریف جاری تھا۔ آپ کا مزار فیض آثار چکری انٹرچینج موٹروے سے چند کلومیٹر دور گنگوالہ شریف تحصیل و ضلع راولپنڈی میں آج بھی مرجع ہر خاص و عام ہے۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک آپؒ کے پوتے حضرت پیر سید شبیر حسین شاہ بخاری مدظلہ کی صدارت ہر سال ۲۲، ۲۳ مارچ کو آپ کے آستانہ عالیہ پر بڑی عقیدت و محبت سے منایا جاتا ہے۔ جس میں ملک اور بیرون ملک سے آپ کے مریدین شرکت کرتے ہیں۔ آپکے صاحبزادے حضرت علامہ پیر سید شبیر حسین شاہ بخاری مدظلہ العالی سے فقیر راقم الحروف کی اچھی اللہ ہے بڑے کرم وفرما اور احسان مند دوستوں میں سے ہیں ہمیشہ ہی سے فقیر پر شفقت فرماتے چلے آرہے، بارہا فقیر کی دعوت پر فقیر دارالعلوم میں تشریف لا چکے ہیں جبکہ فقیر راقم الحروف کو بارہا گوجرخان آپکے ادارے اور آپکے دربار گنگوالہ شریف میں حاضری و خطاب کرنے کا شرف حاصل رہا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ محمد ہاشم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: یادگار اسلاف نمونۂ سلف صالحین امام المتقد مین حضرت خواجہ محمد ہاشم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ راجپوت جنجوعہ خاندان کے چشم و چراغ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے پاسبان ہیں۔

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی آف موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان والوں کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور یاد خدا میں مصروف ہوگئے۔ ہر وقت ذکر خدا آپ کی زبان پر جاری رہتا سینے میں عشق رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا۔ تمام عمر شریعت و طریقت کے مطابق گذاری کوئی کام بھی پوری زندگی میں خلاف شریعت نہ کیا نماز پنجگانہ تہجد اور دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے۔

آپ انتہائی درجہ کے نیک صالح پارسا متقی و پرہیز گار تھے مخلوق خدا کی تربیت اسطرح فرماتے تھے کہ جو بھی آپ کی خدمت میں آتا گناہوں سے توبہ کر کے خدا کی بارگاہ میں جھک جاتا آپ کی زبان اور کلام میں اس قدر لذت اور شیریں تھی کہ زبان ترجمان سے جو بھی کلمہ نکلتا وہ سامعین کے دل پر اثر کرتا اور اس کی کیفیت بدل جاتی تھی۔ آپ نے بگھار شریف جیسے پسماندہ اور دور دراز علاقہ میں دین مصطفیٰ ﷺ کا حق ادا کر دیا اور ہزاروں گمراہوں کو راہ ہدایت عطا فرمائی۔ سینکڑوں بے نمازوں کو نمازی بنایا آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ نے تمام عمر میں کوئی بھی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۷ رجب المرجب ۱۳۱۳ھ بمطابق 13 جنوری 1895ء میں ہوا آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ جنہوں نے اپنے والد گرامی کے علاوہ ان کے پیرومرشد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی اور حضرت خواجہ سراج الدین موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے بھی اکتساب فیض کیا تھا وہ سجادہ نشین مقرر ہوئے مگر ۱۹۴۳ء میں ان کا بھی وصال ہوگیا۔ بعد ازاں حسب وصیت آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد یعقوب سجادہ نشین مقرر ہوئے ان کا بھی ۱۹۹۸ء میں وصال ہوگیا ہے۔ اب ان کی جگہ پر سجادہ نشین پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین مقرر ہوئے اور سلسلہ عالیہ کو چلانے کا فریضہ بحسن و خوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب ملت اسلامیہ کا عظیم سرمایہ اور اہل سنت کے لئے آپ کا وجود باعث افتخار ہے۔ فقیر راقم الحروف پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شاہ عبدالرحیم آغا سرہندی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آئینہ جلال و جمال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، صاحب ترک و تجرید، قطب ابدال، صاحب جذباتِ جلال نفحاتِ جمال حضرت خواجہ شاہ عبدالرحیم آغا سرہندی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ المعروف (قبہ والا صاحب) آپ پاکستان بالخصوص صوبہ سندھ میں فیضان مجدد کے امین اور قاسم ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۹ ذوالحج شب اتوار ۱۲۲۲ھ بمطابق ۱۸۰۷ء کو نجراب ملک افغانستان میں ولی العصر حضرت شاہ ضیاء الحق علیہ الرحمۃ کے علمی و روحانی گھرانے میں ہوئی۔

آپ کے بیسویں جداعلیٰ حضرت سلطان شہاب الدین المعروف حضرت فرخ شاہ کابلی علیہ الرحمۃ اور آپ کے والد گرامی حضرت شہید شاہ ضیاء الحق علیہ الرحمۃ کا مزار پُرانوار بھی نجراب ملک افغانستان میں ہی مرجع خلائق ہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے عظیم والدِ بزرگوار حضرت شہید شاہ ضیاء الحق علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے، اور اُنہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

کتاب ''ملفوظاتِ الاکابر'' کے مصنف عارف زمانہ، مرشد یگانہ حضرت مولانا پیر غلام رسول سرہندی معصومی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں کہ آپ اپنے زمانے کے ممتاز علماء اور مشائخ میں بلند مقام پر فائز المرام تھے، حالت یہ تھی کہ آپ کابل، قندھار، غزنی، بلخ، بخارا، ثمر قند، پشاور، ہندوستان، سندھ و بلوچستان اور پنجاب جہاں بھی تشریف لے گئے لوگوں نے امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کے عظیم شجر کے دسویں متبرک پتے کو آنکھوں کی ٹھنڈک اور نجات اُخروی کا ذریعہ بنایا۔ ایک اعداد و شمار کے مطابق آپ کے مریدین کی تعداد پانچ لاکھ سے تجاوز کر گئی تھی۔ عقیدت مندوں کا تو شمار ہی نہیں کیا جاسکتا۔

کشف و کرامات ☆: موضع گاڈھ جوتڑ واقع راجستھان انڈیا میں آپ کے ہاتھ پر لاتعداد افراد حلقہ بگوش ہوئے جن میں سے بہت سے افراد خاندان سادات سے تھے۔ ایک دن سادات کے چند معزز افراد آپ کے پاس آکر عرض کرنے لگے حضور

یہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ تم سادات ہو۔ اور صاحب کشف وکرامات بھی۔ تو پھر آپ کیونکر اس سرخ وسفید رنگت کے مالک افغانی کے ہاتھ پر کیوں بیعت کی۔

حضرت آپ تو واپس اپنے وطن کو چلے جائیں گے مگر یہ لوگ ہمیں بار بار طعنہ دیں گے، آپ چہرے پر اُسی وقت جلال فاروقی رونما ہوا۔ نگاہیں اُٹھا کر آپ نے ہزاروں لوگوں کو مخاطب کیا کہ "بگواللہ" ابھی آپ نے ابھی اتنا ہی فرمایا تھا کہ تمام لوگ حتیٰ کے گھوڑے، اونٹ، چرند، پرند، زمین بوس ہو کر اللہ، اللہ، اللہ کا ذکر کرنے لگے۔

کرامت نمبر۲ ☆: ٹنڈو میاری شہر ضلع حیدرآباد صوبہ سندھ میں جب آپ نے ایک ہندو نوجوان کی خواہش پر اس کو کلمہ پڑھایا تو ابھی اس ہندو نے صرف **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** کے الفاظ زبان پر لا سکا تھا تو اس کا انتقال ہو گیا۔

چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق اس کو غسل دیا گیا کفن پہنا کر جنازہ اٹھا کر جب جنازہ گاہ میں لایا گیا تو وہاں کے علماء نے کہا اس کا جنازہ نہ ہوگا، کیونکہ اس نے **لَآ اِلٰهَ** کہا ہے مگر **اِلَّا اللّٰه** نہیں کہا، یعنی اس نے نفی کی مگر اثبات نہ کر سکا، آپ نے خود آگے بڑھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز کے بعد کفن کھول کر فرمایا کہو **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰه** تو مردے نے پورا کلمہ پڑھ کر سنا دیا، اس آواز کو بہت سے لوگوں نے سنا۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: آپ کے خلفائے کرام کثیر تعداد میں ہیں، چند خلفائے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ جو اپنے اپنے علاقے کے کامل ولی ہو گزرے ہیں، ان میں میاں صاحب ڈسوڑی والے ضلع حیدرآباد، میاں صاحب وسین والے، ضلع بدین، میاں جان محمد، دھیرے والے ضلع عمرکوٹ، فقیر بلال، ضلع مٹھی تھر، سید غوث محمد شاہ گاڑھکی، ضلع ٹھٹھہ، سید قاسم شاہ، راجستھان انڈیا، خلیفہ احمد خان نظامان کی اولاد، ضلع بدین، درگاہ حضرت مغربین کی اولاد، ضلع ٹھٹھہ، بی بی سیدہ مٹھان صاحبہ کھاڑو عمرکوٹ۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴ جمادی الاول ۱۳۱۳ھ بمطابق **1895**ء میں ہوا، مزار پُرانوار رقیہ شریف نزد ٹنڈو میاری ضلع حیدرآباد صوبہ سندھ میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آپ کا سالانہ عرس مبارک ۲۲ جمادی الاول کو نہایت سادگی و احترام وعقیدت سے منایا جاتا ہے۔

آپ کے بڑے فرزند ارجمند غوث الزماں حضرت خواجہ شاہ عبدالحلیم نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کی خواہش پر آپ کے مریدین نے آپ کی مرقد منورہ پر ایک عظیم الشان (قبہ) گنبد شریف ۱۳۱۹ھ میں سندھ کی سرزمین پر ملتان کے کاریگروں سے بنوایا، یہ شاہکار سندھ کے تمام مزارات سے اونچا اور نمایاں ہے، پانچ برس کی مکمل کاوش سے اَسّی فٹ سے زیادہ اُونچا مزار شریف۔ جس کی ہر اینٹ

باوضو لگائی گئی۔ جس کی ہر ہر قطار نوافل کی ادائیگی کے بعد رکھی گئی تھی۔ آج بھی اگر اسے عقیدت و محبت سے دیکھا جائے تو یہ ۸۰ فٹ اونچا گنبد پورا کا پورا آنکھوں میں سمایا جاتا ہے۔

آپ کے دربار کے دوسرے سجادہ نشین صاحبزادہ مخدوم پیر غلام مجدد (المعروف بابا بسائیں) سرہندی صاحب بھی تصوف و معرفت کی نعمتوں سے مالا مال ہیں۔ اور بلاشبہ فقیری آپ کے رگ و ریشہ میں رچی بسی ہوئی ہے۔

ان کی شاعری تصوف کی ان گہرائیوں کو چھوتی ہے، جہاں ہر کسی کی پہنچ ممکن نہیں، سندھی زبان میں آپ کی لکھی ہوئی۔ ۳۷ حرفی تجس آپ کی ایک نادر مثال ہے۔

تحریک خلافت کے امیر حضرت پیر غلام مجدد سرہندی علیہ الرحمۃ کا بھی وصال باکمال ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۹۵۷ء کو ہو چکا ہے۔ ان کا مزار بھی ٹمیاری ضلع حیدرآباد میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت سید لعل شاہ ہمدانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: تاجدار ولایت، واقف رموز حقیقت، شیخ العصر حضرت پیر سید لعل شاہ ہمدانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے اجداد میں سے حضرت سید بلاول شاہ اپنے آبائی علاقہ سے ہجرت کر کے موضع دندہ ضلع اٹک میں آ کر مقیم ہوئے۔ دندہ گاؤں پھر انہی کے نام سے دندہ شاہ بلاول مشہور ہوا۔ آپ کی ولادت بھی دندہ شاہ بلاول ہی میں ہوئی۔ جب سن شعور کو پہنچے تو حضرت مولانا احمد دین انگوی (خلیفہ حاجی دوست محمد قندھاری) سے دس سال تک علوم متداولہ حاصل کرتے رہے اور سند فراغت حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ اور پھر اپنے استاد گرامی کی نگرانی میں ہی درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ اور یہ سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا۔ دن ورات کی محنت شاقہ سے آپ نے سینکڑوں طالبان حق کو زیور تعلیم سے نہ صرف آراستہ کیا بلکہ ان کے قلوب واذہان کو نور ایمان سے بھی منور کیا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ کو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری علیہ الرحمۃ آف موسیٰ زئی شریف کی نہ صرف صحبت میں بیٹھنا نصیب ہوا بلکہ آپ ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف بھی ہوئے۔ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد آپ نے خواجہ محمد عثمان دامانی نقشبندی سے تجدید بیعت کی اور بعد ازاں ان سے خرقہ خلافت بھی حاصل کیا اور اجازت بیعت سے بھی مشرف ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: صاحب فوائد عثمانی نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ عالم فاضل، صالح، متقی، دائم الذکر والفکر، صاحب استغراق و صاحب حلم و خلق و صاحب سخاوت و صاحب توکل۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۷ شعبان المعظم ۱۳۱۳ھ ۲۳ جنوری 1896ء کو دندہ شاہ بلاول میں ہوا۔ مزار شریف دندہ شاہ بلاول ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قیوم زماں، قطب الاولیاء، مقبول بارگاہ سبحانی، عارف ربانی، مرشد لاثانی ولی العصر حضرت خواجہ محمد عثمان داما
نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ صاحب تجرید وتفرید ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت 1244 ہجری بمطابق 1828ء کو موضع لونی تحصیل کلا
ضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد ملا موسیٰ جان بن ملا عبدالحکیم بن بن ملا شمس الدین اچکزئی قندھاری علیھم الرحمتہ کے گھر ہوئی۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ نے نظم اور صرف ونحو کی تعلیم مختلف اساتذہ کرام سے حاصل کی اور فقہ کی چند کتابیں ڈیرہ اسماعیل
خان کے ایک متجر عالم دین سے پڑھیں کتب اصول کی تعلیم ''چودھواں'' میں حاصل کی۔

مرشد کامل سے تعلق کا ذریعہ ☆: آپ ایک مرتبہ ایام طالب علمی میں کسی شخص کی طرف سے پیغام رسانی کے وا
حاجی دوست محمد صاحب قندھاری کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حاجی دوست محمد قندھاری طلباء کو سبق کو پڑھا رہے تھے
حاجی صاحب سبق سے فارغ ہوئے تو آپ نے ان کو پیغام پہنچایا۔ پیغام وصول کر کے حاجی دوست محمد صاحب نے پیغام کا جواب د
کے لیے جب آپ کے چہرہ کو دیکھا اور نگاہوں سے نگاہیں ملیں اور جواب لے کر وہاں سے آ گئے۔ مگر اس کا اثر یہ ہوا کہ چند ماہ
گذرے تھے کہ آپ جہاں پر تحصیل علم کر رہے تھے۔ وہاں سے چھوڑ کر حضرت حاجی دوست محمد قندھاری کے مدرسہ میں آ گئے اور ان
دورۂ حدیث شریف مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت
سے مشرف ہوئے اور اٹھارہ برس چار ماہ تیرہ دن تک اپنے مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر سلوک ومعرفت کی منازل طے کرتے رہے۔ اور ا
عرصہ میں مرشد کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتے رہے۔ مرشد کامل نے آپ کو نہ صرف خرقہ خلافت دیا بلکہ اپنی تمام جائیداد منقولہ وغ
منقولہ اور لائبریری اور خانقاہ شریف اور ہزاروں مرید آپ کے حوالے کر کے آپ کو اپنا جانشین وقائم ومقام فرمادیا۔ آپ نے اپنے مرشد کا
کے بعد انیس برس دو ماہ مسند ارشاد پر جلوہ فگن رہ کر طریقہ عالیہ کی خوب ترویج واشاعت کی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 22 شعبان المعظم ۱۳۱۴ ہجری بمطابق 1896ء کو ہوا۔ مزار پرانور مرشد کامل ک
پہلو میں موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب
اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت شیخ امام محمد حسن جیٹو نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی العصر، شیخ یگانہ، مرشد زمانہ، محرم حریم جلال، جامع علوم معنوی وصوری، خورشید سپہر ولایت وہدایت حضرت شیخ امام محمد حسن جیو نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ سیاح بادیہ تفرید وتجرید اور کاملین وقت سے ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت حضرت امام المشائخ امام محمد رضا نوحانی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے علمی وروحانی گھر واقع زکوڑی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد میں ہوئی۔

آپ کی تعلیم وتربیت والد گرامی کی زیرنگرانی نہایت اہتمام سے ہوئی، آپ کی طبع رسا اور خداداد صلاحیت کا یہ عالم تھا کہ چھوٹی عمر میں ہی علوم ومسائل دینیہ یاد ہو گئے تھے، بعد ازاں بلند پایہ علماء سے اکتساب فیض کر کے فقہ، منطق، فلسفہ، علم الکلام، حدیث اور تفسیر پر عبور حاصل کر کے تبحر علماء میں شمار ہوئے، علم تصوف ومعرفت تو آپ کا آبائی ورثہ تھا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ محمدیہ مجددیہ میں اپنے عظیم والد گرامی امام المشائخ حضرت امام محمد رضا نوحانی زکوڑی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے، اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر ان کے جانشین اور روحانی وارث قرار دیئے گئے۔

درس وتدریس ☆: علوم دینیہ کی تکمیل کے فوراً بعد ہی آپ نے زکوڑی شریف کی مسند تدریس سنبھال کر تشنگان علوم دینیہ و طالبان حق کی راہنمائی کا سلسلہ شروع کر دیا، آپ کے علم وفصاحت وبلاغت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے ذی وقار اہل علم علماء ومشائخ و فضلاء آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت سی علمی گتھیاں سلجھاتے تھے، لاتعداد علماء طلباء آپ کی ذات والا صفات کے سامنے زانوے تلمذ طے کر کے علم وعرفان کی دولت سے مالا مال ہو کر گئے، دور دراز سے ہزاروں طالبانِ علوم ومعرفت آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہو کر جاتے تھے، آپ کے زمانے میں آپ کے پایۂ کا کوئی دوسرا عالم اس علاقہ میں نہ تھا، جو خلق خدا کی تشنگی کو دور کرتا۔

آپ کی علمی وقلمی خدمات ☆: جہاں آپ ایک اعلیٰ مبلغ ومدرس تھے وہاں ایک بہترین صاحب قلم بھی تھے، آپ نے اپنے قلم سے تصوف وعظ اور فقہ پر کئی کتابیں تصنیف فرمائیں، ''روضۃ الاولیاء'' آپ کی اہم تصنیف لطیف ہے، اس میں آپ نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت وسیرت طیبہ ومطہرہ وفضائل وخصائل مبارکہ اور معجزات کا نورانی بیان ہے، نیز اہل بیتِ اطہار و صحابہ کرام اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگان کے روح پرور حالات وواقعات مؤثر دلکش پیرائے میں تحریر کئے گئے ہیں، جنہیں پڑھ کر

ایمان میں تازگی اور حالات پیدا ہو جاتی ہے، آپ کی تحریر سے قلب عرفان الٰہی سے معمور و مخمور ہو جاتا ہے، اسلامی تصوف اور شریعت و طریقت کے زریں اصولوں کو سمجھنے کے لئے آپ کی یہ تصنیف لطیف خضرِ راہ کا کام دیتی ہے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: یوں تو آپ کے خلفائے کرام کی ایک طویل فہرست ہے، صرف دو حضرات کے اسمائے گرامی تبرکاً پیش خدمت ہیں جن کے وجود سے آپ کے سلسلہ عالیہ کو فروودوام ملا، ان میں حضرت خواجہ جان محمد نقشبندی میبل شریف تحصیل و ضلع بھکر اور شیخ العصر حضرت خواجہ فتح محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ علیہم بھور شریف ضلع میانوالی کے نام سرفہرست ہیں، جن کے دم قدم اور محنت ولگن سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو دائمی فروغ حاصل ہوا، اور ان کے فیضان و عرفان کا صبح قیامت تک ڈنکا بجتا رہے گا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۶ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار زکوڑی شریف تحصیل و ضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد میں مرجعٔ خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ میاں روح اللہ نقشبندی اخوندزادہ گانگلزئی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ہمالۂ علوم، جامع معقول و منقول، حاوی معالم فروع واصول، عالم وعارف، محدث ومفسر، صوفی باصفا، صاحب فضائل وکمالات صوری ومعنوی حضرت اخوندزادہ خواجہ میاں روح اللہ گانگلزئی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ علم تفسیر وحدیث میں اپنی مثال آپ تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۲۸ھ بمطابق ۱۸۱۳ء میں تحصیل پشین سے آٹھ میل کے فاصلے پر مشرقی جانب خدادادزئی گاؤں صوبہ بلوچستان کے تودترین قبیلے کے معروف روحانی وعلمی گھرانے میں ہوئی۔

شومئ قسمت کہ آپ کی ولادت سے چند ماہ قبل آپ کے والد گرامی کا وصال ہو گیا تھا، ان کے وصال کے بعد آپ کی کفالت، پرورش، تربیت وتعلیم کا بوجھ آپ کے دادا بزرگوار حضرت مُلا نیک محمد اخوند علیہ الرحمۃ کے ضعیف وناتواں کندھو پر آن پڑا، جیسے انہوں نے بحسن وخوبی سرانجام دیا۔

آپ سات سال کی عمر سے لے کر بیس برس کی عمر تک اپنے دادا بزرگوار سے علوم دینیہ میں اکتساب فیض کرتے رہے، اس کے بعد مزید علم کے حصول کے لئے قندھار میں اُس وقت کے جید عالم دین مُلا محمد نور پوپلزئی، سے فقہ، نحو، تفسیر وحدیث اور دیگر علوم میں مکمل استفادہ کیا۔

علوم دینیہ میں مکمل دسترس حاصل کرنے کے بعد آپ ''کلی حاجزئی'' تحصیل پشین میں تشریف لائے اور یہاں کی مسجد میں امامت وخطابت اختیار کی، ابھی یہاں کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ گانگلزئی پشن سے جانب شمال چودہ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں کے بزرگوں کو آپ کی آمد کا پتہ چلا تو انہوں نے کئی مرتبہ آپ سے گانگلزئی میں امامت اختیار کرنے کی استدعا کی، ان لوگوں کے بار بار اصرار پر بالآخر آپ ۱۲۸۳ھ بمطابق ۱۸۶۶ء میں گانگلزئی تشریف لے آئے اور پھر تادم آخر اسی جگہ پر مخلوق خدا کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مُلا محمد عیسیٰ نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے، اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

بیعت سے قبل باطنی مشاہدہ ☆: گانگلزئی میں قیام کے دوران آپ کے دل میں کسی مردحق کے ہاتھ پر بیعت کا خیال آیا، اُس زمانے میں قندھار کے حضرت مُلا جان محمد، اور اخوند مُلا محمد عیسیٰ نقشبندی علیہ الرحمۃ کا بہت شہرہ تھا۔

آپ نے ان دو میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کے لئے استخارہ کیا، تو کیا دیکھتے ہیں کہ مُلا جان محمد کا فیضان نور، ایک لکیر کی شکل میں آسمان تک چلا گیا۔ جبکہ مُلا محمد عیسیٰ کا نورِ فیض آسمان پر پہنچ کے بعد چاروں طرف پھیل گیا۔

چنانچہ اس فوقیت کے پیش نظر آپ کچی پہنچے تو حضرت مُلا محمد عیسیٰ علیہ الرحمۃ گھوڑے پر سوار لاتعداد مریدوں اور عقیدت مندوں کے ہمراہ تشریف لا رہے تھے، اور آپ کو دیکھ کر گھوڑے سے اترے اور معانقہ کیا اور اپنے ہمراہ خانقاہ میں لے آئے، پھر آپ کو بیعت سے سرفراز فرمایا، آپ ان کے ہاتھ پر بیعت ہونے کے بعد کچھ عرصہ مرشد کی خانقاہ میں رہ کر عبادت و ریاضت میں مصروف رہے، اور تھوڑے ہی عرصہ میں مراتب بلند کو پہنچ گئے۔

آپ کی علمی استعداد و خدمات ☆: روایات کے مطابق آپ کی متعدد تصانیف ہیں، مگر ''تفسیر جلالین'' کا حاشیہ جو ''ترویح الارواح'' کے نام سے آج بھی پاکستان، ہندوستان، اور افغانستان میں مشہور ہے، آپ کی بلند پایہ تصنیف ہے۔

برصغیر پاک و ہند کے علماء کا متفقہ قول اور فیصلہ ہے کہ ''ترویح الارواح'' کے بغیر ''تفسیر جلالین'' کا سمجھنا مشکل ہے۔

آپ کی اس گرانقدر تصنیف کے پیش نظر حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی صاحب بلوچستان کے طالب علموں سے کہتے تھے، کہ آپ نے ''ترویح الارواح'' کے مصنف کی زیارت کی ہے۔

جس کا جواب اثبات میں ہوتا تو آپ پوچھتے کہ پھر تم عالم کیسے نہیں ہوئے، آپ کے بارے آپ کے مرشد کامل کا کہنا ہے کہ 'شہباز چڑیا کے دام میں آ گیا ہے۔ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ اتنی عظیم شخصیت میرے حلقۂ ارادت میں ہے۔'

آپ جب کچی یعنی مرشد کامل کے علاقہ سے پشین کی جانب لوٹے تو راستے میں ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور آپ سے علمی و روحانی استفادہ کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۶ء میں ہوا، مزار پُرانوار گانگلزئی تحصیل پشین، صوبہ بلوچستان میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں آج بھی لاتعداد عقیدت مندان حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں۔

کوئٹہ بلوچستان کے روحانی پیشوا اور معروف شاعر حضرت کریم داد بلوچ نے آپ کی قطعہ تاریخ رقم کی ہے۔

شیخ روح اللہ خدیو تاجداران سلوک
چونکہ شد در خاک بادا خاک بہ فرق جہاں
سال ترحیلش بجستم از خدو بالفور گفت
سیندہ صد سال ہجری چاردہ افزوں برآں
۱۳۱۴

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

مولانا عبدالرحمٰن سکھری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مرد حقیقت آ گاہ، عارف باللہ، مجسمہ اخلاق وحسنات وکمالات، صاحب کشف وکرامات حضرت مولانا عبدالرحمٰن سکھری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ اپنے دور کے عظیم شیخ طریقت ہوئے ہیں۔

آپ کا اسم گرامی مولانا عبدالرحمٰن تھا۔ والد کا نام مولانا کمال الدین تھا۔ آپ شریعت کے بڑے پابند اور بڑے بےنفس بزرگ تھے۔ شروع میں جب نیا سکھر آباد ہو رہا تھا اس وقت آپ اپنے والد کے ہمراہ بلوچستان سے آ کر دریا بندر (یعنی کراچی) میں آباد ہوئے۔

علوم ظاہری کی تکمیل آپ نے اس وقت کے معروف ومشہور عالم ومحقق حضرت مولانا خلیفہ محمد یعقوب صاحب ہمایونی سے کی اور انہی کے ذریعہ آپ کی دستار بندی ہوئی۔

بیعت وخلافت ☆: علوم باطنی کی تکمیل آپ نے سندھ کے معروف سرہندی بزرگ حضرت خواجہ عبدالقیوم مجددی قندھاری سے کی اور انہی کے دست حق پرست پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت حاصل کر کے مدارج تکمیل طے کئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ شریعت وطریقت کے پابند تھے۔ بڑے مہمان نواز تھے کتنے ہی مہمان مسافر آ جائیں سب آپ کے دسترخوان سے مستفیض ہو کے جاتے تھے۔ شروع میں آپ نے درس وتدریس کا سلسلہ بھی رکھا لیکن بعد میں آپ ہمہ تن سب کچھ چھوڑ کر مخلوق خدا کی رشد وہدایت اور ان کی رہبری ورہنمائی میں مصروف ہو گئے۔ چنانچہ آپ کی رشد وہدایت سے بہت سے کفار دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور آپ کے دست حق پرست پر مسلمان ہو کر دارین کی فوز وفلاح سے ہمکنار ہو گئے۔ حتیٰ کے اس سلسلہ میں آپ پر مقدمے بھی قائم کئے گئے۔ لیکن آپ کے پایہ استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی اور آپ سب کچھ سہتے ہوئے اعلاء کلمۃ الحق اور تبلیغ دین مبین میں مصروف رہے اور مسلسل کافروں کو مسلمان کرتے رہے۔

درس وتدریس ☆: علوم ظاہری کا جب آپ درس دیتے تھے۔ تو آپ کا روحانی فیض اس وقت بھی جاری رہتا تھا اور اپنے باطنی تصرفات سے آپ دلوں کی دنیا بدل دیا کرتے تھے۔

چنانچہ آپ کے پوتے مولانا غلام محمد صاحب کا بیان ہے کہ روہڑی کے معروف فقیر کو بھی آپ ہی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

ایک دن فقیر قادر بخش آپ کے پاس علم نحو کی منتہی کتاب شرح جامی پڑھ رہے تھے کہ اثنائے درس کتاب میں، عشق کا کہیں لفظ آ گیا اس کو پڑھ کر فقیر قادر بخش بیدل پر وہ کیفیت طاری ہوئی کہ ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے اور وہ کتاب بند کر کے اپنے استاد حضرت مولانا عبدالرحمٰن سے عرض کرنے لگے کہ سائیں مجھے تو اس عشق کے لفظ میں آسمان وزمین کی تمام وسعتیں سمٹی ہوئی نظر آتی ہیں۔ بس یہی کافی ہے۔ اب مجھ سے آگے نہیں پڑھا جاتا۔

ہمعصر شیوخ سے ملاقات ورابطہ☆: آپ کی مولانا تاج محمود صاحب امروٹی سے اکثر ملاقاتیں رہتی تھیں۔ مولوی عبدالقادر قاسم پوری سے بھی آپ کی بڑی راہ ورسم تھی۔ مخدوم محمد صاحب، مجذوب سہوانی سے بھی آپ نے بہت کچھ استفادہ کیا ہے پیر سید حزب اللہ شاہ صاحب (پیر پگارا) بھی آپ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور آپ کا بڑا احترام کیا کرتے تھے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۲۳ شوال المکرّم ۱۳۱۴ھ بمطابق 1896ء میں بعمر ستر برس ہوا۔

مزار پر انوار سکھر شہر، صوبہ سندھ میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دیکر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت سائیں توکل شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان الاولیاء، برھان الاصفیاء، فارغ ازخطرات غیر، قطب الوقت، مستغرق دربحرِ عشق ومحبت، سرِ حلقۂ اربابِ ذوق، واقف اسرارعلم لدنی، حضرت سائیں توکل شاہ صاحب نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ عارف کامل صاحب کشف وکرامت اولیائے وقت میں عظیم المرتبت شخصیت ہیں۔

آپ موضع پکھو ضلع گورداسپور جو موضع ترچھتر اور ڈیرہ بابا نانک کے درمیان واقع ہے۔ میں تقریباً ۱۲۵۵ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ والدین کا سایہ عاطفت نہایت خردسالی میں سر سے اٹھ گیا۔ آپ کا کوئی اور بہن بھائی نہ تھا۔ آپ کے نانا صاحب میاں اللہ دین شاہ مست جونوشاہی سلسلہ کے ایک صاحب نسبت درویش تھے نے اس یتیم کی پرورش کی۔ ایک موقع پر آپ خود فرماتے ہیں کہ میرے نانا صاحب کے صرف دو بچے تھے۔ ایک میری والدہ محترمہ اور دوسرے میرے ماموں صاحب۔ جو دو مرتبہ میرے ملنے کو تشریف لائے۔ ماموں صاحب نے شادی نہیں کی۔ تمام عمر تجرد میں بسر کردی۔ آپ کے نام مبارک کے میں سلسلہ مختلف اقوال ہیں جن کے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں جناب مولوی حاجی سیّد ظہور الدین کا بیان ہے کہ حضرت قبلہ سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک روز ارشاد فرمانے لگے کہ مولوی ہمارا نام توکل شاہ نہ تھا۔ ہم کو خدا کی طرف سے یہ لقب عطا ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت سائیں توکل صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے والد گرامی کا نام نامی معلوم نہ ہوسکا۔ اتنا پتہ چلا ہے کہ آپ کے والد مشہور صوفی عالم تھے نہ آپ کی ذات کا حال معلوم ہوسکا ہاں اتنا معلوم ہوا ہے کہ آپ سیّد نہ تھے۔

چنانچہ مولوی سراج الدین صاحب لکھتے ہیں کہ ایک خط آپ کے نام آیا اس میں آپ کا نام نامی اسمِ گرامی سیّد توکل شاہ لکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کو منع کردو کہ آئندہ مجھے سیّد نہ لکھیں اور نہ کہیں میں سیّد نہیں ہوں۔

بندہ عشق شدی ترکِ نسب کُن جامی
کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

بیعت وخلافت ☆: آپ کی پرورش تصوف کے گھوارے میں ہوئی تھی۔ اس لئے بچپن ہی سے آپ کو بزرگوں کی محبت کا

شوق دامن گیر تھا۔اسی خیال سے سنِ بلوغ سے پہلے ہی آپ نے وطن کو خیر باد کہہ دیا اور پھرتے پھراتے ہریانہ کے علاقے سے ہوتے ہوئے آپ اجمیر شریف پہنچے وہاں ایک بزرگ چشتی نظامی رہتے تھے۔آپ اکثر اُن کی صحبت میں حاضر ہوتے وہ ایسے صاحب استغراق تھے کہ صبح سے اپنے حجرے کا دروازہ بند کر کے ظہر کے وقت تک مراقبے میں رہتے تھے۔اور سماع میں شریک نہ ہوتے تھے۔حضرت سائیں توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اُس وقت سماع سنا کرتے تھے۔

ایک روز حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ شریف میں قوالی ہو رہی تھی۔حضرت شاہ صاحبؒ نے لوگوں کی التجا پر اُن بزرگ سے بھی عرض کیا کہ قوالی میں تشریف لے چلئے انہوں نے فرمایا کہ بیٹا میرے جوشِ عشق کو کوئی برداشت نہ کر سکے گا۔حضرت شاہ صاحب نے پھر دوبارہ اصرار کیا اور اُن کا دامن پکڑ کر مجلس میں لے گئے۔اُن پر حالت وجد طاری ہوئی تو **اِلاَّ اللّٰہ** کا ایسا نعرہ مارا کہ اہل مجلس اور قوال بے ہوش ہوگئے۔جب حجرے میں واپس آئے تو فرمایا بیٹا میں نہ کہتا تھا کہ وہ میرے جوش کو برداشت نہ سکیں گے۔

چنانچہ ایک روز اُنہی بزرگ نے حضرت توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بطریق چشتیہ نفی و اثبات کی تلقین کی۔اُسی وقت کلمہ شریف قلب پر جاری ہوگیا کچھ عرصے بعد اُسی بزرگ کو حضرت خواجہ غریب نواز کی زیارت ہوئی اور اُن کو بصرہ کی قطبیت کی بشارت دی چنانچہ وہ وہاں سے چلے گئے۔حضرت توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کچھ عرصہ اجمیر میں ہی قیام پذیر رہے۔

بیعت وخلافت ☆: ایک دن آپ کو حضرت خواجہ غریب نواز کی بارگاہ سے اشارہ ہوا کہ تمہاری نسبت خاندان نقشبندیہ سے ہے اور تمہارا پیر پنجاب میں ہے۔اس لئے آپ تلاشِ مرشد میں اجمیر شریف سے پنجاب کی طرف روانہ ہوئے۔راستے میں چند روز انبالہ میں قیام فرمانے کے بعد وہاں سے لدھیانہ سے ہوتے ہوئے جالندھر جا پہنچے۔وہاں پر آپ کو ایک مست درویش ملے۔انہوں نے کہا کہ تم **جھانخیلاں** جاؤ۔

چنانچہ جب آپ **جھانخیلاں** کے قریب پہنچے تو ایک مجذوب عورت نے کہا آ گئے ہو؟ جاؤ آفتاب ہدایت کے غروب ہونے کا وقت قریب ہے۔جلدی اپنا حصہ لے لو۔غرض آپ شمس العرفان خواجہ قادر بخش علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے بوقت تلقین انہوں نے فرمایا ''کیاری، کیاری یا اکواری'' بقول مولوی سراج الدین صاحب کہ ''**نیاری، نیاری (جدا جدا) یا اکوواری**'' آپ نے عرض کیا کہ اکوواری، یہ سُن کر حضرت خواجہ شمس العرفان نے آپ کو سینے مبارک سے لگا کر سلسلہ نقشبندیہ کا القاء کیا۔اور انوارِ لطائف اور فیوض ولایت وخلافت سے مالا مال کر دیا۔فیض کا غلبہ اس قدر رہا کہ آپ کے ناک مبارک سے خون بہنے لگا۔اور آپ بے ہوش ہوگئے۔یہ دیکھ کر کسی نے عرض کیا کہ یہ تو مست ہوگئے۔ان سے سلسلہ کس طرح جاری ہوگا۔حضرت خواجہ نے فرمایا ان سے بڑا سلسلہ جاری ہوگا۔اور میری روح ان کے مریدوں کی پرورش کریگی اس کے بعد آپ دو ماہ یا کم وبیش اپنے پیر کی خدمت میں رہے۔پھر اپنے پیرو مرشد کے حکم سے انبالہ تشریف لے آئے۔جب طبیعت چاہتی تو **جھانخیلاں** شریف مرشد پاک سے ملنے آ جاتے۔آخر

تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت خواجہ شمس العرفان علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلافت سے مشرف فرمایا۔ مولوی ظہور الحسن فرماتے ہیں کہ حضرت سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مولوی خلافت آسمان کی طرف سے ہوتی ہے۔ جب اس فقیر کو شمس العرفان رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے اجازت ملی تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک دستار لٹک رہی ہے اور اس فقیر کے سر پر خود بخود لپٹ رہی ہے۔

ریاضت ومجاہدہ ☆: جب حضرت سائیں توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ انبالہ میں تشریف لائے تو آپ پر حالت وجد طاری تھی کسی کو نزدیک نہ آنے دیتے تھے۔ آپ انبالہ سے دورہ پر جایا کرتے تھے۔ چنانچہ بوڑیہ اور ساڈھورہ میں بہت دفعہ تشریف لے گئے۔ آپ پنجلاسہ تحصیل نرائن گڑھ میں بھی رہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت قطب دیار عرب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب علیہ الرحمۃ ہمارے دوست تھے وہ اور ہم دیر تک پنجلاسہ میں رہتے ہیں۔ آپ کا معمول تھا کہ دن کو تو ویرانوں اور جنگلوں میں یادِ الٰہی میں مصروف رہتے اور رات کو حضرت حاجی صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس تشریف لے جاتے حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کو دیگر مجاہدات کے علاوہ سلطان الاذکار کی ایسی مشق تھی کہ عالم شباب میں سخت سردی کے دنوں میں انبالہ کے نیووالے تالاب میں حبس دم کے ساتھ غوطہ لگا کر نفی اثبات کرتے تھے اور دو دو گھنٹے کے بعد سر نکالتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب اکثر فرماتے تھے کہ اس شغل میں جو اسرار کھلتے ہیں وہ کسی شغل میں نہیں کھلتے۔

سیرت وکردار ☆: نماز روزہ کے علاوہ آپ ہمہ تن ورد و وظائف میں مشغول رہتے تھے۔ رات کو سونا برائے نام ہی تھا کوئی لحہ کوئی منٹ یادِ الٰہی سے خالی نہ تھا پنجشنبہ کے دن اللہ بخش حجام سے حجامت بنواتے تھے۔ مگر اُس وقت بھی زبان سے ذکر وفکر کرتے اور لفظ سبحان اللہ کا ورد کرتے رہتے حجامت کے بعد آپ کے خادم عبدالکریم سر مبارک پر پانی ڈالتا اور کریم بخش دھوتا اُس وقت بھی آپ کی زبان مبارک ذکر وفکر میں مشغول رہتی۔

مولوی ظہور الحسن صاحب آپ کی عبادت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ نماز فجر با جماعت ادا کرتے آفتاب طلوع ہونے پر حکیم اصغر الدین صاحب دہلوی کا ناشتہ شہد وغیرہ نوش فرما کر مراقبہ کی نیت سے بیٹھتے تھے پھر مراقبہ سے فارغ ہو کر بارہ بجے کے قریب درود شریف کا ورد فرماتے تھے۔ پھر دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد قیلولہ کی نیت سے لیٹتے بعد ازاں اٹھ کر وضو کر کے نماز ظہر با جماعت پڑھتے اور اورادو وظائف میں مشغول ہو جاتے پھر وضو فرما کر عصر کی نماز با جماعت ادا کرتے پھر مراقبہ فرماتے۔ پھر نماز مغرب کے بعد ڈیڑھ گھنٹے تک ذکر وفکر میں مشغول رہتے۔ پھر گھر جا کر ایک روٹی کا آٹھواں حصہ تناول فرما کر عشاء کی نماز پڑھتے اور ساری رات میں صرف نماز فجر سے پہلے کچھ دیر سوتے تھے۔

توکل وقناعت ☆: آپ اسمِ با مسمیٰ تھے آپ کے توکل میں ذرا بھی فرق نہ آتا تھا۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ ہم نے اپنے توکل کا امتحان لینا چاہا اور ہتھی گنڈے کے جنگل میں جا بیٹھے دو تین دن گزر گئے۔ کھانا نہ کھایا۔ ہم نے امتحان کا پورا ارادہ کر لیا تھا۔ بیٹھے ہی رہے۔ آخر

ایک دن ایک گجری کھیر کی ہنڈیا لے کر حاضر ہوئی اس کے بعد دودھ، چاول، گھی، مکھن، کثرت سے آنے لگا۔

ایک روز فرمایا کہ ہم لدھیانہ میں تھے یہ خیال کہ ہمارا رزاق ہمارے ساتھ ہے۔ ہم جنگل میں آ گئے۔ ایک بلند ٹیلے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ہماری نظر ایک شخص پر پڑی جو ٹوکری لئے ہوئے ہماری طرف آ رہا تھا۔ ہم نے سوچا کہ جب ہم شہر سے جنگل میں چلے آئے ہیں۔ تو اس شخص سے بھی الگ رہنا چاہیے۔ اس لئے ہم وہاں سے چل دیئے وہ شخص ہمارے پیچھے آیا۔ ہم لپکے وہ بھی لپکا ہم بھاگے وہ بھی بھاگا اور کہنے لگا مجھے خدا ہی نے بھیجا ہے۔ یہ سن کر ہم ٹھہر گئے۔ اس کی ٹوکری میں پوریاں حلوہ مٹھائی وغیرہ تھا اس نے پیش کیا۔ ہم نے کچھ کھا کر بقایا واپس کر دیا۔

سخاوت و ایثار☆: آپ نہایت ہی سخی تھے۔ مسافر یا سائل کو بغیر کھانا کھلائے نہ جانے دیتے تھے۔ اگر کھانے کا وقت نہ ہوتا تو نقد رقم حسب حیثیت خادم سے دلوا دیتے تھے۔ تا کہ بازار سے کھالے یا بازار سے خود منگوا دیتے تھے۔ آپ کا لنگر عام تھا جس میں مستورات کا پورا انتظام تھا۔ مسلم ہو یا غیر مسلم واقف ہو یا ناواقف زائر ہو یا اجنبی سب کو یکساں ملتا تھا۔ یہ لنگر توکلی اب تک جاری ہے آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

آیا ساون سارس بولے اور بولے ڈڈو
نام نہ لینا رات نہ دینا کیا جاگا کدو

تعلیمات و ارشادات☆: آپ حضرت سائیں توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم ظاہری کے بغیر فقیری میں قدم رکھنا گمراہی ہے۔ کیونکہ نماز، روزہ اور دیگر ارکان اسلام کا ادا کرنا اور اُن کے حقائق وارد ہو کر اُن میں سیر کرتے ہوئے دیدار الٰہی سے مستغرق ہونا اسی کا نام فقر ہے۔ رہا علم لدنی سو وہ خداوند اقدس کا انعام و فضل ہے۔ اور فضل و انعام اس پر ہوتا ہے۔ جس پر خدا راضی ہو مگر وہ نافرمان پر راضی نہیں ہوتا۔ پس جس نے ان ارکان کو ترک کیا اُس پر وہ راضی نہیں تو اسے علم لدنی جو فضل و انعام ہے کیونکر حاصل ہو پس پہلے ارکان اسلام کے مسائل مثلث حلت و حرمت، جائز و ناجائز، سنت، مکروہ، مستحب، واجب و فرض سے خوب واقفیت حاصل کرے۔ پھر فقیری میں قدم رکھے۔

نمبر۲☆: آپ فرماتے ہیں کہ مرید پر پیر کا حق یہ ہے کہ گھر بار دھن و دولت غرض جو چیز مرید کی ملکیت ہے۔ وہ سب پیشوا کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ اور اس میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ مرید پیشوا کے سامنے اپنے آپ کو ایسا سمجھے جیسے مردہ بدست غسال ایک فانی جان دینے سے وہ باقی جان آ جاتی ہے جو کبھی فنا نہ ہو۔

نمبر۳☆: آپ فرماتے ہیں کہ پیر کا حق یہ ہے کہ اول مرید کے واسطے جانکنی کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ اور خود مدد کرے کہ اُس کے دل میں نام الٰہی آ جائے اور شیطان کے دھوکے سے بچ جائے تا کہ وہ ایمان سلب نہ کر سکے۔ دوسرے منکر نکیر کے سوال

کے وقت۔ اللہ تعالیٰ سے جواب میں آسانی یا معافی کرادے بلکہ سوال کے وقت پیر کی روح مرید کے پاس ہوتا کہ وہ گھبرا نہ جائے۔
تیسری پُل صراط پر مدد کرے پھر سیّدالمرسلین خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت میں داخل کرے اور جنت میں پہنچا دے یہ اُن مریدوں کا حق ہے۔ جو پیشوا کے ساتھ محبت رکھنے والے اور اُن کے وظائف کے پابند اور اُن کے ارشادات پر عمل کرنے والے ہوں باقی وہ مرید جو پیشوا کی ذات میں فانی ہو چکے ہیں۔ انکے حقوق کہنے سننے سے باہر ہیں۔ انتہا یہ کہ اللہ تعالیٰ سے واصل کر دے۔

کشف و کرامت ☆: مولوی سیّد ظہور الدین کا بیان ہے کہ میرے ایک دوست میر امتیاز علی صاحب منصف شہر انبالہ کے خلاف ایک فوج داری مقدمہ دائر ہوا آپ نہایت پریشان ہو کر مجھ سے کہنے لگے شاہ صاحب سے میرے حق میں دعا کراؤ کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے اور مجھ پر آنے والی مصیبت کو دور کر دے۔ میں نے شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضرت توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ مراقبہ سے فارغ ہو کر فرمانے لگے یہ معلوم ہوا ہے کہ کچھ کاغذات۔ شکایات کے واپس ہو گئے ہیں۔

چنانچہ کئی روز کے بعد منصف صاحب فرمانے لگے کہ جس قدر شکایات افسروں نے دشمنوں کے کہنے سے کی تھیں۔ سب کی سب فضول اور لغو سمجھ کر داخل دفتر ہو گئیں۔ جب تاریخ مقررہ آئی تو منصف صاحب سے اعداء کے حالات سُن کر بہت پریشان ہوئے اور اسی حال میں میرے پاس تشریف لائے میں نے بعد مغرب مراقبہ سے فراغت پا کر حضرت سائیں توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے دعا کے لئے عرض کیا۔ آپ نے تامل کے بعد فرمایا کہ کل انشاء اللہ اصل دشمن منصف صاحب کے پاؤں میں گرے گا۔ تسلی رکھ منصف صاحب یہ سن کر بہت متعجب ہوئے۔ اُن کو اس ارشاد کا یقین نہ آیا کیونکہ یہ معاملہ زبردست پیچیدہ تھا۔ اور وکلا نے منصف صاحب کے خلاف ایک سکھ کو خوب بھڑکایا تھا خدا کی قدرت دوسرے روز دن کے دو بجے منصف صاحب اسکول میں میرے پاس تشریف لائے اور میرے ہاتھ چومنے لگے کیونکہ میں نے یقین دلایا تھا کہ انشاء اللہ اس میں سرمو فرق نہ ہوگا۔ اور بڑی حیرانی سے کہنے لگے کہ میاں سب وکلاء نے اس کو چھوڑ دیا اور الگ ہو گئے۔ آخر مجبور ہو کر وہی دشمن پیشی سے پہلے میرے قدموں میں آ گرا میں نے تحریری درخواست معافی نامہ لے کر معاف کر دیا۔ اور خدا کا شکر بجالایا۔ میں نے قبلہ شاہ صاحب سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ خوش ہوئے۔ اور فرمانے لگے منصف ایک نیک آدمی ہے۔ اللہ نے جھوٹوں کو ذلیل کیا ہے۔

کرامت ۲ ☆: انبالہ شہر میں ایک غریب بڑھیا کی بیٹی پر جن کا اثر غالب ہوا اُس نے اِدھر اُدھر سے تعویز گنڈے کرانے کے بعد پیر جیو عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کو حضرت سائیں توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کہ اس آفت میں مجھ غریب کی مدد فرمایئے پیر جیو صاحب نے بڑھیا کا سلام و پیغام حضرت صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ جن سے ہمارا سلام کہو اور یہ کہہ دو کہ غریب بڑھیا کی بیٹی کو تکلیف نہ دو۔

پیر جیو صاحب نے جس وقت حضرت سائیں توکل شاہ صاحبؒ کا سلام کہا تو جن یہ کہہ کر چلا گیا کہ حضرت کو کیوں تکلیف دی۔

مگر دوسرے دن پھر آ گیا۔ بڑھیا نے پیر جیو صاحبؒ کو حضرت کی خدمت میں بھیجا کہ جن تو پھر آ گیا ہے۔ شاہ صاحب نے دوبارہ سلام کہلا بھیجا۔ جن سلام سنتے ہی چلا گیا مگر پھر تیسرے روز آ گیا۔ پھر جیو صاحب نے تمام ماجرہ پھر آپ سے عرض کیا۔ اُس وقت اتفاق سے حضرت شاہ صاحبؒ کے خلیفہ امیر اللہ شاہؒ حضرت کے پاس ہی بیٹھے تھے۔ حضرت نے جوش میں آ کر خلیفہ صاحب سے فرمایا۔ امیر اللہ جاؤ اُس کو ڈنڈے مار کر نکال دو خلیفہ نے حکم کی تعمیل کی اور ڈنڈے مارنے شروع کیۓ جن صاحب مار کھا کر چلے گئے اور پھر کبھی واپس نہ آئے۔

کرامت ۳☆: مولوی سیّد ظہور الدین انبھٹویؒ کا بیان ہے کہ میری تبدیلی ہائی سکول ریواڑی میں مولوی مقرب علی صاحب کی جگہ پر عارضی طور پر ہوگئی احکام جاری ہو گئے۔ میری روانگی کے لئے حکم آ گیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی جدائی کی وجہ سے میں ریواڑی جانا پسند نہ کرتا تھا۔ حضرت کی یہ عادت تھی کہ اگر یہ خادم مراقبہ میں شامل نہ ہوتا تو حضرت مجھے زیارت کرا کر مکان پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ میں مسجد میں حضور کے کمرے میں گیا تو آپ حسب عادت آپ حجرہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا لکھی شاہ کے مزار پر بھی حاضر ہوئے یا نہ؟

میں نے گستاخانہ طور پر عرض کیا کہ میں لکھی شاہ میں حاضر ہو کر کیا کروں گا۔ جب مجھ کو اُنہوں نے یہاں سے روانہ کر دیا۔ آپ فرمانے لگے لکھی شاہ صاحب تم سے بہت خوش ہیں۔ شکستہ دل نہ ہو تم کو تو ہم نے خدا تعالیٰ سے عرض کر کے انبالہ میں ہی رکھ لیا ہے۔

مولوی نور احمد صاحب مراقبہ میں اول میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے جوش محبت و عقیدت میں انشاء اللہ کہہ کر قسم کھائی کہ اب میں ریواڑی نہیں جاؤں گا۔ مولوی نور احمد صاحب میری ایسی عقیدت کے خلاف تھے۔ کہنے لگے حکم آ چکا ہوگا میں نے پھر زور سے روانگی رکنے کا اظہار کیا۔ مولوی نور احمد صاحب نے فرمایا۔ اگر تم جائز طور پر رک گئے۔ تو میں کل ہی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مرید ہو جاؤں گا۔ میں نے کہا یہ تم کو اختیار ہے۔ مگر انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ جیسا حضرت سائیں صاحبؒ فرماتے ہیں۔

چنانچہ صبح کو جب اسکول کی حاضری ہوئی تو ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس حکم آ گیا کہ سیّد ظہور الدین کو ریواڑی روانہ نہ کرنا پہلا حکم منسوخ سمجھو کیونکہ مولوی مقرب علی نے ترقی پر جانے سے انکار کر دیا ہے مولوی نور احمد صاحب حیران ہوئے اور شیرینی ہمراہ لے کر بعد نماز عصر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داخل سلسلہ ہو گئے۔

کرامت نمبر ۴☆: درویش مست الست، مستغرق در بحر عشق و محبت، واقف اسرار علم لدنی حضرت سائیں توکل شاہ نقشبندی انبالوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ کابلی سوداگر دن گیارہ بجے ایک گائے لئے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے حضور ہم نے یہ گائے بہت قیمت میں خریدی تھی۔ اب یہ دودھ نہیں دیتی بلکہ جتنا دودھ یہ دیتی ہے اس سے تو اس کے بچے کا بھی گزارا نہیں ہوتا۔

آپ نے اُن سے پوچھا کہ تم اس کے گھاس وغیرہ میں تو کمی نہیں کرتے۔ انہوں نے عرض کیا حضور دیکھ لیں یہ کیسی موٹی تازی ہے ہم اسے گھاس وغیرہ خوب دیتے ہیں۔ آپ نے گائے کے سینگوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا او بندی رب کی۔ انہوں نے تیرا حق ادا کر دیا۔ تیرے بچے کا بھی حق ادا کر دیا۔ اگر تو ان کا حق ادا نہیں کرے گی تو قیامت کے دن تیری ہی پکڑ ہوگی۔

بس آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ اُس کے چاروں تھنوں سے دودھ بہنے لگا۔ آپ نے فرمایا او خدا کے بندو! تم اس کی شکایت یونہی کرتے ہو یہ تو اچھا خاصا دودھ دیتی ہے۔ وہ گائے کو لے گئے۔ مگر رات دس بجے گائے کو لے کر پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور اس کا دودھ بند ہی نہیں ہوتا۔ آپ گائے کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ ہم نے تو تجھے یہ کہا تھا کہ ان کا حق دے دیا کر جا اس طرح نہ کیا کر بچے کا حق رہنے دیا کر اور اپنے معمول کے مطابق وقت پر دودھ دیا کر۔ آپ کے اس ارشاد کے بعد گائے کا دودھ بہنا بند ہو گیا اور سوداگر گائے لے کر واپس چلے گئے

وصال با کمال ☆: جب حضرت سائیں توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی عمر ۶۰ برس کی ہوئی تو آپ قرب وصال کی باتیں کرنے لگے۔ ۱۳۱۳ھ میں فرمایا کہ اب ساڈا (ہمارا) وقت نیڑے (نزدیک) آ گیا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ ہماری روح سبز رنگ کا عمامہ باندھے بدن سے جدا تیار ہے۔ پھر ۱۳۱۴ھ میں فرمایا کہ ہم نے اپنی مسجد کے امام میاں جی رحیم خان کو معاملہ میں دیکھا ہے۔ کہ ہم جھپی پا کر (لپٹ کر) ملے۔ اور کہا کہ شاہ جی تمہارا انتظار اوپر ہو رہا ہے۔ اور اُس عالم کے لوگ تمہارے منتظر ہیں وصال سے دو تین ماہ قبل آپ نے دیکھا۔ کہ بزرگوں کی روحیں آسمانوں سے اُتر کر آپ سے مصافحہ کر رہی ہیں۔

آپ کا وصال با کمال ۱۳۱۵ھ بمطابق 1897ء ۴ ربیع الاول بروز چہار شنبہ کو ہوا۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

مزار شریف شہر انبالہ میں آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ گیلانی چوراہی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: غوث زمان آفتاب ولایت ماہتاب شریعت امام العارفین سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی رونق و بہار حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ چوراہی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ پیشوائے کاملین وتاجدار تصوف وعرفان ہیں۔

ولادت باسعادت ☆: آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۳ھ بمطابق 1798ء میں تیزئی شریف نزد تیراہ افغانستان میں ہوئی۔

آپ کا سلسلہ نسب ۲۸ واسطوں سے حضرت مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔ جس کی تفصیل آپ کے جد امجد حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ تیراہی علیہ الرحمۃ کے حالات واقعات میں دی جا چکی ہے۔

آپ پیدائشی ولی ہیں۔ جس دن آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہ پیا تھا۔ یہ خبر سُن کر آپ کے جداعلیٰ حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ تیراہی علیہ الرحمۃ تشریف لائے تو آپ کے روئے انور کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ تو ابھی سے اپنا حصہ طلب کر رہے ہیں۔

چنانچہ انہوں نے اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں ڈال دی۔ جسے آپ کافی دیر تک چوستے رہے۔ اس کے بعد آپ نے والدہ ماجدہ کا دودھ بھی پینا شروع کر دیا۔

اس طرح سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظیم نسبت آپ کو روز ازل سے ہی نصیب ہوگئی۔ اور آپ کے جداعلیٰ حضرت خواجہ سید فیض اللہ شاہ تیراہی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ بچہ آسمان طریقت کا ماہتاب بن کر چمکے گا۔ اور پوری دنیا میں اس کے ہاتھ سے سلسلہ عالیہ میں داخل ہونیوالوں کی شہرت کا ڈنکا بجے گا۔ اور اس سے مخلوق خدا کو بہت فیض پہنچے گا۔ آپ کا چہرہ مبارک بچپن ہی سے انوار الٰہی کی تابانیوں سے آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکتا تھا۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ نے علوم ظاہری وباطنی کی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت سید خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی تھی۔ والدگرامی کی نگاہ فیض اور تربیت کی بدولت آپ کا عالم یہ تھا کہ آپ قرآن مجید کے ایک ایک حرف کے جدا جدا اسرار ورموز بیان فرماتے تھے۔ جسے سن کر بڑے بڑے علماء انگشت بدنداں رہ رہ جاتے تھے۔

آپ اپنے وقت کے ابدال شمار کیے جاتے تھے۔ آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں جو کمال حاصل تھے وہ دوسروں کو عشر عشیر بھی نصیب نہ ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: ایام صغرسنی سے ہی ذکر وفکر ومراقبہ واتباع شریعت وطریقت میں مصروف رہتے اور تمام امور میں اپنے

والد گرامی علیہ الرحمۃ کے نقش قدم پر چلتے بچپن ہی سے آپ کے سر اقدس پر بلندی کا ستارہ چمکتا تھا۔قطع ماسوائے اللہ کا طریق آپ کو پہلے ہی مرغوب تھا۔ والد ماجد کے ساتھ ابتداء ہی سے محبت و ربط حاصل تھا۔ جس کی وجہ سے آپ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے طریق کلام میں اور اخلاق و اعمال اور سیرت و کردار میں بالکل متحد الا وصاف ہو گئے تھے۔غریبوں مسکینوں اور مفلسوں کی مجلس وصحبت میں زیادہ خوش رہتے تھے۔پابندی شریعت میں بے مثل و بے مثال تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ نماز تہجد کے بعد ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ پھر بعد از نماز فجر طلوع آفتاب تک مراقبہ میں رہتے۔ پھر دو تین سپارے قرآن پاک تلاوت کے بعد ختم شریف پڑھتے۔ طعام قبل از دو پہر تناول فرما کر قیلولہ فرماتے اکثر و بیشتر نماز ظہر کے وضو سے عشاء کی نماز ادا فرماتے ظہر کے بعد تلاوت قرآن پاک فرماتے اس کے بعد احباب کی حاجات کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ حاضرین کو حسب ضرورت دعا تعویذ وغیرہ دیتے۔ نماز عصر کے بعد ختم شریف برائے ایصال حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ پڑھا کرتے نماز پنجگانہ با جماعت ادا فرماتے بعد از نماز مغرب طعام تناول فرما کر نماز عشاء اول وقت میں ادا فرماتے۔

دوران سفر آپ جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے آپ کا قیام مسجد میں ہی ہوتا تھا۔تعویز وغیرہ لکھنا آپ پسند نہ فرماتے تھے۔ اکثر لوگوں کو صرف اور صرف دُعا سے ہی نوازتے تھے اور آپ کی دُعا کی برکت سے لوگوں کے مسائل اور مشکلات حل ہو جاتی تھیں۔ آپ بناوٹ تصنع کے بالکل خلاف تھے۔ انتہائی سادہ زندگی گذارتے۔غرور تکبر فخر خود غرضی خود پسندی آپ کے نزدیک نہ تھی انوار و برکات آپ کے چہرۂ انور سے عیاں تھے۔آپ کی طبیعت میں اس قدر جمال تھا کہ سالہا سال تک کبھی آپ کو غصہ نہ آتا تھا۔کسی دوست کے بارے میں شکایت سُننا گوارہ نہ فرماتے تھے۔تحمل و بردباری میں بے مثال تھے۔اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جاتی تو آپ فوراً معاف فرمادیتے تھے۔

حُلیہ مبارک ☆: آپ کا قد مُبارک دراز چہرہ گندمی بنی سُرخ و دراز ریش مُبارک سفید چشم مُبارک موزوں گیسو مُبارک شانوں تک معلق رہتے۔ پیشانی کُشادہ انگشت مُبارک نرم اور لمبی سینہ فراخ اور باوجود ضعیف العمری کے بینائی اور سماعت میں فرق نہ تھا۔ رات کو سُرمہ طاق سلائیاں لگاتے۔ بالوں پر حنا و مہندی لگاتے۔ جب باہر تشریف لے جاتے تو سر پر لنگی رکھ لیتے۔ پیرانہ سالی کے باوجود رفتار کافی تیز ہوتی تھی۔اکثر اوقات آپ کے ہمراہی آپ سے بہت پیچھے رہ جاتے تھے۔

آپ کے مختلف معمولات و عادات ☆: آپ کی خوراک نہایت سادہ تھی۔ جو خمیری روٹی اور کھچڑی پر مشتمل تھی۔کسی خاص چیز کے عادی نہ تھے۔ جو کچھ حاضر ہوتا برضا ورغبت تناول فرمالیتے تھے۔آپ کی اصل غذا ذکر حق تھی۔ آپ کسی کا احسان نہ اٹھاتے تھے۔لیکن اگر کوئی احسان کرتا تو آپ اسے یاد رکھتے۔حتیٰ کہ اس کا دس گنا بدلہ عنایت فرماتے۔ جس کسی کی دعوت ایک دفعہ قبول فرماتے دوبارہ مشکل سے ہی قبول ہوتی تھی۔

آپ کا معمول تھا کہ شہروں میں کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن قیام فرماتے۔اور جیسی جگہ ہوتی ویسا ہی قیام ہوتا۔آپ کے ساتھ ہمیشہ چند خلفاء اور درویش سفر میں رہتے تھے۔آپ زاہد خشک یا محض ظاہر پرست نہ تھے۔ بلکہ لوگوں کی درستگی و باطنی کیفیت کا خیال زیادہ رکھتے تھے۔اور کبھی بھی اتباع سنت سے قدم باہر نہ رکھتے۔آخیر عمر میں احباب راولپنڈی کے اصرار پر چائے پینا شروع کر دی تھی۔سردی

کے دنوں میں تین تین ماہ تک پانی نہ پیتے اکثر شب بیدار رہتے تھے۔ جب آرام فرماتے تو سر سے پاؤں تک سیاہ چادر اوڑھتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ کے مُرید تھے۔ انہوں نے آپ میں تمام خوبیاں دیکھ کر بیس برس کی عمر شریف میں آپ کو دستار خلافت و اجازت سے نوازا۔ دستار خلافت کے بعد آپ اپنے برادر اصغر حضرت خواجہ دین محمد چوراہی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ پنجاب کے تبلیغی دورے پر روانہ ہوئے تو باولی شریف ضلع گجرات تشریف لے گئے اور خلیفہ حضرت محمد خان عالم رحمۃ اللہ کے فرزند گرامی قدر حضرت خواجہ غلام محی الدین علیہ الرحمۃ و دیگر بہت سے لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے اور کئی سو افراد آپ کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے غرض کہ دو ماہ کے تبلیغی اور روحانی دورے میں پنجاب کے طول و عرض میں دورے کے دوران ہزاروں لوگ آپ کے دامن عقیدت و محبت سے وابستہ ہو گئے۔

عاجزی اور وضع داری ☆: آپ کے پاس اگر کوئی زاہد خشک یا باتونی شخص آجاتا تو آپ فرماتے کہ مجھے باتیں نہیں آتیں۔ آپ اپنے خلفاء اور اجازت یافتوں کی بھی توقیر و عظمت کرتے اور ان کی قدر و منزلت زیادہ فرماتے تھے تاکہ وہ اپنے عقیدت مندوں کی نظر میں وقیع اور ذی اقتدار رہیں۔

آپ جس خلیفہ کے حلقۂ احباب میں تشریف لے جاتے وہاں پر اُسی کے مشورے سے ہر ایک کام انجام دیتے یہاں تک کہ تعویزات اور وظائف وغیرہ بھی انہی کی تحویل میں رکھتے آپ کے دل میں دنیاوی شان و شوکت اور وقعت و عزت مچھر کے برابر بھی نہیں تھی۔ آپ کبھی کبھی خاص احباب سے معانقہ فرماتے ورنہ اکثر مصافحہ پر ہی اکتفا فرماتے آپ اپنے بزرگان اور خواجگان کے طریقہ پر سختی سے قائم رہتے اپنے معمولات میں ذرا برابر بھی فرق نہیں آنے دیا۔

آپ اپنے مریدین کو لفظ مُرید سے نہ پکارتے تھے۔ بلکہ لفظ یار یا دوست سے یاد فرماتے تھے۔ ایک دن آپ کے نبیرہ نے کہہ دیا کہ فلاں شخص تو ہمارا مرید ہے۔ اس پر آپ اس سے سخت ناراض ہوئے یہاں تک کہ کلام بھی نہ کیا۔ آپ کی ناراضگی کے سبب صاحبزادہ نبیرہ نے اوراد و وظائف اور نفلی عبادت ترک کر دیں۔ لوگوں نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے سب کچھ ترک کر دیا ہے صاحبزادہ صاحب نے جواب دیا کہ جب حضرت صاحب ناراض ہیں تو ان چیزوں کا کیا فائدہ۔ کیونکہ عبادات کی قبولیت تو آپ کی رضا کے ساتھ ہے۔ جب آپ ناراض ہیں تو پھر ضرورت نہیں۔ جب قبلہ حضور باباجی صاحب کو یہ خبر پہنچی تو صاحبزادہ صاحب کو بلوا کر ارشاد فرمایا کہ نہ میرے باپ دادا نے کسی کو لفظ مُرید سے پکارا اور نہ ہی میں نے کسی کو مُرید کہہ کر بلایا پھر تم اس قابل کہاں سے ہو گئے ہو کہ مُرید کے لفظ سے پکارو جاؤ توبہ کرو اور آئندہ کے لئے کسی کے لئے لفظ مُرید استعمال نہ کرنا۔

کشف و کرامات ☆: ایک مرتبہ آپ امرتسر میں مسجد خیر دین میں تشریف فرما تھے کہ ایک بیوہ عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا کہ میرا لڑکا محمد علی بی۔اے میں پڑھتا تھا۔ اس کا والد فوت ہو گیا ہے۔ میں نے گھر کا سامان بیچ کر مصائب آلام برداشت کر کے بی۔اے کا امتحان دلوایا تھا جو کہ فیل ہو گیا ہے اب میرے لئے کوئی چارہ کار نہیں ہے یہ کہہ کر وہ زار و قطار رونے لگی۔ آپ نے اُسے تسلی

دیتے ہوئے فرمایا کہ جاوہ تو پاس ہے جب وہ عورت گھر آئی تو اسے ٹیلی گرام ملا کہ محمد علی پاس ہے اور اُس کے بجائے ایک سکھ لڑکا فیل ہوا ہے۔ پہلے والی اطلاع غلط دی گئی تھی یہ دیکھ کر وہ عورت بہت خوش ہوئی۔ سب کو بتاتی تھی کہ میرا لڑکا حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ چوراہی کی دعا سے پاس ہوا ہے۔

وہ لڑکا اپنی والدہ کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوا اور کافی مدت تک راولپنڈی میں سینئر جج کے عہدے پر فائز رہا اور سیشن جج کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوا۔

کرامت ۲ ☆: راولپنڈی صدر کے قریب گرجا گاؤں سے متصل پیر بخش نامی آپ کا ایک مرید رہتا تھا۔ اُس کا بیان ہے کہ ہمارے آبائی گاؤں میں پانی نہیں تھا کیونکہ زمین بہت سنگلاخ تھی۔ لوگ بہت دُور دراز سے پانی لاتے تھے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ حضور پانی نہ ہونے کی وجہ سے پوری آبادی کے لوگ پریشان ہیں۔ جبکہ جگہ بہت سخت پتھریلی ہے کوئی دعا فرمائیں آپ نے فرمایا کہ کنواں کھودوا دیا جائے پانی آ جائے گا۔

پیر بخش نے اپنی جیب سے چار سو روپیہ خرچ کر کے کنواں کھدوایا مگر پانی نہ نکلا لوگ پیر بخش کو لعن وطعن کرنے لگے کہ تیرے پیر نے تجھے برباد کر دیا اس سلسلہ میں کچھ لوگوں نے آپ کی خدمت میں تمام واقعہ گوش گذار کیا۔ آپ نے نہایت خاص حالت میں فرمایا کہ پیر بخش کے حق میں دعا کرو۔ پھر فرمایا میاں پیر بخش جاؤ خداوند تعالیٰ پانی دے گا۔ گھبرانے اور غم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

میاں پیر بخش اچانک باہر نکلے تو دیکھا کہ بچے کنویں کے پاس جمع ہیں اور ایک شور وغل اور کہرام برپا ہے۔ پیر بخش کو دیکھ کر بچے چلا چلا کر کہنے لگے بابا پانی آ گیا ہے پیر بخش نے دیکھا تو کنویں میں سے پانی نیچے کی طرف سے اوپر کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ گویا غیب سے ایک نہر آ رہی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پانی کنویں کے کنارے پر پہنچ گیا۔ پانی اس قدر میٹھا اور ٹھنڈا کہ شائد اس سے پہلے ایسا پانی کسی نے دیکھا اور پیاء ہو لوگ پانی استعمال کرتے تھے اور خوشیاں منا رہے تھے۔ انہی دنوں محمد بخش نامی ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت باباجی تیراہ شریف افغانستان سے وہ پانی لا رہے ہیں اور کنویں میں گراتے جا رہے ہیں۔

کرامت ۳ ☆: ایک مرتبہ آپ موضع نارنگ ضلع سیالکوٹ غالباً نارنگ منڈی حال ضلع شیخوپورہ کی مسجد میں قیام فرماتے۔ وہاں پر ایک بوہڑ کا درخت تھا جو نماز مغرب کے بعد ہلنے لگا آپ نے لوگوں سے اس کی وجہ دریافت کی تو لوگوں نے بتایا کہ یہ درخت ہر روز اسی طرح اسی وقت ہلتا ہے۔ نہ جانے کیا وجہ ہے اسی وجہ سے لوگ مغرب کی نماز ادا کرنے یہاں نہیں آتے آپ بات سُن کر فورا مراقب ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ (ہن نہ ہلسی) آپ نے اپنی زبان میں فرمایا کہ اب نہیں ہلے گا۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا درخت کے ایک کونے میں ایک جن کا ڈیرہ ہے۔ وہ شام کو پرندوں کو درخت سے اڑانے کے لئے ہلاتا ہے کہ کوئی پرندہ اس پر رات نہ گذارے اب میں نے اسے منع کر دیا ہے کہ پرندوں اور نمازیوں کو مت پریشان کر اب وہ یہاں سے چلا گیا ہے۔ لہٰذا درخت اب کبھی نہ ہلے گا۔

کرامت ۴ ☆: ایک مرتبہ آپ موضع بن تحصیل پنڈی گھیپ کی ایک مسجد میں تشریف فرماتے وہاں عقیدت مندوں کا ایک

بہت بڑا اژدہام جمع تھا۔ بڑی روحانی اور پر کیف مجلس ہو رہی تھی کہ اچانک آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور تمام عقیدت مندان اور مریدین سے ارشاد فرمایا تمام کے تمام اپنا سامان لے کر فوراً مسجد سے باہر نکل جاؤ لوگ سمجھ نہ سکے کہ معاملہ کیا ہے۔ جب سب لوگ باہر نکل گئے اور آپ سب سے آخر میں باہر نکلے ابھی آپ نے مسجد سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ مسجد کی چھت دھڑام سے نیچے آگری تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ باہر نکلنے کا حکم دینے میں راز کیا تھا۔

کرامت ۵☆: ایک مرتبہ حسن دین نامی ٹھیکیدار آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا حضور زندگی کافی گذر گئی اب شباب بھی ختم ہو گیا ہے۔ مگر اولاد جیسی نعمت سے محروم ہوں۔ آپ نے ایک تعویز عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ حسن دین میرا خالق و مالک تمہیں بیٹا دے گا اس کا نام عبداللطیف رکھنا۔

چنانچہ جب دوسرے سال آپ اس گاؤں میں تشریف لے گئے تو حسن دین ایک بچے کو گود میں اٹھائے ہوئے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور یہ بچہ وہی ہے جو آپ کی دُعا سے خداوند تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے۔

کرامت ۶☆: موضع ڈیریانوالہ ضلع سیالکوٹ کی مسجد پٹھان والی میں آپ جلوہ افروز تھے کہ ایک مرید ولی داد خان نے حاضر ہو کر عرض کیا حضور اللہ نے بیٹیاں تو دی ہیں لیکن بیٹا نہیں ہے۔ دُعا فرمائیں کہ خدا مجھے بیٹے جیسی نعمت سے نواز دے۔ آپ نے گڑ پڑھ کر دیا اور فرمایا کہ یہ گڑ اپنی بیوی کو کھلا دینا۔ انشاء اللہ میرا مالک بیٹا دے گا۔ اور اس کا نام محمد شریف رکھنا جب اگلے سال دوبارہ اس گاؤں میں گئے تو ولی داد خان بچے کو گود میں اٹھائے ہوئے حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور یہ بچہ وہی ہے جو خدا نے آپ کی دعا سے دیا تھا۔ جس کا نام آپ نے محمد شریف رکھا تھا۔

اولاد و امجاد☆: خداوند کریم نے آپ کو بیٹے عنایت فرمائے تھے جس میں حضرت خواجہ سید گل نبی، حضرت خواجہ سید محمد نبی، حضرت خواجہ سید احمد نبی، حضرت خواجہ سید شاہ، حضرت خواجہ سید قادر شاہ سب کے سب صاحبزادے اپنے وقت کے ولی کامل تھے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے خلفاء کی فہرست بہت طویل ہے۔ بطور اختصار پنجاب سے تعلق رکھنے والے چند خلفاء کے نام نامی اسم گرامی لکھنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ جن سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس آفتاب طریقت و معرفت سے کیسے کیسے باکمال لوگوں نے روشنی حاصل کی اور اس عالم کو منور کیا۔

نمبر ۱☆: سنوسی ہند امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ یہ آپ کے بہت محبوب خلفاء میں سے تھے۔ ایک دفعہ خدام میں سے کسی نے عرض کیا حضور ہمیں برس ہا برس گذر گئے ہیں اور ہمہ وقت خدمت میں حاضر رہتے ہیں مگر ہماری طرف آپ کی وہ نظر عنایت نہیں جو کہ پیر سید جماعت علی شاہ پر ہوئی ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ فقیر کے پاس خدا کا دیا ہوا سب کچھ ہے۔ مگر ہر ایک کی قسمت اور مقدر جدا جدا ہے۔ مگر تمہیں معلوم نہیں کہ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کے پاس چراغ بھی تھا۔ تیل بھی تھا بتی بھی تھی اور دیا سلائی بھی تھی۔ میں نے تو صرف سُلگانے کی محنت کی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے روشن کر دیا ہے۔

(نمبر۲)حضرت حافظ عبد الکریم صاحب عید گاہ شریف راولپنڈی (۳)حضرت خلیفہ محمد خان عالم باولی شریف ضلع گجرات(۴)حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین باولی شریف (۵)حضرت پیر سید جماعت علی شاہ ثانی علی پوری ضلع نارووال(۶)حضرت مولانا غلام نبی قریشی چک قریشاں ضلع سیالکوٹ(۷)حضرت مولانا قاری محمد حسن گجراتی (گجرات)(۸)حضرت مولانا غلام محمد بگوی خطیب بادشاہی مسجد لاہور(۹)حضرت صاحبزادہ نواب الدین علی ساکن بشند ور شریف(۱۰)حضرت حافظ فتح الدین رنگ پورہ ضلع سیالکوٹ (۱۱)راجہ شیر باز خان موضع بڑی تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی(۱۲)حضرت مولانا مست علی موضع متر انوالی ضلع سیالکوٹ(۱۳)حضرت سید غلام قادر شاہ کوٹلی سیداں(۱۴)حضرت حافظ جی جوڑی والہ(۱۵)حضرت پیر سید چنن شاہ آلو مہار شریف ضلع سیالکوٹ۔

پند و نصائح ☆: اپنے وصال باکمال سے قبل آپ نے اپنے احباب کو جمع کر کے وصیت فرمائی کہ

نمبر۱ ☆: جس جگہ جاؤ تو یاروں میں حمد و شکر نہ چھوڑ جاؤ یعنی یاروں کو بوجہ تکلیف یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ خدا کا شکر ہے کہ پیر صاحب چلے گئے۔

نمبر۲ ☆: یاروں کو آپس میں حسد و کینہ نہ رکھنا چاہیے جس کو خدا خیر و برکت دے اُس سے مستفید و مستفیض ہونا چاہیے۔

نمبر۳ ☆: سفر میں ذکر کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہیے اگر کسی جگہ ذکر میں کچھ قصور واقع ہو تو اس جگہ نہ رہیں، کیونکہ وہاں کے لوگ فیض سے محروم رہیں گے

نمبر۴ ☆: یاروں کے ساتھ سیر کو نہ جانا چاہیے جب تک وہ خود خواہش مند نہ ہوں۔

نمبر۵ ☆: پیر کو چاہیے کہ وہ انتظار کیئے بغیر خود ہی چلا جائے۔ تاکہ لوگوں میں کسی طرح کی بدگمانی یا خیال بد پیدا نہ ہو۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ایک سو سال کی عمر شریف میں ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ ۳۰ جون 1897ء کو ہوا۔ مزار پر انوار چورا شریف ضلع اٹک صوبہ پنجاب میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی حاضری دے کر لوگ اپنے قلوب واذہان کو نہ صرف منور کرتے ہیں بلکہ اپنے دامنوں کو بھی گوہر مُراد سے بھرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف نے بھی بارہا آپ کے دربار میں حاضری دی ہے۔

مادۂ تاریخ وفات غفرلہ ۱۳۱۵ھ ہے۔

آپ کی اولاد پاک سے مبلغ عالم اسلام آفتاب نقشبندیت پیر طریقت محافظ شریعت حضرت پیر سیّد محمد شبیر علی شاہ گیلانی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی سے فقیر راقم الحروف کا گہرا تعلق اور واسطہ و رابطہ ہے۔ انتہائی خلیق و شفیق مہربان شخصیت کے مالک ہیں خدا عمر خضر عطا فرمائے۔ حضور الحاج پیر سید محمد شبیر علی شاہ گیلانی نقشبندی مجددی ایک طرف میرے لئے شیخ صحبت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دوسری طرف راقم الحروف کی اہلیہ و دخترِ نسبتی اور فقیر کی بڑی صاحبزادی کے مرشد کامل بھی ہیں۔ خدا آپ کا سایہ سلامت رکھے۔ آمین۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ سیّد شاہ محمد گیلانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: چراغ خانوادۂ چوراہیہ، آفتاب طریقت، ماہتاب شریعت، قبلۂ طالبان، حافظ القرآن حضرت خواجہ سیّد شاہ محمد گیلانی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ المعروف باواجی صاحب چوراہی علیہ الرحمۃ کے چوتھے اور سب سے چھوٹے فرزندار جمند ہیں۔ حضرت خواجہ چوراہی باواجی صاحب کو آپ کی ذات سے بے حد پیار اور اُنس تھا۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ سیّد شاہ محمد ہمارے گھر کے چراغ ہیں۔

آپ نے ابتدائی تعلیم حضرت خواجہ محمد امین جو کہ استاد کلاں کے نام سے مشہور تھے سے حاصل کی۔ باقی ماندہ علوم ظاہری و باطنی اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ گیلانی نقشبندی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔ آپ نے بہت ہی قلیل عرصہ میں قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ خانوادۂ چوراہیہ میں آپ پہلے حافظ قرآن ہیں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے والد گرامی غوث زماں حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر چاروں سلاسل سلسلہ عالیہ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، میں بیعت سے مشرف ہوئے اور قلیل عرصہ میں ہی سلوک مجددیہ کی عظیم منازل طے کیں۔ حضرت قبلہ باواجی نے اس دوران اپنے محبوب فرزندار جمند پر خصوصی توجہ کے دریا بہادیئے اور منازل سلوک کی تکمیل پر انہوں نے آپ کو ہر چہار سلاسل سے خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز فرما کر صاحب مجاز بنایا۔ مگر آپ زیادہ تر سلسلہ عالیہ نقشبندی مجددیہ میں ہی لوگوں کو بیعت فرماتے۔ اگر طالب بذات خود کسی دوسرے سلسلہ میں داخل ہونے کی خواہش کرتا تو آپ اس کی خواہش پر اسے دوسرے سلسلہ میں داخل فرما کر رشد وہدایت سے نواز دیتے تھے۔

آپ کے دست حق پرست پر ہزاروں کی تعداد میں اطراف واکناف سے جوق در جوق خلق خدا سلسلہ عالیہ میں داخل ہو کر مستفید و مستفیض ہوئی۔

سیرت وکردار ☆: آپ کی ذات والا صفات بلحاظ علم وعمل، فیض وفضل خانوادۂ چوراہی کا مکمل نمونہ اور عظیم چشمہ و چراغ ہے۔ آپ کے وجود مسعود نے خاندان نقشبندیہ مجددیہ چوراہیہ کی عظمت کو چار چاند لگائے، برصغیر پاک وہند بالخصوص پنجاب میں آپ نے علم وفضل عرفان وایقان کے دریا بہادیئے۔ ہزاروں تشنگان علوم معرفت نے اس چشمہ فیض سے اپنی تشنگی کو دور کیا۔ آپ کی صحبت میں عجیب اثر تھا اپنے تو اپنے رہے بیگانے بھی جب آپ کے چہرۂ انور کو دیکھتے تو بے ساختہ پکار اٹھتے کہ یہ اللہ کے ولی ہیں۔ آپ کو خداوند

کریم نے ظاہری و باطنی حسن کی دولت سے بھی مالا مال کیا ہوا تھا۔ بہت سے غیر مسلم صرف اور صرف آپ کے چہرہ انور کی زیارت سے مشرف بہ اسلام ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ جن میں میاں عبدالسلام سرانوالی ضلع سیالکوٹ میاں غلام محمد، میاں محمد اعظم شامل ہیں جو پہلے سکھ مذہب رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ ان کے گاؤں سرانوالی ضلع سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ یہ تینوں حضرت میاں عبدالسلام، میاں غلام محمد، میاں محمد اعظم جو کہ چچا اور تایازاد بھائی ہیں آپ کی آمد اپنے گاؤں میں سن کر آپ کی زیارت کے لئے آئے اور کچھ دیر آپ کی صحبت میں بیٹھے اور چند کلمات سنے تو دل مائل بہ اسلام ہو گیا۔ اور چند دنوں کے اندر آپ کے دست حق پرست پر نہ صرف کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے بلکہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور عظیم مقامات سلوک طے کئے اور کامل و اکمل بن گئے۔

آپ کی توجہ اس قدر زود اثر تھی کہ آپ جس کو بھی خصوصی توجہ سے دیکھ لیتے تو اس شخص کا بیڑا پار ہو جاتا اور وہ کامیاب و کامران ہو جاتا۔

آپ نہایت ہی صاحب کمال سیف زبان تھے جو بات زبان ترجمان سے نکل جاتی ضرور پوری ہو کے رہتی۔ آپ ولایت کے اعلیٰ اور خصوصی منصب پر فائز المرام تھے آپ کا چہرۂ انور بارعب اور پُر جلال اور قدسی صفات کا حامل تھا۔ آپ زہد و تقویٰ، علم و عمل، فضل و کمال میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ آپ نے ولایت کی جن منازل کو طے کیا وہاں تک ہر فقیر کی رسائی اور پہنچ نہیں ہے۔

نقل مکانی اور چوراشریف واپسی ☆: آپ اپنے عظیم والد گرامی حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ کے وصال با کمال کے بعد ڈارا اور شریف تشریف لے گئے جب آپ کے والد گرامی کے وصال کو ۷ برس گزر گئے تو آپ واپس دوبارہ چوراشریف تشریف لے آئے اور دو برس تک چوراشریف میں مقیم رہ کر دوبارہ ۱۲۹۲ھ بمطابق 1878ء میں ڈارا اور شریف تشریف لے گئے۔ اور پھر تین سال تک ڈارا اور شریف میں تبلیغ و ارشاد کا فریضہ سرانجام دے کر ۱۲۹۵ھ میں دوبارہ واپس چوراشریف تشریف لے آئے اور وہیں پر مستقل رہائش اختیار کر لی اور تادم آخر وہیں پر مقیم رہے۔

تقویٰ و پرہیزگاری ☆: ایک مرتبہ آپ سرانوالی ضلع سیالکوٹ میں اپنے خلیفہ خاص میاں عبدالسلام کے ڈیرے پر تشریف لے گئے۔ تو دیکھا کہ گڑ بنایا جا رہا ہے۔ میاں عبدالسلام نے تھوڑا سا گڑ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے میاں عبدالسلام سے پوچھا کہ یہ گڑ بنانے والے لوگ کون ہیں۔ انہوں نے عرض کیا حضور یہ عیسائی ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ گڑ واپس لے جاؤ فقیر یہ گڑ نہیں کھائے گا۔ اس لئے کہ گڑ بنانے والے حضرات غیر مذہب ہیں۔ اور ان کو طہارت و پاکیزگی کا کچھ علم نہیں ہے۔ اس لئے ان کے ہاتھ کا بنا ہوا گڑ پاک نہیں رہا۔

واقعہ نمبر ۲ ☆: اسی طرح ایک مرتبہ آپ انہی میاں عبدالسلام کے ڈیرے پر تشریف فرما تھے کہ چند لوگ میاں عبدالسلام سے سبز چارہ خریدنے کیلئے آ گئے۔ تو میاں عبدالسلام نے ان سے کہا کہ تم جا کر کھیت دیکھ لو بعد میں رقم طے کریں گے۔

چنانچہ وہ لوگ ڈیرے سے کھیت دیکھنے چلے گئے تو آپ نے میاں عبدالسلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا حضور یہ کنجر ہیں۔ آپ نے پھر استفسار فرمایا کہ ان کا پیشہ کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ ان کا پیشہ بدکاری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان کا پیشہ حلال

نہیں ہے اس لئے ان سے بیع حرام ہے۔ جب وہ لوگ کھیت دیکھ کر واپس آئے تو انہوں نے میاں صاحب سے قیمت پوچھی تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں اس سبز چارے والے کھیت کو فروخت نہیں کروں گا۔ اس لئے کہ مجھے میرے شیخ کامل نے منع فرمادیا ہے۔

اتباع سنت ☆: آپ اتباع سنت رسول ﷺ کو سب سے اہم فریضہ گردانتے تھے۔ حتیٰ کے اپنی روزمرہ زندگی اور اپنے ہر قول وفعل کو ادا کرتے ہوئے سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ اپنے ہر فعل کے متعلق اہل علم سے دریافت کرنے کی کوشش فرماتے کہ یہ فعل میرے آقا علیہ السلام نے کس طرح ادا کیا ہے۔ اسی مقام پر علامہ اقبالؒ نے فرمایا۔

از شریعت احسن التقویم شو
وارثِ ایمان ابراھیم شو
شرع برخیزد زاعماق حیات
روشن از نورش ظلامِ کائنات

آپ جس طرح سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خصوصی خیال فرماتے اور ہر حال میں ادا فرماتے اسی طرح اپنے مریدین و عقیدت مندان خلفائے کرام کو بھی سنت رسول ﷺ پر عمل کی سختی سے تاکید فرماتے تھے۔ اکثر فرماتے کہ اتباع رسول ﷺ کے بغیر طریقت کسی کام کی نہیں اور نہ ہی اس کے بغیر کوئی طالب کوئی مقام حاصل کر سکتا ہے۔ آپ اپنے عقیدت مندوں کو حقہ اور سگریٹ نوشی سے سختی سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح ہر آنے والے کو ڈاڑھی رکھنے کی تاکید فرماتے۔

حسن اخلاق، حلم ومروّت، عفوودرگزر ☆: آپ اخلاق محمدی ﷺ کا عملی نمونہ تھے ہر آنے جانے والے امیر وغریب سے اخلاق سے پیش آتے۔ اپنے اخلاق کریمانہ سے لوگوں کے دل موہ لیا کرتے اور یہ اسی اخلاق کا اثر اور کرشمہ تھا کہ مجلس میں ایک مرتبہ آنے والا زندگی بھر کے لئے غلام بے دام ہو کے رہ جاتا۔

آپ کی نظر میں غریب وامیر سب یکساں تھے ہر ایک سے نرم مزاجی سے گفتگو فرماتے۔ اگر کوئی نادانی میں آپ کے سامنے کوئی سخت کلمہ کہہ دیتا تو اسے اس کی نادانی سمجھ کر درگزر فرما دیتے اور بڑی خندہ پیشانی سے اسے پاس بٹھا کر اس انداز سے سمجھاتے کہ اسے خود اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا۔

آپ کے پاس آنے والے غریب ومسکین ویتیم، مفلس ونادار، بیوہ گان ہمیشہ آپ کے دست شفقت اور دامان کرم سے مستفیض ہوتے رہے۔ آپ ان کی دلجوئی اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے حتی الوسع کوشش فرما کر ان کی ہر طرح سے مدد فرماتے تھے۔

عفوودرگذر آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ اگر آپ کی ذات کو کسی سے تکلیف پہنچتی تو بدلہ لینے کا کبھی خیال بھی دل میں نہ گذرتا بلکہ خندہ پیشانی سے برداشت فرما لیتے۔ عاجزی وانکساری آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ ہمیشہ رب کریم کی بارگاہ میں دعا میں فرماتے یا اللہ اپنی مخلوق کے صدقے مجھ پر رحم فرما۔ اگر کوئی غریب ومسکین آپ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرتا تو آبدیدہ ہو کر حضور ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے رب کریم کی بارگاہ میں اس کے لئے دعا فرماتے۔

حقوق العباد اور مہمان نوازی ☆: آپ حقوق العباد کا خصوصی خیال رکھتے سلام کرنے میں ہمیشہ پہل فرماتے چھوٹے بڑے امیر وغریب میں تفریق کیے بغیر سب کو سلام کرنے میں پہل فرماتے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے آقا علیہ السلام نے امیر و غریب چھوٹے بڑے کا فرق مٹا دیا ہے۔

خانوادۂ چوراہیہ میں حضور قبلہ عالم باواجی حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ کے طفیل مہمان نوازی بے مثال ہے۔ اور آپ کی ذات والاصفات بھی اس معاملے میں بہت حساس واقع ہوئی کہ مہمان کی آمد کے موقع پر جو بھی آپ سے بن پایا جو کچھ بھی موقعہ پر آپ کے پاس ہوتا وہ مہمان کو پیش کر دیتے تھے۔ اس سلسلے میں عقیدت مندوں، مریدین، واقف ناواقف اپنا یا بیگانہ کسی کی تفریق نہ تھی۔ ہر ایک کی ایک جیسی تواضع فرماتے۔ آپ کا اکثر معمول تھا کہ مہمان کے کھانے کے موقع پر خود تشریف فرما ہو کر مہمان سے بار بار اصرار فرماتے کہ اور کھاؤ تم نے ابھی کچھ نہیں کھایا۔ آپ کا لنگر وسیع اور دراز تھا۔ صبح وشام، دن ورات، آپ کا دروازہ مہمانوں کے لئے کھلا رہتا۔

آج بھی ایک صدی گزر جانے کے بعد آپ کا اعجاز زندہ وتابندہ ہے کہ آستانہ عالیہ چوراشریف کے صاحبزادگان اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس لنگر کو وسیع اور دراز کیے ہوئے ہیں اور صاحبزادگان چوراشریف کی مہمان نوازی ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

آپ کے معمولات شب وروز ☆: آپ کا معمول تھا کہ رات کے آخری حصہ میں بیدار ہو کر وضو فرماتے اور نماز تہجد ادا کرنے کے بعد کچھ دیر مراقبہ فرماتے نماز فجر باجماعت ادا فرما کر ذکر واذکار اور اپنے اوراد ووظائف میں مشغول ہو جاتے۔ طلوع آفتاب کے بعد نماز چاشت ادا فرما کر کچھ دیر آرام فرماتے اس کے بعد آنے والے عقیدت مندان ومحبین سے ملاقات کرتے۔

ظہر اور عصر کی نماز باجماعت ادا فرماتے اس درمیانی وقفہ میں اپنے وظائف ومعمولات کو پورا فرماتے۔ نماز مغرب کے بعد صلوٰۃ اوابین پڑھ کر کھانا تناول فرماتے نماز عشاء کے بعد عقیدت مندان اور آنے والے ملاقاتی احباب کو پند ونصائح فرماتے۔

جیسا کہ اس سے قبل تحریر کیا جا چکا ہے کہ خانوادہ چوراہیہ میں آپ پہلے حافظ قرآن ہیں۔ آپ ان تمام اوراد ووظائف کی تکمیل کے ساتھ ساتھ روزانہ ۱۵ پارے نماز ظہر سے پہلے اور پندرہ پارے کلام اللہ شریف بعد دوپہر سے عشاء تک مکمل کر کے ایک قرآن کریم روزانہ ختم فرماتے اور یہ آپ کا معمول زندگی کے آخری لمحات تک بدستور جاری وساری رہا۔

کشف وکرامات ☆: ایک بزرگ جن کا نام بابا کاکا تھا۔ وہ بابائرے والے امرتسری کے نام سے مشہور ومعروف تھے۔ انہوں نے غوث زماں امام الفقراء حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی۔ بیعت کے کچھ عرصہ بعد ان کے دل میں اپنے مرشد کی زیارت کا اشتیاق ہوا اور وہ اس میں اس قدر مستغرق اور وارفتہ ہوئے کہ دیوانگی کی حد کو پہنچ گئے۔

چنانچہ وہ گھر سے نکلے اور پاپیادہ سفر کرتے ہوئے منزل بہ منزل بالآخر دربار عالیہ چوراشریف پہنچ گئے۔ لیکن دیوانگی اور وارفتگی میں اپنے مرشد کامل کا نام بھول گئے۔

جب وہ چوراشریف پہنچے تو لوگوں نے ان سے مرشد کا نام پوچھا تو وہ نام بتانے سے قاصر رہے بالآخر ان بزرگ کو لے کر احباب

آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے بھی ان سے تفصیلات دریافت کیں مگر انہیں کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔

اسی اثناء میں آپ نے بحر مکاشفہ میں غوطہ لگایا تو بذریعہ کشف آپ کو علم ہوا کہ یہ بڑے حضرت قبلہ عالم حضرت باباجی خواجہ سید فقیر محمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہیں۔

چنانچہ آپ نے احباب سے فرمایا کہ ان کو بڑے حضرت قبلہ باواجی صاحب کی خدمت میں لے جاؤ۔ جب وہ بڑے سرکار حضور قبلہ باواجی سید فقیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچ کر زیارت سے مشرف ہوا تو فوراً پہچان کر قدموں میں گر گیا۔

بعد ازاں وہ اپنے شیخ کامل قبلہ باواجی چوراہی کے ساتھ ساتھ آپ کا بھی بہت زیادہ معتقد ہو گیا۔

کرامت نمبر۲ ☆: حضرت قاضی سید محمد عادل شاہ علیہ الرحمۃ کے جواں سال صاحبزادے نبی شاہ کتب درسیہ اور علوم متداولہ سے فارغ التحصیل ہو کر فارغ ہوئے تو عین شباب کے عالم میں بعمر ۱۸ برس یکم محرم الحرام ۱۳۱۴ھ کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رخصت ہو گئے۔ اس حادثہ جانکاہ کا قاضی سید محمد عادل شاہ صاحب کے دل پر گہرا اثر ہوا اور ہر وقت ملول رہنے لگے۔ ایک دن آپ نے قاضی صاحب سے فرمایا کہ مجھے حضور قبلہ باواجی چوراہی علیہ الرحمۃ نے بشارت دی ہے کہ اللہ کریم مرحوم نبی شاہ کے بدلے بہترین نعم البدل عنقریب عطا فرمائے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چند ہی ماہ گزرے تھے کہ خداوند کریم سے اپنی جناب اور قدرت کاملہ سے قاضی سید محمد عادل شاہ صاحب کو ایک فرزند عطا فرمایا۔ جب آپ کو اس بچے کی ولادت کا علم ہوا تو آپ قاضی عادل شاہ صاحب کے گھر گئے۔ بچے کو گود میں اٹھا کر نہ صرف پیار کیا بلکہ درازی عمر اور نیک بختی کے لئے دعا بھی فرمائی اور اس کا نام رشید احمد رکھا۔

کرامت نمبر۳ ☆: موضع سرانوالی ضلع سیالکوٹ کے مولوی عبدالحکیم جو کہ مولانا محمد مسعود الھڑوی کے ننھیال میں سے تھے کا بیٹا پیدائشی گونگا تھا۔ ایک مرتبہ آپ موضع سرانوالی تشریف لے گئے تو مولوی عبدالحکیم صاحب اپنے گونگے بیٹے جس کا نام محمد صادق تھا کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور یہ بچہ پیدائشی گونگا ہے اس کے لئے دعا فرمائیں۔

آپ نے اس بچے کو گود میں لے کر پیار کیا اور اپنا لعاب دہن اس بچے کے منہ میں ڈالا۔ اس کے بعد اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ دعا کے بعد آپ نے فرمایا مولوی عبدالحکیم صاحب میں نے بچے کو تمام علوم پڑھا دیئے ہیں۔

چنانچہ آپ کی دعا کی برکت سے ایسا ہی ہوا کہ جو بچہ پیدائشی گونگا اور کبھی بھی کسی مدرسے مکتب یا سکول میں نہیں گیا۔ وہ اردو پنجابی کے علاوہ فارسی انگریزی اور گورمکھی پڑھتا اور لکھتا تھا۔ ان تمام زبانوں کی تحاریر کے مطالب بیان کرتا رہا۔ تمام زندگی محکمہ ڈاک میں ملازم رہا۔ اور پاکستان بننے کے بعد فوت ہوا۔ بقول عارف کامل

صحبت از علم کتابی خوشتر است
صحبت مردانِ حُر آدم گر است

کرامت نمبر۴ ☆: ایک مرتبہ اپنے پڑدادا حضرت خواجہ سید فیض اللہ شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ اور دیگر بزرگان کے مزارات کی

زیارت کی غرض سے تیراہ شریف افغانستان کے لئے روانہ ہوئے تو آپ کے ہمراہ میترانوالی ضلع سیالکوٹ کے حضرت مولوی مست علی اور حضرت خواجہ خان عالم صاحب علیہم الرحمۃ باولی شریف والے اور دیگر رفقاء بھی تھے تمام ساتھیوں نے تھوڑا تھوڑا سامان اٹھایا ہوا تھا مگر مولوی مست علی صاحب کا سامان ساتھیوں نے شرارتاً زیادہ کر دیا تھا کہ مولوی صاحب پیچھے رہ جائیں گے۔ چلتے چلتے آخری منزل پر ایک ندی سے گزرتے ہوئے مولوی مست علی صاحب گر گئے۔ حضرت خواجہ خان عالم صاحب علیہ الرحمۃ دیگر رفقاء کے ہمراہ آگے چلے گئے۔

کچھ دیر کے بعد جب مولوی صاحب کو ہوش آیا تو کیا دیکھا کہ آپ ان کے پاس موجود تھے۔ آپ نے مولوی صاحب سے واقعہ پوچھا تو انہوں نے تمام ماجرا عرض کر دیا۔ اور کہنے لگے اس سبب سے پیچھے رہ گیا ہوں۔

آپ نے مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑا اور ندی سے پار کرایا۔ تھوڑی سی منزل چل کر معلوم ہوا کہ تیراہ شریف پہنچ گئے ہیں۔

جو ساتھی حضرت خواجہ خان عالم علیہ الرحمۃ کے ہمراہ آپ کو چھوڑ کر آگے چلے گئے تھے جب وہ تیراہ شریف پہنچے تو مولوی صاحب کو آپ کے ہمراہ پہلے سے موجود پا کر حیران رہ گئے۔

بعد ازاں استفسار کیا تو مولوی صاحب نے تمام واقعہ سنایا تو بے ساختہ کہنے لگے۔

پیش او کوہِ گراں مانند گاہ

کرامت نمبر۵☆: آپ کی عادت شریف تھی کہ ہمیشہ اپنی گھوڑی پر سواری فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ موضع بھلائی پور ضلع ہوشیار پور تشریف لے گئے تو وہاں کے نمبردار نے آپ کی دعوت کی اور کھانا وغیرہ تیار کرایا۔

جب آپ اس نمبردار کے گھر تشریف لے گئے تو آپ نے اس سے فرمایا کہ میری گھوڑی کو بھی دانہ وغیرہ ڈال دینا۔

نمبردار کے کہنے پر ایک درویش نے نمبردار کے گھر سے دانے لا کر گھوڑی کے آگے رکھے تو گھوڑی نے دانے نہیں کھائے۔ اس درویش نے آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور ہم نے آپ کی گھوڑی کو دانے ڈالے ہیں باوجود اس کے کہ گھوڑی بھوکی ہے مگر دانے نہیں کھا رہی۔ یہ سن کر آپ کھانے والی جگہ سے اٹھے اور گھوڑی کے اصطبل کی طرف چل دیئے اس موقعہ پر میزبان نمبردار بھی آپ کے ہمراہ ہو لیا کہ دیکھیں گھوڑی کس وجہ سے دانے نہیں کھا رہی۔

جب آپ گھوڑی کے پاس تشریف لے گئے تو آپ پر بذریعہ کشف عقدہ کھلا تو آپ نے فوراً فرمایا کہ نمبردار کے گھر بے نکاحی عورت ہے۔ اس لئے ہماری گھوڑی اس کے گھر کے دانے نہیں کھا رہی۔ اور ہم بھی اس کے گھر کا کھانا نہیں کھائیں گے۔

نمبردار اس وقت نادم ہوا سر عام معافی کا طلب گار ہوا اور آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور سنی وقت نکاح پڑھوایا تو پھر آپ نے اس کے گھر روٹی کھائی اور آپ کی گھوڑی نے بھی دانے کھا لئے۔

آپ کے ملفوظات وارشادات نمبر۱☆: آپ فرماتے ہیں کہ اتباع رسول ﷺ کے بغیر کوئی شخص بھی مومن نہیں ہو سکتا۔

نمبر۲☆: آپ فرماتے ہیں کہ جو شعبدہ بازی کا طالب ہے وہ ہمارے پاس نہ آئے ہاں اگر خلاف سنت کوئی فعل ہم میں دیکھے تو برملا کہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بڑا کام یہ ہے کہ شریعت پر استقامت رکھے۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ فقر وفاقہ کمال طریقہ ہے۔ اور درویشوں کو چاہیے کہ وہ حضور ﷺ کا طریقہ اختیار کریں۔
نمبر۴ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ جو مخدوم بننا چاہے۔ اُس کو چاہیے کہ مرشد کامل کی خدمت کر کے پہلے خادم بنے۔
نمبر۵ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ سعدی سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں کامل اور سمجھدار بزرگ تھے انہوں نے تصوف صرف دو باتوں میں تمام کر دیا۔

مرا پیر دانائے مرشد شہاب
دو اندر فرمود پر روئے آب
یکے آنکہ برخویش خود بین مباش
دوم آنکہ برغیربین مباش

نمبر۶ ☆: آپ فرماتے ہیں چھ مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمائے ہیں کسی اور عارف نے معارف بیان نہیں فرمائے اور عرفان میں کوئی کتاب مثل مکتوبات امام ربانی تمام روئے زمین پر نہیں ہے اور اگر محی الدین ابن العربی حضرت مجدد پاک کے زمانے میں ہوتے تو ان کے معارف سنتے اور سمجھتے اور استفادہ کرتے۔
نمبر۷ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ طالب مولیٰ کو سوائے ذات حق کے کسی اور کی محبت نہیں ہونی چاہیے۔
نمبر۸ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہیے کہ جمیع امور میں پیر کی اتباع کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی اس میں چون وچراں نہیں کرنی چاہیے۔
نمبر۹ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ بعض طالبین کو فائدہ باطنی زیادہ معلوم ہوتا ہے اور صحبت کم اور بعض کو فائدہ باطنی کم معلوم ہوتا لیکن صحبت زیادہ معلوم ہوتی ہے لیکن فضل واعتبار صحبت کا۔ معلوم ہوتا ہے لیکن محبت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن فضل واعتبار محبت کا ہے۔
نمبر۱۰ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ طالب صادق وہ ہے کہ جس کو محبت مرشد واتباع خیر البشر غالب ہو۔ اور جس کو طلب صادق ہوتی ہے۔ اُس کو داخل طریقہ ہونے سے باطنی فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ پیر کی صحبت سلوک میں ہے اور سلوک بڑی دولت ہے۔ بقول عارف

از محبت ست ہا زرمی شود

وصال باکمال ☆: آخری العمر آپ کو ایک عارضہ لاحق ہو گیا مگر باوجود اس کے آپ کے معمولات، اور اد واذکار میں کوئی فرق نہ آیا۔ بالآخر ۱۷ رجب المرجب ۱۳۱۵ھ بمطابق 1897ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔
مزار پُر انوار چوراشریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضر ہو کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔
فقیر راقم الحروف کو دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ چوراشریف کی بارہا حاضری کی سعادت نصیب ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ عبدالرحمٰن سرہندی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان الطریقت نقشبندیہ، شمس العارفین، دلیل الکاملین، پیشوائے اہل تمکین حضرت خواجہ پیر عبدالرحمٰن سرہندی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ مقتدائے اہل بصیرت ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کے خانوادہ سے تعلق رکھنے والی وہ پہلی شخصیت جو سندھ آ کر رہائش پذیر ہوئی اور جس سے سرہندی مجددی سلسلہ کو سندھ میں فروغ حاصل ہوا وہ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن سرہندی کی ذات گرامی ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام خواجہ عبدالقیوم سرہندی تھا، آپ کا سلسلہ نسب صرف نو (۹) واسطوں سے حضرت امام ربانی سے اور اکتالیس (۴۱) واسطوں سے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۴۴ھ بمطابق 1808ء میں ولی العصر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی رونق و بہار حضرت خواجہ پیر عبدالقیوم سرہندی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے گھر واقع قندھار ملک افغانستان میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے اپنے علاقہ کے مقتدر علماء بالخصوص ملا حبیب اللہ قندھاری (مؤلف کتاب مغتنم) سے علوم ظاہری کی تحصیل کی اور سترہ سال کی عمر تک تمام علوم متداولہ میں کامل دسترس حاصل کر لی۔

بیعت و خلافت ☆: آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے والد گرامی اور وقت کے قطب خواجہ عبدالقیوم سرہندی کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر کمالات باطنی کی تحصیل کی۔ اور انہی سے خرقہ خلافت و اجازت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ ۱۲۷۰ھ کو جب آپ کے والد ماجد انتقال فرما گئے تو آپ ان کی جگہ پر مسند نشین ہو گئے اور مخلوق کی رہبری کا عظیم کام آپ کے سپرد ہو گیا۔

قندھار سے سندھ تشریف آوری ☆: ملکی حالات ناساز دیکھ کر آپ تقریباً پچاس ساٹھ اپنے افراد خانہ کے ہمراہ عرب شریف کی طرف نقل مکانی کا ارادہ فرما لیا، چنانچہ ۱۲۹۷ھ کو اپنے کچھ مال و اسباب اور کتابوں کو لے کر آپ قندھار سے چل پڑے۔ راستہ میں قلات بلوچی، بھاگ ناڑی، گڑھی یاسین (شکارپور) میں قیام فرماتے ہوئے کشتی کے ذریعہ ٹیاروی پہنچ گئے، جو آج

کل مٹیاری کے نام سے مشہور ہے۔ ابھی چند روز ہی یہاں قیام فرمایا تھا کہ آپ کے والد کا ایک مرید سید میراں محمد شاہ صاحب جو سکھر
بہت بڑا زمیندار تھا، آپ کو اصرار کر کے سکھر لے آیا، جہاں آپ نے تقریباً ایک سال قیام فرمایا۔

حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول ﷺ اور حرمین میں قیام ☆: سکھر سے آپ اپنے اہل خانہ اور دیگر
مخلصین کے ہمراہ حجاز مقدس کی طرف روانہ ہوگئے، کراچی اور بمبئی کی بندرگاہوں کو عبور کرتے ہوئے حجاز مقدس پہنچ گئے۔ ۱۳۰۰ھ سے
لے کر ۱۳۰۲ھ تک یعنی تین سال آپ نے طائف شریف اور مکہ معظمہ میں شیخ عبداللہ سندھی (والد شیخ محمد حسین سندھی) کے پاس
گزارے اور ایک سال چار ماہ کا عرصہ مدینہ منورہ میں گنبد خضریٰ کے سائے میں بسر کیا۔ دوستوں کے مشورہ اور بزرگوں کے ارشادات
پر بالخصوص مولانا علامہ رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی بانی مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے مشورہ پر خراسان واپسی کا ارادہ فرمالیا۔

سندھ میں قیام ☆: آپ حرمین شریفین سے رخصت ہو کر لیکن جب خراسان کے لئے سندھ سے گزر ہوا تو مخلصین کی
گزارشات پر سندھ میں قیام کا فیصلہ کیا اور آپ نے سید میراں محمد شاہ اور اللہ بخش شاہ کے یہاں سکھر میں سکونت اختیار فرمالی اور کچھ
دنوں میں آپ کا آستانہ مرجع خاص و عام بن گیا۔ بے شمار لوگ خصوصاً علماء اہل سنت آپ کے سلسلہ میں داخل ہو کر منزل پا گئے۔

وصال سے دو تین سال قبل یہ واقعہ رونما ہوا کہ دریائے سندھ کا رخ تبدیل ہو کر سکھر کی جانب ہو گیا جس سے اس گاؤں کی تباہی
کے آثار پیدا ہو گئے، لوگوں نے یہ گاؤں چھوڑ کر مختلف محفوظ مقامات پر منتقل ہونا شروع کر دیا۔ آپ کا ایک مرید میر غلام علی ٹالپر تھا جو
ٹنڈو غلام علی میں رہتا تھا انہوں نے ٹنڈو سائیں داد میں نہر کے کنارے اپنی زمین اور باغات درگاہ کے لئے نذر کی۔ اور وہیں مستقل
سکونت کے لئے گزارش کی آپ نے اس کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے وہیں مستقل سکونت اختیار فرمالی۔

شادی و اولاد ☆: آپ نے چار شادیاں فرمائیں، ہر ایک سے اولاد ہوئی لیکن وہ آپ کے سامنے ہی بچپن میں فوت ہو
گئیں۔ سوائے آخری زوجہ محترمہ کے، ان سے دو فرزند اور ایک صاحبزادی تولد ہوئیں۔

۱۔ حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی جو کہ آپ کے بعد جانشین ہوئے۔

۲۔ خواجہ محمد حسین جان سرہندی۔

تصنیف و تالیف ☆: آپ علوم عقلیہ و نقلیہ میں یگانہ روزگار تھے۔ فارسی اور عربی میں مہارت تامہ رکھتے تھے، نظم سے
آپ کو کوئی دلچسپی نہ تھی لیکن نثر بہت سلیس اور مسجع تحریر فرماتے تھے۔ آپ کی تصانیف حدیث، فقہ، سلوک تصوف اور فتویٰ کے موضوع پر
پائی جاتی ہیں، فارسی زبان میں آپ کی مندرجہ ذیل تصنیفات ہیں۔

۱۔شیخ یحیٰ منیری (بہار، انڈیا) کے اعتراضات کے جواب میں ایک رسالہ۔۲۔مسائل فقیہ۔۳۔فتاویٰ رحمانیہ۔۴۔ملا حسین واعظ کاشفی کی کتاب "الرشحات" پر ہونے والے اعتراضات کے جواب میں ایک رسالہ۔۵۔آغاز سلوک۔۶۔دعائے ختم القرآن (عربی)

مندرجہ بالا کتابوں میں اکثر غیر مطبوعہ حالت میں ٹنڈو سائیں داد کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔

عادات وخصائل ☆: آپ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق وشمائل کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر دولت سے سرفراز فرمایا تھا آپ کے اندر غرور وتکبر کا شائبہ تک نہ تھا، آپ کا طرز بود وباش انتہائی سادہ تھا، مریدین جو نذرانے پیش کرتے تھے وہ آپ اکثر فقراء میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ دنیاوی ساز وسامان میں اگر کسی چیز کی طرف آپ کو رغبت تھی تو وہ عمدہ عمدہ دینی کتابیں تھیں۔

سفر حرمین شریفین ☆: آپ نے سات مرتبہ حرمین شریفین کا سفر اختیار فرمایا یعنی سات بار روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کی سعادت عظمیٰ حاصل کی۔ ایک بار ایک سال چار ماہ کا عرصہ دیار حبیب میں رہ کر خوب فیوض وبرکات حاصل کئے۔ گنبد خضریٰ کے سایہ تلے مزار اقدس کی حاضری، درود وسلام کا ورد اور مراقبہ ومشاہدے سے خوب سیراب ہوئے۔

احترام سادات کرام ☆: حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو عشق کی حد تک محبت تھی۔ محبت خود آداب سکھا دیتی ہے۔ آپ نے اپنے محبوب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کس طرح ادب کیا اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ ایک روز میر یوسف صاحب نے حضرت سے دریافت کیا کہ بعض لوگ کہیں سے آئے ہیں اور اپنے آپ کو سید بتلاتے ہیں اب نہ معلوم وہ حقیقت میں سید بھی ہیں یا نہیں لہٰذا ان کی کیا تعظیم کریں۔

آپ نے فرمایا: چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اور اسم گرامی درمیان میں آ گیا، لہٰذا اب ان کی تعظیم فرض ہو گئی۔ اگر بالفرض وہ شخص سید ہوا تو وہ تعظیم کا حقدار ہے اس کی تعظیم ہوگئی اور اگر سید نہ ہوا تو کم از کم نام کا ادب تو ہوگیا۔"

حاضری مزارات اولیاء اللہ ☆: اولیائے کرام اور صوفیائے کرام کے مزارات پر اکثر حاضری دیا کرتے تھے اور اس کے لئے دور دراز کی مسافتیں طے کیا کرتے تھے۔ جب کسی ولی کے مزار شریف پر حاضر ہوتے تو وہاں کچھ عرصہ قیام فرما کر اچھی طرح اکتساب فیض فرمایا کرتے تھے۔

ارادت مند علمائے کرام ☆: اہل سنت وجماعت احناف کے اکابر علماء کرام کی اکثریت آپ سے بیعت وخلافت کا شرف رکھتی تھی بعد ان میں سے بعض کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔اسد ملت علامہ قاضی سید اسد اللہ شاہ قدس سرہ ٹنڈو قیصر ضلع حیدرآباد۔۲۔سید السادات حضرت علامہ سید علی محمد شاہ دائرہ شریف، اڈیرو لعل۔۳۔مفتی اعظم لاڑ حضرت علامہ مفتی حامد اللہ میمن بیلو ضلع ٹھٹھہ۔۴۔عاشق رسول، شارح قصیدہ علامہ مفتی علی محمد مہیری ضلع بدین۔ ۵۔استاد العلماء مولانا قاضی ابوالخیر عبداللہ جتوئی آمری ضلع ٹھٹھہ۔۶۔بحر العلوم حضرت علامہ قاضی لعل محمد ٹیاروی ٹیاری ضلع حیدرآباد۔ ۷۔فاضل جلیل محقق ومدقق علامہ مفتی محمد قاسم یاسینی گڑھی یاسین ضلع شکارپور۔۸۔عالم نبیل حضرت مولانا حافظ مفتی محمد ابراہیم یاسینی گڑھی یاسین ضلع شکارپور۔۹۔پیر طریقت حضرت علامہ مخدوم غلام محمد ملکانی، ملکانی شریف ضلع دادو۔۱۰۔پیر طریقت حضرت مولانا مخدوم ولی محمد اول (متوفی ۱۳۱۶ھ) درگاہ ملا کاتیار ضلع حیدرآباد۔۱۱۔استاد العلماء حضرت ملوانا مفتی محمد نقشبندی ہالا پرانہ۔۱۲۔درویش صفت انسان مولانا حامد اللہ نقشبندی ساندہ شریف تحصیل نگر پارکر۔۱۳۔حضرت مولانا الحاج محمد ہاشم کھتری، گوٹھ غلام اللہ ضلع ٹھٹھہ۔۱۴۔استاد العلماء مولانا عبداللہ ولہاری، دھورونارو ضلع عمرکوٹ۔۱۵۔مفسر قرآن علامہ سید محمد فاضل شاہ فاضل کاظمی، حیدرآباد۔۱۶۔حضرت مولانا نور اللہ هیسبانی بانی مدرسہ نورالاسلام کنڈیارو

وصال باکمال ☆: حضرت خواجہ عبدالرحمٰن نے ۲ ذوالقعدہ ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۸ء بروز جمعۃ المبارک ضحوہ کبریٰ کے وقت بواسیر کے مرض میں اکہتر (۷۱) سال کی عمر پا کر واصل بحق ہوگئے۔آپ کا مزار مبارک ٹنڈو سائینداد سے چند میل کے فاصلہ پر اور ٹکھر سے جانب شمال ایک میل کی مسافت پر ''کوہ گنجہ'' کے دامن میں واقع ہے اور مقبرہ شریف کے نام سے مشہور ہے۔زائرین کی سہولت اور آسانی کے لئے وہاں مسقف کمرے اور دالان ہیں لیکن آپ کی وصیت کے باعث قبر مبارک کے محاذ چھت میں سوراخ کر دیا ہے تاکہ قبر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے۔

بشکریہ انوار علمائے اہلسنت سندھ

حضرت حافظ دوست محمد للہی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: محبوب الفقراء عارف اکمل و افضل حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا حافظ دوست محمد رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۶۶ ہجری بمطابق ۵۰۔۱۸۴۹ء میں حضرت خواجہ غلام نبی للہی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر للہ شریف ضلع جہلم میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ابھی آپ شیر خوارگی کے عالم میں ہی تھے کہ عارف یگانہ مرد قلندر حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو ایک مکتوب تحریر فرمایا۔

مولوی حافظ دوست محمد کو دعا ☆: چنانچہ آپ بڑے ہو کر خدا پاک کے فضل و کرم سے حافظ بھی ہوئے اور عالم و فاضل بھی۔ تکمیل علوم کے بعد تین سال تک اپنے والد ماجد حضرت خواجہ غلام نبی للہی رحمتہ اللہ علیہ سے کسب سلوک کیا اور سلسلہ مجددیہ کے مقامات کی تکمیل کر کے سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے ایما پر خلافت واجازت سے مشرف ہوئے اور اپنے والد ماجد حضرت خواجہ غلام نبی للہی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال باکمال کے بعد مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور حق وصداقت کا علم اٹھا کر مخلوق خدا کی راہنمائی اور تعلیم و تربیت اور رشد وہدایت فرماتے رہے آپ غرباء اور مساکین کو الطاف خسروانہ سے نوازتے اہل دنیا سے ہمیشہ کنارا کش رہے صاحب حال ہوتے ہوئے بھی کمال استغناء سے کام لیتے تھے آپ کے پاس آنے والے عقیدت مندان اور مریدین سائلین کامیاب و بامراد لوٹتے تھے آپ نہائی درجہ کے متقی و پرہیزگار اور پابند شریعت و طریقت تھے تمام عمر خلاف شریعت کوئی کام نہ کیا سخی اتنے تھے کہ اپنے پاس مال دنیا کو جمع نہ ہونے دیتے تھے جو کچھ بھی آتا راہ خدا میں تقسیم فرمادیتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۸ ذالحجہ ۱۸ اپریل ۱۳۱۸ ہجری 1900ء کو ہوا آپ کو بعد از وصال آپ کو آپ کے والد گرامی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کے بعد آپ کے جانشین جناب صاحبزادہ خواجہ محمد عبدُ الرسول رحمتہ اللہ علیہ مقرر ہوئے مگر عین عالم شباب میں ۲۹ برس کی عمر شریف میں ۷ رمضان المبارک ۳۰ اگست ۱۹۱۲ء کو ان کا بھی وصال باکمال ہو گیا ان کے بعد خواجہ عبدالرسول کے پوتے حضرت خواجہ محمد مطلوب الرسول مدظلہ العالی سجادہ نشین مقرر ہوئے جو کہ اپنے اسلاف کے طریقہ پر کاربند رہتے ہوئے رشد وہدایت میں مصروف ہیں مولائے کریم ان کا سایہ مریدین پر تادیر قائم رکھے۔

حضرت خواجہ حافظ دوست محمد للہی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار پر انوار للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ محمد امین مستالوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم ربانی، مرشد لاثانی، واقف اسرار خفی وجلی حضرت خواجہ محمد امین مستالوی رحمتہ اللہ علیہ موضع روپڑ علاقہ سواں تحصیل چک بیلی خان ضلع راولپنڈی میں حضرت شیخ احمد جی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے گھر آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حضرت شیخ احمد جی علیہ الرحمتہ سلسلہ نقشبندیہ کے معروف بزرگ خواجہ مراد تھیالوی کے مرید وخلیفہ تھے جو کہ تمام عمر شریعت وطریقت کی اتباع اور عبادت وریاضت میں مصروف رہے۔

حضرت شیخ احمد جی علیہ الرحمتہ کا وصال باکمال ۱۴ شوال ۱۲۸۴ھ ہجری ۸ فروری ۱۸۶۸ء کو روپڑ شریف تحصیل چک بیلی خان ضلع راولپنڈی میں ہوا اور وہیں ان کا مزار مرجع خلائق عام ہے۔ حضرت شیخ احمد جی علیہ الرحمتہ کے تین صاجزادے تھے۔ (۱) خواجہ فقیر محمد علیہ الرحمتہ (۲) حضرت خواجہ محمد حبیب اللہ علیہ الرحمتہ (۳) حضرت خواجہ محمد امین علیہ الرحمتہ۔

اوّل الذکر دونوں صاحبزادے روپڑ میں ہی مقیم رہے۔ جبکہ مولانا خواجہ محمد امین مستالوی روپڑ شریف سے نقل مکانی کر کے موضع مستال ضلع اسلام آباد تشریف لے آئے اور اس جگہ کو خلق خدا کی ہدایت اور تبلیغ وارشاد کے لئے اپنا مرکز بنایا۔ آپ سیرت وکردار میں بے مثل اور اپنے وقت کے بہترین عالم وفاضل اور شیخ طریقت تھے۔ تمام زندگی یادخدا اور ذکر خدا میں گزاری۔ تقویٰ، پرہیزگاری آپ کی زندگی کا خاصہ تھا۔ نماز پنجگانہ اور دیگر نوافل کا کثرت سے اہتمام آپ کا معمول زندگی تھا۔ خلاف شریعت کبھی بھی کوئی کام سرزد نہ ہونے دیا اور نہ ہی اپنے شیوخ واسلاف کے اصولوں کی خلاف ورزی کی۔ آپ علم وفضل اور کمال میں یگانہء روزگار تھے۔ دُور دُور سے علمائے کرام، مشائخ عظام آ کر آپ سے اکتساب فیض فرماتے۔ سخاوت میں بے مثل و بے مثال تھے۔ اخلاقِ محمدی کا عملی نمونہ تھے۔ شجاعت و جوانمردی کے دھنی تھے۔ دنیا اور اہل دنیا سے لاتعلق تھے۔ ریا کاری، تکبر وغرور کا شائبہ نہ تھا۔ بناوٹ اور ظاہرداری سے ہمیشہ پرہیز فرماتے رہے۔

آپ کی علمی یادگاریں ☆: آپ نے دو کتابیں یادگار چھوڑی ہیں جن میں (۱) ''زادالامین لاہل الیقین'' (فارسی غیر مطبوعہ) جو کہ تصوف کے موضوع پر بصورت سوال وجواب عمدہ کتاب ہے مگر افسوس کہ موت کے بے رحم ہاتھوں نے مؤلف مرحوم کو کتاب مکمل نہ کرنے دی۔ (۲) ''تحفہ احمدیہ'' (پنجابی منظوم) اُس کتاب میں آپ نے اپنے والد محترم اور شیخ طریقت حضرت خواجہ شیخ احمد

روپڑی علیہ الرحمتہ کے شمائل خوارق عادات اور کمالات عالیہ نظم کیے ہیں۔

اولاد وامجاد☆: آپ کے دو صاحبزادے ہیں حضرت خواجہ عبدالحی جو کہ حج پر تشریف لے گئے اور کچھ بیمار رہنے کے بعد مکہ مکرمہ میں ہی وصال فرما گئے۔ دوسرے صاحبزادے مولانا عبدالعلی مستالوی علیہ الرحمتہ جو کہ آپ کے جانشین ہوئے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۲ شوال ۱۳۱۸ء ہجری ۲۳ جنوری 1901ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار مستال شریف ضلع اسلام آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہلِ عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آج کل آپ کے دربار کے موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ محمد مظہر علی مستالوی ہیں۔ فقیر راقم الحروف سے اچھی یاد اللہ ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ فیض الحق جان نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان الطریقت نقشبندیہ، مقبول بارگاہ رحمانی، پیشوائے اہل تمکین، خورشید سپہر ولایت حضرت خواجہ فیض الحق جان نقشبندی علیہ الرحمۃ آپ زہد وتقویٰ میں لاثانی اور مشاہیر زمانہ اولیائے کبار سے تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۷ رجب المرجب ۱۲۵۵ھ بمطابق ۱۸۳۹ء کو ولی العصر، حضرت خواجہ میاں عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے گھر واقع قریہ چشمہ اچوزئی نزد کوئٹہ شہر صوبہ بلوچستان میں ہوئی۔

ابھی آپ کمسنی کے عالم میں تھے تو والدِ گرامی کا وصال ہوگیا، والدِ گرامی نے اپنے وصال سے قبل آپ کو اور آپ کے دوسرے بھائی، ہر دو حضرات کو حضرت مُلا صالح محمد اخوند جو اپنے زمانے کے بلند پایہ عالم دین تھے، کی خدمت میں قندھار بھیج دیا تھا، آپ قندھار سے علوم دینیہ میں مقام بلند حاصل کر کے بلوچستان تشریف لائے، اور کچھ عرصہ درس وتدریس اور عبادت وریاضت میں گزاری۔

تلاش مرشد کامل ☆: درس وتدریس کے دوران آپ تصوف وفقر کی طرف متوجہ ہوئے، ہمہ وقت اوراد ووظائف میں مشغول رہنے لگے، حتیٰ کے اس دوران ایک مرتبہ ایسے بیمار ہوئے کہ اوراد ووظائف اور معمولات کی ادائیگی بھی مشکل ہوگئی۔

ایام علالت میں آپ نے نیت کرلی کہ اگر خدا نے شفا بخشی تو اس چیز کو حاصل کروں گا جو ہمیشہ ساتھ دے۔

چنانچہ صحت یاب ہوتے ہی پیر کامل کی تلاش میں نکلے اور دور دراز کے سفر کی صعوبتیں برداشت کیں، اور قندھار کابل سے لے کر پنجاب تک سیاحت کرتے ہوئے بالآخر اپنی منزل کو پہنچ گئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ روح اللہ گانگلوئی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے۔ اور عرصہ چار پانچ سال تک ان کی خدمت میں رہ کر مجاہدات کرتے رہے۔ بعد از تکمیل مجاہدات کے مرشد کامل کے ہاتھوں خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ کے بارے مرشد کامل کا فرمان ☆: آپ کے پیر ومرشد حضرت میاں روح اللہ علیہ الرحمۃ اپنے زمانے کے ایسے شیخ طریقت تھے کہ اُس زمانے کے علماء صوفیا کی ایک جماعت نہ صرف ان کی گرویدہ بلکہ حضرت کے دست حق پرست پر بیعت بھی تھے، ان میں سے بعض حضرات در بلند کو پہنچے اور بعض منزل مقصود پانے میں ناکام رہے۔

ناکام رہ جانے والے مریدوں کو حضرت خواجہ فیض الحق پر رشک آیا کہ انہوں نے اتنی جلدی یہ بلند مرتبہ کیونکر حاصل کرلیا۔

حضرت میاں روح اللہ کشف تام کے مالک تھے، انہوں نے ایک روز بھری محفل میں کہا کہ خواجہ فیض الحق جان گیلی مٹی کی مانند میرے پاس آئے تھے، جسے تھوڑا سا پانی لگانے کی ضرورت تھی، جس کی وجہ سے وہ معمولی توجہ سے خلافت کے اہل بن گئے۔

اور جولوگ بالکل خشک مٹی کی طرح آئے تھے، وہ زیادہ پانی سے بھی گیلے نہ ہو سکے، لہٰذا ایسے لوگوں کو خواجہ فیض الحق کے بارے نہیں سوچنا چاہیے۔

خواجہ شاہ ابوالخیر کا آپ کے بارے فرمان ☆: ایک بار حضرت شاہ ابوالخیر سرہندی جو اپنے زمانے کے صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے، کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ جب حضرت شاہ ابوالخیر کی مجلس سے رخصت ہوئے تو حضرت شاہ ابوالخیر کے خدام نے آپ کے متعلق پوچھا کہ یہ حضرت کیسے ولی ہیں، تو حضرت شاہ ابوالخیر نے فرمایا کہ پہلے میں نے چند لومڑیاں دیکھی تھیں، آج میں نے ایک شیر دیکھا ہے۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: حضرت حاجی محمد عثمان کچلاغی، جن کا مزار کوئٹہ کے نزدیک ہے، حضرت حاجی محمد عباس مروی، ان کا مزار مستونگ میں مرجع انام ہے، حضرت حاجی محمد عوض گلزاری ان مزار کوئٹہ میں ہے، حضرت اخوند محمد امین ترخوی ان کا مزار بھی کوئٹہ میں ہے، حضرت مُلا احمد صاحب ان کا مزار کلی شیخاں کوئٹہ میں ہے، حضرت حاجی اللہ بخش غوک ان کا مزار سبی میں ہے، حضرت خلیفہ درمحمد، ان کا مزار مستونگ میں مرجع انام ہیں۔

کشف وکرامت ☆: حاجی عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ فیض الحق صاحب اور میں درانی بستی کوئٹہ چھاؤنی میں اقامت گزیں تھے۔ اُس بستی کے نزدیک ایک مزار تھا، جہاں اب اسٹاف کالج ہے، اُس مزار کے قریب ایک جگہ ویران پڑی تھی۔ جہاں مسافر اپنی سواریاں باندھتے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب اس مزار پر کبھی کبھی تشریف لے جاتے اور مراقبہ کرتے تھے۔

ایک روز جب مراقبہ کر کے واپس لوٹے تو ارشاد فرمایا کہ قبر کھودنے کا سامان لاؤ، سب لوگ حیران تھے کہ بستی میں کوئی موت واقع نہیں ہوئی تو پھر قبرستان میں قبر کھودنے کا سامان لے جانے کی کیا ضرورت ہے، لیکن کسی کو جرات نہ ہوئی کہ وہ آپ سے حقیقتِ حال کے بارے میں پوچھتا۔

چنانچہ سامان مہیا کر کے سب لوگ وہاں پہنچ گئے۔ آپ نے اس ویران جگہ کو کھودنے کا حکم دیا جہاں مسافر اپنی سواریوں کے جانور باندھتے تھے۔ ابھی زمین کا کچھ حصہ کھودا تھا کہ وہاں قبر کا نشان ظاہر ہوا۔

جب لحد کو کھولا گیا تو وہاں سے ایک سفید ریش بزرگ کا جسم مقدس نکلا جو بالکل صحیح سالم تھا۔

آپ کے ارشاد پر ان بزرگ کو وہاں سے نکال کر قریبی مزار والے بزرگ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا، اگلے روز کسی خلیفہ نے جرأت کر کے اس واقعہ کی حقیقت کو جاننا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ جس بزرگ کا جسم اطہر اس خفیہ قبر سے برآمد ہوا ہے، وہ بزرگ اپنے زمانے مشاہیر بزرگوں میں سے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ میں اس جگہ تکلیف میں ہوں، مجھے یہاں سے نکال کر خلیفہ کے مزار کے قریب دفن کر دو۔

چنانچہ میں نے جو کچھ کیا ان بزرگ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ بمطابق ۱۹۰۰ء بروز اتوار دن دو بجے نماز ظہر کے وقت ہوا۔ مزار پُر انوار قریہ چشمہ چوزئی نزد کوئٹہ شہر صوبہ بلوچستان میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ سید میر جان کابلی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہباز فضائے تجرید، ہمائے آشیانہ تفرید، جلیس مسند حق الیقین، متصرف ولایت شرقی و غربی حضرت خواجہ سید میر جان کابلی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ قطب آسمان ولایت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت جناب حضرت سید میر حسن بن سید عبداللہ کے گھر کابل میں ہوئی۔ اور کابل میں ہی ابتدائی تعلیم و تربیت کے بعد وہاں کے قابل ترین علمائے کرام اور اساتذہ سے تفسیر و حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

آپ کا سلسلہ نسب ننھیال کی طرف سے حضرت خواجہ خاوند محمود نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ اسی بنا پر آپ نے لاہور کو اپنا جائے مسکن بنایا اور تادم آخر لاہور میں ہی قیام پذیر رہے۔

بیعت و خلافت ☆: ظاہری تعلیم کی تکمیل کے بعد بیعت ہونے کی غرض سے آپ صوبہ سرحد کے معروف شہر سوات کی روحانی شخصیت حضرت اخوند قادری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ انڈیا کے شہر امرتسر چلے جائیں آپ کا حصہ حضرت سید احمد یار بخاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ہے۔ اس ارشاد کی تعمیل میں آپ پشاور اور لاہور سے ہوتے ہوئے امرتسر پہنچے اور حضرت سید احمد یار بخاری اوچی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ میں تو آپ کی آمد کا بہت دنوں سے منتظر تھا۔ اس کے بعد انہوں نے آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت فرما کر عبادت و ریاضت، مجاہدہ و سلوک کی منزل کی جانب گامزن فرما دیا۔ جب انہوں نے آپ کو اس میں پختہ پایا تو خرقہ خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد کر دیا۔

آپ کا سلسلہ طریقت اس طرح ہے۔ سید میر جان کابلی مرید و خلیفہ حضرت سید احمد یار بخاری اوچی مرید حضرت مولوی محمد شریف قندھاری مرید حضرت شاہ محمد سعید مجددی مرید حضرت شاہ غلام علی مرید حضرت شمس الدین حبیب مرید و خلیفہ حضرت سید نور محمد بدایونی مرید حضرت خواجہ سیف الدین مرید حضرت خواجہ محمد معصوم مرید حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

لاہور میں ورود مسعود ☆: مرشد کامل سے اجازت و خلافت کے بعد آپ نے لاہور کو اپنا جائے مسکن بنا کر اپنے ننھالی بزرگ حضرت خواجہ خاوند محمود نقشبندی المعروف حضرت ایشاں رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کو مرکز ارشاد و سلوک بنایا اس طرح آپ کی آمد سے حضرت ایشاں کا مزار اور خانقاہ دوبارہ آباد ہوئی۔ آپ عرصہ ۳۰ برس تک درس و تدریس اور سلسلہ تلقین و ہدایت میں مصروف رہے۔ آپ

کی مادری زبان فارسی تھی۔ لیکن اہل لاہور کو اپنا پیغام پہنچانے کے لئے آپ پنجابی زبان میں تقریر فرماتے تھے۔ لاتعداد افراد نے آپ سے استفادہ کیا اور بہت سے افراد نے ہدایت پائی۔ اپنے زمانے کے بڑے بڑے کاملین جن میں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری اور حضرت مولانا غلام قادر بھیروی علیہم الرحمۃ جیسی عظیم المرتبت ہستیاں عموماً جمعرات اور جمعۃ المبارک کے روز آپ کے پاس آتے اور مسجد کی محراب کے پاس بیٹھ کر آپ کے ارشادات سے مستفید ہوتے تھے۔

آپ نے اپنی لگن اور محنت سے حضرت ایشاں رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بہت سے حجرے تعمیر کروائے اور ایک حویلی اور مسافر خانہ بھی بنوایا۔ جہاں مسافر اور طالب علم قیام کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے ایک مدرسہ بھی تعمیر کروایا جس میں آپ بذات خود قرآن پاک، حدیث وفقہ، اور عقائد حقہ کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

شادی واولاد☆: آپ ہر سال حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تشریف لے جاتے تھے۔ انہی سالوں میں آپ کی شادی ایک نیک سیرت خاتون سے ہوتی تو خداوند کریم نے آپ کو ان کے بطن سے دو صاحبزادے عنایت فرمائے۔

ایک مرتبہ جب آپ اپنی اہلیہ محترمہ اور دونوں صاحبزادوں کے ہمراہ حج پر حسب معمول تشریف لے گئے تو حج سے وطن واپسی پر راستے میں جہاز طوفان کی نذر ہو گیا۔ اس میں آپ کی اہلیہ اور دونوں صاحبزادے دیگر مسافروں کے ساتھ سمندر میں ڈوب گئے جبکہ آپ ایک لکڑی کے تختے پر تین دن متواتر سفر کرتے ہوئے بمبئی کے ساحل پر پہنچے وہاں سے لاہور تشریف لائے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال یکم شعبان المعظم ۱۳۱۹ھ بمطابق ۱۳ نومبر 1901ء کو ہوا مزار پر انوار حضرت خواجہ خاوند محمود حضرت ایشاں رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے باہر گرانڈ ٹرنک روڈ بیگم پورہ میں یتیم خانہ دار الفرقان کے متصل لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔ مزار شریف پر تاریخ وصال کے علاوہ درج ذیل شعر کنندہ ہے۔

کاملاں را نور دیدہ جان جاناں عارفاں
نور چشم خواجگان نام باکش میر جاں

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سیّد نیک عالم شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صاحب فہم وزکا، مخزن صدق وفا، عارف باللہ محبوب ذات الٰہ، پروردۂ آغوش ولایت، آل نبی اولاد علی حضرت پیر سیّد نیک عالم شاہ قادری نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ زبدۃ العارفین ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت موضع گوڑھا شریف تحصیل وضلع میرپور آزاد کشمیر میں ۱۲۷۹ھ بمطابق 1862ء کو حضرت سید دیوان علی شاہ علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔

آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم کے واسطہ سے امام عالی مقام سید الشھداء حضرت امام حسین علیہ السلام ابن علی ابن ابی طالب تک پہنچتا ہے۔ آپ نے گھر کے مذہبی ماحول کی وجہ سے جلد ہی علوم ظاہریہ کی تکمیل کرلی اور اس کے بعد اپنے اجداد کے مشن کے وارث بن کر عبادت وریاضت زہد وتقویٰ اور فقر واستغنا کو اپنا شعار بنایا۔ شریعت اور طریقت کی پاسداری نماز پنجگانہ کے علاوہ دیگر نوافل بالخصوص تہجد کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔ آپ انتہائی بلند اخلاق صاحب ذوق باہمت وباصلاحیت نیک سیرت خوبصورت اور سخاوت میں بے مثال تھے۔ آنے والا آپ کو دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔

آپ شاعری سے بھی لگاؤ رکھتے تھے۔ عارفانہ کلام اتنا گہرا لکھتے تھے کہ آپ کے معاصرین دنگ رہ جاتے۔ آپ صاحب تصنیف بزرگ ہیں آپ کی شہرہ آفاق کتاب مجموعہ سی حرفی ہے جس میں دو ہزار دوہڑے تحریر ہیں۔

پیر سیّد علی جان شاہ کے تاثرات ☆: پیر سید علی جان شاہ صاحب بل پیراں والے جو آزاد کشمیر کے معروف سیاست دان ہونے کے علاوہ حکومت آزاد جموں وکشمیر کے وزیر اور حکومت پاکستان کے وزیراعظم کے مشیر شمالی علاقہ برائے امور کشمیر بھی رہ چکے ہیں وہ آپ کی کتاب مجموعہ سی حرفی کے دیباچہ میں تین اقتباس آپ کے بارے میں پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اقتباس اول ☆:

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر وارثِ میراث پدر کیونکر ہو

حضرت شاہ صاحب تقریباً ۴۰ برس کی عمر میں روز پنجشنبہ (جمعرات) ۲۳ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ کو دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے۔ اس مختصر سے عرصہ حیات میں انہوں نے اپنے ہم عصر صاحب نظر لوگوں کو بے حد متاثر کیا۔ جن میں قاضی سلطان محمود اعوان

شریف گجرات حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی مصنف سیف الملوک اور حضرت مولوی عبداللہ صاحب کھمباں شریف والے شامل ہیں۔آپ نے ارشاد و ہدایت کے دعوٰی پر رسمی سجادگی اختیار نہیں کی۔تمام عمر سلوک میں اتباع سنت کا رنگ غالب رہا۔ ہر لحہ مطلوب و محبوب کی طلب میں اکثر بے دیار و بے قرار رہے۔

حتیٰ کہ بعد وصال ان کی بیقرار روح کو قرار نہ آیا۔اور ۶۷ سال بعد از وفات ان کے جسد خاکی کو میر پور قدیم سے بوجہ منگلا ڈیم بننے کے بعد میر پور جدید نئی آبادی سنگوٹ میں منتقل کر کے ان کے جذبہ سیاحت اور غلبہ سلوک کی یاد تازہ کر دی گئی۔

اقتباس دوئم ☆: حضرت پیر سید نیک عالم شاہ صاحب عالم باعمل اور صوفی باصفا تھے۔حرمین شریفین کی زیارت حج کی سعادت اور اس خطہ مقدس و مبارک کی عطر بیز فضاؤں میں چھ سال اقامت نے اس سائل پاشکستہ کے دامن کو کن کن گوہر ہائے اقدار سے بھر دیا ہوگا۔فطرت نے آپ کو اعلیٰ شاعرانہ ذوق عطا فرمایا تھا۔گوڑھا شریف سے چند میل کے فاصلے پر کھڑی شریف حضرت پیرے شاہ غازی قلندر کے آستانہ عالیہ پر عظیم شاعر عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش صاحب سوز و گداز اور درد و داغ کے روح پرور ترنے سنا رہے تھے۔حضرت میاں صاحب اور شاہ صاحب کے باہم تعلقات تھے۔ملاقات بھی تھی اور گاہے گاہے منظوم خط و کتابت میں شاعرانہ چشمک تک بھی نوبت آ جاتی تھی۔لیکن اس چشمک میں اخلاص و متانت اور تخیل و فن کا معیار قائم رہتا تھا۔اس کا اندازہ آپ مندرجہ ذیل دو بندوں سے لگا سکتے ہیں۔واقعہ یہ ہوا کہ ایک دفعہ حضرت شاہ صاحب بیمار ہو گئے۔حضرت میاں صاحب دربار آنے والے زائرین سے آپ کا حال پوچھتے رہتے تھے کسی سے معلوم ہوا کہ شاہ صاحب بیمار ہیں۔سرکار میاں صاحب نے عیادت نامہ لکھا جس میں یہ بند تحریر فرمایا۔

صابراں کم نہ بولنا جی ڈبہ موتیاں دا اوہڑے ڈوہلنا کیہ
آپ سوہناوا لڑے فکر لایئے ذکر اونہاں دا کسے تے پھولنا کیہ
جدو یار نے سیس تے بھاردتا خبردار رہو ہیئے پھر ڈولنا کیہ
جوٹھا جام امام دا پاک پی کے رہو مست محمدا بولنا کیہ

جواب منجانب حضرت سید نیک عالم شاہ صاحب نے حضرت میاں صاحب کے خط کا جواب دیتے ہوئے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا۔

حضور عالی جناب۔عیادت نامہ وصول پایا۔سرکار کی یاد آوری کا از حد شکریہ۔حضور نے چند مشوروں سے اپنے عزیز کو نوازا ہے۔ لیکن یہاں صورت حال مختلف ہے جو میرے اس شعر میں عرض ہے۔

صابراں دل نہ عاشقاں دے پانی چھاننی وچہ ٹھہراونا کیہ
ہوئے سیس تے بوجھ اٹھا لیئے بے سراں نوں بھار چکاونا کیہ
اے پر تیغ مسموم دے زخمیاں نوں زہر چپ دا گھول پلاونا کیہ
جوٹھا جام امام دا پاک پینا عالم جہانوں مست بناونا کیہ

ترجمہ اشعار دوہڑا جات ☆: حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں۔ شاہ جی صابر بولتے نہیں ہیں بلکہ چپ رہتے ہیں۔ محبوب کے راز موتیوں کی طرح دل میں سنبھال کر رکھتے ہیں۔ صحن میں بکھرنے نہیں دیتے۔ محبوب کے رازوں اور اس کی یاد میں دلی افکار کو اپنے تک ہی محدود رکھنا چاہیے۔ غیروں پر راز فاش کرنا ٹھیک نہیں۔ صبر ہر حال میں کرنا بہتر ہے۔ جب محبوب عشق کا بوجھ اٹھوائے تو ڈولنا نہیں چاہیے۔ بار امانت کو سر اٹھا کر خبردار اور ہوشیار رہ کر اسے منزل مقصود تک پہنچانا چاہیے۔ یعنی ذمہ داری کا احساس ہر گھڑی رہنا چاہیے۔ اے محمد شاہ جی کو عاشقوں کے امام حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کے صبر جمیل کے سمندر سے عشق اور صبر کا گھونٹ پی کر مست رہنے کی تجویز پیش کر۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت میاں صاحب نے شاہ صاحب کو اس بند میں ہنسی دل لگی سے ذرا گدا گدانے کی کوشش کی ہے تا کہ دیکھیں وہ اپنی مرنجاں مرنج طبیعت سے کیا جواب دیتے ہیں۔ آپ بخوبی جانتے تھے کہ جواب عمدہ ہوگا۔

شاہ صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں ☆: یا حضرت آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ عشق کے قیمتی موتیوں (راز ہائے سربستہ) کو دل کی ڈبیا میں سنبھال کر رکھو اور صبر کرو۔ گزارش ہے کہ صابروں اور عاشقوں کے دل ہوتے ہی کہاں ہیں۔ وہ تو محبوبوں کے ہاتھ پہلے ہی بک چکے ہوتے ہیں۔ اور سینوں میں جو گوشت کے لوتھڑے دل رہ جاتے ہیں۔ وہ ہجر و فراق کے زخموں سے چور ہو کر چھلنی بن چکے ہوتے ہیں۔ جس طرح چھلنی میں پانی کا ٹھہرنا دشوار ہے۔ اسی طرح عاشق کی آہ و فغاں کا سینے میں دب کر رہنا ناممکن ہے۔ آپ نے جس بوجھ کے اٹھانے اور سنبھالنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے ضمن میں عرض ہے کہ یہ بوجھ تو وہ لوگ اٹھائیں جن کے سر اپنے ہیں اور ابھی تک سلامت ہیں۔ لیکن جنہوں نے سروں کا سودا کر کے قیمت چکا لی ہے۔ وہ اس بوجھ کو کیونکر اٹھائیں اور کیسے نبھائیں۔ ان کے تو سر بھی محبوب کے عشق میں گروی ہیں۔ رہا یہ کہ چپ کا پیالہ پیئوں اور ہمہ تن خاموش رہوں۔ بھلا جو عشق کی تیغ مسموم سے زخمی ہوں انہیں چپ کا زہر پلانا کیا معنی رکھتا ہے۔ جہاں تک امام پاک کا جھوٹا جام پی کر مست رہنے کا ذکر ہے سو اس ضمن میں گزارش ہے کہ مجھ جیسے عالم شاہ غریب کے اتنے بلند کہاں نصیب کہ اس ہستی کا جام جو میسر آ کر اس ناچیز کو مست بنا دے۔

حضرت میاں صاحب یہ جواب پڑھ کر بے حد مسرور ہوئے اور شاہ صاحب کی فطانت و ذہانت اور ان کے شاعرانہ فن کی کھل کر داد دی۔ اس مقام پر پیر سید علی جان شاہ فرماتے ہیں کہ حضرت میاں محمد بخش صاحب کا تو شاعری میں مسلم مقام ہے لیکن حضرت شاہ صاحب نے اپنے جوابی قطعہ میں ان کے اٹھائے گئے سوالات کو جس طرح حل فرمایا ہے وہ ان ہی کا حصہ ہے۔ اشعار میں دونوں حضرات ایک دوسرے کا بے حد احترام کرتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۴۰ برس کی عمر عزیز میں بروز جمعرات ۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۱۹ھ بمطابق 1901ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار نئی آبادی سنگوٹ میر پور میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ غلام مرتضٰی بیر بلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مبلغ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، ترجمان مسلک وتعلیماتِ مجددیہ، عالم ربانی، مرشد لاثانی حضرت خواجہ غلام مرتضٰی بیر بلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ متصرف بہ تصرفات وکمالات ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1251ھ ہجری بمطابق 1835ء کو بمقام بیر بل شریف ضلع خوشاب میں اپنے وقت کے متجر عالم دین مولانا محمد اسلم کے علمی گھر میں ہوئی۔

آپ کا گھرانہ کئی پشتوں سے علم وفضل کا گہوارہ چلا آ رہا ہے۔ آپ کی ولادت سے قبل ہی کسی بزرگ نے آپ کے والد گرامی علیہ الرحمتہ کو آپ کے علوِ مرتبت اور مقام کی بشارت دے دی تھی۔

آپ کی ابتدائی تربیت وتعلیم کا آغاز آپ کے والد گرامی کے ہاتھوں ہوا۔ سب سے پہلے ناظرہ قرآن بعدازاں حفظ القرآن اور پھر عربی وفارسی کی ابتدائی کتب والد گرامی سے ہی شروع کیں۔ ابھی آپ فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھ ہی رہے تھے کہ والد گرامی حضرت مولانا محمد اسلم کا انتقال ہوگیا۔ والد گرامی کے وصال کے بعد آپ لِلہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں حضرت شیخ طریقت امیر شریعت خواجہ غلام نبی للّٰہی نقشبندی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں پہنچ کر ان سے علوم متداولہ کی کتب کا آغاز کر کے اٹھارہ برس کی عمر میں تمام علوم دینیہ میں تحصیل وتکمیل کر کے سند فراغت حاصل کر کے اپنے وطن مالوف بیر بل شریف آ گئے۔

بیعت وخلافت ☆: دوران تعلیم ہی آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضور نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

درس وتدریس ☆: آپ نے دربار عالیہ بیر بل شریف میں درس وتدریس کا آغاز کیا۔ تو دور دراز سے متلاشیان علوم دینیہ جوق در جوق آنے لگے اور اس چشمۂ فیض سے پیاس بجھانے لگے۔ بڑے بڑے درباروں کے سجادہ نشین اور ان کے صاحبزادگان بھی آپ کے ہاں آ کر درس لینے لگے۔ لاتعداد اور اِنگشت طالبان علم دین آپ سے عالم وفاضل، حافظ قاری بن کر نکلے۔

آپ کے استاد محترم حضرت خواجہ غلام نبی للّٰہی نقشبندی علیہ الرحمتہ جب تک بظاہر حیات رہے آپ نے کسی آنے والے عقیدتمند کو داخل سلسلہ نہیں کیا۔ جب ان کا وصال ہوگیا تو آپ نے سلسلہ بیعت کا دروازہ کھول دیا۔ اور متلاشیان حق کو بیعت کرنے لگے۔

جب آپ نے سلسلہ بیعت کا آغاز کیا اور طالبان حق کی ظاہری و باطنی تربیت میں مشغولیت زیادہ بڑھ گئی تو آپ نے بیربل شریف کے مدرسہ کی نظامت اپنے فرزند اکبر صاحبزادہ خواجہ احمد سعید جو کہ حضرت خواجہ محمد عمر بیربلوی کے والد گرامی ہیں کے سپرد کردی۔

سیرت و کردار☆: آپ انتہادرجہ کے نیک متقی و پرہیزگار پابند شریعت وطریقت اور اپنے خواجگان کی تعلیمات پر تمام عمر عمل پیرا رہے۔ مخلوق کی خدمت کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے تھے۔ ہر آنے والے سے خوش اخلاقی سے گفتگو فرما کر اس کا دل جیت لیتے۔ آپ کی خدمت اقدس میں بیٹھنے والا دوبارہ ملاقات کا منتظر رہتا تھا۔ مخلوق خدا کا ہجوم ہمہ وقت آپ کے اردگرد رہتا تھا۔ سینکڑوں افراد نے آپ سے ظاہری و باطنی فیضان حاصل کیا۔ تمام عمر اتباع سنت کا اہتمام کرتے رہے، گفتار و کردار، رفتار، لباس، نوافل و اوراد و وظائف میں یکتائے زمانہ تھے۔ سخاوت میں گویا حاتم طائی تھے۔ رقیق القلب اس قدر کہ دوسرے کا دکھ سن کر آبدیدہ ہو جاتے۔ چہرہ پر رعب اور ہیبت ایسی کہ بڑوں بڑوں کو آپ کے سامنے دم مارنے کی مجال نہ تھی۔

وصالِ باکمال☆: آپ کا وصال باکمال 15 رجب المرجب 1321 ہجری بمطابق 1903ء بروز بدھ کو ہوا۔ مزار پُرانوار بیربل شریف ضلع خوشاب میں مرجع خاص وعام ہے۔

جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے دربار پر آجکل موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ خالد سیف اللہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین ہیں جو کہ حضرت خواجہ محمد عمر بیربلوی کے صاحبزادے اور آپ کے پڑپوتے ہیں۔ بڑے ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف کامل، شیخ اکمل، متصرف بہ تصرفات، صاحب کشف وکرامات حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ ستارۂ ولایت آسمانی ہیں۔

آپ علاقہ ہشتنغر پشاور صوبہ سرحد سے بحکم خدا ہجرت کر کے مختلف مقامات سے چلتے ہوئے موضع سید پور آزاد کشمیر میں سکونت پذیر ہوئے۔ آپ پر ہمہ وقت استغراق طاری رہتا تھا۔

آپ کے مرید وخلیفہ حضرت خواجہ شمس الدین نقشبندی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نماز پڑھ رہے تھے جب اس مقام پر پہنچے کہ **قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰىٓ اِلَيَّ** تو اس دوران آپ پر استغراق طاری ہوگیا۔ اور بار بار یہی آیت پڑھتے رہے۔ حتیٰ کہ اس دوران آپ کے سر سے پگڑی کھل کر گر گئی تو آپ وجد میں آگئے۔ اتنے میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے پوچھا شمس الدین تم کس وقت آئے ہو؟

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ بابا محمد نقشبندی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

نوٹ ☆: آپ حضرت خواجہ بابا محمد کے مرید وخلیفہ ہیں وہ مرید وخلیفہ حضرت عبدالرزاق کے وہ مرید حضرت عبدالشکور کے وہ مرید حضرت خواجہ محمد یحییٰ المعروف انکی بابا کے وہ مرید ہیں حضرت شیخ سعدی لاہوری نقشبندی کے ہیں۔

کشف وکرامات ☆: ایک مرتبہ آپ کے فرزند نے کشمیر میں کسی شخص سے زمین خریدی، زبانی بات چیت ہوئی رقم ادا کردی گئی۔ مگر رجسٹری انتقال وغیرہ نہ کرایا گیا تھا۔ جس سے زمین خریدی گئی تھی اس کو کسی شخص نے لالچ دیا کہ تم نے جتنے پیسوں کی زمین خواجہ صاحب کے صاحبزادے کو دی ہے مجھ سے بیس روپے زیادہ لے لو۔ زمین مجھے دے دو۔

چنانچہ وہ زمین کا مالک آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ آپ کے صاحبزادے نے مجھ سے زمین خریدی ہے۔ مگر کوئی دوسرا شخص اس زمین کی قیمت مجھے بیس روپے فالتو دے رہا ہے۔ آپ نے اپنے صاحبزادے کو بلوا کر فرمایا بیٹا یہ غریب آدمی ہے اس کو دوسری طرف سے بیس روپے فالتو مل رہے ہیں۔ لہٰذا آپ اس کو یا تو بیس روپے اور دے دو۔ یا اپنے پیسے واپس لے کر اس کو زمین بیچنے کی اجازت دے دو۔

آپ کے صاحبزادے نے بیس روپے مزید لا کر اس کو دے دیئے۔ وہ شخص پیسے لے کر جب واپس گیا تو دوسرے خریدار نے مزید بیس روپے بڑھا دیئے۔ وہ زمین والا پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا یا حضرت وہ خریدار مجھے مزید بیس روپے دے رہا ہے۔

آپ نے پھر اپنے صاحبزادے کو بلایا اور فرمایا کہ بیٹے اس شخص کی ایک زبان ہوتی تو ہم اس کے ساتھ سودا کرتے۔ اگر دو زبانیں ہوتیں تو پھر بھی ہم اس کے ساتھ سودا کرتے۔ اس کی تین زبانیں ہیں۔ لہٰذا ہم اس کے ساتھ سودا نہیں کرتے۔ آپ اس سے رقم واپس لے لیں۔

آپ کے فرمان کے مطابق آپ کے صاحبزادے نے رقم واپس لے لی۔ اس بات کے تیسرے دن اُس شخص کی تین زبانیں ہو گئیں۔ یعنی ایک زبان کے نیچے دو زبانیں اور ہو گئیں۔ جس کو علاقائی زبان میں پڑجیب کہتے ہیں۔ اس کے دو تین دن کے بعد وہ شخص مر گیا۔ اور وہ زمین لینڈ سلائیڈ میں آ کر بیکار ہو گئی۔

کرامت نمبر۲☆: ایک مرتبہ آپ کشمیر میں کسی پُل سے اپنے مریدوں کے ہمراہ گذر رہے تھے کہ کسی مرید نے کہا یہ انگریزوں نے مضبوط قیامتی پُل بنایا ہے۔ آپ نے سن کر فرمایا کہ خدا چاہے تو یہ بہہ جائے گا۔

چنانچہ رات کو شدید بارش ہوئی اور پہاڑوں کا پانی جب اس سے گذرا تو وہ پل گر کر پانی میں بہہ گیا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال 27 رمضان المبارک ۱۳۲۳ ہجری بمطابق 1905ء کو ہوا۔ مزار پر انوار اونچی گلی موضع سید پور شریف آزاد کشمیر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سید لطف علی شاہ بخاری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: صاحب شریعت وطریقت، صاحب کشف وکرامات، متصرف بہ تصرفات، شیخ یگانہ، فخر السادات حضرت پیر سید لطف علی شاہ بخاری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت پیر طریقت حضرت سید فضل حسین شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کے گھر رواتڑہ شریف موضع لہری تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم میں ہوئی۔

آپ کے جد امجد حضرت سید شمس الدین شاہ بخاری ٹبی سیداں سے تعلق رکھتے تھے۔ جبکہ آپ کے والد گرامی ٹبی سیداں سے ہجرت کر کے رواتڑہ شریف تشریف لے آئے اور وہیں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کی طبیعت بچپن ہی سے دینی علوم کی طرف راغب تھی۔

چنانچہ آپ نے قابل ترین اساتذہ کرام سے علوم دینیہ کی تکمیل کی اور اس کے فوراً بعد علوم باطنیہ کا شوق دامن گیر ہوا تو مرشد کامل کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے دربار عالیہ باولی شریف میں پہنچے۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں معروف روحانی پیشوا حضرت خواجہ خان عالم نقشبندی علیہ الرحمۃ باولی شریف کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

سیرت وکردار☆: اپنے شیخ کامل سے اجازت وخلافت کے بعد آپ نے رواتڑہ شریف اور اس کے گردونواح بالخصوص آڑہ پنڈوڑی، ساگری، کوٹلی آزاد کشمیر اور گوجر خان کے مختلف مواضعات اور کہوٹہ کے علاقے نارہ مٹور، آزاد پتن کے علاقوں میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت کی اور کلمہ حق بلند کیا۔ اور بنفس نفیس چیدہ چیدہ گاؤں، قصبوں میں جا کر علم وحکمت کی روشنی بکھیر کر گم کردہ راہوں کو راہ ہدایت پر لائے۔ اور ان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے کی تلقین فرماتے رہے۔

آپ مختلف علاقوں میں جہاں پینے کا پانی نہ ہوتا وہ کنویں کھدواتے، جہاں مسجد نہ ہو وہاں مسجد تعمیر کرواتے۔ جہاں مسجد غیر آباد ہو تو اس کو آباد کرنے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لاتے۔ آپ کا معمول تھا کہ اپنے اوراد ووظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے تھے۔ سفر کے اندر بھی کبھی کوتاہی نہ ہونے دیتے اور اپنے معمولات واوراد ووظائف کو پورا ضرور کرتے تھے۔ زندگی کے آخری ایام میں رواتڑہ شریف میں مستقلاً قیام رکھا۔

آپ کی مساعی جمیلہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو بہت فروغ ملا ہزاروں افراد آپ کے دست مبارک پر بیعت سے سرفراز ہوئے۔
ان میں سے بہت سے حضرات بالخصوص حضرت حافظ محمد علی صاحب نقشبندی ڈھانگری شریف قابل ذکر ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال 5 ربیع الاول شریف 1324 ہجری بمطابق 1906ء کو ہوا۔ مزار پر انوار رواتڑہ شریف موضع لہری تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کے زیر سرپرستی رواتڑا شریف میں ہر سال 5 ربیع الاول کو منایا جاتا ہے۔

بعد ازاں عقیدتمندوں کی سہولت اور مقامی مشکلات اور مسائل کے باعث مارچ کے مہینے میں کیا جاتا ہے۔ چونکہ اس وقت دیگر معاملات و سہولیات کے علاوہ موسم بھی خوشگوار ہوتا ہے۔ عرس کے دوران کلمہ طیبہ کا ورد اور قرآن خوانی اور مختلف علماء کی تقاریر کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اور لنگر کا بھی خصوصی انتظام ہوتا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ سیّد دین محمد شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ، محبوب المشائخ، عارف ربانی، مرشد لا ثانی حضرت خواجہ سیّد دین محمد شاہ گیلانی الحسنی والحسینی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ چورا شریف ضلع اٹک میں حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ کے تیسرے صاحبزادے اور حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد چوراہی نقشبندی کے برادر اصغر ہیں۔

ابتدائی زمانہ میں آپ کو ظاہری تعلیم سے کوئی رغبت نہ تھی۔ آپ نے قرآن مجید اور کتب تصوف خواجہ محمد امین ''جو استاد کلاں'' کے نام سے مشہور تھے۔ اُن سے پڑھیں اور کتب تصوف اپنے چچا حضرت سیّد خواجہ گل محمدؒ برادر اصغر خواجہ سیّد نور محمدؒ سے پڑھیں۔

آپ کو دینی کتب کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا۔ عوام وخواص میں ''حضرت ملا'' صاحب کے لقب سے پہچانے جاتے تھے۔ قوت حافظہ اس قدر تیز تھا کہ جو کتاب آپ کی نظر سے گذر جاتی تھی۔ اس کے مضامین آپ کو کافی عرصہ تک یاد رہتے۔ آپ نے تمام عمر درس و تدریس میں گذاری۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ تیراہی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اُنہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین ☆: ۱۲۹۰ھ میں آپ حج بیت شریف کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے اور حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے بعد زیارت روضۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تشریف لے گئے۔

آپ کے نامور خلفاء ☆: آپ کے لاتعداد خلفائے نامدار سے ہوئے ہیں۔ جن میں سے چند خلفائے نامدار کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ جنہوں کے علم وعرفان کی دنیا میں بہترین مقام حاصل کیا۔

(۱) مفتی غلام رسول امرتسریؒ (۲) مولوی احمد دین خونی چکؒ (۳) مفتی غلام مصطفیٰ امرتسریؒ (۴) مولوی محمد احسن سہالویؒ (۵) خواجہ سیّد محمد دیدار شاہ چوراہیؒ (۶) خواجہ سیّد محمد عالی شاہ مؤلف انوار تیراہی معروف بہ گلزار نوری آخر الذکر دونوں حضرات آپ کے فرزند اور نور چشم ہیں۔

کشف وکرامات ☆: عارف ربانی، حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ گیلانی نقشبندی مجددی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ المعروف

ملا جی کے گھر میں کسی غلام نے اپنا زیور امانتاً رکھوا دیا تھا۔ آپ کے گھر میں ایک کنیز بھی کام کرتی تھی جسے کسی طرح اس زیور کے بارے میں معلوم ہو گیا تو اُس کی نیت میں فرق آ گیا اور وہ زیور اُس کنیز نے گھر سے چوری کر لیا۔

جب اس واقعہ کا علم خواجہ سید دین محمد شاہ المعروف حضرت ملا جی رحمتہ اللہ علیہ کو ہوا تو آپ نے تین مرتبہ دعا فرمائی۔ اور فرمایا کہ وہ پشیمان ہو کر مال واپس کر دے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے وہ بہت پشیمان ہوئی اور تمام زیور حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ نقشبندی چوراہی کی خدمت میں پیش کر دیا اور معافی کی خواستگار ہوئی

کرامت نمبر۲ ☆: امام العرفاء، حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ گیلانی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ یاراں میں خلیفہ حسن علی کے مریدوں میں سے ایک مرید نور عبداللہ ساکن مرزا بد اعتقاد ہو کر کنارہ کش ہو گیا۔ اگر کہیں ملاقات ہوتی تو فوراً راستہ بدل دیتا تھا۔

ایک دن حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ نقشبندی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں اس کا ذکر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ایک روز وہ خود ہی ہمارے پاس آ جائے گا۔

چنانچہ گردش زمانہ نے ایسا وقت دکھایا کہ مفلسی و غربت سے تنگ ہو کر ننگے بدن حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنے کیے پر پشیمان تھا۔

آپ حضرت خواجہ چوراہی نے اپنے صاحبزادگان حضرت سید عادل شاہ اور حضرت سید دیدار شاہ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ اس کو کپڑے پہنا دو۔ اور آپ نے اپنی چادر مبارک اس کو مرحمت فرمائی اور کمال شفقت سے اسے اعلیٰ مقامات سے نواز کر اجازت بیعت عطا فرمائی اور بسال کی طرف روانہ فرمایا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ایسا رجوع ہوا کہ سینکڑوں آدمی ان کے پاس بیعت طریقت کر کے رشد و ہدایت پاتے تھے۔

کرامت نمبر۳ ☆: شیخ العصر خواجہ سید دین محمد شاہ گیلانی نقشبندی مجددی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید حافظ محمد لانی والا ایک ہندو ساہوکار کے سودی قرض سے تنگ آ کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دعا کا طالب ہوا کہ کسی طرح اس سودی رقم سے میری جان بچ جائے۔

حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ نقشبندی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ نے کمال مہربانی سے فرمایا کہ حافظ صاحب تم ذرا بھی غم نہ کرو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ ہندو تم سے سود وصول نہ کر سکے گا۔

چند ماہ کے بعد اُس ہندو ساہوکار نے انگریز جج کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا تو انگریز جج نے ہندو سے دریافت کیا کہ دعویٰ اصل کا ہے یا سود کا؟ قدرت خدا کی کہ اُس ہندو کے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ اصل کا۔ جج نے اُسی وقت حکم نامہ لکھ دیا کہ سود کا دعویٰ خارج اور اصل رقم ادا کر دی جائے۔

اس طرح حافظ محمد لانی والا کو سود نہ ادا کرنا پڑا۔ اس کے بعد سے حافظ محمد لانی والا اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔

کرامت نمبر ۴ ☆: حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ گیلانی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مخلص خادمہ ساکن شہر جموں کشمیر جب حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے بعد واپس آئی تو اُس کا زیور جو تقریباً اُس زمانے میں تین ہزار روپے کا تھا کسی عورت نے چوری کر لیا۔ اس نے آپ سے عرض کیا حضور میں ہر سال اس کی زکوٰۃ بھی ادا کرتی ہوں نہ جانے پھر زیور کیوں چوری ہوا۔ آپ اس کی واپسی کے لئے خصوصی دعا فرمائیں کہ میرا زیور مل جائے۔

حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اور اُس عورت سے فرمایا کہ انشاء اللہ تمہارا زیور بالکل صحیح سلامت تمہیں واپس مل جائے گا۔

چنانچہ تھوڑے دن ہی گزرے ہونگے کہ وہ عورت جس نے زیور چوری کیا تھا وہ آپ کے صاحبزادے حضرت قاضی سید عادل شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی حضور میں معذرت چاہتی ہوں کہ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی یہ کہہ کر اُس نے چوری کیا ہوا تمام زیور حضرت قاضی سید عادل شاہ علیہ الرحمۃ کو واپس کر دیا۔ آپ نے اُس عورت کو ساتھ لے کر زیور اصل مالکہ کو واپس کر دیا کہ **حق بہ حق دار رسید۔**

کرامت نمبر ۵ ☆: حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ گیلانی الحسنی والحسینی نقشبندی مجددی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ ریاست جموں میں اپنے مرید خاص لعل دین کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے جو کہ مہاراجہ کے ہاں ملازم تھے۔ آپ کی آمد کی وجہ سے لعل دین مہاراجہ کے دربار سے جلدی واپس نکل آتے تھے۔

ایک دن مہاراجہ نے لعل دین سے پوچھا کیا بات ہے آج کل تم دربار سے جلدی رخصت ہو جاتے ہو۔ تو اُس نے مہاراجہ کو بتایا کہ بات دراصل میں یہ ہے کہ میرے شیخ طریقت حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ نقشبندی چوراہی تشریف لائے ہوئے ہیں۔

یہ سن کر مہاراجہ نے لعل دین سے کہا کہ پیروں کے پیچھے زیادہ نہیں بھاگنا چاہیے یہ لوگ اکثر دنیادار ہوتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ مہاراجہ تمہاری بات بھی ٹھیک ہے مگر میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ ایسے نہیں ہیں بلکہ وہ بہت متقی اور عالم باعمل ہیں۔

مہاراجہ نے کہا کہ ہونگے۔ لیکن ہمارا ملک تو بارش نہ ہونے کی وجہ سے ویران ہو رہا ہے۔ ہم نے تمام ٹھاکروں سے بھی دعائیں کرائیں مگر کچھ نہ بنا۔

اگر تم اپنے پیر و مرشد سے دعا کراؤ تو شاید اللہ تعالیٰ مہربانی کر دے۔ میاں لعل دین نے مہاراجہ سے کہا کہ میں اپنے مرشد سے عرض کر دوں گا اگر قبول کر لیں تو مہربانی وگرنہ مجبور نہ کروں گا۔

چنانچہ میاں لعل دین نے آ کر خدمت میں عرض کیا کہ حضور مہاراجہ کی طرف سے نزول بارش کی دعا ہے اور عرض کیا حضور کافر نے طعنہ دیا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میاں لعل دین وہی ہوگا جو میرے مولا کی مرضی ہوگی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اپنے مہاراجہ سے کہو کہ تمام مسلمانوں کے لئے حکم جاری کرے کہ کل کوئی مسلمان کاروبار نہ کرے اور سب مسلمان نماز استسقا کے لئے باہر نکلیں۔

اگلے روز تمام مسلمانوں نے آپ کی اقتداء میں نماز استسقا ادا کی۔ نماز کے بعد ابھی آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ ایک گالی گھٹا اٹھی اور بارش اس قدر جلدی اور زور سے آئی کہ سب لوگوں کے کپڑے تربتر ہو گئے۔ آپ بھی بارانِ رحمت میں بھیگ کر واپس میاں لعل دین کے گھر پہنچے تو میاں لعل دین نے آپ کے کپڑے تبدیل کروائے اور عرض کی حضور آپ کی دعا سے اللہ کریم نے اہل اسلام کی لاج رکھ لی۔

کرامت نمبر ۶ ☆: حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ گیلانی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ ایک دفعہ موضع دھونکل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں وعظ و تلقین میں مصروف تھے کہ اچانک میاں لعل دین وزیر ریاست جموں کشمیر نے حاضر خدمت ہو کر قدم بوسی کی اور زاروقطار رونے لگا۔ آپ نے تسلی و تشفی دی اور وجہ معلوم کی مگر اُس کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی تھی۔ کچھ دیر بعد ہوش میں آیا تو عرض کی بندہ پرور مجھ پر سات لاکھ روپے کے غبن کا ناجائز الزام لگا دیا گیا ہے۔ میرے دشمنوں نے مجھے برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور کل میری پیشی ہے۔ میں کئی دن سے آپ کو تلاش کر رہا ہوں اب بڑی کوشش سے آپ تک پہنچ سکا ہوں۔

اب میری گزارش ہے کہ آپ میرے ہمراہ چلیں اور میرے واسطے دعا فرما دیں تا کہ میں اس جھوٹے الزام سے چھٹکارا حاصل کر سکوں۔ آپ نے اُس کو تسلی و اطمینان دلایا۔ اور فرمایا اہل دنیا کے فرد جرم لگانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ابھی خدا کی بارگاہ میں فرد جرم نہیں لگا۔ اس لئے تم بالکل تسلی رکھو۔ خداوند قدوس تمہارا حامی و ناصر ہوگا۔ میاں لعل دین کے بار بار اصرار پر آپ اس کے ہمراہ جموں کشمیر تشریف لے گئے۔ میاں لعل دین آپ کے سچے عقیدت مند تھے۔ کافی درویشوں کو کھانا وغیرہ کھلایا تا کہ رفع مصیبت ہو۔

صبح کو وزیر موصوف میاں لعل دین عدالت میں پیشی پر جانے سے پہلے حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ نقشبندی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے میں عدالت جانے کے لئے اجازت چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کچہری سے فارغ ہو کر جلدی آ جانا کھانا ہم اکٹھے کھائیں گے۔ وہ ستم رسیدہ عرض کرنے لگا حضور کھانا کس کو اچھا لگتا ہے۔ چونکہ فرد جرم لگ چکی ہے تھوڑی سی بحث کے بعد عدالت سے سزا کا حکم ہو جائے گا۔

آپ نے فرمایا برخوردار جاؤ ہم نے بارگاہ خداوندی میں عرض کر کے تمہاری فرد جرم کو اڑا دیا ہے۔ بقول شخصے:

کسے خبر کے وہ جنبش قلم کیا ہے

وزیر موصوف عدالت میں پہنچے وکلاء کے مابین بحث ہوئی تو فریق ثانی غبن کا مکمل ثبوت پیش نہ کر سکے اور چار لاکھ روپیہ ٹوٹ گیا۔ جج اس سوچ میں تھا کہ باقی تین لاکھ روپے کے لئے کون سی تاریخ دی جائے۔

اِدھر عدالت میں یہ کارروائی جاری تھی اُدھر حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ چوراہی کا بھیجا ہوا لڑکا عدالت میں آ گیا اور میاں لعل دین سے کہنے لگا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ لعل دین سے کہو کہ چار لاکھ روپیہ ٹوٹ گیا باقی تین لاکھ کے لئے کل کی تاریخ لے لو۔ میاں

لعل دین یہ پیغام سن کر حیران و پریشان اور ششدہ رہ گئے۔ کہ ابھی جج کی زبان سے یہ فیصلہ صادر ہوا تھا کہ آپ کا پیغام کیسے پہنچ گیا۔ جبکہ جس جگہ آپ قیام فرماتے وہ جگہ بھی عدالت سے کافی دور تھی۔ اور کوئی شخص فیصلہ کی خبر لے کر بھی نہیں گیا تھا۔

بہر کیف جج نے میاں لعل دین کی خواہش کے مطابق دوسرے روز کی تاریخ مقرر کر دی۔

دوسرے روز جب میاں لعل دین کچہری جانے لگے تو حضرت خواجہ چوراہی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور آپ کی توجہ سے آدھا کام تو ہو ہی گیا۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا جاؤ بالکل فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ مگر تم ایک کام کرو۔ کہ عدالت میں مخبر یا مدعی کی پیٹھ پر یَا مُعِزُّ ۔ یَا مُزَمِّلُ ۔ یَا سَمِیْعُ ۔ یَا بَصِیْرُ لکھ دو۔ اگر لکھ نہ سکو تو قدرے مٹی لے کر دم کر کے اس کی پشت پر پھینک دو۔ انشاء اللہ اس کی زبان بند ہو جائے گی۔

چنانچہ میاں لعل دین نے عدالت میں پہنچ کر یہی عمل کیا تو پیشی کے وقت مخبر کی حالت یہ تھی کہ اپنے سب مسودے بھول گیا۔ اگر کچھ الفاظ منہ سے نکلتے تو ایسے بے ربط اور بے دلیل جس سے تمام فائدہ میاں لعل دین وزیر موصوف کو ہی پہنچا۔ اس کے اپنے بیان سے مقدمہ اتنا کمزور ہو گیا تھا کہ جج نے میاں لعل دین وزیر موصوف کو باعزت بری کر دیا۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۶ ذی العقدہ ۱۳۲۵ھ، ۱۱ دسمبر 1907ء کو چورا شریف میں ہوا۔

مزار فیض آثار چورا شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے مزار پر انوار کی حاضری کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے وصال پر کسی عاشق صادق نے قطعہ لکھا جو درج ذیل ہے

جناب خواجۂ دین محمد
چو زیں دار فنا نقل مکاں یافت
بسال وصلتش خواجہ سروشم
بگفتا بس بہشت جاوداں یافت

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا خواجہ محمد صدیق نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: متعلم مکتب خانۂ ام الکتاب، معلم مدرسۃ یہدی بہ اللہ من اناب، حاوی معالم فروع و اصول، عالم، عافر، محدث، مفسر، صوفی باصفا، حضرت علامہ مولانا خواجہ محمد صدیق نقشبندی رحمتہ اللہ علیہم تفسیر و حدیث میں اپنی مثال آپ تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت قندھار میں قوم بلوچ کے طائفہ محمد حسنی کے ایک معزز فرد کے گھر ہوئی۔

ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل حضرت میاں ولی محمد مرحوم کے درس میں ہوئی۔ جو اپنے زمانے کے جید عالم دین اور متین بزرگ تھے، ان کے مدرسے میں درس و تدریس کے علاوہ قرآن مجید کی تعلیم کا خصوصی بندوبست تھا، طلبہ کو تجوید کے قواعد کے مطابق قرآن پاک پڑھایا جاتا تھا، اور یہ سلسلہ آج بھی جاری وساری ہے۔

آپ طالب علمی کے زمانے میں تحصیل علم میں اس قدر مستغرق رہتے تھے کہ ہم سبق دوستوں سے گفتگو کے لئے بھی فرصت نہ ملتی تھی، آپ کا معمول تھا کہ سبق کے بعد گوشہ تنہائی میں زیادہ وقت گزارتے، تزکیہ نفس اور تطہیر قلب کی طرف بھی متوجہ رہتے، صرف اور صرف نماز کے وقت اپنے حجرے سے باہر تشریف لاتے اور نماز کے فوراً بعد واپس حجرے میں چلے جاتے، اس طرح آپ طالب علمی کے دور میں تادیب نفس، اور تہذیب اخلاق کی طرف مائل ہوتے اور اپنے اور بیگانے کی صحبت سے پرہیز برتا، اور ظاہری و باطنی علوم میں تکمیل و مہارت تامہ حاصل کرنے کے بعد درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ولی العصر حضرت میاں ولی محمد نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، اور انہی سے خرقۂ خلافت پاکر سرفراز ہوئے۔

آپ کے مرشد حضرت میاں ولی محمد نقشبندی کا سلسلہ طریقت حضرت میاں فقیر اللہ شکارپوری علیہم الرحمۃ سے ہوتا ہوا حضرت سید آدم بنوری علیہ الرحمۃ تک جا پہنچتا ہے۔

حج بیت اللہ شریف و حاضری مدینہ پاک ☆: قندھار میں درس و تدریس کے دوران آپ حج بیت اللہ شریف کا ارادہ کر کے حجاز مقدس کی جانب چل دیئے، راستے میں مستونگ صوبہ بلوچستان میں اپنے شاگرد اخوند حاجی ملا فیض اللہ کے پاس ٹھہرے اور کچھ دن قیام کے بعد اپنے شاگرد حاجی فیض اللہ کے ہمراہ زادِ راہ کا انتظام کر کے عازم بیت اللہ شریف ہوئے۔

آپ کے شاگرد اخوند حاجی فیض اللہ فرماتے ہیں حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہو کر ہم جب مدینہ پاک کی جانب روانہ ہوئے

تو آپ نے پاؤں سے جوتے اتار دیئے اور ننگے پاؤں مکہ معظمہ سے مدینہ شریف تک کا سفر کیا۔

مدینہ شریف پہنچ کر پہلے آپ نے وہاں مستقل قیام کا ارادہ فرمایا مگر بعد میں یکا یک رخت سفر باندھا اور واپس چلے آئے، غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اشارہ ہوا تھا کہ مستونگ جا کر قیام اور تبلیغ دین اسلام کریں۔

مستونگ میں ورودِ مسعود☆: مستونگ میں ورود کے بعد آپ کا اولین قیام محلہ سادات میں ہوا، جہاں آپ نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا، آپ کی زبان مبارک میں وہ تاثیر تھی کہ جو کوئی آپ کی گفتگو سنتا آپ کا گرویدہ ہو کے رہ جاتا تھا۔

مستونگ میں آپ کی آمد سے قبل اہل مستونگ اور گردونواح کے لوگ مسلمان ہونے کے باوجود بعض ایسی رسومات بد کا شکار تھے جو قرآن وسنت کے خلاف تھیں، مثلاً عورتوں کی میت پر نوحہ خوانی، عشرہ محرم میں بالوں کو نوچنا، سینہ کوبی کرنا، تابوت بنانا، اور دفنانا، ان اجتماعات میں عورتوں اور لڑکیوں کا مردوں کے ساتھ شامل ہونا، شادی کے موقع پر ڈھولک بجانا، اور عورتوں کا مردوں کے ساتھ رقص کرنا، جسے علاقائی زبان میں ''چاپ'' کہتے تھے۔ قبروں پر سجدہ کرنا، بچوں کے سر کے بالوں کو دو تین جگہ سے چھوڑ دینا، جسے جھنڈ کہتے تھے، پھر یہ منت ماننا کہ جب یہ بچہ اتنے برس کا ہو گیا تو پھر پیر کی قبر پر لے جا کر بال تراشیں گے اور نذر پیش کرینگے۔ بلند چوٹیوں پر ایک لکڑی گاڑ کر اس پر پیر کے نام کا رومال باندھنا، لکڑی کو پیر سمجھ کر بوسہ دینا، انتقام جوئی میں دائرہ شریعت سے تجاوز کرنا، بھیڑوں کا تازہ خون پینا، بیٹیوں کو ورثے سے محروم کرنا، اپنے جھگڑوں میں شرع کی بجائے جرگہ کی طرف رجوع کرنا وغیرہ اس کے علاوہ وہ لوگ قرآن مجید کو سمجھنے کی بجائے، فقط ناظرہ پڑھنے کو ہی کافی سمجھتے تھے، امامت کے لئے جو امام مقرر کئے جاتے وہ کم علم اور غیر تربیت یافتہ ہوتے تھے۔ آپ کی شبانہ روز کی جدوجہد سے متذکرہ خرابیوں کی اصلاح ہونے لگی اور معاشرے میں ایک انقلاب بپا ہونے لگا۔

جسے دیکھ کر محلہ سادات کے رہنے والے آپ کی مقبولیت سے خائف ہو گئے، جس کا سبب پیری مریدی تھا، اس لئے انہوں نے ایذرسانی پر کمر باندھی اور اس حد تک آگے بڑھ گئے کہ اپنے گھروں کا کوڑہ کرکٹ اٹھا کر کے آپ کے سر پر پھینک دیتے، اور آپ کے صبر کی حالت یہ تھی کہ کسی کو بتائے بغیر اس کوڑے کو جمع کر کے باہر ڈال دیتے تھے۔

اسی اثناء میں ایک شخص کا قتل ہو گیا۔ اس کے قتل کی تہمت آپ کے بے گناہ طلبہ کے سر پر لگی، او وہ طلبہ ناحق مصیبت میں گرفتار ہو کر جیل چلے گئے تھے۔

اگر چہ وہ طلبہ جلد ہی جیل سے رہا ہو گئے تھے، تاہم ان کی تعلیم وتربیت متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ جس سے آپ آزردہ خاطر ہوئے اور محسوس کیا کہ اہل محلہ ہرگز نہیں چاہتے کہ آپ وہاں پر قیام فرمائیں۔

ان حالات میں آپ نے قندھار واپس جانے کا فیصلہ کیا اور سوچا کہ دیکھتے ہیں کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔

آپ کے قندھار واپس تشریف لے جانے کے جلد بعد باشندگان مستونگ نے آپ کی کمی کو شدت سے محسوس کیا، اور مستونگ کے سرکردہ لوگوں کا ایک وفد آپ کو واپس لانے کے لئے عازم قندھار ہوا، بڑی جستجو کے بعد آپ تک پہنچے اور اپنا مدعا بیان کیا۔

آپ نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری موجودگی سادات کے لئے بارِ خاطر ہے، ہم نہیں چاہتے کہ محلہ سادات میں

آزردہ ہو کر رہیں۔

آپ کی اس واضح وضاحت سے مستونگ کے وہ صاحبان جو آپ کو واپس لانے کے لئے حاضر خدمت ہوئے تھے، اصل حقیقت سے آگاہ ہو گئے، اور آپس میں صلاح مشورے کے بعد ارباب نبی بخش خواجہ خیل نے آپ کے گھر، مدرسہ، اور مسجد کے لئے زمین کی پیشکش کی اور عرض کی حضور اگر ہماری درخواست قبول نہ ہوئی تو ہم واپس نہ جائیں گے۔

ان تمام لوگوں کے اصرار اور ارباب نبی بخش کے جذبہ سے متاثر ہو کر دوبارہ مستونگ تشریف لے آئے، اور جناب ارباب نبی بخش خواجہ خیل نے وعدہ کے مطابق آپ کی رہائش، مسجد و مدرسہ و خانقاہ کے لئے صرف جگہ ہی نہیں دی بلکہ یہ تمام عمارات تعمیر کروا کر دیں۔

آپ کے قائم کردہ مدرسہ کا نصاب صرف ونحو، فقہ، حدیث، تفسیر اور انشائے عربی و فارسی پر مشتمل تھا۔ آپ کی ہر فن پر مہارت کا یہ عالم تھا کہ جو کوئی بھی جس فن میں استفادہ کرنا چاہتا کر لیتا تھا، آپ سالکان معرفت کے لئے ایک روشن چراغ کی مثل تھے، آپ سے فیض و تربیت پا کے لاتعداد افراد علم و زہد و تقویٰ سے بہرہ مند اور صاحب مسند و ارشاد ہوئے۔

آپ کے شاگرد و خلفائے کرام ☆: حضرت خاوند مُلا عبدالواحد، حضرت اخوند ملا حاجی فیض اللہ، حضرت مولانا محمد عمر رئیسانی، حضرت سیّد عبدالرحمان شاہ آغا گردگابی، حضرت ڈاکٹر عبداللہ خان علیہم الرحمۃ، یہ تمام افراد آپ کے شاگرد ہونے کے علاوہ آپ کے مرید و خلیفہ مجاز بھی تھے۔

ان میں سے ہر ایک اپنے عہد کا دُرِّ یگانہ تھا جس نے آپ کے حُسن علم و عمل کو جاری و ساری رکھا۔

اس کے علاوہ آپ کا قائم کردہ دینی مدرسہ آج بھی علم کی روشنی بکھیرنے میں مصروف ہے۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۱۳۲۵ھ بمطابق ۱۹۰۷ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار مستونگ صوبہ بلوچستان کی جامع مسجد کے ایک کونے میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ محمد سراج الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: واقف اسرار الہیہ کاشف رموز لامتناہیہ قدوۃ الواصلین امام السالکین، دلیل الکاملین حضرت خواجہ محمد سراج الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قطب الحق والشرع ولدین ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 15 محرم الحرام 1297 ہجری 1879ء بروز پیر بوقت اشراق موسیٰ زئی شریف تحصیل و ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں غوث زماں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی علیہ الرحمتہ کے علمی و روحانی گھر میں ہوئی۔ آپ نے قرآن پاک ملا شاہ محمد صاحب اخوند چودھوں والوں سے پڑھا۔ نثر، نظم، فارسی، علم صرف، نحو، مطلق، عقائد، معانی، قرأت وفقہ کی کتب حضرت مولانا محمود شیرازی مرحوم سے پڑھیں۔

تصوف کی تمام کتابیں اپنے عظیم والد گرامی حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی علیہ الرحمتہ سے پڑھیں۔ تمام علوم مروجہ ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد 14 جمادی الاول 1313 ہجری نماز فجر کے بعد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری علیہ الرحمتہ کے دربار گوہر بار پر ختم قرآن مجید کے بعد کافی طویل دعا مانگنے کے بعد حضرت خواجہ عثمان دامانی علیہ الرحمتہ نے اپنے دست مبارک سے دستار آپ کے سر مبارک پر باندھی اور ہر طرف سے مبارک، مبارک، مبارک کی صدائیں آنے لگیں۔

7 ربیع الاول شریف 1314ء کو حضرت خواجہ محمد عثمان نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں آپ کو حلقہ کرنے کا حکم دیا۔

آپ نے اپنے مشائخ کبار کے ختم سے فارغ ہو کر مراقبہ فرمایا اور درویشوں اور زائروں کو توجہ دی۔ جس سے بہت تاثیرات ظاہر ہوئیں۔

آپ مسند رشد و ہدایت پر 22 شعبان المعظم 1314 ہجری 1896ء کو رونق افروز ہوئے اور خلق خدا کو اپنے فیوض و برکات سے مالا مال کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 26 ربیع الاول ۱۳۳۳ ہجری بمطابق 1914ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد میں مرجع خاص و عام ہے۔

جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت علامہ پیر محمد عبد العلی مستالوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: واقف رموزِ حقیقت، پیر طریقت، رہبر شریعت علامہ زماں حضرت علامہ محمد عبد العلی مستالوی رحمتہ اللہ علیہ مستال شریف ضلع اسلام آباد میں حضرت خواجہ محمد امین مستالوی علیہ الرحمتہ کے گھر آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ اپنے وقت کے بہترین عالم فاضل اور متقی تھے۔ دور دور سے لوگ فتویٰ لینے کے لئے آپ کے پاس آتے۔ آپ تفقہ فی الدین کی بدولت مرجع عوام تھے۔

ساری زندگی سیاسی ہنگاموں سے کنارہ کش رہے۔ آپ کا اوڑھنا بچھونا کتابیں اور صرف کتابیں تھیں۔ آپ نے فقہ کے موضوع پر ایک بہترین کتب خانہ فراہم کر رکھا تھا۔ جس میں نادر الوجود عمدہ کتابیں موجود ہیں۔ آپ نایاب کتابوں کی نقلیں خود تیار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فن خوش نویسی سے آپ کو بہرہ ور فرمایا تھا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد سے بیعت و صاحب مجاز تھے اور اپنے چچا حضرت علامہ خواجہ محمد حبیب اللہ نقشبندی سے بھی تعلق ارادت رکھتے تھے۔ آپ نے مناظرانہ انداز کے چند رسائل یادگار چھوڑے ہیں۔ مگر آپ کا اصل کارنامہ فتاویٰ مستالیہ ہے جو ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوا۔ اگر یہ مجموعہ فتاوی شائع ہو جائے تو فقہ حنفی کے موضوع پر ایک اچھا اضافہ ہوگا۔ کاش آج کل آپ کے موجودہ جانشین حضرات اپنی زندگی میں اسے طبع کروادیں۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ یکم مئی 1914ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار مستال شریف ضلع اسلام آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔

آجکل موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ محمد مظہر علی مستالوی مدظلہ العالی ہیں جو پختہ منزل کے حافظ قرآن اور متجر علمائے دین میں شمار ہوتے ہیں، فقیر راقم الحروف سے اچھی یاد اللہ ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ امیر الدین کوٹلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیکر اخلاص ومحبت وصدق ووفا، عاشق رسول وفنافی المرشد حضرت خواجہ امیر الدین صاحب کوٹلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ پیکر علم وعرفان تھے۔ عشق مصطفیٰ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ شریعت کی پابندی آپ کا شیوہ تھا۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۰۷ھ/۱۷۹۰ء میں موضع دھرم کوٹ نزد مکان شریف ضلع گورداسپور میں ہوئی۔ آپ قوم کے ککے زئی تھے۔ اوائل عمر شریف میں ہی حضرت خواجہ امام علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمۃ سے بیعت ہو گئے تھے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ آپ پر بہت مہربان تھے۔ خواجہ صاحب کی سفارش پر آپ تھانیدار بھرتی ہو گئے۔ حضرت صاحبؒ نے آپ کو دریا پر وظیفہ پڑھنے پر مقرر کر دیا تھا۔ جہاں آپ کو خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ اور اس عرصہ میں آپ کو بہت سے فیوض وبرکات حاصل کرنے کا موقع ملا۔ اس اراضی میں کوٹلہ شریف جیسے مرکز علم وعرفان کا ظہور ہوا۔

آپ نے حضرت خواجہ کے حکم سے اس زمین کو آباد کیا دیہاتی لوگوں نے گوناگوں مشکلات پیدا کیں مگر آپ کے عزم کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئے قدرت خداوندی نے آپ کے دل میں یہ بات ڈال دی تھی کہ شرقپور میں ایک شیر مرد پیدا ہوگا اس لئے آپ ہر سال شرقپور تشریف لایا کرتے تھے۔ جب حضرت شیر ربانی آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے جب ان عشق کمال کو پہنچا تو آپ وجد میں آ کر آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خداوند کریم مجھ سے سوال کرے گا کہ تم دنیا سے کیا لائے ہو۔ تو میں عرض کروں گا کہ میں دنیا سے شیر محمد شرقپوری کو لایا ہوں۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ جب کسی مہمان کو رخصت فرماتے تو اُس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر فرماتے کہ جان ومال خدا کے حوالے۔

وصال باکمال ☆: جس وقت آپ کی عمر شریف ایک سوتیس سال ہوئی تو آپ پر فالج گرا اور ۱۵۰ سال کی عمر میں ۱۳۳۳ھ بمطابق 1914ء میں اس عالم فانی سے کوچ فرما گئے۔ مزار مقدس کوٹلہ شریف نزد چوہڑ کانہ ضلع شیخوپورہ میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ حافظ محمد حیات نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الصفات، حامل الکمالات، منبع الفیوضات، مجمعۃ الحسنات، معلیٰ عن الالقاب حضرت خواجہ حافظ محمد حیات نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۵۳ہجری بمطابق 1837ء کوموضع ڈھنگروٹ نزد میرپور شہر آزاد کشمیر میں حضرت محمد بہادر کے گھر میں ہوئی۔
آپ کے چہرہ مبارک پر بچپن سے ہی ولایت کے آثار نمایاں تھے۔اوراہل فراست دیکھ کرمحسوس کرر ہے تھے۔نومولود ہونہار بچہ ہے۔جو اپنی فطری اور خداداد صلاحیتوں سے نابغۂ روزگار بن کر چمکے گا۔پھر وقت نے ثابت بھی کردکھایا کہ آپ اس جہاں میں نیّر افق ولایت بن کر چمکے۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ کی ابتدائی تربیت اپنے والدِ گرامی کے ہاتھوں میں ہوئی اوراسی طرح ابتدائی تعلیم قرآن کا سلسلہ بھی اپنے گاؤں ڈھنگروٹ شریف میں ہی شروع کیا۔قرآن کریم کی تکمیل کے بعد آپ نے قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا۔جوں جوں حفظ کرتے جاتے۔آپ کے سینے میں نورقرآن اترتا جاتا تھا۔دن رات کی شدید محنت کے ساتھ حفظ کی منزل یاد کرتے رہے،اوراس کی جلد تکمیل کے لیے آپ دینہ شہر ضلع جہلم کے نواحی قصبہ ساگری شریف تشریف لے گئےاورقرآن کریم کی تحصیل وتکمیل کر کے فارغ ہوئے۔

اس کے بعد آپ نے کھاریاں کے قریبی گاؤں جوڑہ کے حضرت حافظ خواجہ دین صاحب جوفن تجوید وقرأت میں بلند شہرت ومنفرد مقام رکھتے تھے۔ان سے تجوید وقرأت سیکھی اور پڑھی اور حجازی لہجہ پر عبورحاصل کر کے اپنے اندر ایک نکھار پیدا کیا۔

اس کے بعد عالم یہ ہوا کہ جوبھی ایک مرتبہ آپ کی زبان مبارک سے تلاوت قرآن سنتا تو مست ومخمور ہو کے رہ جاتا تھا۔

جن دنوں آپ نے آوان شریف ضلع گجرات کے قریبی گاؤں ہزارہ مغلاں میں قرآن پاک نماز تراویح میں سنانا شروع کیا تو اطراف وجوانب سے ساٹھ کے قریب حفاظ کرام آپ کی قرأت سننے کے لیے تراویح میں شامل ہوتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ محمد بخش نقشبندی المعروف لہندے والے حضرت صاحب کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اورانہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

کرم کی برسات ☆: آپ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ محمد بخش علیہ الرحمتہ کے وصال کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ایک روز آپ کے پاس مخزن جودو عطا حضرت پیر سید نیک عالم شاہ آف گوڑھا سیداں میر پور کے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا عبداللطیف حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی حضور آپ کو ہمارے پیرو مرشد حضرت پیر سید نیک عالم شاہ صاحب نے یاد فرمایا ہے۔

آپ فوراً اٹھے اور ان کے ساتھ چل دیئے اور گوڑھا سیداں شریف پہنچے۔ ادھر حضرت پیر سید نیک عالم شاہ صاحب مائل بہ کرم انتظار میں بیٹھے تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی خود چند قدم آگے تشریف لائے اور آپ کے جلوہ باطن اور ظاہری حسن و جمال کو دیکھتے ہی بے ساختہ پکار اٹھے۔ واہ! سبحان اللہ، اللہ پاک نے کیا تصویر بنائی ہے۔

حضرت پیر سید نیک عالم شاہ صاحب کی نگاہ ولایت نے پہلی نظر میں پہچان لیا تھا کہ یہ وہی گوہر نایاب ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔

اس کے بعد کچھ توقف کے بعد فرمایا کہ میرے پاس حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کی ایک امانت عرصہ دراز سے رکھی ہے۔ تلاش میں تھا کہ اس کا اہل مل جائے۔ آج آپ مل گئے ہیں۔ لہٰذا وہ امانت آپ کے سپرد کرتا ہوں، یہ آپ ہی کا حصہ ہے، لے جاؤ۔

آپ نے عرض کیا حضرت میری نسبت تو باؤلی شریف میں ہے اور میں انکا دامنِ گرفتہ ہوں۔ یہ امانت کیسے لے سکتا ہوں۔

ارادت شیخ کا یہ عالم دیکھ کر حضرت پیر سید نیک عالم شاہ صاحب نے تجسس بھری نگاہ آپ پر ڈالی اور فرمایا بے شک آپ کا تعلق وہاں ہے وہیں رکھیں، مجھے خوشی ہوگی۔

مگر چونکہ میرے پاس یہ بار گراں اور ایک مقدس امانت ہے۔ تحفہ سمجھ کر مجھ سے لے لو تا کہ میں اس بار امانت سے سبکدوش ہو جاؤں۔

یہ فرمان سن کر آپ نے اثبات میں سر ہلایا تو حضرت پیر سید نیک عالم شاہ صاحب نے آگے بڑھ کر خرقۂ خلافت و اجازت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ، سیفیہ آپ کو عطا فرمائی اور باطنی توجہ و تصرف سے حضرت مجدد پاک کی وہ امانت آپ کے سینے میں اتار دی اور فرمایا کہ ''حق بحقدار رسید''۔ اس کے بعد آپ چند یوم گوڑھا سیداں میں حضرت نیک عالم شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کی خدمت میں اور نہایت ہی قلیل مدت میں سلوک مجددیہ کے اعلیٰ مدارج طے کر لیے اور گوڑھا سیداں میں آپ پر سلسلہ مجددیہ کا گاڑھا رنگ چڑھ گیا۔

آپ کو رخصت کرتے وقت حضرت پیر سید نیک عالم شاہ صاحب نے آپ کو سینے سے لگا کر بڑے ہی جذباتی انداز میں فرمایا۔ حافظ صاحب اس امانت کو آگے بڑھاتے رہنا اور خلق خدا کو فیضیاب کرتے رہنا۔ وگرنہ روز قیامت پکڑ لوں گا۔

اس کے بعد آپ کی حضرت پیر سید نیک عالم شاہ صاحب سے وہ باہمی رشتہ و رابطہ قائم ہوا کہ مدتوں جاری و ساری رہا، اور گوڑھا سیداں میں بکثرت حاضری آپ کا معمول بن گئی۔ اور پیار اس قدر بڑھا کہ ایک مرتبہ آپ عرس مجدد پاک منعقدہ گوڑھا سیداں میں معمول کے مطابق بوجہ علالت شامل نہ ہو سکے۔ آپ نے اپنے خلفاء میاں حسین علی اور قاضی سلطان عالم کو عرس میں شرکت کے لیے بھیجا

تا کہ شرکت بھی ہو جائے اور عذر خواہی بھی۔ جب انہوں نے عذر خواہی پیش کی اور پیر سید نیک عالم شاہ صاحب کو آپ کی علالت کا بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر مجھے پہلے سے علالت کا پتہ ہوتا تو ہم عرس کی تاریخ ہی تبدیل کر دیتے۔

سیرت و کردار☆: آپ ابتداء ہی سے تفکر و تدبر، ذکر و فکر کے خوگر تھے۔ حصولِ تعلیم کے دوران بھی عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔ دریائے جہلم کے کنارے مختلف مقامات پر جنگلوں اور ویرانوں میں بیٹھ کر ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت ہونے کے بعد تو آپ کا معمول بن گیا کہ طلباء کو تعلیم قرآن دینے کے بعد ایک لحہ بھی ذکر و فکر سے خالی نہ گزرتا۔

حضرت پیر سید نیک عالم شاہ صاحب کی طرف سے ودیعت کردہ اورادو وظائف و معمولات سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو ہر حال میں پورا فرماتے۔ رات کے وقت اکیلے ہی تنہائی میں جنگلوں کی طرف نکل جاتے۔ نہ کبھی کسی کو ساتھ رکھا اور نہ ہی کسی کو راز بتلایا۔ مریدین کی تربیت و تعلیم کا خصوصی خیال فرماتے اور یہ سلسلہ سفر و حضر ہر حال میں جاری رہتا تھا۔ نماز عشاء کے بعد مریدین پر خصوصی توجہ فرماتے، اور دور دراز سے آئے ہوئے مریدین بھی مراقبہ میں شریک ہوتے۔ پھر رات بھر ذکر و فکر کا سلسلہ شروع ہوتا جو رات کو تہجد کے وقت تک جاری رہتا تھا۔

آپ کی توجہ کی بدولت سخت سردی کے موسم میں مریدین کے سینے میں عشق الٰہی کی گرمی سے سخت پسینہ آ جاتا۔ اس دوران گرم کپڑوں کی بھی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

شریعت مطہرہ کی پابندی آپ کا اور جملہ احباب طریقت و مریدین کا خصوصی امتیاز اور وطیرہ تھا۔ خلاف شریعت کبھی کوئی فعل سرزد نہ ہونے دیا۔

طبیعت میں حد درجہ کا استغنا تھا۔ آستانے پر مریدین کا ہجوم زیادہ ہونے لگا تو ان کے آرام کے لیے بہترین کمرے تیار کرائے۔ آنے والے مریدین سے شفقت و محبت سے پیش آتے۔ حسنِ اخلاق میں یکتائے زمانہ تھے، تمام مرید اور آنے والے یہی سمجھتے تھے کہ آپ مجھے بہت زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔

اولاد و امجاد☆: خداوند کریم نے آپ کو چار صاحبزادے عنایت فرمائے۔ جن میں حضرت خواجہ حافظ محمد علی، حضرت حافظ محمد شیخ، حضرت حافظ محمد نواب، حضرت حافظ علی احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔

آپ کے خلفاء نامدار☆: حضرت قاضی سلطان عالم چیچیاں شریف، حضرت میاں حسین علی کسی باڑاں، حضرت صوفی حشمت علی، شاہ محمد، حضرت میاں خوشی محمد، حضرت میاں باغ علی علیہم الرحمتہ والرضوان والغفر ان شامل ہیں۔

کشف وکرامات ☆: مجسمۃ الحسنات حضرت خواجہ پیر حافظ محمد حیات نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک غریب مرید نے عرض کیا حضور میرے دل کی خواہش ہے کہ آپ کی دعوت کروں اگر کرم فرمائیں تو حضور والا میرے غریب خانے پر تشریف لائیں تو عنایت ہوگی۔

آپ نے وعدہ کیا اور وعدے کے مطابق مقررہ وقت پر پندرہ خدام کے ہمراہ روانہ ہونے لگے تو چلنے کے وقت پچاس کے قریب افراد آپ کے ہمراہ ہو گئے۔

جب یہ تمامی احباب آپ کے ہمراہ پہنچے تو میزبان پریشان ہو گیا۔ آپ نے اس کے چہرے کی جانب دیکھا اور مسکرا کر فرمایا فکر نہ کرو جو کچھ لنگر پکایا ہے سب اٹھا کر مسجد میں لے چلو۔

چنانچہ وہ شخص تمام سالن اور روٹیاں اٹھا کر مسجد میں لے آیا۔ آپ نے اپنی چادر مبارک سالن اور روٹیوں کے اوپر ڈالی اور خود لنگر کھلانے کے لیے بیٹھ گئے۔ اور اپنے دست مبارک سے ہر ایک کو دو دو روٹیاں اور سالن ڈال کر عنایت فرماتے رہے۔ جب پچاس کے پچاس افراد کھا چکے تو آپ نے بھی تناول فرمایا اور میزبان مرید اور اس کے اہل خانہ کے لیے کھانا بھیجا سب نے پیٹ بھر کر کھایا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 3 ربیع الاول ۱۳۳۵ ہجری بمطابق 1916ء بروز جمعۃ المبارک کو ہوا۔ مزار پُر انوار ڈھانگری شریف نزد میرپور شہر آزاد کشمیر میں مرجعٔ خاص و عام ہے۔ جہاں بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آج کل آپ کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب ہیں۔

حضرت سید مظفر شاہ دہلوی نقشبندی المعروف چپ شاہ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف باللہ، مالک مقام فنا فی اللہ، فخر السادات، عالم ربّانی، مرشد لاثانی حضرت سیّد مظفر شاہ دہلوی نقشبندی المعروف چپ شاہ رحمتہ اللہ علیہ صاحب تقویٰ وورع وصاحب عرفان وکمال ہیں۔

آپ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا تعمیل حکم مرشد پر آپ 1917ء سے قبل دہلی ہندوستان سے کالا باغ ضلع میانوالی میں تشریف لائے۔

آپ اپنے اصل نام کی بجائے حضرت شاہ مظفر دہلوی اور حضرت چپ شاہ کے نام سے زیادہ معروف ہوئے اور چپ شاہ کے نام سے ہی آپ کا دربار گوہربار آج بھی کالا باغ ضلع میانوالی کا مشہور دربار ہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے، بعدازاں اپنے مرشد سے ہی خرقہ خلافت پاکر سرفراز وصاحب مجاز ہوئے۔

آپ کا شجرہ طریقت ☆: آپ کا شجرہ طریقت حسب ذیل ہے:

حضرت حافظ سیّد مظفر شاہ دہلوی مرید وخلیفہ ہیں حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے وہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے وہ حضرت نور محمد کے وہ حضرت محسن الاولیاء کے وہ حضرت شاہ سیف الدین کے وہ حضرت خواجہ محمد معصوم کے وہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نقشبندی علیہم الرحمۃ والرضوان والغفران کے۔

سیرت وکردار ☆: آپ نے تمام عمر یاد خدا میں بسر کی، ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہمہ وقت مست ومستغرق رہتے تھے، آپ نے تمام عمر خاموش رہ کر گزاری بہت کم لوگ ہیں جنہوں نے آپ کو گفتگو کرتے دیکھا، اسی خاموشی کی بنا پر آپ چُپ شاہ کے نام سے آج بھی پہچانے جاتے ہیں۔

آپ خلق خدا کی رشد وہدایت کے لئے اپنے مرشد کامل کے حکم سے دہلی سے کالا باغ ضلع میانوالی تشریف لائے، اور تمام زندگی خدا کی عبادت وریاضت اور مخلوق کی خدمت میں بسر کی۔ تمام عمر میں اپنا مکان ذاتی جائیداد مال وزر الغرض کچھ بھی نہ بنایا۔

بلکہ اپنے رہنے کے لئے بھی کسی عقیدت مند کے گھر میں جگہ بنا رکھی تھی، اسی میں ازاول تا آخر قیام پذیر رہے۔

اکثر کالا باغ کے بازار میں گھومتے پائے جاتے، ہر روز قبرستان میں واقع ایک ٹیلے پر تشریف لے جاکر اہل قبرستان کے لئے

دعا فرماتے اور اپنے اوراد و وظائف کو معمول کے مطابق پورا فرماتے۔

آپ کا قیام کالا باغ کے دو گھرانوں میں رہا ہے ایک ھندالی خیل پٹھان جن کے گھر میں آپ اکثر تشریف لے جاتے اس خاندان کے بزرگ آپ سے بہت عقیدت و محبت رکھتے تھے جو آج بھی اُس خاندان میں قائم و دائم ہے۔اس کے علاوہ کالا باغ کے زرگر خاندان کے گھروں میں آپ تشریف لے جاتے جناب حاجی عبدالرحمٰن زرگر کے مطابق آج بھی وہ کمرہ اسی طرح مخصوص ہے جس طرح آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں آپ کے لئے مخصوص تھا۔ان کے پاس آپ کی ایک قمیص بھی موجود ہے جو بطور تبرک ان لوگوں نے سنبھال رکھی ہے۔

آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں کئی سالکین کی راہنمائی بھی فرمائی۔جن سب سے زیادہ مشہور حضرت علامہ نورالزمان شاہ کاظمی کوٹ چاندنہ والے ہیں۔جنہوں نے آپ کے حکم سے حضرت پیر سیّد محمد عارف حسین شاہ علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت اختیار فرمائی تھی۔

آپ نے حضرت علامہ نورالزمان شاہ کاظمی کوٹ چاندنہ شریف کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ، قلندریہ میں اجازت سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔

کشف و کرامت ☆: حضرت سید طارق مسعود شاہ کاظمی صاحب کتاب 'تذکرہ سرزمینِ اولیائے میانوالی' اپنی کتاب میں علامہ سراج الزمان شاہ صاحب کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ

''ہمارے دادا جان حضرت علامہ فخر الزمان شاہ بن علامہ نورالزمان شاہ علیہم الرحمۃ کو درد قولنج لاحق ہوگئی، بہت علاج معالجہ کرایا مگر جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا کے مصداق حالت دن بدن خراب اور خطرناک حد تک پہنچ گئی۔اسی حالت میں ان کو قے آ گئی جو اس مرض میں انتہائی خطرناک علامت ہوتی ہے۔یوں مریض زندگی اور موت کی کشمکش سے گزرنے لگا۔

حضرت علامہ نورالزمان شاہ علیہ الرحمۃ اپنے اکلوتے فرزند ارجمند کی حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوئے، ہر وقت آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب رواں دواں رہنے لگا۔ساتھیوں نے ان کو تسلی دی کہ حضور پریشان نہ ہوں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفا دے گا۔انہوں نے فرمایا کہ بھائی میں حکمت کو خوب جانتا ہوں، اس مرض میں یہ قے انتہائی خطرے کی علامت ہوتی ہے۔

حضرت علامہ نورالزمان شاہ علیہ الرحمۃ نے اپنے فرزند کو ہسپتال سے اٹھایا اور سیدھے آپ حضرت سیّد مظفر علی شاہ دہلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لے گئے اور اٹھا کر آپ کی گود میں ڈال دیا، آپ حسب عادت چُپ چاپ بیٹھے رہے اور کافی دیر تک آسمان کی طرف دیکھتے رہے اور کافی دیر کے بعد سکوت توڑا، اور یوں گویا ہوئے۔

''یہ نہیں مرتا یہ میرا ولی عہد بنے گا میں نے اسے اپنی آدھی حیاتی بخش دی ہے۔'' یہ تمام الفاظ آپ نے تین مرتبہ دہرائے۔

اس کے بعد علامہ سیّد محمد نوازالزمان شاہ علیہ الرحمۃ اپنے فرزند و جگر گوشہ سیّد محمد فخرالزمان شاہ علیہ الرحمۃ کو اٹھا کر اپنے گھر لے آئے اور پنگھوڑے (جھولے) میں ڈال دیا۔

آپ چونکہ تھکے ہوئے تھے آپ کو نیند آ گئی، اچانک نیند ہی میں باآواز بلند فرمانے لگے مارو پکڑو۔ سُسّری کو بھگاؤ، مائی صاحبہ نے آپ کو اس خیال سے بیدار کیا کہ کہیں آپ خواب میں ڈر تو نہیں رہے، آپ فوراً اٹھے اور فرمایا کہ فخرالزمان والی بلا تھی۔

آپ اس بلا کو پکڑ کر دیوار سے باہر پھینکتے اور دیوار سے باہر حضرت قاری صاحب کھڑے تھے وہ اسے پکڑ کر دریا میں ڈالنا چاہتے تھے، وہ ان سے اپنا آپ چھڑا کر واپس آ جاتی تھی، اسی اثناء میں حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی علیہ الرحمۃ بھی تشریف لے آئے، حضرت قاری صاحب نے اس بلا کو پکڑ کر دریا میں بہا دیا۔ اس کے بعد آپ نے گھر والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو فخرالزمان کی حالت کیسی ہے؟ مائی صاحبہ نے جا کر دیکھا تو اُن کی دردِ قولنج والی گرہ کھل چکی تھی اور مواد فاسدہ بہہ کر نکل چکا تھا، جس کے بعد صاحبزادہ سید فخرالزمان شاہ صاحب بالکل تندرست ہو چکے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال یکم شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ بمطابق 22 مئی 1917ء کو ہوا، مزارِ پُرانوار ضلع میانوالی کالا باغ کے قبرستان کے ایک ٹیلے جہاں آپ ہر روز جا کر عبادت و ریاضت کرتے وہاں ایک خوبصورت گنبد نما دربار کی شکل میں موجود ہے۔

جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد حضرت صاحبزادہ پیر سیّد فخرالزمان شاہ علیہ الرحمۃ سجادہ نشین و ولی عہد قرار پائے۔

آج کل علامہ سیّد سراج الزمان شاہ بن صاحبزادہ سیّد شمس الزمان شاہ بن علامہ سیّد نورالزمان شاہ علیہ الرحمۃ سجادہ نشین ہیں، جنہوں نے بہاول پور میں قیام فرمایا۔ انہوں نے آپ کی عقیدت و محبت کی بنا پر اپنے قصبے بہاولپور کو آپ کے نام سے منسوب کر دیا جو آج کل کوٹ مظفر شاہ کے نام سے معروف ہے۔۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک آپ کے دربار پر یکم شعبان المعظم کو منایا جاتا ہے جس کا اہتمام ہندالی خیل پٹھان فیملی کے سرکردہ افراد کرتے ہیں، بڑی دور دور سے لوگ عرس میں شرکت کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ کے دیرینہ معتقد خاص حاجی عبدالرحمٰن زرگر بھی آپ کا سالانہ عرس مبارک ماڑی انڈس میں بڑی ہی عقیدت و احترام سے کراتے ہیں۔

جبکہ سادات کوٹ چاندنہ آپ کا سالانہ عرس مبارک کوٹ چاندنہ تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں کراتے ہیں، لاتعداد افراد آپ کے عرس میں شامل ہو کر آپ کے درجات کی بلندی کے۔ لئے تلاوت قرآن پاک اور درودوں کے تحفے پیش کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت علامہ مفتی امام الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: محقق العصر، امام المدرسین، شیخ الحدیث والتفسیر عالم باعمل حضرت علامہ مولانا مفتی امام الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ عالم علوم ربانی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت موضع رتہ شریف تحصیل وضلع چکوال نزد کلر کہار میں حضرت علامہ مولانا مفتی فتح الدین صاحب علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔

گھر کا ماحول چونکہ شروع ہی سے مذہبی علمی اور روحانی تھا بزرگان دین کی محبت ورفاقت اس خاندان کو ورثہ میں ہی ملی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے یہ خاندان علم وفضل کا گہوارہ تھا۔ ایسے ماحول میں آپ نے آنکھ کھولی اور پرورش پائی۔ بنیادی تعلیم وتربیت اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ تمام عمر دین اسلام کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے علوم دینیہ کی تکمیل للہ شریف میں حضرت خواجہ غلام نبی نقشبندی علیہ الرحمۃ سے مکمل کی۔ آپ اپنے زمانے کے بہترین فاضل عالم بے بدل خطیب ضرب المثل مفتی وقت علامۂ زماں اور شیخ طریقت اور عارف کامل تھے۔

علم اور اہل علم سے دلی لگاؤ آپ کا خاصہ رہا ہے۔ ہر وقت کتاب اور درس وتدریس عبادت وریاضت مجاہدہ فقر وفاقہ آپ کا معمول زندگی رہا ہے۔ اپنی زمینوں کی کاشت بھی خود فرماتے۔ پانچوں وقت کی نماز بھی پڑھاتے جمعہ کا خطبہ بھی ارشاد فرماتے طالب علموں کو بھی بذات خود پڑھاتے تھے آپ ہمہ صفت موصوف تھے۔

آنے والے عقیدت مند کو نہ صرف بیعت ہی کرتے تھے بلکہ ان کی روحانی تربیت کا خصوصی خیال فرماتے۔ نماز روزہ کے لئے سختی سے ارشاد فرماتے تھے آپ قرآن وحدیث فقہ منطق اور دیگر علوم دینیہ پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ لوگ جوق در جوق مسائل پوچھنے کے لئے آتے تھے۔ مشکل سے مشکل مسئلہ بھی ذرا سی دیر میں حل فرما دیتے تھے۔ آنے والوں سے بڑے اخلاص سے ملتے مہمان نوازی اس قدر فرماتے کہ آنے والے احباب حیران وپریشان رہ جاتے۔ آپ کی زمینوں سے جو بھی گندم پیدا ہوتی وہ تمام کی تمام مدرسہ کے طالب علموں کے لئے رکھ لیتے اور پورا سال اسی سے گزارہ چلاتے تھے۔

آپ اپنے شاگردوں مریدوں عقیدت مندان کو صبر وتحمل کی تلقین خصوصیت سے فرماتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ حضرت خواجہ غلام نبی للّٰہی نقشبندی علیہ الرحمۃ زیب آستانہ عالیہ للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان

ضلع جہلم کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔

مجمع البحرین ☆: آپ حضرت خواجہ غلام نبی علیہ الرحمۃ للّٰہ شریف کے شاگرد و مرید اور خلیفہ تھے اور حضرت خواجہ للّٰہی بھی آپ سے محبت فرماتے اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ پیر اور مرید کے درمیان اس قدر تعلق بڑھا کہ حضرت خواجہ مقبول الرسول کی شادی بھی آپ کے گاؤں رتہ شریف میں ہوگئی جس کی وجہ سے فقر و تصوف کے یہ دونوں خانوادے مجمع البحرین بن گئے۔

حضرت خواجہ عبدالرسول صاحب علیہ الرحمۃ المعروف بہ حضرت ثالث للّٰہی کا وصال غفوان شباب ۲۹ برس کی عمر عزیز میں ہوا اور وہ اپنے عزیز و اقارب اولاد اعزا متعلقین سے رخصت ہوئے تو آپ نے پنجابی اشعار میں جو سی حرفی کہی اس کے پہلے بند مندرجہ ذیل ہیں۔

آ پچھلیاں دا حال ویکھ لیویں سار پردار دے والیا وے

کھیتی گڈ کے پھرنا سار لئی آ پانی آب حیات تھیں پالیا وے

بوٹی آس امید دی سک گئی آ پانی دئیں اس باغ دے والیا وے

چھٹا تیر تقدیر دا اجل سیتی سر تے آئی قضا نوں ٹالیا وے

آپ نے جس انداز سے رتہ شریف میں دین متین کی خدمت کی خصوصاً اسی اعتبار سے رتہ شریف کے پورے علاقے کا ماحول پاکیزہ ہوگیا۔ جس کے اثرات ابھی تک قائم ہیں اور انشاء اللہ تا قیام قیامت قائم رہیں گے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ بمطابق 1918ء کو ہوا۔ مزار فیض آثار رتہ شریف تحصیل و ضلع چکوال نزد کلر کہار میں مرجع خاص و عام ہے آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔ آپ کا عرس ۲۳ جون کو منایا جاتا ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں ان میں سے ایک حضرت علامہ مفتی دین محمد دوسرے مفتی عطا محمد ہیں۔ ہر دو صاحبزادگان کا بھی وصال باکمال ہو چکا ہے اور ان کے مزارات بھی آپ کے مزار پُر انوار کے ہمراہ موضع رتہ شریف میں مرجع خاص و عام ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

حضرت علامہ پیر محمد عبد القادر نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الحسنات وصفات وکمالات، صاحب کشف وکرامات، قطب المشائخ حضرت پیر محمد عبد القادر نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت امام المشائخ امام محمد رضا نوحانی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے علمی وروحانی گھرانے واقع زکوڑی شریف تحصیل وضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد میں ہوئی۔

آپ جمال ظاہری وباطنی میں باکمال اور یکتا ہے، آپ کی ذات عالی صفات درخشاں آفتاب کی حیثیت رکھتی ہے، آپ کو اوائل عمر سے ہی علوم دینیہ کے حصول کا شوق وذوق غالب تھا۔

چنانچہ والدگرامی مرتبت کی زیرنگرانی علوم درسیہ وشرعیہ کی تکمیل کے بعد آپ نے باطنی علوم پر توجہ دی، اوردن ورات کی محنت و لگن اور مجاہدہ وسلوک کی منزلیں طے کرتے ہوئے علوم باطنی پر مکمل عبور حاصل کیا۔ اور علوم ظاہری وباطنی کے جامع ٹھہرائے۔

آپ علوم ظاہریہ کے مستند عالم دین ہونے کے علاوہ اسرارِ رموزِ طریقت آشنائے رموز وکنایات کی حقیقت سے بھی آگاہ ہونے کے باوجود اس قدر عاجزی وانکساری کا پیکر تھے کہ تکبر کا شائبہ بھی نہ ہونے دیا، جب کبھی کسی کو تحریر لکھتے تو اپنے نام کے ساتھ فقیر لکھتے تھے، اس لئے آپ کی تمام زندگی فقر میں گزری، تمام عمر فقر آپ کا طرہ امتیاز رہا، اور فقر ہی آپ کا اوڑھنا بچھونا رہا۔

اپنے عظیم والدگرامی شیخ المشائخ کے وصال کے بعد زیب آرائے مسند عالیہ زکوڑی شریف ہوئے تو فیضان وعرفان کے دریا بہا دیئے، تمام زندگی اپنے اسلاف کے اصولوں پر قائم رہتے ہوئے گزاری، بناوٹ، تصنع ریاکاری، نمود ونمائش سے ہمیشہ نفرت رہی، آپ اپنے اسلاف کا اصل پرتو تھے، تمام زندگی دین اسلام کی خدمت میں گزری، تمام عمر شریعت وطریقت کے خلاف کوئی کام سرزد نہ ہونے دیا، سخاوت کا عالم یہ تھا کہ لنگر اور نذرانے میں جو کچھ بھی آیا وہ راہ خدا میں تقسیم فرمادیتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۳۷ھ بمطابق 1918ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار زکوڑی شریف تحصیل وضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت علامہ مفتی حامد اللہ میمن نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولے اجل اولیاء واکمل اتقیاء وعالم وفاضل کامل بود، صاحب کشف وکرامات استاد العلماء، لاڑ جو لال، سندھ کے قابل فخر فقیہ عالم دین مولانا حامد اللہ بن میاں گل محمد رحمۃ اللہ علیہ کا شمار عارفان حق میں ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت میمن گوٹھ بیلو (تحصیل سجاول ضلع ٹھٹھہ سندھ) میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت ☆: ابتدائی تعلیم بیلو شہر میں حاصل کی، اس کے بعد ٹھٹھہ میں مولانا عبد الرحیم دھوبی کے درسگاہ فیروز شاہ (تحصیل میہڑ ضلع دادو) میں حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ (ٹھٹھہ صدین کان)۔

مہران میں ہے: علامہ عطاء اللہ فیروز شاہی جب سندھ کی عظیم درسگاہ شہداد کوٹ میں فارغ التحصیل ہونے لگے تو اس وقت مولانا حامد اللہ شہداد کوٹ میں زیر تعلیم تھے، جب مولانا فیروز شاہی دستار بندی کے بعد اپنے گوٹھ جا رہے تھے تو اس وقت استاد محترم نے مفتی حامد اللہ کو بھی ساتھ کر دیا کہ ان کی تعلیم و تربیت کریں۔ مولانا حامد اللہ نہایت ذکی وذہین تھے۔

بیعت وخلافت ☆: حضرت پیر ابراہیم جان سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (رحلت ۲۰۰۲ء) رقمطراز ہیں: مولانا حامد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پڑدادا قطب ارشاد حضرت خواجہ عبد الرحمٰن سرہندی مجددی فاروقی قدس سرہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت اور خلیفہ تھے۔ حضرت علامہ مفتی عبد الرحمٰن ٹھٹوی لکھتے ہیں: حضرت علامہ حامد اللہ صاحب یگانہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ولی اللہ بھی تھے۔ (وہابیت کے انوکھے انداز ص ۷۳،۸)

درس وتدریس ☆: ابتدا میں تحصیل میرپور بٹھورو کے ایک گوٹھ سے درس کا آغاز کیا۔ مدینہ طیبہ کی زیارت نے بہت بے قرار کر رکھا تھا اس لئے حرمین طیبین کا سفر اختیار کیا۔ اور مدینہ منورہ میں دس سال کا عرصہ قیام کیا، جس کی تفصیل نہیں مل رہی ہے البتہ یہ معلوم ہوا کہ وہاں بھی درس وتدریس کا مشغلہ جاری رکھا، عرب شریف کے طلباء نے خوب استفادہ کیا۔

اس کے بعد وطن واپس آئے اور اپنے گوٹھ بیلو میں ''مدرسہ مظہر العلوم حامدیہ'' میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور اہل سندھ کو بھرپور استفادے کا موقعہ فراہم کیا۔ غالباً ۱۸۸۷ء کو عبدالرحیم شاہ سجاولی نے حضرت مفتی صاحب کو بیلو سے سجاول مدعو کیا اور اپنے بیٹوں کی تعلیم کے لئے استاد مقرر کیا اور سجاول میں ''مدرسہ دار الفیوض ہاشمیہ'' کی بنیاد رکھی اور حضرت مفتی حامد اللہ کو مدرسہ کا صدر مدرس مقرر کیا۔ آپ نے محنت شاقہ سے دن رات درس و تدریس کا مشغلہ جاری رکھا۔ لیکن افسوس صد افسوس! اہل سنت و جماعت کی غفلت، سستی اور دین میں لاپرواہی کے سبب سازشی وہابیوں نے مولانا صاحب کے بعد مدرسہ پر قبضہ جمالیا۔ حضرت مولانا محمد نور میمن بن مفتی حامد اللہ نے عبدالرحیم شاہ کو نشاندہی فرما کر بتایا کہ فلاں فلاں مدرسین وہابی ہیں جن کے ذریعہ اہل سنت کے مدرسہ پر وہابیت کا قبضہ ہو رہا ہے۔ لیکن شاہ صاحب یا تو قبضہ سے خوش تھے یا پھر سازشوں کی زد میں آ گئے تھے جس سے نکل نہ سکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی طرح ''مدرسہ مظہر العلوم'' کھڈہ مارکیٹ (لیاری کراچی) کا حضرت مولانا احمد الدین چکوال پنجابی نے سنگ بنیاد رکھا تھا، وہ اہل سنت و جماعت کے فقیہ و نامور مدرس تھے انہوں نے مولوی صادق وہابی کے والد کو مدرس رکھا تھا جو کہ صحیح العقیدہ تھے۔ مولانا چکوالی کے انتقال کے بعد مولوی صادق وہابی مدرسہ پر قابض ہو گیا اور اب تک انہیں کا قبضہ ہے۔ تفصیلات اور اصل پروف دیکھنے کے لئے ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا مقالہ ''امام احمد رضا اور علماء سندھ'' مطبوعہ المختار پبلی کیشنز ریگل چوک صدر کراچی کا مطالعہ فرمائیں۔

اس کے بعد حضرت مولانا حامد اللہ نے دوبارہ حرمین شریفین کا سفر اہل خانہ کے ساتھ اختیار کیا، اس بار بھی دس سال کا عرصہ مدینہ منورہ میں گنبد خضریٰ کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں درس وتدریس میں گزارہ۔ دس سال کے بعد چکر لگانے کے لئے سندھ آئے ان دنوں پہلی عالمگیر جنگ شروع ہو چکی تھی جس کے سبب تمام راستے بند ہو چکے تھے۔ اس لئے بیلو میں سکونت اختیار کی اور تدریس کا مشغلہ جاری رکھا۔ ان دنوں لاڑ کے علاقہ کے علماء اہل سنت نے ایک تنظیم ''انجمن معلم الشرع'' قائم فرمائی، جس کا آپ کو صدر مقرر کیا گیا۔

آپ کا مسلک مبارک ☆: حضرت علامہ پیر سید زین العابدین شاہ گیلانی قادری مدظلہ اپنی کتاب ''انوارِ علمائے اہل سنت'' میں رقم طراز ہیں کہ حضرت علامہ مفتی حامد اللہ سنی حنفی نقشبندی عالم، فاضل، کامل، مفتی، فقیہ، عظیم مدرس اور لاڑ کے صدر العلماء تھے۔ متقی، شب بیدار، شریعت مطہرہ کے پابند، حاجی، عابد و زاہد تھے اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق زار تھے۔ ان کا بیاض قلمی حضرت شیخ الحدیث علامہ مفتی عبدالرحیم سکندری صاحب کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ آپ اپنی بیاض میں رقمطراز ہیں۔

''پھر (وہابیوں نے) ایسا ظلم (حرمین شریفین پر) دو سال کیا۔ ان کے ساتھ کیا جو کہ اچھے تھے اچھائی میں اور اچھی جگہ (حرمین شریفین) رہتے تھے۔ اس کے بعد ۱۲۳۳ھ میں سلطان روم کے لشکر آ گران پر فتح حاصل کی اور مارے مردودوں (وہابیوں) کو جہنم رسید کیا۔''

پھر فرقہ وہابیہ کیلئے تمام علمائے اہل سنت وجماعت نے فتاویٰ جاری فرمائے کہ فرقہ وہابیہ بے شک اپنے فاسد عقائد کی بنا پر کافر ہیں۔"
(بیاض مفتی حامد اللہ بیلوی قلمی بحوالہ وہابی، علماء سندھ کی نظر میں مطبوعہ ۱۹۹۲ء)

تلامذہ ☆: آپ کے تلامذہ کی جماعت کثیر ہے، ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ ☆ استاد العلماء مولانا مفتی علی محمد مہیری۔ ☆ مولانا سید علی بخش شاہ۔ ☆ مولانا محمد سلیمان بنوی گوٹھ بنو ضلع ٹھٹھہ۔ ☆ مولانا مفتی محمد یوسف میمن گوٹھ مڑھی بولا خان۔ ☆ مولانا حاجی عبداللہ ولہاری (ضلع ٹھٹھہ)۔ ☆ مولانا محمد ہاشم کھتری (گوٹھ غلام اللہ ضلع ٹھٹھہ)۔ ☆ صاحبزادہ مولانا محمد نور میمن

شادی واولاد ☆: حضرت مولانا نے تین شادیاں کی، جن میں سے دو بیٹے (۱) مولانا محمد نور میمن (۲) مولانا محمد سعید میمن اور تین بیٹیاں تولد ہوئیں۔ تیسری بیٹی مسمات بچل خاتون باقاعدہ سند یافتہ عالمہ فاضلہ تھیں جن کا مولانا عبدالحکیم سے عقد ہوا۔

وصال باکمال ☆: بیلو میں سیلاب آنے کا خطرہ ہوا تو آپ نے اپنے شاگرد ارشد علامہ مفتی علی محمد مہیری کی استدعا پر بیلو سے گوٹھ پھٹون نزد دکھوراہ (تحصیل گولارچی ضلع بدین) جا کر سکونت اختیار کی۔ اور جلد ہی وہیں ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء میں آپ کا وصال باکمال ہوا اور اسی گوٹھ پھٹون میں آپ کی مرقد منورہ مرجع خاص و عام ہے۔ بشکریہ، تذکرہ انوار علمائے اہلسنت سندھ

حضرت تاج الفقہاء علامہ مفتی حسن اللہ صدیقی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: جامع علوم ومعقول، حاوی معالم فروع واصول، عالم و عارف ومحدث، مفسر، صاحب حال، اہل دل، قدوۃ الابرار روزگار، زبدہ احرار نامدار حضرت علامہ مفتی حسن اللہ صدیقی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ زینت العلماء والمشائخ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت اپنے زمانے کے عظیم صوفی بزرگ حضرت میاں وہب اللہ صدیقی درگاہ پاٹ شریف کے علمی و روحانی گھرانے (اسٹیشن پیارو گوٹھ، ضلع دادو) میں ہوئی۔ سیوہن شریف اور پاٹ شریف کے صدیقی حضرات ایک ہی خاندان سے ہیں۔اسی خاندان کی ایک شاخ نے بھارت کے شہر برہان پور جا کر سکونت اختیار کی۔ برہان پور میں ''مسیح الاولیاء'' کی دربار آج بھی مرجع خلائق ہے۔انہیں ''مسیح الاولیاء'' کا خطاب مجدد الف ثانی سرہندی نے عطا فرمایا تھا۔اسی خاندان کی علمی و روحانی خدمات جلیلہ کا تذکرہ ''برہان پور کے سندھی اولیاء اللہ'' (مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ جامشورو طبع اول ۱۹۵۷ء) میں درج ہے۔سیوہن اور پاٹ کی بعض علمی وروحانی شخصیات کے اسمائے گرامی:

۱۔شیخ الاسلام مخدوم دین محمد صدیقی۔۲۔مخدوم عبدالواحد کبیر سیوہانی (صاحب کشف الاسرار)۔۳۔نعمان ثانی مخدوم امام عبدالواحد سیوہانی (صاحب فتاویٰ واحدی)۔۴۔قاضی القضاۃ مخدوم فضل اللہ صدیقی۔۵۔مخدوم محمد شفیع صدیقی (قصیدہ بردہ کے منظوم سندھی شارح) وغیرہ وغیرہ۔

المختصر،اس خاندان صدیقی کی اہل سنت و جماعت احناف کے لئے بہت خدمات ہیں جنہیں سنہری حروف سے لکھا جائے پھر بھی حق ادا نہ ہوگا۔اس عظیم خاندان کی آخری علمی نشانی، **افقہ الفقہ فی السند، مفتی اعظم، استاد الاساتذہ**، ولی کامل حضرت علامہ مخدوم حسن اللہ صدیقی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

تعلیم وتربیت☆: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے تایا جان عارف باللہ حضرت علامہ قاضی مخدوم فضل اللہ صدیقی قدس سرہ (مدفون پاٹ شریف متوفی ۱۲۹۰ھ) کے شاگرد رشید حضرت علامہ مولانا حافظ محمد شفیع صدیقی سے پاٹ میں حاصل کی۔اس کے بعد

شہدادکوٹ (ضلع لاڑکانہ) کی نامور دینی درسگاہ میں داخلہ حاصل کر کے اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کے بعد اسی درسگاہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ شہدادکوٹ میں غالباً استاذالعلماء حضرت علامہ مولانا گل محمد اور استاذالعلماء مفتی اعظم، غوث الزمان، حضرت علامہ غلام صدیق شہدادکوٹی سے اکتساب فیض کیا۔

بیعت وخلافت ☆: صوبہ سندھ کے علماء کی سوانح حیات پر مشتمل کتاب ''انوار علمائے اہلسنت'' میں حضرت پیر سیّد زین العابدین شاہ قادری گیلانی راشدی مدظلہ رقمطراز ہیں کہ مشاہیر میں ہے کہ آپ نقشبندی طریقت کے ذکر اذکار پابندی سے کرتے تھے۔ لیکن پیرومرشد کا نام درج نہیں اس لئے مخدوم زادہ سلیم اللہ صدیقی صاحب (حیدرآباد) سے رابطہ کیا۔ وہ راقم الحروف کے استفسار کے جواب میں اصل صورت کو واضح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''وہ اپنے چچا غواص بحرالعرفان مولانا الحافظ الحاج محمد فضل اللہ صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کے دست اقدس پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت تھے اور وہ اپنے چچا حضرت علامہ مخدوم محمد عارف سیوہانی سے اور وہ نعمان ثانی، فقیہ الاعظم علامہ مخدوم عبدالواحد صدیقی رحمہم اللہ تعالیٰ (سیوہن شریف) سے دست بیعت اور صاحب اجازت تھے۔

درس وتدریس ☆: مخدوم صاحب نے پوری زندگی درس وتدریس اور فتویٰ نویسی میں گزاری۔ وہ ایک بلند پایہ عالم دین، متکلم، مناظر اور محقق فقیہ تھے۔ آپ نے پاٹ شریف (ضلع دادو) دربیلو (ضلع نوشہرو فیروز) اور ٹنڈو ٹیاری (ضلع حیدرآباد) وغیرہ مقامات پر درس دیا، جہاں کثرت سے علماء اہل سنت نے استفادہ کیا۔

سفر حرمین شریفین ☆: آپ نے دوبار حج بیت اللہ اور مدینہ منورہ میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کی سعادت حاصل کی۔ مکہ مکرمہ میں ولی کامل حضرت شیخ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ (مصنف الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم ﷺ) اور دیگر علماء کرام اور مشائخ عظام کی علمی وروحانی مجالس میں بیٹھے، صحبتیں اختیار کی اور دلائل الخیرات، حزب البحر اور قصیدہ بردہ شریف وغیرہ وظائف کی اجازت حاصل کیں۔

عادات وخصائل ☆: آپ تدریس کے بادشاہ تھے، آپ نے اہل سنت کو عظیم گراں قدر مدرس عطا فرمائے، جنہوں نے درس وتدریس کی دنیا میں خوب نام کمایا۔ خوف خدا اور عشق مصطفیٰ سے سرشار تھے خوف خدا میں اکثر گریہ زاری فرماتے تھے خود بھی روتے اور جماعت کو بھی رلاتے تھے، سادہ طبیعت، سادگی پسند، تواضع انکساری سے آراستہ، پیکر اخلاص، صاحب صدق وصفا، اخلاق مصطفوی کے نمونہ، کتابوں کے شائقین، وظائف کے عامل، شب خیز، تلاوت قرآن مجید، دلائل الخیرات اور قصیدہ بردہ شریف کا ورد روزانہ پابندی سے جاری رکھے ہوئے تھے، صحابہ کرام، خلفاء راشدین، امہات المومنین، اہل بیت کرام، سادات عظام اور اپنے

اساتذہ کرام کا بے حد ادب واحترام رکھتے تھے۔

مخدوم صاحب کے شاگرد وارشد علامہ ابوالفیض جتوئی رحمتہ اللہ علیہ کا کتب خانہ نہایت وسیع تھا، اس لئے آپ اپنے شاگرد کے پاس (گوٹھ سونہ جتوئی مدرسہ دارالفیض) اکثر تشریف لے جایا کرتے اور کتب خانہ سے خوب استفادہ فرماتے اور شاگرد کو دعائیں دیتے تھے۔ دارالفیض کے کتب خانہ میں بیٹھ کر آپ نے دو کتابیں (۱) نورالعینین (۲) تحفہ تحریر فرمائیں۔ مشہور ہے کہ جو بھی طالب علم آپ کے مزار شریف پر حاضری دے اور مسجد شریف میں دو رکعت نفل ادا کر کے اس کا ثواب آپ کی روح مبارک کو پہنچائے تو کند ذہن نہ رہے، اس کا مرض نسیان بھاگ جائے، حافظہ قوی اور مضبوط ہو۔ یہ بات اکثر غبی طلباء کی آزمودہ اور مجرب ہے۔

اولاد ☆: آپ نے ایک شادی کی جس سے تین صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے تولد ہوئے، جس کی تفصیل یوں ہے۔

(۱) آمنہ خاتون۔ عالمہ، حافظہ، فقیہ اور عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں جن کا عقد اپنے ہی خاندان کے چشم وچراغ عالم دین مخدوم قاضی نصر اللہ بن میاں احمدی قاضی آف پاٹ سے انعقاد پذیر ہوا۔ (۲) محمد سرور۔ (۳) فضل اللہ۔ (۴) حسن الدین۔ (۵) عصمت خاتون۔ (۶) مریم خاتون۔

آپ کے بیٹے آپ کی صحبت علمی وروحانی سے محروم رہے۔ اس طرح آپ کی علمی جانشین بڑی صاحبزادی کی اولاد ہوئی۔

تلامذہ ☆: آپ نے علماء کی جماعت تیار کی، جس کی ایک طویل فہرست ہے طوالت کے پیش نظر اسمائے گرامی لکھنے سے صرف نظر کیا جارہا ہے۔

تصنیف وتالیف ☆: آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے، آپ کے فتاویٰ کو اگر جمع کیا جاتا تو کئی جلدیں تیار ہوسکتی تھیں۔ (تذکرہ مشاہیر سندھ)

۱۔ **نورالعینین فی اثبات علم الغیب لسید الثقلین** ۔ دیوبندیوں وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (براہین قاطعہ ص ۵۵)

۲۔ اسی طرح اشرف علی تھانوی نے ''حفظ الایمان'' پمفلٹ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف کا تمسخر اڑایا ہے۔ یہ گستاخیاں زبان درازیاں جب سندھ میں پہنچیں تو عوام نے علماء سے علم غیب سے متعلق دریافت کیا۔ بعض علماء خصوصاً حضرت علامہ پیر غلام مجدد سرہندی مٹیاروی نے اپنے استاد محترم حضرت علامہ مفتی حسن اللہ صدیقی سے استفسار کیا تو آپ نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے اثبات اور وہابیت دیوبندیت کے باطل عقیدہ کی تردید میں یہ لاجواب علمی تحقیق کتاب عربی میں تحریر فرمائی۔ اس کا سندھی ترجمہ آپ کے نواسہ حضرت مخدوم قاضی علی گوہر صدیقی (متوفی ۱۹۷۲ء) نے کیا۔ سندھی ترجمہ کا

ایک قلمی نسخہ مدرسہ صبغۃ الہدیٰ شاہ پور چاکر کی لائبریری میں محفوظ ہے۔اس نسخہ کیمیا کی اشاعت کی جانب توجہ دینی چاہیے۔

۳۔ تحفة اولی الالباب فی ردعلیٰ طاعن الاصحاب (سندھی) مولانا قاضی ہدایت اللہ متعلوی نے کتاب ''کواکب السعادات'' میں شان اہل بیت بیان کرتے ہوئے صحابہ کرام پر تنقید کی خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نشانہ بنایا۔تو حضرت قبلہ مفتی صاحب نے قاضی صاحب کے اس نظریہ کے آپریشن میں یہ بلند پایہ علمی شاہکار مدرسہ دارالفیض گوٹھ سونہ جتوئی میں تحریر فرمایا۔مولانا احمد ابڑو، قاضی صاحب کے استاد تھے اس لئے انہوں نے مولانا ابڑو کے نام سے کتاب چھپوائی۔انہوں نے ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء کو یہ کتاب اپنے خرچہ پر کراچی سے چھپوا کر لاڑکانہ سے عام کیا۔اس کتاب کی تفصیل قاضی صاحب کے حالات میں ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ مراۃ العلوم : آپ نے اپنے شاگرد مولانا پیر غلام مجدد سرہندی ٹمیاروی کو مفصل سند اپنے قلم سے تحریر فرما کر دی تھی جو کہ کئی صفحات پر مشتمل ہے۔جس کو ''مرأۃ العلوم'' کا نام دیا گیا اور پیر غلام رسول سرہندی مجددی سجادہ نشین درگاہ مجددیہ ٹمیاروی نے کتابچہ کی صورت میں شائع کیا۔اس میں آپ نے اپنے اساتذہ کے اسماء گرامی اور سلسلہ اساتذہ کرام تحریر فرمایا ہے۔

۵۔ انساب مشائخ سیوستان (فارسی) اس کا سندھی ترجمہ آپ کے نواسہ حضرت مخدوم قاضی علی گوہر صدیقی نے ۱۹۵۰ء میں کیا لیکن تاہنوز قلمی صورت میں سلیم اللہ صدیقی صاحب (حیدرآباد) کے پاس محفوظ ہے اور اشاعت کا منتظر ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۲۵ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ بمطابق ۸ دسمبر ۱۹۲۰ء کو ہوا۔آپ کا مزار منور درگاہ پاٹ شریف (ضلع دادو) کی مسجد شریف کے برابر میں مرجع خلائق ہے۔جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ بشکریہ، تذکرہ انوار علمائے اہلسنت سندھ

حضرت خواجہ عبدالرحمٰن نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم علوم ربانی، مرشد لاثانی، مقبولِ بارگاہ رحمانی، واقف اسرار نہانی، حضرت خواجہ عبدالرحمٰن نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ شاید بزم وصال ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۷۰ھ بمطابق ۱۸۵۳ء کو جناب گل بادشاہ جی کے گھر علاقہ جہانگیر پورہ پشاور شہر میں ہوئی۔ آپ صوبہ سرحد کے ممتاز صوفی بزرگ شیخ السلام والمسلمین حضرت پیر بابا علیہ الرحمۃ بنیری علاقہ سوات والوں کی اولاد سے ہیں۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار کے زیر سایہ حاصل کی، ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد پشاور شہر کے معروف بزرگ عالم دین محدثِ جلیل حضرت مولانا سیّد محمد ایوب شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے حلقہ تلامذہ میں داخل ہو کر حاصل کی، علوم متداولہ سے فراغت کے بعد انہی سے مسند حدیث حاصل کی۔

اس کے بعد مزید تعلیم کے حصول کے لئے آپ نے ہندوستان کا سفر اختیار کیا، لاہور، سہارنپور، دہلی، کانپور ہوتے ہوئے کلکتہ پہنچے، کلکتہ میں مدرسہ عالیہ میں مولانا لطائف گل کے درس میں شامل ہو گئے، دو برس کے بعد مدرسہ عالیہ کلکتہ میں ہی تدریس کے فرائض سرانجام دینے پر مامور ہو گئے اور چار برس تک علوم متداولہ کی کتابیں پڑھاتے رہے، آپ کی علمی قابلیت کا شہرہ بنگال تک پھیل گیا، یہاں تک اس زمانے کے علماء نے آپ کو ''بحرِ ذخار'' کے خطاب سے نوازا۔

تلاشِ مرشدِ کامل ☆: چونکہ آبائی طور پر تقویٰ، پرہیزگاری، ریاضت و مجاہدہ آپ کو ورثہ میں ملا تھا، اس لئے آپ کی طبیعت میں علم تصوف کو باقاعدہ طور پر حاصل کرنے کا رجحان پیدا ہوا۔

اس سلسلہ میں آپ کلکتہ سے پشاور تشریف لائے اور والدہ ماجدہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ رب العالمین نے مجھے ظاہری علم کی دولت سے تو مالا مال کیا ہے اب طبیعت کا میلان باطنی علوم کی جانب بڑھ رہا ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ بیٹا اس روحانی علم کے حصول کے لئے کسی شیخ کامل کی تلاش کرو، اور اس کے لئے بُنیر میں اپنے جدّ اعلیٰ حضرت بابا علیہ الرحمۃ کے مزار پر جا کر حاضری بھی دو، اور ان سے اس سلسلہ میں رہنمائی بھی حاصل کرو، اور جو وہاں سے اشارہ ملے اس کی تعمیل کرو۔

چنانچہ آپ والدہ ماجدہ کے حکم کے مطابق حضرت بابا علیہ الرحمۃ کے مزارِ پُرانوار پر حاضر ہوئے تو حضرت پیر بابا علیہ الرحمۃ نے

خواب میں ارشاد فرمایا ''بیٹا عبدالرحمٰن'' پشاور کی مسجد شیخاں میں جاؤ، وہاں ایک شخص سید محمد اصغر شاہ تمہارا انتظار کر رہا ہے، وہی تمہارا پیر طریقت ہے، اس کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ آپ وہاں سے رخصت ہو کر پشاور شہر کی مسجد شیخاں میں پہنچے اور حضرت سیّد محمد اصغر شاہ علیہ الرحمۃ سے ملے، انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا، بیٹا آؤ، تمہیں حضرت پیر بابا نے بھیجا ہے، اور مجھے حضرت پیر بابا نے فرمایا کہ اس کو بیعت کرلو۔

چنانچہ آپ فوراً ان کے ہاتھ پر بیعت ہوگئے آپ کے پیرومرشد نے ایک سال تک آپ کے پاس موضع دیہہ بہادر میں قیام کر کے آپ سے مثنوی شریف پڑھی، اس لئے کہ وہ ظاہری علوم سے بہت کم واقف تھے، آپ نے اُن کے قیام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فیوض و برکات کی دولت کو خوب سمیٹا۔

بیعت و خلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت سیّد محمد اصغر شاہ نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی علیہ الرحمۃ موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان والوں سے بیعت تھے۔

کچھ عرصہ بعد آپ اپنے مرشد کے مرشد سے مزید فیوض و برکات کے حصول کے لئے موسیٰ زئی شریف پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی تو حج بیت اللہ شریف کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔ آپ نے وہیں سے کراچی کا راستہ اختیار کیا۔ اور کراچی پہنچ کر جہاز میں سوار ہوئے تو حضرت خواجہ عثمان درمانی علیہ الرحمۃ سے آپ کی ملاقات ہوگئی۔

مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو تجدید بیعت کرا کر طریقتِ نقشبندیہ میں خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز و صاحب مجاز کیا۔

سیرت و کردار☆: آپ نے اپنے ننھالی گاؤں موضع بہادر کلی میں اقامت اختیار کر کے سلسلہ عالیہ کی رُشد و ہدایت کے لئے خانقاہ قائم کی، جہاں ہزاروں لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی، بہت سے افراد اوراد و وظائف میں مشغول ہوگئے۔

آپ نے صوبہ سرحد اور اس کے تمام ریاستوں میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں خوب اشاعت کی اور لوگوں کو قرآن وسنت کی دعوت دی، دور دراز کے سفر کر کے لوگوں کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا جذبہ پیدا کیا۔

آپ نہایت کریم النفس، منسکر المزاج، متواضع، ملنسار، شریف النفس، صابر و شاکر اور بردبار شخصیت کے حامل بزرگ تھے خداوند کریم نے علم لدنی کی دولت سے مالا مال کیا ہوا تھا، جس وقت کوئی مسئلہ آپ کے سامنے پیش کیا جاتا آپ بلاتوقف اس کو حل فرما دیتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ سہارنپور تشریف لے گئے تو وہاں علمائے کرام کی ایک مجلس میں آپ نے ببانگ دہل فرمایا کہ اے علمائے کرام اگر آپ کو کسی مسئلہ میں کوئی علمی اشکال ہو تو بیان کریں، یہ فقیر انشاء اللہ اس مسئلہ کو حل کرے گا، مولوی محمد شریف فرماتے ہیں کہ اسی بنا

آپ کو بحرِ ذخار کا خطاب دیا گیا تھا۔

آپ کے زہد و تقویٰ، نجابت و شرافت کی وجہ سے پشاور شہر کے علماء، صلحاء، اور عوام و خواص آپ کا دلی احترام کرتے تھے، آپ جس وقت بھی سفید گھوڑی پر سوار چادر سر پر ڈالے پشاور کے بازاروں سے گزرتے تو لوگ ادباً احتراماً کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کرتے اور آپ انتہائی شفقت و محبت کے ساتھ ان کے لئے دعائیں کرتے ہوئے مسجد مہابت خان میں نماز کے لئے چلے جاتے تھے۔

یہ معاملہ صرف یہیں تک نہیں بلکہ بڑے بڑے امراء و حکمران وقت بھی آپ کے غلام بے دام تھے۔

تذکرہ علماء مشائخ سرحد کے مصنف حضرت علامہ پیر سید محمد امیر شاہ گیلانی المعروف مولوی جی صاحب علیہ الرحمۃ آف یکہ توت اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں کہ لارڈ برٹن سرٹی جلال الدین ایک انگریز تھا اور وہ مسلمان ہوا تھا، اس کی ملاقات بھی آپ سے اکتوبر ۱۹۳۲ء میں چترال میں ہوئی تھی، اور آپ کی شخصیت سے اسقدر متاثر ہوا کہ فوراً آپ کے ہاتھ پر بیعت قبول کر لی۔

حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ☆: آپ نے تین مرتبہ حج بیت اللہ شریف ادا کیا اور تینوں مرتبہ مدینہ پاک میں بھی حاضر ہو کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیوض و برکات اور انوار و تجلیات سے مستفیض ہوئے۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: حضرت مولانا عبدالمنان صاحب پلوسی، حضرت مولانا محمد سعید الرحمٰن محلہ مردمی پشاور، مولانا غلام محمد پنڈ سلطانی اٹک، مولانا محمد یعقوب ڈھاکہ، مولانا پائندہ گل سوات، مولانا رحمٰن الدین پڑانگ چارسدہ سید زرغن شاہ گلگت، اور مشہور و معروف شخصیت حاجی عمران صاحب جو تقریباً تمام عمر ہر سال حج پر جاتے تھے، وہ بھی آپ ہی کے مرید تھے۔

اولاد و امجاد ☆: خداوند کریم نے آپ کو پانچ صاحبزادے عنایت فرمائے، جن میں سے آپ کے دوسرے صاحبزادے جناب حضرت مولانا محمد عزیز الرحمٰن کو آپ نے اپنے دست مبارک پر بیعت فرما کر خرقۂ خلافت سے نواز کر صاحب ارشاد و مجاز فرمایا۔

حضرت صاحبزادہ عزیز الرحمٰن نے اپنی پوری زندگی میں پوری ہمت و جانفشانی سے سلسلہ عالیہ کی خدمت کے فریضہ کو بحسن و خوبی انجام دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۵ ذی الحجہ ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء ہوا۔

مزار پُر انوار پشاور کے علاقہ موضع بہادر کلی صوبہ سرحد میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم ربانی، مرشد لاثانی، امیر شریعت، حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی الحسنی والحسینی المعروف زلفاں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ زینت العلماً والمشائخ ہیں، آپ کی ولادت باسعادت والی چوراشریف امام المشائخ عارف ربانی شیخ العصر حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ کے گھر چورہ شریف میں ہوئی۔

آپ کی تمام روحانی تعلیم وتربیت آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ نے ہی مکمل کی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ چوراہی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف تھے اور انہی سے خرقہ خلافت اور اجازت بیعت سے مشرف ہو کر اپنے عظیم والد کے جانشین ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ انتہائی نیک، متقی پرہیزگار، نیک سیرت باکردار بلند اخلاق کے مالک تھے۔ لباس، اقوال وافعال، اعمال میں سنت مبارکہ کا عکس جمیل نظر آتا تھا۔ شانوں تک حسین وجمیل دلآویز زلفیں آپ کے حسن ظاہری وباطنی میں اضافہ کرتی تھیں اسی وجہ سے آپ کو زلفاں والی سرکار کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

آپ کا دسترخوان صبح وشام کھلا رہتا تھا۔ مہمان نوازی زمانے میں مشہور تھی۔ سخاوت کا عالم یہ تھا کہ آنے والا کبھی بھی کوئی سوالی خالی نہ گیا۔ آپ مہمانوں کا خصوصی احترام فرماتے اور اپنے پاس آنے والوں کو یکساں دیکھتے تھے۔ اتفاقاً اگر کوئی دوست کسی مہمان کو ناپسندیدگی سے دیکھتا تو آپ سختی سے منع فرمادیتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ملکی، علاقائی اور لسانی کوئی فرق نہیں ہے وہاں تو اعمال کا فرق ہے۔ سب مسلمان ایک ہی تسبیح کے دانے ہیں۔

آپ اپنے احباب کو ہمیشہ تلقین فرماتے کہ بچوں کو دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تعلیم بھی دلوائیں، آپ فرماتے تھے کہ آپ صبح خود اٹھو تاکہ بچے بھی صبح اٹھنے کے عادی بنیں اور تم پر خدا کی رحمتوں کا نزول ہو۔

چوراشریف سے لاہور آمد ☆: آپ نے تمام زندگی قریہ قریہ تشریف لے جاکر شریعت مطہرہ کی تلقین وتبلیغ فرمائی آپ کے مریدین کا حلقہ احباب کابل افغانستان، جموں کشمیر، بلوچستان، سندھ، امرتسر، بمبئی، دہلی اور اجمیر شریف تک پھیلا ہوا ہے۔ لاہور میں ایک عقیدت مند باباوسن کے کنویں پر تشریف لے آئے اور وہاں ایک حجرہ میں عبادت الٰہی میں مصروف رہ کر اس جگہ کو رشد وہدایت کا مرکز بنایا اور آخری دم تک مخلوق خدا کو فیض سے مستفیض فرماتے رہے۔

بعد میں یہ جگہ وسن پورہ کے نام سے مشہور ہوئی اور یہ چوک پیراں والا چوک کے نام سے مشہور ہو گیا جو کہ آج بھی وسن پورہ پیراں والا چوک کے نام سے مشہور ہے۔

کشف و کرامات ☆: عالم ربانی مرشد لاثانی خواجہ سید احمد نبی شاہ نقشبندی مجددی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ المعروف زلفاں والی سرکار اپنے لاہور والے آستانے وسن پورہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک بوڑھی عورت حاضر خدمت ہوئی۔ اور اپنا مدعا بیان کرنے سے پہلے رونا شروع کر دیا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ مائی رونے کی کوئی ضرورت نہیں واپس چلی جا۔

چنانچہ مائی حکم ملتے ہی واپس چلی گئی۔ محفل میں موجود تمام حاضرین حیران تھے کہ مائی آئی اور اُس کا مدعا بھی سرکار نے سنا نہیں اور تسلی دے کر بھیج دیا بالآخر معاملہ کیا ہے۔

چند دن گزرے تھے کہ وہی مائی لنگر کا سامان لے کر بمع بچوں کے بڑی خوشی خوشی آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئی۔ آپ نے پوچھا "مائی ٹھیک ہے نا؟" مائی نے عرض کیا۔ آپ کا احسان ہے حضور۔ حاضرین محفل نے عرض کیا حضور معاملہ کیا ہے؟ حضرت زلفاں والی سرکار نے مائی سے فرمایا کہ تم ان سب کو خود ہی بتا دو کیا معاملہ ہے۔

آپ کے فرمان پر مائی نے سب کو بتایا کہ کارپوریشن والوں نے سڑک بنانے کا پروگرام بنایا تو میرا مکان سڑک کی حدود میں آ گیا۔ جب مجھے کوئی سفارش نظر نہیں آئی تو میں حضرت زلفاں والی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے میرا مدعا سنے بغیر کہا مائی رونے کی ضرورت نہیں تو واپس چلی جا۔ تو مجھے اعتماد ہو گیا کہ اب میرا کام بھی ہو جائے گا۔

چنانچہ پھر ہوا بھی ایسا ہی کے کارپوریشن والوں نے میرا مکان چھوڑ کر سڑک بنا دی ہے اور مکان تک چوک بنا دیا ہے۔ آج تک وہ مکان وسن پورہ میں چوک پیراں سے شمالی طرف موجود ہے۔

کرامت نمبر۲ ☆: آپ کے ایک مرید مستری شہاب الدین فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ المعروف زلفاں والی سرکار رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت لے کر اپنی تمام مستری برادری کی روٹی پکائی تو اس موقعہ پر حضرت قبلہ خواجہ چوراہی کو بھی دعوت دی آپ نے بھی شرکت کی۔

دعوت کے موقع پر آدمی کچھ توقع سے زیادہ ہو گئے تھے۔ میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور کھانا کم ہے آدمی زیادہ ہیں آپ نے ارشاد فرمایا روٹی شروع کرو اللہ اپنے حبیب کے صدقے برکت دے گا۔

مستری شہاب الدین کہتے ہیں کہ جب کھانا شروع ہوا تو اس وقت ایک فاقہ مست فقیر بھی کاسہ لئے شوربہ مانگنے آیا۔ میرے ایک عزیز نے غصہ کے لہجے میں کہا کہ ابھی اپنے کھانے والے باقی ہیں۔ جونہی میں نے سنا تو فوراً اپنے عزیز کو کہا کہ سے شوربہ دو یہ بھی کسی کا بھیجا ہوا آیا ہے۔ فقیر نے شوربا لیا اور میرا شکریہ ادا کر کے کہنے لگا اللہ تعالیٰ برکت کرے۔ اس کے بعد تمام مہمانوں نے سیر ہو کر لنگر کھایا مگر کسی چیز میں کمی واقع نہ ہوئی۔

جب حضرت خواجہ سید احمد نبی المعروف زلفاں والی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے کھانا لگایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مستری جی میرا

ایک ملنگ بھی آیا تھا۔ ''اونوں شور بادتا سی'' یہ سن کر طبیعت پر وجد طاری ہوگیا کہ آپ خود کمرے میں تمام حاضرین سے الگ تھلگ بیٹھے ہیں اور اندر بیٹھے ہوئے مست کا واقعہ سنا دیا۔

کرامت نمبر۳ ☆: ماہتاب مجددیت، مرشد لاثانی حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ نقشبندی مجددی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ المعروف زلفاں والی سرکار کا ایک مرید کوٹ سعید میں رہتا تھا۔ اُس کا سات سالہ بیٹا گونگا تھا کوئی بات نہیں کر سکتا تھا۔ اُس نے بہت علاج معالجے کرائے۔ لیکن کوئی دوا کارگر ثابت نہیں ہوئی۔ وہ مرید دنیا کے تمام علاج سے تھک ہار کر حضرت زلفاں والی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت بابو غلام رسول موضع بھون چکوال والے بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ تھوڑی دیر میں ایک عقیدت مند آپ کی خدمت میں شکر قندی لے کر آیا اور پیش کی۔

حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ المعروف زلفاں والی سرکار چوراہی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک شکر قندی ہاتھ میں لے کر بچے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہہ شکر قندی۔ بچہ چونکہ گونگا تھا نہ بول سکا۔ بچے کا باپ حیران تھا کہ میں نے ابھی حضرت صاحب کو کچھ بھی نہیں بتایا تو آپ کو کیسے علم ہوگیا کہ یہ بچہ گونگا ہے۔ حضرت زلفاں والی سرکار نے دوبارہ شکر قندی بچے کی طرف کی اور فرمایا کہ کہہ شکر قندی۔ بچہ پھر بھی نہ بول سکا چونکہ گونگا تھا۔ آپ نے تیسری مرتبہ غصے کے عالم میں فرمایا ''کہہ شکر قندی'' بچے نے مسکرا کر کہا شکر قندی۔ جب بچہ بول پڑا تو بچے کا والد آپ کے قدموں میں گر کر مشکور ہوا۔ حضرت قبلہ عالم خواجہ زلفاں والی سرکار نے بوقت رخصت فرمایا فکر نہ کرنا۔ بچہ نیک ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ بچہ بڑا ہو کر بہت ہی نیک اور صوفی منش ہوا۔

کرامت نمبر۴ ☆: آئینہ جمال وجلال حقانی، پروردۂ لطف رسول مدنی حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی الحسنی والحسینی نقشبندی مجددی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ ایک دفعہ آپ موضع مٹھن ضلع اٹک میں تشریف فرما تھے کہ لوگوں نے عرض کی حضور بارش نہ ہونے کے سبب سخت گرمی ہے اور اگر کچھ دن اور ایسے ہی گزر گئے تو قحط سالی کا بھی خطرہ ہے۔ لہٰذا آپ اللہ کے حضور دعا فرمائیں کہ خداوند قدوس رحمت کی بارش عنایت کرے۔

یہ سن کر حضرت خواجہ سیّد احمد نبی شاہ نقشبندی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ اپنی جگہ سے اٹھے اور قریب ہی پتھر کی ایک چٹان پر جا کر سربسجود ہوگئے اور عرض کی اے مولائے کریم میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔

لیکن چند دوست غلط فہمی کی بنا پر کچھ عرض گزار ہیں۔ اے میرے مولا میری سفید داڑھی کی لاج رکھ لے۔ جب وقت آپ دعا فرما رہے تھے اُس وقت سخت دھوپ کی وجہ سے ہر چیز تپی ہوئی تھی کہ ایک دم ایک کالی گھٹا اٹھی اور اتنی بارش ہوئی کہ پھر وہی لوگ آ کر عرض کرنے لگے قبلہ اب تو مکان بھی گرنے والے ہیں بہت بارش ہو چکی ہے۔ خدارا اب بارش کی بندش کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ مسکرا کر فرمانے لگے اے مولا! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس عاجز کی لاج رکھ لی۔ بارش جب بند ہوگئی تو تمام ملک برادری نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔

کرامت نمبر۵ ☆: صاحب فضل وکمال، مرشد بے مثال، شیریں مقال، خوش خصال، خوش پوش، خوش مزاج حضرت خواجہ

سید احمد نبی شاہ گیلانی نقشبندی مجددی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ المعروف زلفاں والی سرکار کے ایک مخلص اور مرید خاص جناب میاں فقیر محمد بھاڈیوالے فرماتے ہیں کہ ہمارے گاؤں کے قریب چوڑا گاؤں میں پیر حیدر شاہ کرتو شریف والے جو کہ حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ نقشبندی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ خاص ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ سید احمد نبی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ بھاڈیوالے تشریف لائے تو دوران قیام آپ نے فرمایا میاں فقیر محمد آج لنگر کافی تیار کرنا مہمان کافی ہونگے۔ اور کسی خاص کمرے کا اہتمام بھی کر لینا۔ میاں فقیر محمد سوچنے لگے لنگر بھی حضرت خواجہ چوراہی نے زیادہ پکوالیا اور شام بھی ہوگئی مہمان بھی کوئی نہیں آیا۔ لیکن جب نماز مغرب ادا کی گئی تو پیر حیدر شاہ بمعہ دوستوں کے تشریف لے آئے۔ تو حضرت خواجہ سید احمد نبی زلفاں والی سرکار نے پیر حیدر شاہ صاحب سے فرمایا کہ شاہ جی اچھا ہوا آپ آگئے ورنہ میاں صاحب اتنا زیادہ کھانا کسے کھلاتے چونکہ آپ میرے دل کی بات سے مطلع ہو چکے تھے۔ آپ کی بات سن کر میں بے حد شرمندہ ہوا۔

کرامت نمبر ۶ ☆: ایک مرید جناب حکیم محمد رفیق فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ دربار عالیہ چورا شریف کی حاضری اور آپ سے ملاقات کی غرض سے روانہ ہوا۔ دربار شریف کی طرف جب پیدل سفر شروع کیا تو راستے میں ایک برساتی نالہ آیا تو میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اُس نالے کے آر پار کھڑے ہیں اور نالے میں پانی سطح زمین سے کافی اوپر آ گیا تھا جس کی وجہ سے اُس کو عبور کرنا مشکل کام نظر آتا تھا۔

لیکن مجھے فرقت یار نے ٹھہرنے نہ دیا اور میرے دل میں خیال آیا کہ تیرا عشق ایک عورت سے بھی کمزور ہے کہ جس نے پانی کی موجوں کی پرواہ نہ کی تھی۔

چنانچہ اس خیال کو دل میں رکھ کر میں نے لنگوٹا کسا اور پانی میں قدم رکھا تو لوگوں نے شور مچا دیا کہ ڈوب جائے گا۔ لیکن میں آرام سے چلتا گیا کیونکہ میں جب نظر سامنے اٹھاتا تو سامنے میرے مرشد حضرت زلفاں والی سرکار نظر آتے تھے۔

چنانچہ میں پانی عبور کر کے صحیح سلامت دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ حضور پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کی تو آپ سرکار نے فرمایا کہ اگر بہہ جاتا تو لوگ طعنہ دیتے کہ چورا شریف جاتے ہوئے مر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا بیٹا آئندہ احتیاط کرنا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۴۵ھ بمطابق 1926ء بروز کو وسن پورہ پیراں والا چوک لاہور میں ہی ہوا۔ لاہور میں آپ کی نماز جنازہ حضرت علامہ مولانا سید دیدار علیشاہ صاحب علیہ الرحمۃ بانی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور نے پڑھائی۔

بعد ازاں آپ کو لاہور سے چورا شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک لا کر دفن کیا گیا۔ جہاں ہر سال آپ کا سالانہ عرس مقدس پورے اہتمام و احترام سے منایا جاتا ہے اور مخلوق خدا اس دربار گوہر بار میں حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتی ہے۔

فقیر راقم الحروف کو آپ کے سالانہ عرس کے علاوہ متعدد بار آپ کے دربار گوہر بار کی حاضری کی سعادت بھی نصیب ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت حاجی سیّد اکبر شاہ بخاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات بخاری، پروردۂ نگاہ لطف رسول مدنی، شیخ الاتقیاء، معدن طریقت و حقیقت حضرت حاجی پیر سیّد اکبر شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ آپ ترک و تجرید میں یگانۂ روزگار تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۷۷ھ بمطابق ۱۸۶۰ء میں خانوادہ سادات بخاری کے عظیم فرد کامل حضرت سیّد میر حیدر شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کے گھر واقع محلّہ رہتی پشاور صوبہ سرحد میں ہوئی۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی سیّد اکبر شاہ جبکہ "لقب پیر بخاری" کے نام سے معروف تھے، آپ کو بچپن ہی سے علوم دینیہ کے حصول کا شوق دامنگیر تھا، پشاور شہر کے مقامی علماء سے دینی علوم کی تکمیل کی۔ بعدازاں عبادت و ریاضت میں مشغول ہو کر علوم باطنیہ کے حصول میں مگن رہے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں غوث زماں حضرت خواجہ محمد قاسم صادق آف موہڑہ شریف تحصیل مری کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے، اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و صاحب مجاز ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ نے پشاور شہر میں سلسلہ عالیہ کی اشاعت و ترویج کے لئے ہر ممکن کوشش کی، آپ چونکہ صاحب علم و عرفان بزرگ تھے۔ اس لئے آپ کی صحبت پاک میں بڑا اثر تھا جو ایک دفعہ ملاقات کو آیا وہ دامن گرفتہ ہو کے رہ گیا۔ آپ کا حلقہ ذکر بہت وسیع تھا۔ آپ نے اپنے بزرگوں کے طریقہ پر قائم رہتے ہوئے نہایت احسن انداز میں اس حلقہ کو تادم آخر قائم رکھا۔

آپ کی ذات والا صفات پیار، محبت، اخلاص کا مجسمہ تھی۔ خدا کی مخلوق سے انتہائی محبت سے پیش آنا آپ کی طبیعت ثانیہ کا حصہ تھا۔ سادگی، وضع داری جیسے اوقاف حمیدہ کے مالک تھے۔ اگر یوں کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ کہ آپ کی ذاتِ والا صفات جامع الحسنات و کمالات اور صاحب کشف و کرامات تھی۔

آپ پر اپنے شیخ کی خاص توجہات تھیں جن کی برکت سے آپ پر فتوحات کے دروازے کھل گئے۔ عبادت و ریاضت، زہد و ورع، تقویٰ علم و عفان، بلندی ہمت میں آپ ممتاز اور یکتا تھے۔

ہر سال ۲۱ رمضان المبارک کو مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کا عرس مبارک بڑے اہتمام سے منعقد کراتے، لنگر کا وسیع انتظام ہوتا تھا، دور دراز سے آپ کے متوسلین، عقیدت مندان، مریدین اور پورے شہر کے ممتاز علمائے کرام مشائخ عظام

اور عوام وخواص سبھی اس بابرکت محفل میں شرکت کرتے تھے۔

اولاد وامجاد☆: خداوند عالم نے آپ کو دو فرزند حضرت سید یعقوب شاہ بخاری، حضرت سید فرمان شاہ بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم عطا فرمائے۔ ہر دو حضرات صاحب سلسلہ تھے۔

جناب حضرت سید یعقوب شاہ علیہ الرحمۃ کا وصال ۱۹۳۱ء میں ہوا، خدا نے ان کو پانچ صاحبزادے عنایت فرمائے تھے، ان میں سید محسن شاہ صاحب ٹھیکیداری کا کام کرتے ہیں۔ جبکہ دوسرے صاحبزادے سید پھول بادشاہ پاکستان کے بڑے تاجروں میں ایک ہیں۔ اور ایوان ہائے انجمن تجارت کے صدر بھی ہیں۔ تیسرے صاحبزادے سید الحاج تاج میر بادشاہ اور سید جماعت علی شاہ یہ دونوں لوہے کی تجارت سے منسلک ہیں۔ پانچویں صاحبزادے جناب سید ظفر علی شاہ صاحب اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چل کر مذہبی اور قومی سطح پر قابل قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

جناب سید ظفر علی شاہ صاحب نے ۱۹۵۲ء میں پشاور شہر میں ایک مذہبی ادارہ، ارادہ تبلیغ اسلام کے نام سے تشکیل دیا، اس ادارے کے زیر اہتمام ہر سال یکم محرم الحرام سے دس محرم تک چوک یادگاہ پشاور میں شہدائے کربلا کی یاد میں پروگرام اور یکم ربیع الاول سے لے کر بارہ ربیع الاول شریف تک ہر سال بارہ روزہ میلاد شریف کی پُروقار محافل کا انعقاد ہوتا ہے، ماہ محرم، اور ربیع الاول کے پروگراموں میں پاکستان بھر سے معروف اور چوٹی کے علماء خطبا واعظین، تشریف لا کر عوام اہل سنت کو قرآن وحدیث کی روشنی میں عقائد ونظریات کی تعلیم پہنچانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس ادارہ کے تمام پروگرام اپنی نوعیت کے انفرادی پروگرام ہوتے ہیں۔ اس کا سہرا جناب آغا سید ظفر علی شاہ صدر ادارہ تبلیغ الاسلام کے سر جاتا ہے۔

۱۹۶۲ء میں پشاور شہر کے مقتدر زعماء نے مل کر ''ادارہ اصلاح معاشرہ'' کی تشکیل کی تو آغا سید ظفر علی شاہ کو ہی اس کا صدر منتخب کیا گیا۔

مسلم لیگ کی تحریک آزادی میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آغا سید ظفر علی شاہ کا ملکی سیاست میں بھی کافی دخل رہا ہے۔ غالباً ایک یا دو مرتبہ وفاقی وزیر بھی رہ چکے ہیں۔ بہرحال آغا سید ظفر علی شاہ صاحب اپنے اسلاف کی روایات کے امین ثابت ہوئے ہیں، علمائے اہل سنت مشائخ عظام میں آپ کو خصوصی اور نمایاں مقام حاصل رہا ہے۔

کشف وکرامات☆: امیر العلماء والمشائخ چراغ خانوادۂ گیلانیہ یکہ توت حضرت پیر سید محمد امیر شاہ گیلانی قادری علیہ الرحمۃ المعروف مولوی جی صاحب اپنی کتاب ''تذکرہ علماء مشائخ سرحد'' میں رقمطراز ہیں کہ وصال والے دن آپ نے فرمایا کہ ''آج تقریباً عشا کے وقت ۹ بجے میری روح پرواز کر جائے گی۔''

چونکہ رمضان شریف کی اکیسویں رات تھی آپ کے ہاں معمول کے مطابق عرس مولائے کائنات شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ کی محفل پاک کا اہتمام تھا۔

آپ نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد رونا دھونا نہیں۔ میرے جسم کو نیچے کمرے میں رکھ دینا۔ عرس پر آئے ہوئے کسی مہمان

سے میرے وصال کا ذکر نہ کرنا۔

عرس مبارک کی تقریبات حسب معمول ختم شریف پڑھ کر لنگر وغیرہ کر کے پھر میری فوتگی کا اعلان کرنا۔

نیز فرمایا کہ "میرا جنازہ پڑھانے کے لئے خود بخود جنازہ گاہ میں ایک مولانا پہلے سے موجود ہوں گے، وہی میری نماز جنازہ پڑھائیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب جنازہ لے کر جنازہ گاہ میں پہنچے اور چار پائی رکھی گئی تو ایک بزرگ صورت مولانا بغل میں جائے نماز لئے ہوئے پہنچ گئے اور جو حلیہ مبارک آپ نے بتایا تھا وہ ہو بہو درست تھا۔ انہوں نے ہی نماز جنازہ پڑھائی۔ خدا معلوم وہ کون بزرگ تھے۔

کرامت نمبر۲ ☆: آپ کے خلیفہ حافظ کالا خان صاحب فرماتے ہیں کہ ایک ہندو کی چوری ہوگئی اور اس کا کافی مال و متاع چوری ہوگیا۔ آپ حضرت قبلہ پیر بخاری اپنے گھر میں تشریف فرما تھے اور میں بھی اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔

آپ نے اچانک مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا، خلیفہ دروازے پر ایک ہندو کھڑا ہے اس کو اندر بلاؤ، جب میں دوازے پر گیا تو واقعی ایک ہندو کھڑا تھا، میں نے اس کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

اس نے آپ سے اپنی چوری کا ذکر کیا اور آپ سے طالب دعا ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا گھبراؤ نہیں تمہارا مال تمہیں مل جائے گا۔ یہ خوشخبری سُن کر وہ چلا گیا۔ ابھی چار ہی دن گزرے تھے کہ وہ مٹھائی کا ڈبہ لے کر خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ حضرت میرا مال آپ کی دعا کی برکت سے برآمد ہوگیا ہے۔ شکریہ کے طور پر یہ شیرینی حاضر ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شیرینی واپس لے جاؤ اور اپنے بھائی بندوں میں تقسیم کردو۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال اکیس (۲۱) رمضان المبارک رات ۹ بجے بوقت عشاء ۱۳۴۶ھ بمطابق ۱۹۲۷ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار پشاور میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ۲۱ رمضان المبارک کو آپ کے پوتے جناب آغا سید ظفر علی شاہ صاحب سابق وفاقی وزیر کی سرپرستی میں انعقاد پذیر ہوتا ہے، جس میں عوام وخواص علمائے کرام مشائخ عظام کثیر تعداد شرکت کر کے مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال و مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: زبدۃ العلماء، قبلۂ ارباب وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت موضع ڈگر سواگ شریف تحصیل کروڑ ضلع لیہ میں اپنے وقت کے عظیم مرد قلندر، عظیم المرتبت شیخ کامل حضرت خواجہ غلام حسن نقشبندی علیہ الرحمتہ کے علمی وروحانی گھر میں ہوئی۔

آپ مادرزاد ولی اللہ اور اپنے وقت کے عظیم بلند پایہ عالم دین اور جامع معقول ومنقول تھے۔ آپ کی ابتدائی تربیت حضرت خواجہ گل حسن صاحب مرشد آبادی علیہ الرحمتہ نے فرمائی۔

آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل جن اساتذہ کرام سے کی ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت مولانا جان محمد پپلاں، حضرت مولانا احمد یار، حضرت مولانا محمد فضل حق، حضرت مولانا حامد اللہ گھوڑ والے، حضرت مولانا مرید احمد مبیل شریف والے، اور حضرت مولانا عبدالکریم کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

آپ کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا، مسائل فقہ میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ نہایت ہی صاحب ذوق وشوق اور فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ پر فائز تھے۔ آپ کے بارے میں آپ کے والد گرامی اور مرشد کامل اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر فقیر محمد زندہ رہتا تو لوگوں کو حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب نقشبندی علیہ الرحمتہ کا زمانہ یاد دلا دیتا۔

آپ نے سلوک کے تمام مراحل اپنے والد گرامی سے کی خدمت میں رہ کر طے کیئے اور انہی کے دست مبارک پر بیعت حاصل تھی۔ اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ کو صرع کی بیماری لاحق تھی۔ بہت علاج معالجہ کرایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 13 ربیع الاول شریف ۱۳۴۶ ہجری بمطابق 1927ء کو اپنے والد گرامی کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی ہوا۔

مزار پُرانوار سواگ شریف تحصیل کروڑ ضلع لیہ میں والد گرامی کے مزار کے مغربی جانب مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار کی حاضری کا شرف حاصل ہے۔

منقبت درشان حضرت میاں شیر محمد شرقپوری (ازقلم علامہ محمد شفیع اوکاڑوی)

حضرت شیر محمد معدن جودو سخا — حضرت شیر محمد مظہر لطف خدا

حضرت شیر محمد مخزن علم و حیا — حضرت شیر محمد منبع علم و عطا

حضرت شیر محمد صاحب علم لدن — حضرت شیر محمد صاحب اسرار کُن

حضرت شیر محمد شہبازِ لامکاں — حضرت شیر محمد آفتابِ عارفاں

حضرت شیخ محمد مظہر فیض نبیؐ! — حضرت شیر محمد وقت کے کامل ولی

حضرت شیر محمد چشمۂ فیضانِ حق — حضرت شیر محمد نیرِ تابانِ حق!

حضرت شیر محمد مرکزِ اہلِ یقیں! — حضرت شیر محمد مرجع کُل عارفیں

حضرت شیر محمد عاشقِ محبوب حق — حضرت شیر محمد طالب و مطلوب حق

حضرت شیر محمد حافظ شرع مبیں! — حضرت شیر محمد ناصر دین متیں

حضرت شیر محمد وارثِ علم نبیؐ! — حضرت شیر محمد صاحب حلمِ نبیؐ!

حضرت شیر محمد ماہتاب شرق پور — حضرت شیر محمد آفتاب شرق پور

حضرت شیر محمد مظہر حسن جمیل — حضرت شیر محمد مصدرِ فیض جلیل

حضرت شیر محمد خاص محبوب خدا — حضرت شیر محمد خاص مطلوب خدا

عالم علم لدنی صاحب اسرار حق — منبع فیض نبوت مرکزِ انوارِ حق

آپ کی نظرِ کرم سے چور بن جائیں ولی — آپ کے فیض وکرم سے پورے ہوں مقصد دِلی

دیکھتے تھے دُور و نزدیک آپ سب — دل کی باتیں منکشف تھیں سب کی سب

آزمایا جس نے بھی اُس نے کہا — ہیں ولی اللہ بے شک با خُدا!

جو بھی آیا در پہ باصدق یقیں — اُس کو خالی آپ نے پھیرا نہیں

جس ارادے سے بھی آتا تھا کوئی — اُس کو دیتے آپ تھے بے شک وہی

ہاتھ جس کے کاندھے پہ رکھتے تھے آپ
اُس کی دنیا ہی بدل دیتے تھے آپ

جس پہ پڑتی آپ کی تھی اِک نگاہ
ہو کے بے خود کرتا تھا ذکر اِلٰہ!

ہُوہُو کی آتی پھر آواز اس کے قلب سے
دیکھتا سرِّ حقیقت پھر نگاہِ قلب سے

قلب روشن آنکھ بینا انقلاب آتا عجیب
جاگ اٹھتے ایک دم تھے اُسکے خوابیدہ نصیب

حضرت نورالحسن شاہ باکمال و باجمال
کرمانوالےؒ لاجواب و بے نظیر و بے مثال

کشتہ عشق محمد بیربل والےؒ ولی!
گھنگ والے رحمت حق رحمت علی

صوفی ابراہیم و حاجی عبدرحمٰن باصفا
واقف سرِ حقیقت مخزنِ جودو سخا!

حضرت ثانی غلام اللہ برادرآں حضور
آپ کی نظر کرم سے ہو گئے تھے نُور و نُور

شیر حق شیر محمد کے حقیقی جانشین
ہو گئے تھے آپ کے مظہر بلاشک بالیقین

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہباز میدان حقیقت، پیشوائے ارباب طریقت، عارف کاملِ، عاشق ذات اللہ ،فنافی الرسول، ولی العصر، حضرت میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کشتۂ عشق رسول ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۵ء میں شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں ایک بزرگ میاں عزیز الدین کے گھر میں ہوئی۔ آپ کی وجہ سے شرقپور کوایسی شہرت نصیب ہوئی جو ابدالآباد قائم رہے گی۔

آپ کی ولادت کے بعد اردگرد کے علاقوں کے بزرگان طریقت اور اولیائے کرام و دیگر عوام آپ کے والد گرامی میاں عزیز الدین کو مبارک باد دینے لگے اور کہنے لگے اللہ نے تمہارے گھر میں ولی کامل پیدا کیا ہے۔اس کی پرورش ادب واحترام سے کرنا۔آپ میں ایک خاص بات یہ تھی کہ آپ شیر خواری کے عالم میں بالکل نہ روتے تھے۔ بلکہ حالت بیداری میں غیر معمولی انداز میں مستغرق رہتے تھے۔آپ کے والدین نے آپ کی پرورش اور نگہداشت بڑے ادب واحترام اور احتیاط سے کی۔

ابتدائی تعلیم وتربیت ☆: آپ کی عمر شریف جب پانچ سال کی ہوئی تو دستور کے مطابق آپ کو حصول علم کے لئے مکتب میں بھیجا گیا اس زمانے کے معروف بزرگ عالم دین مولانا غلام رسول صاحب سے آپ نے قرآن حکیم کا درس لینا شروع کیا۔مولانا موصوف آپ کے اجداد میں سے تھے۔انہوں نے بہت جلد یہ محسوس کرلیا کہ میاں صاحب پر ایک جذب ساطاری رہتا ہے۔اور جو باتیں علوم ظاہری سے بمشکل حاصل کی جاتی ہیں۔آپ کا جذب انہیں باآسانی حاصل کر لیتا تھا۔

ایک دن آپ مدرسہ میں مولانا غلام رسول کے پاس بیٹھے سبق پڑھ رہے تھے کہ اچانک مولانا غلام رسول کسی کام کی غرض سے آپ کو سبق پڑھتا ہوا چھوڑ کر مکتب سے اٹھ کر چلے گئے لیکن جب واپس آئے میاں صاحب سے کہا کہ لاؤ بھئی اپنا سبق سناؤ جب مولانا غلام رسول نے قرآن مجید کو میاں صاحب کے ہاتھ سے لیا تو حیران رہ گئے کہ قرآن مجید کے اوراق پانی سے تر بتر تھے۔مولانا نے اس نمی کے متعلق آپ سے پوچھا مگر جواب میں آپ خاموش رہے مولانا نے اپنا استفسار بار بار دہرایا مگر میاں صاحب کی خاموشی بدستور جاری تھی۔مولانا دیکھ کر حیران رہ گئے کہ میاں صاحب کی آنکھوں سے اشکوں کے سوتے پھوٹ رہے ہیں۔

تب مولانا صاحب کی سمجھ میں آیا کہ قرآن مجید کے اوراق پانی سے نہیں بلکہ آپ کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں سے تر ہیں۔اب مولانا نے پھر سوال کیا کہ شیر محمد بتاؤ قرآن مجید کی کونسی آیت نے آپ پر رقت کی یہ کیفیت طاری کی جو تمہاری آنکھیں ساون

بھادوں کی جھڑی کی طرح برس رہی ہیں۔ مگر آپ کی زبان پر مسلسل مہر سکوت تھی۔ آخر تنگ آ کر مولانا بولے شیر محمد اگر تم اسی طرح اشک بہاتے رہے تو قرآن مجید کے اوراق ضائع ہو جائیں گے۔ میاں صاحب خاموش رہے لیکن آپ کے چہرے پر ایسا رعب اور دبدبہ طاری ہو گیا تھا اور جذب کی ایسی شکل ہو گئی کہ مولانا کو مزید سوال کرنے کی ہمت نہ پڑی اور خاموش ہو گئے اور دبے لفظوں میں میاں صاحب کی ولایت کا اعلان کر دیا۔

سیرت و کردار☆: آپ بچپن سے ہی عبادت گزار نماز روزہ صوم صلوٰۃ کے پابند ہر وقت یاد خدا میں مستغرق رہتے تھے۔ نمازِ تہجد پوری زندگی کبھی قضا نہیں کی شریعت وطریقت کے مطابق زندگی گزارتے شرم وحیاء میں آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکار تھے۔

شرقپور شریف میں یہ رواج تھا کہ صبح کے وقت جب گھروں کے مرد کھیتی باڑی اور دیگر کام کاج کے سلسلہ میں اپنے اپنے روزگار کی تلاش میں چلے جاتے تو عورتیں اپنے اپنے گھروں کے کام کاج سے فارغ ہو کر گھروں سے باہر مکانوں کے تھڑے پر بیٹھ جاتیں۔ اور ایک دوسرے سے باتوں میں مشغول ہو جاتیں اس وجہ سے میاں صاحب نے گھر سے نکلنا بند کر دیا اور اگر کسی ضرورت کے تحت گھر سے نکلتے تو منہ پر عورتوں کی طرح نقاب ڈال لیتے۔ آپ کی اس روش سے عورتوں نے آپ کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ مگر آپ کسی بات کی پرواہ کئے بغیر اپنے معمولات پر کاربند رہے حتیٰ کہ عورتوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ میاں عزیز الدین کے گھر لڑکا نہیں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔

عورتوں کی یہ باتیں سُن کر آپ کی والدہ صاحبہ نے آپ سے اس سلسلہ میں بات کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ عورتیں شرم وحیاء کی پرواہ کئے بغیر گھروں سے باہر بیٹھ جاتی ہیں اور پردے کا مطلق خیال نہیں کرتیں مگر مجھے ان کے سامنے سے بے حجابانہ گزرتے ہوئے شرم آتی ہے اس لئے میں اپنا منہ چھپا لیتا ہوں۔ آپ کی یہ بات سن کر عورتوں نے گھروں سے باہر بیٹھنا چھوڑ دیا اور اپنے اپنے گھروں میں پردے کی پابند ہو گئیں۔

آپ اپنے وقت کے قطب الاقطاب اور ولی کامل تھے۔ آپ کی برکت سے کئی مردہ دل نورالٰہی سے منور ہوئے ہیں۔ اور آج بھی آپ کا نام بڑی عقیدت ووارفتگی سے لیا جاتا ہے۔

سکھ مسلمان ہو گیا☆: ایک مرتبہ آپ اپنے مریدوں کے ہمراہ لاہور کے لوہاری دروازے کے باہر سے گزر رہے تھے۔ ان دنوں سکھوں کا کوئی میلا تھا بہت سے سکھ لاہور آئے ہوئے تھے۔ میاں صاحب نے دیکھا کہ سکھوں کا ایک گروہ انارکلی بازار سے نکل رہا تھا۔ اس موقع پر میاں صاحب اور اُن کے ساتھیوں کا سکھوں سے آمنا سامنا ہو گیا۔

سکھوں میں ایک نوجوان سکھ بڑا ہی خوبصورت قد آور جوان تھا۔ اس کی طرف میاں صاحب نے نظریں بھر کر دیکھا اور خداوند کریم کی بارگاہ میں دعا کی اے مولا اتنا خوبصورت آدمی جہنم میں جائے یہ میرا دل نہیں چاہتا۔ اے اللہ اِس کو مسلمان بنا دے۔ اور جنت کا حقدار ٹھہرا دے یہ دعا ابھی آپ کے لبوں پر اور نظر سکھ نوجوان کے چہرے پر تھی کہ وہ نوجوان سکھ آپ سے گویا ہوا کہ حضرت آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے۔ یا مجھے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

میاں صاحب نے فرمایا اے جوان کہنا جسے تھا کہہ دیا تمہیں کیا کہنا ہے۔ سکھ نوجوان بولا حضرت مجھے بھی تو پتہ چلے کہ کس کو کیا کہا ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا ''کہا تو اللہ سے ہے اور بات تمہاری کی ہے کہ اتنا خوبصورت شکل وصورت اور قد وقامت والا نوجوان جہنم میں نہیں جانا چاہیے۔'' اب اس کی مرضی ہے۔ وہ کیا کرتا ہے۔

سکھ نوجوان نے جب یہ بات سنی تو فوراً آپ کے قدموں میں گر گیا اور کلمہ پڑھانے کی درخواست کی اس کے ساتھی سکھوں نے اس کو بہت سمجھایا اور اصرار کیا کہ واپس چلو مگر اُس نے کہا کہ اب جب میں منزل پر پہنچ گیا ہوں تو واپس کہاں جاؤں اور کس لئے جاؤں اس کے بعد وہ نوجوان میاں صاحب کے خاص مریدوں میں شمار ہونے لگا۔

یہ بلند مرتبے ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتے بلکہ خدا جسے چاہے اُسی کو ہی ملتے ہیں۔ میاں صاحب نے بے شمار سکھوں اور ہندوؤں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک غیر معروف علاقے میں پیدا کیا پھر اس علاقے اور علاقے کے لوگوں کو وہ عزت اور شہرت ملی جس کا تصور کرنا بھی مشکل ہے اور یہ سب میاں صاحب کے زہد وتقویٰ عبادت و ریاضت کی بدولت ممکن ہوا۔ اور شرقپور شریف کا نام پوری دنیا میں بلند وبالا ہو گیا۔

یہی کہتی رہو، یہی کہتی رہو☆: ایک مرتبہ آپ شرقپور کی مسجد میں اپنے مریدین کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور با آواز بلند فرمانے لگے۔ یہی کہتی رہو۔ یہی کہتی رہو۔ یہی کہتی رہو۔ یہ بات تین مرتبہ دہرانے کے بعد میاں صاحب سجدے میں گر گئے اور زار وقطار رونے لگے کافی دیر کے بعد سجدے سے اٹھے اور دعا فرما کر خدا کا شکر ادا کیا اس معاملہ کو دیکھ کر تمام مریدین حیران وپریشان تھے مگر کسی میں جرأت نہ تھی کہ میاں صاحب سے پوچھتا۔

آخر ایک مرید نے ہمت کر کے میاں صاحب سے پوچھا کہ حضور چند لمحے پہلے جو کیفیت آپ پر طاری ہوئی تھی ہم اس کی وجوہات جاننے کے خواہش مند ہیں۔ اگر حضور کرم فرمائیں تو اس راز سے پردہ تو اٹھائیں ہم بھی اس معرفت آگیں واردات سے مستفیض ہونا چاہتے ہیں۔

میاں صاحب قدرے توقف کے بعد فرمانے لگے کہ دراصل ہمارے گھر کی مہترانی ایک دو روز پہلے وفات پا گئی ہے۔ اور جس وقت قبر میں اس سے حساب وکتاب ہونے لگا تو وہ فرشتوں سے کہنے لگی میں تو بس میاں شیر محمد کی مہترانی ہوں۔ میاں صاحب نے مزید فرمایا میں نے جب قبر میں سے اُس کی یہ آواز سنی تو اس کو یہاں سے جواب دیا کہ یہی کہتی رہو، یہی کہتی رہو۔ اس کے بعد میں خدا کریم کی بارگاہ میں سر بسجود ہو کر گڑ گڑایا کہ اے اللہ اُس مہترانی نے اپنی بخشش کے لئے میرا وسیلہ بنایا ہے اے اللہ اپنے حبیب کے طفیل اس کو بخش دے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے جب تک مجھے اس کی بخشش کے لئے یقین نہیں دلایا۔ کہ بخشش ہوگئی۔ میں نے سجدے سے سر نہیں اٹھایا پھر میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور اس کی مغفرت کے لئے مزید دعا کی ہے۔

کشف وکرامات☆: لاتعداد گھوڑوں پر مشتمل برات گاؤں میں داخل ہوئی تمام براتی اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار بڑے تفاخر سے گاؤں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ بارات میں ایک گھوڑا جو سب سے آگے تھا بڑا ہی بدمست اور سرکش تھا اُس پر بیٹھا ہوا سوار

تکبر سے چور چور تھا۔ بظاہر وہ بڑی مشکل سے گھوڑے کو کنٹرول کر رہا تھا۔ مگر اس کی تمام کاوشیں ستائشی نظروں سے دیکھی جا رہی تھیں۔ بارات میں شامل دوسرے گھوڑے بھی اس منہ زور گھوڑے سے مرعوب دکھائی دے رہے تھے اور جب بھی وہ سرکش گھوڑا ان گھوڑوں کے قریب سے گزرتا وہ بے چارے بدک جاتے بارات جب اپنی منزل مقصود پر پہنچی تو سب سوار اپنے اپنے گھوڑے سے اتر کر چار پائیوں پر بیٹھ گئے۔

اُس وقت سب کی زبان پر اس منہ زور گھوڑے کی سرکشی کا ذکر تھا اور اُن کے لبوں سے اس پر سوار نوجوان کی دلیری، بہادری، شہ سواری کے لئے ستائشی کلمات نکل رہے تھے۔ مذکورہ شہ سوار بھی پھولا نہ سما رہا تھا اور ڈینگ بازی پر اُتر آیا اور کہنے لگا یہ گھوڑا تو بہت معمولی نوعیت کا ہے۔ میرے لئے تو بڑے بڑے بدمست گھوڑوں کو قابو کر لینا معمولی کھیل ہے۔ میزبان باراتیوں اور اس مغرور نوجوان کی باتیں سُن رہے تھے۔

جب ان کا یہ ڈینگیں مارنے والا سلسلہ ختم ہی نہ ہونے پایا تو گاؤں کے چند لوگوں نے باراتیوں اور اس مغرور نوجوان کو مخاطب کر کے کہا کہ جس طرح تم سرکش گھوڑے پر قابو پا رہے تھے۔ اُس کو شہ سواری بالکل نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ جب گھوڑا الف ہو جاتا ہے۔ تو شہسوار بمشکل تمام گھوڑے کے دونوں اگلے پاؤں زمین پر لاتا تھا اور جب گھوڑا ادھر ادھر بدکنے لگتا تو شہسوار کی ہوائیاں اڑ جاتی تھیں۔

انہوں نے کہا کہ ہم تو شہسوار اسے مانتے اور کہتے ہیں کہ جو گھوڑے پر بیٹھے اور گھوڑا اس کی ران کے نیچے مہذب ہو جائے یہ باتیں سن کر باراتیوں اور اس متکبر نوجوان کو سخت غصہ آیا۔ انہوں نے گاؤں والوں سے کہا تمہارے نزدیک شہسواری کا جو معیار ہے کیا اس پر پورا اترنے والا کوئی بندہ بھی تمہارے پاس ہے۔ اگر ہے تو لاؤ اس کو تا کہ دعوے کی سچائی کو جانچا جا سکے۔

سب گاؤں والے یک زبان ہو کر بولے کیوں نہیں ہمارے گاؤں کا ایک نوجوان ہے جس کا نام میاں شیر محمد ہے۔ وہ ان تمام صلاحیتوں کا مالک ہے۔ مگر وہ اکثر گاؤں سے باہر رہتا ہے۔ پتہ نہیں اس وقت وہ گھر پر مل سکتا ہے یا نہیں۔ اس کو تلاش کرنا پڑے گا۔

یہ سن کر تمام باراتی اور وہ متکبر شہسوار گاؤں والوں کا تمسخر اڑانے لگے کہ اب امتحان کا وقت آیا تو تمہارا شہہ سوار ملنے سے گیا یہ سُن کر گاؤں والوں نے اس کو اپنی بے عزتی اور سبکی تصور کرتے ہوئے فوراً نکلے اور حضرت میاں شیر محمد صاحب کے گھر پہنچے آپ سے ملاقات کے بعد گاؤں والوں نے تمام ماجرا سنایا اور عرض کیا حضور پورے گاؤں کی عزت کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا آپ مہربانی فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر گاؤں والوں کی عزت کا مسئلہ بن گیا ہے تو میں ضرور میدان میں اتروں گا۔

جب آپ گاؤں والوں کے ہمراہ بارات کے مقام پر پہنچے تو سب براتیوں نے آپ سے کہا کہ میاں صاحبزادے ان گاؤں والوں کو تم سے کوئی بدلہ چکانا ہو گا تبھی تو یہ تمہیں سرکش گھوڑے کی شہ سواری کے لئے لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ گاؤں والوں کو میرے ساتھ کوئی پرخاش اور شکایت نہیں جس کے لئے بدلہ چکایا جائے بلکہ جو دعویٰ میرے گاؤں کے لوگوں نے کیا ہے۔ میں بفضل خدا اس پر پورا اتر کر دکھاؤں گا۔ آپ کی بات سن کر باراتیوں نے کہا میاں اگر تمہیں خوش فہمی کا اتنا نشہ ہو گیا ہے تو کرو شہسواری۔

اتنا سنتے ہی آپ فوراً گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ سب کا خیال تھا کہ آپ کے سوار ہوتے ہی گھوڑا سرپٹ بھاگنا شروع کر دے گا۔

مگر اُن سب کا خیال خام نکلا۔ اور گھوڑا نہایت ہی فرمانبردار بنا کھڑا رہا۔ آپ نے جب گھوڑے کو چلانا چاہا تو گھوڑا آپ کے اشارے کے عین مطابق چلنے لگا۔ کافی دیر اِدھر اُدھر گھمانے کے بعد آپ نے گھوڑے کو ایسی ایڑ لگائی گھوڑا یہ جاوہ جا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

یہ دیکھ کر سب لوگوں کی انگلیاں ان کے دانتوں کے نیچے چلی گئیں۔ اور سب بیک زبان ہو کر بولے یا تو یہ نوجوان کوئی جادوگر ہے یا کوئی ولی ہے۔ کچھ دیر کے بعد آپ گھوڑا لے کر واپس میدان میں آئے اور گھوڑا اُس کے مالک کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ بس یا اور کچھ۔ گھوڑے کا مالک بولا اب کیا دیکھیں گے جو دیکھنا تھا دیکھ لیا وہ یا تو نظر بندی ہے یا پھر کرامت۔ یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے۔ مگر تمام جہاندیدہ لوگ بیک زبان ہو کر بولے یہ سحر کاری یا نظر بندی ہرگز نہیں۔ یہ تو اللہ کے ولی کی کرامت ہے۔ یہ کرامتیں ہر کس و ناکس پر وارد نہیں ہوا کرتیں۔

کرامت ۲ ☆: حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ رات کے وقت اپنے گھر سے کسی کام کی غرض سے باہر نکلے۔ پولیس گشت کر رہی تھی۔ آپ کو سپاہیوں نے روکا۔ مگر آپ کو پہچان کر کہا کہ جانے دو یہ تو میاں شیر محمد ہیں۔ مگر ان سپاہیوں کے سکھ تھانیدار نے حکم دیا کہ میاں صاحب کو گرفتار کر لیا جائے۔ کیونکہ یہ مجھے ولی اللہ نہیں لگتے۔ بلکہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ بھیس بدل کر چوروں ڈاکوؤں اور راہزنوں کی سرپرستی کرتے ہیں لہٰذا ان کو گرفتار کر کے تفتیش کی جائے۔

اس پر میاں صاحب نے تھانیدار سے مخاطب ہو کر فرمایا مجھے گرفتار کرنے کی بجائے تم اپنے گھر کی فکر کرو مگر تھانیدار اپنی بات پر بضد رہا۔ کہ میں آپ کو گرفتار ضرور کروں گا تھانیدار کے ساتھ کے سپاہیوں نے جو میاں صاحب کو پہلے سے جانتے بھی تھے۔ اور عقیدت مند بھی تھے۔ انہوں نے میاں صاحب کو گرفتار کرنے سے انکار کر دیا بلکہ تھانیدار کو سمجھایا کہ اللہ کے ولیوں سے یوں مقابلہ مت کرو۔ تمہیں نقصان ہوگا۔ تھانیدار نے رعونت سے کہا کہ میں تم لوگوں کی سفارش پر ان کو چھوڑ دیتا ہوں۔ مگر ان کو اولیاء نہیں مانتا جب میاں صاحب نے فرمایا تم بے شک ولی نہ مانو مگر تم اِسی وقت اپنے گھر کی جا کر خبر لو۔ تھانیدار نے میاں صاحب کی بات سنی ان سنی کر دی۔

جب صبح کے وقت گشت سے فارغ ہو کر تھانیدار اپنے گھر گیا تو اس کے گھر کے باہر محلے کے لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ اور گھر کے اندر اس کے بیوی بچے رو رہے تھے اُس نے لوگوں سے پوچھا ماجرا کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ چوروں نے تمہارے گھر کا صفایا کر دیا۔ اور تمہارے گھر میں کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی۔ تھانیدار فوراً وہاں سے بھاگا اور میاں صاحب کے پاس آ کر معافی کا خواستگار ہوا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ بھئی معاف تو میں نے اُسی وقت کر دیا تھا۔ شکر کرو تمہارا مالی نقصان ہوا ہے۔ ورنہ تم نے تو بالکل برباد ہو جانا تھا۔ یہ سُن کر تھانیدار دوبارہ معافی کا خواستگار ہوا اور عرض کرنے لگا اب زندگی بھر آپ کی غلامی کروں گا اور اس چوکھٹ کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔

کرامت ۳ ☆: ایک دفعہ کسی شخص کی انگلی پر پھوڑا نکل آیا اُس نے بہت علاج معالجے کرائے۔ مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ حتیٰ کہ صورت حال کی سنگینی کے پیش نظر ڈاکٹروں نے اس کی انگلی کاٹ دینے کا مشورہ دیا تا کہ اس میں موجودہ زہریلے اثرات باقی جسم کو متاثر نہ کریں وہ شخص حضرت صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور اپنا مدعا بیان کیا اور عرض کرنے لگا حضور میرے لئے دعا فرمائیں۔ میری انگلی ٹھیک ہو جائے۔

آپ نے اس کی انگلی کو پکڑا اور کافی دیر تک اُس پر اپنا ہاتھ پھیرتے رہے۔ پھر فرمایا کہ اب چلے جاؤ کل پھر اسی وقت میرے پاس آنا اگلے روز جب وہ صبح اٹھا تو حیران رہ گیا کہ اُس کی انگلی بالکل ٹھیک ہوگئی ہے۔ وہ بڑا متعجب ہوا کہ رات بھر میں اتنی کوڑھ زدہ انگلی کیسے ٹھیک ہوگئی ہے۔ پھر وہ حسب الحکم حضرت میاں صاحب کی بارگاہ میں پہنچا اور انگلی دکھائی آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ خدا کا شکر ادا کرو کہ اُس نے تمہارا روگ ختم کر دیا ہے۔ وہ شخص پوچھنے لگا آپ نے کیا علاج کیا جو انگلی ٹھیک ہوگئی جبکہ ڈاکٹر اس کے علاج سے قاصر تھے۔

آپ نے فرمایا بھئی میں نے تو خدا کی بارگاہ میں التجا کر دی تھی۔ اُس مالک نے قبول کر لی۔ جب وہ ہر چیز پر قادر ہے تو حیرانگی کیسی ہمیں تو ہر وقت اُس کی شکر گزاری کرنی چاہیے۔

کرامت ۴ ☆: ایک روز حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ اپنے مریدین کو ملنے قصور تشریف لے گئے دوران قیام مریدین نے بتایا کہ موضع جوڑا میں ایک حاجی صاحب جو کہ حال ہی میں حج بیت اللہ ادا کر کے واپس تشریف لائے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ جب وہ مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مزار انور پر حاضری دے رہے تھے۔ تو اُن پر اس وقت عجیب سی کیفیات وارد ہوئیں اب حاجی صاحب جب وہ یہ کیفیت کسی سے بیان کرتے ہیں تو سننے والا بھی اپنے حواس سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔

حضرت میاں صاحب نے فوراً اُن حاجی صاحب سے ملنے کا ارادہ کر لیا اور فرمایا کہ مجھے ابھی اُن کے گھر لے چلو۔ جب آپ حاجی جلال الدین کے گھر پہنچے۔ تو انہیں عقیدت مندوں میں گھیرا پایا مگر انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی بڑی پذیرائی کی۔ اور آپ کی تشریف آوری کے شکر گزار ہوئے۔ میاں صاحب نے اُن سے مدینہ منورہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر ہونے والی کیفیات بیان کرنے کے لئے کہا۔

جب حاجی جلال الدین نے اپنا بیان شروع کیا تو گھر کے چاروں طرف انوار کی بارش ہونے لگی میاں صاحب اور حاجی صاحب کے علاوہ دیگر اہل مجلس کی حالت غیر ہوگئی اور وہ تڑپنے لگے یہ کیفیت کافی دیر تک طاری رہی۔ جب سب لوگ سلوک میں آئے تو حاجی جلال الدین کو میاں صاحب کی مہمان نوازی کی فکر ہوئی۔ وہ فوراً اپنے گھر آئے اور بیوی سے کہا کہ آج بھینسوں کے دودھ سے مکھن نہیں نکالنا بلکہ آدھا دودھ میاں صاحب اور ان کے مہمانوں کو پلا دیا جائے۔ اور آدھے کی دہی جما دی جائے تا کہ اگلی صبح ناشتے میں لسی بنالی جائے۔

حاجی جلال الدین کی بیوی نے حاجی صاحب کے حکم کے خلاف دودھ سے مکھن نکال لیا اور باقی دودھ میاں صاحب اور اُن کے مریدین کو پلایا اور دوسرے کی دہی جمادی۔ اب حیران کن صورتحال یہ پیدا ہوگئی کہ جو مکھن نکالا گیا تھا وہ روزانہ کے نکالے گئے مکھن سے کئی گناہ زیادہ تھا۔ یہ دیکھ کر حاجی صاحب کی بیوی کو بڑی حیرانگی۔

ہوئی اُس نے حاجی صاحب کو بلا کر اس کا تذکرہ کیا حاجی صاحب پہلے تو حکم عدولی پر سخت برہم ہوئے۔ مگر بعد میں انہوں نے بھی روزانہ والے مکھن اور اس دن کے مکھن میں موازنہ کیا تو وہ حیران رہ گئے پھر باقاعدہ ترازو منگوا کر اس کا وزن کیا گیا تو صورتحال واقعی حیران کن تھی۔ یہ دیکھ کر حاجی صاحب نے جذباتی آواز میں کہا یہ سب اللہ کے ولی میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کی برکت سے ہوا ہے۔

کرامت ۵ ☆: تقسیم ہند سے قبل ایک روز میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ اپنے مریدوں کی جماعت کے ساتھ شاہ عالمی لاہور سے گزر رہے تھے دیکھا کہ وہاں کے محلے بڑے گنجان اور گلیاں تنگ و تاریک تھیں۔ عمارتیں انتہائی اونچی تھیں میاں صاحب نے ان عمارات پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا یہ عمارتیں بہت جلد برباد ہوں گی ان کے مکینوں کے نام ونشان مٹ جائیں گے۔ آپ کے جو مریدین ہمراہ تھے گھبرائے اور عرض کی حضور یہ ہندوؤں کا محلہ ہے۔ آپ کی اس بات کو کسی ہندو نے سن لیا تو فساد ہو جائے گا۔

آپ نے جواباً فرمایا جو مقدرات بن چکی ہوں انہیں ٹالا تو نہیں جا سکتا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پاکستان کا خواب وخیال بھی کسی کے ذہن میں نہ تھا پھر جب پاکستان بنا تو میاں صاحب کی پیشین گوئی حرف بہ حرف ثابت ہوئی اور لوگوں نے دیکھا کہ عمارات زمین بوس ہو گئیں۔ مکین اُجڑے اور برباد ہوئے بازار بھی مسمار ہو گئے۔

وصال باکمال ☆: وصال سے تین ماہ قبل بوجہ علالت آپ کافی کمزور ہو گئے تھے ڈاکٹروں کو علاج کرتے دیکھ کر آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بے کار کوشش مت کرو کیونکہ موت کا تلخ پیالہ ہر کسی نے پینا ہے۔ اور میری باری آ چکی ہے۔

۳ ربیع الاول شریف ۱۳۴۷ھ ۳۰ اگست 1928ء بروز سوموار آپ کا وصال باکمال ہوا۔ ضلع شیخوپورہ شرقپور شریف میں آپ کا مزار پرانوار آج بھی اہل عشق ومحبت کو دعوت نظارہ دے رہا ہے۔ آج بھی اہل عشق ومحبت آپ کے مزار پر حاضری دیکر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف نے بھی کئی مرتبہ آپ کے دربار گوہر بار میں حاضری دی ہے عجیب رنگ اور سماں نظر آتا ہے۔ شرقپور شریف کی بستی روحانیت سے بھرپور نظر آتی ہے۔

شرقپور شریف کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی مجددی مدظلہ جو کہ اپنے وقت کے بہترین عالم فاضل اور روحانیت اور شریعت کا آفتاب ہیں۔ آپ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کے علوم کے وارث اور تعلیمات مجدد کے امین ثابت ہوئے ہیں تعلیمات مجدد کے سلسلہ میں آپ کی خدمات نمایاں ہیں۔ بڑے اچھے انداز میں دربار شریف کا نظام چلا رہے ہیں۔ فقیر راقم الحروف پر حضرت صاحبزادہ صاحب خصوصی شفقت فرماتے ہیں بہت ہی وضع دار شخصیت کے مالک ہیں علم اور اہل علم حضرات کی خوب دلجوئی فرماتے ہیں۔

اللہ کریم ان کے علم وعرفان میں لافانی برکتیں پیدا فرمائے اور غلامان شرقپور شریف پر آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا قاضی غلام جیلانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم ربانی، مرشد لاثانی، ہمالہ علوم، علامہ زماں حضرت مولانا قاضی غلام جیلانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ پیشوائے ارباب اخلاص ومحبت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت شمس آباد ضلع اٹک میں ۱۲۸۵ھ بمطابق ۶۹۔۱۸۶۸ء کو جناب قاضی نادر دین بن قاضی جنگ باز شمس آبادی کے گھر ہوئی۔

آپ کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمتہ سے ملتا ہے۔آپ کا خاندان ''مشوانی سادات'' کے نام سے معروف ہے۔جو گنگرے پہاڑی علاقے اوراس کے قرب وجوار میں آباد ہے۔

معرکہ بالاکوٹ ۱۲۴۶ھ کے بعد سکھوں نے مقامی آبادیوں پر مظالم ڈھانے شروع کئے تو اس خانوادے کے ایک بزرگ قاضی جنگ باز قصبہ نقار چیاں متصل غازی سے ترک سکونت کر کے شمس آباد آ گئے۔آپ کے والد قاضی نادر دین اپنے وقت کے متبحر عالم دین اور رئیس القلم تھے۔شمس آباد کے عوام نے انہی سے نوشت وخواند سیکھی تھی۔ہندی زبان کے بہترین شاعر تھے۔آپ کی علمی ودینی یادگار پندنامہ بطرز سی حرفی موجود ہے۔آپ نے ابتدائی کتابیں اپنے علاقے کے جید علماء سے پڑھیں پھر مدرسہ عالیہ رامپور میں داخل ہو کر مولانا ابوطیب مکی اور مولانا منور علی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے اسی مدرسہ سے سند فضیلت حاصل کی اور پھر اسی مدرسہ میں مدرس مقرر ہو کر تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔بعدازاں مولانا کرامت علی جونپوری رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ تبلیغ وارشاد سے وابستہ ہو کر بنگال چلے گئے اور وہاں پر تبلیغ وارشاد میں مصروف رہے مولانا کرامت علی جونپوری رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے وخلیفہ اعظم مولانا عبدالاول جونپوری نے آپ کو''محی الدین'' کا لقب عطا فرمایا تھا۔آپ کو خدا پاک نے وعظ کرنے میں وہ دسترس اور کمال عطا کیا تھا کہ سامعین کے دلوں پر آپ کی بات کا اس قدر اثر ہوتا تھا وہ کہ مست ومخمور ہو جاتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مولانا سراج الدین (موسیٰ زئی شریف) کے دست حق پر بیعت سے سرفراز تھے اور انہی سے صاحب مجاز وارشاد تھے۔اپنے نام کے ساتھ نقشبندی مجددی لکھتے تھے۔

حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول ﷺ ☆: ۱۹۰۴ء میں آپ حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی اور زیارت روضہ رسول ﷺ سے مشرف ہونے کے لئے حجاز مقدس تشریف لے گئے اور وہاں پر شیخ الدلائل مولانا عبدالحق سے الحزب الاعظم اور دیگر

وظائف کی اجازت حاصل کی۔

اولاد وامجاد ☆: آپ کی ایک صاحبزادی اور چھ صاحبزادے تھے جن میں صاحبزادوں کے نام درج ذیل ہیں۔ جناب قاضی عبدالسلام، قاضی انوارالحق، قاضی نورالاسلام، قاضی محمد زاہدالحسینی مصنف کتب کثیرہ وسابق پروفیسر گورنمنٹ کالج اٹک قاضی منظور الحق زیر تعلیم تھے کہ وصال کر گئے اور چھٹے صاحبزادے قاضی محمد طاہر ہیں۔

آپ کی علمی اور تحریری خدمات ☆: جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے وعظ میں تاثیر رکھی تھی۔ اسی طرح زور قلم سے دینی مسائل کو سلجھانے کا بھی خدا پاک نے ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ نے تقریباً ۵۰ کے قریب کتابیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

جامع التحریر فی حرمت الغنا والمز امیر، عذاب شریعت دارد، تیغ غلام گیلانی (برگردن قادیانی)، قول مقبول دررد قادیانی مجہول بطریق المنطق والمعقول، جواب حقانی دررد بنگالی قادیانی (بنگال کا قصبہ برہمن باریہ قادیانیوں کا مرکز تھا اسی مرکز کے کرتا دھرتا لوگوں کے بارے میں یہ رسالہ ہے)، بدیع الکلام، فتاویٰ فتاح الجنت تحیۃ الہالک، راحت الافکار، ظہور الشفقت، حق الایضاح۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۴ ذوالعقد ۱۳۴۸ھ بمطابق ۲۳ اپریل ۱۹۳۰ء کو ۶۳ برس کی عمر میں ہوا۔ مزار پرانوار شمس آباد ضلع اٹک میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقدت ومحبت حاضری دیکر اپنے قلوب واذکان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت علامہ الحاج مفتی خادم حسین جتوئی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : حاجی الحرمین شریفین، عالم ومتکلم ومحدث، صاحب فضل وکمال حضرت علامہ مفتی خادم حسین جتوئی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے متبحر علما میں سے تھے۔

مردم خیز سرزمین سندھ نے اسلام اور اسلامی علوم وفنون کے عروج کے دور میں جن علمی شخصیات کو جنم دیا ان میں سے استاد العلماء، شیخ طریقت، عالم باعلم، امام المناطقہ حضرت علامہ الحاج خادم حسین جتوئی بھی ایک ہیں۔

ولادت باسعادت ☆ : مولانا خادم حسین بن فقیر محمد جیئل، بلوچ قبیلہ کی جتوئی شاخ میں سے تھے اور نسبی تعلق سندھ کے آخری کلہوڑا حاکم میاں عبدالنبی کے سپہ سالار اور معتمد خاص دگا نو خان جتوئی سے تھا۔ آپ کی ولادت ۶۸۔۱۸۶۷ء میں گوٹھ شاہ پاور (تحصیل گڑھی یاسین ضلع شکار پور) میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت ☆ : آپ کو بچپن میں اپنے گوٹھ سے قریب گوٹھ جندو ڈیرو میں حضرت مولانا جان محمد بھٹو کے مدرسہ میں داخلہ دلایا گیا، جہاں قرآن مجید اور سکندر نامہ تک درسی نصاب پڑھا۔ اس کے بعد قریب ہی گوٹھ ترائی میں مولانا قاضی عبدالرزاق (جو کہ استاد الکل علامہ مفتی عبدالغفور ہمایونی رحمتہ اللہ علیہ کے تلمیذ تھے) کے مدرسہ میں داخلہ لیا جہاں مزید تعلیم حاصل کی اور انہی دنوں اپنے استاد محترم کے ساتھ حرمین شریفین جا کر حج بیت اللہ کی ادائیگی کی اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کی سعادت حاصل کی۔ حرمین شریفین کی واپسی پر رتو ڈیرو میں حضرت مولانا عبداللہ نوناری (مدفون مسجد رتو ڈیرو) کے مدرسہ میں داخلہ لیا اور اسی مدرسہ سے درس نظامی کی تکمیل کی اور دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ دوران تعلیم مولانا خادم حسین اپنے استاد محترم کی اجازت سے اس دور کے مشہور فلسفی حضرت علامہ محمد اسماعیل صاحب (تلمیذ رشید استاد الکل، مرد حق، مجاہد کبیر، حضرت علامہ فضل حق شہید خیر آبادی رحمتہ اللہ علیہ) کی خدمت میں (گوٹھ ابڑو تحصیل قمبر ضلع لاڑکانہ میں) حاضر ہوئے اور ایک ماہ کی مختصر مدت میں فلسفہ کی مشہور کتاب "میبذی" پڑھی، پھر اپنے استاد محترم کے پاس واپس آئے اور وہیں رتو ڈیرو میں تکمیل کی۔

مولانا درس نظامی کی تکمیل کے بعد ریاست بہاولپور کے مشہور اور قدیمی علمی مرکز بھنگ شریف تشریف لے گئے اور اس دور کے شہرہ آفاق منطقی وفلسفی عالم حضرت علامہ نذر محمد صاحب اندھڑ کی خدمت میں تین سال قیام کیا اور ان سے علم کلام فلسفہ اور منطق کبریٰ کی کتب پڑھیں۔

درس وتدریس ☆: بھنگ سے واپسی پر اپنے استاد محترم علامہ عبداللہ نوناری صاحب کی خدمت میں رتو دیرو تشریف لائے۔ مولانا نوناری اپنے شاگرد کی غیر معمولی قابلیت اور علمی کمالیت سے متاثر ہو کر نہ صرف اپنا علمی جانشین یعنی مدرسہ کا مدرس اول مقرر کیا بلکہ خود بھی اپنے شاگرد سے علم کلام فلسفہ اور منطق کبریٰ میں استفادہ کیا۔ آپ نے رتو دیرو میں تین سال تدریس کا کام کیا۔ اس کے بعد ۱۹۰۰ء میں عارف کامل قاضی القضاۃ حضرت علامہ مفتی عبدالغفور صاحب ہمایونی رحمتہ اللہ علیہ کے حکم پر گوٹھ بھلیڈنہ آباد (تحصیل جیکب آباد) میں دینی مدرسہ کے صدر مدرس مقرر ہوئے جو کہ وہیں کی ممتاز زمیندار شخصیت الحاج اوستہ کریم ڈنہ خان نے قائم کیا ہوا تھا۔

۱۹۱۰ء میں مدرسہ کی انتظامی معاملات پر مدرسہ کے بانی سے اختلاف کی بنیاد پر بھلیڈنہ کے مدرسہ کو چھوڑ کر جیکب آباد وارد ہوئے اور احباب کے اسرار پر جامع مسجد کے مدرسہ میں درس وتدریس کا کام جاری رکھا۔ ۱۹۱۵ء میں سابق وزیر اعلیٰ سندھ اللہ بخش سومرو شکارپوری کے والد حاجی محمد عمر سومرو کی استدعا اور اسرار پر دوبارہ بھلیڈنہ آباد کے مدرسہ تشریف لے گئے اور درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور بانی مدرسہ اوستہ کریم ڈنہ کی زندگی تک یعنی ۱۹۲۴ء تک وہیں سکونت پذیر رہے۔ اوستہ کریم ڈنہ کی وفات کے بعد انتظام صحیح نہ ہونے کی وجہ سے رتو دیرو آکر قیام کیا اور اپنا مدرسہ قائم کیا اور وہیں دین اسلام کی خدمت، درس وتدریس، تلقین وارشاد، ذکر واذکار کا مشغلہ تاحیات جاری رکھا۔

دوسری مرتبہ حج بیت وزیارت روضۂ رسول ﷺ ☆: آپ طالب علمی کے زمانہ میں جیسے ہم پہلے لکھ کر آئے ہیں کہ اپنے استاد محترم کے ساتھ حج کر چکے تھے۔ مگر واپسی پر اپنا جسم خاکی ساتھ لائے تھے لیکن روح وہیں چھوڑ کر آئے تھے۔ اگر دینی علوم حاصل کرنا اور خلق خدا کو مستفیض کرنے کا خیال دامن گیر نہ ہوتا تو شاید مولانا صاحب وطن واپس نہیں آتے۔ وطن واپسی کے بعد دیار حبیب کو جانے کے لئے تڑپتے رہتے تھے بار بار انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آستانہ عالیہ یاد آتا تھا۔ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ انکا سرمایہ حیات اور سرمایہ ایمان تھا۔

کہ بود یارب کہ رودر مدینہ و بطحا کنم
گہ بہ مکہ منزل و گہ در مدینہ جاکنم

۱۹۰۴ء میں آپ کی آرزو پوری ہوئی دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر اختیار کیا، حج بیت اللہ اور محبوب مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانہ بوسی کا شرف حاصل کیا۔

بیعت وخلافت ☆: ۱۹۰۹ء کو شیخ طریقت حضرت خواجہ محمد عمر جان نقشبندی (خانقاہ چشمہ شریف کوئٹہ، بلوچستان) بھلیڈنہ آباد تشریف فرما ہوئے۔ اسی روز ایک محیر العقول واقع رونما ہوا جس کے سبب مولانا صاحب، حضرت چشموی صاحب کے دست اقدس پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔ مولانا صاحب درس وتدریس کے ساتھ ذکر واذکار اور اودو وظائف اور تاکیہ نفس میں مشغول ہو گئے۔ ۱۹۱۴ء کا زمانہ تھا اور شعبان المعظم کا آخری دسواں تھا کہ آپ کے پیرو مرشد کی طرف سے بلاوا آگیا۔ آپ مرشد کے حکم پر لبیک

کہتے ہوئے تمام مصروفیات ترک کر کے فوری طور پر چشمہ شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور وہیں پہنچ کر رمضان المبارک مرشد کریم کے آستانہ پر گزارا، دن رات صحبت بافیض میں بیٹھ کر فیضیاب ہوتے رہے اور آخری دسواں اعتکاف میں گزارا اور عید الفطر کے بابرکت و پرمسرت موقعہ پر پیرو مرشد نے خلافت عطا فرمائی۔

خلافت سے پہلے آپ کی شخصیت منقول و معقول کے طلباء کے لئے مرجع تھی اور بعد میں عوام و خواص سلوک و عرفان کے متلاشی سبھی کے لئے مرجع ہوگئی اور ہر ایک اپنے ظرف کے مطابق فیوض اخذ کر رہا تھا۔

واعظ تقریر اور جادو بیانی ☆: وعظ و نصیحت اور دین کی تبلیغ آپ کا شیوہ تھا، مگر حق پسندی اور حق گوئی کے باوجود اس کو

"اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ" (پارہ ۱۴، النحل، آیت ۱۲۵)

ترجمہ ☆: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔

تک محدود رکھتے تھے۔ البتہ بداعتقادی کو کسی صورت میں برداشت نہیں کرتے تھے اور اس کی اصلاح کے لئے حتی المقدور اور ہر ممکن کوشش کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کو دنیا و عقبیٰ کی فلاح و نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ مولانا اعلیٰ پائے کے فصیح اللسان اور جادو بیان مقرر تھے، اپنی سحر انگیزی اور رنگین بیانی سے سامعین کے دل و دماغ کو پوری طرح سے اپنی گرفت میں رکھتے تھے۔

تصنیف و تالیف ☆: مولانا مرحوم نہ صرف اعلیٰ پایہ کے معلم و مدرس تھے مگر عدیم المثال محقق اور مفتی بھی تھے۔ قدرت نے انہیں "صاحب البیان والبنان" پیدا کیا تھا یعنی قوت تقریر کے ساتھ قوت تحریر بھی ودیعت کی ہوئی تھی۔ قدرت کی طرف سے انہیں غیر معمولی ذہانت کے ساتھ قوت حافظہ بھی غیر معمولی ملا ہوا تھا۔ فقہی مسائل میں پوری تحقیق اور تدقیق سے فتویٰ جاری فرماتے تھے۔ فتویٰ کا انحصار ہمیشہ متفق علیہ یا کم از کم مرجع قول پر ہوتا تھا۔ تحریر کا ہر لفظ سوچ سمجھ کر لکھتے تھے۔

(مگر افسوس! بلند پایہ عالم دین کے فتاویٰ و دیگر رسائل پر نہ کام ہو سکا اور نہ ہی محفوظ رکھے جا سکے بلکہ وہ ضائع ہو گئے)

مختلف مکاتب فکر کے علماء سے مناظرے ☆: آپ اپنے زمانے کے بہترین مناظر تھے، غیر معمولی علمیت اور قوت تقریر کے علاوہ علم کلام و منطق کبریٰ کے باقاعدہ مطالعہ نے آپ کی مناظرانہ صلاحیت میں زبردست قوت پیدا کی تھی۔ مولانا اہلسنت و جماعت کے نامور عالم دین تھے، مسلکاً حنفی اور مشرباً نقشبندی تھے۔ پوری زندگی "ما انا علیہ و اصحابی" پر عمل پیرا رہے اور "امر بالمعروف" اور "نھی عن المنکر" کے پابند تھے۔

مختلف مناظروں میں آپ کے ہاتھوں بار بار شکست کھانے کے سبب باطل پرست (شیعہ، دیوبندی، وہابی، غیر مقلد وغیرہ) کے دلوں میں مولانا کی شخصیت کا دبدبہ تھا کہ مولانا کا نام سن کر لرزہ براندام ہو جاتے تھے اور "جاء الحق و زھق الباطل" کی مصداق راہ فرار اختیار کرنے میں اپنی عافیت سمجھتے تھے۔

آپ کے نامور تلامذہ ☆: حضرت مولانا مفتی خادم حسین جتوئی کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے یہاں بعض کے

اسماء درج کئے جا رہے ہیں۔

☆ مولانا مفتی عبداللہ دُرخانی (صاحب فتاویٰ درخانی) درخان ضلع ڈھاڈر (بلوچستان)

☆ مولانا قاضی عبدالعزیز مستونگ (بلوچستان)

☆ مولانا قاضی حبیب اللہ قریشی لسبیلہ (بلوچستان)

☆ مولانا مولاداد مستونگ (بلوچستان)

☆ مولانا فتح محمد مستونگ (بلوچستان)

☆ مولانا محمد حسین مکران (بلوچستان)

☆ مولانا قاضی رسول بخش جھل مگسی (بلوچستان)

☆ مفتی محمد صاحبداد خان جمالی سلطان کوٹ (ضلع شکارپور)

☆ مولانا الحاج اللہ داد سبی (بلوچستان)

☆ قاضی نور محمد مٹھڑی

☆ مولانا عبدالرحمٰن ''ضیائی'' پتافی میرپور ماتھیلو (سندھ) ☆

☆ مولانا محمد عظیم ''شیدا'' سولنگی (مصنف سیرت مصطفیٰ) نصیر آباد لاڑکانہ

☆ واعظ اسلام مولانا محمد سلیمان نوناری تھرڑی محبت تحصیل میہڑ

☆ مفتی عبدالکریم عباسی خیرپور

☆ مولوی محمد عارف ملتان

☆ مولوی عبدالغفور رحیم یار خان

☆ مولوی امید علی دیوبندی صدر مدرس مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی

☆ مولوی دین محمد وفائی (مؤلف تذکرہ مشاہیر سندھ)

☆ مولوی عبدالعزیز صدر مدرس مدرسہ عزیزیہ رتوڈیرو

☆ علامہ فتح علی جتوئی اصغر صدر مدرس مدرسہ ہاشمیہ سجاول

☆ مولوی سلطان احمد جتوئی دیوبندی (داماد مولانا خادم حسین) رتوڈیرو

آپ کے خلفائے نامدار☆: درج ذیل حضرات مولانا کے شاگرد اور تربیت یافتہ خلفاء بھی تھے۔

(۱) خلیفہ اول مولانا الحاج غلام عمر (تونسہ شریف)۔ (۲) خلیفہ دوئم مولانا الحاج محمد ہاشم انصاری (نواب شاہ)۔ (۳) خلیفہ سوئم مولانا الحاج سید امیر احمد شاہ (امینائی شریف ضلع دادو)۔ (۴) خلیفہ چہارم مولانا محمد سلیمان میرانی (سکھر)

احباب☆: (۱) حضرت علامہ مفتی محمد قاسم یاسینی رحمتہ اللہ علیہ (۲) مولانا حافظ مفتی محمد ابراہیم ناظم یاسینی (۳) مولانا سیدم حسن علی شاہ بخاری (میاں جوگوٹھ) (۴) مولانا نبی بخش عودی (جیکب آباد) (۵) مولانا عطا محمد عباسی (رتو دیرو) (۶) مولانا عبداللہ لاکھو (بنگلہ دیرو) (۷) مولانا عبدالوہاب اوستہ محمد (بلوچستان) (۸) مولانا میر محمد نورنگی جاگیرانی (قمبر) (۹) مولانا عبدالعزیز عمرانی (جیکب آباد) (۱۰) مولانا در محمد لغاری (صدر مدرس مدرسہ پیر جھنڈو شریف) (۱۱) مولانا قاضی گل حسن قادری (درگاہ کٹبار شریف، بلوچستان)۔

اولاد و امجاد☆: مولانا خادم حسین نے ایک شادی کی تھی جس میں سے ۳ لڑکے اور ایک لڑکی تولد ہوئی۔ (۱) مولوی نذیر حسین جتوئی (جس نے یہ مضمون سندھی میں لکھا اور بعد میں کمیونسٹ پارٹی کا لیڈر رہا) (۲) میاں بشیر حسین (۳) امیر حسین ایڈووکیٹ سکھر (۴) ایک لڑکی جس کا نکاح مولوی سلطان احمد جتوئی سے ہوا جو کہ بعد میں دیوبندی بن گیا تھا۔ (میاں بشیر حسین جتوئی کے بیٹے حاجی امداد حسین جتوئی آج کل لاڑکانہ شہر کے لاہوری محلہ میں سکونت پذیر ہیں اور اہلسنت و جماعت کے سرگرم کارکن ہیں)

وصال باکمال☆: علم و عمل کے پہاڑ، رشد و ہدایت کے سرچشمہ حضرت مولانا الحاج مفتی خادم حسین جتوئی تینتیس برس تک مسلسل و متواتر دین کی بے لوث اور بے غرض خدمت کر کے، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو ظاہری اور باطنی فیض پہنچانے کے بعد ۱۵، شوال المکرم ۱۳۴۸ھ/ ۱۵ مارچ ۱۹۳۰ء کو ۶۳ سال کی عمر میں سیکڑوں شاگردوں، مریدوں، احباب و عزیز و اقارب کی اشک رواں میں وصال کیا مولانا صاحب کو ان کی وصیت کے مطابق جدو دیرو گوٹھ ضلع شکارپور صوبہ سندھ میں مسجد شریف کے احاطہ میں آپ کے استاد اول حضرت مولانا جان محمد بھٹو کی مزار کے برابر میں دفن کیا گیا۔

بشکریہ، انوارِ علمائے اہلسنت سندھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ ابوسعد محمد عبدالخالق نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: خواجہ عالم پناہ، ہادی ہدیٰ، محبوب ذاتِ الٰہ، سالک حق آگاہ، آفتاب طریقت، شہباز میدان حقیقت و معرفت، قطب الاقطاب، شمس الکونین حضرت خواجہ ابوسعد محمد عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ ولی ابن ولی و جامع الصفات وکمالات وحسنات ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۷ شوال المکرم ۱۲۷۰ھ بروز جمعتہ المبارک بوقت صبح صادق حضرت شمس العرفان خواجہ قادر بخش نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر جہان خیلاں ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا میں ہوئی۔

آپ کی ولادت کی خوشی میں والدین نے لنگر پکا کر غربا اور مساکین کو کھلایا اور عزیز و اقارب میں مٹھائی تقسیم کی، آپ زمانہ شیر خوارگی میں دیگر بچوں کی طرح نہ روتے تھے ہروقت آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرانا آپ کا معمول تھا۔

بچپن ہی سے چہرہ مبارک پر ولایت کے آثار نمایاں تھے، لڑکپن کی عمر میں شرم وحیاء کی حالت یہ تھی کہ جب چلتے تو نظریں زمین پر جمی ہوتی تھیں۔

ابھی آپ کی عمر عزیز صرف تین برس کی تھی کہ آپ کے والد گرامی حضرت شمس العرفان خواجہ قادر بخش رحمتہ اللہ علیہ کا ۱۲۷۲ھ میں وصال ہوگیا، ان کے بعد آپ کی پرورش اور تربیت کی تمام تر ذمہ داری آپ کی دادی جان پر آپڑی، جس کو انہوں نے بحسن وخوبی سر انجام دیا۔

آپ کے والد گرامی کے خلیفہ حضرت عالم شاہ نقشبندی، اور حضرت خواجہ سائیں توکل شاہ انبالوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ ہروقت آپ کو بہلاتے اور کھلاتے رہتے تھے، حضرت خواجہ سائیں توکل شاہ انبالوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ سے بہت ہی زیادہ پیار محبت کرتے اور آپ کی ناز برداری اپنا فرض اولین سمجھتے تھے۔

آپ کے بچپن کے حالات وواقعات ☆: جب آپ سن شعور کو پہنچے تو تعلیم کی غرض سے آپ کو حضرت سائیں نیک محمد کے پاس پڑھنے کے لئے بٹھا دیا گیا، اس دوران خانقاہ جہانخیلاں کے درویش آپ کو سبق کے وقت لے جاتے اور چھٹی کے وقت لے آتے تھے۔

آپ کے خاندانی دشمن وحاسد بچپن سے ہی آپ کی جان کے درپے تھے، جب آپ کی عمر سات برس کی ہوئی تو ایک دن انہوں نے موقع دیکھ کر آپ کا گلا گھونٹ کر آپ کو مردہ سمجھ کر جنگل میں پھینک دیا مگر قدرت کو منظور ہی کچھ اور تھا کہ دشمنوں کے چلے جانے کے

بعد آپ کو ہوش آیا اور آپ نے اٹھ کر ادھر ادھر دیکھا تو اتفاقاً وہاں سے کسی دوسرے گاؤں کا ایک شخص گزر رہا تھا اس نے آپ کو دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ تو حضرت خواجہ شمس العرفان کے فرزند ارجمند ہیں، اس نے عقیدت ومحبت سے آگے بڑھ کر آپ کو اٹھایا اور اپنے ہمراہ لے کر چلا تو اس وقت آپ کا گلا ورم زدہ تھا جس وجہ سے آپ کچھ بتانے سے قاصر تھے۔ بہر کیف وہ شخص آپ کو لے کر آپ کی والدہ کے پاس پہنچا اور تمام ماجرہ گوش گزار کیا، اس وجہ سے آپ کی والدہ ماجدہ از حد پریشان تو ہوئیں مگر آپ سے فرمایا کہ بیٹا اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا وگرنہ دشمنی بڑھ جائے گی اور تمہارے مخالفین تمہیں جان سے ماردیں گے۔

اس واقعہ کے بعد آپ کے والدِ گرامی حضرت شمس العرفان رحمتہ اللہ علیہ کے چوتھے عرس مبارک کے موقع پر آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے والدگرامی کے خلفاء کے سامنے تمام ماجرہ بیان کیا اور فرمایا چونکہ میں بیوہ ہوں اس لئے میں ان کی حفاظت نہیں کرسکتی۔

چنانچہ تمام خلفاء سے باہم مشورہ کے بعد آپ کو خلیفہ مولوی پیر محمد بنگوی کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا گیا، اس فیصلہ کے بعد جب آپ اپنی والدہ سے اجازت ورخصت لینے گئے تو ممتا کی ماری ماں اپنے نورِ نظر کو اپنی آنکھوں سے اوجھل ہوتا دیکھ کر زاروقطار رونے لگیں اور اسی حالت میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر خداوند کریم کے حضور دعا کی اے مالک تو ہی اس کا محافظ ونگہبان ہے، یہ تیری امانت ہے اس کو اپنے اجداد کی طرح اپنا مقبول وبرگزیدہ بنانا، اور اس کو علم واقبال بلند عطا فرمانا۔

آپ والدہ سے رخصت لے کر مولانا پیر محمد صاحب کے ہمراہ ان کے گاؤں بنگہ تشریف لے گئے، مولانا پیر محمد تو مرشدزادہ سمجھ کر آپ سے بڑی شفقت ومحبت فرماتے تھے مگر چونکہ ان کی والدہ کا مزاج سخت تھا، وہ آپ سے سختی سے پیش آتی تھیں، جس کی وجہ سے مولانا پیر محمد سخت پریشان رہتے تھے، بالآخر مجبور ہو کر انہوں نے آپ کو اپنے پیر بھائی حکیم محمد بخش سب انسپکٹر پولیس کے پاس بھیج دیا، جن کی زیر نگرانی آپ تعلیم حاصل کرتے رہے اور اس دوران کبھی کبھی اپنی والدہ ماجدہ اور دادی جان سے ملاقات کے لئے جہان خیلاں تشریف لاتے رہے،

سولہ ڈاکوؤں کا آپ کے ہاتھ پر تائب ہونا☆: آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بنگہ سے اپنے گاؤں جہان خیلاں جانے لگا تو میاں صاحب نے مجھے سو روپے دیئے کہ یہ رقم میری ہمشیرہ کو دے دینا، راستہ میں ایک بڑا جنگل تھا، جب میں اس جنگل میں پہنچا تو وہاں سولہ ڈاکو نمودار ہوئے اور مجھ سے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے؟، میں نے ان کو جواب دیا کہ میرے پاس فلاں آدمی کی امانت ہے جو اس کی ہمشیرہ کو پہنچانی ہے، اور یہ رقم میں تمہیں ہرگز نہیں دے سکتا چونکہ یہ امانت ہے۔

میرے انکار پر وہ ڈاکو مجھ پر حملہ آور ہوئے، جس کے باعث میری طبیعت میں بھی جوش پیدا ہوا، اور میں نے زور سے **الا اللّٰہ** کی ضرب لگائی، اللہ کے فضل وکرم سے وہ تمام ڈاکو تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو گئے، میں انہیں بے ہوش دیکھ کر وہاں سے چلا آیا، لیکن ابھی میں تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ وہ تمام میرے تعاقب میں آئے اور مجھے گھیرے میں لے لیا، اور میرے قدموں پر گر کر معافی مانگنے لگے، میں نے ان کو کلمہ پڑھا کر چوری سے توبہ کرائی اور آئندہ چوری نہ کرنے کا عہد وپیمان لیا، اس کے بعد سے ان لوگوں نے عمر بھر چوری نہیں کی۔

بچپن میں مستجاب الدعوات ہونا☆: حضرت سید دین علی شاہ صاحب مروی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بچپن کی حالت میں ہی میری دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخش دیا تھا جس کے باعث لاتعداد حضرات کے بگڑے ہوئے کام سنور گئے، ان میں سے صرف دو واقعات پیش خدمت ہیں، اول یہ کہ۔

بنگہ کے حکیم محمد بخش صاحب جن کے گھر آپ رہائش پذیر تھے، حکیم موصوف لاولد تھے، ان کے ہاں ایک بیوہ خادمہ رہا کرتی تھیں۔ جو اپنا بیٹا فوت ہو جانے کی بنا پر ہمہ وقت غمگین رہا کرتی تھی۔

ایک روز میں نے حکیم صاحب سے کہا کہ آپ اس خادمہ سے شادی کر لیں، اللہ کریم آپ کو اس کے بطن سے اولاد عطا فرمادے گا، چونکہ وہ عورت ان کی قوم و برادری کی نہ تھی اس بنا پر حکیم صاحب کے عزیز و اقارب کو میری یہ تجویز ناگوار گزری۔

مگر خدا کی شان کے کچھ ہی عرصہ کے بعد اُسی خادمہ سے حکیم صاحب کا نکاح ہوا اور پھر اسی عورت کے بطن سے حکیم صاحب کو خدا نے ایک بیٹا عطا کیا جس کا نام میری ہی تجویز پر انعام اللہ رکھا گیا۔

واقعہ نمبر ۲☆: آپ فرماتے ہیں کہ تعلیمی زمانے میں میاں کریم بخش میرے دوست اور ہم سبق تھے، میاں کریم بخش ایک غریب اور مفلوک الحال شخص باپ کے بیٹے تھے، میں اکثر ان کی غریبی دیکھ کر پریشان رہتا تھا، اور ان کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا کرتا تھا اے اللہ میرے دوست کریم بخش کی غربت دور کر دے۔

چنانچہ جب وہ تعلیم سے فارغ ہوئے تو فوراً ملازمت مل گئی، جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کی غربت کو دور فرما دیا، اور وہ خوشحال ہو گئے۔

علوم دینیہ کی تکمیل☆: آپ کچھ عرصہ حکیم میاں محمد بخش کے گھر بنگہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس اپنے گھر تشریف لے گئے، ابھی گھر گئے ہوئے کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ حضرت خواجہ سائیں توکل شاہ انبالوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ کو اپنے ہمراہ انبالہ لے گئے، جو کہ ہمہ وقت آپ کی دلجوئی فرماتے اور خصوصی شفقت و محبت کے ساتھ پیش آئے۔

انہوں نے آپ کو علوم دینیہ کی تحصیل کے لئے انبالہ میں مولوی احمد سعید صاحب کے پاس چھوڑ دیا، جہاں آپ علوم دینیہ کی کتب متداولہ کی تحصیل و تکمیل کر کے ان کے علم و فضل سے مالا مال ہوتے رہے، بعد ازاں دورہ حدیث شریف کی تحصیل و تکمیل کے لئے مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حدیث شریف کے دورے کی تحصیل و تکمیل کر کے سند فراغت حاصل کر کے سرفراز ہوئے، اس دوران مولانا حسین احمد کانپوری اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ بھی آپ کے ہم سبق تھے، اس کے علاوہ آپ نے دہلی میں مولانا کریم اللہ اور مولوی سعید احمد سے بھی علوم دینیہ کی تحصیل و تکمیل کی۔

اس تمام تعلیمی دور میں زمانے کے ہاتھوں آپ کو جو تکالیف پہنچیں وہ آپ نے نہایت ہی خندہ پیشانی سے برداشت کیں، اور ہر لمحہ اور زندگی کے ہر موڑ پر آپ اللہ کریم کی بارگاہ میں صبر و استقامت کے لئے دعا کرتے اور رب کریم کی بارگاہ میں عرض کرتے اے مالک اگر تو مجھے ہمت عطا فرمائے تو میں اس بے کس و بے بس زمانے کے ٹھکرائے ہوئے انسانوں کی بھلائی و بہبودی کا ضرور انتظام کروں گا۔

آخر وہ وقت آیا کہ خداوند کریم نے آپ کی دعا کو قبول کیا اور آپ نے یتیم پروری اور بیوہ گان کے نکاح کے سلسلہ میں جو خدمات انجام دیں پاک و ہند میں اس کی مثال نہیں ملتی، اور آپ کے قائم کردہ ادارے تا قیامت نہ صرف مخلوق کی فلاح و بہبود کا فریضہ سرانجام دیں گے بلکہ آپ کے لئے صدقہ جاریہ بھی برقرار رہے گا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ نے تلاش مرشد میں ہندوستان اور عرب ممالک اور افغانستان اور ایران تک سیاحت فرمائی، اس دوران آپ کو جو بھی بزرگ ملتا آپ سے بیعت کے لئے سوال اس شرط کے ساتھ کرتے کہ اگر آپ میرے جسم سے اللہ، اللہ جاری کرا دیں تو میں بیعت کے لئے تیار ہوں، جب وہ بزرگ یہ شرط سنتے تو خاموش ہو جاتے۔

بالآخر ہندوستان کے ضلع سہارنپور کی سیاحت کے دوران ایک مسجد میں نماز کے لئے گئے تو وہاں حضرت سید احمد بخاری رحمتہ اللہ علیہ وضو فرما رہے تھے آپ کو دیکھتے ہی حضرت سید احمد بخاری پہچان گئے اور اپنے ایک ساتھی محمد سعید سے فرمانے لگے مجھے اس لڑکے کے لئے ہی بخارا سے یہاں بھیجا گیا ہے۔

آپ ان کی بات سن کر دل میں سوچنے لگے کہ یہ صرف مجھے بیعت کرنے کی غرض سے ایسا کہہ رہے ہیں۔

جب نماز کا وقت آیا تو حضرت سید احمد بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی اقتداء میں ہی نماز پڑھی تو آپ کو دوران نماز محسوس ہوا کہ پوری مسجد ہل رہی ہے، آپ نے سوچا کہ شاید زلزلہ کی وجہ سے ایسا ہو، بہر کیف آپ وہاں سے رخصت ہو گئے، اور کافی عرصہ تک بہت سے بزرگوں جن میں حضرت حافظ حاجی سید وارث علی شاہ دیوہ باشی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ مکہ شریف میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مدینہ پاک میں حضرت شیخ عبدالغنی صاحب اور مولانا محمد عمر صاحب رحمتہ اللہ علیہ جیسے عظیم المرتبت اور بلند پایہ بزرگوں سے ملے مگر طلب پوری نہ ہوئی، بالآخر قصور شہر میں داور نامی بزرگ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارا حصہ تو ان کے پاس ہے جو تمہیں سہارنپور کی مسجد میں ملے تھے اور انہوں نے آپ سے پوچھا تھا کہ **از کجا می آمدی** یہ سن کر آپ وہاں سے سیدھے الہ آباد میں اپنے ساتھی محمد سعید کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا کہ کل ہی ردولی شریف سے حضرت شیخ احمد بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا خط آیا تھا، آؤ تمہیں ان کے پاس لے چلوں۔

چنانچہ آپ ان کے ہمراہ ردولی شریف حضرت شیخ احمد بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو دور سے ہی دیکھ کر شیخ احمد بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ **"برو برو دیگر راہ گیر"** آپ بے تابانہ انداز میں دوڑ کر شیخ کے قدموں سے لپٹ گئے، انہوں نے آپ کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور اس کے بعد آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت سے سرفراز فرمایا، اور ایک ہی توجہ سے آپ کے وجود کے ہر بال سے اللہ اللہ کی صدا جاری کرا دی، آپ کے جسم مبارک کے مسامات کی تعداد کے موجب ہر سانس میں ساڑھے تین کروڑ مرتبہ اللہ کا نام آپ کے جسم اطہر سے نکلنے لگا۔

نوٹ ☆: اہل تصوف صوفیا اسی کو سلطان الاذکار بمصداق ذکراً کثیراً کہتے ہیں، اس کے علاوہ آپ کے دل میں اسلام اور قرآن کے مختلف مقامات سے جو اشکال تھے ان کا جواب بھی آپ کو اپنے قلب سے ہی خود بخود ملنے لگا، جس کے سبب وہ تمام شبہات دور ہو گئے،

بیعت کے کچھ عرصہ بعد تک آپ اپنے شیخ کی خدمت میں رہے، اور شیخ کامل نے چھ ماہ کے قلیل عرصے کے بعد آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں خرقہ خلافت واجازت بیعت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا، اور بذاتِ خود آپ کو اپنے ہمراہ لے کر جالندھر تشریف لائے۔

نمبر ۲ ☆: اس کے بعد آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے والد گرامی کے پیر و مرشد حضرت حافظ و قاری حاجی محمود نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے اور تھوڑے ہی عرصے میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا سلوک مکمل کر کے انہی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوئے۔

اگرچہ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بھی صاحب مجاز تھے مگر آپ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ہی رنگ غالب رہا، جس کے باعث آپ اپنے پاس آنے والے طالبان حق کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ہی کی تعلیم دیتے اور اسی میں ان کو بیعت سے سرفراز فرماتے تھے۔

تحریک احیائے سنتِ نکاح ثانی بیوہ گان ☆: ایک روز آپ حضرت شیخ احمد بخاری کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ ایک برقعہ پوش خاتون سائلہ کی درخواست سننے کے لئے شیخ احمد بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی بات سنو کیا چاہتی ہے۔

سائلہ نے بیان کیا کہ میں بیوہ ہوں اور زندگی گزارنے کے کوئی سبیل نہیں اس لئے راہ خدا میری کچھ مدد فرمایئے، آپ نے اس کی بات سن کر حضرت شیخ کی خدمت میں گوش گزار کی تو حضرت شیخ نے اس عورت سے فرمایا کہ "تم نکاح کیوں نہیں کر لیتی" اس نے جواب میں عرض کیا حضور میں راجپوت خاندان سے ہوں اور جوانی کی عمر میں بیوہ ہوئی تھی، ابتدائی زمانے میں کچھ رشتہ داروں نے میری امداد اور سرپرستی کی تھی جو کچھ عرصہ کے بعد موقوف کر دی۔

اگر میں کسی دوسرے شخص سے شادی کر لوں تو میرے عزیز اور رشتہ دار، اس کو اور مجھے قتل کر دیں گے، اس لئے میں مجبوراً اپنا وقت اسی طرح گزارنے پر مجبور ہوں۔ حضرت شیخ احمد بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی بات سن کر آپ سے فرمایا عبدالخالق تیرے پاس جو کچھ ہے اسے دے دے۔

چنانچہ اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ نے اپنی جیب سے تمام نقدی نکال کر اس بیوہ عورت کو دے کر رخصت کر دیا۔

جب وہ عورت چلی گئی تو حضرت شیخ احمد بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ دیر سکوت فرمانے کے بعد آپ سے فرمایا عبدالخالق تم اس قوم میں اس رسمِ بد کو دور کرنے کے لئے اور اس قوم کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرو۔

آپ نے عرض کی حضور یہ قوم تو وہ ہے کہ جس کو شہنشاہ اورنگزیب نے اس رسم بد کو ختم کرنے کے لئے کہا تھا کہ اس قوم نے اس سے کہہ دیا تھا کہ اے بادشاہ ہم نے تیری خاطر اپنا دین ترک کیا، اور تیرا بنایا ہوا دین اختیار کر لیا۔ گائے کو ہم پوجا کرتے تھے اسے تیرے حکم سے ذبح کرنا شروع کر دیا۔ لیکن تیرے کہنے پر اس بے حیائی کو برداشت نہیں کر سکتے، اگر تو ہمیں زیادہ مجبور کرے گا تو ہم تیرے خلاف علم بغاوت بلند کر دیں گے مگر اس رسم کو نہ چھوڑیں گے۔

حضرت جہاں ایسا ذی شان بادشاہ ان سے اس رسم بد کو نہ چھڑا سکا۔ وہاں میرا کیا کام، اس کے علاوہ بڑے بڑے علماء اور مشائخ اس کام میں کامیاب نہیں ہو سکے تو مجھ جیسا حقیر انسان اتنے عظیم کام کی کس طرح جرأت کر سکتا ہے۔ آپ کی بات سن کر حضرت شیخ احمد

بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ہاتھ سے اس رسم بد کو مٹانا اور سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ کرنا لکھا ہے۔اس لئے میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ نکاح بیوہ گان کی ترویج اور احیائے سنت کے لئے کمر ہمت باندھ اللہ تعالیٰ تیرا معاون و مددگار رہوگا، اور تیرے سر اس مردہ سنت کے احیا کا سہرا ہوگا۔

اس حکم کی تعمیل میں آپ نے ہریانہ ضلع رہتک کے بارہ گاؤں یک جدی رائے رانا سمیت پورے ہندوستان میں اس عظیم مقصد کے لئے تبلیغ شروع کر دی، اس سلسلہ میں بڑی رکاوٹیں آپ کے راستے میں آئیں، بڑی سختیاں برداشت کرنا پڑیں، آپ پر مصائب کے پہاڑ ڈھائے گئے مگر آپ نے کئی سال کی مسلسل جدوجہد سے اس نیک مقصد میں کامیابی حاصل کی اور ہندوستان کے مختلف اضلاع جہاں راجپوتوں کی اکثریت تھی وہاں وہاں سے سرکردہ افراد کا ایک اجلاس بلا کر راجپوتوں کو دعوت دی، اور ان کے سامنے اپنا نصب العین اور احکام خداوندی اور احکام سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کئے اور ان کو بتلایا کہ بیوہ عورت سے نکاح سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ خود مدینے کے تاجدار نے بیوہ عورت نکاح سے کیا تھا۔

اس سلسلہ میں آپ نے ان کے سامنے لاتعداد دلائل پیش کئے اور خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے دے کر فرمایا کہ جو شخص اس سنت کو زندہ کرنے میں میرا ساتھ دے گا، اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔

بالآخر کامیابی نے آپ کے قدم چومے اور صدیوں سے جاری اس رسم بد سے انحراف اور شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کے لئے تمام مسلمان راجپوت قبائل کے سربراہوں اور ان کے راہنماؤں نے آپ کے سامنے فیصلہ کیا کہ آج سے ہم راجپوتانہ ہند اس قبیح ہندوانہ رسم کو ترک کر کے خدا کے حضور توبہ کرتے ہیں اور آئندہ کے لئے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم نکاح بیوہ گان کے لئے کوشاں رہیں گے، اور اسے اپنے لئے فلاح دارین سمجھیں گے۔

اس سلسلہ میں متفقہ طور پر ایک بیس نکاتی حلف نامہ لکھا گیا اور ایک لوٹے میں پانی اور پانی میں نمک ڈال کر سب نے عہد و پیمان کیا، اور اس تحریر بیس نکاتی ایجنڈے پر ہزاروں افراد سرکردہ، ونمبرداران قوم راجپوتاں نے دستخط کئے اور مہریں ثبت کیں، بیس نکاتی لائحہ عمل برائے نکاح بیوہ گان درج ذیل ہے۔

نمبر۱ ☆: ہم بخوشی و رضامندی دلی نکاح ثانی بیوگان کرنا قبول کرتے ہیں۔یعنی نکاح بیوگان ہمیشہ کرتے رہیں گے۔

نمبر۲ ☆: جو کوئی بیوہ کا نکاح کرے گا۔ہم اس میں بخوشی و رغبت شریک ہوا کریں جیسے کنواری لڑکی کے نکاح میں شریک ہوتے ہیں۔اور جو شخص عیب وطعن سمجھ کر شریک نہ ہو۔تو برادری اس کو خارج کر دے۔

نمبر۳ ☆: بیوہ کا نکاح کرنے والے پر ہم کسی طرح خفیہ و علانیہ طعنہ زنی نہیں کریں گے۔

نمبر۴ ☆: جو کوئی بیوہ کا نکاح کرے گا ہم اس سے ہر قسم کا برتاؤ برادری جاری رکھیں گے۔جیسا پہلے سے برتاؤ رکھتے تھے۔

نمبر۵ ☆: اولاد بیوہ کو ہم برا نہ سمجھیں گے۔بلکہ اس سے ویسا ہی برتاؤ رسمیات رکھیں گے۔جیسا نکاح اول کی اولاد سے کرتے ہیں۔

والے کو جو بشارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے وہ کسی عابد وزاہد اور شہید یا کسی بڑے سے بڑے نیک شخص کے لئے نہیں دی، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ هٰکَذَا فِی الْجَنَّةِ (ترجمہ) سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں سرکار انگشت شہادت اور اس کے ساتھ والی انگلی کو ملا کر اشارہ فرماتے تھے کہ جیسے یہ (دو انگلیاں)

آپ کے پاس جو کچھ بھی آتا تھا وہ بیوگان اور یتیموں کی پرورش اور فلاح و بہبود پر خرچ فرمادیا کرتے تھے، جس جس طرح آپ کا حلقہ ارادت و تبلیغ بڑھتا گیا وہاں وہاں آپ اپنے مریدین و متوسلین کو جہاں شریعت و طریقت کے احکام پہنچاتے وہاں انہیں یتامیٰ کی پرورش کی بھی ترغیب دیتے تھے۔

پھر وہ وقت آیا کہ آپ نے 15 جون 1905ء کو باقاعدہ یتیم خانہ خالقیہ کی بنیاد رکھی، اور اس کو احسن انداز میں چلانے کے لئے "انجمن خالقیہ" قائم کی، جس کے باقاعدہ قوانین بنے، ایک ٹرسٹی کمیٹی بنی، اور اس ادارے میں یتیموں کی پرورش ہونے لگی، بعد ازاں اس میں ان یتیموں کو قرآن کریم پڑھانے کا معقول انتظام عمل میں لایا گیا، اور ان کو قرآن و اسلام سے روشناس کرایا جانے لگا، اگلے مرحلے میں ان بچوں کا مستقبل بہتر بنانے کے لئے پہلے 1906ء میں پرائمری پھر 1914ء میں اسکول کو ترقی دلوا کر مڈل بعد ازاں 1925ء میں اس کو ہائی تک درجہ دلوا کر ان بچوں کو میٹرک تک مفت تعلیم دی جانے لگی۔

آپ کا قائم کردہ یہ ادارہ بلا امتیاز و تفریق مسلک و مذہب و ملت صرف اور صرف خلق خدا کی خدمت کے جذبے کے تحت تادم تحریر آج تک کام کر رہا ہے، آپ کے یہ دو عظیم کارنامے ایک نکاح ثانی بیوگان کی تحریک اور دوسرا یتیموں کی پرورش و تعلیم کے ادارے کا قیام ایسے ہیں کہ جس کی نظیر ماضی اور حال میں نہیں ملتی۔

انہی خدمات کی بدولت خداوند کریم نے آپ کو شریعت و طریقت میں جو بلند مقام عطا فرمایا ہے وہ آپ ہی کو زیبا ہے۔

آج بھی اس خانوادے کے تربیت یافتہ اور آپ کی اولاد میں بالخصوص آپ کے بعد آپ کے جانشین قطب دوراں حضرت خواجہ سائیں عبدالرزاق صاحب کلانوری رحمۃ اللہ علیہ کا قائم کردہ ادارہ یتیم خانہ خالقیہ دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں پوری آب و تاب سے کام کر رہا ہے، اس کے علاوہ ملک کے مختلف حصوں میں لاکھوں روپے خرچ کر کے انہوں نے دارالشفقت کے نام سے بہت سے ادارے قائم کئے، جن کے ساتھ مساجد و مدارس اور تعلیمی ادارے بھی قائم کئے ان میں دیپالپور مڈل سکول قابل ذکر ہے۔

اسی طرح آپ کے پوتے جناب حضرت خواجہ نور احمد خان خالقی نقشبندی رزاقی مدظلہ العالی آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں ہائی سکول اور ٹیکنیکل سکول قائم کر کے بڑے ہی احسن انداز میں چلا رہے ہیں۔ ان اداروں میں یتیم بچوں کی پرورش کے علاوہ ان کی بحالی کے لئے دینی اور دنیاوی اور ٹیکنیکل تعلیم بھی دی جا رہی ہے، اور ان کے مستقبل کو سنوارنے کے لئے وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ دستکاری اور دیگر علوم و فنون بھی سکھائے جاتے ہیں، تاکہ مستقبل میں یہ بچے معاشرے پر بوجھ بننے کی بجائے باعزت و پروقار زندگی گزارنے کے قابل ہو جائیں۔

اسی طرح ماہی سیال ضلع خانیوال میں آپ کے نام سے قائم ادارہ خالقیہ بھی آپ ہی کے وضع کردہ انداز میں کام کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ سرگودھا میں انجمن خالقیہ کے زیر اہتمام ایسے ہی ادارے مستقل بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔

یہ تمام ادارے حکومت پاکستان کے قانون کے مطابق رجسٹرڈ اور منظور شدہ ہیں جس طرح دیگر حکومتی اداروں کے امتحان ہوتے ہیں اسی طرح ان اداروں کے امتحان بھی سرکاری طور پر ہوتے ہیں، ان اداروں کا تمام ترعملہ تربیت یافتہ ہوتا ہے، اکثر بچے وظیفے بھی حاصل کرتے ہیں، ان کے کھیل کود اور دیگر غیر نصابی تربیت کا بھی خصوصی خیال وانتظام کیا جاتا ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ان بچوں کو عام روایتی انداز میں کسی سے چندہ مانگنے یا لینے کی قطعاً اجازت نہیں ہوتی، ان کی تمام ضروریات زندگی، کھانا، خوراک ولباس، ادویات، کتب، تمام اخراجات غرضیکہ ہر قسم کا بندوبست حالات، تہوارات اور موسم کی مناسبت ان اداروں کی انتظامیہ کے ذمہ ہوتی ہے، جس کو رجسٹرڈ انتظامیہ انجمن کی صورت میں چلاتی ہے۔

اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان اداروں میں موجود سینکڑوں بچوں کے لئے گورنمنٹ آف پاکستان سے بھی کبھی کوئی گرانٹ نہیں لے جاتی، ان اداروں کے تمام اخراجات آپ کے صاحب ثروت مریدین عقیدت مندان و متعلقین پورا کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ سائیں عبدالخالق نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی جدی جائیداد میں اپنی اولادوں کے حقوق نکال کر اپنی ظاہری زندگی میں ہی تقسیم فرمادی تھی، بقایا تمام جائیداد اور نقدی ادارے کے نام ایک ٹرسٹ مقرر کر کے اس کے لئے وقف کردی تاکہ یہ ادارے مضبوط بنیادوں پر کام کرتے رہیں، اور ان زمینوں سے ملنے والی آمدن اداروں کی ترقی کا باعث بن سکے۔

آپ کی ذات والا صفات اس گمراہی اور تاریکی کے دور میں تصوف وروحانیت کے شمس کی حیثیت رکھتی ہے، آپ کا وجود مسعود بدی قوتوں کے لئے ایک چیلنج ہے۔

آپ جیسی عہد ساز شخصیت برسوں بعد بھی نہیں پیدا ہوتی، جو اپنے سلف صالحین کی پاکیزہ سیرت و کردار کا مجسمہ اور مکمل نمونہ ہو، جن میں حضرت جنید بغدادی اور بایزید بسطامی اور طریقت مجددیہ، اور ارتقائے ریاضت ومجاہدہ اور جودونما کا عنصر بدرجہ اتم موجود ہو۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال نماز فجر ادا کرتے ہوئے مسجد کی چھت گرنے کی وجہ سے ۱۳۵۰ھ بمطابق 5 جون 1931ء کو میرٹھ انڈیا میں ہوا، وہاں سے آپ کے جسد اطہر کو انبالہ میں حضرت سائیں توکل شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے دربار میں لاکر نماز جنازہ ادا کی گئی، بعد میں آپ کا جسد خاکی وہاں سے جہان خیلاں کوٹ شریف لایا گیا، دوبارہ غسل دے کر نیا کفن پہنا کر دوسری مرتبہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔

مزار پرانوار جہان خیلاں کوٹ شریف ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا ایزد بخش نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، صوفی باصفا، پیکر صدق و اخلاص و محبت، مقتدائے اہل مودّت حضرت مولانا ایزد بخش نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۳۱ء سکھوں کی حکومت کے زمانے میں بمقام انبالہ انڈیا میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے وطن مالوف میں ہی حاصل کی، بعد ازاں علوم دینیہ کی مزید تعلیم کے حصول اور راہ حق کی تلاش کے لئے وطن سے نکلے اور کئی مقامات پر بزرگانِ دین سے ملے اور ان سے اکتساب فیض کر کے وطن مالوف واپس پہنچے اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہنے لگے۔ جب آپ کی عمر شریف اٹھائیس برس کی تھی تو اس دوران آپ پر جذب و مستی کا دور دورہ شروع ہوا تو اسی جذب و مستی کے عالم میں پیدل گھر سے نکلے اور دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ آلومہار شریف ضلع سیالکوٹ میں غوث زماں حضرت پیر سید چنن شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت شریفہ میں پہنچے اور کچھ عرصہ وہاں قیام پذیر رہ کر محو عبادت رہے۔

حضرت پیر سید چنن شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی باطنی کیفیت اور حال دیکھ کر آپ کو قطب العارفین امام الاولیاء حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے پاس چورہ شریف ضلع اٹک جانے کا حکم دیا۔

چنانچہ آپ وہاں سے پیدل ہی عازم چورہ شریف ہوئے اور چلتے چلتے چورہ شریف میں حضرت شیخ المشائخ خواجہ سید فقیر محمد شاہ نقشبندی علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں پہنچے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور کئی سال تک حضرت خواجہ کی خدمت میں رہ کر مجاہدات کی تکمیل کی اور سلوک و معرفت کی منازل طے کرتے رہے۔ مجاہدات کی تکمیل اور سلوک و معرفت کے حصول کے بعد حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ والئی چورہ شریف نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر صاحب ارشاد و مجاز فرمایا۔

چونکہ والی چورہ شریف حضرت قبلہ باباجی آپ کے حسن انتظام و دور اندیشی اور عبادت و ریاضت سے کافی متاثر تھے اس لئے آستانہ عالیہ چورا شریف اور وہاں کے لنگر کی ذمہ داری و خدمت آپ کے سپرد کر دی۔ جس کو آپ نے والی چورہ شریف حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ نقشبندی علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد تک کافی عرصہ نبھایا۔

جب حضرت باباجی کے صاحبزادے حضرت خواجہ سید محمد شفیع نقشبندی علیہ الرحمۃ جوان ہوئے اور آستانہ عالیہ کا انتظام و انصرام کا خاطر خواہ بندوبست ہو گیا تو آپ چورہ شریف سے لاہور تشریف لے آئے اور تقریباً بارہ برس تک حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پرانوار پر چلہ کشی کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ باغبانپورہ لاہور کی ایک مسجد جو عہدِ مغلیہ کی تعمیر شدہ مگر نہایت شکستہ حال میں تھی اُس میں آپ نے قیام کیا اور مسجد کو از سر نو تعمیر و مرمت کرایا اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ بے شمار لوگوں نے آ کر آپ سے فیض حاصل کیا۔ لاتعداد افراد آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ کے حالاتِ زندگی پر آپ کے پوتے جناب محمد حنیف قریشی نے ایک کتاب بنامِ فیضان ایزدلکھی ہے۔ جو کہ جلد ہی زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ جائے گی۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے خلفاء میں حضرت میاں چراغدین باغبانپوری سابق چیف انجینئر حضرت شاہ عبدالحمید نقشبندی اور حاجی میاں کریم بخش مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ بھی دیگر خلفاء اور آپ کے لاتعداد مریدین ہیں جو کہ درجہ کمال کو پہنچے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۵۰ھ بمطابق 1931ء کو ہوا۔

مزار پرانوار آپ کی آباد کردہ مسجد چاہ بھنگیاں والا باغبانپورہ لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اس فیض کے چشمہ سے لوگ آ کر اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، فاضل اجل، مدرس مسائل عشق وعرفان، محدث وجد و پیمان، فخر السادات حضرت مولانا پیر سید دیدار علی شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی ہیں۔

آپ کے آباؤ اجداد ایران کے معروف شہر مشہد سے ہجرت کر کے ہندوستان کے شہر الور کے محلّہ نواب پورہ میں آ کر مقیم ہوئے۔ اسی مقام پر ۱۲۷۳ھ بمطابق ۱۸۶۵ء کو آپ کی ولادت باسعادت حضرت سید نجف علی شاہ علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔

آپ کے ولادت باسعادت سے قبل آپ کے چچا حضرت سید نثار علی شاہ علیہ الرحمۃ نے آپ کی والدہ ماجدہ کو بشارت دی تھی کہ بیٹی عنقریب تیرے ہاں ایک سعادت مند بچہ پیدا ہوگا جو ظلمت کدہ ہند میں عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چراغ روشن کرے گا۔اس بچے کا نام دیدار علی رکھنا۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت والدین کے زیر سایہ اپنے گھر میں ہی ہوئی۔آپ نے سب سے پہلے قرآن مجید پڑھا اور پھر الور میں ہی مولانا قمر الدین سے صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔اس کے بعد مزید تعلیم کے لئے دہلی تشریف لے گئے اور مولانا کرامت اللہ خان سے درسی کتب اور دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی۔فقہ اور منطق کی تحصیل مولانا ارشاد حسین رامپوری سے کی اور سند حدیث مولانا احمد علی محدث سہارنپوری اور حضرت مولانا شاہ محمد فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی سے حاصل کی۔

نوٹ ☆: غوث زماں تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور مولانا وصی احمد سورتی علیہم الرحمۃ آپ کے ہم درس تھے۔

اعلیٰ حضرت سے قلبی لگاؤ ☆: معروف سکالر، محقق وادیب، شیخ الحدیث و مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ اور صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمتہ کے درمیان بڑے گہرے مراسم تھے۔

ایک مرتبہ حضرت صدر الافاضل نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کا آپ کے سامنے ذکر کیا اور ملاقات کی رغبت دلائی تو آپ نے فرمایا بھائی مجھے ان سے کچھ حجاب آتا ہے۔وہ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور سنا ہے کہ طبیعت بھی سخت ہے۔لیکن

حضرت صدر الا فاضل دوستانہ روابط کی بنا پر انہیں کسی طرح بریلی شریف لے ہی گئے۔ جب آپ کی ملاقات اعلیٰ حضرت محدث بریلوی سے ہوئی تو آپ نے عرض کی حضور مزاج کیسے ہیں؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا بھائی کیا پوچھتے ہو پٹھان ذات ہوں۔ طبیعت کا سخت ہوں۔ کشف کی یہ حالت دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے سر عقیدت نیاز مندی سے جھکا دیا۔ اس طرح بارگاہ رضا سے نہ ٹوٹنے والا تعلق قائم ہو گیا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

سلسلہ عالیہ قادریہ میں اعلیٰ حضرت محدث بریلی مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ سے دستار خلافت حاصل کر کے سرفراز اور صاحب اجازت ہوئے۔

درس وتدریس اور دینی خدمات ☆: تکمیل علوم دینیہ کے بعد آپ اپنے استاد مکرم مولانا ارشاد حسین کے حکم پر مدرسہ ارشاد العلوم رامپور شریف میں مدرس اول مقرر ہوئے۔ 1905ء میں آپ بمبئی تشریف لے گئے اور ایک سال تک وہیں مقیم رہے۔ 1907ء میں اپنے علاقہ الور میں تشریف لائے اور مسجد دائرہ میں دار العلوم قوت الاسلام کی بنیاد رکھی۔ پھر لاہور تشریف لے آئے اور جامعہ نعمانیہ (اندرون ٹکسالی گیٹ) میں بطور شیخ الحدیث فرائض تدریس سرانجام دیتے رہے 1917ء میں استاد مکرم جناب حضرت مولانا ارشاد حسین رامپوری کے ایما پر آگرہ کی شاہی مسجد کے خطیب اور مفتی کی حیثیت سے تشریف لے گئے۔

1922ء میں مولوی محرم علی چشتی، حضرت مولانا تاج الدین لاہوری، مفتی سلیم اللہ اور مولانا نور بخش توکلی علیہم الرحمتہ درخواست پر دوسری مرتبہ لاہور تشریف لائے اور جامعہ مسجد وزیر خان کے خطیب مقرر ہو کر فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اور اسی مسجد میں درس و تدریس کا آغاز کیا اور باقاعدہ دار الافتا قائم کیا۔ اور 1925ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف کی بنیاد رکھی۔ جہاں سے سینکڑوں علماء و فضلاء نے آپ سے اکتساب فیض کیا اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک آپ کا یہ فیضان جاری وساری رہے گا۔

سیرت وکردار ☆: آپ کے خلوص وایثار، زہد وتقویٰ، سادگی، اور اخلاق عالیہ کے مخالف وموافق سبھی معترف تھے۔ آپ کا لباس بہت سادہ مگر پروقار تھا۔ سر پر کپڑے کی ٹوپی ٹخنوں تک لٹکنے والا کرتہ، ٹخنوں سے اونچا پاجامہ پاؤں میں دیسی ساخت کا بنا ہوا جوتا استعمال فرماتے تھے۔ جرات و بے باکی وحق گوئی آپ کی طبیعت کا خاصہ بن چکی تھی۔

مخالفتوں کے طوفان آپ کے پائے اثبات کو جنبش نہ دے سکے۔ تمام عمر دین متین اور اسلام کے تحفظ اور فروغ کے لئے آپ نے نہایت اہم خدمات سرانجام دیں۔

آپ عربی وفارسی اور اُردو تینوں زبانوں میں شعر لکھتے تھے۔ لاتعداد نعتوں اور مناقبات پر مشتمل دیوان آپ کے ذوق کا آئینہ دار ہے۔

آپ کی دینی وقلمی خدمات ☆: آپ نے لاتعداد کتابیں نوک قلم سے اہل سنت کے لئے یادگار چھوڑی ہیں۔ جن میں

تفسیر میزان الادیان، ہدایت الغوی دررد روافض، اصول الکلام، تحقیق المسائل، ہدایۃ الطریق، سلوک قادریہ، علامات وہابیہ، فضائل رمضان، فضائل شعبان، الاستغاثہ من اولیا اللہ۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ بمطابق ۲۰ اکتوبر 1935ء کو ہوا۔

مزار پر انوار دار العلوم حزب الاحناف اندرون دہلی دروازہ گنج بخش روڈ لاہور میں مرجع خلائق عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے دو صاحبزادے ہیں جن میں اول الذکر غازی کشمیر مولانا سید ابوالحسنات قادری۔ دوم حضرت ابوالبرکات سید احمد قادری علیہم الرحمۃ والغفران آپ کے فضل وکمال کا عکس جمیل تھے اور تا حیات ہر دو حضرات آپ کے علمی وروحانی مشن کی تکمیل میں مصروف رہتے ہوئے اس جہانِ فانی سے وصال فرما گئے، آج کل ان کی اولادیں مسند تدریس پر جلوہ افروز ہیں۔

حضرت سید ابوالحسنات قادری نے آپ کی قطعہ تاریخ وصال لکھی ہے۔

حافظ پس سرکوبی اعداء شریعت

دیدار علی یافتہ دیدار علی را

۱۳۵۴ھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مخدوم غلام محمد ملکانیؒ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، شیخ طریقت، سند الکاملین، برھان الواصلین، حضرت مخدوم غلام محمد ملکانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ کا شمار اکابر مشائخ وعلماء میں ہوتا ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۴رمضان المبارک ۱۲۷۶ھ بمطابق 1859ء کوسندھ کی معروف درگاہ ملکانی شریف ضلع دادو میں بلوچ قبیلہ کی شاخ ملکانی خاندان کی آغوش میں ہوئی، آپ کے والد گرامی نے غلام محمد جبکہ والدہ محترمہ نے غلام احمد نام تجویز فرمایا۔

تعلیم وتربیت ☆: ابتدا میں حضرت مخدوم جنید رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان کے آخوند عبدالکریم کے مکتب میں قرآن کریم ناظرہ پڑھا۔ اس کے بعد ایک دوسرے گوٹھ میں ''بھار دانش'' اور ''انوار سہیلی'' تک فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ دادو کے پرائمری اسکول میں سندھی کی سات جماعت (فائنل) کی تکمیل فرمائی۔

اس کے بعد دینی مدارس کی جانب رخ کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت علامہ مولانا محمد حسن قریشی علیہ الرحمۃ کے حیدرآباد والے مدرسہ میں داخلہ لیا اور پچیس برس کی عمر میں ۱۳۰۲ھ میں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

علامہ محمد حسن رحمتہ اللہ علیہ کے پاس درس نظامی کی تکمیل کی ان کے علاوہ دیگر نامور اکابر علماء سے استفادہ کیا ان میں دو نام قابل ذکر ہیں:

۱۔ مخدوم ملت، استاد الاساتذہ، علامۃ الزمان، بحرالعلوم، مخدوم حسن اللہ صدیقی رحمتہ اللہ علیہ۔

۲۔ استاد العلماء حضرت علامہ عطاء اللہ فیروز شاہی رحمتہ اللہ علیہ (تحصیل میہڑ)

درس وتدریس ☆: تحصیل علم کے بعد آپ نے کم وبیش چالیس سال درس وتدریس تصنیف وتالیف اور فرقہ باطلہ وہابیہ وغیرہ کی تردید کا سلسلہ جاری رکھا۔ اسی دور میں کئی علماء نے فیض پایا۔ اس کے بعد آپ کی طبیعت میں تبدیلی آئی، روحانیت کی طرف متوجہ ہوئے، معرفت کی پیاس شدت سے محسوس ہوئی۔ اسی طلب وجستجو میں سندھ وبیرون سندھ، حجاز مقدس، بغداد شریف، پنجاب، ہندوستان وغیرہ ممالک کا سفر اختیار کیا۔ اس سفر میں اولیاء اللہ کا حضور نصیب ہوا ان کی صحبت سراپا فیض سے مستفیض ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆: ۱۳۰۷ھ میں حجاز مقدس وعراق معلّٰی کا سفر کیا۔ بغداد شریف میں حضور غوث اعظم، محبوب سبحانی، قطب ربانی پیران پیر دستگیر سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے دربار عالیہ قادریہ میں کئی روز تک فیض یاب ہوتے رہے۔ خانقاہ قادریہ

کے سجادہ نشین قطب زمان حضرت پیر سید مصطفیٰ قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ مرشد کریم کی صحبت میں رہ کر سلوک طے کیا اور آخر خلافت سے نوازے گئے۔

زیارت حرمین شریفین اور مزید حصول علوم دینیہ ☆: عراق سے آپ نے حجاز مقدس کا سفر کیا اور بقیہ زندگی نور مجسم، ہادی عالم، شفیع اعظم، شفی المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پُر انوار پر مدینہ منورہ میں گزارنے کا تہیہ کیا۔ اور تقریباً ڈیڑھ سال مدینہ منورہ میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ اس عرصے میں کبھی کبھار مکہ معظمہ بھی جاتے تھے۔ جہاں نامور عالم دین حضرت علامہ مفتی سید احمد زینی دحلان شافعی رحمۃ اللہ علیہ (مؤلف الدرر السنیہ فی الرد علی الوھابیہ) اور مکہ معظمہ کی مشہور دینی درسگاہ ''مدرسہ صولیہ'' کے بانی وشیخ الحدیث مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہم اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرتے۔

سید عابد حسین شاہ صاحب رقمطراز ہیں: علامہ سید احمد زینی دحلان شافعی اور مولانا محمد رحمت اللہ کیرانوی رحمہم اللہ تعالیٰ دونوں علماء، مکہ مکرمہ میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ اکابر علماء کی بڑی تعداد نے ان سے تعلیم پائی ہے۔

حج کے دوران شام کے محدث علامہ ابونصر رحمۃ اللہ علیہ سے بھی نیاز حاصل ہوا۔ ۱۳۱۹ھ کو ہندوستان کا سفر کیا، سرہند شریف میں امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر حاضری کی سعادت حاصل کی ان کے علاوہ بھی کئی خانقاہوں پر حاضری دی۔

۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں پنجاب کا سفر کیا، ملتان شریف تشریف لے گئے جہاں سید القراء حضرت حافظ عبدالحکیم کے حلقہ درس میں شامل ہوئے اور چھ ماہ کے مختصر وقلیل عرصے میں قرآن پاک تجوید کے ساتھ حفظ کیا۔ اس کے بعد وطن واپس ہوئے۔ آپ کو طریقت کے چاروں سلاسل (قادری، نقشبندی، چشتی اور سہروردی) میں خلافت واجازت حاصل تھی۔ سلسلہ قادریہ میں حضرت سید مصطفیٰ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل تھی۔

اس سے قبل ۱۳۱۵ھ میں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (ٹنڈو سائیں داد) سے سلسلہ نقشبندیہ میں خلافت حاصل کی۔

حضرت خواجہ صاحب کے وصال کے بعد آپ نے باطنی اشارے پر حضرت خواجہ ولی محمد کاتیاروی رحمۃ اللہ علیہ (خانقاہ ملا کاتیار ضلع حیدر آباد) کے حلقہ میں شامل ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ اور سہروردیہ میں تکمیل وخلافت پائی۔

پیر طریقت حضرت خواجہ محمد قاسم نقشبندی قدس سرہ (دربار موہڑہ شریف تحصیل کوہ مری، ضلع راولپنڈی) سے بھی نقشبندیہ سلسلہ میں خلافت ملی۔

قطب زمان، عالم ربانی، فاتح قادیانیت حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ جیلانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ (خانقاہ گولڑہ شریف، اسلام آباد) کے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر سلسلہ چشتیہ میں خلافت حاصل کی۔

چاروں سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل تھی لیکن آپ سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت لیتے تھے اور اسی سلسلہ کو پھیلایا۔

تلامذہ☆: آپ کے تلامذہ میں سے بعض کے اسماء درج ذیل ہیں:

☆ مولانا حاجی عبدالرحیم لغاری (مورو) سابق معلم فقہ سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی

☆ مولانا محمد کامل ☆مولانا محمد حسن گوٹھ سیال ☆مولانا عبدالخالق

☆ مولانا محمد صاحب گوٹھ مڈھ ☆مولانا خان محمد جوہی ☆ مولانا عبداللطیف

آپ کے خلفائے نامدار☆:

☆ حضرت مولانا فقیر محمد نقشبندی درگاہ ویہڑ شریف ضلع دادو

☆ حضرت مولانا حافظ محمد صالح درگاہ کرم پور شریف

☆ حضرت مولانا محمد عبداللہ المعروف "یمشی" ضلع نواب شاہ

☆ حضرت مولانا شیر محمد اوباوڑو ضلع گھوٹکی

☆ حضرت مولانا عبدالہادی بوبکائی بوبک ضلع دادو تحصیل سیوہن

☆ حضرت مولانا الحاج محمد موسیٰ ضلع دادو

☆ حضرت مولانا امیر محمد پسند خان مینگل

☆ حضرت مولانا سید خیر شاہ ضلع دادو

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۲۲ جمادی الآخر ۱۳۵۴ھ بمطابق 22 ستمبر بروز اتوار 1935ء میں 78 برس کی عمر شریف میں ہوا۔ مزار پُر انوار خانقاہ عالیہ ملکانی شریف ضلع دادو صوبہ سندھ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

بشکریہ، انوارِ علمائے اہلسنت سندھ

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: دلیل الکاملین، امام العارفین، برہان الواصلین، عمدۃ السالکین حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ قطب آسمان ولایت ہیں۔

ولادت باسعادت ☆: آپ کی ولادت باسعادت ۷ جمادی الاول ۱۲۶۴ ہجری گیارہ اپریل ۱۸۴۸ء بروز منگل محلہ شاہ چن چراغ راولپنڈی میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی حضرت نذر محمد تھا۔ جن کا شجرہ نسب مغل شہنشاہ ظہیر الدین بابر سے جاملتا ہے۔ حضرت نذر محمد ایک نیک سیرت درویش صفت حلیم الطبع بزرگ اور اخلاق حمیدہ کے مالک تھے۔ آپ مہینے میں ایک بار کھانا پکا کر تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مجذوب نے آپ کے والد گرامی کو ایک لقمہ کھانے کے لئے دیا۔ مگر انہوں نے اسے کراہت کی وجہ سے نہ کھایا۔ اُس مجذوب نے فرمایا اسے سخی مرد تو نے میری عطا کو قبول نہ کیا۔ اچھا جا تو نہیں تو تیری اولاد کو ضرور حصہ ملے گا۔

چنانچہ اس مرد درویش مجذوب کی بات حضرت حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں پوری ہوئی۔ آپ کی عمر شریف ابھی تین ماہ تھی کہ والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔ اور ابھی صرف دو برس کے ہوئے تھے کہ والد ماجد کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا والدین کے بعد آپ کے چچا میاں پیر بخش اور پھوپھی محترمہ حیات بی بی نے آپ کی پرورش کی۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ آپ کی کرامت سے آپ کی پھوپھی صاحبہ کو بڑھاپے میں دودھ اتر آیا اور انہوں نے آپ کو ڈیڑھ سال تک دودھ پلایا۔ بچپن میں جب آپ اپنی پھوپھی صاحبہ کو نماز پڑھتے دیکھتے تو فرماتے کہ مجھے بھی ایک جائے نماز دے دو میں بھی نماز پڑھوں گا۔

آپ کی پھوپھی صاحبہ آپ میں ولایت کے آثار دیکھتے ہوئے ہر روز تہجد کی نماز کے بعد اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کرتیں کہ اے اللہ اس بچے کو اپنا بندہ بنا اور دین و دنیا میں اس پر برکتیں نازل فرماء۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اُس دعا کی ٹھنڈک اور سُرور اب بھی محسوس کرتا ہوں اور یہ سب کچھ اُسی دعا کا نتیجہ ہے۔

تعلیم و تربیت ☆: جب آپ کی عمر شریف آٹھ برس کی ہوئی تو آپ کو محلّہ کی مسجد کے امام قاضی محمد زمان کے سپرد کر دیا گیا۔

چنانچہ مختصر عرصہ میں آپ نے قرآن مجید پڑھ لیا۔ بعد ازاں کتب درسیہ تفسیر و حدیث فقہ وغیرہ بھی انہیں سے پڑھیں۔ اس کے علاوہ مشکوٰۃ شریف احیاء العلوم اور مثنوی شریف بھی انہی سے پڑھی۔ دوران تعلیم آپ پر اکثر بے خودی طاری رہتی آپ زیادہ تر آسمان کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے استاد محترم نے آپ کا نام آسمانی رکھ دیا تھا۔ تمام طلباء آپ کو اسی نام سے پکارا کرتے تھے۔

آپ خود فرماتے تھے کہ بچپن کی حالت میں اپنے کو گم پاتا تھا۔ سولہ برس کی عمر شریف میں آپ کو قرآن مجید حفظ کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ دوسال کے قلیل عرصہ میں آپ نے قرآن پاک مکمل حفظ کرلیا۔ فن قرأت میں آپ مولانا محمد حسین مکی علیہ الرحمۃ کے شاگرد تھے۔ جو کہ اس فن کے بہترین استاد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرأت کا لب ولہجہ بھی دلکش عطا فرمایا تھا۔ تلاوت قرآن مجید اس عمدہ ترتیل اور خوش الحانی سے کرتے کہ سامعین فریفتہ ہو جاتے۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں آپ جس مسجد میں نماز تراویح پڑھاتے وہاں لوگ نماز مغرب کے بعد ہی سے اپنی جگہ مخصوص کرلیتے۔ کیونکہ عشاء کی نماز کے وقت خلقت کا بے پناہ ہجوم ہو جاتا تھا۔ مسلمان تو مسلمان ہندو سکھ بھی آپ کی قرآن خوانی پر فریفتہ تھے۔ اور آپ کے حسن قرأت سے محظوظ ہونے کے لئے مسجد سے متصل گلی میں جمع ہو جاتے۔

بیعت وخلافت ☆: جب آپ کی عمر شریف ۲۰ برس کی ہوئی تو آتش عشق الٰہی بھڑکنا شروع ہوگئی۔ آپ نے سوچا کہ کسی مرد کامل کو تلاش کر کے اس کی غلامی اختیار کی جائے تا کہ منزل حقیقی مل سکے۔ حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ کے ایک مرید مستری علیم اللہ جو کہ آپ کی خوش الحانی پر فریفتہ تھے۔ ان کی دلی تمنا تھی کہ آپ میرے پیر بھائی بن جائیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ راولپنڈی تشریف لائے تو مستری علیم اللہ آپ کو حضرت خواجہ چوراہی کے پاس لے گئے۔ اُس وقت آپ کی عمر شریف ۲۱ برس تھی۔ حضرت خواجہ چوراہی آپ کی صورت سیرت اور خوش الحانی پر عاشق ہوگئے۔ آپ کو بیعت سے مشرف فرما کر نسبت خاص سے نوزا اور ذکر قلبی سے مشرف فرما کر سرفراز فرمایا اس دوران آپ کی حالت متغیر ہوگئی اور بے خودی کے آثار نمودار ہوگئے۔

آپ کو اپنے شیخ کامل حضرت خواجہ چوراہی سے والہانہ عشق تھا۔ آپ ہفتے میں ایک دو مرتبہ راولپنڈی سے چورا شریف ضلع اٹک تشریف لے جاتے اور اپنے شیخ کامل کی صحبت سے فیض یاب ہوتے اور اپنے آقائے نعمت کے چہرے کی زیارت کرتے رہتے۔ ایک دفعہ سخت گرمی کے موسم میں آپ پاپیادہ گھر سے نکل کر چورا شریف تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ چوراہی نے آپ کو گلے سے لگالیا۔

آپ صبح وشام ذکر وفکر میں مشغول رہتے۔ خلوت نشینی کے لیے راولپنڈی شہر میں واقع باغ سرداراں جو کہ اس وقت گھنا باغ جنگل کی صورت اختیار کیئے ہوئے تھا۔ اور ایک خوبصورت مقام تھا۔ آپ وہاں تشریف لے جاتے اور خلوت میں اپنے خدا سے لولگائے ذکر اللہ میں مصروف رہتے۔ کبھی کبھی پیرودھائی کے قبرستان میں ڈیرہ لگاتے چونکہ آپ تنہائی پسند تھے۔ اور منزل کے حصول کے لئے تنہائی کی تلاش میں رہتے آخر مدارج سلوک طے کرتے۔ اس مقام کو پہنچ گئے کہ حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ نے آپ خرقہ خلافت اور دستار واجازت سے نواز کر سرفراز فرمایا اور اپنا خاص ملبوس بھی آپ کو عطا کیا۔ شیخ کامل کی اس محبت کو دیکھ کر خوشی سے آپ پر رقت طاری ہوگئی اور عرض کیا حضور مجھے تو آپ کی محبت ہی کافی ہے۔ حضور خواجہ چوراہی نے فرمایا کہ میں تو حکم کا بندہ ہوں اور اس امانت کو آپ کے حوالے کرنے پر مامور ہوں۔

پھر نصیحت فرمائی کہ بیٹا دنیا کی طرف توجہ نہ کرنا اس کو پس پشت ڈال کر ہمہ وقت یاد الٰہی میں مصروف رہنا۔ دل کو غیر اللہ سے الگ رکھنا اور سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے سمجھنا مرشد کامل کے ارشادات عالیہ سن کر آپ کے سینہ میں جو عشق الٰہی کی آگ تھی وہ بھڑک اُٹھی۔

جس نے ماسوی اللہ کو جلا کر راکھ کر دیا۔

زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ☆: آپ دو مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ میں حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ میں حاضری دینے کی تیاری کی تو سعودی حکومت نے حاجیوں کو مدینہ منورہ کی حاضری سے روک دیا۔ آپ نے دل میں خیال کیا کہ کونسی ایسی بے ادبی ہوگئی۔ جس کی وجہ سے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہیں۔ کہ مدینہ منورہ میں جانے کی اجازت نہ ملی۔

ایک دن قیام مکہ مکرمہ کے دوران رات کو تہجد کے وقت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ حافظ اس وقت نہ آنا ہی بہتر ہے۔ ہم آپ کو دوبارہ بلوائیں گے۔ حسب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۹۱۱ء میں آپ دوبارہ حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے۔

مدینہ شریف پہنچ کر آپ کی حالت متغیر ہوگئی حالت اس درجہ کو پہنچ گئی کہ ایک لحہ کے لئے بھی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی برداشت نہ فرماتے تھے۔ روزانہ یہی دُعا فرماتے کہ یا اللہ میری موت یہیں پر واقع ہوتا کہ روز قیامت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ ہی اُٹھوں۔

ایک دن عشاء کی نماز کے بعد ایک نورانی شکل وصورت والے ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ حافظ صاحب کیا آپ نے یہیں رہنے کی دعا کی تھی۔ آپ نے فرمایا جی ہاں انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حافظ صاحب سے کہہ دو کہ ہندوستان واپس تشریف لے جائیں۔ کیونکہ وہاں ان کے وجود سے بہت سی مخلوق کو فائدہ پہنچے گا اور اُن کی قبر بھی وہیں ہوگی۔

چنانچہ اپ کو قبر کی جگہ بھی دکھا دی گئی۔ جب آپ واپس راولپنڈی پہنچے۔ تو اپنی قبر کے لئے وہ جگہ وقف کی جو آپ کو خواب میں دکھائی گئی تھی۔ اس جگہ پر اپنے بیٹھنے کے لئے چبوترہ بنوا دیا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی لحد مبارک اُسی جگہ بنی۔

سیرت وکردار☆: آپ نہایت ہی متقی پرہیزگار ذاکر وشاغل تھے۔ نماز پنجگانہ کے ساتھ ساتھ کثرت نوافل اور تہجد کا خصوصی اہتمام فرماتے کوئی لحہ ذکر خدا سے غافل نہ گذرتا تھا۔ اخلاق محمدی ﷺ کا مکمل نمونہ تھے۔ ہر آنے والا کوئی سائل کبھی خالی نہ لوٹتا۔ تمام زندگی خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور عشق میں گذاری۔ آپ نے پوری زندگی میں ہزاروں گمراہوں کو راہ ہدایت دکھائی اور انہیں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر لا کھڑا کیا بے شمار بے نماز آپ کی صحبت فیض سے نمازی بن گئے۔ ہزاروں گمراہوں کو راہ ہدایت ملی اور ذکر وفکر کی لذت سے آشنا ہوئے۔ آپ شیعہ، مرزائی، وہابیوں اور خارجیوں کا مدلل رد فرمایا کرتے تھے۔ متعدد افراد آپ کے دست حق پرست پر عقائد باطلہ سے تائب ہوئے۔

کشف وکرامات☆: سید عثمان شاہ صاحب سٹور کیپر کراچی والوں کا بچہ جس کی عمر ۹ برس تھی اچانک گھر سے لاپتہ ہو گیا۔ تلاش کے باوجود نہ مل سکا۔ بالآخر آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور رو کر عرض کیا حضور میرا بیٹا کافی عرصہ سے گم ہے اور لاپتہ ہے۔ اس کے لئے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب آپ کا بچہ زندہ ہے۔ اور کسی شخص کے قبضہ میں ہے۔ اللہ کریم کی بارگاہ

میں دعا کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ اس شخص کا دل پھیر دے۔ تا کہ وہ بچے کو واپس بھیج دے۔ سید عثمان شاہ آپ سے دعا کے بعد جب کراچی اپنے گھر پہنچے تو بچہ گھر میں آ چکا تھا۔

کرامت ۲ ☆: حافظ محمد اکبر کریمی مرحوم، سابق خطیب نیوی لاہور فرماتے ہیں کہ ایک رات سوئے ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے میرا ہاتھ پکڑ کر دبایا۔ لیکن میں نے کوئی توجہ نہ کی پھر کسی نے بایاں ہاتھ دبایا مگر میں نے پھر بھی توجہ نہ دی اور سو گیا۔ اچانک آپ خواب میں تشریف لائے اور میرے ہاتھ کو ایسا پکڑا کہ مجھے گرمی محسوس ہوئی میں بے تاب ہو کر اُٹھ بیٹھا تو دیکھا فرش کی چٹائی کو آگ لگی ہوئی ہے۔ اس طرح میں اپنے مُرشد کامل کے باطنی تصرف اور روحانی مدد سے آگ لگنے سے بال بال بچ گئے۔

کرامت ۳ ☆: بنگلہ گجرات کے حافظ میاں محمد ایک مرتبہ آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور میں قرآن پاک کی منزل بھلا بیٹھا ہوں بار بار یاد کرتا ہوں مگر بھولی ہوئی منزل دوبارہ یاد نہیں ہو رہی۔ میرے لئے دعا فرمائیں آپ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے۔ فقیر کو آج دُعا مانگنے کا مزہ آئے گا۔ کیونکہ اس سے پہلے جو بھی آیا کوئی رشتہ کے لیے دُعا کرانے کوئی بیماری کوئی مقدمہ کے لئے کوئی آ کر کہتا میرے گھر میں لڑکا ہو کوئی کہتا کہ مجھے ملازمت مل جائے۔ آج جس مقصد کے لئے دعا کرائی جا رہی ہے۔ خوب مزہ آئے گا دعا مانگنے کا۔

آپ نے حاضرین مریدین سے فرمایا کہ تمام ساتھی دعا مانگو جب دُعا ختم ہوئی تو حافظ میاں محمد کو قرآن کریم کی بھولی ہوئی منزل یاد ہو گئی تھی۔ اس کے بعد انہی حافظ محمد میاں سے بہت سے لوگوں نے قرآن پڑھا بلکہ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے۔ جنہوں نے قرآن حفظ کیا اور پوری بستی میں حافظ ہی حافظ نظر آنے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹبی بنگلہ گجرات میں ٹبی حافظوں کی مشہور ہے۔

کرامت ۴ ☆: حاجی شہادت علی خان محلہ اقبال پارک ضلع شیخوپورہ والے ۱۹۶۶ء میں اپنے سسرال والوں سے ملنے فیصل آباد گئے تو ان کے سُسرال والوں نے انہیں مجبور کیا کہ وہ محکمہ پولیس میں نوکری کریں۔ چونکہ حاجی شہادت علی خان پولیس کی نوکری کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے پیر و مرشد کی بارگاہ میں عریضہ ارسال کر کے پوچھا کہ کیا کیا جائے۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ چند روز صبر کریں۔ اللہ تعالیٰ کوئی نیک سبب بنا دے گا۔ اس بات کو چند روز گذرے تھے کہ حاجی شہات علی خان کا ایک پڑوسی آیا اور کہنے لگا۔ حاجی صاحب ہمارے محکمہ زراعت میں چند آسامیاں خالی ہیں لہٰذا آپ چلیں اور درخواست دے دیں اللہ جو کرے گا بہتر ہو گا۔

چنانچہ درخواست دے دی گئی اور بھی بہت سے امیدوار تھے۔ جو کہ حاجی شہادت علی سے زیادہ پڑھے لکھے تھے۔ انگریز نے سب سے انٹرویو لیا اور یہ کہہ کر فارغ کر دیا کہ آپ زراعت کے بارے میں کورس مکمل کریں پھر بھرتی کریں گے۔ مگر حاجی شہادت علی خان کو اُسی وقت بغیر کورس پاس کئے بھرتی کر لیا۔ جس کا بظاہر کوئی جواز نہ تھا۔

تصنیف و تالیف ☆: آپ کی شب و روز کی مصروفیات اس قدر تھیں جس کی وجہ سے آپ تصنیف و تالیف کے شعبہ کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ باوجود اس کے آپ کی تصوف و اخلاق پر ایک بہترین تصنیف ہدایت الانسان الی سبیل العرفان جو کہ

۲۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کے علاوہ آپ نے اپنے خلیفہ قاضی عالم الدین سیالکوٹی سے مکتوبات امام ربانی کا ترجمہ کروا کر شائع کیا۔ جو آپ کی علم وادب اور تصوف کے میدان میں بہت بڑی خدمت ہے۔اس کے علاوہ آپ نے دعائے حزب البحراز حضرت امام ابوالحسن شاذلی کو از سرنو مرتب فرما کر شائع کیا اور اس کو شائع کرنے سے پہلے پاک وہند کے اطراف اور مصر بیروت سے دعائے حزب البحر کے نسخے منگوا کر اور انہیں سامنے رکھ کر ایک قابل وثوق نسخہ مرتب فرمایا۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے بہت سے خلفاء ہوئے ہیں جن میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(نمبر۱) حضرت صاحبزادہ حافظ عبدالرحمٰن صاحب جو آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔(نمبر۲) حضرت خواجہ صوفی محمد نواب الدین علیہ الرحمۃ موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔(نمبر۳) حضرت مولانا قاضی عالم الدین صاحب سیالکوٹی۔(نمبر۴) مولانا حکیم خادم علی سیالکوٹی (نمبر۵) فقیہہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلوی کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ۔(نمبر۶) حضرت سائیں کریم بخش جن کا انتقال مدینہ شریف میں ہوا اور جنت البقیع میں آپ کی تربت موجود ہے۔(نمبر۷) حضرت بابو کرم الدین صاحب لالہ موسیٰ گجرات (۸) مولوی فیروز دین موہڑہ پیکاں ضلع راولپنڈی۔(۹) حضرت حاجی نظام الدین موضع کٹاریاں متصل نور پور شاہاں ضلع اسلام آباد۔(۱۰) سید غلام شبیر جالندھری کوئٹہ۔ (۱۱) سائیں نور الحسن پنڈ جھاٹلہ تحصیل و ضلع راولپنڈی مدفون موضع کھگر متصل امیٹھی ضلع لکھنؤ ''انڈیا''۔(۱۲) حضرت الحاج صوفی عبدالرحمٰن صاحب مظفر نگری ''سہارنپور'' (۱۳) مولانا الحاج صوفی ثناء اللہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ۔(۱۵) مولوی فضل احمد صاحب جلیہاری بھائی خان تحصیل گوجرخان نزد کلیام شریف۔(۱۶) میاں عبداللطیف ریٹائرڈ سیشن جج لاہور۔(۱۷) حاجی رحمۃ اللہ کا ٹھیاواڑی (۱۸) سید فضل شاہ موضع دھریالہ جالب ضلع جہلم۔(۱۹) حافظ دین محمد موضع گاڑ تحصیل و ضلع راولپنڈی۔(۲۰) حاجی صوفی میراں بخش خادم خاص حضرت صاحب۔(۲۱) رشید راجن شاہ کمانوالہ سیالکوٹ شہر۔(۲۲) مولوی محمد اکبر کریمی سیالکوٹ۔(۲۳) سید حاکم شاہ موضع وڑائچانوالہ ضلع گجرات۔(۲۴) صوفی حاکم الدین موضع ننگلیاں تحصیل پسرور۔ (۲۵) مولوی نور حسین موضع موسیٰ تحصیل حضرو ضلع اٹک۔(۲۶) مولوی محمد یوسف میر پور آزاد کشمیر۔(۲۷) الحاج مولانا محمد سعید کاشغری مدفون کاشغر مشرقی ترکستان۔

ارشادات وملفوظات☆: آپ فرماتے ہیں کہ اعمال کی قبولیت اخلاص نیت پر منحصر ہے ہر ایک آدمی اپنے عمل سے اُسی نتیجہ کا حقدار ہوتا ہے۔جس کی اس نے نیت کی ہو۔

"انما الاعمال بالنیات" کا ارشاد بھی نیت میں خلوص پیدا کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

نمبر۲☆: آپ فرماتے ہیں کہ طالب صادق کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں روئے دل اپنے شیخ و مُرشد کی طرف رکھے اور جو کچھ کہیں سے بھی حاصل ہو اپنے شیخ کی توجہ سے سمجھے۔

نمبر۳☆: مرید کا رابطہ اپنے شیخ سے جس قدر قوی ہوگا۔اسی قدر معرفت زیادہ ہوگی۔ذکر وعبادت میں سستی نہ آئے گی۔ فنافی الشیخ ہونا ہی عین **فنا فی الرسول** اور **فنا فی اللہ** ہے مگر یہ نعمت کسی قسمت والے کو ملتی ہے۔جو معرفت اور ترقی

رابطہ سے ہوتی ہے۔ وہ کسی اور شے سے نہیں ہوتی رابطہ شرک نہیں ہے جس کے ذریعے وہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ پس شیخ طریقت کے ساتھ رابطہ پیدا کرنا چاہیے۔

نمبر۴ ☆: مبتدی کو فرض نمازوں کے سوا باقی تمام اوقات ذکر الٰہی میں بسر کرنے چاہیں جب تک ذکر ملکہ راسخہ اور سلطان الاذکار تک نہ پہنچ جائے نوافلو مستحب میں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔

نمبر۵ ☆: امراض قلب میں دو مرض ایسے ہیں کہ اگر ان کا علاج ہو جائے تو تمام امراض کا علاج ممکن ہے اور باقی تمام امراض دور ہو سکتے ہیں ایک مرض خود پسندی ہے۔ دوسرا مرض دوسروں کی عیب جوئی ہے۔

نمبر۶ ☆: دُعا مانگنا اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک قوی رابطہ ہے۔ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔

نمبر۷ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ جو گذر چکی ہے وہ واپس آنے کی نہیں اور جو آئندہ آنے والی ہے۔ اب کا کچھ اعتبار نہیں۔ پس یہی وقت جو موجود ہے۔ اسی میں جو کچھ کرنا ہے کر لو۔

نمبر۸ ☆: جو لوگ بیگانی عورتوں کی محبت کو عشق مجازی کہتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ بلکہ یہ فسق و فجور اور شیطانی کام ہے اس سے کبھی عشق مجازی حاصل نہیں ہوتا۔ عشق مجازی اپنے پیشواء کی محبت اور عشق ہے۔ اس میں جس قدر ترقی کرے گا۔ اتنا ہی زیادہ وہ اللہ تعالیٰ کا عشق حاصل کرے گا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۸ صفر ۱۳۵۵ ہجری ۲۰ مئی 1936ء بروز بدھ کو راولپنڈی میں ہوا۔ عید گاہ شریف راولپنڈی میں آپ کا مزار پر انوار آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں ہزاروں عقیدت مندان آ کر اپنے دل کی مرادیں پاتے ہیں اور ذکر خدا کر کے اطمینان قلب حاصل کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا اس دربار گوہر بار میں حاضری اور خطاب کا شرف بھی حاصل ہے اور موجودہ سجادہ نشین الحاج حضرت پیر محمد نقیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی سے بھی نیاز حاصل ہے۔ جو بڑے ہی پیارے انداز میں اپنے اسلاف کی طریقت پر عمل پیرا ہو کر آستانہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت الحاج حافظ پیر محمد نقیب الرحمٰن مدظلہ العالی ۱۹۹۷ء میں فقیر راقم الحروف کی دعوت پر سالانہ غریب نواز کانفرنس جو فقیر کے ادارے جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ جامع مسجد اکبری صابری گلستان غریب نواز موہڑہ چھپر غوث اعظم روڈ (سابقہ) چکری روڈ راولپنڈی میں شرکت کے لئے بھی تشریف لا چکے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ گل حسن نقشبندی مرشد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: ماہتاب شریعت، آفتاب طریقت، شہباز میدان حقیقت و معرفت حضرت خواجہ گل حسن نقشبندی مرشد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نمونہ سلف صالحین ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1282ہجری بمطابق 1865ء کو مرشد آباد تحصیل منکیرہ ضلع بھکر میں ہوئی۔ آپ قومیت کے لحاظ سے ''پنوار'' ہیں۔ آپ کے بزرگوں کا آبائی پیشہ کاشتکاری اور حکمت تھا۔ آپ کے تمام اسلاف صاحب دل، متقی، پرہیزگار اور صاحب عزت وحشمت تھے۔ آپ فطری طور پر مختون پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے طبیعت یادالٰہی کی طرف راغب تھی۔ آپ کے والدگرامی آپ کو اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ صالح محمد سجادہ نشین دربار حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ کے پاس لے گئے تو حضرت خواجہ صالح محمد قادری علیہ الرحمۃ نے آپ کو گود میں اٹھالیا۔ آپ نے ان کی گود میں بیٹھتے ہی اللہ کا ذکر کرنا شروع کردیا۔ حضرت خواجہ صالح محمد قادری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ''سبحان اللہ! یہ لڑکا اپنے زمانے میں یکتائے روزگار ہوگا۔ اور اللہ کی مخلوق اس سے فیض حاصل کرے گی۔

آپ نے قرآن مجید مع تجوید پڑھنے کے بعد علوم شرعیہ کی تمام کتب کی تحصیل وتکمیل کی۔ اس سے فراغت کے فوراً بعد آپ کی شادی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک فرزند اور دو صاحبزادیاں عطا فرمائیں جن بچپن ہی میں ان کا وصال ہوگیا۔

چند سالوں کے بعد آپ کی اہلیہ محترمہ کا بھی وصال ہوگیا۔ برادری کے لوگوں نے دوسری مرتبہ شادی کی درخواست کی مگر آپ اس کو قبول نہ کیا۔ اور اپنی جوانی اور تمام بقیہ زندگی خدمت دین متین اور اشاعت اسلام اور سلسلہ رشد وہدایت اور عبادت وریاضت میں وقف کردی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ غلام حسن المعروف پیر سواگ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی کے دست مبارک سے 1334ہجری 1915ء میں خرقہ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ غلام حسن المعروف پیر سواگ علیہ الرحمۃ کی خدمت اور غلامی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ آپ نے اپنے مرشد کے لنگر کے لیے پچاس پچاس اونٹ تربوز اور تین تین سو اونٹ لکڑیوں کے اور اس کے علاوہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری نقد وجنس جس قدر ہوسکتا تھا اپنے مرشد کے لنگر میں پیش کرتے اور فرماتے کہ میں لنگر کا خادم ہوں۔ یہ سب مال لنگر کا ہے۔

آپ بہت زیادہ عبادت گزارہ اور پابند ریاضت اور مجاہدہ تھے۔ شب بیدار اس قدر تھے کہ آپ کے عبادت خانہ کی چھت کے

ساتھ ایک رسی لٹکی رہتی تھی۔

آپ اس رسی کے ساتھ اپنی زلفوں کو باندھ لیا کرتے تھے تا کہ نیند نہ آئے۔ نو سال تک کھانا بالکل نہ کھایا۔ اس کے بعد کبھی کبھی بیضہ مرغ اور روغن زرد ملا کر روزہ افطار فرماتے تھے۔

تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ بغیر وضو کے پکا ہوا کھانا کبھی تناول نہیں فرمایا۔ حتیٰ کہ ہر خاص و عام کے لیے پکنے والے لنگر کے لیے بھی لانگری کو حکم تھا کہ لنگر باوضو ہو کر پکائے۔ اگر کوئی کھانا مشتبہ ہوتا تو آپ خود بھی پرہیز فرماتے اور دوسروں کو اجتناب کا حکم دیتے تھے۔ آپ اپنے درویشوں کو ترک مستحب پر بھی تنبیہہ فرماتے تھے۔ آپ اس قدر مستجاب الدعوات تھے کہ زبان فیض ترجمان سے جو فرماتے خداوند کریم فوراً پورا فرما دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ لوگوں میں آپ ''سیف الرحمٰن'' کے نام سے معروف تھے۔

آپ کے شیخ کامل آپ کے وصال کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ فقیر کے پاس ایک مرد آیا تھا۔ مگر افسوس کہ زندگی نے اس سے وفا نہ کی۔ حضرت خواجہ فقیر سلطان علی فرماتے ہیں کہ میرے مرشد حضرت پیر سواگ علیہ الرحمتہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی نے ادب سیکھنا ہو تو مولوی گل حسن سے سیکھ لے۔ آپ اپنے مرشد کا اتنا احترام کرتے تھے کہ کبھی مرشد کی مجلس میں بیٹھتے تو آپ کا سر جھکا رہتا۔ نگاہیں نیچی ہوتی اور دوزانو بیٹھتے تھے۔

وصال سے قبل کے حالات ☆: آپ کو ذیابیطس (شوگر) کا مرض لاحق ہوا۔ علاج کے لیے کافی تگ و دو کی مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

جب آپ کی طبیعت زیادہ علیل ہوئی تو آپ نے اپنے مرید اور بھانجے حضرت مولانا عبدالغفور نقشبندی کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے حکم ملا ہے کہ تم کو اپنا جانشین مقرر کروں، لہٰذا میں بفرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اپنا جانشین وقائم مقام مقرر کرتا ہوں۔

اسی دوران ایک دن موضع انگرا، نزد دریا خان میں اقامت پذیر تھے کہ نماز عشاء کا وضو کرتے وقت آپ نے ارشاد فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ فقیروں کے حواس درست نہیں رہتے۔ مجھے تو اتنا معلوم ہے کہ میری موت چاند کی پہلی تاریخ اور سوموار کی رات مغرب وعشاء کے درمیان جامع مسجد جمعہ شاہ تحصیل منکیرہ ضلع بھکر میں ہوگی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال یکم جمادی الآخر ۱۳۵۶ ہجری بمطابق 1937ء بروز پیر رات آٹھ بجے مغرب عشاء کے درمیان جامع مسجد جمعہ شاہ میں ہوا۔

مزار پُر انوار مرشد آباد تحصیل منکیرہ ضلع بھکر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے مقرر کردہ جانشین آپ کے بھانجے وخلیفہ اکبر مولانا عبدالغفور نقشبندی مقرر ہوئے ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالمعید صاحب نقشبندی سجادہ نشین ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کی جلائی ہوئی شمع کو آج بھی روشن کئے ہوئے ہیں۔

حضرت خواجہ سیّد محمد سید شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قندیلِ خانوادہ چوراہیہ، فقیر روشن ضمیر، عارف باللہ، مظہر کمالاتِ مجددیہ، عالم ربانی، مرشد لاثانی، حضرت خواجہ سیّد محمد سید شاہ رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ بن حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ بن حضرت خواجہ سید فیض اللہ شاہ تیراہی نقشبندی مجددی علیہم الرحمۃ موضع تیراہ نزد تیزئی شریف افغانستان میں آپ کی ولادت باسعادت حضرت خواجہ پیر سید فقیر محمد شاہ گیلانی الحسنی والحسینی نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔

آپ نے قرآن حکیم کی تعلیم اپنے زمانے کے عارف کامل حضرت حاجی سرخرو صاحب علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔ آپ اکثر خود فرمایا کرتے تھے کہ میرے قرآن پڑھانے والے استاد بڑے بزرگ اور پارسا تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ آپ اپنے بزرگوں کے مزارات پر حاضری دینے کے بعد اپنے استاد حاجی سرخرو صاحب کے مرقد منورہ پر حاضری دیتے تھے۔ آپ نے کتب فقہ مولوی غزنی صاحب کوٹ چھچی اور مولوی اسداللہ صاحب سکنہ سگری سے پڑھیں۔ آپ اپنے زمانے کے بے مثل عالم دین تھے مشکل سے مشکل مسئلہ بھی نہایت آسانی سے حل فرمادیا کرتے تھے۔

حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ ☆: آپ دومرتبہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۱۰ء اور دوسری مرتبہ حضرت صاحبزادہ غلام نقشبند شاہ کی ولادت ۱۹۳۰۔۸۔ا کے تیسرے روز حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول کریم ﷺ کے لئے خواجہ سید محمد شفیع علیہ الرحمۃ کے ہمراہ تشریف لے گئے تاکہ خود روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہوکر حضور ﷺ کا شکریہ ادا کریں۔ اپنے غلام کو سرکار دوعالم ﷺ کے سپرد کریں۔

سیرت وکردار ☆: آپ ہروقت باوضو رہتے تھے آپ کا معمول زندگی تھا کہ صبح نماز تہجد ادا فرماکر نماز فجر تک مراقبہ میں رہتے نماز کے وقت نماز فجر خود پڑھاتے نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک مراقبہ میں رہتے۔ پھر نماز اشراق ادا فرماکر تلاوت قرآن میں مصروف ہوجاتے۔ بعدازاں حاجت مندان کی حاجت روائی فرماتے۔ ہرآنے والے شخص سے بڑے اخلاق ومحبت سے پیش آتے اور خصوصی نوازشات سے نوازتے اور ہرایک کی استدعا قبول فرماتے آنے والے کسی بھی شخص کو آپ نے مایوس نہ لوٹایا۔

موسم گرما میں دوپہر کا کھانا تناول فرماکر قیلولہ فرماتے۔ پھر باوضو ہوکر نماز ظہر کی ادائیگی فرماتے نماز ظہر کے بعد تلاوت قرآن پاک میں مصروف ہوجاتے۔ بعدازاں نماز عصر ادا فرماکر سورج غروب ہونے تک مراقبہ فرماتے۔ نماز مغرب ادا فرماکر صلوٰۃ اوابین ادا

فرماتے۔ نماز عشاء کے لئے تازہ وضو فرماتے تھے۔ آپ کی تمام زندگی قرآن وحدیث کی روشنی میں گزری۔ شریعت وطریقت کی مکمل پاسداری آپ کا شیوۂ خاص رہا۔ کبھی زندگی میں نہ کوئی خلاف شرع کام کیا نہ ایسا کرنے والے کو پسند فرمایا۔ اپنے اسلاف کے معمولات کو ہر حال میں پورا فرماتے والد گرامی اور جد اعلیٰ کے مریدین وعقیدت مندان کی قدر فرماتے۔ آپ کا لنگر وسیع اور دراز تھا آنے والا سائل خواہ کوئی بھی آپ کے لنگر سے خالی نہ لوٹا۔

آپ اپنے اسلاف کی عملی تصویر ہیں اخلاق پیار محبت شفقت کا مجسمہ تھے پوری زندگی میں للّٰہیت اور اخلاص کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ فرضی عبادات کے ساتھ نفلی عبادات کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ کی گفتگو میں نرمی اور ہر بات میں نکات اور اسرار ورموز کی جھلک نظر آتی۔ بڑے بڑے مشکل مسائل آن واحد میں یکدم سے حل فرمادیتے تھے۔ آپ کی طبیعت کا یہ خاصہ تھا کہ مسائل کو اس انداز سے بیان فرماتے کہ سامعین نہایت آسانی سے نہ صرف سمجھ جاتے بلکہ عش عش کر اٹھتے۔

ایک مرتبہ آپ علی پور شریف تحصیل وضلع نارووال میں عرس کے موقع پر نماز کے متعلق ایک مسئلہ سمجھا رہے تھے اور ان مسائل کی اس انداز سے تشریح فرمائی کہ محفل میں وقت کے بڑے بڑے فضلاء اور علماء بھی عش عش کر اٹھے۔ آپ حقیقی مسائل میں عملی طور پر مبتدی معلوم ہوتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے عظیم والد گرامی امام العارفین غوث زماں حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ گیلانی نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز اور صاحب ارشاد ہوئے۔

آپ کا حلیہ مبارک ☆: آپ کا جسم مبارک قد وقامت کے لحاظ سے نہایت موزوں تھا۔ چہرہ انور سے انوار الٰہی درخشاں تھے دیکھنے والا ہر شخص چہرہ مبارک کو دیکھتے ہی فریفتہ ہو جاتا۔ زلف مبارک سینہ مبارک کے دونوں طرف اس انداز سے آویزاں تھیں کہ دیکھنے والے کو محسوس ہوتا کہ نور کی دو دھاریں سینے پر عیاں ہیں۔ آپ دستار مبارک کا رنگ سبز پسند فرماتے اسی طرح پاپوش مبارک پوٹھواری انداز کی زیب پائے مبارک ہوتا۔ ریش مبارک پر حنا کا استعمال فرماتے تھے۔

کشف وکرامات ☆: آپ کا معمول تھا کہ نماز تہجد مسجد کے اندر ہی اندھیرے میں ادا فرماتے۔ ایک رات آپ حسب معمول روضۂ والی مسجد میں نماز تہجد میں مشغول تھے کہ مسجد کی صفوں میں سے کھڑ کھڑ کی آواز آنے لگی۔ آپ نے چراغ روشن کیا۔ چاروں طرف دیکھا تو بظاہر کچھ نظر نہ آیا۔ آپ نے دوبارہ چراغ گل کیا اور نماز میں مصروف ہو گئے دوسری مرتبہ پھر اُسی طرح کا شور ہونے لگا آپ نے نماز مکمل کر کے فرمایا کہ اب اگر شور کیا تو تم کو سزا ملے گی۔ بعد میں کسی کے پوچھنے پر بتایا کہ رات کو جنات مسجد میں تھے جو شور کر رہے تھے۔

کرامت نمبر ۲ ☆: موضع ڈیوڑھی والی ضلع شیخوپورہ میں آپ کے کافی تعداد میں مریدین ہیں جن میں ایک مرید وعقیدت مند مستری علم دین جو کہ بے اولاد تھا۔ اُس نے اولاد کیلئے دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا اللہ کریم بیٹا دے گا۔ اس کا نام نور محمد رکھنا۔ چنانچہ خدا کے فضل وکرم سے ایسا ہی ہوا۔ خدا نے اسے بیٹا دیا اور اس نے اس کا نام نور محمد ہی رکھا۔

کرامت نمبر۳ ☆: موضع کھوکھر کی ضلع سیالکوٹ کے تھانیدار خادم علی کو ایک جرم میں چار سال کی سزا ہو گئی۔ اس کی بیوی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت روئی چونکہ اپیل بھی خارج ہو گئی تھی۔ آپ نے فرمایا دوبارہ اپیل کرو۔

چنانچہ تعمیل ارشاد کی خاطر دوبارہ اپیل کی تو منظور ہو گئی تھانیدار خادم علی بری ہو کر ملازمت پر دوبارہ بحال ہو گیا اور سابقہ تمام تنخواہ بھی اُسے مل گئی۔

کرامت نمبر۴ ☆: چوہدری خادم علی تھانیدار کا بیٹا میڈیکل کالج میں ایم۔ بی۔ ایس کی تعلیم حاصل کر رہا تھا متواتر تین سال تک امتحان میں فیل ہوتا رہا۔ چوتھی مرتبہ پرنسپل امتحان میں بٹھانے کے حق میں نہ تھا۔ چوہدری خادم علی آپ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوئے اور قرآن کریم کی تلاوت کی بعدازاں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کرتے ہوئے خوب روئے جب واپس جا کر پرنسپل سے ملے تو امتحان میں بیٹھنے کی اجازت بھی مل گئی اور لڑکا کامیاب ہو کر فوج میں ڈاکٹر بھرتی ہو گیا۔ لڑکے کا نام محمود علی ہے۔

کرامت نمبر۵ ☆: موضع دوھڑ ضلع گوجرانوالہ کے ایک بدچلن ہندو کو آپ کے چند خادموں نے قتل کر دیا جس کی بنا پر آپ کے آٹھ مریدین کے خلاف مقدمہ کا چالان کٹ گیا اور ایک وعدہ معاف گواہ بن گیا مقدمہ سیشن جج گوجرانوالہ کی عدالت میں درج تھا۔

جب آپ گوجرانوالہ تشریف لے گئے تو مریدین نے اپنی بپتا سنائی اور عرض کی حضور پرسوں پھر تاریخ ہے نہ جانے کیا بنے گا۔ آپ نے ان کی بات سن کر فرمایا فکر نہ کرو پرسوں جب یہ تمام عدالت میں پیش ہونگے تو بری ہو جائیں گے۔

اس بات کا چرچا عوام وخواص میں خوب ہوا اور پورے گوجرانوالہ میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ وہ پرسوں بری ہو جائیں گے۔ خاص کر غیر مقلدین نے اس بات کو خوب رنگ دے کر عوام کے جذبات کو بھڑکانے کی کوشش کی۔

اس مقدمہ کا تفتیشی تھانیدار امام دین قبلہ حضرت پیر حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کا مرید تھا اس نے بھی خبر سنی تو عرض کرنے لگا حضرت اکتالیس گواہ موقع کے ہیں۔ رہائی ناممکن ہے آپ نے فرمایا کہ تم اور ایس پی صاحب مل کر زور لگا لو۔ انشاء اللہ وہ سب بری ہو جائیں گے۔

چنانچہ تیسرے روز جب ان تمام افراد کو عدالت میں پیش کیا گیا تو عدالت نے سب کو بری کر دیا اور وہ وعدہ معاف گواہ بھی بری ہو کر گھر پہنچ گیا۔ اس واقعہ کا علم جب حضرت حافظ جماعت علی صاحب محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کو ہوا تو انہوں نے اس تھانیدار سے ناراضگی اختیار کر لی۔ چونکہ اُس نے آپ کے پیر خانے کے تقدس کا خیال نہ رکھا تھا۔

کرامت نمبر۶ ☆: کوٹلی رام داس ضلع سیالکوٹ سکھوں کا گاؤں ہے مسلمان غیر زراعت پیشہ تھے۔ آپ وہاں تشریف لے گئے سکھوں کا معمول تھا کہ وہ مسلمانوں کو اذان نہ دینے دیتے تھے۔ جب آپ وہاں پر تشریف فرما تھے تو نماز کے وقت آپ کے خادم نے اذان کہی تو سکھوں کے گرو کے بھائی نے سنکھ بجانا شروع کر دیا۔ ادھر اذان ہو رہی تھی ادھر ساتھ ساتھ سنکھ بج رہا تھا۔ اس کا آپ کو بہت رنج ہوا اور فرمایا کہ یہ نہ رہے گا۔

چنانچہ دوسرے دن آپ وہاں سے کسی دوسرے گاؤں میں وہاں کے مریدین کی فرمائش وخواہش پر تشریف لے گئے تو سنکھ بجانے

والے کے حلق میں ورم آ گیا جس کی وجہ سے گلہ بند ہو گیا اور وہ شام کو مر گیا۔

اگلے روز تمام سرکردہ سکھ اکٹھے ہو کر دوسرے گاؤں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی وہ تو اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ اب ہماری گزارش یہ ہے کہ آپ ہمارے گاؤں چلیں ہم خود وہاں بہترین مسجد بنوا کر دیں گے اور اذان کی اجازت بھی دیں گے۔ اور گردوارا بھی وہاں سے ہٹا کر کہیں اور بنالیں گے۔ آپ نے فرمایا تم اپنے کہنے پر عمل کرو۔ ہم پھر کسی مناسب وقت آئیں گے۔

چنانچہ دوسری مرتبہ جب آپ اُس گاؤں میں تشریف لے گئے تو سکھ مرد اور عورتوں نے آپ کا پُر جوش استقبال کیا۔ اس وقت وہاں بہترین مسجد بھی تیار ہو چکی تھی۔

کرامت نمبر ۷ ☆: ایک مرتبہ آپ علیا چک متصل الہڑ ضلع سیالکوٹ میں اپنے ایک مخلص مرید کے گھر تشریف لے گئے۔ اس کے گھر میں بیری کا ایک خوبصورت درخت تھا جس میں بیر نہ لگتے تھے۔ اُس مرید نے عرض کیا حضور اس درخت کو پھل نہیں لگتا۔ آپ نے فرمایا ''وت پیا لگسی'' اُس کے بعد اس بیری نے پھل دینا شروع کر دیا حتیٰ کے پورے سال اُس بیری میں بیر لگے رہتے ہیں۔ ہر موسم میں خوش ذائقہ میٹھے بیر ہوتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت غلام نقشبند مدظلہ العالی نے آپ کے ہمراہ اس بیری کے پھل کو تناول فرمایا ہے۔

کرامت نمبر ۸ ☆: ایک مرتبہ موضع مہوٹہ ضلع اٹک میں ایک گائے کو ہلکان ہو گیا تو غیر معتقد لوگوں نے کہا کہ چورا شریف والے پیر صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اُن کے پاس لے چلیں۔ اگر آرام نہ آیا تو ان کا مذاق بنائیں گے۔ نمبردار فضل داد خان جو آپ کا مرید تھا گھبرایا ہوا آپ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کرنے لگا کہ لوگ ایک ہلکان گائے کے دم کیلئے آپ کا تمسخر اڑانے کیلئے حاضر خدمت ہو رہے ہیں نہ جانے کیا بنے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ وہ اس سلسلہ میں سخت پریشان تھا۔ آپ نے فرمایا کہ نمبردار صاحب فکر نہ کرو ایسے جانوروں کو ہمارا بابا ساون خادم درویش بھی اگر دم کر دے تو ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

تھوڑی دیر میں وہ لوگ بھی آپ کے پاس حاضر ہو گئے آپ ان کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ گائے ایک کمرے میں بندھی باہر سے تالا لگا ہوا تھا۔ آپ نے باہر سے ہی دم کیا اور فرمایا کہ تالا کھول دو۔

چنانچہ تعمیل ارشاد کی خاطر دروازہ کھولا گیا تو وہ گائے آپ کے پاس آ گئی۔ آپ نے کچھ چارہ دم کر کے دے دیا اور فرمایا کہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اب اسے کچھ نہ ہوگا۔

چنانچہ ہوا بھی ایسے ہی۔ وہ بالکل تندرست ہو گئی۔ غیر معتقدین یہ معاملہ دیکھ کر پریشان ہو گئے اور مریدان باصفا بن گئے۔

کرامت نمبر ۹ ☆: ایک مرتبہ موضع رینوال ضلع فیصل آباد نزد سٹیشن سالارو الا میں چوہدری الٰہی بخش کے ہاں تشریف فرما تھے اور مجلس بھی اپنے عروج پر تھی۔ اس مجلس میں ایک درویش جو کہ سب کے لئے اجنبی تھے بھی تشریف فرما تھے۔ مجلس کے اختتام پر آپ اس اجنبی درویش کے ہمراہ باہر سڑک کی جانب نکلے ان کو الوداع کہہ کر جب واپس تشریف لائے تو خدام نے عرض کیا حضور یہ اجنبی درویش کون سے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے جو کسی اہم معاملہ میں مشورہ کیلئے تشریف لائے تھے۔

کرامت نمبر ۱۰☆: موضع مصریال ضلع اٹک میں ایک شخص نے قتل کر دیا اُن دنوں آپ سیالکوٹ کے دورے پر تھے۔ قاتل کے وارثان آپ کو ڈھونڈتے ہوئے سیالکوٹ پہنچ گئے اور حاضر خدمت ہو کر عرض کیا حضور ہمارے ساتھی سے قتل ہو گیا ہے۔ مقتول کے وارثان کسی طرح بھی راضی نامے کے لئے تیار نہیں ہو رہے۔ آپ دعا بھی کریں اور ہمارے ساتھ چل کر مقتول کے وارثان کو بھی راضی نامے کے لئے تیار کریں۔ آپ ان کے اصرار پر سیالکوٹ سے موضع مصریال ضلع اٹک تشریف لے گئے اور مقتول کے وارثان کو بہت سمجھایا مگر وہ کسی بھی طرح راضی نامے پر آمادہ نہ ہوئے۔

ادھر قاتل مذکور ۱۵ تاریخ کو قتل کر کے بنوں فرار ہو گیا اور وہاں جا کر ۱۸ تاریخ کو فوج میں بھرتی ہو گیا۔ مقتول کے وارثان جب راضی نامے پر آمادہ نہ ہوئے تو آپ نے اپنے خدام سے فرمایا کہ خدا بہتر کرے گا۔ انشاء اللہ مقدمہ کا فیصلہ تمہارے حق میں ہو گا اور ملزم بری ہو جائے گا۔

چنانچہ فیصلہ کے روز جب جج کے سامنے فائل رکھی گئی تو قتل کی ایف آئی آر میں قتل کا وقوعہ ۱۵ کی بجائے ۱۸ تاریخ لکھا ہوا تھا جبکہ محکمہ فوج کے کاغذات میں وہ شخص ۱۸ تاریخ کو فوج میں بھرتی ہوا تھا جج نے جب فوج میں ۱۸ تاریخ کو بھرتی کا حکومتی ثبوت دیکھا تو مقدمہ قتل سے اس کو بری کر دیا۔ یہ آپ کا تصرف تھا کہ دونوں تاریخیں آپس میں مل گئیں۔ جب وہ بری ہو کر آپ کے قدموں میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ہوش کرو۔ یہاں تو چھوٹ گئے ہو آخرت میں کیا کرو گے۔ لہٰذا اس جرم کی رب کریم کی بارگاہ میں توبہ کرو اور آئندہ کے لئے بھی کوئی غلط کام نہ کرنے کا عہد کرو۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ یکم جنوری 1938ء بمطابق ۹ ذیقعد ۱۳۵۷ھ بروز ہفتہ قبل از شام ذکر خدا کرتے ہوئے ہوا۔ مزار فیض آثار چورا شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ ثانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: محرم رازِ حقیقت، سلطان الطریقت، برہان شریعت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی ثانی علی پوری رحمتہ اللہ علیہ ایک عالم باعمل صاحب کشف و کرامت، عبادت و ریاضت میں بے مثال بزرگ تھے۔

ولادت باسعادت☆: آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۵۹ء یا ۱۸۶۰ء میں علی پور سیداں ضلع نارووال میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سیّد علی شاہ تھا۔ شجرہ نسب حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

آپ نے مولوی عبدالرشید صاحب سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ اور حضرت بابا سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئے اور خلافت حاصل کی۔ پھر خلق خدا کی روحانی تربیت کرنے لگے آپ سفر کی نسبت حضر کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ آپ کے پاس طالبان رشد و ہدایت خود ہی کشاں کشاں چلے آتے تھے اور انوار و برکات سے جھولیاں بھر کر لے جاتے تھے۔ آپ حضرت حافظ پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کی نسبت زیادہ سادگی سے زندگی بسر فرماتے تھے۔

حضرت حافظ پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ بھی حضرت بابا سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت بابا سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ **حافظ جیہا امیر نہیں ثانی جیہا فقیر نہیں!**

آپ ایک گوشہ نشین بزرگ تھے۔ آپ کی زیادہ تر توجہ تزکیۂ نفس اور ذکر و اذکار پر مبذول رہی۔ لباس و طعام اور دیگر معمولات میں سادگی کے عدیم المثال پیکر تھے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ یکم ستمبر 1939ء کو ہوا۔ اور علی پور سیداں تحصیل و ضلع نارووال ہی میں آپ کا مزارِ پُر انوار آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ غلام حسن المعروف پیر سواگ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سید الاولیاء المتاخرین، سند العلماء الراسخین، حجۃ الکاملین، حامی دین متین، جلیس مسند حق الیقین، قطب اقلیم، پیشوائے جمیع اہل کمال، قیم مقام رجال مرآۃ جمال بے مثال، فارغ از مستقبل وحال، پیکر شوکت و جمال صاحب کشف و کرامات وکمال، آئینۂ جلال و جمال حضرت خواجہ غلام حسن المعروف پیر سواگ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آسمان طہارت و پاکیزگی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت تقریباً 1267ھ ہجری بمطابق 1850ء کو موضع ڈگر سواگ لعل عیسن کروڑ چاہ گاڑہ ضلع لیہ میں جناب ملک لعل بن احمد یار بن یار محمد قوم سواگ کے گھر ہوئی۔

آپ کی ولادت کے چند روز بعد آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔ والدہ کے انتقال کے بعد آپ کے والد گرامی آپ کے بارے میں سخت متفکر ہوئے اور بھکر سے نوکری چھوڑ کر گھر آ گئے۔ مگر قدرت نے غیب سے اس طرح دستگیری کی کہ آپ ہی کے خاندان کی ایک پاکباز خاتون مسماۃ فاطمہ نے آپ کو گود لے لیا۔ مسماۃ فاطمہ کی گود میں اس سے قبل ایک بچہ احمد یار نامی موجود تھا۔ گویا ملک احمد یار سواگ کو آپ کے رضاعی بھائی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

ابھی بچپن کا عالم تھا کہ آپ کے والد گرامی کا بھی وصال ہوگیا۔ آپ کی رضاعی والدہ نے ایک مکان اور کچھ قطعہ اراضی آپ کو دے دیا۔

جب آپ کی عمر عزیز دس بارہ برس کی ہوئی تو آپ اپنے رضاعی بھائی ملک احمد یار کے ہمراہ بستی والوں کے مویشی چرانے لگ گئے۔ اور ایک مدت تک یہ شغل جاری رہا۔ مگر تائید خداوندی نامعلوم ذریعے سے آپ کی راہنمائی کر رہی تھی۔ اور رب العالمین کو آپ سے مویشی چروانا مقصود نہ تھا۔ بلکہ آپ کو مخلوق کی پیشوائی کے لیے منتخب کرنا منظور تھا۔

تعلیم دین متین ☆: ایک دفعہ آپ جمعہ کی نماز کے لیے کروڑ تشریف لائے تو اپنے رضاعی بھائی ملک احمد یار سے فرمایا کہ میرا ارادہ علم حاصل کرنے کے لیے ڈیرہ اسماعیل خان جانے کا ہے۔ میں ڈیرہ جا رہا ہوں اور تم گھر چلے جاؤ۔

چنانچہ آپ ڈیرہ اسماعیل خان پہنچ کر حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی علیہ الرحمتہ کے خلیفہ مولوی غلام حسن پونگر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابتدائی تعلیم ان سے حاصل کی۔ اور صرف مولانا محمد علی شہبانوالہ ضلع جھنگ سے پڑھی اور کروڑ کے ایک خدارسیدہ بزرگ مولانا

جان محمد کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے۔اس کے بعد سیواں مضافات کندیاں ضلع میانوالی میں تشریف لا کر مولانا غلام محمد کی خدمت میں رہ کر اکتساب علم کرنے لگے۔

آپ ایک طرف ظاہری علم کی تکمیل میں مصروف مگر دوسری طرف طبیعت علم باطنی کی طرف بھی مائل تھی۔

چنانچہ آپ سیواں سے رخصت ہو کر چکڑالہ میں حضرت مولانا نور خان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔مولانا نور خان حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی علیہ الرحمۃ کے خلفاء میں سے تھے۔آپ نے بقیہ تمام تعلیم مولانا نور خان سے حاصل کی اور ظاہری علوم میں تحصیل و تکمیل کی۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

نوٹ: آپ اپنے استاد محترم حضرت مولانا نور خان نقشبندی کے ہمراہ حضرت خواجہ عثمان دامانی علیہ الرحمۃ کیخدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

اور بیعت کے بعد اپنے استاد محترم کے ساتھ ہی واپس چکڑالہ تشریف لے آئے وہاں علم ظاہری کے ساتھ ساتھ باطنی علوم میں بھی ان سے اکتساب فیض کرتے رہے۔اور ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کے بعد گھر واپس سواگ شریف تشریف لے آئے۔

مرشد کامل سے والہانہ عشق و محبت ☆: آپ مسلسل چالیس برس تک اپنے شیخ کامل حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے۔جب مرشد کامل کا وصال باکمال ہوا تو اس کے بعد اپنے شیخ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد سراج الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے اور انتہائی اخلاص سے مرشد کے لنگر شریف کی خدمت کی۔

چالیس چالیس اونٹ غلہ کے بہ نفس نفیس لے جا کر موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان میں پیش فرماتے رہے۔اس طرح آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی علیہ الرحمۃ کے تمام خلفاء میں سبقت لے گئے۔بالخصوص جب حضرت خواجہ محمد سراج الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ نے دریا خان ضلع بھکر میں ایک کنواں اور بنگلہ کی تعمیر کا حکم دیا تو آپ نے شب و روز مزدوروں کے ساتھ مل کر کام کیا اور جب بنگلہ تعمیر ہو گیا تو حضرت خواجہ سراج الدین علیہ الرحمۃ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔مولوی صاحب میں دعا کرتا ہوں اور دادی صاحبہ بھی دعا فرماتی ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو دین و دنیا کا بادشاہ بنائے۔حضرت قطب العالم اور دادی صاحبہ کی دعا نے بارگاہ الوہیت میں وہ قبولیت حاصل کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو روز روشن کی طرح مقتدائے زماں اور پیشوائے دوراں بنا دیا۔

خانقاہ سراجیہ کا قیام ☆: آپ نے اپنے عقیدتمندوں کے بار بار اصرار پر "ڈھپی مکوڑی" کے مقام پر خانقاہ سراجیہ کی بنیاد رکھی۔آپ کے ایک مرید محمد خان ذیلدار نے ایک کنواں تعمیر کرادیا۔فتح محمد زمیندار نے مسجد تعمیر کرادی۔بکھر خان نمبردار نے خانقاہ کی جگہ کا انتقال آپ کے نام کروا کر دو تین مسافر خانے بنوادیئے۔اور آپ کی تمام زرعی اراضی کا تمام معاملہ، موضع پر تقسیم کر دیا گیا تا کہ آپ کو معاملہ کی ادائیگی کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔

آپ نے اس مقام کا نام ''خانقاہ عالیہ سراجیہ حسن آباد'' رکھا۔ اور اس مقام پر کئی سایہ دار درخت لگائے اور بہت ہی عمدہ باغ بنوایا۔

موضع ڈگر سواگ کی آباد کاری ☆: آپ کی ذاتی اراضی واقع موضع ڈگر سواگ ایک عرصہ سے غیر آباد چلی آ رہی تھی۔ آپ نے اسے آباد کرنے کے لیے اس میں کنویں کی تعمیر کے کام کا آغاز کیا۔ تو آپ کے رشتہ دار مخالفت پر اتر آئے۔ اس لیے کہ اس زمین کی ملکیت مشترکہ تھی۔ انہوں نے مقدمہ بازی تک نوبت پہنچائی۔ مگر وہ پھر بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ بالآخر کامیابی نے آپ کے قدم چومے اور کنویں کی تعمیر کا کام مکمل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے درویشوں کے لیے حجرہ جات تعمیر کروا کر اس ویران جگہ کو آباد کیا۔

خواجہ فقیر محمد کے وصال پر صبر و شکر ☆: آپ کے صاحبزادے قدوۃ الفضلا، زبدۃ العلماء، واقف اسرار یزداں مخدوم زادہ حضرت خواجہ مولانا فقیر محمد نقشبندی علیہ الرحمتہ کا عین شباب میں جب وصال ہوا تو آپ صبر و شکر اور رضائے خداوندی کے پیکر بن گئے۔

اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ فقیر محمد علیہ الرحمتہ کے بارے میں آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ مادرزاد ولی اللہ ہے۔ آپ نے ان کو چاہ تھل میں اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن فرمایا۔

چونکہ اس خطۂ مقدس اور مبارک زمین کو تا قیام قیامت مرکز فیض بنانا تھا۔ اس لیے اپنے جگر پاروں سے اس کی ابتداء کی۔ بعد ازاں آپ کے وصال کے بعد اسی جگہ آپ کا مزار پُر انوار تعمیر ہوا۔ جس کی وجہ سے یہ مقام ابدالآباد تک بقعہ نور بن گیا۔

سیرت و کردار ☆: آپ کی تمام عمر دین اسلام اور شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اشاعت فرمانے میں گذری۔ وقت صبح کا ہو، یا شام کا، آپ دین متین کی سربلندی میں سرگرم عمل نظر آتے۔ لاتعداد ہندو سکھ عیسائی صرف آپ کے روئے تاباں کی زیارت سے مشرف ہو کر داخل اسلام ہوئے۔

آپ کا معمول تھا کہ اگر کوئی ہندو یا غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوتا تو آپ حسب ضرورت اس کی مالی معاونت و امداد کرنے کے لیے اپنا مال، جان، اولاد تک قربان کرنے سے دریغ نہ فرماتے۔ اکثر نو مسلم شیخ صاحبان کے مقدمات کی پیروی کرنے میں سخت تکالیف برداشت فرماتے اور اس سلسلہ میں خدا کے فضل و کرم سے ہمیشہ کامیاب و بامراد رہے۔

آپ کا معمول تھا کہ جہاں کہیں بھی وعظ کے لیے تشریف لے جاتے تو لوگوں کو غیر شرعی رسومات چھوڑنے اور احکام شریعت پر عمل کرنے کی ترغیب فرماتے۔ آپ کلمہ حق کہنے میں بھی بڑی دلیری اور بے باکی سے کام لیتے اور اس سلسلہ میں کسی بڑے سے بڑے آدمی کی بھی پرواہ نہ کرتے۔

خداوند کریم نے آپ کے چہرے پر اس قدر رعب و جلال رکھا تھا کہ بڑے بڑے رئیس اور نواب وڈیرے آپ کے سامنے کلام کرنے سے گھبراتے تھے۔

آپ کی تعلیمات ☆: (۱) آپ فرماتے ہیں کہ مبتدی کو ابتداء میں ''سیر آفاقی'' بہت دکھائی دیتی ہے۔ اس کے حاصل ہونے سے خوش نہ ہونا چاہیے اور حاصل نہ ہو تو غم نہ کرنا چاہیئے۔

۲) آپ فرماتے ہیں کہ شیخ کے تصور سے کوئی لمحہ کوئی وقت غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر نماز میں یہ تصور نہ کریں، ہاں اگر نماز میں بے اختیار یہ تصور قائم ہو جائے تو نعمت عظمیٰ ہے۔ جب یہ تصور شیخ کمال کو پہنچتا ہے تو سالک کی نظر جہاں پڑتی ہے اسے شیخ کی صورت ہی نظر آتی ہے۔

۳) ایک روز سید راجن شاہ پاپیادہ سفر کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ قیوم زماں حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری علیہ الرحمتہ ہمیشہ قندھار سے پاپیادہ چل کر دہلی شریف میں اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

۴) آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے مرشد کی مخالفت کرے خواہ وہ امور دین میں ہو یا دنیا میں ایسا شخص مردود طریقت ہے۔

۵) آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کامل درویش وصال کے وقت کسی ناقص کو اپنا جانشین قائم مقام بنا دے تو وہ ناقص بھی کامل ہو جاتا ہے۔ اور کامل کے تمام فیوض اور اس کی نسبت اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن اس فقیر کے نزدیک اگرچہ اس ناقص کو نسبت حاصل ہو جاتی ہے مگر وہ اس شخص کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔ جس نے کامل سے سلوک کی منازل طے کی ہیں۔

۶) آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ مبتدی طالب سلوک کو ذکر اور مراقبہ بہت زیادہ کرنا چاہیئے فرائض اور سنتیں بلا ناغہ ادا کرے، باقی نوافل و اوراد کی کثرت مناسب نہیں۔ گویا مبتدی بیمار کی مانند ہے جسے زیادہ دوا استعمال کرنی چاہیے۔ نہ کہ خوراک، بلکہ خوراک کم استعمال کرنی چاہیے۔

۷) آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ مرید جب پیر کی خدمت میں حاضر ہو، بالکل چپ رہے اور فیض کا انتظار کرے، کیونکہ ابھی وہ خانقاہ کی چار دیواری سے باہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پیر کو مرید کے تمام حالات سے القا فرما دیتا ہے۔ اور پیر کو توفیق دیتا ہے کہ مریدوں کی حاجت کو پورا کر سکے۔

۸) آپ فرماتے ہیں کہ سب پیران عظام اور بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ اور مقبول ماننا چاہیئے لیکن اپنے پیر کا درجہ بلند سمجھنا چاہیے اور اس کے برابر کسی کو نہ سمجھے۔

۹) آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ مقدسہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کر کے واپس آتے ہیں۔ تو یہ مقامات کسوٹی کی مانند ہیں یا تو حاجی اس جگہ سے ایمان کامل لے کر آتا ہے یا ایمان سے خالی ہو کر آتا ہے۔
چنانچہ تجربہ شاہد ہے کہ بعض لوگ جب حج بیت اللہ سے واپس آتے ہیں تو پہلے سے زیادہ نیک ہو جاتے ہیں اور بعض کی حالت بہت زیادہ خراب ہو جاتی ہے۔

۱۰) آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ کامل اور طاقت ور بزرگ اپنے تصرف سے اپنی ساتھ پشتوں تک ولایت خضری کا سلوک طے کرا دیتا ہے۔

۱۱) آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ طریقہ کے مطابق بچہ نو ماہ تک ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ اور معیاد پوری ہونے کے بعد مکمل ہو کر باہر آتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی چالیس برس پورے ہونے پر اظہار نبوت کی اجازت ملی۔ اس فقیر نے پورے چالیس سال پیران کبار کی خدمت کی۔ چالیس سال کے بعد پیران کبار سے فیض ملا۔ اور آج کل لوگ یہاں خانقاہ میں آتے ہیں۔ اور ایک رات رہ کر چلے جاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم کامل بن جائیں۔ حالانکہ روز بروز اہل زمانہ کی حالت خراب ہو رہی ہے۔

۱۲) آپ اپنے مریدین و مخلصین کو نماز کی تاکید فرماتے تھے، بالخصوص نماز با جماعت ادا کرنے کی تلقین فرماتے۔

ایک دن ارشاد فرمایا کہ میں نے سات سال تک نماز با جماعت فوت نہیں ہونے دی۔ اب اگر جنگل میں بھی جاؤں تو نماز جماعت سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اور بارہ سال تک کسی سے سوال نہیں کیا۔ اس کی برکت یہ ہے کہ جنگل میں بھی جاؤں تو اللہ تعالیٰ لنگر کا سامان اسی جگہ عطا کر دیتا ہے اور ہوائی رزق آ جاتا ہے۔

۱۳) آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب انسان نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو سجدہ کے مقام پر نظر رکھے اور یہ خیال کرے کہ میں نے اس زمین میں دفن ہونا ہے۔ اور رکوع میں جائے تو اپنے دونوں پاؤں کو دیکھے اور یہ خیال کرے کہ میری روح اس جگہ سے نکلنا شروع ہو گی، جب سجدہ میں جائے تو اپنی ناک کی طرف دیکھے اور خیال کرے کہ میری روح اس جگہ سے بھی نکلے گی، جب التحیات میں بیٹھے تو اپنے سینے کو دیکھے اور یہ خیال کرے کہ روح سینے سے بھی نکلے گی۔ جو شخص اس طریقہ پر کاربند ہو کر نماز پڑھے گا، وہ نماز میں وساوس و خطرات سے محفوظ رہے گا۔

۱۴) ایک دن آپ نے یہ بیت اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمائے

پیر سکھائی ایہا ریت — بہہ وچ حجرے یا مسیت
پھیٹا پرانہ کپڑا پا — بیہا پروتھا ٹکڑا کھا
غیر دے در تے مول نہ جاء

۱۵) آپ کبھی کبھی سرائیکی کے یہ اشعار بھی بڑے ہی ذوق سے پڑھتے تھے

دین تے دنیا ڈوہیں سکیاں بھیناں تینوں عقل نہیں سمجھیندا
ڈو بھیناں وچ ہک نکاح دے تینکوں شرح نہیں فرمیندا
بھاتے پالی وچ ہکے تھاں دے بیا تھاں اٹیسیں کہندا
ڈوہیں جہان جھت گئے اوہے جنھاں دعوی سٹیامیں دا

کشف و کرامات ☆: حضرت خواجہ غلام حسن نقشبندی المعروف پیر سواگ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر نور پور تھل کا

ایک سکھ مسلمان ہوا۔ جس کا نام آپ نے شیخ فضل الدین رکھا۔ ایک دن وہ خانقاہ معلیٰ سواگ شریف میں حاضر ہوا اور آ کر کہنے لگا کہ حضور دعا فرمائیں کہ میرا لڑکا بھی مسلمان ہو جائے۔

ابھی وہ یہ بات کر ہی رہا تھا کہ اس کا بیٹا بھی خانقاہ شریف میں اپنے والد کو ملنے کیلئے آ گیا۔ شیخ فضل دین نے اپنے بیٹے کو دعوت اسلام دی اور کہا کہ تو بھی حضرت کے سامنے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جا۔ مگر بیٹے کا رویہ پہلے سے بھی سخت نکلا اور اس نے دوٹوک لفظوں میں اپنے والد سے انکار کر دیا۔ اور خانقاہ شریف سے واپس اپنے گھر جانے کے لیے والد سے اجازت مانگی تو اس کے والد نے اسے اجازت نہیں دی۔ اس کو وہیں بٹھا کر حضرت پیر سواگ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے اپنے لڑکے کو دعوت دی ہے مگر وہ پہلے سے بھی سخت رویہ اختیار کئے ہوئے ہے اور اب وہ خانقاہ شریف سے اپنے گھر واپس جانے کی مجھ سے اجازت مانگ رہا ہے۔ حضرت پیر سواگ نے اس لڑکے کو طلب فرمایا اور اس کے ساتھ چند قدم چل کر اسے اپنے تسبیح خانے میں لے گئے۔ وہ لڑکا بھی پیچھے پیچھے تسبیح خانے میں داخل ہوا۔ اور آتے ہی عرض کرنے لگا حضور مجھے بھی کلمہ پڑھا کر مسلمان کر لیجئے۔ اور اپنا جوڑا جو سکھوں کی طرح سر پر تھا خود اپنے ہاتھوں سے کاٹ ڈالا۔

حضرت پیر سواگ نے اسے مسلمان کرنے کے بعد اس کا نام شیخ غلام یٰسین رکھا۔

کرامت نمبر ۲ ☆: آپ کے ایک مرید فقیر محمد بخش سندھی جو کہ دریا خان ضلع بھکر کے رہنے والے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے علاقے کا ایک شخص جس کا نام محمد بخش بلوچ تھا وہ حضرت پیر سواگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بیعت کی درخواست کی اور حضرت کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہو کر واپس اپنے گھر چلا گیا۔ اور اس دوران اپنے علاقے میں کسی پرائی عورت سے اس کی آشنائی تھی اس نے زنا کیا۔ جب وہ دوبارہ خانقاہ معلیٰ سواگ شریف پہنچا تو حضرت قبلہ پیر سواگ نے اس کو سخت انداز میں ملامت کی اور حکم دیا کہ مجھ سے دور ہو جاؤ۔ میرے قریب بھی نہ بیٹھو۔

وہ شخص کچھ دور جا کر بیٹھ گیا اور رونے لگا۔ کچھ دیر گزری تھی کہ حضرت پیر سواگ قبلہ نے اسے شفقت کریمانہ فرماتے ہوئے اسے بلایا اور فرمایا کہ مرید کا فرض ہے کہ پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیر کا فرض ہے کہ اس کو برے کام سے روکے۔ یہ فرما کر محمد بخش بلوچ کی کمر پر تھپکی دے کر فرمایا کہ اب دیکھیں گے کہ تُو کس طرح گناہ کرتا ہے۔ وہ شخص اسی وقت نامرد ہو گیا اس کے بعد کسی عورت پر بھی قادر نہ ہو سکا۔

کچھ عرصہ کے بعد اس نے مجھے کہا کہ حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کریں کے میں اپنی منکوحہ عورت پر تو قادر ہو جاؤں۔ فقیر محمد بخش سندھی کے عرض کرنے پر حضرت پیر سواگ نے محمد بخش بلوچ کیلیے دعا فرمائی تو اس کے بعد وہ فقط اپنی منکوحہ بیوی پر ہی قادر رہ سکا دوسری جگہ پر گناہ کرنے پر قادر نہ رہ سکا۔

کرامت نمبر ۳ ☆: ایک مرتبہ آپ بستی چاون ضلع ملتان کی مسجد میں وعظ فرما رہے تھے کہ عین مجلس وعظ میں کسی شخص نے آپ سے مسئلہ دریافت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج شریف پر تشریف لے گئے تھے تو آسمانوں سے کس طرح

گزرے تھے۔

یہ سن کر آپ کو وجد آ گیا اور جذب کے عالم میں حاضرین کے سامنے مسجد کی سامنے والی دیوار سے پار غائب ہو گئے اور پھر کچھ لمحوں کے بعد واپس منبر پر تشریف لا کر ارشاد فرمایا کہ میرے آقا کریم شب اسرا کے دولہا صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تشریف لے گئے تھے اور واپس آئے تھے۔ اس واقعہ کے چشم دید ہزاروں افراد آپ کا اس طرح سب کے سامنے دیوار سے پار غائب ہونا اور پھر واپس آنا دیکھ کر حیران و ششدرہ رہ گئے۔

کرامت نمبر ۴ ☆: آپ کا ایک مرید جس کا نام سردار و حجام تھا۔ آپ کی غلامی میں آنے سے پہلے وہ چوری ڈاکے کا کاروبار کھلے عام کرتا تھا۔

سردار مذکور کے خلاف بوجہ نامی گرامی چور اور ڈاکو ہونے کے حکومت نے وارنٹ گرفتاری نکالے ہوئے تھے۔ سردار کہتا ہے کہ ایک دن دو سپاہی میری گرفتاری کے لیے شام کے وقت خانقاہ معلیٰ سواگ شریف میں آئے۔ چونکہ نماز مغرب کا وقت قریب تھا اذان ہوئی اس کے بعد حضرت پیر سواگ نے نماز پڑھانا شروع کی تو وہ پولیس والے بھی نماز میں شامل ہو گئے میں بھی ان دونوں کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ باوجود یہ کہ وہ دونوں پولیس ملازم میرے اچھے جاننے والے تھے۔ وہ اچھی طرح مجھ سے واقف اور میں بھی ان کو جانتا تھا۔

مگر وہ حضرت پیر سواگ کی برکت اور توجہ سے مجھے بالکل نہ پہچان سکے۔ نماز کے بعد وہ دونوں سپاہی حضرت پیر سواگ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم سردار کو گرفتار کرنے آئے ہیں۔ اگر سردار آپ کے پاس موجود ہو تو بتا دیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ لنگر خانے میں تلاش کرو۔ کہیں تم کو مل جاوے تو پکڑ لو۔ انہوں نے بہت تلاش کیا اور بار بار آ کر مجھے دیکھا مگر مجھے پہچان نہ سکے اور چلے گئے۔

دوسرے دن پھر آئے میں لنگر خانے میں بیٹھا تھا وہ تین دفعہ میرے پاس آئے اور میرے سر کو پکڑ کر پوچھا کہ تم سردار ہو۔ میں نے کہا ہاں مگر انہوں نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ تمہاری شکل سردار کی نہیں۔ آخر دونوں سپاہی ناامید ہو کر چلے گئے۔

کرامت نمبر ۵ ☆: آپ کی خدمت اقدس میں گہنہ خان ذیلدار ساکن جھنگ نے حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی۔

آپ نے بیعت فرما کر معمول کے مطابق گہنہ خان کو گناہوں سے پرہیز کرنے کی ہدایت فرمائی۔ گہنہ خان نے عرض کیا حضرت تمام گناہوں سے توبہ کر کے چھوڑ سکتا ہوں مگر زنا کو نہیں چھوڑ سکتا۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ گہنہ خان اس مقام پر جہاں تم گناہ کرنے کا ارادہ کرو۔ اگر فقیر کو وہاں موجود پاؤ تو کیا فقیر کی موجودگی میں زنا نہ کرو گے۔ گہنہ خان نے وعدہ کر لیا کہ حضرت کے روبرو ہرگز یہ فعل بد نہ کروں گا۔

حضرت پیر سواگ نے فرمایا جاؤ گھر چلے جاؤ۔ جب گہنہ خان گھر پہنچا تو عادت کے موافق ایک دن اس نے زنا کا ارادہ کیا۔ مکان خالی تھا۔ عورت بھی موجود تھی۔ جب کمرے کے دروازے بند کر کے اس عورت کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو اپنے اور اس عورت کے درمیان آپ کو کھڑے دیکھا۔ اور فرماتے ہیں گہنہ خان اپنا وعدہ یاد کرو۔ یہ دیکھ کر گہنہ خان پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ کانپنے لگا۔ اور ہمیشہ

ہمیشہ کے لیے اس فعل بد سے توبہ کر لی۔

اس واقعہ کے بعد آپ نے اپنی خانقاہ شریف میں حافظ غلام محمد جھنگوی سے فرمایا کہ گہنہ خان پر مجھے اتنی توجہ صرف کرنا پڑی کہ میرے ماتھے پر پسینہ آ گیا۔

کرامت نمبر ۶ ☆: آپ ایک مرتبہ کسی کی دعوت پر قادروالی ضلع بھکر میں واعظ کے لیے تشریف لے گئے۔

وہاں ایک شخص مسمی سونا لک جو کہ مسلکاً شیعہ ہونے کے علاوہ اس علاقے کا مشہور و معروف چور اور ڈاکو تھا۔ اپنے ہم خیال چند دوستوں کے ساتھ اعتراض اور شرارت کی غرض سے آ کر مجلس واعظ میں بیٹھ گیا۔

حضرت پیر سواگ کے چند مخلص ساتھیوں نے آپ کو اس کی آمد اور ارادے سے باخبر کر دیا۔ جب آپ نے واعظ شروع کیا تو دوران وعظ آپ نے جوش میں آ کر سونا لک کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سونا اٹھ اور کھڑا ہو کر یہ بتا کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھجوروں کے درخت مانگنے کے لیے حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گئیں تھیں۔

سونا لک آپ کے حکم پر فوراً کھڑا ہوا اور تھر تھر کانپنے لگا اور اس کی زبان سے کوئی لفظ اس کے جواب میں منہ سے نہ نکلا اور کانپتے کانپتے گر پڑا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد آپ کے قدموں میں گر کر اظہار بے خبری کرنے لگا اور چپ ہو کر محفل میں بیٹھ گیا۔

جب آپ واعظ سے فارغ ہوئے تو سونا لک نہایت عاجزی سے بیعت کے لیے درخواست گزار ہوا۔ مگر آپ نے فرمایا میں تجھے بیعت نہ کروں گا۔ مگر سونا لک نے آپ کے دامن مضبوطی سے پکڑ لیا۔

آپ کے خادمین اور مریدین نے عرض کی حضور اس کو اپنی غلامی سے محروم نہ فرمائیے۔ یہ اپنے خیال فاسدہ سے تائب ہو رہا ہے بندہ پروری فرما دیں۔ اس کے بعد آپ نے اس شخص کو اپنے دست مبارک پر بیعت سے مشرف فرما کر اپنی غلامی میں قبول کر کے اس ناقص سونے کو خالص سونا بنا دیا۔

کرامت نمبر ۷ ☆: آپ کے ایک دیرینہ خادم محمد اعظم خان رئیس و ذیلدار موضع سوکڑہ علاقہ تونسہ شریف بیان فرماتے ہیں کہ 1933ء میں مجھ پر قتل کا ناحق مقدمہ بن گیا۔

میں حضرت پیر سواگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی حضور میرے لیے دعا فرمائیں کہ ایمان اور جان بچ جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس سلسلہ میں آ جاتا ہے اس کے ایمان کی ضمانت ہو جاتی ہے اور چونکہ تمہارے خلاف مقدمہ ناحق ہے اس لیے تمہارے طفیل اس مقدمے میں ملوث آٹھ آدمی بھی بچ جائیں گے۔

محمد اعظم خان ذیلدار کا بیان ہے کہ ڈپٹی کمشنر اور کپتان دونوں ہمارے سخت خلاف تھے۔ انہوں نے جرگہ دار ایسے لوگوں کو مقرر کیا جو کہ اس کی منشاء اور خواہش کے مطابق سخت سے سخت سزا تجویز کریں۔

لیکن چونکہ حضرت پیر سواگ میرے حق میں دعا فرما چکے تھے ان کی دعا کی برکت سے جرگہ داروں نے مجھے اور میرے علاوہ

ملزموں کو بے گناہ قرار دے کر بری کر دیا اور باقی چھ آدمیوں کو مجرم قرار دے کر سزا کی رپورٹ تیار کر دی۔ وہ رپورٹ جب ڈپٹی کمشنر کے پاس گئی تو اس نے ان سے پوچھا کہ جب شہادت تمام ملزموں کے لیے یکساں ہے تو پھر تین ملزموں کو کیوں بری الذمہ قرار دیا گیا اور چھ کو کیوں سزا دی گئی۔ لہٰذا مجھے اس رپورٹ سے اتفاق نہیں ہے۔

اس نے ایک اور جرگہ مقرر کر دیا۔ اس نے سماعت کے بعد رپورٹ کی کہ مقدمہ میں ملوث تمام لوگ بے گناہ ہیں۔ لہٰذا ان کو بری کیا جائے۔ اس پر ڈپٹی کمشنر نے سب کو بری کرنے کے احکامات جاری کر دیئے۔ اس طرح ہم سب حضرت کی دعا اور نگاہ کی برکت سے باعزت بری ہو گئے۔

کرامت نمبر ۸☆: آپ کے دست حق پرست پر جلال خان (۲) غلام حیدر بارڈر پولیس والا (۳) اللہ بخش خان مٹہ والے۔ ڈیرہ اسماعیل کی جامع مسجد اخوندوالی میں بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ نے ان تینوں حضرات مریدین سے فرمایا کہ آج میں لوگوں کے سامنے وعظ کروں گا مگر کسی پر میرے واعظ کا اثر نہ ہوگا۔ اس لیے کہ آج کی محفل میں ایک ایسا شخص موجود ہوگا۔ جو اپنی خالہ سے زنا کر کے آئے گا۔ اور میں اس کے متعلق اپنے وعظ میں ذکر کروں گا۔ یہ ذکر سن کر جب وہ اٹھ کر مجلس وعظ سے باہر جانے لگے تو تم تینوں حضرات بھی اٹھ کر اس کے ساتھ مجلس سے باہر چلے جانا تا کہ اس کا راز فاش نہ ہونے پائے۔

چنانچہ جب آپ نے وعظ شروع کیا اور اپنے وعظ میں اس شخص کے متعلق بڑے ہی غصے کی حالت میں بیان فرمایا تو وہ شخص سمجھ گیا کہ میرے متعلق بات ہو رہی ہے۔ آپ نے تین مرتبہ اس واقعہ کو دہرایا تو وہ شخص سمجھ گیا کہ میرے ہی متعلق بات ہو رہی تو مجلس سے اٹھ کر باہر جانے لگا تو اس کے ہمراہ ہم تینوں بھی آپ کی ہدایت وفرمان کے مطابق اٹھ کر باہر چلے گئے۔ جس سے ہمارے علاوہ کسی کو بھی اس حقیقت کا علم نہ ہو سکا کہ ان چاروں میں سے کون اس فعل کا مرتکب ہوا ہے۔

اولاد و امجاد☆: اللہ کریم نے اپنے فضل سے آپ کو تین صاحبزادے عطا فرمائے جن میں سب سے بڑے حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی علیہ الرحمتہ جو آپ کے مرید وخلیفہ اور بہت بڑے ولی اللہ ہوئے ہیں۔ دوسرے صاحبزادے حضرت خواجہ غلام محمد نقشبندی علیہ الرحمتہ یہ بھی آپ کے مرید و خلیفہ اور بہت بڑے عارف کامل ہوئے ہیں۔ تیسرے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد ابراہیم نقشبندی علیہ الرحمتہ ہیں۔

آپ کے خلفاء نامدار☆: یوں تو آپ کے خلفاء کی تعداد پچاس سے زائد بنتی ہے۔ جن میں چند بڑے اور نامور خلفائے کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت خواجہ گل حسن نقشبندی مرشد آبادی ڈیرہ اسماعیل خان، حضرت خواجہ محمد عبداللہ المعروف حضرت پیر بارو شریف فتح پور ضلع لیہ، حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالغفور نقشبندی المعروف بابا جی صاحب دریائے رحمت شریف تحصیل حضرو ضلع اٹک، حضرت خواجہ غلام قاسم کمبوہ شریف، حضرت خواجہ پیر محمد اسد خان ترین نقشبندی علیہ الرحمتہ بستی آڑی لعل خان نزد قصبہ گجرات

تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ، حضرت خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی علیہ الرحمتہ شاہ والا شریف، حضرت مولانا عبدالکریم بلوچ احمدانی جام پوری نقشبندی جام پور ڈیرہ غازی خان کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال 13 جمادی الآخر 1358 ہجری بمطابق 1939ء بوقت نماز عشاء ہوا۔ مزار پُر انوار سواگ شریف تحصیل کروڑ ضلع لیہ میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

دربار شریف کے موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ محمد حسن نقشبندی مدظلہ العالی ہیں جو اپنے بزرگوں کی تعلیمات کی عملی تصویر و تفسیر ہیں۔ جبکہ موجودہ سجادہ نشین کے دوسرے بھائی حضرت صاحبزادہ فیض الحسن نقشبندی مدظلہ العالی اس درویشی میں بڑے بڑے جاگیرداروں سے ٹکر لے کر کئی مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہو کر قومی خدمت کا فریضہ سرانجام دے چکے ہیں۔

فقیر راقم الحروف سے اچھی یاد اللہ اور تعلق ہے۔ فقیر پر خصوصی شفقت اور توجہ فرماتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف کو بارہا دربار شریف کی سعادت حاصل ہے۔ آپ کے دربار میں روحانی طور پر سکون میسر آتا ہے۔

دربار عالیہ سواگ شریف کی آخری مرتبہ حاضری کے وقت برادر طریقت محبوب قمر المشائخ جناب شیخ فواد رشید صابری اور میں حاضری برادرم شیخ محمد اختر کاشف لیہ والے بھی ہمراہ تھے۔

جناب حضرت صاحبزادہ فیض الحسن سواگ سابق ایم این اے نے اس موقع پر خصوصی شفقت ومحبت فرمائی اور آپ کی سوانح حیات پر مشتمل ایک کتاب فیوضات حسینہ عنایت فرمائی۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ محمد عمر جان نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، فاضل بے بدل، فقیر یگانہ، مرشدِ زمانہ، ولی الاشراف، صاحب کشف و کرامات، مجسمہ اخلاق و حسنات حضرت خواجہ محمد عمر جان چشموی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ماہ صفر ۱۲۸۸ھ بمطابق 1871ء کو بلوچستان کے دارالخلافہ اور مرکزی شہر کوئٹہ کی معروف روحانی خانقاہ چشمہ شریف میں ولی العصر حضرت خواجہ فیض الحق نقشبندی علیہ الرحمۃ کے گھر میں ہوئی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے اور اس سے آگے کی تعلیم اپنے چچا مُلا احمد اخوند سے حاصل کی۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ فیض الحق جان چشموی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت اختیار کی اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد آپ ایک عرصہ تک طالبان حق کی درس و تدریس میں مصروف رہے، اور بہت سے علماء اس دوران آپ سے مستفید ہوئے۔ آپ علوم دینیہ کی تدریس کے دوران سلوک و طریقت کی منازل بھی طے کرتے رہے اور اس میں درجہ کمال کو پہنچے۔

آپ متابعت سنت اور اخلاق حمیدہ کا مرکز تھے، آپ کے مریدین و معتقدین صوبہ سندھ، بلوچستان، مکران، ایران اور پنجاب کے علاوہ افغانستان اور عرب ممالک میں بھی موجود ہیں، آپ نے نہایت سادہ اور بے تکلف زندگی بسر کی، اگر کبھی خرقِ عادات کے طور پر کوئی کرامت صادر ہو جاتی تو اس کو اسباب ظاہری سے منسوب فرما دیتے تھے۔

والد اور مرشدِ گرامی کی تمنا اور سلسلہ رُشد و ہدایت ☆: آپ کے والد گرامی جو آپ کے پیر و مرشد بھی تھے۔ انہوں نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمانے کے بعد اپنے تمام خلفا کو جن میں ہر ایک ولی کامل اور عارف تھا کو آپ کے سپرد فرما دیا اور ان کو آپ کے حلقہ میں بٹھا دیا تھا۔

مولانا جان محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حاجی محمد عوض صاحب گلزاری جو خواجہ فیض الحق جان علیہ الرحمۃ کے خلفاء میں سے تھے کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ تیس برس کے عرصہ سے خواجہ صاحب نے مجھے خرقۂ خلافت سے نوازا ہوا ہے، لیکن آج تک اُن کے ادب و احترام کے باعث میں نے اپنے ہاتھ پر کسی کو بیعت نہیں کیا، اور ہر وقت حضرت صاحب کے عقیدت مندوں کی خدمت کرتا ہوں۔

آپ اپنے والدِ گرامی کے وصال کے بعد ارشاد و تلقین القاء وذکر وفکر میں ایسے مگن ہوئے کہ بہت ہی تھوڑے عرصے میں آپ کی شہرت اطراف واکناف میں پھیل گئی، اور لوگ جوق در جوق فیوض وبرکات کی خاطر آنے لگے، اور سلسلہ عالیہ میں آپ کے ہاتھ پر داخل ہونے لگے۔ ان میں لاتعداد علمائے کرام بھی شامل تھے۔ آپ علم اور اہل علم کے بہت دلدادہ تھے۔ اسی وجہ سے علماء کی بہت زیادہ عزت وتکریم فرماتے تھے۔ آپ نے اپنی اولادوں کو بھی زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔ ان کو خود بھی پڑھایا اور ملک کے بڑے بڑے علماء کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کرنے کے لئے بھیجا۔ جہاں انہوں نے بڑے بڑے مدارس میں رہ کر دین اسلام کی تعلیم کی اور پھر تمام عمر آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دین اسلام کی خدمت کرتے رہے۔

کشف وکرامات ☆: ایک بار آپ میرو خان میں تشریف فرما تھے جہاں مولوی خوشی محمد کا مدرسہ تھا، مولوی صاحب نے عرض کیا حضور ہمارے کنویں کا پانی کڑوا ہے، جس کی بنا پر طلباء کو بہت دقت ہے۔۔

آپ نے مٹھی بھر مٹی دم کر کے کنویں میں ڈال دی، چند روز کے بعد کنویں کا پانی میٹھا اور خوش ذائقہ ہوگیا۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک مرتبہ آپ بیمار ہوئے، ان دنوں آپ جیکب آباد شہر صوبہ سندھ میں حاجی محمد عمر کے بنگلہ میں قیام پذیر تھے۔ آپ چارپائی پر آرام فرماتے تھے کہ ایک ہندو شیولا نامی آیا، جو دراز قد اور سفید ریش تھا۔ اس کے ساتھ چند سرکاری عہدیدار بھی تھے۔ جب اُس ہندو کی نظر آپ کے روئے تاباں پر پڑی تو کافی دیر تک بنگلہ کے برآمدے میں کھڑے ہوکر آپ کو دیکھتا رہا، پھر کچھ دیر کے بعد واپس چلا گیا۔

آپ نے معاملہ پوچھا تو حاجی محمد عمر نے ٹالنے کی کوشش کی تو نائب نصر اللہ جو آپ کے خاص مریدوں میں سے تھا اور حاجی محمد عمر کا جگری دوست ہونے کے علاوہ فارسی زبان پر عبور رکھتا تھا، نے عرض کیا حضور یہ ہندو تھا، اس کی اور حاجی صاحب کی زمین کے ٹھیکہ میں شراکت داری تھی۔ اس میں خاصا نقصان ہوا، اس ہندو نے زمین کے مالک کو رقم ادا کردی، اب وہ حاجی صاحب سے رقم کا مطالبہ کرتا ہے، جبکہ حاجی صاحب کے پاس رقم موجود نہیں ہے۔ جس کے باعث حاجی صاحب مذکور اس ہندو کے مقروض ہیں، یہ ہندو اس وقت اس بنگلہ کو نیلام کرنے کی غرض سے آیا تھا تاکہ بنگلہ نیلام کر کے اپنا خسارہ پورا کر سکے۔

آپ نے فرمایا کہ پھر وہ اپنا ارادہ مکمل کئے بغیر واپس کیوں چلا گیا۔ جواب میں نائب نصر اللہ نے عرض کیا حضور میں نے اُس سے واپس جانے کا سبب پوچھا تو اُس نے بتایا کہ جب میں بنگلہ میں داخل ہوا تو میری نظر اس بزرگ پر پڑی اور مجھ پر ایک عجیب رعب وخوف طاری ہوگیا، جس کے باعث اپنے ارادے کی تکمیل کے بغیر واپس جا رہا ہوں۔

اس پر آپ نے نقصان کا سبب دریافت فرمایا، نائب نصر اللہ صاحب نے وضاحت کی حضرت زمین کی سطح بلند ہے، جس کی وجہ سے وہاں پانی اچھی طرح نہیں پہنچ سکتا، اور فصل اچھی نہیں ہوتی۔

آپ نے فرمایا کہ حاجی محمد عمر کو چاہیے کہ اس زمین کو دوبارہ ٹھیکے پر لے لے، اگر خدا نے چاہا تو یہ زمین آباد ہوجائے گی، ساتھ ہی اب حاجی صاحب کو چاہیے کہ کسی ن کسی طرح ہندو کا پیسہ ادا کردیں۔

جناب حاجی محمد عمر نے آپ کے کہنے پر عمل کیا، اگلے سال زمین آباد ہوئی اور ہزاروں روپے منافع ہوا، اور قرض بھی ادا ہو گیا، اور کئی سال ٹھیکے زمین سے حاصل ہونے والی آمدنی سے حاجی صاحب نے بہت سی زمین خریدیں، پھر وہ وقت بھی آیا کہ حاجی صاحب کا شمار سندھ کے بڑے زمینداروں میں ہونے لگا۔

قبل از وصال آپ کی کرامت ☆: ایک رات آپ شہر لاکھ کے قریب حاجی مٹھ لک کی دعوت پر تشریف لے گئے، مولوی محمد عظیم اپنے ایک دوست کے ہمراہ جو آپ کا مرید ہونا چاہتا تھا تانگے میں سوار ہوئے، راستے میں تانگہ الٹ گیا، رات اندھیری تھی، ان صاحبان کو خاصی چوٹیں آئیں یہاں تک کے تانگہ بھی سیدھا کرنے کی سکت نہ رہی، اتنے میں اچانک ایک روشنی نظر آئی، دیکھا کہ چند آدمی آرہے ہیں، انہوں نے آ کر انہیں اُٹھایا اور تانگہ بھی سیدھا کیا۔ دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ ہمیں حضرت خواجہ محمد عمر جان چشموی نے بھیجا ہے، فرماتے تھے کہ فلاں مولوی صاحب اور ان کے رفقا کا تانگہ الٹ گیا ہے، انہیں اٹھا کر لے آؤ۔

جب یہ صاحبان آپ کی خدمت میں پہنچے تو فرمایا کہ آپ کو بہت دقت کا سامنا کرنا پڑا ہے، چلو اب لنگر کھالو۔

لنگر کے بعد مولوی محمد عظیم صاحب کو علیحدہ کمرے میں لے گئے، اور فرمایا مولوی صاحب میری تمہاری یہ آخری ملاقات ہے، اس کے بعد مجھے دنیا میں نہیں پاؤ گے، یہ سُن کر مولوی صاحب رونے لگے اور واقعہ کی حقیقت معلوم کرنا چاہی۔

آپ نے فرمایا اس سال رمضان کے مہینے کی پہلی تاریخ کو حضور قبلہ والد بزرگوار مولانا خواجہ فیض الحق علیہ الرحمۃ تشریف لائے اور ستائیس تاریخ تک مجھے مثنوی پڑھائی، پھر جلسہ ہوا جس میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، اس میں ملائکہ بھی تشریف لائے، جو یوں کہتے تھے **''زنور محمد محمد عمر اور کہتے تھے واہ واہ''** جب جشن ختم ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نورانی چادر مجھ پر ڈال دی، اور فرمایا کہ یہی چادر قیومی ہے، آپ قیومِ زماں ہوا اور سارے اولیاء کے امیر ہو، اس موقع پر ملائکہ نے مجھے مبارک باد دی، اور قبلہ والد بزرگوار نے فرمایا یہی ولایت کی آخری منزل ہے، اس سے میں نے سمجھ لیا کہ میری زندگی ختم ہونے والی ہے۔

پھر فرمایا مولوی محمد عظیم تم میرے رازدار ہو، میں نے یہ راز اپنی اولاد کو بھی نہیں بتایا، اس پر مولوی محمد عظیم صاحب بہت زیادہ روئے، تو آپ نے فرمایا کہ دنیا اور آخرت میں، میں آپ کے ساتھ ہوں۔

مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ خدا کی قسم جب بھی کوئی مشکل مجھے یا میرے اہل وعیال کو درپیش ہوتی ہے تو آپ فرماتے کہ تم خوش رہو، میں نے تمہاری یہ مشکل اللہ تعالیٰ سے معاف کرائی ہے۔ اس ارشاد کے ساتھ ہی مشکل حل ہو جاتی، آپ کی روح مبارک ہمیشہ میرے ساتھ رہتی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک رہے گی، جیسا کہ آپ نے وعدہ فرمایا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال یکم ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ بمطابق 1941ء کو ہوا۔

مزار پُرانوار درگاہ چشمہ شریف، نزد کوئٹہ شہر صوبہ بلوچستان میں مرجعِ خاص وعام ہے، جہاں آج بھی آپ کے عقیدت مندان حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ عبدالحئی جان نقشبندی چشموی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: جامع علوم معنوی وصوری، مقتدائے راہ دین، مقبول بارگاہِ احدیث حضرت خواجہ عبدالحئی جان نقشبندی چشموی رحمتہ اللہ علیہ آپ جمال معرفت وکمالِ حقیقت سے آراستہ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت چشمہ روڈ کوئٹہ صوبہ بلوچستان میں ولی العصر حضرت خواجہ محمد عمر جان چشموی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے علمی وروحانی گھرانے میں ہوئی۔

آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت والد گرامی کے ہاتھوں مکمل ہوئی۔ آپ جامع العلوم اور اپنے زمانے کے فضلاء میں شمار ہوتے تھے، علم وعمل کی دولت سے مالا مال ہونے کی وجہ سے بہت جلد درجہ کمال کو پہنچے۔

آپ کے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمد عمر نقشبندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد گرامی حضرت خواجہ فیض اللہ جان نقشبندی علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو مجھ پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ گئے، اس دوران میں نہایت غمگین وپریشان رہا کرتا تھا۔

ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ بادشاہ ہمارا مہمان ہے، میں پریشان ہوا کہ بادشاہ کی ضیافت کے لئے کیا انتظام کیا جائے۔ اسی اثناء میں میری آنکھ کھل گئی، صبح ہوتے ہی میرے گھر میں خواجہ عبدالحئی جان کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ان کے دیکھنے سے طبیعت سے انقباض اور پریشانی دور ہوگئی۔ اور میرے دل میں مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے عظیم والدِ بزرگوار حضرت خواجہ محمد عمر جان نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے اور بعد اپنے والدِ گرامی کے وصال کے ان کے جانشین مقرر ہوئے۔

سیرت وکردار☆: آپ ۱۳۶۰ھ بمطابق ۱۹۴۱ء کو چشمہ شریف کی مسند پر اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد زینت آرا ہوئے۔ اگرچہ والدِ گرامی کے وصال کی وجہ سے دل آپ کا غمگین تھا مگر آپ نے صبر ورضا کا دامن نہ چھوڑا، پورے ذوق وشوق محبت وخلوص سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی آبیاری اور ترویج واشاعت میں مصروف رہے۔ تمام عمر اتباع شریعت اور رضائے الٰہی کو مقدم سمجھا اور اس پر سختی سے قائم رہے۔

آپ کی گفتگو میں خداوند قدوس نے اس قدر مقناطیسی کشش رکھی ہوئی تھی کہ مجلس میں بیٹھے ہوئے احباب کا دل مجلس سے اٹھنے کو

نہ کرتا تھا۔ اور انہیں آپ کی مجلس میں ماسوائے اللہ کے کسی اور چیز کی کبھی یاد نہیں آئی۔

آپ کی علمی و قلمی خدمات☆: آپ کے ارشادات و ملفوظات کو جمع کر کے ایک کتاب رسالہ کی شکل میں ''مقصد تصوف یعنی ارشاد السالکین'' جو فارسی زبان میں ہے ترتیب دیا گیا ہے، جس میں آپ نے تصوف اور اس کی اہمیت اور ضرورت پر بہت عمدہ بحث لکھی ہے۔

آپ کی دوسری تصنیف ''مقصد نماز یعنی ارشاد المصلین'' یہ بھی فارسی میں ہے، مگر اس کا اردو ترجمہ اور تشریح حاجی عبدالشکور صاحب خطیب جامع مسجد کوئٹہ نے کی ہے، آپ نے اس کتاب میں مقصد نماز، اہمیت نماز پر عمدہ اسرار و رموز اور نکات بیان کئے ہیں۔

آپ کی اولاد و امجاد☆: خداوند کریم نے آپ کو حضرت صاحبزادہ خواجہ آغا معین الدین جان، حضرت خواجہ آغا فخر الدین جان، اور حضرت خواجہ آغا عبدالقدوس جان کی شکل میں آپ کے علم و عمل اور تصوف و طریقت کے وارث صاحبزادے عطا فرمائے ہیں۔

ان میں بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ آغا معین الدین جان نقشبندی آپ کے جانشین کی حیثیت سے سلسلہ عالیہ کی خدمت میں مصروف ہیں، جو نہایت ہی متقی و پرہیزگار، متبع شریعت و طریقت، نیک سیرت و باکردار، مہربان و شفیق اور اپنے وقت کے چوٹی کے عالم و فاضل بے بدل ہیں۔

جبکہ دوسرے صاحبزادے خواجہ آغا فخر الدین نقشبندی اپنے بڑے بھائی کے وصال کے بعد ان کی جگہ مسند درس و تدریس اور چشمہ شریف کے سجادہ کی حیثیت سے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شریعت و طریقت کی بہترین خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، جناب حضرت آغا خواجہ فخر الدین نقشبندی درس و تدریس میں لاجواب حیثیت کے مالک ہیں۔

آپ کے تیسرے صاحبزادے خواجہ آغا عبدالقدوس نقشبندی جو صاحب استعداد اور بلند اخلاق کے مالک ہیں۔ اکثر خاموش رہتے ہیں۔ کثرتِ کلام سے اجتناب برتتے ہیں۔ وہ آج کل تحصیل علوم و سلوک میں مصروف ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ بھی آپ کی اولادیں ہیں جن کے اسمائے گرامی حاصل نہ ہو سکے۔ بہرکیف آپ کی تمام اولادیں آپ کے نقش قدم پر چل رہی ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۸ھ بمطابق ۱۳ نومبر ۱۹۶۸ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار چشمہ روڈ کوئٹہ شہر صوبہ بلوچستان میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر محمد حیات سیالکوٹی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیشوائے کاملاں، پیر طریقت، امیر شریعت حضرت پیر محمد حیات سیالکوٹی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کشمیر بیج وہاڑ کے رہنے والے تھے۔ آپ کے بزرگ کشمیر سے منتقل ہو کر سیالکوٹ کے دیہات میں قیام پذیر ہو گئے۔ آپ حضرت امیر ملت محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کے مرید خاص اور اکابر خلفاء میں سے تھے۔

حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ آپ نے دین اسلام کی بڑی خدمت انجام دی دیہات کے لوگ آپ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

آپ بڑے بزرگ متقی۔ شب زندہ دار اور صاحب کشف و کرامت ولی اللہ خوش طبع اور خوش اخلاق اور اسم بامسمّٰی تھے اور علمِ باطن میں بحر بے کنار تھے۔ مجلس میں رونق افروز ہوتے تو مجلس منور ہو جاتی بہت حیاء دار اور صاحب اسرار تھے۔ حضرت محدث علی پوری کے کشمیر کے تبلیغی دوروں میں اکثر آپ ہمراہ ہوتے اور آپ کے مواعظ حسنہ کا کشمیری زبان میں ترجمہ کرتے تھے۔

آپ خود بھی اکثر کشمیر کے دوروں پر تشریف لے جاتے۔ اور وعظ و نصیحت سے خلق خدا کو فیض یاب فرماتے تھے۔ آپ نے اپنی عمر کا کثیر حصہ مخلوق خدا کی خدمت اور دین حق کی رہنمائی اور سلسلہ عالیہ کی ترویج میں بسر فرمایا۔ آپ کے ارادت مند پاک و ہند میں کثیر المقدار ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۱۲ جمادالثانی ۱۳۶۱ھ ۲۶ جون ۱۹۴۲ء بروز جمعتہ المبارک کو بعد از نماز مغرب ہوا۔ وصال کی خبر آناً فاناً شہر سیالکوٹ میں پھیل گئی اور یاران طریقت ملک عبدالعزیز کوٹلوی جناب عبدالکریم اور جناب نظام الدین موٹر سائیکل کے ذریعے حضرت امیر ملت کے پاس علی پور شریف پہنچے اور رحلت کی خبر دی جنازہ دوسرے دن شام ۴ بجے بعد نماز عصر محلّہ کچی مسجد سے اٹھایا گیا۔

حضرت امیر ملت تشریف لائے۔ اور پیر صاحب مرحوم کے چہرے کو دیکھا جو نورانی تھا حضرت فقیہہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلویؒ، مولانا مفتی نور الحسنؒ، خطیب جامع مسجد عبدالحکیمؒ، مولانا امام الدین اڈیٹر انوار الصوفیہؒ، مولانا عبدالغنیؒ، خطیب دو دروازہ مولانا محمد یوسف سیالکوٹی مولانا سید ابوالبرکات شاہ صاحب لاہور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے علاوہ ہزاروں افراد کے اشکوں کے ہجوم میں حضرت امیر ملت محدث علی پوری علیہ الرحمۃ نے نماز جنازہ پڑھائی اور خود بنفس نفیس حضرت پیر صاحب کے جنازے کو اپنا کندھا دیتے ہوئے قبر تک پہنچے اور اپنے روبرو اپنے محبوب کو سپرد خاک فرمایا۔

حضرت خواجہ محمد قاسم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: غوث زماں، قطب دوراں، تاجدار نقشبندیت، امیر شریعت حضرت خواجہ پیر محمد قاسم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ایک بینظیر و بے مثال مرد خدا پابند شریعت وطریقت اور واقف اسرار رموز حقیقت و معرفت بزرگ تھے۔
آپ علوم ظاہری و باطنی کی دولت سے مالا مال اور صاحب کشف و کرامت تھے۔ آپ کا شجرۂ نسب ایران کے مشہور کیانی خاندان سے ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد اورنگزیب عالمگیر کے زمانے میں ایران سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت بارہویں صدی ہجری میں ایران کے صوبے کیان کے معروف سردار گھرانے کے عظیم فرد کامل جناب سلطان جیون خان کے گھر ہوئی۔
آپ کی پیدائش سے قبل ہی آپ کے بزرگوں کو خواب میں متعدد بزرگوں نے بشارت دیدی تھی کہ پیدا ہونے والا بچہ غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہوگا۔ آپکی ولادت کے بعد وہ پیشن گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی کہ بچپن ہی سے آپ سے ولایت کا ظہور ہونا شروع ہوگیا۔ آپ کا بچپن دیگر بچوں سے مختلف تھا۔ بچپن ہی سے یاد خدا میں مست الست تھے۔ کبھی کسی غیر محرم کو نگاہ بھر کر نہ دیکھتے تھے۔ بچپن ہی سے دل یاد خدا میں مصروف اور حصول علم کے لئے تگ و دو میں لگے رہے۔ بالآخر انیس برس کی عمر شریف میں آپ تمام علوم ظاہری سے فارغ ہوگئے۔ تحصیل علوم دینیہ کے بعد آپ نے راولپنڈی کے قریب جکیوٹ میں دینی مدرسے کا آغاز کیا۔
سیرت و کردار ☆: آپ کی پیشانی کشادہ اور چہرہ انوار ہیبت وجلال کا نمونہ تھا۔ حسین و جمیل اس قدر تھے کہ کوئی بھی آپ کے رخ انور کی طرف نگاہ بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ انتہائی منکسر المزاج اور خلیق تھے۔ گویا کہ آپ اوصاف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکمل نمونہ تھے۔ ہزاروں غیر مسلم آپ کے اخلاق و کردار سے متاثر ہوکر دائرہ اسلام میں داخل ہوکر آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے برصغیر پاک و ہند کے علاوہ ایران افغانستان تبت، عرب وعجم کشمیر تک کے لوگ آپ کے پاس روحانی فیوض و برکات کے حصول کے لئے حاضری دیتے اور اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھر کر لے جاتے تھے۔
تلاش حق ☆: تحصیل علوم دینیہ کے بعد آپ کو تلاش حق کی جستجو ہوئی ۲۱ برس کی عمر میں آپ تلاش مرشد کے لئے گھر سے نکلے اور کوبہ کو پھرتے ہوئے بغداد شریف پہنچے اور حضرت پیران پیر دستگیر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے ابھی کچھ وقت ہی گذرا تھا کہ بارگاہ غوثیت سے آپ کو ولایت کبری کا مژدہ جانفزاں ملا اور ساتھ ہی بارگاہ غوثیت سے ہندوستان کی جانب سفر کا حکم ملا اور خوشخبری سنائی گئی کہ وہیں سے تمہیں فیوض و برکات کا خزانہ ملے گا۔ آپ وہاں سے روانہ ہوکر عازم ہندوستان ہوئے جب پنجاب کی

حدود میں داخل ہوئے تو جہاں سے بھی کسی بزرگ یا ولی کامل کا پتہ چلتا اس کی خدمت میں تشریف لے جاتے۔ مگر سکونِ قلب کہیں بھی میسر نہ آیا۔ اس لئے کہ گوہر مقصود کہیں اور تھا۔

حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ سے ملاقات ☆: پنجاب سے آگے جب خطہ پوٹھوار میں پہنچے تو وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں پر کوئی مرد باخدا ہے جس سے ملاقات کی جاسکے تو وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ یہاں سے کچھ دور کلیام شریف میں حضرت میاں خواجہ فضل الدین کلیامی کی عظیم ہستی موجود ہے۔ آپ اس خیال سے شاید میرا گوہر مقصود یہیں پر ہو کے مطابق وہاں سے پوچھتے پوچھتے کلیام شریف پہنچے اور حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے پہلی نظر میں آپ کو اپنی نگاہ ولایت سے پہچان لیا اور اسی سبب سے آپ سے بڑی محبت وشفقت سے پیش آئے۔ خدام کو حکم دیا کہ میرا بچہ دور دراز سے سفر کر کے آیا ہے۔ لہٰذا ان کے لئے کھانا لایا جائے اور اس کے ساتھ ہی بڑے محبت سے پوچھا کہاں سے تشریف لائے ہو اور کس لئے آئے ہو۔ ابھی آپ سے بات چیت ہو ہی رہی تھی کہ خدام کھانا لے کر آ گئے۔ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا کھانا تناول فرمائیں۔ ابھی آپ نے کھانا تناول کرنا شروع کیا تھا کہ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ بھی کھانے میں شامل ہو گئے۔ حضرت خواجہ کلیامی علیہ الرحمۃ کو کھانے میں شامل دیکھ کر ان کے خدام عقیدت مندان متعجب ہوئے۔ چونکہ حضرت خواجہ کلیامی کئی کئی روز تک کبھی کچھ نہ کھاتے اور کبھی کبھی کوئی چیز پسند فرماتے مگر مہمان کے ساتھ نہ کھاتے تھے۔ اس لئے کہ آپ کے کھانے کا معمول ہی بہت کم اور کافی عرصہ کے بعد تھا۔ کھانا کھاتے ہوئے خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمۃ نے ابھی چند ہی نوالے کھائے تھے کہ ہاتھ کھینچ لیا۔ چونکہ ابھی آپ کی باطنی آنکھ کھلی نہ تھی کہ دل میں خیال گذرا کہ میاں فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کے ناخن بڑھے ہوئے ہیں۔ ایک عرصہ سے جسم کی صفائی بھی نہیں کی بال بھی بڑھے ہوئے تھے۔ دل میں خیال گذرا کہ یہ آدمی غیر متشرع ہے اور دل میں کراہت پیدا ہونے کی وجہ سے کھانا چھوڑ کر ایک کونے میں بیٹھ کر سوچنے لگے یہ جگہ بھی میری منزل نہ ہے۔

لہٰذا صبح ہوتے ہی یہاں سے کوچ کیا جائے۔ اور آرام کی غرض سے لیٹ گئے ابھی آنکھ لگی نہ تھی کہ حضرت خواجہ کلیامی کا ایک خادم آیا اور آپ سے کہنے لگا کہ حضرت خواجہ کلیامی یاد فرما رہے ہیں۔ آپ فوراً اٹھے اور حضرت خواجہ کلیامی کی خدمت میں پہنچے تو خواجہ کلیامی نے پوچھا کہ کیا یادالٰہی میں مصروف تھے؟ اس سے پہلے کہ آپ کوئی جواب دیتے حضرت خواجہ کلیامی نے فرمایا کہ میرا بچہ بہت تھکا ہوا ہے یہ آج میرے ساتھ ہی آرام کرے گا یہ فرمانے کے بعد آپ کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ لٹا لیا۔

آپ کو رات بھر نیند نہ آئی بلکہ پریشانی اور تلاش منزل کی فکر میں جاگتے رہے۔ رات کے پچھلے پہر آپ کی آنکھ کیا لگی کہ تقدیر بدل گئی۔ خواب میں سب حجاب اٹھ گئے۔ چشم حقیقت کھل گئی۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کے جسم پر ریچھ کی کھال ہے اور قریب آتے ہی سینہ مبارک کھول کر دکھایا تو آپ نے دیکھا کہ خواجہ کلیامی کے سینے کے اندر کی طرف قرآن کریم کی آیات

مبارک چمکدار روشنائی سے درج ہیں اور اس کے ساتھ ہی حضرت خواجہ کلیامی نے فرمایا کہ میں نے پوری زندگی میں آج تک کسی کے سامنے اپنی اصلی حالت کو ظاہر نہ کیا ہے اور فرمایا کہ مولوی محمد قاسم کسی کی ظاہری حالت نہیں بلکہ باطنی حالت کا مشاہدہ کرنا چاہیے ۔آپ اس خواب کو دیکھ رہے تھے کہ آنکھ کھل گئی مگر دیکھا کہ آپ کے ساتھ لیٹے ہوئے خواجہ کلیامی آرام سے سوئے ہوئے ہیں۔

صبح کے وقت آپ بیدار ہوئے غسل کیا نماز فجر ادا کر کے حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کے خواستگار ہوئے اور اسی دوران دل میں یہ خواہش بھی پیدا ہوئی کہ اس مرد حقیقت آشنا کے دست حق پرست پر بیعت کر لینی چاہیے ۔مگر ابھی یہ بات آپ کے دل میں تھی اور زبان پر نہ لائے تھے کہ حضور خواجہ کلیامی نے فرمایا کہ میں کسی کو مرید نہیں کرتا اور نہ ہی تمہارا حصہ ہمارے پاس ہے۔لہٰذا آپ یہاں سے پہاڑوں کی طرف چلے جائیں اور ایک پھول دے کر فرمایا جہاں اور جس جگہ یہ پھول کھل جائے سمجھ لینا کہ اسی جگہ تمہارا مقصود ہے اور یہیں سے تمہارا گوہر مقصود ہاتھ آئے گا اس جگہ جو بھی مرد باخدا مل جائے اسی کے دست حق پرست پر بیعت ہو جانا۔

آپ حضرت خواجہ کلیامی کا ارشاد سن کر کشمیر کے پہاڑوں کی طرف روانہ ہو گئے ۔تلاش حق میں چونکہ آپ میں ایک عزم اور حوصلہ تھا اب آپ پر یہ بات بھی واضح ہو چکی تھی کہ اب منزل دور نہیں جلد ہی اپنی منزل کو پہنچ جاؤں گا کلیام سے کشمیر تک کا یہ پیدل سفر تھا اس دوران بھی آپ کی ملاقات بہت سے درویشوں سے ہوئی اور ان سے بھی مستفیض و مستفید ہوئے۔

سرزمین کشمیر آپ کے قدوم پاک چومتی ہے ☆: آپ چلتے چلتے آزاد کشمیر کے دارالخلافہ مظفر آباد پہنچے تو ایک مسجد میں جا کر قیام فرمایا اس مسجد کے امام بہت جہاندیدہ اور بزرگوں کا احترام کرنے والے تھے ۔وہ آپ کے چہرہ انور کو دیکھ آپ کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور عرض کرنے لگے حضرت جب تک آپ کا قیام ہمارے پاس ہے ۔آپ منبر پر جلوہ فروز ہو کر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی بات بتائیں جو آخرت میں ہمارے کام آسکے۔

چنانچہ ان کے اصرار کے پیش نظر آپ نے مسجد کے منبر شریف پر جلوہ گر ہو کر خطاب شروع کر دیا۔آپ کے خطاب دلنواز کی جہاں تک آواز فضاؤں کو چیرتی ہوئی گئی۔وہاں سے مخلوق خدا اپنے بستر سے نکل خدا کے گھر میں خدا کے ولی کی تقریر سننے کے لئے جوق در جوق پہنچنا شروع کر دیا۔یہ سلسلہ کافی دیر جاری نہ رہ سکا چونکہ آپ تو اپنی منزل کی تلاش میں تھے ۔ایک دن اسی مسجد میں کشمیر کے بزرگوں کے بارے میں وہاں کی مقامی آبادی کے لوگ تذکرہ کر رہے تھے کہ سلطان الاولیاً حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی علیہ الرحمۃ کا نام نامی اسم گرامی آیا تو آپ کے جسم نے جنبش لی اور آپ کے دل نے یقین سے کہہ دیا کہ کیہاں شریف سے ہی گوہر مقصود ملے گا۔

کیہاں شریف کی حاضری ☆: آپ صبح ہوتے ہی اس مسجد سے نکلے اور چار دن کی پیدل مسافت طے کر کے کیہاں شریف کی سرزمین پر جب پہنچے تو آپ کو گلاب کے پھول کی بھینی بھینی خوشبو آنے لگی ۔آپ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر جب وہ گلاب کا پھول دیکھا جو ایک عرصہ سے آپ کی جیب میں تھا وہ تر و تازہ اور شگفتہ ہو چکا تھا۔

پھول کی یہ کیفیت دیکھ کر آپ کے دل میں پختہ یقین ہو گیا کہ یہی جگہ میری منزل کی ہے۔چونکہ حضرت خواجہ کلیامی نے جو نشاندہی

فرمائی تھی اس کا وقت آ گیا ہے اسی بنیاد پر آپ کے دل میں حضرت خواجہ کلیامی علیہ الرحمۃ کا تقدس اور زیادہ ہو گیا کہ مجھے منزل کی تلاش میں مدد عنایت فرمائی۔ آپ نے اسی مقام پر دو رکعت نماز نفل ادا کی اور برہنہ پیر دربار عالیہ کہیاں شریف کی جانب روانہ ہو گئے۔

اسی دوران حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی علیہ الرحمۃ نے اپنی خانقاہ سے باہر ٹہلنا شروع کر دیا اور طبیعت میں اضطراب و اشتیاق بڑھتا جا رہا تھا۔ چہرہ انور مارے خوشی سے چمک رہا تھا اور نگاہیں کسی آنے والے کو ڈھونڈ رہی تھیں۔

دربار عالیہ کہیاں شریف کے عقیدت مندان حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمۃ کی اس کیفیت کو بغور دیکھ رہے تھے۔ بالآخر حضرت کے خدام میں سے کسی نے جرأت کر کے پوچھا حضور آخر ماجرہ کیا ہے؟ تو جواب میں حضرت خواجہ کیانوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ان پہاڑوں کے پیچھے سے ایک مرد حق آ رہا ہے۔ جاؤ اس کا استقبال کرو اور نہایت عزت و احترام سے میرے پاس لے کر آؤ حضرت کیانوی کا حکم پاتے ہی خدام وہاں سے نکلے اور پہاڑ کے عقب میں جب پہنچے تو دیکھا کہ ایک مرد با خدا آ رہا ہے۔

فوراً آگے بڑھ کر استقبال کیا اور حضرت کیانوی کا سلام پیش کیا اور بتایا کہ حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی علیہ الرحمۃ نے ہمیں آپ کے استقبال کے لئے بھیجا ہے اور بذات خود بھی ملاقات کے لئے بے چین و منتظر ہیں۔ یہ مژدہ جانفزا سن کر آپ کی آنکھوں میں فرط مسرت سے آنسو آ گئے اور آپ فوراً سجدے میں گر کر خدا کا شکر بجا لائے اور وہاں سے روانہ ہو کر اس انداز سے چلے کہ ہر دو قدم پر شکرانے کے دو نفل ادا کرتے۔

بیعت و خلافت ☆: جب آپ کہیاں شریف پہنچے تو مرشد کامل نے آگے بڑھ کر گلے لگایا اور بغل گیر ہو کر ملے اور فرمایا کہ کافی دنوں سے تمہارا انتظار تھا اس کے بعد مرشد کامل نے اپنی مسند کے ساتھ ایک چادر فرش پر بچھوائی اور آپ کو بیٹھنے کا حکم دیا آپ نے چادر اٹھا کر ایک طرف رکھ دی اور مرشد کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔

اس وقت حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی کے دربار میں عقیدت مندوں کا ایک ہجوم بھی موجود تھا۔ آپ نے تمام حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج وہ مرد حق آ گیا ہے جس کا مجھے عرصے سے انتظار تھا۔ اس کے بعد آپ کے سر پر دست شفقت رکھا اور بیعت سے مشرف فرمایا اور آپ کو کچھ اوراد و وظائف تلقین فرمائے۔ آپ کافی دن تک اپنے وظائف کی تکمیل اور تعلیم طریقت اور باطنی فیضان کے حصول کے لئے دربار عالیہ کہیاں شریف میں قیام پذیر رہے۔ تمام دن رات ہر روز صبح شام تک آپ ذکر خدا میں مست و مستغرق رہتے۔ آپ نے جتنے دن بھی کہیاں شریف میں قیام فرمایا دربار شریف کی حدود سے دور جا کر پیشاب کرتے تھے اور دوران قیام کہیاں شریف آپ ننگے پیر رہے اور ہمہ وقت باوضو رہتے تھے۔

ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ آپ مرشد کامل کی خدمت میں پہنچے اس وقت دربار میں تمام احباب طریقت اور خلفاء موجود تھے۔ جب دربار میں موجود تمام حاضرین نے آپ کو دیکھا تو دیکھ کر دنگ رہ گئے اور انگلیاں دانتوں میں دبائے حیران و ششدرہ تھے ایک طرف تو آپ کے چہرہ کا قدرتی حسن و جمال دوسری طرف مرشد کامل کی نگاہ کرم سے باطنی طور پر مالا مال تھے۔ نور ربانی سے چمکی ہوئی کشادہ پیشانی سے آثار ولایت صاف نظر آ رہے تھے۔ اُس وقت آپ سلوک کی تمام منازل طے کر چکے تھے۔ دربار شریف پہنچ کر آپ

نے اپنے مرشد کامل کے دست مبارک کو بوسا دیا اور ایک طرف کھڑے ہو گئے۔

آپ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی علیہ الرحمۃ نے آپ کو دیکھتے ہی فوراً ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ میری اس صد سالہ زندگی میں طالب دنیا تو بہت آئے۔ لیکن ایسا طالب خدا کوئی نہیں آیا۔ یہ پہلا شخص ہے جو پہلے سے تمام تیاری کر کے آیا ہے۔ اس نے معرفت کی منازل جس قدر جلدی سے طے کی ہیں یہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے اور یہ مادرزاد ولی ہے۔ دین کی خدمت کے لئے بھیجا گیا ہے۔

اس کے بعد مرشد کامل نے دستار مبارک اٹھا کر آپ کے سر پر باندھی اور خرقۂ خلافت سے نوازا اور حکم دیا کہ مری کے علاقہ میں چلے جاؤ اور مری کے بنگلوں میں بیٹھ کر مخلوق خدا کی خدمت و راہنمائی کرو۔

موہڑہ شریف مری میں ورود مسعود☆: مرشد کامل سے اجازت و خلافت کے بعد آپ مری کے نواحی دیہات موہڑہ جو کشمیری بازار کے نیچے ہے۔ وہاں پر تشریف لائے اور یاد خدا میں مست ہو کر بیٹھ گئے۔ ہر طرف سے مخلوق کے قافلے در قافلے آنے شروع ہو گئے ہر وقت خدا کے چاہنے والوں کا آپ کے گرد حلقہ بنا رہتا موہڑہ کے پہاڑ اللہ کے ذکر سے گونجنے لگے ذکر خدا کی مست آواز سے شمع رسالت کے پروانے دور دور سے آ کر اس خطہ کو دین اسلام کا مرکز بنانے لگے۔ پھر دنیا نے دیکھا اور تاریخ گواہ ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح آج بھی عیاں ہے کہ۔

مری تحصیل کا یہ غیر معروف چھوٹا سا موضع ایک مرد باخدا کے دم قدم سے پوری دنیا میں اس کا نام آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکنے لگا۔ اور پھر ہزاروں مشرکین اور راہ گم گشتگان کو صراط مستقیم پر آپ نے چلایا یہ آپ کی کوئی معمولی کرامت نہیں ہے کہ مری جیسے پہاڑی اور سنگلاخ علاقے کے پتھر دل لوگوں کو راہ راست پر لانا اور دنیا بھر سے طالبان عشق و معرفت کو اپنے پاس بلا کر خدا کے ذکر میں مست و سرشار کرنا یہ صرف آپ ہی کی ذات کا حصہ ہے۔

آپ کی نگاہ فیض کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ جس پر نظر التفات فرماتے وہ شخص گناہوں سے تائب ہو کر ذاکر و شاغل بن کر بندہ خدا فی الحقیقت بن جاتا آپ کے مریدین کی تعداد ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں سے تجاوز کر گئی ہے اور پورے دنیا میں کوئی خطہ ایسا نہیں ہے جہاں پر موہڑہ شریف کا مرید موجود نہ ہو۔ آپ کے اخلاق کریمانہ اور مثالی کردار کو دیکھ کر سینکڑوں غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

آپ کے خلفائے کرام☆: آپ کے چند مشہور خلفائے کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) خواجہ عبد الرحیم باغدوریؒ سالک آباد حسن ابدال والے (۲) پیر سید امام علی شاہؒ بھنگالی شریف (۳) پیر غلام محی الدین غزنویؒ نیریاں شریف آزاد کشمیر (۴) پیر سید حیدر علی شاہؒ پناگ شریف آزاد کشمیر (۵) پیر عبد المجید ؒ نقشبندی رامپور انڈیا (۶) حضرت پیر ایرانی بادشاہؒ حیدر آباد سندھ (۷) خلیفہ عبد الرزاق بانس بریلیؒ انڈیا (۸) حضرت پیر ملنگ بابا بانس بریلی بھارت (۹) حضرت پیر صاحب کھمکول شریف کوہاٹ (۱۰) حضرت پیر حاجی آبر شاہ نقشبندی پشاور (۱۱) حضرت حاجی گل صاحب لنڈی کوتل (۱۲) حضرت پیر صوفی عبد القادر نقشبندی (۱۳) اور آپ کے صاحبزادے حضرت پیر نظیر احمد موہڑہ شریف (۱۴) حضرت پیر زاہد خان صاحب موہڑہ شریف

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

یہ چند مشہور خلفائے کے اسمائے گرامی ہیں اوران میں سے تمام خلفاء صاحب سلسلہ اور مقبول عام ہوئے بعض بعض آپ کے خلفاء ایسے ہیں کہ جن کے مریدین لاکھوں سے تجاوز کر گئے ہیں۔

کشف و کرامات☆: دین اسلام اور برصغیر پاک و ہند کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جہاں بھی حق آیا اسی جگہ باطل قوتیں بھی میدان عمل میں آ کر اپنی ناکام کوششوں کا آغاز کر دیتی ہیں۔ اگر چہ ہر جگہ پر فتح حق کی رہی اور آئندہ بھی رہے گی مگر باطل نظریات بالخصوص خدا کے چاہنے والوں کے مخالفین ان کو مشن سے ہٹانے کے لئے شب وروز ایک کر دیتے ہیں۔ اسی طرح آپ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت چہار انگ عالم میں پہنچی تو علاقے کے غیر مسلم عیسائی سکھ ہندو اوران کے ساتھ ساتھ چند نام نہاد مسلمان وڈیرے اوراس پر طرہ امتیاز یہ کہ حکومت بھی انگریزوں کی حکمران غیر مسلم یہ تمام مل کر آپ کے مخالف ہو گئے۔ ہندو سکھ عیسائی اور دیگر غیر مسلم قوتیں انگریز حکومت کے مقرر کردہ کمشنر کو درخواستیں دے رہے تھے کہ موہڑہ شریف میں ایک جادوگر مسلمان آیا ہے۔ جس کے ہاں رات بھر ذکر خدا ہوتا اور ذکر کی آواز سے پہاڑ بھی مست ومخمور ہو جاتے ہیں۔ انسان تو انسان حیوان بھی مسرور ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا'' ان کو روکا جائے کوہ مری کا علاقہ بنیادی طور پر ناخواندہ اور پسماندہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس زمانے میں غربت کا شکار تھا ہر گھر میں غریبی نے ڈیرے جمائے ہوئے تھے۔

عیسائیوں نے مسلمانوں کی کمزوری غریبی کو بھانپ لیا اور انہوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مری کے لوگوں میں خوراک ادویات اور ضروریات زندگی کی چیزیں گھر گھر جا کر مفت تقسیم کرنا شروع کر دیں اس طرح وہ خدا کے بندوں کے ایمان پر ڈاکے ڈالنے کا منصوبہ بنا رہے تھے کہ دوسری طرف ایک مرد قلندر کی صورت میں خواجہ محمد قاسم موہڑوی جلوہ گر ہوئے ان کی نگاہ ولایت نے عیسائیت کے پرخچے اڑا دیئے۔ ہر وقت صبح شام دن ورات ذکر خدا کی آواز نے لوگوں کے قلوب واذہان کو مزید پختہ کر کے سچا اور پکا مسلمان بنا دیا۔

جب عیسائی مشینری اپنے تمام حربے استعمال کر کے ناکام ہوگئی تو انہوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا حضرت خواجہ صاب کو یہاں سے ہجرت کے لئے مجبور کیا جائے۔ عیسائیوں کی اس کاوش میں چند نام نہاد مسلمان جو انگریز کے نمک خوار اور حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمۃ سے مفت کا بیر رکھتے تھے۔ انہوں نے انگریز کمشنر کو درخواست بھیجی کہ خواجہ صاحب کو پابند کیا جائے کہ رات کے وقت موہڑہ شریف سے ذکر خدا کی آواز بلند نہیں ہونی چاہیئے۔ انگریز کمشنر نے حکم صادر کر دیا۔ جب وہ حکم نامہ سرکار موہڑہ خواجہ قاسم علیہ الرحمۃ کے پاس پہنچا تو آپ سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ کمشنر صاحب کو بتا دو کہ تمہارا حکم انسانوں پر تو چل جائے گا۔ لیکن یہاں پر تو پتھر، پہاڑ، شجر وحجر چرند و پرند الغرض ساری مخلوق ہمہ وقت ذکر و فکر میں مشغول رہتی ہے۔ یہ ذکر جاری رہے گا۔ البتہ اس کو بند کروانے والے صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

انگریز کمشنر نے اس کے بعد ایک انگریز مجسٹریٹ کو آپ کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ جا کر سمجھائے کہ آپ کسی طرح وہاں

سے ہجرت کر جائیں جب انگریز مجسٹریٹ نے آپ سے ملاقات کر کے اپنے آنے کا مقصد و مدعا بیان کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ میری تو قبر بھی اسی جگہ بنے گی۔ مجسٹریٹ آپ کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا۔ اس نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ یہ شخص کوئی جادوگر یا عام آدمی نہیں بلکہ خدا کا ولی ہے۔ میں نے اپنے قیام موہڑہ شریف کے دوران دیکھا ہے کہ واقعی موہڑہ شریف کی وادی کا ہر پتہ ہر پتھر ہر درخت اور ہر پہاڑ رات کے وقت ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتا ہے اور اس کے ہر کونے اور ہر گوشے سے ذکر الٰہی کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ یہ شخص غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ اس کو کسی حال میں تنگ نہ کیا جائے۔ اگر ان کے خلاف مزید کاروائی عمل میں لائی گئی تو بہت بڑے جانی نقصان کا احتمال ہے۔

دوسری طرف عیسائی مشینری اور وڈیرے سردار انگریز حکومت کو بار بار یہ باور کرا رہے ہیں کہ اگر آپ کے خلاف فوری کاروائی عمل میں نہ لائی گئی تو عیسائیت کی تبلیغ کا مشن ناکام ہو جائے گا اور حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی عیسائیت کی تبلیغ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں اور یہ شخص انگریز حکومت کے خلاف بھی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ حکومت ہی ختم ہو جائے سرداروں نے اس جھوٹے پراپگنڈے کو خصوصی اہمیت دے کر انگریز کمشنر کو بھڑکایا جس کی بنا پر انگریز نے آپ کے خلاف چند جھوٹے مقدمات درج کر کے گرفتاری کا حکم دے دیا اور لکھا کہ حضرت خواجہ محمد قاسم کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش کیا اور اس سلسلہ میں پولیس کی مدد فوج کی نفری بھی کرے اس نے یہ حکم لکھ کر اپنے اسٹینو کو ٹائپ کرنے کے لئے دیا۔ ابھی حکم نامہ ٹائپ ہو ہی رہا تھا کہ کمشنر کی بیوی آ گئی اس نے کہا کہ آج آپ بہت تھکے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اٹھیں اور میرے ساتھ سیر کرنے چلیں چونکہ آج موسم بھی بہت خوشگوار ہے۔

چنانچہ کمشنر نے اپنے کتے کی زنجیر تھامی اور بیوی کے ہمراہ سیر کو روانہ ہو گیا۔ انگریز جوڑا پہاڑ کی پگڈنڈیوں کی سیر کرتے ہوئے جب آگے نکلا تو سامنے کی جھاڑیوں میں سے ایک خرگوش نکل کر بھاگا جسے دیکھ کر انگریز کمشنر کا کتا اس کے پیچھے بھاگا زنجیر کمشنر صاحب کے ہاتھ میں تھی۔ کتا جب بھاگا تو کمشنر اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا اور قریب ہی ایک گہری کھائی میں گر کر ہلاک ہو گیا اور وہ حکم نامہ دفتر میں ٹائپ ہو کر دھرے کا دھرا رہ گیا۔ جب آپ کو یہ خبر پہنچی کہ انگریز کمشنر دستخط کرنے سے پہلے ہی مر گیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا کے ذکر کو بند کرنے والے صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

کرامت ۲ ☆: جب انگریز حکومت اللہ کے ولی کا مقابلہ نہ کر سکی اور عاجز آ گئی تو پھر وہ نام نہاد سرداران مری سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ اب کیا جائے۔ ان کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ انہوں نے تمام قبیلوں کے نمائندہ افراد کا ایک جرگہ بلایا اور اس میں متفقہ طور پر یہ طے پایا کہ تمام قبائل مل کر یکبارگی سے موہڑہ شریف پر حملہ کر دو اس طرح آپ کو شہید کیا جا سکتا ہے و گرنہ دوسری کوئی صورت نہیں ہے کہ اس بندۂ خدا سے نمٹ سکیں۔

چنانچہ منصوبہ بنتے ہی سرداران قبائل حملے کی تیاریوں میں لگ گئے اور مقررہ دن کا انتظار کرنے لگے۔

مگر چونکہ اولیاء اللہ کی حفاظت بذات خود خداوند قدوس فرماتے ہیں۔ قصہ کچھ اس طرح ہوا کہ ایک نیا انگریز کمشنر راولپنڈی سے مری اپنی فیملی کے ہمراہ سیر کے لئے آیا۔ غالباً اس کا نام کنگ تھا اور اس کا ایک ہی اکلوتا بیٹا تھا۔ انہوں نے کمشنر ہاؤس مری میں قیام کیا اس

زمانے میں گرمی کے موسم میں کمشنر کا دفتر مری میں ہی لگتا تھا۔

ایک دن اچانک اس کمشنر کے بیٹے کے پیٹ میں شدید قسم کا درد ہوا جس سے وہ تڑپتا رہا انگریز نے پورے ڈویژن سے باری باری ڈاکٹروں کو بلایا علاج معالجہ کرایا۔ مگر جوں جوں علاج کراتا گیا مرض بڑھتا گیا بالآخر یہ طے پایا کہ بچے کو انگلینڈ لے جایا جائے۔ یہاں پر اس کا مرض سمجھ نہیں آرہا۔ تو علاج کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ جب انگلینڈ جانے کا فیصلہ ہوا تو انگریز کی میم روتے ہوئے سامان پیک کر رہی تھی کہ ان کا خانسامہ جو حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی کا مرید تھا۔ ڈرتے ڈرتے میم سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو بچے کا علاج میں شروع کردوں انہوں نے کہا کہ تم بھی علاج کر کے دیکھ لو۔ انگریز نے خانسامہ سے پوچھا کہ تم کس طرح علاج کرو گے تو اس نے بتایا کہ میں اپنے پیر صاحب کا بتایا ہوا وظیفہ پڑھ کر دم کروں اور اپنے مرشد کے دیئے ہوئے تعویز پانی میں گھول کر پلاؤں گا۔ مجھے پوری امید ہے کہ یہ بچہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔

چنانچہ اس بچے کا علاج شروع ہوا خدا کی قدرت کے کلام الٰہی کی برکت سے وہ بچہ چند ہی لمحوں میں تندرست ہو گیا یہ بات جنگل کی آگ کی طرح تمام افسران کو پتہ چل گئی لوگ کمشنر اور اس کی میم کو بچہ ٹھیک ہونے پر مبارکباد دینے کے لئے آنے لگے۔ جب لوگوں کو اصل ماجرا معلوم ہوا تو بہت حیران و پریشان ہوئے کہ ایک خانسامہ نے بچے کا علاج کیا اور اپنے مرشد کے تعویزات دیئے جس کی وجہ سے بچے کو صحت ہوگئی۔ بالآخر انگریز کمشنر اور اس کی میم نے طے کر لیا کہ خانسامہ کے پیر و مرشد کو ضرور ملا جائے ان کی زیارت کی جائے اور ان کا شکریہ بھی ادا کیا جائے۔ انہوں نے خانسامہ سے پوچھا کہ تمہارے مرشد کے پاس ہم نے جانا ہے۔ ہمیں یہ بتایا جائے کہ ان کے پاس کون سا تحفہ لے کر جائیں۔ جس سے وہ خوش ہو جائیں اور ہمارے لئے مزید دعا کریں۔

خانسامہ نے بتایا کہ لنگر کے لئے ایک خوبصورت بکرا اور ایک سبز رنگ کا کپڑے کا جھنڈا لے چلو حضرت صاحب خوش ہو جائیں گے۔ جب یہ بات طے ہو رہی تھی تو اس وقت کوہ مری میں فوج کا کمانڈر بھی موجود تھا۔ اس نے بھی کمشنر سے درخواست کی کہ مجھے بھی ان پیر صاحب کے پاس لے چلیں۔ چھٹی کا دن ہونے کی وجہ سے اتوار کا دن مقرر ہوا کہ اتوار کو موہڑہ شریف چلیں گے۔

جب فوج کو معلوم ہوا کہ فوج کے کمانڈر صاحب کمشنر صاحب کے ہمراہ پیر صاحب موہڑہ شریف کو ملنے جا رہے ہیں۔ تو پلٹن کا پٹھان صوبیدار جو مسلمان تھا اور بہت سے فوجی جوان تیار ہو گئے کہ ہم بھی پیر صاحب موہڑہ شریف کی زیارت کو جائیں گے۔

چناچہ اتوار کا روز آیا تمام فوجی اور کمانڈر کمشنر صاحب کے گھر سے باوردی اسلحہ سے لیس ہو کر عازم موہڑہ شریف ہوئے۔

دوسری جانب سرداران مری کا بھی مقررہ دن اتوار ہی تھا۔ وہ دس بارہ سردار چار پانچ سو جوانوں کو مسلح کر کے جن کے ہاتھ میں کلہاڑیاں خنجر چاقو ڈنڈے پستول تھے۔ موہڑہ شریف پہنچ گئے اور آپ کے آستانہ عالیہ کو گھیرے میں لے لیا تاکہ یکبارگی سے حملہ کیا جاسکے۔ آپ کے خدام نے دربار عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور بہت بڑے فتنے کا خطرہ ہے اور ہم چار پانچ سو آدمیوں کے گھیرے میں ہیں اور وہ لوگ ہر طرح سے مسلح ہیں۔

آپ کے صاحبزادگان نے صورتحال کو سن کر عرض کیا حضور ہمارے لئے کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کے پاس کتنا اسلحہ

ہے تو جواب میں عرض کیا گیا کہ صرف دو پستول ہیں اور چند افراد ہیں۔ آپ نے سن کر تھوڑا سا توقف فرما کر ارشاد فرمایا جاؤ آرام سے بیٹھ جاؤ اور کسی بات کا فکر نہ کرو۔ اور اپنی تسبیح مبارک کو ہاتھ سے بلند کیا اور فرمایا کہ یہ دیکھو میرے پاس خدائی توپ ہے اس میں ایک ہزار گولے ہیں۔ کوئی دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

ادھر انگریز کمشنر اپنی فوج اور عملے کے ساتھ موہڑہ شریف کے قریب پہنچا تو موہڑہ شریف سے پہلے کچھ فاصلے پر آرام کی نیت سے بیٹھ گئے اس میدان سے موہڑہ شریف صاف نظر آرہا تھا۔ فوجی جوانوں نے بینڈ باجے کے ساتھ مارچ پاسٹ کرنا شروع کر دیا۔ جبکہ اسی دوران فوجیوں نے ہوائی فائر بھی کیئے۔ جس کے بعد وہ عازم موہڑہ شریف ہوئے جب پہاڑی سرداروں نے فائر کی آواز سنی اور فوج کو بینڈ باجے کے ساتھ آتے ہوئے اور ان کے ساتھ کمشنر اور کمانڈر کو آتے دیکھا تو ان کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور بہت گھبرائے اور سمجھے کہ شاید پیر صاحب موہڑہ شریف نے فوج طلب کر لی ہے۔ جیسے ہی انہوں نے فائر کی آواز سنی تو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے۔

جب کمشنر حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمۃ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ کے اخلاق کریمانہ سے بہت متاثر ہوا۔ کچھ دیر آپ کی صحبت سے مستفیض ہونے کے بعد وہ واپس مری چلا گیا۔

اگلے روز کمشنر نے حضرت خواجہ موہڑوی کے مخالفین تمام سرداروں کو ایک حکم نامے کے ذریعے بلوایا اور پوچھا کہ آپ کو حضرت خواجہ صاحب سے کوئی اختلاف ہے۔ جس کی بنا پر تم لوگ ان پر حملہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے تھے۔ جس جس کو بھی خواجہ صاحب سے اختلاف ہے وہ بیان کرے۔ سب نے اپنی اپنی رام کہانی سنائی کمشنر نے سب کی بات سُن کر کہا کہ آپ لوگ یہ تمام معاملات درخواست کی صورت میں لکھ کر مجھے دو۔ انہوں نے جلدی جلدی درخواست لکھی اور کمشنر کو پیش کر دی۔ کمشنر نے درخواست لیتے ہی ان سرداروں سے کہا کہ تم سب اس پر دستخط بھی کرو۔ جب سرداروں نے اپنی اپنی درخواستوں پر دستخط کر دیئے تو انگریز کمشنر نے کہا اے سرداران مری خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف تمہاری درخواست میرے پاس محفوظ ہے۔ اور اس پر آپ تمامی حضرات کے دستخط بھی موجود ہیں۔ آپ تمام حضرات پیر صاحب موہڑہ شریف کے مخالفین ہیں۔ آج کے بعد پیر صاحب یا ان کی اولاد یا کسی مرید کو کسی قسم کا نقصان پہنچا تو تمہارے خلاف قانونی کاروائی کی جائے گی اور اس کے ذمہ دار بھی تم سرداران قبائل ہو گے۔ یہ سن کر سردار صاحبان بہت سٹ پٹائے اور گھبرا کر آپ کے خلاف کی گئی منصوبہ بندی ختم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

وصال با کمال ☆: آپ نے ۱۲۰ برس کی عمر شریف میں ۱۳۶۱ھ بمطابق ۲۵ نومبر 1942ء کو وصال فرمایا آپ کے بعد آپ بڑے فرزندار جمند حضرت پیر نظیر احمد موہڑوی جانشین مقرر ہوئے۔ ان کے بعد ان کے بڑے فرزند حضرت پیر گل بادشاہ علیہ الرحمۃ جو کہ بعد ازاں راولپنڈی میں خیابان سرسید میں مقیم ہو گئے تھے اور وہیں پر عرصہ دراز تک اپنے اسلاف کی جلائی ہوئی شمع کو روشن کئے ہوئے تھے۔ تادم آخر اپنے اسلاف کے طریقہ پر سختی سے کاربند رہے۔ خیابان سرسید وادی موہڑہ شریف راولپنڈی میں ان کا وصال با کمال ہوا۔

فقیر راقم الحروف نے بارہا حضرت پیر محمد گل بادشاہ علیہ الرحمۃ کی زیارت کی اور آپ کے آستانہ عالیہ پر منعقد ہونے والے عرس

مبارک کی تقریبات میں الحاج علامہ حافظ محمد شیر عالم مجددی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ شرکت کی سعادت حاصل کی ہے۔

ان کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر فاروق گل بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور اپنے اسلاف کی روایات پر عمل پیرا ہو کر اپنے مشن پر کامیابی کے ساتھ گامزن ہیں رہتے ہوئے 2007ء میں ان کا بھی وصال ہو گیا۔ آج کل ان کے صاحبزادے سجادہ نشین ہیں۔

جبکہ مرکزی دربار موہڑہ شریف میں حضرت الحاج پیر ہارون الرشید صاحب مدظلہ العالی بڑے ہی احسن انداز میں آپ کی جلائی ہوئی شمع کو روشن کئے ہوئے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو دربار عالیہ موہڑہ شریف مری میں کئی مرتبہ حاضری کا اتفاق ہوا۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر محمد اسماعیل روشن سرہندی فاروقی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، عارف ابن عارف، کامل ابن کامل، غوث یگانہ، مرشد زمانہ حضرت پیر محمد اسماعیل روشن سرہندی فاروقی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ صاحب تفرید وتجرید ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 15 ذیقعدہ 1307 ہجری بمطابق 23 جون 1890ء کوٹکھڑ ٹنڈو محمد خان ضلع حیدر آباد صوبہ سندھ میں اپنے وقت کے عظیم شیخ کامل حضرت خواجہ پیر محمد حسین سرہندی فاروقی بن حضرت خواجہ محمد عبدالرحمٰن فاروقی سرہندی علیہ الرحمتہ کے علمی وروحانی گھر میں ہوئی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے جدامجد حضرت خواجہ عبدالرحمان فاروقی سرہندی نقشبندی علیہ الرحمتہ سے مکمل کرنے کے بعد 13 جید علماء کے حضور زانوئے تلمذ طے کر کے علوم دینیہ کی تحصیل وتکمیل کی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے دادا بزرگوار حضرت خواجہ عبدالرحمان فاروقی سرہندی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر بعد کو اپنے والد گرامی حضرت خواجہ پیر محمد حسین فاروقی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے جانشین مقرر ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ کی تمام زندگی شریعت وطریقت کے احیأ وفروغ اور ملکی ومذہبی قومی تحاریک کے لیے وقف رہی۔ آپ نے مذہبی تحریکوں میں بھی حصہ لیا۔ اس کے علاوہ سیاسی تحریکوں میں بھی دل وجان سے کام کیا۔ تحریک مسجد منزل گاہ سکھر، تحریک خلافت، جمیعت علمائے ہند اور مسلم لیگ کے لیے ہمہ وقت اپنے اکابرین کے شانہ بشانہ کام کیا۔

تحریک خلافت میں آپ نے علی برادران کے ہمراہ حجاز مقدس میں موتمر عالمِ اسلامی کے اجلاس میں شرکت کی۔ آپ کا شمار سندھ مسلم لیگ کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ مسلم لیگ کو سندھ میں فعال کرنے اور اس کا پیغام گھر گھر پھیلانے کے لیے آپ نے انتھک محنت اور جدوجہد کی اسی محنت ولگن اور آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے مسلم لیگی قائدین وعوام نے آپ کو مسلم لیگ سندھ کا صدر بنایا۔ یہ اعزاز کافی دیر تک آپ کو حاصل رہا۔ اسی طرح آپ جمیعت علماء تھرپارکر کے بھی کئی سال تک صدر رہے۔

تحریک آزادی میں انگریزوں کے خلاف عملی طور پر جنگ میں حصہ لے کر بنفس نفیس لڑتے رہے۔ 1921ء میں برطانوی شہزادہ ویلز ہندوستان میں آیا تو کانگریس اور تحریک خلافت کے رہنماؤں نے مشترکہ طور پر اس کی آمد سے لاتعلقی اور بیزاری کا اظہار کیا۔ جس کی

پاداش میں انہیں گرفتار کرلیا گیا۔اس پر آپ نے اپنے جذبات کا اظہار اس طرح فرمایا:

شعلۂ جوروستم چو بقا آمدی حرف　　جانبازی پروانہء مرا یاد آمد

آتش ہمت چوں تیز کنم ضرصرِ جور　　چہ شود ظالم اگر برسرِ بیداد آمد

بے گناہی است دریں وقت گناہ ویلز　　ہست افسانہ کر ویلزاز پے امداد آمد

ابن سعود نے جب جنت البقیع کے مزارات مقدسہ کو منہدم کرایا تو آپ کی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا نہ گیا، تو خون کے آنسو روئے اور پکار اٹھے:

بارد گرلبانِ یزید اے یزید نجد　　کردی بہ اہلِ بیتِ رسول ایں قدر جفا

درزمین یثرب گوئی ز ظلم تو　　آمد بجوشِ خون شہیدانِ کربلا

اہل زمیں چہ بلکہ ملائک بر آسماں　　جستنداز جفائے تودر نوحہ و عزا

تصنیف وتالیف☆: آپ نے فارسی اور سندھی میں بہت سی کتابیں لکھیں۔"دیوان روشن" (فارسی)۔آپ کی یادگار تصنیف ہے۔جو آپ کے تبحرِ علمی کی منہ بولتی تصویر ہے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۶۱ ہجری بمطابق 1942ء میں ہوا۔مزارِ پُرانوار میر پور خاص صوبہ سندھ میں مرجعِ خاص وعام ہے۔

جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت پیر محمد اسحاق سرہندی جانشین ہوئے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا خواجہ عبدالرحمٰن نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی باصفا، عالم باعمل، عاشق ذات الہ، فنافی المرشد، عالم ربانی، مرشد لاثانی، مرد حقانی، حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ مورخہ یکم جمادی الثانی ۱۲۹۲ھ بمطابق ۳ جولائی ۱۸۷۵ء میں تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے روحانی مرکز موضع بگھار شریف میں اپنے زمانہ کے عارف کامل حضرت خواجہ مولانا محمد ہاشم نقشبندی علیہ الرحمۃ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کے والد ماجد حضرت مولانا خواجہ محمد ہاشم نقشبندی علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے جید عالم دین اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے چوٹی کے ولی کامل اور حضرت خواجہ عثمان دامانی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ بگھار شریف کے اس روحانی اور علمی مرکز میں آپ کی تعلیم وتربیت جس انداز سے ہوئی وہ قابل رشک ہے۔

آپ نے دین اسلام کی ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر ہی مکمل کی بعدازاں آپ کے والد گرامی نے آپ کو اپنے پیر ومرشد حضرت خواجہ عثمان دامانی علیہ الرحمۃ کے سپرد کر دیا۔ موسیٰ زئی شریف ان دنوں علم وعمل کا عظیم روحانی مرکز تھا جہاں پر درس وتدریس کا معقول انتظام والنصرام تھا اور درس وتدریس کے لئے اپنے وقت کے جید عالم دین جو کہ مولانا شیرازی کے نام سے مشہور تھے موسیٰ زئی شریف کی درسگاہ میں وہ بطور صدر مدرس فرائض انجام دے رہے تھے کی خدمت میں رہ کر آپ نے شرف تلمذ طے کئے اور انہیں سے علوم ظاہریہ میں سند فراغت حاصل کر کے تکمیل کو پہنچے۔

بیعت طریقت ☆: جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ آپ کے والد گرامی نے آپ کو ظاہری وباطنی تعلیم کے حصول کے لئے اپنے پیر ومرشد حضرت خواجہ عثمان دامانی علیہ الرحمۃ کی صحبت خاص میں بھیجا تھا۔ اس طرح آپ نے اجمالی طور پر حضرت خواجہ دامانی علیہ الرحمۃ سے سلوک کی منازل طے کیں۔

خلافت اور فیض باطنی ☆: آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ مولانا محمد ہاشم نقشبندی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ نصیحت فرمائی تھی کہ منازل سلوک کی تکمیل کے لئے ابھی مزید کچھ وقت میرے مرشد کے بیٹے حضرت

خواجہ سراج الدین دامانی نقشبندی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں گزارو۔

چنانچہ آپ اپنے والد گرامی کے وصال باکمال کے بعد کچھ عرصہ کے لئے موسیٰ زئی شریف تشریف لے گئے اور وہیں پر مستقلاً قیام فرمانے لگے۔ حضرت خواجہ سراج الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ کی خانقاہ طالبان راہ حق سے بھری رہتی اور بڑے بڑے جلیل القدر طالبان طریقت حصول فیض کے لئے ان کے گرد جمع رہتے۔ ان میں سے کچھ حضرات نے اپنے مرشد کی خدمت کے لئے کوئی نہ کوئی ذمہ داری اپنے ذمہ لی ہوئی تھی۔ آپ نے اپنے ذمہ سحری کے وقت اپنے مرشد کو وضو کرانے کی ڈیوٹی لے رکھی تھی۔ ایک دن آپ معمول کے مطابق پانی کا کوزہ لے کر جب اپنے مرشد کے تسبیح خانے پر پہنچے تو مرشد کامل آرام کی غرض سے دروازہ بند کر کے لیٹ چکے تھے۔ آپ نے سوچا کہ اگر پانی باہر رکھتا ہوں تو پانی ٹھنڈا ہو جائے گا اور اگر پانی واپس لے جاؤں تو مرشد کامل کے طلب کرنے پر پیش نہ کرسکوں گا۔ آپ نے سخت سردی کے موسم میں اپنے جسم سے کمبل اتارا۔ کمبل سے کوزہ کو ڈھانپ دیا اور آپ بذات خود مرشد کامل کے دروازے پر بیٹھ گئے۔

آدھی رات کے بعد اچانک زنان خانہ سے آپ کے مرشد کامل کی والدہ محترمہ باہر تشریف لائیں۔ سخت سردی کے عالم میں آپ کو بیٹھے ہوئے پایا۔ انہوں نے آواز دے کر پوچھا کہ کون ہو؟ عرض کیا اماں جی عبدالرحمٰن۔

چونکہ زنان خانہ کی تمام مستورات آپ کے نام سے واقف تھیں۔ نام سنتے ہی والدہ محترمہ نے پوچھا بیٹا یہاں اس سخت سردی کے عالم میں کیوں بیٹھے ہو۔ آپ نے تمام ماجرہ عرض کر دیا۔ والدہ ماجدہ نے اپنے بیٹے کے دروازے پر دستک دی۔ جب دروازہ کھلا تو حضرت خواجہ سراج الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ والدہ ماجدہ کو رات کے اس وقت میں دیکھ کر حیران ہو گئے۔ اور حیرت میں گم ہو کر والدہ ماجدہ سے پوچھا کہ اماں حضور اس وقت تشریف لانے کا کیا سبب ہے۔ میرے لئے کیا حکم ہے۔ شفیق والدہ نے فرمایا کہ بیٹا اس وقت تمہارے پاس کچھ ہے تو ابھی اور اسی وقت میرے اس بیٹے عبدالرحمٰن کو اس سے سرفراز کردو۔

حضرت خواجہ سراج الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا مولانا وضو سے ہو۔ آپ نے عرض کیا جی حضور۔ فرمایا اندر تشریف لے آؤ۔ پھر یہ گھڑی وہ گھڑی تھی کہ جس کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ بلانے پر مرشد کامل نے کیا کیا تصرفات کئے۔ کتنے انعامات سے نوازا کیا کیا خلعتیں عطا کیں۔ اور آپ کو دستار خلافت سے نوازا۔ اور صبح کے وقت فرمایا کہ مولانا اب آپ میری طرف سے فارغ ہیں۔ جایئے بگھار شریف اور اپنے والد گرامی کی مسند پر بیٹھ کر تشنگان طریقت کی پیاس کو بجھایئے اور نور عرفان سے طالبان طریقت و معرفت کے قلوب کو جگمگایئے۔

بگھار شریف واپسی اور تعمیر مسجد و مدرسہ☆: مرشد کامل کے پاس سے رخصت ہو کر آپ اپنے وطن مالوف بگھار

شریف پہنچے اور اپنے والد گرامی کی تعمیر کردہ مسجد میں درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ چہار جانب سے مخلوق خدا روحانی فیوض کے حصول کے لئے اور دینی علوم کے متلاشیان طلبا نے ڈیرے لگا لئے۔ آپ نے جس انداز سے درس و تدریس کے کام کا آغاز کیا اس سے بگھار شریف کی قدیمی مسجد جو آپ کے والد گرامی نے تعمیر کی تھی وہ چھوٹی پڑ گئی آپ نے اس کو شہید کر کے ایک وسیع مسجد تعمیر کروائی اور دینی علوم حاصل کرنے والے طلبا کے لئے حجرے اور مسجد کے اوپر تسبیح خانہ اور کتب خانہ تعمیر کروایا۔ دینی مدارس میں متداول کتب، صحاح ستہ اور فقہ کی کتب مراجع آج بھی کتب خانے میں موجود آپ کے علمی ذوق کی مظہر ہیں۔

اس طرح آپ نے حضرت خواجہ عثمان دامانی علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ سراج الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ کے باطنی فیوضات کی بگھار شریف کی سنگلاخ وادی میں بارش کر کے آستانہ عالیہ نقشبندیہ بگھار شریف کا سجادہ ہونے کا صحیح معنوں میں حق ادا کر دیا۔

سیرت و کردار☆: آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے صحیح معنوں میں امین اور شریعت محمدیہ علیہ صاحبہا والسلام کے تحت محافظ تھے۔ تمام عمر شریعت محمدیہ کی حفاظت اور طریقت امام ربانی مجدد الف ثانی کے پاسدار رہے۔ تمام عمر تزکیہ نفس تصفیہ باطن اور منازل سلوک کی تکمیل کے لئے آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اس قول کو اپنائے رکھا کہ جب شریعت تقاضائے طبیعت بن جائے تو وہ طریقت کہلاتی ہے آپ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ پیروی سنت مصطفیٰ ﷺ میں گزرا۔ سفر ہو یا حضر نماز با جماعت کا خصوصی اہتمام آپ کی طبیعت کا خاصہ بن چکی تھی حتیٰ کہ شدید علالت اور پاؤں سے چلنے سے معذوری کے باوجود آپ ایک خادم کے کاندھے پر سوار ہو کر مسجد میں تشریف لاتے اور نماز با جماعت ادا فرماتے اور تمام نمازیوں اور ساتھیوں عقیدت مندوں سے ان کا حال معلوم فرماتے اگر کوئی شخص موجود نہ ہوتا تو اس کا پتہ کرواتے کہ نماز میں نہیں آیا۔ بلا وجہ ترک جماعت پر تنبیہ فرماتے۔

ترک نماز پر اظہار ناراضگی☆: آپ کے محبوب ترین ساتھی اور عقیدت مند سردار محمد اعظم خان مرحوم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت کے ہمراہ سرہند شریف کے سفر کے لئے نکلے۔ جب ہم حضرت کی معیت میں لاہور پہنچے تو معلوم ہوا کہ سرہند شریف جانے والی گاڑی میں چند گھنٹوں کی تاخیر تھی۔ صبح نماز فجر ہم نے آپ کی اقتداء میں ہی پڑھی نماز سے فارغ ہو کر میں نے عرض کی ہمارے بھائی سردار فتح خان جو کہ رکن پنجاب اسمبلی بھی ہیں اور آج کل ارکان اسمبلی کے ہاسٹل لاہور میں ہی قیام پذیر ہیں یہ چند گھنٹے ہم ان کے پاس گزار لیتے ہیں اس طرح آپ کو تھوڑا سا آرام کا موقع مل جائے گا اور سردار صاحب بھی آپ کی میزبانی کا شرف حاصل کر کے مسرور ہوں گے۔ آپ نے میری بات سن کر فرمایا ٹھیک ہے۔

چنانچہ ہم سب سردار صاحب کی قیام گاہ کی جانب پا پیادہ چل دیئے۔ جب ان کی قیام گاہ تھوڑی دور رہ گئی تو میں نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو میں تیز تیز قدموں سے چل کر سردار صاحب کو آپ کی آمد کی خبر دے دوں۔ آپ نے اجازت فرما دی میں سردار

صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچا تو وہ اسی وقت بیدار ہوئے تھے۔ ملاقات پر میں نے ان کو آپ کی آمد کے بارے میں بتایا تو وہ بے ساختگی کے عالم میں ننگے پاؤں اور ننگے سر تیزی سے سیڑھیوں سے نیچے اترے اور استقبال کے لئے سڑک پر آ گئے آپ کی نظر جب سردار صاحب کے چہرے پر پڑی اور وضو کے اثرات نظر نہ آئے تو جلال میں آ کر سردار فتح محمد مرحوم کے چہرے پر تھپڑ رسید کرتے ہوئے فرمایا کہ صبح کی نماز کا وقت ختم ہوا جاتا ہے اور آپ نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی۔ سردار صاحب اپنے تمام تر دنیوی علو مرتبت اور شان و شوکت کے باوجود اپنے شیخ کامل کی اس تنبیہ پر ناراضگی کے بجائے بے حد مسرور ہوئے اور عرض کرنے لگے حضور ابھی نماز ادا کرتا ہوں آپ سردار صاحب کے کمرے میں تشریف لے گئے اور فرمایا پہلے نماز پڑھو پھر ہماری ضیافت کا اہتمام کرنا۔

واقعہ نمبر ۲ ☆: راجہ فضل داد مرحوم فرماتے ہیں کہ میں کلر سیداں ہائی سکول میں زیر تعلیم تھا چھٹی کے روز اپنے آبائی گاؤں مٹور پہنچا گھر سے اطلاع ملی کہ آپ سردار محمد اعظم صاحب کے گھر تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں حاضر ہوا خیریت معلوم کرنے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا فضل داد نماز پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا حضرت پڑھتا ہوں۔ کبھی کبھی قضا ہو جاتی ہے۔ فرمایا تم نماز کو نہ چھوڑنا رب تعالیٰ کی ذات تم کو نہ چھوڑے گی۔ راجہ فضل داد فرماتے ہیں کہ وہ دن اور آج کا دن الحمدللہ نماز کا اہتمام جاری ہے۔

کشف و کرامات ☆: حاجی محمد فاضل جو کہوٹہ کے رہنے والے تھے آپ کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ حجاز مقدس روانہ ہونے سے پہلے آپ اپنے خلیفہ مجاز قاضی محمد زمان مرحوم کی فوتیدگی کے موقع پر ان کے اہل خانہ سے تعزیت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ قاضی محمد زمان مرحوم کی اہلیہ محترمہ نے آپ سے ملاقات کے دوران اپنی گھریلو پریشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ ان تمام معاملات کے علاوہ مجھے اپنی دو بچیوں کی شادی بھی کرنا ہیں۔ قاضی صاحب ہی ہمارا سہارا تھے ان کا بھی انتقال ہو گیا ہے اور آپ بھی حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ خداوند کریم ہماری مشکلیں آسان فرما دے۔ آپ نے قاضی صاحب کی اہلیہ کی بات سن کر ان کے لئے دعا بھی کی اور اپنے ساتھ موجود حاجی محمد فاضل صاحب کو حکم دیا کہ جو رقم میں نے آپ کو سفر حج کی ضرورت کے لئے آپ کو دی تھی وہ رقم محترمہ کو دے دیں۔ تاکہ اپنی بچیوں کی شادی با آسانی کر سکیں۔ حاجی فاضل صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے حکم کی تعمیل کی غرض سے وہ تمام کی تمام رقم قاضی محمد زمان کی اہلیہ محترمہ کو دے دی۔

وہاں سے رخصت ہو کر ہم راولپنڈی ریلوے اسٹیشن کی جانب روانہ ہوئے تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آپ نے سفر کے اخراجات تو قاضی محمد زمان صاحب کی اہلیہ کو دے دیئے اب سفر کے خرچ کا کیا بنے گا۔ میں اسی سوچ و فکر میں آپ کی ہمراہی میں ریلوے اسٹیشن راولپنڈی پہنچ گیا۔ ریلوے اسٹیشن پہنچے تو ابھی گاڑی چلنے میں کچھ تاخیر تھی۔ آپ انتظار کے لئے ایک بینچ پر بیٹھ گئے۔

آپ کے معتقدین مریدین حلقہ بنا کر آپ کے چاروں جانب کھڑے تھے کہ ایک اجنبی شخص کوٹ پتلون پہنے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جسے ہم نے اس سے قبل کبھی آپ کے پاس نہ دیکھا تھا وہ آیا سلام عرض کرنے کے بعد آپ سے مصافحہ کیا اور ایک لفافہ آپ کو پیش کیا اور وہاں سے چلا گیا۔ اس نے نہ اپنا نام بتایا۔ اور نہ ہی آپ نے اس سے پوچھا کہ کون ہو کہاں سے آئے ہو۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے وہ لفافہ مجھے عنایت فرما دیا۔ میں نے ایک طرف ہٹ کر لفافہ کھولا تو میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ اس میں اتنی رقم تھی جتنی میں نے آپ کے حکم سے قاضی زمان صاحب مرحوم کی بیوہ کو دی تھی۔

کرامت نمبر۲ ☆: قصبہ کیتھل ہون تحصیل کہوٹہ کے رہنے والے کالا خان کی جن دنوں بیوی کا انتقال ہوا تو وہ خاصے پریشان تھے اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کے ہاں کوئی اولاد بھی نہ تھی۔ ایک دن وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور نہ اولاد ہے اور نہ ہی بیوی رہی زندگی کے لمحات اس طرح کیسے گزریں گے۔ آپ نے فرمایا دریا کے اس پار (دریائے جہلم) کی جانب نکل جاؤ خداوند کریم کوئی بہتر صورت پیدا کر دے گا۔ اور اللہ کو منظور ہوا تو تمہارے گھر پانچ بیٹے جنم لیں گے۔ کالا خان صاحب فرماتے ہیں کہ میں آپ کی بات سن کر اپنے ناموں زاد بھائی محمد خان کو ہمراہ لے کر دریا پار کشمیر کی جانب چلا گیا اور چند روز تک اس علاقے میں گھومتے پھرتے رہے۔ ذہن میں بار بار آپ کا ارشاد گونجتا کہ دریا کے پار چلے جاؤ۔ خدا بہتر صورت پیدا کر دے گا تمہارے ہاں پانچ بچے جنم لیں گے۔ مگر کافی روز گھومنے کے بعد کوئی صورت سامنے نہیں آئی۔ ہم نے مایوسی کے عالم میں واپسی کا ارادہ کیا اور چلتے چلتے جب دریائے جہلم کے کنارے پر پہنچے تو کیا دیکھا ایک خاتون دریا کے کنارے اکیلی کپڑے دھو رہی تھی ہمیں خیال گزرا کہ اس جنگل بیابان میں دریا کے کنارا اکیلی خاتون کا کیا کام آخر اس سے پوچھا جائے کہ تو کون ہے کہاں جانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میں نے اپنے ماموں زاد بھائی خان محمد سے کہا کہ تم جا کر اس سے پوچھو یہ کون ہے اور یہاں کیوں بیٹھی ہے۔ میرے ماموں زاد بھائی نے اس کے قریب جا کر پوچھا کہ بہن اس جنگل بیابان میں دریا کے کنارے اکیلی کیوں بیٹھی ہو۔ تم کون ہو کہاں جا رہی ہو۔ اس نے کہا کہ میں آزاد کشمیر کے فلاں گاؤں کی رہنے والی ہوں۔ خاوند فوت ہو گیا ہے اولاد سے محروم ہوں۔ اب میں محنت مزدوری کی غرض سے دریا کے پار جانا چاہتی ہوں۔ تا کہ زندگی کے بقایا دن کہیں محنت و مزدوری کر کے گزار لوں۔ اس کی بات سن کر محمد خان نے کہا کہ بی بی میرا ایک ادھیڑ عمر کا بھائی میرے ہمراہ ہے اس کی بیوی فوت ہو گئی ہے اولاد بھی اس کے ہاں نہ ہے اگر تمہاری خوشی اور مرضی ہو تو اس سے نکاح کر لو ہم تمہیں اپنے ساتھ لے جائیں گے اور انشاء اللہ خدا کے فضل و کرم سے تمہاری زندگی کے بقایا ایام بہتر گزریں گے۔ اس نے حامی بھر لی ہم اسے لے کر اپنے گاؤں پہنچے اسے وہاں چھوڑ کر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے تمام واقعہ تفصیل سے بیان کر کے نکاح کی اجازت چاہی۔ آپ نے تمام واقعہ سننے کے بعد فرمایا شرعی تقاضہ یہ ہے کہ تم پہلے اس عورت کے گاؤں میں جا کر اس کے

بارے میں معلوم کرو کہ آیا کہ عورت نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ بھی ہے یا نہیں۔

چنانچہ ہم دونوں پھر واپس پلٹے اس عورت کے گاؤں گئے اور وہاں کے لوگوں سے اس عورت کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ جو کچھ اس عورت نے کہا تھا وہ حرف بحرف درست اور صحیح تھا۔ہم وہاں سے چل کر آپ کی خدمت میں پہنچے اور تمام ماجرا سنا دیا۔اس کے بعد آپ نے اس عورت سے نکاح کی اجازت دی اور پھر ہم نے نکاح کرایا تو اس کے بعد کالا خان صاحب کے گھر خدا نے بالترتیب چار بیٹے دیئے جب پانچواں بیٹا پیدا ہوا تو ان کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو گیا تھا ہم نے اس کی اطلاع ایک قاصد کے ذریعے آپ کو کی تو آپ نے انتقال کی خبر سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ کا لاکھ بار شکر ہے کہ اس نے فقیر کی لاج رکھ لی ہے۔

کرامت نمبر۳ ☆: جہلم کے رہنے والے آپ کے ایک مرید غلام محمد خود بیان فرماتے ہیں کہ میرے ایک خاتون کے ساتھ تعلقات استوار ہو گئے۔ایک شب میرا گھر خالی تھا میری دعوت پر وہ خاتون میرے گھر آ گئی۔شیطان مجھ پر پوری طرح غالب تھا جب میں آمادہ گناہ ہوا۔تو میرے کان میں میرے شیخ طریقت کی آواز آئی غلام محمد باز آ جاؤ۔ یہ آواز سن کر میں گھبرا گیا اور دائیں بائیں دیکھا مگر نظر کچھ نہ آیا۔میں نے اس کو وہم سمجھا چونکہ میں شیطان کے پنجے میں جکڑا ہوا تھا پھر میرے نفس نے گناہ کے لئے آمادہ کیا اور برائی کا ارادہ کیا ہی تھا کہ پہلے سے زیادہ سخت اور پُر جلال آواز میرے کانوں میں گونجی غلام محمد باز آ جاؤ۔اس کے بعد مجھ پر خوف کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔مگر چونکہ میں شیطان کی گرفت میں پوری طرح جکڑا ہوا تھا شیطان نے پھر مجھے برائی کے لئے آمادہ کیا اور ہمت بڑھائی۔ جب میں تیسری مرتبہ برائی کے لئے آگے ہوا تو غلام محمد باز آ جاؤ کی گرج دار آواز کے ساتھ ایک تڑاخے دار تھپڑ میرے منہ پر رسید ہوا۔میری چیخ نکل گئی۔ میں نے فوراً دروازہ کھولا اور اس خاتون سے کہا کہ فوراً یہاں سے نکل جاؤ میرے مرشد پہنچ چکے ہیں۔اس کے بعد سخت خوف و ہراس کے عالم میں غسل کیا اور نوافل پڑھے خدا کی بارگاہ میں توبہ استغفار کیا اور علی الصبح دربار عالیہ بگھار شریف کی طرح روانہ ہو گیا۔تمام سفر سخت شرمندگی کے عالم میں طے کیا اور بار بار اپنے ضمیر کو ملامت کرتا رہا کہ کس منہ سے جا رہا ہے مرشد کی بارگاہ میں کسی طرح پیش ہوگا چلتے چلتے جب دربار عالیہ بگھار شریف پہنچا تو کیا دیکھا کہ مرشد کامل دربار شریف کی مسجد کے کونے میں درخت کے نیچے بیٹھے درس و تدریس وعظ و نصیحت میں مصروف تھے جبکہ عقیدت مندان آپ کے چاروں جانب حلقہ باندھے مؤدب بیٹھے تھے۔میں سخت شرمندگی اور ندامت کے عالم میں دست بوسی کر کے بیٹھ گیا۔آپ نے فوراً گفتگو کا موضوع بدلا اور ارشاد فرمایا ما زکی منکم من احد ابدا ولکن اللہ یزکی من یشاء (ترجمہ) کوئی نفس پاک نہیں ہوتا مگر جسے اللہ پاک کرنا چاہے۔اس آیت مبارکہ کی روشنی میں آپ نے گفتگو فرمانا شروع کی باقی حاضرین مجلس نہ سمجھ پائے کہ اچانک اس موضوع پر گفتگو کا سبب کیا ہے؟ یا کچھ

نے اسے اتفاق پر محمول کیا ہوگا۔ مگر میں بخوبی جانتا تھا کہ اس کا مخاطب کون ہے؟ لیکن میرے شیخ نے سوائے اس گفتگو کے جو میرے لئے تشفی کا سبب تھی اشارۃً بھی مجھے شرمندہ نہ کیا۔

کرامت نمبر ۴ ☆: جلال خان آف موضع لہڑی جو کہ معروف قصبہ نارہ تحصیل کہوٹہ رہنے والے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جب شام ہوئی تو میں نے واپسی کے لئے اجازت چاہی اور عرض کیا کہ حضور میرا مکان آبادی سے کچھ دور ہے اور میری اہلیہ جوان ہے۔ تنہا رات گزارنا اس کے لئے مشکل ہوگا۔ آپ نے فرمایا شام ہوگئی ہے اب یہیں قیام کرو۔ اور اللہ پر توکل کرو۔

چنانچہ آپ کے ارشاد کی تعمیل کی غرض سے رات تو دربار شریف میں گزاری۔ لیکن گھر کی فکر کی وجہ سے نیند نہیں آئی۔ جب صبح ہوئی اجازت ملی اور گھر پہنچا تو بیوی سے حال احوال پوچھا کہ رات کو تمہیں ڈر خوف تو نہیں رہا۔ اس نے بتایا کہ نہیں بلکہ عشاء کے بعد ایک بزرگ جن کا حلیہ یہ تھا ہمارے مکان کے صحن میں تشریف لے آئے اور تمام رات محو عبادت رہے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہے اور طلوع فجر کے ساتھ ہی کہیں روپوش ہوگئے۔ جلال خان فرماتے ہیں کہ میری اہلیہ نے اس وقت تک آپ کی زیارت ظاہری طور پر نہیں کی تھی۔ اس لئے وہ پہچان نہ سکی کہ یہ شخصیت کون تھی۔ مگر میں تو اچھی طرح سمجھ چکا تھا کہ اہلیہ نے جو لباس حلیہ بیان کیا ہے وہ میرے شیخ کامل ہی کا تھا۔ جنہوں نے مجھے رات دربار شریف میں رہنے کا حکم دیا اور خود میرے گھر میں روحانی طور پر تشریف لا کر میرے اہل خانہ کی حفاظت فرمائی۔

کرامت نمبر ۵ ☆: موضع مٹور تحصیل کہوٹہ کے ذیل دار راجہ سلطان محمود کے فرزند میجر کریم داد خان صاحب پر آپ خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ وہ خود بیان فرماتے ہیں کہ وہ دوسری جنگ عظیم میں میری ایسی جگہ تعیناتی ہوئی کہ اس جگہ پر میں ہر وقت پریشان رہنے لگا اور اسی پریشانی کے عالم میں اپنے مرشد کامل حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ کی طرف متوجہ رہا اور خدا کی بارگاہ میں دعا کرتا کہ ایک روز خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے مرشد کریم تشریف لائے اور فرمایا کریم داد اس قدر کیوں گھبرا گئے ہو آؤ میرے ساتھ آؤ۔ آپ نے مجھے بغل میں لے لیا اور فضا میں پرواز کرنا شروع کر دیا۔ میں نیچے دیکھ رہا تھا کبھی صحرا کبھی دریا کبھی پہاڑ مختلف علاقوں سے ہم گزر رہے تھے ایک جگہ دوران پرواز فرمایا نیچے دیکھو میں نے جب دیکھا تو پھول ہی پھول نظر آئے۔ بہت ہی خوبصورت علاقہ اور اسی کے ساتھ فوجی چھاؤنی تھی فرمایا کریم داد یہ جگہ پسند ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت یہ تو بہت ہی خوبصورت جگہ ہے۔ فرمایا پھر ٹھیک ہے۔ اتنی بات ہوئی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ ہمیں روانگی کا حکم مل گیا۔ اور وہاں سے روانہ ہو کر ایک بندرگاہ پر پہنچے جہاں سے ہمیں آگے فوجی چھاؤنی میں جانا تھا ہم سب راستے سے ناواقف تھے۔ اور پیغام نہ ملنے کے

سبب ہماری رہنمائی کے لئے بھی کوئی نہ پہنچ سکا لیکن میں بندرگاہ کو دیکھنے کے بعد ورطہ حیرت میں تھا کہ یہ تو وہی جگہ ہے جس کے اوپر میں اپنے شیخ کامل کے بازو پکڑے ہوئے کچھ روز قبل محو پرواز تھا۔ ہمارا انگریز افسر کہنے لگا کہ رات یہیں بندرگاہ پر گزارتے ہیں چونکہ چھاؤنی کے راستے سے ہم میں سے کوئی واقف نہ ہے لہٰذا صبح کو دن نکلے یہاں سے چھاؤنی کے لئے روانہ ہوں گے۔ میجر کریم داد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے انگریز افسر سے کہا اگر اجازت ہو تو میں رہنمائی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اُس نے تعجب سے پوچھا کہ کیا آپ پہلے کبھی یہاں آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ نہیں لیکن آپ کو چھاؤنی تک لے جا سکتا ہوں۔ اجازت ملنے پر میں اپنی پلاٹون میں آگے ہولیا اور اس انداز سے رہنمائی کرتا ہوا چلا کہ جیسے میں کئی مرتبہ اس علاقے سے گزر چکا ہوں۔ اس لئے کہ یہ سارے راستے تو چند روز قبل میرے شیخ کامل نے اپنے روحانی تصرف سے مجھے پہلے ہی دکھادیئے تھے اور پلٹن کے تمام ساتھی حیران تھے کہ بغیر کسی لغزش کے سیدھا چھاؤنی کیسے پہنچ گئے ہیں۔

آپ کے روزمرہ کے معمولات☆: آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا خواجہ محمد یعقوب نقشبندی بگھاروی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کا تمام عمر معمول رہا کہ نماز تہجد کے بعد مراقبہ فرماتے اور بعدازاں نماز فجر خود پڑھاتے اور خشیت کا عالم یہ تھا کہ دوران نماز آپ کے رخسار مبارک اس قدر روشن ہو جاتے جیسے لالٹین سے روشنی نکلتی ہے۔ نماز فجر کے بعد ختم خواجگان باقاعدگی سے پڑھتے ختم شریف سے فارغ ہو کر طلوع آفتاب تک مراقبہ فرماتے اور اس کے بعد ناشتہ کرتے بعدازاں تھوڑی دیر کے لئے گھر تشریف لاتے اہل خانہ سے خندہ پیشانی سے پیش آتے چہرے پر ہلکا سا تبسم آپ کی اہلیہ محترمہ بڑے مودبانہ انداز میں آپ کے سوالات کا جواب دیتی۔ آنے والی مہمان خواتین آپ کے انتظار میں رہتیں کہ کب نگاہ کرم ہماری طرف ہوتی ہے اور ہم آپ کے فیض سے مستفید ہوں گی۔ آپ تھوڑے سے وقت میں علم وعمل کے گوہر نایاب ان پر برساتے اور اس کے بعد سنت نبوی کے مطابق ہلکے ہلکے قدموں سے مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تو احباب استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے آپ سب سے پہلے وضو فرماتے پھر نوافل ادا فرمانے کے بعد تلاوت قرآن میں مصروف ہو جاتے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ دوران تلاوت آپ پر رقت طاری ہو جاتی خوف خدا سے آنسو ٹپک جاتے۔ تلاوت قرآن سے فارغ ہو کر طالبین کی طرف متوجہ ہو جاتے ہر ایک سے فرداً فرداً حال دریافت فرماتے اور ان کو دعاؤں سے نوازتے۔ مریضوں اور غمزدہ لوگوں کو تعویذات عنایت فرماتے۔ دوپہر کا کھانا مہمان طلبا کے ساتھ اکثر تناول فرماتے اور کئی مرتبہ خود کھڑے ہو کر مہمان طلبا کو کھانا کھلاتے بعداز طعام تھوڑی دیر کے لئے قیلولہ فرماتے۔ ظہر کی نماز خود پڑھاتے اس کے بعد ختم شریف خود پڑھاتے پھر حجرہ میں تشریف لا کر دلائل الخیرات حصن حصین پڑھتے نماز عصر سے نماز مغرب تک لے جاتے اور نماز عشا دیر سے ادا فرماتے اس کے بعد اپنے اوراد و وظائف مکمل کر کے آرام فرماتے۔ آپ کا معمول تھا کہ گرمی کے موسم میں سفید ٹوپی اور سردی کے موسم

میں اون کی ٹوپی پہنتے تھے۔اور رات کو سوتے وقت بھی آپ کا سر مبارک کبھی ننگا نہ ہوتا بلکہ ٹوپی پہنے ہوتے تھے۔

وصال باکمال سے پہلے کا واقعہ☆: میجر کریم داد خان صاحب فرماتے ہیں کہ میں ملازمت کے سلسلہ میں سوئٹزرلینڈ میں تھا کہ ایک رات حضرت شیخ کامل مولانا عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ خواب میں تشریف لائے اور نہایت ہی شفقت سے مجھ سے فرمایا کہ کریم داد اچھا اللہ حافظ۔

میں پریشانی کے عالم میں جاگ اٹھا اور اسی پریشانی میں کافی دن گزر گئے کہ ایک دن گھر سے خط موصول ہوا جس میں تحریر تھا کہ فلاں تاریخ کو حضرت شیخ کامل مولانا عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔

میں نے جب غور کیا تو یہ عین وہی رات تھی جس رات آپ نے اس خادم کو اللہ حافظ کہا تھا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ بمطابق ۲۲ اپریل ۱۹۴۳ء کو ہوا۔مزار پُر انوار موضع بگھار شریف براستہ نارہ مٹور تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔جہاں پر آج بھی اہل عقیدت حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت قبلہ مولانا محمد یعقوب نقشبندی سجادہ نشین مقرر ہوئے جو کہ ۱۹۴۳ء تا ۱۹۹۸ء تک سجادگی کی مسند پر فائز رہنے کے بعد داعی اجل کو لبیک کہہ گئے آج کل ان کے صاحبزادے حضرت ڈاکٹر پروفیسر ساجد الرحمٰن مدظلہ العالی سجادہ نشین ہیں جو کہ ایک فاضل ترین شخصیت اور بہترین مقرر اور خطیب اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے ترجمان ہیں۔آج کل ڈاکٹر صاحب دعوۃ اکیڈمی کے ڈائریکٹر اور اسلام آباد کی عظیم جامعہ مسجد فیصل کے خطیب اور اہلسنت کے عظیم ترجمان ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو ڈاکٹر صاحب قبلہ سے کافی عرصہ سے نیاز حاصل ہے بہت ہی خلیق اور مہربان شخص ہیں بڑے ہی احسن انداز میں خانقاہ شریف کا نظام چلا رہے ہیں۔ڈاکٹر صاحب نے ایک بہترین کتاب اپنے والد گرامی مولانا محمد یعقوب کے نام سے تصنیف کی ہے فقیر نے یہ تمام تر معلومات اسی کتاب سے حاصل کیں ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا نبی بخش حلوائی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العلماء والفضلاء، معلم مدرسہ یہدی بہ اللہ من اناب، غزالی صحرائے الوہیت، شمع قصرِ ہدایت، فارغ از مستقبل وحال، مفسر قرآن، شیخ طریقت حضرت مولانا نبی بخش المعروف بہ حلوائی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۶۷ھ بمطابق 1850ء میں لاہور کے ایک متوسط ارائیں گھرانے کے فرد جناب میاں محمد وارث کے گھر ہوئی۔

لاہور شہر کی اکبری منڈی میں آپ کا اپنا مکان تھا۔ نولکھا کے موضعات میں کچھ زمین تھی جس پر آپ کے بھائی مہر قادر بخش سبزی کاشت کرتے اور فصل تیار ہونے پر شہر میں فروخت کر کے اپنی گزر بسر کرتے تھے۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ جب سن شعور کو پہنچے تو والد گرامی نے آپ کو حلوائی کی دکان پر کام سیکھنے کے لئے بٹھادیا تا کہ رزق حلال کمانے کیلئے اس کام کو ذریعہ روزگار بنائیں۔ آپ کو بچپن ہی سے دین متین کا علم حاصل کرنے کا شوق تھا۔ آپ کی اس لگن کو دیکھ کر آپ کے استاد نے آپ کو اجازت دے دی کہ کام کے ساتھ ساتھ قریبی مسجد میں قرآن مجید کا سبق بھی پڑھ لیا کریں۔ جب قرآن کریم کی تکمیل ہوئی تو استاد کی اجازت سے مدرسہ غوثیہ تکیہ سادھواں میں داخل ہو کر علوم دینیہ کی ابتدائی کتب اور تفسیر وحدیث، فقہ، کے علاوہ دیگر علوم کی تکمیل پیر طریقت حضرت مولانا عبدالغفار شاہ قادری کشمیری رحمتہ اللہ علیہ سے کی۔

علوم دینیہ کی تکمیل کے سلسلہ میں آپ نے حضرت پیر طریقت مولانا عبدالغفار شاہ قادری کاشمیری کے علاوہ مولانا محمد ذاکر بگوی، مولانا غلام محمد بگوی، مولانا غلام قادر چشتی بھیروی اور پیر طریقت حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر نقشبندی قصوری دائم الحضوری علیہم الرحمتہ سے بھی اکتساب فیض کیا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا خواجہ غلام دستگیر قصوری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور مجاہدات کی تکمیل کے بعد انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

نوٹ ☆: حضرت مولانا خواجہ غلام دستگیر قصوری رحمتہ اللہ علیہ آپ کے استاد بھی تھے۔ آپ نے علوم متداولہ کی چند کتابیں بھی ان سے پڑھی تھیں۔ جب کہ باطنی تربیت بھی انہوں نے ہی فرمائی تھی۔

حضرت مولانا خواجہ غلام دستگیر قصوری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال باکمال کے بعد آپ نے امیر ملت حضرت پیر سید جماعت

علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور دیگر منازل سلوک طے کرانے کے بعد حضرت محدث علی پوری نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر صاحب ارشاد فرما دیا۔

سیرت و کردار☆: آپ نیک سیرت و با کردار شخصیت کے حامل تھے۔ تمام زندگی زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت سے مرصع رہی۔ بناوٹ، ظاہری داری، خود پسندی آپ میں نام کو نہ تھی۔ سادہ بود و باش کی وجہ سے فقیر بے نوا بنے، آپ کی خالی از تکلف اور سادہ زندگی ایک فقیر بے نظیر کی مثالی زندگی تھی۔ مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو عقیدت مندوں میں یکساں نظر آتے۔ خود گفتگو کم فرماتے آنے والوں کو بات کرنے کا موقع زیادہ عنایت فرماتے۔

آپ سرخ و سپید رنگ کے مالک تھے۔ میانہ قد اور خوبصورت متوازن جسم سے متصف تھے۔ آپ لاہور کے آرائیں خانوادہ کا معروف لباس زیب تن فرماتے تھے اور مروجہ عالمانہ لباس جبہ و دستار سے اجتناب فرماتے تھے۔ آپ کے سر پر عمامہ شریف اس کے نیچے سفید ٹوپی تہبند پر کھلے گلے اور ڈھیلے بازوؤں والی قمیض ہوتی۔ جسے آج کے دور میں کھلا کرتہ کہا جاتا ہے۔ آپ کا لباس سفید رنگ کا ہوتا۔ کھدر اور لٹھے کو زیادہ ترجیح دیتے۔ پاؤں میں گامے شاہی سرخ جوتا پہنتے تھے۔ بڑھاپے میں ریش مبارک کو حنا سے مزین فرماتے تھے۔ ظاہری زندگی کے آخری ایام میں اسے بھی ترک کر دیا تھا۔ چہرے پر سفید داڑھی سجنے لگی۔

آپ نے حلوائی کی دکان میں زندگی کا بیشتر حصہ گزارا۔ آپ حلوہ بناتے لوگوں کو کھلاتے اور اس دوران اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سنا کر لوگوں کے دلوں کو گرماتے۔ عام لوگوں کو مسائل ذہن نشین کراتے جس سے عام آدمی مانوس ہوئے بغیر نہ رہتا۔ اس لئے کہ حلوہ خورانی دین کے بارے اور شیریں بیانی دونوں شکم و قلب کو مطمئن کرنے والی چیزیں تھیں جو کہ پیٹ کی بھوک اور دل کی بے چینی کا علاج تھا۔

درس و تدریس☆: آپ نے دہلی دروازے کے باہر کوتوالی کی شمالی دیوار کے ساتھ ایک دو منزلہ مسجد تعمیر کرائی اور اسی مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ یہی مسجد آپ کی خانقاہ تصوف تھی۔ اسی میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی مسجد میں طلباء تعلیم حاصل کرتے تھے 1938ء کے دور میں آپ کے مدرسے کا تعلیمی نظام اپنے عروج پر تھا۔

لاتعداد فاضلین فارغ التحصیل ہو کر ملک کے مختلف حصوں میں دین متین کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔

آپ کے نامور شاگردوں میں حضرت مولانا باغ علی نسیم، حضرت شیخ الحدیث حافظ محمد عالم سیالکوٹی، حضرت مولانا صوفی غلام حسین گوجروی اور معروف محقق و ادیب و خطیب بزرگ عالم دین حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی چیف ایڈیٹر ماہنامہ جہان رضا اور مجلس رضا کے روح رواں مالک مکتبہ نبویہ لاہور کا نام نامی شامل ہے۔ جو کہ اپنی بھرپور صلاحیتوں سے آپ کے مشن کی تکمیل میں مصروف عمل ہیں۔ خدا عمر دراز کرے اور تادیر اہلسنت پر حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب مدظلہ کا سایہ قائم رکھے۔

آپ کے روزمرہ کے معمولات☆: آپ نمازِ تہجد سے فارغ ہو کر صبح کی نماز تک مسجد کے فرش پر بیٹھ کر درود شریف پڑھتے، نماز فجر کے بعد شاگردوں کے حلقہ میں بیٹھ کر ہزاروں مرتبہ درود شریف پڑھتے اور پڑھاتے۔ پھر تلاوت قرآن مجید کے بعد طلباء کو

پڑھاتے۔ تدریس سے فارغ ہو کر تصنیف و تالیف کا کام میں مشغول ہو جاتے۔ نماز ظہر کے بعد عام لوگوں کے مسائل سن کر انہیں جواب دیتے۔ اگر کوئی مسئلہ پوچھتا تو اسے مسئلہ سمجھاتے۔ آپ کے پاس سینکڑوں علمائے کرام ملاقات کیلئے آتے اور دینی موضوعات پر گفتگو کرتے۔ بعض علماء دقیق مسائل لے کر آتے آپ آن واحد میں الجھی ہوئی گتھیاں سلجھا دیتے۔

آپ کے عقیدت مندوں میں سے ذکر و فکر کے رسیا حضرات رات کا وقت آپ کے ہمراہ اسی مسجد میں گزار کر تسکین قلب پاتے اور صبح کو فجر کے بعد درود شریف کی مجلس میں شامل ہو کر واپس چلے جاتے۔ ان لوگوں میں علماء وطلباء، مسافر درویش فقیر و امیر مہمان و میزبان سب شریک ہوتے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے حضرات بے نظیر و بے مثال فقیر و درویش نظر آتے تھے۔

آپ کے پاس آنے والے سالکان طریقت علوم و اسرار کی جھولیاں بھر کر جاتے اور طالب علم قال اللہ و قال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سے مالا مال ہو کر جاتے تھے۔ نماز عصر کے بعد مخصوص احباب کے ساتھ مل کر ختم خواجگان پڑھتے۔ ختم خواجگان میں شرکت کرنے والوں پر پابندی تھی کہ وہ نماز پنجگانہ کا پابند ہو اور حقہ یا سگریٹ کا عادی نہ ہو۔

آپ کو بعض وظائف و عملیات پر خاصہ عبور حاصل تھا۔ دور دور سے حاجت منداور دکھی دلوں کے لوگ تعویزات و وظائف کے لئے آتے اور فیض پاتے۔ آپ کے شاگرد خاص علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ فرماتے ہیں کہ محبت کا نقش اور گم شدہ افراد کی بازیابی کا عمل اتنا مجرب تھا کہ اس تیر کا نشانہ کبھی خطا نہ جاتا تھا۔

پنجابی میں تفسیر نبوی ☆: آپ اُردو پنجابی کی بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں تفسیر نبوی آپ کا عظیم کارنامہ ہے جو پندرہ جلدوں میں قرآن پاک کی پنجابی زبان میں منظوم تفسیر ہے جو کہ آپ نے چالیس برس کے طویل عرصہ میں بڑی محنت شاقہ سے 1939ء میں مکمل کی۔

جب آپ نے تفسیر لکھنا چاہی تو اپنے مرشد کامل حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر قصوری دائم الحضوری نقشبندی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی تو مرشد کامل نے دعا فرمائی اور اپنے قلم سے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کا پنجابی میں جو منظوم ترجمہ کیا۔ آپ نے اسے ہر سورۃ کی تفسیر کی ابتداء میں بطور تبرک درج کیا۔ جو کہ حسب ذیل ہے۔

اسم اللہ دے نام شروع ہے جو بخشش داسائیں
کامل مہر محبت والا پالے آخر تائیں

یہ عظیم الشان تفسیر چار ہزار چار سو اٹھالیس صفحات پر مشتمل ہے جس کے بعض حصوں کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہو کر ملک بھر میں تقسیم ہوئے۔ ایک طرف یہ تفسیر علم و فضل کا خزانہ تھی دوسری طرف پنجابی شاعری کا ایک زخیرہ تھی۔ اس میں آپ نے اس دور کے دینی فتنوں اور اعتقادی ناہمواریوں کا مدلل جواب دیا۔ اور نظریاتی اختلافات کو ہوا دینے والے مولفین کا منہ بند کر دیا۔ تفسیر محمدی پنجابی کے مباحث کا رد کیا۔ دلپذیر کے نظریات پر نہ صرف تنقید کی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تفسیر نعمانی پر بھی گرفت کی اور علمائے دیوبند کے نظریات کی بھی چھان پھٹک کی۔

پنجابی زبان میں منظوم آپ کی اس تفسیر کا اُردو ترجمہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور کے زیر اہتمام ممتاز محقق و مفسر حضرت علامہ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ کی زیر نگرانی شائع ہو چکا ہے جس کو علمائے اہل سنت اور عوام اہل سنت نے بہت پذیرائی بخشی ہے۔ اس کی پہلی جلد کا ترجمہ مکتبہ کے مالک اور ماہنامہ جہان رضا کے چیف ایڈیٹر حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ نے کیا ہے۔ جبکہ دیگر جلدوں کے تراجم کے فرائض معروف علمائے اہل سنت نے انجام دیئے ہیں۔

آپ کی دیگر تصانیف ☆: آپ کی دیگر تصانیف میں ''شفاء القلوب بالصلوٰۃ علی المحبوب''، ''خیر الہدیٰ فی القریٰ علوم الجمعت فی القرآن''، ''الامتیاز بین الحقیقت والمجاز''، ''النار الحامیہ لمن ذم المعاویہ''، ''مجموعۃ الرسائل اربعہ''، ''مجموعۃ الرسائل خمسہ''، ''رسالہ جامع الشواہد''، ''انتباہ المنکرین من الصلوٰۃ سید المرسلین''، ''احسان الاموات بالصدقات والاسقاط''، ''اطلاع الناس فی طلاق الثلاث''، ''اظہار انکار المنکرین من الصلوٰۃ المحبین''، ''انواع نبوی''، ''سبیل الرشاد فی حق الاسناد''، ''تحصیل العفان فی آداب المشائخ والاخوان''، ''مجموعہ نعت''

آپ کی فیاضی وسخاوت ☆: آپ کے شاگرد خاص معروف محقق ومترجم ایڈیٹر ماہنامہ جہان رضا حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ العالی رقم طراز ہیں کہ آپ نے تمام عمر حلوائی کی دوکان پر مٹھائی اور حلوہ دودھ بیچ کر جو کمایا اس میں سے جو رقم بچتی وہ دینی کتابوں کی اشاعت پر صرف فرما دیتے۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے حصے کی زمین اور باغات بیچ کر اللہ کا گھر یعنی مسجد بنوائی۔ جب تفسیر نبوی مکمل ہوئی تو اس کی اشاعت کے لئے اپنا ذاتی مکان بیچ ڈالا۔ اور یہ تفسیر چھپوا کر پنجاب کے مختلف دیہاتوں اور قصبوں میں مفت تقسیم کر دی۔

آپ کا یہ طرز عمل بڑے بڑے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں اور عصر حاضر کے لینڈ مافیا پیروں اور صاحب ثروت حضرات کو دعوت فکر دے رہا ہے۔

مگر آج ڈھونڈنے سے بھی ایسا عالم یا شیخ طریقت نہیں ملتا کہ جو خود لکھ کر نہیں تو کم از کم کسی لکھنے والے کی ہی حوصلہ افزائی کر دے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چورانوے برس کی عمر شریف میں مورخہ ۴ ذیقعد ۱۳۶۳ھ بمطابق یکم نومبر 1943ء کو ہوا۔ مزار پر انوار آپ کی تعمیر کردہ دومنزلہ مسجد نزد سٹی کوتوالی بیرون دہلی دروازہ لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

قد غفرلہٗ سے مادہ تاریخ ۱۳۲۳ نکلتی ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ شمس الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شمس المشائخ والعلماء، سید الفقراء، اکمل الصلحاء، راز دار اسرار رموز شریعت و طریقت حضرت خواجہ شمس الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب و ماہتاب ولایت ہیں۔

آپ کی پیدائش سید پور شریف آزاد کشمیر میں ہوئی۔ علوم ظاہری و باطنی میں نہایت کامل اور ارفع درجہ کے مالک اور اپنے وقت کے عظیم شیخ کامل اور ولی اللہ ہوئے ہیں۔ آپ کی صحبت سے بے شمار افراد فیضیاب ہوئے بالخصوص آزاد کشمیر، ہزارہ ڈویژن اور اس کا بالائی علاقہ الائی، کوہستان، بنر دلھاڑ، سوات، پکھل کے لوگ آپ کے فیض سے مالا مال ہوئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی مشتغری کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے۔ اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ کی زندگی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ تھی۔ ہر ہر فعل سنت نبوی کا آئینہ دار تھا۔ ہر وقت ذکر خدا میں مصروف رہتے تھے۔ مہمان نواز اس درجہ کے تھے کہ دستر خوان ہر وقت بچھا رہتا۔ لوگ آتے اور لنگر سے مستفیض ہوتے تھے۔ در پر آیا کوئی سوالی کبھی خالی نہ گیا۔ آپ کی دعا کی بدولت کئی نادار و غریب خوشحال ہو گئے اور بہت سے افراد آپ کی دعا کی بدولت اور نظر عنایت سے مقام ولایت کو پہنچے۔

آپ ذکر و فکر اور مراقبہ میں کبھی کبھی عشاء کی نماز کے بعد پوری رات گذار دیتے۔ حتیٰ کہ سحری ہو جاتی، پھر نماز تہجد ادا فرماتے اور پھر اپنے اوراد و وظائف پورے کر کے نماز فجر ادا کر کے مصلے پر ہی بیٹھے رہتے۔ اور نماز اشراق پڑھ کر اٹھتے۔ دوپہر کو قیلولہ فرماتے اور رات کو عشاء کی نماز کے بعد جلدی سو جاتے تا کہ نماز تہجد قضا نہ ہو جائے۔ آپ خود بھی سنت رسول اللہ پر سختی سے عمل کرتے اور دوسروں کو بھی عمل کی ترغیب دیتے تھے۔ جب آپ مجلس میں ارشادات فرماتے تو مجلس میں موجود لوگ مرغ بسمل کی طرح تڑپ جاتے تھے۔ آپ ہمہ وقت ذکر خدا اور بالخصوص ذکر قلبی میں مصروف رہتے، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، لیٹتے وقت حتیٰ کہ نیند کی حالت میں بھی آپ کا دل ذکر خدا سے حرکت ہی نہیں کرتا تھا بلکہ قریب بیٹھنے والا اگر کان لگا کر سنے تو اس سے بھی آواز آتی تھی۔

آپ کی شادیاں و اولاد و امجاد ☆: آپ نے تین شادیاں کیں جو کہ تمام سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کیں۔ سب سے پہلی شادی ایک نیک پارسا عورت سے ہوئی۔ جن کے بطن سے دو صاحبزادے مولوی محمد حسین اور مولوی محمد حسن اور ایک

صاحبزادی پیدا ہوئیں۔آپ نے دوسری شادی اپنے مرشد کامل خواجہ فقیر محمد کی پوتی سے کی۔ان کے بطن سے مولوی مظفر دین و مولوی غلام رسول پیدا ہوئے۔آپ کی تیسری شادی ایک نیک اور پاک سیرت و باکردار بیوہ عورت سے ہوئی۔جن کے بطن سے خواجہ عبدالحیٔ صاحب پیدا ہوئے۔جوپکھل کے علاقہ کیروال کی مسجد کے خطیب رہے ہیں۔

آپ کی تعلیمات وارشادات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے سب کچھ ختم کردینے سے اللہ تعالیٰ مل جاتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اسم ذات کا تصور رکھنا معرفت کی کنجی ہے۔نقشبندی کی تعریف یہ ہے کہ تمام باطل نقوش کو لوح دل سے مٹا کر ایک ذات باری تعالیٰ کا اپنے دل پر نقش قائم کرلے تاکہ انوار الٰہیہ سے اس کا دل منور ہوجائے۔

۲۔ آپ فرماتے ہیں کہ ذکر قلبی بڑی دولت ہے۔مرتے وقت اللہ تعالیٰ اسے نوری جامہ پہنا کر حاضر کریں گے۔اور فرمائیں گے کہ میں وہی نام ہوں جو تیرے دل میں قیام پذیر تھا۔اب میں خود ہی شیطان کا مقابلہ کروں گا۔وہ ذکر نوری جسم بن کر قبر میں حاضر ہوگا۔اور فرمائے گا کہ نہ ڈر منکر نکیر کا جواب میں دوں گا۔قلبی ذکر کرنے والے کی مٹی بھی اللہ اللہ کرتی ہے اور قیامت تک کرتی رہے گی۔

۳۔ آپ فرماتے ہیں کہ دل کی صفائی ذکر و فکر سے ہوتی ہے۔زبانی ذکر سے ثواب تو ملتا ہے۔لیکن دل کی صفائی نہیں ہوتی۔

۴۔ آپ فرماتے ہیں کہ خاموشی میں سلامتی ہے۔**مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كُلَّ لِسَانُهٗ** ۔جس نے اپنے رب کو پہنچالیا۔اس کی زبان بند ہوجاتی ہے۔بغیر ضرورت ایک کلمہ کہنے سے بھی دل سیاہ ہوجاتا ہے۔جبکہ بیہودہ گوئی کا تو کوئی حساب ہی نہیں کہ کتنا بڑا گناہ ہے۔

کشف و کرامات ☆: ایک مرتبہ آپ الائی کے علاقہ میں اپنے ایک مرید سکندر خان کی دعوت پر تشریف لے گئے۔سکندر خان کو راہ سلوک میں سلطان الاذکار کا مقام حاصل تھا۔سلطان الاذکار تصوف میں ایسا مقام ہے جس سے سالک پر ایک قسم کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔وہ یہ کہ سالک کو ہر چیز سے ذکر الٰہی کی آواز آتی ہے۔اور اس سے سالک کو نہایت ہی لذت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ان دنوں سکندر خان پر یہ کیفیت اور مستی سوار تھی۔اُس نے اپنے چھوٹے بیٹے کو آپ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا حضور اس کو بھی بیعت فرمالیں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ بچہ نابالغ ہے ابھی بیعت کے قابل نہ ہے۔اور نہ ہی یہ ذکر کے انوار و تجلیات کو برداشت کرسکتا ہے۔آپ کا یہ جواب سن کر خود بچے نے بھی عرض کی مجھے بیعت فرمائیں۔میں اس کے بغیر واپس گھر نہ جاؤں گا۔بچے کی بات سن کر آپ تھوڑا سا مسکرائے اور بچے کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی کہ جا تو میرا مرید ہوگیا۔آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ بچے کا قلب جاری ہوگیا۔اس کا دل ذکر اللہ سے دھڑکنے لگا۔کچھ عرصے کے بعد وہ بچہ صاحب کشف و کرامات ہوگیا لیکن اپنے والد کی زندگی میں ہی انتقال کرگیا۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک مرتبہ آپ سید پور سے اپنے دوسرے گھر ٹینگی اپنے صاحبزادے مولوی مظفر دین کے ہمراہ تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں نالہ پر پن چکی لگی ہوئی تھی۔وہاں آپ کی ملاقات ایک آدمی سے ہوئی۔آپ نے اُسے بلا کر فرمایا کہ اس

پن چکی پر آج کے بعد تیسرے دن عصر کے بعد کوئی بھی نہ ٹھہرے اور نہ ہی رات گذارے۔

اتنی بات کہہ کر آپ اپنے گھر چلے گئے۔ خدا کا کرنا پھر ایسا ہی ہوا کہ جیسا آپ نے فرمایا تھا۔ کہ تیسرے روز رات کو اس قدر طوفانی بارش ہوئی کہ اس نالے کے کنارے جتنی پن چکیاں اور پُل تھے وہ سب بہہ گئے۔ حتیٰ کہ مظفر آباد کے قریب مغربی جانب والا پُل بھی سیلاب کی نذر ہو گیا۔

کرامت نمبر ۳ ☆: ایک دفعہ بارشیں نہ ہونے کی بنا پر فصلیں جھلس گئیں تھیں۔ آپ نے اپنے گھر کے پاس والے نالے میں کپڑے اتار کر ایک چادر باندھ کر بیٹھ گئے اور بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔ ابھی دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا۔ جو پورے آسمان پر پھیل گیا۔ اور موسلا دھار بارش ہو گئی۔ آپ کو چادر کھول کر کپڑے پہننے کی بھی فرصت نہ ملی آپ کپڑے ہاتھ میں لے کر چادر بندھی ہوئی گھر پہنچے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۶۲ ہجری بمطابق 1943ء بارہ مئی بروز بدھ بوقت تہجد کو ہوا۔ مزار پر انوار سید پور شریف کی بلند ڈھیری پر اپنے مرشد خواجہ فقیر محمد ہشتنگری کے قریب چند قدموں پر سید پور شریف ضلع و تحصیل مظفر آباد آزاد کشمیر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخانی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردۂ آغوش ولایت، علامۃ العصر، فقیہہ دوراں، عالم ربانی، مرشد لاثانی حضرت مولانا محمد عبداللہ درخانی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب وماہتاب طہارت وپاکیزگی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت حضرت مولانا خواجہ محمد فاضل درخانی اویسی علیہ الرحمۃ کی دختر نیک اختر تھیں، جو اپنے زمانہ کی صالحہ، عابدہ خاتون تھیں۔

آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ محترمہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک خاتون تشریف لائیں جو صورت وسیرت کے لحاظ سے نہایت ہی حسین وجمیل تھیں، ان کی آمد سے ہر طرف دلآویز خوشبو بکھر گئی۔ انہوں نے عربی زبان میں ارشاد فرمایا کہ میں فاطمہ ہوں۔ اور وہ میرے والدِ بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جنہوں نے مجھے بھیجا ہے، جب میں نے دیکھا تو تھوڑی دور حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے جو بہت ہی حسین اور بے نظیر لباس پہنے ہوئے تھے۔ پھر حضرت سیّدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے چراغ میں بتی اور تیل ڈال کر اسے روشن کیا۔ اور مجھے دے کر فرمایا تیرا یہ چراغ نہیں بجھے گا۔

چنانچہ جب آپ کی ولادت ہوئی تو ولی العصر حضرت مولانا محمد فاضل درخانی اویسی علیہ الرحمۃ نے آپ کا نام نامی محمد عبداللہ تجویز فرمایا۔ آپ کے نانا جان کو آپ سے حد درجہ پیار اور اُنس تھا۔ اسی بنا پر آپ کی بنیادی تعلیم وتربیت کا ذمہ انہوں نے ہی اُٹھایا ہوا تھا۔ مگر جب اُن کا وصال ہوا تو آپ کی تعلیم کا سلسلہ بھی رک گیا۔ جس کی وجہ سے آپ کے نانا جان کی روح مبارک لحد میں بے قرار ہوئی کہ میرا نواسہ تعلیم سے کیوں محروم ہو رہا ہے۔

انہوں نے ایک رات خواب میں آپ سے مزید تعلیم حاصل کرنے کو کہا تو آپ نے تعلیم جاری رکھنے کا ارادہ کرلیا، لیکن والدہ محترمہ نہیں چاہتی تھیں کہ میرا لختِ جگر ایک لمحے کے لئے بھی ان سے جدا ہو۔ ادھر آپ کے نانا ہر رات تین دن تک مسلسل تحصیل علم کا ارشاد فرماتے رہے۔

بالآخر آپ کو گھر سے دور رہ کر علم حاصل کرنے کی اجازت مل گئی۔ اور آپ اپنی والدہ کی نیک دعاؤں کے ساتھ مزید حصول علم کے لئے گھر سے نکلے اور شکار پور صوبہ سندھ کی دینی درسگاہ میں داخل ہو کر علم حاصل کرنے لگے۔

اُس مدرسے میں سندھ کے ایک بڑے زمیندار کا بیٹا بھی زیر تعلیم تھا، جو اُن دنوں ''کریما'' پڑھ رہا تھا۔ آپ کے اُستادِ محترم

نے آپ کی تعلیمی قابلیت کے پیش نظر آپ سے فرمایا کہ اس لڑکے کو آپ سبق پڑھایا کریں۔

چنانچہ آپ نے بڑی ہی نیک نیتی سے اس لڑکے کو پڑھانا شروع کر دیا۔ جس کے باعث اُس کے والدین نے خوش ہو کر آپ کے لئے مدرسہ میں باقاعدہ عمدہ قسم کا کھانا بھجوانا شروع کر دیا، جسے آپ نے پسند نہ فرمایا۔

اس بات کا پہلے آپ نے استادِ گرامی کی خدمت میں ذکر کا ارادہ کیا کہ میں اس طالب علم کو درس نہیں دے سکتا، مگر استادِ محترم کے ادب کے پیش نظر خاموش رہے، بعد ازاں اس مدرسے کو ہی خیر باد کہہ کر سکھر کے گاؤں ''بنگ'' تشریف لے گئے۔ وہاں مولانا نذر محمد کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے دو سال کی مسلسل محنت و لگن کے بعد ۱۳۱۸ھ بمطابق 1900ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

اس مدرسہ میں اگر چہ کھانے پینے کا معقول انتظام نہ تھا، ہر طالب علم کے حصے میں جوار کی چوتھائی روٹی حصے میں آتی تھی، اور شکار پور کا مدرسہ آپ نے لذیذ کھانوں کی وجہ سے چھوڑا تھا۔ جبکہ قدرت نے یہاں جوار مہیا کی۔ مگر آپ صبر شکر کے ساتھ اپنے مقصود کے حصول کے لئے کوشاں رہے۔ اور کامیابی سے ہمکنار ہو کر گھر واپس آ گئے۔

بیعت و خلافت ☆: علوم دینیہ کے حصول کے بعد آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں قطب العصر حضرت خواجہ محمد عمر جان چشموی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اُنہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

آپ نے اپنے مرشد کامل کے حکم پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا منظوم شجرہ طریقت بھی تیار کیا تھا، جو آپ کی شاعری کا شاہکار اور قادر الکلامی کا مظہر ہے۔

درس و تدریس ☆: آپ نے ڈھاڈر میں دینی مدرسہ قائم کر کے درس و تدریس کا آغاز کیا۔ دور دراز سے لاتعداد افراد نے آ کر آپ سے اکتساب فیض کیا۔ آپ سے فیض حاصل کرنے کے لئے علاقہ کی معزز شخصیات جن میں حضرت سید اورنگ زیب شاہ، اور سید عبدالمجید شاہ جیسی مقتدر ہستیاں زیادہ معروف اور قابل ذکر ہیں۔

گرمیوں کے موسم میں آپ سریاب کوئٹہ تشریف لے آتے۔ اس لئے کہ ڈھاڈر کی گرمی ناقابل برداشت ہوتی ہے، جس کے بارے میں ایک شاعر نے کہا ہے

سبّی و ڈھاڈر ساختی...... دوزخ چرا پر داختی

سریاب میں درس و تدریس کا سلسلہ منقطع نہ ہوتا تھا۔

آپ کو فتویٰ نویسی پر بڑی مہارت تامہ حاصل تھی۔ اپنے اس علمی تبحر کے باعث ۱۳۵۴ھ بمطابق 1935ء سے ۱۳۵۶ھ بمطابق 1937ء تک سابقہ ریاست قلات کے قاضی القضات رہے۔

تصنیف و تالیف ☆: آپ نے متعدد موضوعات پر چند اہم کتابیں اپنی یادگار کے طور پر چھوڑی ہیں۔ جس میں سے چند اہم کتابوں کے اسمائے گرامی اور تفصیل درج ذیل ہے۔

افاضۃ المصلّی ☆: عربی کی اس کتاب میں نماز حنفی کے جامع مسائل صحیحہ پر بحث کی گئی ہے، اس کا فارسی ترجمہ بھی اس

کے ساتھ 1925ء میں شائع ہوا تھا۔

سلسلہ قبلہ چشموی ☆: فارسی میں لکھی گئی اس کتاب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگوں بشمول بلوچستان کی معروف نقشبندی درگار چشمہ شریف نزد گوئٹہ شہر کے حالات درج ہیں۔

شمائل شریف ☆: یہ کتاب براہوئی زبان کی منظوم کتاب ہے، جو کہ 1905ء میں طبع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل وخصائل کا بیان ہے۔

سفر حجاز درخانی ☆: جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب آپ کے حجاز مقدس کے سفر کے احوال پر مفصل کتاب ہے۔

معجزات شریفہ ☆: براہوئی زبان میں منظوم یہ کتاب جس میں رسول کائنات ﷺ کے ستر معجزات کا مفصل ذکر ہے۔

فتویٰ درخانی ☆: فارسی نثر کی یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے، اس میں آپ نے جو شرعی فیصلے کئے ان کو قلمبند کیا گیا ہے، یہ کتاب ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔

اس کے علاوہ **تحفۃ العوام** ☆ **راہ نامہ** ☆ **کنز الاخبار** ☆ یہ تینوں کتابیں بھی آپ کے قلمی نسخوں کی صورت میں آپ کے اہل خاندان کے پاس محفوظ ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال بروز یکشنبہ گیارہ صفر المظفر ۱۳۶۳ھ بمطابق 6 فروری 1944ء کو ہوا۔

مزار پُرانوار ڈھاڈر کے قریب ایک گاؤں درخان صوبہ بلوچستان میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مولانا عبدالباقی درخانی نقشبندی سجادہ نشین مقرر ہوئے جو آپ کے قائم کردہ مدرسہ وتعمیر کردہ مسجد اور خانقاہ کو آباد کئے ہوئے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پاسبان مسلک مجددیہ، مبلغ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، احسان الخلائق، خیر العباد، سرفراز دارین حضرت خواجہ محمد حسن جان سرہندی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ دریائے گوہر فضل وکمال ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 6 شوال المکرّم 1278 ہجری بمطابق 1861ء کو قندھار افغانستان میں عارف باللہ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن مجددی سرہندی علیہ الرحمتہ کے گھر میں ہوئی۔

آپ فاروقی النسل ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب وطریقت چند واسطوں سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔ جب آپ سن شعور کو پہنچے تو والد گرامی نے آپ کی تعلیم کے لیے بہترین ماہر تعلیم اساتذہ کا تقرر کیا، ابتدائی تعلیم قندھار میں مکمل کر ہی رہے تھے کہ والد گرامی خراسان سے ہجرت کر کے پاکستان کے معروف صوبہ سندھ کے شہر حیدر آباد کے قریب ٹنڈو سائیں داد میں تشریف لے آئے۔ یہاں آ کر آپ نے مولانا نعل محمد متعلوی سے اکتساب فیض کیا اور علوم متداولہ کی تحصیل وتکمیل کی۔

حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول ☆: جس زمانے میں آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ عبدالرحیم مجددی سرہندی علیہ الرحمتہ حج بیت اللہ شریف کے لیے حجاز مقدس گئے تو آپ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرکار علیہ السلام کے روضۂ مقدسہ مطہرہ پر حاضری دے کر فیوض وبرکات سے مالا مال ہوئے۔

مدینہ شریف سے آپ اپنے والد گرامی کے ہمراہ دوبارہ مکہ معظمہ تشریف لائے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم شیخ طریقت شیخ العرب والعجم حضرت حاجی الشاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمتہ کی معرفت مدرسہ صولیتہ مکہ مکرمہ میں داخلہ لے کر حضرت شیخ احمد وحلان اور شیخ الحدیث محمد ابوالنصر دمشقی سے دورہ حدیث شریف مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے عظیم والد حضرت خواجہ عبدالرحیم مجددی نقشبندی سرہندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وصاحب ارشاد ہوئے اور بعد ان کے وصال کے

آپ ہی جانشین مقرر ہوئے۔

تحریک خلافت ☆: جب تحریک خلافت چلی اور ''ہندو مسلم اتحاد'' اس عروج پر پہنچ گیا کہ بعض مسلمان لیڈروں نے گاندھی کو اپنا مقتدا اور پیشوا حتیٰ کہ مہدی کہنا شروع کر دیا تو آپ نے اس کی سخت ممانعت کی اور فرمایا کہ: ''تعجب ہے لوگ نصاریٰ سے ترک موالات کرتے ہیں اور جو نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں'' یعنی مشرکین ان سے بھائی چارہ قائم کرتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ جب حیدر آباد میں آل انڈیا خلافت کانفرنس منعقد ہوئی تو آپ کے دونوں صاحبزادوں نے اس میں شرکت کی آپ سے اجازت طلب کی آپ نے بادل ناخواستہ ان کو شرکت کی اجازت دے دی، جب کانفرنس سے واپسی پر آپ کے صاحبزادگان نے کانفرنس کا حال سناتے ہوئے آپ کو بتایا کہ اس کانفرنس میں سندھ کے نامور علماء اور مشائخ مثلاً پیر صاحب جھنڈہ والے، مولانا سید اسد اللہ شاہ ٹھکرائی، مولانا عبد الکریم درس، مولوی محمد صادق کھڈہ والے بیٹھے ہوئے تھے، اور ان سب کے درمیان ایک بلند چبوترہ پر تخت بچھایا تھا جس پر گاندھی بیٹھا ہوا تھا تو یہ سن کر آپ کو اس قدر حزن و ملال ہوا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور آپ نے فرمایا کہ کیا اتنے ساری علماء اور مشائخ میں ان کو کوئی بھی ایسا نظر نہیں آیا جو صدارت کرتا، ایک ہندو کافر کو مشائخ کے مقابلہ میں یہ عزت دے کر انہوں نے قوم مسلم کو ذلیل و خوار کر دیا۔ اس طرح جب انہی لیڈروں نے یہ تحریک چلائی کہ سندھ، پنجاب اور ہندوستان سے ہجرت کر کے افغانستان میں جا کر آباد ہو جاؤ تو آپ نے اس کی بھی ممانعت فرمائی، نہ آپ نے اس کی بھی ممانعت فرمائی، نہ آپ نے خود ہجرت فرمائی اور نہ اپنے متعلقین کو اس کی اجازت دی، آپ نے فرمایا کہ نہ وہاں اس ملک میں اتنے لوگوں کی گنجائش ہے اور نہ ہی وہاں کی سختیوں کو یہ سندھ اور ہندوستان کے لوگ برداشت کر سکیں گے اور ایسا ہی ہوا کہ ایسا ہی ہوا کہ بہت سے قافلے جو کچھ اپنا ہندوؤں کے ہاتھوں بیچ کر وہاں گئے ان کو جب وہاں جگہ نہ ملی تو واپس اس حال میں آئے کہ یہ اپنا ملک بھی ان کے اجنبی بن گیا تھا۔

اسی طرح جب کانگریسی علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ انگریزوں کا بنایا ہوا کپڑا پہننا حرام ہے اور اس کو پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ تو آپ نے اس کے خلاف فتویٰ دیا اور شرعی دلائل سے ثابت کیا کہ اس قسم کا کپڑا پہننے میں شرعی لحاظ سے کوئی حرمت نہیں ہے۔ اگرچہ اپنا بنایا ہوا کپڑا پہننا مستحب اور مستحسن ہے لیکن انگریز کے بنائے ہوئے کپڑے کو شرعی لحاظ سے حرام قرار دینا درست نہیں ہے کیوں کہ محض کسی کی مخالفت میں شرعی احکام کو بدل دینا جائز نہیں، حتیٰ کہ یہ مسئلہ اتنا بڑھا کہ حیدر آباد میں اس کے لئے ایک مناظرہ کی تاریخ طے ہوئی جس میں آپ کے ہمراہ مولانا عبد القیوم بختیار پوری، علامہ حاجی لعل محمد متعلوی، مولانا محمد عثمان تھے، اور تحریک خلافت والوں کی طرف سے حاجی اسد اللہ شاہ ٹکھڑائی، مولوی محمد صادق، حکیم شمس الدین نوشہرہ والے تھے جب کہ اس مناظرہ کے منصف اور ثالث مولانا معین الدین اجمیری تھے جو خلافت کمیٹی راجپوتانہ کے صدر تھے۔ جب مناظرہ ہوا تو

آپ کے دلائل کو وزنی قرار دیتے ہوئے آپ کے حق میں مولانا معین الدین اجمیری نے فیصلہ دیا اور اس مناظرہ کی تمام روئد اد ایک کتاب میں تحریر فرما کر اس کو شائع فرمایا اس کتاب کا نام "القول الفیصل فی جواز الثبات من الحربی المقاتل" رکھا۔ آپ کے سوانح نگار آغا عبداللہ جان لکھتے ہیں کہ تحریک خلافت کے زمانے میں جب ہندوستان سے علماء کی سندھ میں آمد و رفت ہوئی تو وہابی اور بخدی عقائد بھی سندھ میں آنے شروع ہو گئے۔ حتیٰ کے دین محمد وفائی نے مولوی تاج محمود امروٹی کی سرپرستی میں "تقویۃ الایمان" کا سندھی ترجمہ، "توحید الاسلام" کے نام سے لکھ کے چھپوایا تو آپ ان عقائد کے خلاف جہاد کے لئے کھڑے ہو گئے اور سب سے پہلے آپ نے بھرپور کوشش کر کے شکار پور سے "الحسیف" کے نام سے ایک اخبار جاری کرایا اس کے علاوہ "اصول اربعہ" اور اس جیسی بہت سی کتابیں تصنیف فرما کر شائع کروائیں جس میں دلائل اور براہین سے ان کے عقائد کا رد کیا گیا، اسی طرح جب سعودی حکومت کی طرف سے گنبد خضراء کو منہدم کرنے کی خبر آپ تک پہنچی تو آپ بے چین و بے قرار ہو گئے۔

چنانچہ صاحب مونس المخلصین رقمطراز ہیں کہ

"دایں میاں باز فتنہ نجدیت و توہب در سندھ سر بالا کرد و مخفی نماند کہ در ملک سندھ تمام علماء و مشائخ و سلف صالحین از زمانہ قدیم ہمہ سنی مقلد و حنفی المذہب بودند و چوں نجدیہ بر بلاد حجاز مسلط شد و مظالم آنہا از سفک دماو قتل نفوس و نہب اموال مسلمین و تکفیر مسلمانان و تخریب مقامات مقدسہ و ہدم قبور و قباب شنیدند خیلے حسرت و افسوس خوردند و تمام مسلمانان عالم را دل سوختہ و جگر کباب گردید گو کہ بعضے ہم مشرباں اور خوشاں خوش شدند و شادمانیہا کردند و تار مبارک بادی ہا فرستادند و بر مظالم آنہا پردہ انداختند تا آنکہ خبر ہدم گنبد خضرائے سرکار مدینہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام التحیۃ بسمع ایشاں رسید پس بے قرار و بے آرام شدند"

اس مسئلہ کے حل کے لئے سندھ کے تمام معززین اور علماء دین کو آپ نے شکار پور میں جمع فرمایا اور اس اجلاس میں روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی تدابیر سوچیں گئیں۔

سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا گیا کہ سندھ کے عاشقان رسول کی طرف سے ابن سعود کو ایک تار روانہ کیا گیا جو خان بہادر علی بخش خان محمد حسین جو ممبر کونسل تھے ان کے ذریعہ وائسرائے تک پہنچایا گیا اور وائسرائے کے توسط سے سعودی فرمانروا کو پہنچایا گیا، دوسرے ہی روز بادشاہ کی طرف سے اس کا جواب موصول ہو گیا کہ آپ لوگ پریشان نہ ہوں روضہ اطہر کی بے حرمتی کا ہمارا کوئی ارادہ نہیں۔

علمی ذوق اور تصنیف و تالیف ☆: آپ کا علمی ذوق بہت بلند پایہ کا ہے۔ ہر موضوع ہر مشرب ہر مسئلہ پر بڑی سے بڑی چھوٹی سے چھوٹی کتاب، آپ کے کتب خانہ میں موجود و محفوظ ہے۔ آپ نے رد وہابیت پر تقریری و تحریری انداز میں بہت کام کیا ہے۔ بہت سی کتابیں آپ نے، اہل سنت و جماعت کے لیے چھوڑی ہیں۔ جن میں:

۱) شفاء الامراض......۲) انیس المریدین......۳) انساب الانجاب......۴) الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ......۵) طریق النجات مع رسالہ التنویر فی اثبات التقدیر......۶) رسالہ تہلیلہ......۷) العائد الصحیحہ التنویر فی مذہب اہل سنت والجماعۃ......۸) تذکرۃ الصلحاء فی بیان الاتقیاء......۹) شرح حکم عطاء اللہ سکندری......۱۰) پنج گنج......۱۱) سفرنامہ عربستان......۱۲) الاشارہ الی ابشارہ......۱۳) رسالہ فی باب الصحت الجمعۃ فی القرنے......۱۴) لغات القرآن......۱۵) رسالہ درقواعد تجوید مشہور ہیں۔

سیرت و کردار☆: آپ پابند شریعت وطریقت اور بلند پایہ عالم دین اور عارف کامل واکمل تھے۔ مریدین کی تربیت پر خصوصیت سے توجہ دیتے اور شریعت وطریقت کی پابندی کی سختی سے تعلیم دیتے تھے۔ آپ کا خانقاہی نظام بہت پختہ اور لنگر وسیع اور دراز تھا۔

آپ نے اپنی دینی، علمی، تدریسی، تبلیغی اور خانقاہی مصروفیات کے باوجود ملی، مذہبی اور قومی تحاریک میں بھرپور کردار ادا کیا۔

1296 ہجری میں جب افغانستان کے عوام نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا تو آپ نے اس میں بھرپور شرکت کی۔ اسی طرح جنگ طرابلس میں مجاہدین کی بھرپور مالی امداد کی۔ تحریک خلافت میں دل کھول کر کام کیا ہندوؤں سے مخالفت آپ کا وطیرہ رہا ہے۔

تحریک پاکستان شروع ہوئی تو آپ نے سندھ میں مسلم لیگی امیدواروں کی حمایت کر کے ان کو کامیاب کرایا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۴ رجب المرجب ۱۳۶۵ ہجری بمطابق دو جون 1946ء بروز پیر کو ہوا۔ مزار پُرانوار ٹنڈو سائیں داد نزد حیدرآباد صوبہ سندھ میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت پیر سید مفتی عبدالعزیز شاہ گیلانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: نسب رسولی، فخر السادات، پروردۂ آغوش ولایت، شہباز طریقت و معرفت، زبدۃ العارفین حضرت پیر سید مفتی عبدالعزیز شاہ گیلانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قطب آسمان ولایت ہیں۔

آپ حسنی حسینی سید ہیں، آپ کا شجرہ نسب حضرت شاہ محمد غوث لاہوری قادری علیہ الرحمۃ کے توسل سے ۲۶ واسطوں کے بعد حضرت پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی غوث الصمدانی السیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکات سے جا کر ملتا ہے۔ آپ مسلکاً سُنی حنفی بریلوی اور مشرباً نقشبندی مجددی اور نسباً گیلانی سیّد ہیں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں قطب الوقت حضرت خواجہ سید احمد نبی المعروف زلفاں والی سرکار نقشبندی مجددی سجادہ نشین چورا شریف کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و صاحب ارشاد ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ انتہا درجہ کے نیک پارسا، متقی و پرہیزگار، پابند شریعت وتہجد گذار بزرگ تھے۔ تمام عمر اپنے بزرگوں کی طریقت کی پاسداری کی، خود بھی احکام شریعت وطریقت کی پابندی فرماتے اور اپنے پاس آنے والوں کو پابندی شریعت کا حکم دیتے، خداوند کریم نے آپ کی نگاہ میں وہ کمال رکھا تھا کہ آپ کی نگاہ جس کی غیر مسلم پر پڑ جاتی وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا تھا۔

آپ نے دینی معاملات کے علاوہ ملی خدمات بھی انجام دیں، تحریک پاکستان میں آپ نے کھل کر نہ صرف مسلم لیگ کی حمایت کی بلکہ پورے برصغیر پاک و ہند کے دورے بھی کئے اور اپنی خطابت کے اثر سے لوگوں کو پاکستان کے قیام کا مقصد باور کرایا، حضرت قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبال نے آپ کو تحریک پاکستان کے سلسلہ میں رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے کلکتہ تک روانہ کیا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۶۶ھ بمطابق 1946ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار قبرستان شہیداں سیالکوٹ شہر میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ خدا نے آپ کو تین صاحبزادے عطا فرمائے جن میں سے مولانا سید عبدالرشید شاہ سید مفتی محمود شاہ اور حضرت مولانا سید حبیب احمد شاہ ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت الحاج مولانا مفتی دین محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: مفتی ابن مفتی علامہ ابن علامہ عارف کامل شیخ العصر حضرت علامہ مولانا مفتی دین محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ممتاز علمی و روحانی شخصیت حضرت علامہ مفتی امام الدین علیہ الرحمۃ کے گھر موضع رتہ شریف تحصیل و ضلع چکوال میں ہوئی آپ کا پورا گھرانہ علم و عمل اور روحانیت کا مرکز و محور تھا۔ ایسے مذہبی اور علمی و روحانی ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی۔

آپ نے قرآن پاک کی تعلیم موضع کھوکھر زیر میں حاصل کی۔ وہیں سے قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد اپنے گھر رتہ شریف تشریف لے آئے اور علوم دینیہ معقول و منقول کی تعلیم و تحصیل اپنے والد گرامی اور دیگر قابل اساتذہ سے فرمائی جو معقولات و منقولات کے استاد تھے۔ آپ نے تمام عمر خدمت دین متین میں گزاری اور اپنے زمانے کے معروف اور قابل علمائے کرام میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ کے مدرسہ میں حصول علم کے لئے دور دور سے طلبا آتے اور اکتساب فیض کرتے تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی کے بنائے ہوئے مدرسہ میں اس قدر محنت کی اور اس محنت سے طلباء کو پڑھایا کہ اطراف جنوب و شمال میں اس مدرسے کا چرچا ہونے لگا اور اس کو چکوال کے بڑے مدارس میں شمار کیا جانے لگا۔

بیعت و خلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ دوست محمد للہی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

سیرت و کردار☆: اتباع سنت نبوی ﷺ اور محبت رسول ﷺ آپ کی زندگی کا طرۂ امتیاز تھا۔ جب کبھی کسی کو سنت کے خلاف کام کرتے دیکھتے تو آپ کا دل بہت دکھتا اور بروقت ٹوک دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کیسی محبت ہے کہ اس محبوب کے دربار میں ایسا چہرہ بنا کر جاتے ہو جو اس کے دشمنوں نے بنایا ہے۔ نہیں نہیں محبت تو یہ کہتی ہے کہ اس کی محبت میں ایسا دیوانہ ہو جائے کہ اس کے رنگ میں رنگا جائے۔

آپ محبت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ابن آدم سے بے نیاز تھے اور سرکار علیہ السلام کی محبت میں رنگے ہوئے تھے آپ بلند اخلاق بلند کردار شخصیت کے حامل تھے طبیعت میں عاجزی و انکساری ہر وقت رہتی اور خودنمائی ریاکاری بناوٹ تصنع سے سخت نفرت فرماتے تھے۔ اپنے ہمسایوں کا خصوصی خیال فرماتے تھے۔ ہمہ وقت تلاوت قرآن آپ کا خاصہ رہا ہے۔ زندگی کا کوئی لمحہ بھی یاد خدا سے غافل رہ کر نہ گزارا۔ تمام عمر علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت میں صرف کی۔ شریعت و طریقت کی سختی سے پابندی فرماتے تھے۔ اپنے

اسلاف کے اصولوں اوران کی متعین کردہ راہ سے کبھی نہ بھٹکے۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ فیاضی کے دروازے کھول رکھے تھے ہر آنے والے سائل کی نہ صرف ضرورت پوری فرماتے بلکہ اس کی اچھی طرح دلجوئی بھی فرماتے تھے۔ آپ نے کبھی سائل کو خالی نہ لوٹایا اور نہ ہی جھڑکا۔

حج بیت اللہ شریف ☆: آپ نے زندگی میں دو مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی اور کئی مرتبہ مدینۃ الرسول میں آقائے دو عالم ﷺ کے در اقدس میں جبیں سائی کرنے کی سعادت حاصل کی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۳ ذیعقد ۱۳۶۶ھ بمطابق 1946ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار موضع رتہ شریف تحصیل و ضلع چکوال نزد کلر کہار میں مرجع خاص و عام ہے۔ آج بھی آپ کی جلائی ہوئی شمع سے مخلوق خدا رہنمائی وفیض حاصل کر رہی ہے آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ۲۲ جون کو منایا جاتا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ مقبول الرسول للّٰہی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی العصر زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین محبوب المشائخ پیر طریقت امیر شریعت حضرت خواجہ مقبول الرسول للّٰہی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ زینت المشائخ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۰۴ء بمطابق ۱۳۲۲ ہجری میں امام العارفین عمدۃ السالکین حضرت خواجہ عبدالرسول للّٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر للہ شریف ضلع جہلم میں ہوئی۔ آپ کے والد اور دادا اپنے اپنے وقت کے مقتدر عالم دین اور شیخ طریقت تھے آپ کا گھرانہ خالصتاً مذہبی گھرانہ تھا اور ہر دور میں آپ کے دروازے پر طالبان عشق و محبت کا جھمگٹا لگا رہتا دور دور سے لوگ آ کر اس چشمہ سے سیراب ہو کر اپنی تشنگی کو دور کرتے تھے۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد گرامی نے فرمائی اور بعد ازاں آپ کو خلیفہ حضرت خواجہ غلام حسن ڈھڈیاں ضلع جہلم خلیفہ اعظم حضرت خواجہ غلام نبی للّٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم دنیا سے رخصت ہو جائیں اور ان کی تعلیم و تربیت ادھوری رہ جائے، لہٰذا انہیں آپ باطنی علوم و فیوض و برکات سے نوازیں۔

چنانچہ کچھ ہی دنوں کے بعد حضرت خواجہ عبدالرسول للّٰہی کا وصال باکمال ہو گیا حضرت خواجہ غلام حسن رحمتہ اللہ علیہ نے پوری توجہ سے آپ کی تعلیم و تربیت فرمائی اور برسوں کا کام مہینوں میں مکمل فرما دیا۔ خواجہ صاحب اردو فارسی پر کامل عبور رکھتے تھے دونوں زبانوں میں بلا تکلف تحریر و تقریر پر قادر تھے۔

سیرت و کردار ☆: آپ بڑے خلیق، ملنسار، اور سادگی پسند تھے علماء کی تعظیم غرباء سے محبت و شفقت، اور امراء سے بے نیازی آپ کے امتیازی اوصاف تھے تواضع، انکساری کے پیکر تھے اپنے متعلقین کو بھی یہی درس دیتے تھے۔

کوئی عقیدت مند خوشی اور اخلاص سے تحفہ پیش کرتا تو قبول فرما لیتے ورنہ قیمت دیئے بغیر لینا پسند نہ فرماتے تھے اتباع سنت مبارکہ کی پوری کوشش فرماتے اور متبعین کو بھی سنت مطہرہ پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرماتے۔

آپ نے تمام زندگی خدا اور اس کے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی میں گذاری تمام عمر میں کوئی بھی کام خلاف شریعت و طریقت نہیں کیا ہر وقت ذکر خدا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مگن رہے تقویٰ پرہیز گاری کا پیکر تھے عملی طور پر اخلاق محمدی کا نمونہ تھے مہمان نواز حد درجہ کے تھے ہر وقت لنگر جاری رہتا تھا۔

ایک مرتبہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ سالک کس فعل یا عمل سے جلد مراد اور منزل تک پہنچتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ

یکے آں کہ بر خویشتن بیں مباش
وگرنہ آنکہ برغیر بدبیں مباش

تحریک پاکستان کے لئے عملی خدمات ☆: آپ نے قیام پاکستان کی تحریک میں بھرپور طریقہ سے حصہ لیا۔ مسلم لیگ کے نمائندوں کو کامیاب کرانے کے لئے زبانی اور خطوط کے ذریعے اپنے مریدین کی رغبت دلاتے رہے اگر کسی مرید نے انتخابات میں مخالف پارٹی کو ووٹ دیا تو اس پر سخت ناراض ہوئے۔

قیام پاکستان کی پیشگی بشارت ☆: برصغیر کی تقسیم سے قبل آپ نے میاں کامل دین کو بلایا اور فرمایا کہ قائد اعظم آزادی ملک کی خاطر اپنا گھر بار اور آرام کو چھوڑ کر ظاہری کوشش میں مصروف ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ باطنی طور پر کوشش کریں۔ لہٰذا تم روزانہ درود پاک اور استغفار۔ **لا حول ولا قوۃ اور یا حی یا قیوم** تین تین ہزار مرتبہ اور سورہ مزمل چالیس بار پڑھ کر آزادی کے لئے دعا کیا کرو۔

میاں کامل دین نے ایک سال تک یہ معمول جاری رکھا بعد ازاں آپ نے انہیں ایک خط لکھا کہ پاکستان کی بنیاد تحت الثری تک چلی گئی ہے۔

چنانچہ اس خط کے ایک ماہ بعد پاکستان کا اعلان ہوگیا جس سے آپ بہت خوش ہوئے۔ لیکن ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ قائد اعظم کا انتقال ہوگیا اور اس کے کچھ ہی عرصے بعد ہندوستان نے کشمیر پر حملہ کر دیا ادھر حیدر آباد پر ہندوستان کا تسلط ہوگیا۔ ان تمام واقعات سے آپ بڑے مغموم اور پریشان ہوئے۔

آپ کا مکتوب ☆: آپ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ قائد اعظم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال سے مسلمانان عالم اسلام کو جو رنج ہوا ہے وہ محتاج بیان نہیں اللہ شریف جیسے بے حس شہر میں چار چار پانچ پانچ سال کے بچوں نے بھی دو تین دن تک کچھ نہ کھایا اور دھاڑیں مار مار کر روئے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ اوپر سے حیدر آباد کا معاملہ پیش آیا اس سے تو مسلمانوں کی کمر ٹوٹ گئی مگر بقول شخصے

خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

ان صدموں نے جو ایک ساتھ آئے ہیں مسلمانوں کی آنکھیں کھول دی ہیں جو لوگ سستی سے کام لے رہے تھے وہ بہت چوکنے ہوگئے ہیں اور بھاری ذمہ داری محسوس کرنے لگے ہیں گویا تازیانہ عبرت ثابت ہوا۔

مکتوب دیگر بنام مریدین ☆: ایک دوسرے مکتوب میں مریدین کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چاہئے کہ نماز پنجگانہ اوقات مسنونہ اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ ہرگز قضا نہ کریں۔ خصوصاً بوقت شام شجرہ شریف مروجہ اور بوقت سحر شجرہ شریف داہیہ پڑھیں۔ اشد تاکید ہے **امر بالمعروف نہی عن المنکر** کا خیال ہر وقت رکھنا اشد ضروری ہے" کار ایں است

دیگر ہمہ ہیچ"

شادیاں اور اولاد☆: آپ نے دو عقد مسنون کیئے پہلے عقد سے کوئی اولاد نہ تھی اور اس لئے دوسرا عقد مولانا مفتی عطا محمد رتوی رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے کیا جس سے تین صاحبزادیاں اور پانچ صاحبزادے پیدا ہوئے صاحبزادگان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت الحاج صاحبزادہ حافظ محمد مطلوب الرسول صاحب، صاحبزادہ محمد مقصود الرسول، صاحبزادہ محمد صبغتہ اللہ، صاحبزادہ محمد حجتہ اللہ، صاحبزادہ محمد انوار ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۶۸ ہجری ۱۳ فروری 8۱۹۴ کو میو ہسپتال لاہور میں ہوا دوسرے روز آپ کے جسد خاکی کو للہ شریف لے جایا گیا جہاں آپ کو آپ کے جد امجد خواجہ غلام نبی رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں دفن کیا گیا مزار پر انوار للہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت علامہ پیر فتح محمد نقشبندی بھوروی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع حسنات وکمالات، مجسمہ حُسنِ اخلاق، صاحب کشف وکرامات، فقیر یگانہ، مرشد زمانہ، حضرت علامہ مولانا فتح محمد نقشبندی بھوروی رحمتہ اللہ علیہ آسمان ہدایت کے آفتاب وماہتاب ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۴۴ھ بمطابق 1828ء کو اپنے وقت کے نیک سیرت بزرگ حضرت میاں جنگ باز قادری رحمتہ اللہ علیہ کے گھر بھور شریف نزد عیسیٰ خیل ضلع میانوالی کے روحانی وعلمی گھر میں ہوئی۔

آپ کے والد گرامی حضرت جنگ باز علیہ الرحمۃ انتہائی نیک سیرت، باکردار، عابد وزاہد درویش تھے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت اور خرقۂ خلافت سے سرفراز تھے۔

آپ کے اجداد ڈیرہ اسماعیل خان سے ہجرت کر کے بھور شریف میں آ کر آباد ہوئے جن کی آمد کی وجہ سے اس علاقہ کا نصیب چمک اُٹھا کہ آپ کی ولادت باسعادت اسی بھور شریف کی سرزمین پر ہوئی۔ اور آپ کی ضیاء پاشیوں نے دور دور تک کے علاقے روشن اور منور کر دیا۔

آپ کے والد گرامی نے ابتدائی تعلیم وتربیت کے لئے آپ کو عیسیٰ خیل بھیجا جہاں آپ نے اردو کی تعلیم حاصل کی، بعد ازاں علوم دینیہ کی تکمیل کے لئے عیسیٰ خیل کے نامور بزرگ عالم دین حضرت قاضی نور کمال ہاشمی علیہ الرحمۃ جن کی شہرت کا ڈنکا دور دور تک بج رہا تھا، بڑی طویل مسافتیں طے کر کے لوگ ان کے پاس دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیکھنے کے لئے حاضر ہوتے تھے آپ نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے علوم دینیہ میں کمال وعروج حاصل کیا۔

حضرت فقیر گل محمد ہاشمی کے دربار پر حاضری ☆: آپ حضرت فقیر گل محمد ہاشمی علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر اکثر حاضری دیا کرتے تھے، اس دوران آپ کی ملاقات ایک ایسے عامل سے ہو گئی جس کے قبضے میں جنات تھے، آپ نے جنات کو قابو کرنے کا عمل اُس سے پوچھا اور پھر اس میں کامیابی حاصل کر کے جنات پر قابو پا لیا، اس شغل کے دوران کچھ عرصہ تک آپ نے علوم دینیہ کی تدریس اور وعظ ونصیحت کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

مرشد کامل کی تلاش وجستجو ☆: درس وتدریس کے دوران آپ کے دل میں جستجو پیدا ہوئی کہ اللہ کے کسی نیک بندے سے رابطہ کیا جائے، اس لئے کہ منزل کا حصول مرشد کامل کی بیعت کے بغیر ناممکن ہے، اس سلسلہ میں حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ

آف کوٹ مٹھن شریف سے آپ کا رابطہ بذریعہ خط و کتابت چل ہی رہا تھا کہ ایک دن آپ اپنے کسی دوست کے ہمراہ سفر کے لئے نکل پڑے۔

اس بات کا علم جب آپ کے والد گرامی کو ہوا تو وہ بھی آپ کے پیچھے چل پڑے اور ڈیرہ اسماعیل خان کی ایک مسجد میں دونوں باپ بیٹا کی ملاقات ہوگئی، آپ کے والد محترم نے پوچھا کس مقصد کے تحت سفر کے لئے نکلے ہو، آپ نے عرض کی تلاشِ مرشد میں گھر سے نکلا ہوں، آپ کے والد گرامی نے فرمایا میری نظر میں ایک مردِ کامل ہیں آؤ تمہیں ان کی خدمت میں لے جا کر بیعت کراتے ہیں، آپ والد گرامی کے ہمراہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے معروف بزرگ حضرت غلام محمد قادری بھکڑا شریف والوں کی خدمت میں جا پہنچے اور مدعا عرض کیا تو حضرت غلام محمد قادری علیہ الرحمۃ نے آپ کو بیعت نہیں فرمایا، بلکہ راہنمائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ حضرت مولانا جان محمد نقشبندی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں میبل شریف نزد کلورکوٹ ضلع بھکر تشریف لے جائیں۔

چنانچہ آپ حضرت خواجہ غلام محمد قادری علیہ الرحمۃ کے حکم پر حضرت مولانا خواجہ جان محمد نقشبندی علیہ الرحمۃ میبل شریف والوں کی خدمت پہنچے اور مدعا عرض کیا تو انہوں نے فرمایا اگر میرے ہاتھ پر بیعت اختیار کرنی ہے تو جنات والا شغل چھوڑنا پڑے گا۔

چونکہ آپ حضرت مولانا جان محمد نقشبندی علیہ الرحمۃ کی نگاہوں کا شکار ہو کر ان کی زلف کے اسیر ہو چکے تھے، لہٰذا آپ نے تمام عملیات چھوڑ دیئے اور قید کردہ جنات کو آزاد کر دیا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا جان محمد نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دستِ حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور چودہ برس تک منازلِ سلوک طے کرنے کے بعد انہی سے خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

حضرت محمد حسن لالہ پیر آف زکوڑی شریف کی خدمت میں حاضری ☆: ایک دن آپ کے پیر و مرشد مولانا جان محمد نقشبندی علیہ الرحمۃ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ میرے پیر خانے زکوڑی شریف ڈیرہ اسماعیل خان جا کر حضرت خواجہ محمد حسن لالہ نقشبندی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دیں۔

چنانچہ مرشد کامل کا حکم ملتے ہی آپ زکوڑی شریف جا پہنچے اور اپنے مرشد کامل کا دیا ہوا رقعہ ان کی خدمت میں پیش کیا، زکوڑی شریف میں آپ کی بہت عزت افزائی کی گئی، رات گزری تو صبح کے وقت حضرت خواجہ محمد حسن لالہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو طلب فرمایا، اور اپنے والد ماجد حضرت فقیر صاحب پیر آف زکوڑی شریف کے مزار مبارک کے قریب کھڑا کر کے آپ کی دستار بندی فرمائی اور فرمایا کہ رات کو میرے والد بزرگوار حضرت فقیر صاحب نے مجھے حکم دیا کہ فتح محمد بھوروی کی میرے پاس دستار بندی کرو، اور ساتھ ہی آپ کو خلقِ خدا کو معرفت و ہدایت کی تبلیغ کا حکم دیا۔

دیگر بزرگوں کے مزارات سے فیضِ باطنی ☆: آپ کو اپنے مرشد کامل کے علاوہ بہت سے بزرگانِ دین سے باطنی فیوض و برکات حاصل ہوئے۔ ان بزرگوں میں حضرت خواجہ غلام محمد قادری علیہ الرحمۃ بکھڑا شریف نے بھی سلسلہ عالیہ قادریہ کا بہت سا فیضِ باطنی آپ کی جھولی میں ڈالا۔ آپ نے تاجدارِ نقشبند امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے فیوض و برکات

حاصل کرنے کیلئے سرہند شریف ہندوستان کا سفر کیا، آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مراقبے میں تھا کہ حضرت مجدد پاک میرے سامنے تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ لوگ زائر بن کر آتے ہیں مجاور بن کر نہیں۔

چنانچہ میں نے مجدد پاک کے دربار سے واپسی کا ارادہ ترک کر دیا، اور پورے چالیس دن وہاں مجاور بن کر بیٹھا رہا۔ حتیٰ کہ ایک دن پھر حالت مراقبہ میں خود حضرت مجدد پاک نے دولت دیدار سے بھی نوازا، اور واپسی کی اجازت بھی عنایت فرمائی۔

اس کے علاوہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معروف بزرگ حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی علیہ الرحمۃ، حضرت خاصہ بابا موضع ملاخیل، حضرت شیخ نیکا علیہ الرحمۃ، مندہ خیل میں حضرت میاں نواب علی علیہ الرحمۃ اور کنڈل میں حضرت میاں ملوک علی علیہ الرحمۃ کے مزارات پر آپ اکثر رات کے وقت تشریف لے جاتے، ان تمام بزرگوں نے آپ کو باطنی فیوض و برکات سے مستفید فرمایا۔

اس کے علاوہ بانی میانوالی حضرت سید میاں علی گیلانی قادری علیہ الرحمۃ کے پڑپوتے حضرت میاں مراد وند علیہ الرحمۃ جو اپنے زمانے کے بلند پایۂ بزرگ ہو گزرے ہیں، آپ حضرت مولانا پیر فتح محمد بھوروی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرید خاص جناب صوفی جہانگیر خان کے ہمراہ اُن کے مزار پُر انوار پر حاضری دیتے تھے، جب آپ کو اُن سے روحانی فیض حاصل ہوا تو آپ نے فارسی کے یہ شعر اپنی زبان ترجمان سے ارشاد فرمائے

مراد علی مراد سائل نست
مراد و ند مشہو جانست
نصیب فتح محمد نیک بودہ
کہ وقت خوش بر قبرش رسیدہ

سیرت و کردار☆: آپ نے چودہ برس تک اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رکھا، اس کی وجہ نگاہ کو غیر سے محفوظ رکھنا بھی ہو ہے، اس کی دوسری وجہ کثرت اوراد و وظائف سے چہرے پر جو انوار و تجلیات کا نزول ہوتا ہے عام آنکھ اس کے مشاہدے کی تاب نہیں لا سکتی، آپ کا صرف ایک وظیفہ ڈیڑھ لاکھ مرتبہ اسم ذات کا ذکر تھا۔

آپ حد درجہ کے سخی تھے، جو کچھ مال و اسباب اور ان سلے کپڑے آپ کے پاس آتے آپ اپنے قریبی ساتھیوں اور طلباء میں تقسیم فرما دیتے، دنیا اور اہل دنیا سے کوئی سروکار نہ رکھا، ہمہ وقت خدمت دین اسلام تعلیم و تعلم اور مخلوق کی رُشد و ہدایت میں مصروف مشغول رہتے تھے۔

آپ کی شہرت تھوڑے ہی عرصہ میں دور دور تک پھیل گئی لوگ خالی دامن آتے اور جھولیاں بھر کر واپس لوٹتے، ہمہ وقت مخلوق خدا آپ کے گرد ہالہ بنائے بیٹھی رہتی۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب آپ نے سلسلۂ رشد و ہدایت کا آغاز کیا اس سے قبل بھور شریف چند گھرانوں پر مشتمل تھا، لیکن آج اچھا خاصا شہر آباد ہو گیا۔ آپ کے مریدین کی تعداد بلاشبہ ہزاروں میں ہے، ہزار ہا لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو

لاتعداد افراد نے آپ سے ظاہری و باطنی استفادہ کیا، بے شمار گمراہوں کو راہ ہدایت ملی اور کثیر تعداد میں ایسے افراد بھی موجود ہیں جو دینی اور دنیاوی حاجات لے کر آئے اور منہ مانگی مرادیں پا کر لوٹے، آپ نے تمام عمر کسی کو مایوس نہیں فرمایا، آنے والے سائل کو نہ کبھی جھڑکا نہ ہی خالی لوٹایا۔

آپ نے معاشرے کے اصلاحی پہلوؤں پر غور کرتے ہوئے مسلمانوں کی حالت زار کو بدلنے کے ٹھوس اقدامات کئے، چونکہ تمام کاروبارِ دنیاوی پر ہندوؤں کا قبضہ تھا، مسلمان ان کے قرض کے نیچے دبے ہوئے تھے، اکثر مسلمان بوقت مجبوری ہندوؤں سے سود پر رقم قرض لیتے اور پھر ساری زندگی اس بوجھ کے تلے دبے رہتے، آپ نے مسلمانوں میں بیداری پیدا کی، اور انہیں کاروبار اور تجارت سے منسلک کیا اور سودی لین دین کی سختی سے مخالفت کی تاکہ مسلمان ترقی کر سکیں۔

اسی طرح جب قادیانی فتنہ برپا ہوا تو آپ نے اپنے متعلقین کو اس سے آگاہی فرمائی کہ ہمارے نبی محترم آخری نبی ہیں اور حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے۔

تحریک پاکستان میں بھی آپ کسی سے پیچھے نہ رہے اور پاکستان بننے کے بعد کشمیر کی جنگ کے دوران فرماتے کاش میں جہادِ کشمیر میں حصہ لیتا چونکہ اُن دنوں آپ کی صحت خراب تھی، آپ نے اپنے مریدین کی ایک جماعت وہاں بھجوائی اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دلوائی۔

آپ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے اکثر فرمایا کرتے تھے۔ ''عارف وہی ہے جو اپنا دل حق کے لئے اور جسم خدمت خلق کے لئے مختص کر دیتا ہے، آپ کا کوئی دم بھی ذکر خدا سے غافل نہ تھا، ہمہ وقت ذکر خدا میں مشغول و مصروف رہتے تھے۔''

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

اللہ اللہ کردی رہ ویلی نہ بہ
خالی بھانڈا بھر دی رہ ویلی نہ بہ

آپ کی اولاد و امجاد☆: خداوند کریم نے آپ کو دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں عطا فرمائیں تھیں۔ صاحبزادہ میاں محمد آپ کی ظاہری حیات میں ہی وصال فرما چکے تھے، جبکہ دوسرے صاحبزادے حضرت علامہ مولانا پیر محمد صدیق بھوری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: حضرت محمد حسین قریشی (ڈنگ) محمد عیسیٰ قریشی فیصل آباد، حضرت علامہ عبدالمجید (اباڑو ضلع سکھر صوبہ سندھ) صوفی جہانگیر خان (بلوخیل) مولانا فتح محمد قریشی (ڈِلے والی) حافظ محمد حسین قریشی (جڑانوالہ) صوفی میاں محمد عثمان (کوٹ چاندنہ) حضرت شیر علی خان (عیسیٰ خیل) حافظ محمد شریف (شاہ پور سرگودھا)، حضرت علامہ محمد سعید (ماڑی انڈس کے اسمائے گرامی شامل ہیں)

کشف و کرامات☆: آپ کے صاحبزادے میاں غلام محمد صاحب اپنی تصنیف لطیف ''فتح مبین'' میں ڈیرہ اسماعیل خان کے رہنے والے رحیم بخش صاحب کے حوالے سے آپ کی ایک کرامت نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

ایک دفعہ گرمیوں کے موسم میں خانقاہِ معلیٰ بھورشریف میں کافی سارے مہمان آ گئے، حضرت صاحب نے ان کے آرام اور سونے کا انتظام میرے سپرد کر دیا، میں نے تمام مہمانوں کے بستر وغیرہ لگا کر تمام مہمانوں کو سُلا دیا، حضرت صاحب نے مجھ سے پوچھا کیا مہمانوں کے بسترے وغیرہ مکمل ہو گئے میں نے عرض کیا جی حضور، آپ نے فرمایا تمہاری چارپائی؟ میں نے عرض کیا میں تھڑے پر لیٹ جاؤں گا، آپ نے فرمایا تم میرے چارپائی پر سو جانا۔ میں نے ادباً معذرت چاہی تو آپ نے میرا بازو پکڑ کر مجھے چارپائی پر سُلا دیا۔ اور خود چارپائی کے ساتھ لکڑی کے تخت پر بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے رہے۔ اس دوران آپ نے اپنی چادر مبارک مجھ پر ڈال دی۔

مجھے لیٹے اور سوئے ہوئے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ میرا نصیبا چمک اُٹھا کہ مجھے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی اس کے بعد مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، اور میں اعلان کر رہا تھا جس کو باہر کے لوگوں نے بھی سنا کہ جس نے حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنی ہے، کر لے، اسی اثنا میں میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ حضرت قبلہ بھوروی اپنے وظائف میں مشغول ہیں اور مجھے دیکھ کر فرمایا! رحیم بخش یہ راز کی باتیں ہیں انہیں افشاں نہیں کیا جاتا، میں نے وقت قبولیت دیکھتے ہوئے عرض کی! حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں زیارت حرمین شریفین اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہو جاؤں۔

آپ نے فرمایا! تمہیں بارہ برس کے بعد انشاء اللہ زیارت حرمین نصیب ہو جائے گی، رحیم بخش صاحب کا کہنا ہے کہ میں نے تاریخ اور سن نوٹ کر لیا، اور پھر ہوا بھی ایسا ہی کہ مجھے بارہ برس کے بعد زیارت حرمین شریفین نصیب ہوئی۔

کرامت نمبر۲ ☆: آپ کے ایک عقیدت مند سخاوت چیئرمین فرماتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے جا رہا تھا اور میری جیب میں دس روپے کا نوٹ تھا، میرا خیال تھا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں دو روپے نذر برائے لنگر پیش کر دوں گا۔ باقی آٹھ روپے میرے پاس بچ جائیں گے، میں نے بڑی کوشش کی کہیں سے دس روپے کا کھلا مل جائے، راستے میں معلوم کرتا ہوا خانقاہ معلیٰ تک پہنچ گیا مگر دس روپے کا کھلا نہیں ملا۔

لہٰذا خانقاہ شریف میں پہنچ کر حضور قبلہ بھوروی صاحب کی خدمت میں دس روپے نذرانہ یہ کہہ کر پیش کیا کہ یہ لنگر کے لئے ہے۔

سخاوت خان چیئرمین کہتے ہیں کہ میں قربان جاؤں آپ کے کشف پر فرمایا سخاوت خان! اس میں سے دو روپے لنگر کے لئے ہیں اور بقایا تمہارے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تقریباً 120 برس کی عمر شریف میں ۱۳۶۸ھ بمطابق 13 دسمبر 1948ء بروز جمعۃ المبارک کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے ہوا۔

مزار پُرانوار بھورشریف تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں مرجعٔ خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے دربار کے سجادہ نشین پیر طریقت حضرت علامہ محمد صدیق بھوروی نقشبندی مدظلہ العالی ہوئے جو پیرانہ

سالی کے باوجود اپنی ذمہ داریوں کو بڑے احسن انداز میں نبھاتے رہے، حضرت علامہ محمد صدیق بھوروی نقشبندی مدظلہ العالی اپنے وقت کے علامہ زماں اور انتہا درجہ کے متقی و پرہیزگار، زاہد و عابد، نیک سیرت و باکردار شخصیت کے حامل بزرگ تھے۔ دنیائے اہل سنت کے ممتاز علماء اور مشائخ بالخصوص بطل حریت مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمۃ جیسی جہاندیدہ شخصیت بھی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے قدر و منزلت فرماتے تھے۔

حضرت علامہ پیر محمد صدیق صاحب بھوری رحمتہ اللہ علیہ حال ہی میں وصال فرما گئے ہیں آپ کے دو بیٹے حضرت علامہ غلام محمد بھوری اور حضرت علامہ خیر محمد بھوروی ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے حضرت علامہ غلام محمد صاحب آجکل سجادہ نشین ہیں جو کہ عالم باعمل میں اِن دونوں بھائیوں کا شہرہ علم و فضل پورے پاکستان میں ہے۔ حضرت صاحبزادہ خیر محمد بھوروی مدظلہ فنِ خطابت میں یکِ طولیٰ اور مکمل مہارت رکھتے ہیں عوام ہر دلعزیز خطیب ہیں۔

حضرت مولانا غلام علی گوپانگ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فاضل نگینہ، پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت علامہ مولانا غلام علی گوپانگ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ یادگار اسلاف ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۹ ذوالحجہ ۱۲۸۷ھ بمطابق 1870ء کو جناب غلام حیدر خان کے گھر گوٹھ مولانا غلام علی ضلع بدین صوبہ سندھ میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت ☆: سجادہ نشین درگاہ لواری شریف کی سرپرستی میں قائم مدرسہ دارالنور عثمانیہ میں تعلیم وتربیت حاصل کی۔ اسی درسگاہ میں درس نظامی مکمل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ اس مدرسہ کی بنیاد مولانا نور محمد قوم گھرانہ نے ۱۲۷۳ھ کو رکھی تھی۔

بیعت ☆: شیخ طریقت قاطع نجدیت خواجہ محمد سعید صدیقی قدس سرہ سجادہ نشین درگاہ لواری شریف کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور بعد میں خواجہ محمد حسن جان سرہندی کی خدمت میں رہ کر حل لطائف اور مقامات سلوک کی تکمیل کی۔

درس وتدریس ☆: مفتی غلام علی گوپانگ بعد فراغت درگاہ سرہندیہ ٹنڈو سائینداد کی درسگاہ میں مدرس مقرر ہوئے وہیں سے درس وتدریس کا آغاز کیا۔ کچھ عرصہ وہیں گزارنے کے بعد اپنے گوٹھ میں مدرسہ قائم کر کے درس وتدریس اور فتاوی نویسی کا سلسلہ تاحیات جاری رکھا۔

اولاد وامجاد ☆: مولانا غلام علی گوپانگ کو خدا نے چار بیٹے عنایت فرمائے، ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

(۱) مولانا حاجی محمد سعید گوپانگ۔ (۲) غلام حسین۔ (۳) عبدالرحیم۔ (۴) حاجی عبدالرحمٰن۔

حاجی عبدالرحمٰن گوپانگ کے بیٹے مولانا عبداللہ گوپانگ ہیں جو کہ ایک عرصہ سے مدینہ جامع مسجد کے امام وخطیب اور دارالعلوم نورالاسلام مجددیہ چوھڑ جمالی (ضلع ٹھٹھہ) کے صدر مدرس ہیں۔ حاجی صاحب کے دوسرے بیٹے کا نام مولوی غلام علی ہے جو کہ قطر مسجد بدین کے امام وخطیب ہیں عقیدے کے لحاظ سے وہابی ہیں۔ اور رابطے کے باوجود مواد فراہم نہیں کیا۔

وصال باکمال ☆: مولانا غلام علی ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۹ء کو انتقال کیا۔ مرقد منورہ گوٹھ مولوی غلام علی گوپانگ تحصیل وضلع بدین صوبہ سندھ میں واقع ہے۔

بشکریہ، تذکرہ انوار علمائے اہلسنت سندھ

حضرت مولوی غلام محمد قریشی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، فاضل بے بدل، ہمالہ علوم، شیخ یگانہ، عارف زمانہ، ماہتاب شریعت، آفتاب طریقت، حضرت مولوی غلام محمد قریشی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ صاحب تفرید و تجرید ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۵۷ھ بمطابق ماہ جون 1441ء کو محلہ ساربانان علاقہ گاڑی خانہ پشاور شہر میں حضرت مولانا غلام احمد بن مولوی غلام حبیب علیہ الرحمتہ کے گھر ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد سلطان محمود غزنوی کے دور حکومت میں پشاور آئے۔ اور کچھ عرصہ قیام کے بعد ملتان چلے گئے۔ مگر وہاں طبیعت کا میلان نہ ہو سکا تو ضلع اٹک کے معروف علمی علاقہ چھچھ میں تشریف لا کر تعلیم کا سلسلہ شروع کیا اور لوگوں کو دین متین کی تعلیمات سے روشناس کراتے رہے۔

آپ کے دادا حضرت مولوی غلام حبیب صاحب سلطان محمد خان درانی کے دور حکومت میں چھچھ سے پشاور تشریف لائے اور محلّہ ساربانان میں ایک مسجد تعمیر کر کے اس میں دینی تعلیم کا مدرسہ قائم کیا۔ اور تادم آخر اسی جگہ پر تعلیم اور سلسلہ رشد و ہدایت جاری کئے۔ آپ کے والد محترم نے بھی تادم آخر اور آپ نے بھی آخری وقت تک اسی جگہ کو مرکز رشد و ہدایت اور منبع علم و عرفان بنائے رکھا۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی مگر والد گرامی کی زندگی میں ترقی نہ کر سکے والد گرامی کے انتقال کے بعد اہل محلّہ نے مولوی محمد حسین شاہ صاحب کو امامت کے منصب پر کھڑا کر دیا تو یہ بات ناگوار گزری۔ اور آپ تحصیل علم کے لئے ہندوستان چلے گئے اور ۱۸۶۰ء سے لے کر 1904ء تک مسلسل چوبیس برس طلب علم کے لئے پورے ہندوستان کے مختلف شہروں میں گئے اور جیسا کہ آپ کے ایک دوست مولانا غلام مرتضیٰ میکش صاحب نے آپ سے آپ کے اساتذہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ میرے ساتھ پڑھتے رہے ہیں لہٰذا جو استاد ان کے تھے وہی میرے بھی استاد تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بادشاہ گل صاحب کے والد گرامی مہربان علی شاہ اکوڑہ خٹک والے علم کی طلب میں ساتھ رہے ہیں۔ علوم ظاہریہ کی تکمیل کے بعد آپ کی توجہ باطنی علوم اور روحانیت کے طرف مائل ہوئی تو شیخ کامل کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے مختلف جگہوں سے ہوتے ہوئے باغدرہ شریف تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک میں پہنچے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ عبدالرحیم نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت

ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

شیخ کامل کی طرف سے انعام☆: آپ کے شیخ کامل آپ کو نہایت ہی احترام کی نگاہ سے دیکھتے اور محبت وشفقت فرماتے تھے۔ اور اپنے مریدین کو بھی فرماتے تھے کہ ان کا احترام کریں۔

بقول مولا بخش قریشی صاحب کے آپ کے پیرومرشد نے ایک دستار فضیلت اور اپنا عصا عنایت فرمایا تھا۔ عصا تو اب بھی میرے پاس موجود ہے اور دستار مبارک آپ کے وصال کے بعد آپ کے شاگردوں کی مرضی سے مولوی فضل محمود صاحب ساکن بھانہ ماڑی کو دے دی گئی۔

آپ کے مرشد کامل نے اپنے تمام مریدین کو فرمایا تھا کہ مولوی غلام محمد صاحب میرے بعد میری جگہ پر خلیفہ ہوں گے مگر چونکہ آپ اپنے مرشدزادوں کا بے حد احترام کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے مرشدزادے عاقل و بالغ ہیں اور کامل و اکمل ہیں اس لئے ان کی موجودگی میں کسی کو مرید نہیں کروں گا۔

پشاور میں رشد و ہدایت کا آغاز☆: آپ اپنے مرشد کامل کے فرمان کے مطابق مٹہ مغل خیل ڈھیری شبقدر تحصیل پشاور میں قیام کر کے درس و تدریس و تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ اس علاقہ میں آپ کی شب و روز محنت کا نتیجہ نکلا کہ اس علاقے کے لوگوں میں جو دیرینہ عداوتیں اور دشمنیاں تھیں وہ سب ختم ہو گئیں اور ایک دوسرے کے دشمن آپس میں شیر و شکر کی طرح زندگی گزارنے لگے۔

مٹہ خیل سے آپ پشاور شہر میں اپنے مکان پر آ گئے۔ پشاور میں حاجی جانی صاحب مرحوم چرم فروش کی دوکان پر کافی حضرات آپ سے مستفید ہوتے۔ ایک عرصہ قصہ خوانی بازار میں مسجد کرم شاہ مرحوم میں بھی درس دیا۔

آپ پشاور چھاؤنی کلب کی مسجد میں اپنے وصال تک درس دیتے رہے۔ اس مسجد کے متصل آپ کو کوارٹر ملا ہوا تھا۔ وہی آپ کا مدرسہ تھا۔ دور دور سے طلباء آ کر آپ سے مختلف علوم دینیہ پڑھا کرتے تھے۔

سیرت و کردار☆: آپ شریعت و طریقت کے اصولوں پر پوری زندگی سختی سے عمل پیرا رہے۔ نماز پنج گانہ باجماعت بلکہ خود امامت کراتے۔ تہجد اور اوابین اشراق دیگر نوافل کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے رہے۔ خلاف شرع امور پر سختی سے پیش آتے تھے۔ آپ کی زندگی بہت سادہ تھی۔ تمام عمر سادہ لباس زیب تن فرمایا سفید کھدر کا کپڑا خصوصیت سے پسند فرماتے سر پر سفید ٹوپی مختصر سا عمامہ اور گرمی سردی چھتری اپنے پاس رکھتے تھے۔ آپ نہایت ہی با اخلاق، فہمیدہ اور متواضع خصال کے مالک تھے۔ علمائے کرام بالخصوص سادات کرام کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

اولاد و امجاد☆: خداوند کریم نے آپ کو دو بیٹے اور تین بیٹیوں سے نوازا ہوا تھا۔ آپ کے بڑے بیٹے کریم بخش کچہری دروازہ پشاور میں سائیکلوں کا کاروبار کرتے تھے۔ جب کہ دوسرے بیٹے رحیم بخش 1962ء میں انتقال کر گئے تھے۔

کشف و کرامات☆: ایک مرتبہ آپ موضع تہکال بالا تحصیل و ضلع پشاور ایک مباحثہ میں مدعو کئے گئے دن بھر آپ علماء سے بحث مباحثہ کرتے اور رات کو اپنے عقیدت مندوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے۔ اس سلسلے کو کافی دن گزر گئے۔

ایک دن ایک بوڑھا شخص اپنے ایک شادی شدہ جوان بیٹے کو لے کر آیا اور آپ سے مخاطب ہو کر عرض کرنے لگا کہ میرا بیٹا ہے۔ میں خود اور میرے گاؤں کے تمام لوگ اس کے کرتوتوں اور بد معاشی سے تنگ ہیں۔ میں نے اس کے برے کرتوت دیکھ کر اس کی شادی کرادی کہ یہ شاید سنبھل جائے مگر یہ شخص تین بچوں کا باپ ہونے کے باوجود بھی اسی طرح ہے۔

آپ اس بوڑھے کی فریاد سن کر آبدیدہ ہو گئے اور اٹھ کر اس کے بیٹے کو گلے سے لگایا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب ڈال دیا۔ ابھی آپ نے اس لڑکے محمد عمر کے منہ میں لعاب دہن ڈالا ہی تھا کہ محمد عمر آپ کے پاؤں میں گر گیا اور رو کر عرض کرنے لگا کہ مجھے اپنے پاس رکھیں اور دین کا علم پڑھائیں میں اپنے اعمال بد سے توبہ کرتا ہوں۔

آپ نے اس کو اپنی شاگردی میں لے کر پندرہ سال تک علوم دینیہ پڑھا کر مکمل عالم و فاضل بنا دیا۔ اس کے بعد وہ تمام عمر آپ کی خدمت میں ہی حاضر رہا۔ آپ کے وصال با کمال کے بعد کراچی چلا گیا اور جامع مسجد میں امام و خطیب رہ کر سات برس تک مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کی خدمت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اسی دوران بیمار ہو گیا جس کی وجہ سے 1961ء میں کراچی سے واپس آ گیا اور ان کا وصال ہو گیا۔

وصال با کمال ☆: وصال سے پہلے آپ بوجہ علالت فوجی ہسپتال پشاور میں داخل تھے کہ ایک روز اپنے چھوٹے لڑکے رحیم بخش سے فرمایا کہ اب مجھے گھر لے چلو کہ اب میرا وقت پورا ہو چکا ہے۔

چنانچہ حسب الارشاد آپ کو گھر لایا گیا تو صبح چار بجے اللہ ھو اللہ ھو کا ورد کرتے ہوئے ۱۳۷۰ھ بمطابق 1950ء کو آپ کا وصال ہوا۔ مزار پر انوار محلہ سار بانان گاڑی خانہ پشاور شہر میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مسیحائے طریقت، کشتۂ عشق رسولؐ، جگر گوشہ بتول، فخر السادات، عارف ربانی، ناظرین العین، محرم راز معانی، فخر نقشبندیت امام الاتقیاء دلیل العارفین محبوب رب العالمین پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الکاملین ہیں۔

ولادت باسعادت ☆: آپ کی ولادت باسعادت ضلع نارووال تحصیل پسرور کے گاؤں علی پور سیّداں میں ۱۲۶۰ھ بمطابق ۱۸۴۳ء کو اپنے وقت کے عارف کامل حضرت پیر سیّد عبدالکریم شاہ علیہ الرحمۃ کے گھر میں ہوئی۔

آپ کے والد گرامی سیّد عبدالکریم شاہ علیہ الرحمۃ ایک متقی دین دار اور فیاض شخص تھے۔ خداوند کریم نے ان کی زبان میں وہ تاثیر رکھی تھی کہ جو بات کہتے وہ پوری ہو جاتی تھی۔ ایک روز سیالکوٹ کے ایک عالم دین حضرت سیّد عبدالکریم شاہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اُس وقت شاہ صاحب کے ارادت مندوں کی محفل جمی ہوئی تھی۔ شاہ صاحب کا ۵ سالہ بچہ بھی اُن کی گود میں بیٹھا ہوا تھا سیالکوٹی عالم نے تھوڑی دیر حضرت سیّد عبدالکریم شاہ علیہ الرحمۃ سے بات چیت کی اور جانے کی اجازت چاہی۔ جب وہ جانے لگے تو معصوم سیّد زادے نے شاہ صاحب سے کہا پدر محترم مسافر کو گھوڑی دے دیجئے۔ شاہ صاحب سے پہلے سیالکوٹی عالم بولے صاحبزادے میرے پاس تو اعلیٰ نسل کا گھوڑا موجود ہے۔ پھر میں گھوڑی لے کر کیا کروں گا حضرت سیّد عبدالکریم شاہ علیہ الرحمۃ نے سیالکوٹی عالم سے کہا کہ حضرت بچے کی ضد پوری ہونے دیجئے۔ اور ہمارے اصطبل سے ایک گھوڑی لیتے جایئے یہ کہہ کر شاہ صاحب نے خادم کو گھوڑی لانے کے لئے کہا گھوڑی آ گئی۔ سیالکوٹی عالم اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور گھوڑی کی رسی تھامے عازم سفر ہوئے۔ ابھی آغاز سفر ہی تھا کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی سیالکوٹی عالم کو وہیں ایک کھنڈر میں پناہ لینی پڑی بارش رکی تو وہ عالم کھنڈر سے باہر نکلے یک لخت ایک چھ سات فٹ لمبے سانپ نے تیزی سے ان کے گھوڑے کو ڈس لیا گھوڑا تڑپنے لگا اُس کے منہ سے نیلے رنگ کی جھاگ نکلنے لگی اور مر گیا۔ اب سانپ پھن پھیلائے سیالکوٹی عالم کی طرف بڑھا اور قریب تھا کہ سانپ ان کو بھی گھوڑے کے قریب پہنچا دیتا۔

گھوڑی نے اپنا پاؤں سانپ کے پھن پر اس قوت سے مارا کہ سانپ سر اٹھانے کے قابل نہ رہا۔ سانپ گھوڑی کی ٹانگ میں لپٹ گیا۔ مگر گھوڑی نے اُس وقت تک اپنا پاؤں نہیں اٹھایا جب تک سانپ مر نہیں گیا۔ سانپ مر گیا تو عالم کی بھی جان میں جان آئی۔ اب اُس کو گھوڑی دینے کا مقصد سمجھ آیا وہ جلدی سے حضرت سیّد عبدالکریم شاہ علیہ الرحمۃ کی حویلی کی طرف جانے لگا کہ راستے میں یہی حضرت

سیّد عبدالکریم شاہ صاحب کا وہ پانچ سالہ بچہ مل گیا۔ عالم نے اُتر کر اس کے پاؤں پکڑ لئے بچے نے کہا کہ جناب آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ آپ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پاسبان ہیں آپ کے لئے غیر اللہ کو تعظیم دینا بالکل مناسب نہیں۔

آپ کی ولادت سے پہلے کے واقعات ☆: آپ کی ولادت باسعادت سے ایک ماہ پہلے آپ کے گاؤں کا ایک مجذوب خاک کی مٹھیاں بھر بھر کر لوگوں میں تقسیم کر رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ صدا لگا رہا تھا کہ لوگو خوشیاں مناؤ کہ اس صدی کا مسیحائے طریقت اس سرزمین پر آنے والا ہے۔ جس شخص کے ہاتھ میں وہ خاک جاتی اس کے ہاتھ ایک مسحور کن خوشبو سے مہکنے لگتے بلکہ جس کے ہاتھ میں وہ خوشبو رچ گئی ہمیشہ کے لئے اس کی ہو کے رہ گئی۔ حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے میں اُن لوگوں کو پہچان کر اپنے پاس بلواتے جن کے ہاتھوں میں اس مجذوب کی دی ہوئی مٹی کی خوشبو تھی اور اُن لوگوں کو از راہ تلطف فرماتے۔ حضرت آپ تو ہماری آمد کے گواہ ہیں اس لئے ہمارے قریب آ کر بیٹھا کریں۔

نمبر ۲ ☆: آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ آپ کے قصبہ کے مشہور عالم دین مولانا غلام رسول قلعہ سوبھا سنگھ کی جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھانے جایا کرتے تھے جب واپس علی پور آیا کرتے تو قصبے میں داخل ہونے سے پہلے جوتیاں اُتار کر ننگے پیر علی پور سیّداں میں داخل ہوتے ان کی تقلید میں ان کے ساتھی بھی برہنہ پا علی پور سیّداں میں داخل ہوتے۔ مولانا غلام رسول کم گو اور خاموش طبع عالم تھے۔

ایک دن کسی ساتھی نے جرأت کر کے عرض کیا حضور علی پور سیّداں میں جوتے اتار کر داخل ہونے کا سبب کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس سرزمین پر عنقریب ایک ایسی ہستی جنم لینے والی ہے جس کے سر پر سارے ہندوستان کی قطبیت کا تاج ہوگا۔ اس کی تقسیم کردہ نورانی روشنی سے ہر گھر منور ہوگا۔ اور مٹی کا ہر ذرہ چمک اٹھے گا یہ کہہ کر مولانا غلام رسول نے علی پور سیّداں کی خاک کو چوم کر آنکھوں سے لگا لیا۔

نمبر ۳ ☆: حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کو مغل تاجدار اکبر اعظم نے بڑے بڑے انعامات دینے کی کوشش کی مگر آپ کے اسلاف نے زمین کے اس خطے جس کو علی پور سیّداں کہا جاتا ہے۔ اور کچھ لینا پسند نہ کیا۔

آپ کی ولادت باسعادت کے بعد آپ کے والد گرامی پیر سیّد عبدالکریم شاہ علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ آپ نے نومولود کا نام کیا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے پیدا کیا ہے نام وہی رکھے گا آپ کی ولادت کے چند روز بعد آپ کے والد گرامی نے آپ کا نام جماعت علی شاہ رکھا اس علاقے میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا انوکھا نام تھا۔ لوگوں نے حضرت سیّد عبدالکریم شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے سوال کیا کہ یہ نام ایسا کیونکر رکھا گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے کسی فرد کو جماعت بنتے نہیں دیکھا یہ بچہ بڑا ہو کر ایک ایسی جماعت کا رہبر و رہنما ہوگا جس کی تعداد کا شمار نہ ہو سکے گا۔

چنانچہ آپ کے والد محترم کی پیشن گوئی اس انداز سے حق تعالیٰ نے پوری کی۔ بیسویں صدی عیسوی میں حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ سے زیادہ مرید کسی مرشد کے نہیں ہوئے اور آپ کی شخصیت پورے عالم اسلام کی مذہبی شخصیات کے لئے

ایک عظیم شخصیت ثابت ہوئی۔

آپ کے بچپن کا واقعہ☆: حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کی عمر شریف ابھی دس برس کی تھی کہ اپنے والدگرامی کے ہمراہ شکر گڑھ جا رہے تھے راستے میں کھیتوں میں گنوں کا رس نکالا جا رہا تھا اور ساتھ ہی گڑ بنانے والے کڑاہ بھی تھے جس میں رس پک رہا تھا اور گڑ بنایا جا رہا تھا۔

پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے والدگرامی کی خدمت میں عرض کیا ابا جان میرا دل چاہتا ہے کہ میں گنے کا رس پیوں گا۔آپ کے والدگرامی نے خادم سے فرمایا کہ جاؤ ایک آنے کا رس لے آؤ۔ جب خادم ان رس والوں کے پاس گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم نے رس بیچنے کے لئے نہیں بلکہ گڑ بنانے کے لئے نکالا ہے۔ لہٰذا ہم نہیں دیتے یہ بات سن کر سیّد عبدالکریم شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو غصہ آ گیا۔اُسی وقت آپ نے دیکھا کہ کھیت میں ایک عورت گائے کا دودھ دھو رہی ہے۔شاہ صاحب نے گائے کو مخاطب کر کے فرمایا ''اے گائے یہ لوگ تو ہمیں پیسوں کا بھی رس نہیں دیتے اور تو ان لوگوں کو مفت دودھ کیوں دے رہی ہے۔''

آپ کے منہ سے یہ بات نکلی ادھر گائے نے دودھ دھونے والی عورت کو لات مار کر پرے پھینک دیا۔ عورت سمجھ دار تھی خدا کا ارشاد سمجھ گئی اور بھاگتی ہوئی اپنے مردوں کے پاس گئی اور کہنے لگی تم بڑے ہی بے وقوف لوگ ہو تم نے سیّد کو ناراض کر دیا ہے۔اب یہ بستی قحط اور بیماریوں میں شکار ہو جائے گی چلو اور شاہ صاحب سے معافی مانگو سب لوگوں نے آ کر سید کریم شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے معافی مانگی آپ نے ان کو معاف کر دیا اور فرمایا کہ اگر آئندہ تمہاری بستی سے راہ گیروں کو کوئی تکلیف ہوئی تو تمہاری بستی کھنڈر میں تبدیل ہو جائے گی۔

تعلیم و تربیت☆: پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب کی عمر شریف جب چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو آپ کے والدین نے آپ کو قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے مسجد میں بھیجا آپ نے چند مہینوں میں قرآن مجید حفظ کر لیا آپ کے والدین نے اس خوشی میں زردے پلاؤ کی دیگیں پکوا کر پوری بستی کے لوگوں میں تقسیم کروائیں کیونکہ پیر سیّد جماعت علی شاہؒ پہلے شخص تھے جنہوں نے اتنی کم عمر میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔

ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد آپ نے حصول علم کے لئے دور دراز علاقوں کے سفر کیئے۔انیسویں صدی کے وسط میں سفر کرنا بے حد دشوار تھا۔سڑکیں نہ تھیں، بسوں اور ریلوں کا کوئی انتظام نہ تھا۔لوگ گھوڑوں اونٹوں اور بیل گاڑیوں پر گھنٹوں کا سفر مہینوں میں کیا کرتے تھے۔آپ نے اس وقت بھی جب علی پور سے لاہور آنا جانا جان جوکھوں کا کام تھا اتنے لمبے سفر کیئے۔اور بڑی بڑی دشواریاں خنداں پیشانی سے برداشت کیں۔آپ نے خان پور، سہارن پور لکھنؤ، گنج مراد آباد جیسے دور افتادہ علاقوں کا سفر کیا اور اپنے اندر علم کی قندیلیں روشن کیں۔آپ نے علم کے وہ خزانے حاصل کیئے جن تک پہنچنا ہر کس و ناکس کے بس سے باہر تھا۔

جب آپ اپنی تعلیم مکمل کر چکے تو آپ کو اورینٹل کالج میں پروفیسر کے عہدے کی پیشکش ہوئی۔مگر آپ کے والدگرامی نے آپ کو اجازت نہ دی ان کا خیال تھا کہ علم کو فروخت کرنے کی بجائے خلق خدا کی خدمت کر کے علم کی روشنی کو عام کیا جائے۔آپ اپنے والدگرامی

کے حکم کے مطابق رمضان کے مہینہ میں قرآن کریم سناتے اور باقی گیارہ مہینے لوگوں کے ساتھ گزارتے اور اُن کو وعظ میں اچھے کاموں کی تلقین فرماتے۔

سیرت و کردار☆: آپ بچپن ہی سے نیک سیرت اور کامل انسان تھے۔ آپ کا طرز زندگی عام انسانوں سے مختلف تھا۔ آپ اپنے ساتھیوں کو بھی فضول کھیل کود سے باز رکھتے معصومیت کے زمانے میں آپ کا زیادہ وقت ذکر الٰہی میں گزرتا خودداری اور بردباری دو خوبیاں ایسی تھیں کہ جس سے آپ کی شخصیت بچپن ہی سے مزین تھی۔

نماز پنجگانہ تہجد نوافل تلاوت قرآن کا معمول تھا شریعت کی پابندی میں آپ یگانہ روزگار تھے سخاوت میں بے مثل اور فقراء کی خدمت اور صحبت میں بیٹھنا آپ کا خاصہ تھا۔

بیعت و خلافت☆: امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کو جب رہبر کامل کی تلاش ہوئی تو ایک روز اُن کی ملاقات مشہور بزرگ حضرت سیّد امام علی شاہ علیہ الرحمۃ سے ہوگئی۔ پیر سیّد امام علی شاہ علیہ الرحمۃ اپنے مریدین کے ہمراہ کہیں جارہے تھے کہ پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھ کر رک گئے۔ اور بولے یہ جوان ہو کر بہت بڑا ولی کامل بنے گا۔ اور پوری دنیائے اسلام اس کی ضیاباریوں سے روشن اور چمکے گی یہ شہباز ولایت اور قطبیت کا پاسبان ہوگا۔ اس کے مرید ہمالیہ سے راس کماری تک پھیلیں گے۔

تلاش مرشد میں سرگرداں پھرتے پھراتے حضرت قبلہ عالم ایک روز قطب زماں حضرت خواجہ بابا سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ سے ملے۔ اُن سے آنکھیں چار ہونے کی دیر تھی کہ منزل سامنے نظر آنے لگی بابا جی سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ نے حضرت قبلہ عالم کو بڑی محبت و شفقت سے دیکھا اور چوراشریف آنے کی دعوت دی۔ اس کے بعد حضرت قبلہ عالم امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ کو بابا جی سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ کی یاد ستانے لگی۔ آپ اس بات کے منتظر تھے کہ کب بابا جی کی طرف سے بلاوہ آئے اور میں چوراشریف پہنچوں اس کشمکش میں کئی دن اور کئی راتیں گزر گئیں۔

آپ بے تابی کی کیفیت سے گھبرا کر ایک روز تن تنہا بغیر زادراہ پیدل چوراشریف کی طرف روانہ ہوگئے جب حضرت بابا جی سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ نے آپ کو دیکھا تو فرمایا کہ جماعت علی ایسی بھی کیا جلدی تھی جو اس قدر بے سروسامانی کے عالم میں آئے ہو۔ خیر آگئے ہو تو بیٹھ جاؤ یہ فرما کر حضرت خواجہ بابا جی سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ نے آپ کو بیعت کر لیا اور اپنی دستار آپ کے سر پر رکھ کر آپ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور حکم دیا کہ اللہ اللہ کرو اور لوگوں کو اس کا ذکر کرنے کی تلقین کرو۔

حضرت بابا جی سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ نے جب آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کے دوسرے مرید پریشان ہوگئے۔ اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ ہم ایک مدت سے بابا جی کی خدمت کر رہے ہیں۔ لیکن ہم پر کوئی تلطف نہ فرمایا۔ جبکہ سیّد جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ ابھی ابھی آئے ہیں۔ اور ساری ولایت کے خزانے لے کر چلے گئے ہیں۔ ان کی یہ باتیں سن کر پہلے تو خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ خاموش رہے بعدازاں آپ نے فرمایا کہ احمقو تمہیں کیا معلوم جماعت علی کیا چیز ہے۔ وہ تو چراغ بتی تیل اپنے

ہمراہ لایا تھا۔ میں نے تو صرف چراغ روشن کیا ہے تم اگر اس مرتبے کے اہل ہوتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بھی بہت کچھ عطا فرما دیتا۔

حج بیت اللہ اور دیارِ رسول کی حاضری ☆: امیر ملت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کو جناب نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بڑی محبت تھی آپ نے متعدد حج کیے ہر سال حج کرنے کے آرزومند رہتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے اس طرح میری اپنے آقا کے در پر بھی حاضری ہو جاتی ہے۔

ایک مرتبہ آپ مصر میں تبلیغ اسلام کیلئے گئے ہوئے تھے کہ حج کے دن آ گئے۔ آپ نے حج کا ارادہ کیا اور حرم پاک کی طرف چل پڑے راستے میں بحیرہ احمر پڑتا تھا آپ نے اس کے ضرر رساں پانی سے طہارت کی تو آپ کا جسم الرجی کا شکار ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ صورتحال یہ ہو گئی کہ آپ کے جسم کے متاثرہ حصوں سے باقاعدہ خون رسنے لگا۔ اسی حالت میں آپ مدینہ پاک پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ کے در کی حاضری کے شوق میں یہاں آ گیا ہوں۔ میری حالت اگرچہ پاکیزہ نہیں مگر شوق یہاں لے آیا ہے۔ جسم پاک نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے روضہ اقدس کے قریب نہیں آ سکتا۔ اس لئے دور سے ہی کھڑے ہو کر سلام پیش کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ مجھ پر نظر کرم فرمایئے ایسی باتیں کرتے کرتے آپ مسجد نبوی کے باہر ہی لیٹ گئے آپ کی آنکھ لگ گئی آپ کو خواب کی حالت میں جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوئی اور سرکار نے اور فرمایا کہ جماعت علی مسجد نبوی کے وضو کرنے والی جگہ پر فلاں کونے میں ایک کوزہ پانی سے بھرا ہوا پڑا ہے۔ اس کے پانی سے طہارت بھی کرو اور پیئو بھی خدا کے فضل و کرم سے تمہاری ساری بیماری دور ہو جائے گی۔ حضرت امیر ملت کی آنکھ کھلی تو فوراً بتائی ہوئی جگہ پر پہنچے پانی کا کوزہ تلاش کیا مقررہ جگہ پر پانی سے بھرا ہوا کوزہ موجود تھا۔ آپ نے سرکار ابد قرار کے حکم کے مطابق اس پانی سے طہارت بھی کی اور پیا بھی حضرت امیر ملت فرماتے ہیں کہ میرے زخم چند گھنٹوں میں اس طرح ہو گئے جیسے کوئی زخم اور تکلیف ہی نہ تھی میں فوراً پاک ہوا اور حضور کے در پر پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا۔

نمبر۲ ☆: ۱۹۱۶ء میں حضرت امیرِ ملت جب لاہور میں مقیم تھے تو حج کا زمانہ آ گیا مگر آپ کو سردی سے اتنا سخت بخار ہو گیا تھا کہ لوگ حیران رہ گئے کہ آپ زندہ کیسے ہیں۔ ایک روز آپ کو ۱۰۴ ڈگری کا بخار تھا کسی دوا سے آرام نہ آیا سردی سے آپ کے جسم میں کپکپی طاری تھی کئی لحافوں سے بھی سردی دور نہ ہوتی تھی اس وقت ایک نعت گو شاعر حافظ پیلی بھیت والے آ گئے۔ حضرت امیر ملت نے اُن کو دیکھا تو فرمایا کہ حافظ صاحب میں اتنا علیل ہوں کہ اٹھا بھی نہیں جاتا ورنہ میں آپ کے استقبال کو اٹھ کر آتا آپ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں شاعری کرتے ہیں اس بیماری کے عالم میں آپ کوئی نعت مجھے سنا دیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت سن کر شاید میری طبیعت ٹھیک ہو جائے۔ حافظ پیلی بھیت والے آپ کے پاس دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔ اور درد بھرے لہجے میں ایک نعت سنائی۔ ساری محفل پر کیف و بے خودی طاری ہو گئی۔

نعت سرکار سننے کی دیر تھی کہ حضرت امیر ملت نے اوپر پڑے ہوئے لحاف پھینک دیئے اور خود اٹھے اور جوتے پہن کر خادم کو حکم دیا کہ ابھی اسٹیشن کو چلیں میں نے حج کا ارادہ کر لیا ہے۔ لوگوں نے آپ کو روکنے کی کوشش کی اور عرض کی حضرت آپ کو نمونیا ہو جائے گا۔

لہٰذا لحاف میں لپٹے رہیئے۔ مگر آپ نے ایک نہ سنی اور دیار حرم جانے کے لئے مصر رہے۔ کچھ لوگوں کو خیال ہوا کہ بخار اور سردی کی وجہ سے آپ کو سرسام ہو گیا ہے۔ آپ کو بذریعہ کشف لوگوں کے خیال کا علم ہوا تو فرمایا دیکھو لوگو میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے نہ تو سرسام ہوا ہے۔ نہ میری دماغی حالت خراب ہے بلاشبہ میری نبض دیکھ لو لوگوں نے نبض دیکھی تو حیران رہ گئے کہ آپ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کا اعجاز ہے جس نے سب دکھ دور کر دیئے اور مجھے ازخود اپنے گھر کی طرف بلایا ہے یہ فرما کر آپ اُسی روز حج بیت اللہ شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔

نمبر۳ ☆: حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس قدر حج کئے ہیں کہ شمار کرنا مشکل ہیں۔ پہلا حج مبارک آپ نے ۱۳۱۰ھ میں ادا کیا تھا۔ آپ اپنے آپ کو ہر سال حج بیت اللہ شریف کے لئے تیار رکھتے تھے۔ اور فرماتے کہ کیا خبر کب حج کے لئے بلاوا آ جائے۔ آپ اس انتظار میں کئی کئی دن روتے رہتے اور فرماتے کہ مجھے ابھی تک بلاوا کیوں نہیں آیا۔ جب تک آپ کو اللہ کی طرف سے غیبی حکم نہ ملتا آپ حج کے لئے سفر نہ فرماتے تھے۔ جب مدینہ منورہ قریب آتا تو آپ کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھلنے لگتا۔ آپ ساتھیوں اور خادموں کو حکم دیتے جو کچھ تمہارے پاس ہے آقا کی بستی میں لٹا دو۔ اور فرماتے کہ یہاں پر خرچ کرتے ہوئے تنگ دلی سے کام نہ لینا یہاں جتنا دو گے اس کا کئی ہزار گنا پاؤ گے یہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقربین میں سے ہیں ان کا ہم پر بہت حق ہے۔ ہم اُن کی خدمت کے لئے آتے ہیں۔ ہمیں ان کی دعاؤں کی ضرورت ہے اور ہر آدمی کے نصیب میں کہاں کہ وہ حضور کے روضۂ اقدس کے قرب وجوار میں رہنے والوں کی دعائیں لے سکے۔ مدینہ شریف میں قیام کے دوران آپ کسی سائل کو خالی نہ بھیجتے تھے۔

نمبر۴ ☆: ایک مرتبہ آپ نے حج کا ارادہ فرمایا تو خدام نے عرض کیا حضور پہلے علی پور شریف چلتے ہیں وہاں سے سفر کے اخراجات کا بندوبست کر کے چلیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ بڑے احمق لوگ ہو علی پور سیّداں پر اعتبار کرتے ہو۔ اور جہاں دونوں جہانوں کا والی رہتا ہے اس کا بھروسہ نہیں یہ کہہ کر وہیں سے سفر پر روانہ ہو گئے۔

چنانچہ اسٹیشن پر پہنچتے پہنچتے ہی اللہ نے اتنے اسباب پیدا کر دیئے کہ اس کروفر سے کوئی بادشاہ بھی حج کو روانہ نہیں ہوا ہوگا جیسے آپ روانہ ہوئے تھے۔ راستے میں آپ لوگوں سے فرماتے دیکھا میرا اللہ کتنا کریم ہے اور میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کتنی عالی ہے۔

نمبر۵ ☆: ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں ایک سبزی فروش صدا لگا رہا تھا کہ ''پودینہ خریدو اور مدینہ کی زیارت کرو'' آپ نے جب اُس کی یہ صدا سنی تو خادم سے فرمایا کہ اس سے سارا پودینہ خرید لیا جائے خدا اِس کی زبان کو سچا کرے یہ آپ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کا ایک انداز تھا ورنہ پودینہ خرید کر زیارت تو نہیں کی جاتی۔

نمبر۶ ☆: ترکوں کے زمانے میں حضرت امیر ملت کو مدینہ منورہ میں خصوصی مراعات حاصل تھیں۔ آپ روضۂ مبارک کے اندر جا کر رات بھر عبادت کرتے اور جب صبح کے وقت باہر تشریف لاتے تو آپ کے چہرے پر ایک نورانی روشنی ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے آپ کی طرف دیکھنا دشوار ہو جاتا تھا۔

آپ کو مدینہ منورہ کی ہر چیز غرضیکہ مٹی سے بھی پیار تھا۔ واپسی پر باقی چیزوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے مختلف سبزیوں کے بیج بھی

لاتے اور علی پور شریف آ کر اپنی خانقاہ کے باغیچوں میں بوتے جب وہ سبزی اُگتی تو ان سبزیوں کو خصوصاً پکواتے اور لوگوں سے فرماتے آؤ آ قا علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ شہر کی سبزی کھاؤ اس کھانے میں مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آ رہی ہے۔

نمبر ۷ ☆: مدینہ شریف میں قیام کے دوران آپ اپنے خزانوں کے منہ کھول دیا کرتے تھے۔ ایک ایک سائل کئی کئی مرتبہ آتا آپ کے خدام اگر اس کو ٹوکتے تو آپ ناراض ہوتے اور فرماتے اس کی ضرورت ابھی پوری نہیں ہوئی ہوگی تبھی تو وہ آیا ہے۔ جب ضرورت پوری ہو جائے گی تو نہیں آئے گا۔ آپ مزید فرماتے کہ یہ اللہ کی شان ہے کہ یہ لوگ ہمارے دروازے پر آتے ہیں ورنہ وہ ہمیں بھی ان کے دروازے پر بھیج سکتا تھا پھر میں کیوں نہ شکر بجالاؤں۔

نمبر ۸ ☆: حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ مدینہ منورہ سے لایا ہوا کپڑا استعمال فرماتے اور بڑے تفاخر سے فرماتے یہ میرے آ قا صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کا کپڑا ہے ایک مرتبہ آپ مدینہ منورہ سے لائے ہوئے کھدر کا سوٹ پہنے ہوئے تھے کہ نواب افتخار حسین خان ممدوٹ آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے خادم نے عرض کی حضرت دوسرا لباس پہن لیجئے نواب صاحب کیا سوچیں گے کہ آپ کھدر کا سوٹ پہنے ہوئے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا یہ کھدر مدینہ شریف کا ہے۔ نوابی اور ممدوٹی دھری رہ جاتی ہے۔ یہ کھدر صرف نصیب والوں کو ملتا ہے۔

حضرت امیر ملت اور مرزا قادیانی ☆: حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی دجال وکذاب مردود کی سرکوبی کے لئے بے پناہ خدمات سرانجام دی ہیں جن کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ مرزا مردود کی یہ عادت تھی کہ وہ حضرت امیر ملت، سے ہر میدان میں شکست کھاتا بھرے مجمع میں ذلیل وخوار ہوتا مگر وہ بہت ڈھیٹ تھا پھر بھی اپنی عادت بد سے باز نہ آتا تھا۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ میں مرزا قادیانی حضرت امیر ملت سے مناظرہ کرنے آیا جب حضرت امیر ملت سامنے آئے تو اس کی زبان سے کوئی بات نہ نکلی۔ اس کے حواریوں نے کہا کہ مرزا صاحب بولئے۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے آئے ہیں مگر اس کی تو سیٹی گم ہو چکی تھی یہ حالت دیکھ کر اس کے ساتھ آئے ہوئے ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس سے بدظن ہو کر حضرت قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہو کر دینداروں کے حلقہ میں شامل ہو گئے۔

نمبر ۲ ☆: ایک مرتبہ مرزا قادیانی دجال وکذاب لاہور میں مقیم تھا۔ یہاں وہ لوگوں سے اپنی بیوی کے علاج کے لئے پیسے مانگنے آیا تھا۔ خواجہ کمال الدین کے مکان پر اس نے رہائش رکھی ہوئی تھی۔ یہاں پر اس نے اپنے منافقانہ اور کافرانہ جال پھیلانے شروع کر دیئے۔ لوگوں نے حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کو لاہور آنے کی دعوت دی۔

۲۲ مئی ۱۹۰۸ء کو شاہی مسجد میں مرزا قادیانی کو مناظرہ کی دعوت دی گئی۔ مسجد میں حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ دوسرے علمائے اہلسنت ومشائخ عظام کے ہمراہ تاجدار گولڑہ پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ بھی موجود تھے بہت انتظار کرنے کے بعد بھی مرزا قادیانی بادشاہی مسجد میں نہ آیا۔

حضرت امیر ملت محدث علی پوری نے اس عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مرزا قادیانی اگر سچا ہے تو وہ آج میرے ساتھ مناظرہ مباحثہ اور مباہلہ جو چاہے کر لے میں اُس کے ساتھ ہر قسم کے مقابلے کے لئے تیار ہوں مگر چونکہ مرزا قادیانی اس سے پہلے کئی مرتبہ شکست کھا چکا تھا اس لئے وہ اب کیونکر سامنے آتا اس عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے امیر ملت حضرت محدث علی پوری نے لوگوں سے کہا کہ میں پیشن گوئی نہیں کرتا مگر اتنا ضرور کہتا ہوں کہ مرزا کے ڈراموں کا فلاپ سین ہو چکا ہے۔ وہ عنقریب اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے۔ اسی اجتماع میں مرزا قادیانی کی ہلاکت کے لئے باجماعت بد دعا کی گئی جس میں بے شمار مسلمانوں نے مرزا قادیانی خبیث کی موت کے لئے خدا سے دعا کرتے ہوئے عرض کی اے پروردگار مسلمانوں کو قادیانی ابتلاء سے نجات عطا فرما۔ اور جو مسلمان قادیانیت کے چنگل میں پھنس گئے ہیں اُن کو راہ ہدایت اور صراط مستقیم عطا فرما آپ کی دعا پر آمین کی صداؤں سے پورا لاہور شہر گونج اٹھا۔

نمبر۳ ☆: ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت امیر ملت محدث علی پوری نے اپنے مریدوں سے فرمایا اگلے چوبیس گھنٹوں میں اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی سے اس دنیا کو پاک کرنے والا ہے اور قادیانیت کا سرغنہ ختم ہونے والا ہے۔ یہ بات حضرت امیر ملت نے رات ۱۰ بجے کہی اور صبح ۱۰ بجے مرزا قادیانی آنجہانی ہو گیا مرنے سے پانچ گھنٹے قبل مرزا کو ہیضہ ہوا اور اُس کی حالت غیر ہو گئی زبان بند ہو گئی دست اور قے کا وہ دور چلا کے مرزا اور بیت الخلاء ایک ہو گئے۔ مرنے سے تھوڑی دیر پہلے مرزا صاحب کے منہ اور جائے پاخانہ سے بھی نجاست اتنی سرعت سے نکلنے لگی کہ گھر والے بھی پریشان ہو گئے اور ایسا بدبو اور تعفن پھیلا کہ پاس کوئی کھڑا نہ ہو سکتا تھا۔ اسی کیفیت میں مرزا صاحب کا خاتمہ ہوا۔ یوں یہ دشمن نبوت بد باطن خبیث اور رسالت کا راہزن مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو واصل جہنم ہو گیا۔

نمبر۴ ☆: حضرت امیر ملت محدث علی پوری کی شخصیت کا یہ اعجاز تھا۔ کہ وہ عمر بھر مرزا قادیانی کے مقابلہ میں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح دین کی حفاظت میں سرگرداں رہے اور اُن کی معیت میں مرزا قادیانی کے حواری بھی شامل ہو جاتے اور اُس کے جھوٹے دین سے توبہ کر لیتے تھے۔ مرزائیوں کو ہمیشہ آپ سے خطرہ رہا ہے کہ جب تک امیر ملت کی ذات موجود ہے اُن کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آپ تمام عمر مرزائیوں کے ساتھ تعلق رکھنے کے سخت خلاف تھے آپ فرمایا کرتے تھے جو شخص رسول کا دشمن ہو وہ ایک مسلمان کا دوست کیسے ہو سکتا ہے۔ اس لئے مرزائیوں سے دور رہنا چاہیے۔

سلسلۂ رشد و ہدایت ☆: حضرت امیر ملت محدث علی پوری نے رشد و ہدایت کا سلسلۂ علی پور سیّداں سے شروع کیا پہلے پہل آپ نے اپنے اردگرد کے دیہاتوں میں جا کر لوگوں کو اسلام کی نعمت اور اُس کی روشنی سے فیض یاب کیا پھر اپنا دائرۂ عمل پنجاب میں بڑھایا آپ پنجاب کے ہر علاقے میں گئے آپ کو میلوں پیدل سفر کرنا پڑتا کئی کئی دن آپ کو پانی نہ ملتا مگر آپ اپنے مشن پر ثابت قدم رہے۔ ذرہ بھر بھی لغزش نہیں آنے دی پنجاب کے علاقوں میں جب آپ نے کافی تعداد میں مسلمان کر لئے تو پھر آپ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے یو پی سی پی گئے اور وہاں سے دکن حیدرآباد کی طرف تشریف لے گئے حتیٰ کہ برصغیر کے کونے کونے کا دورہ کیا اور ہر جگہ رشد و ہدایت کا نور ہر جگہ چمکنے لگا۔

آپ نے سینکڑوں غیر آباد مساجد کو آباد کیا آپ اُن غیر آباد مساجد میں کئی کئی روز تک اپنے ہمرائیوں کے ساتھ ٹھہرتے اور وہاں

کے اردگرد کے علاقوں کے لوگوں کو مسلمان کر کے مسجد میں لاتے تھے۔ اگر کوئی نہ آتا تو آپ گھر گھر جا کر لوگوں کو مسجد کی طرف آنے کیلئے راغب کرتے تھے۔

نمبر۲☆: ایک دفعہ آپ ایسے علاقے میں چلے گئے۔ جہاں صرف ایک مسجد تھی اور وہ بھی بالکل ویران آپ سارا دن مسجد میں بیٹھے رہے ظہر کے وقت مسجد میں ایک آدمی آیا اور اذان دینے کے بعد واپس چلا گیا پھر وہ عصر کی نماز کے وقت آیا اور اذان دینے کے بعد واپس چلا گیا۔ پھر وہ مغرب کے وقت آیا اور اذان دینے کے بعد واپس جانے لگا تو آپ نے اس کو روک لیا اور پوچھا تم اذان دینے کے لئے آتے ہو لیکن نماز نہیں پڑھتے اس کی کیا وجہ ہے۔ اس نے جواب دیا میں اذان نماز پڑھنے کے لئے نہیں دیتا بلکہ فلاں علاقے کا زمیندار مجھے مسجد میں اذان دینے کا معاوضہ دیتا ہے اور اگر میں اذان نہیں دوں گا تو سال بھر کا غلہ مجھے نہیں ملے گا۔ حضرت امیر ملت نے اس کو اپنے ساتھ نماز پڑھوائی۔ پھر اس کے ساتھ گاؤں کے ہر گھر میں گئے اور لوگوں کو دعوت حق دی چند ہی دنوں میں مسجد ایسی آباد ہوئی کہ پانچوں وقت کی اذان نماز با جماعت ہونے لگی۔

حضرت امیر ملت کو بعض اوقات کئی علاقوں میں مہینوں رکنا پڑتا اور آپ کے دورے سالوں پر محیط ہوتے آپ اپنے بیوی بچوں اور دیگر افراد خانہ سے بے خبر ہو کر خدا کے دین کی تبلیغ و اشاعت میں لگے رہتے جہاں بھی ٹھہرتے اپنا خرچ کرتے جتنا زیادہ خرچ کرتے اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرما دیتا ہے۔

نمبر۳☆: ایک مرتبہ حضرت امیر ملت نے سکھوں کے ایک علاقہ ترن تارہ میں تبلیغ اسلام کی غرض سے جانے کا ارادہ کیا آپ کے مریدوں نے مشورہ دیا کہ آپ کا اس علاقے میں جانا ٹھیک نہیں کیونکہ وہ سکھوں کا علاقہ ہے اور سکھ مسلمانوں کے دشمن ہیں مگر آپ نے اپنا ارادہ برقرار رکھا آپ کے مریدوں نے عرض کی حضور اگر جانا ہے تو پھر مریدین کی ایک کثیر تعداد ہمراہ لے کر جائیں۔

حضرت امیر ملت کو اس بات پر سخت غصہ آیا اور فرمایا کہ تم بہت بے وقوف لوگ ہو تم میرے محافظ ہو یا اللہ محافظ ہے آپ نے صرف ایک خادم کو ہمراہ لیا اور ترن تارہ پہنچے تو سٹیشن پر سینکڑوں کی تعداد میں سکھ آپ کی پذیرائی کے لئے آئے ہوئے تھے حضرت نے سکھوں کی اس پذیرائی کا شکریہ ادا کیا اور پھر اُن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا دیکھو میری بات غور سے سنو میں آپ سب کے سامنے اونچی آواز میں قرآن پاک کی آیت تلاوت کروں گا اور تمہارے سامنے ہی تمہاری تلوار پر دم کروں گا پھر وہ تلوار کسی کو بھی ماری جائے وہ بالکل اثر نہ کرے گی۔

اسی طرح آپ کیسا ہی مریض میرے پاس لائیں خواہ اس کو تمام طبیبوں نے لاعلاج قرار دے دیا ہو میں بلند آواز سے کلام الٰہی کی ایک آیت تلاوت کر کے اس پر دم کروں آزمالو اگر میری باتیں غلط ثابت ہو جائیں تو میری گردن تلوار سے اڑا دینا۔

چنانچہ ایک سکھ نے اپنی تلوار حضرت کو پیش کی آپ نے اس پر دم کیا وہ اس تلوار کو لے کر ایک بیل کی گردن پر مارنے لگا مگر تلوار نے بیل پر کوئی اثر نہ کیا آپ نے اس کو کہا کہ تم بیل پر کیوں مارتے ہو اگر یہ تلوار سنگترے پر ماری جائے تو اس پر بھی اثر نہ ہوگا۔

چنانچہ اس سکھ نے تلوار سنگترے پر پھیری مگر وہ بھی نہ کٹ سکا۔ سکھ یہ کرامت دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور بے شمار ان گنت سکھ

آپ کے دستِ حق پرست پر کلمہ پڑھ کر نہ صرف مسلمان ہوئے۔ بلکہ مرید بھی ہو گئے۔

حضرت امیر ملت اور علامہ اقبال ☆: عاشق رسول حکیم الامت ترجمان حقیقت حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال درویش لاہوری علیہ الرحمۃ آپ کے بہت زیادہ عقیدت مند اور محبّ تھے۔ وہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اکثر و بیشتر حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انجمن حمایت الاسلام کا جلسہ ہو رہا تھا۔ رش بہت زیادہ تھا۔ علامہ اقبال بھی جلسہ میں موجود تھے۔ حضرت امیر ملت جلسہ کی صدارت فرما رہے تھے۔ علامہ اقبال کو کہیں جگہ نہ ملی تو امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ اولیاء اللہ کے قدموں میں جگہ مل جائے تو اس سے بڑی کیا سعادت ہو گی حضرت قبلہ عالم نے فرمایا جس کے قدموں میں اقبال آ جائے اس کے فخر کا کیا ٹھکانہ ہو گا۔ ایک مرتبہ حضرت امیر ملت نے علامہ اقبال کو ان کا یہ شعر سنایا۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان کے زور بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

علامہ اقبال نے حضرت امیر ملت کے ہاتھوں کو بوسا دیا اور عرض کی حضرت میری بخشش کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ کو میں کسی حوالے سے یاد تو ہوں۔

سخاوت اور فیاضی ☆: مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے لئے جب چندہ جمع کرنے کی مہم شروع ہوئی تو لاہور میں ایک بہت بڑے جلسہ میں حضرت امیر ملت کو بھی مدعو کیا گیا نواب وقار الملک نے اپنی ٹوپی حضرت کے قدموں پر رکھ دی اور آپ سے درخواست کی کہ حضرت یونیورسٹی کا انعقاد مسلمانوں کی آن کا مسئلہ ہے آپ کی مدد کے بغیر اس کی تکمیل ناممکن ہے۔ آپ نے فرمایا کیا یونیورسٹی میں دینی تعلیم بھی ہو گی اور نمازوں کی ادائیگی کے لئے باقاعدہ یونیورسٹی میں مسجد کا بھی انتظام ہو گا۔ تو نواب وقار الملک نے عرض کیا جی حضور دینی تعلیم بھی ہو گی اور مسجد بھی ہو گی نواب صاحب کی بات سن کر حضرت نے اسی وقت ۳ لاکھ روپے کی گراں قدر رقم یونیورسٹی کو دی اور بعد میں تمام عمر یونیورسٹی کی امداد فرماتے رہے۔ آپ کے کئی مرید بھی اس یونیورسٹی کے طلباء اور استاد تھے۔ آپ کے فیض سے یونیورسٹی نے بہت بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔

جامع مسجد نور علی پور شریف کی تعمیر ☆: حضرت امیر ملت محدث علی پوری کو دین کے کاموں سے اتنی لگن اور محبت تھی۔ آپ نے علی پور سیّداں میں ایک عدیم المثال مسجد تعمیر کرائی جو ساری کی ساری سنگ مَرمَر سے تیار کروائی گئی ہے۔ یہ مسجد آج بھی موجود ہے۔ اس مسجد کو حضرت امیر ملت نے اپنے ذاتی پیسوں سے مکمل کرایا۔ سستے زمانے میں اس مسجد کی تعمیر پر چھ لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے۔ اس مسجد کے دروازے صندل کی لکڑی سے بنوائے گئے اور اُن پر ہاتھی دانت سے نقش و نگار کروائے گئے۔ اس مسجد کی چھت میں اکیس فٹ لمبا وہیل مچھلی کا کانٹا بھی خوبصورتی کے لئے لگایا گیا ہے۔

اس مسجد کا نام حضرت نے مسجد نور رکھا ہے۔ جس دن یہ مسجد مکمل ہوئی تو حضرت امیر ملت نے نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا لوگو اس مسجد پر جتنا خرچ ہوا ہے۔ وہ میں نے اپنی جیب سے کیا ہے۔ کوئی مائی کا لعل یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ اُس نے

اس پر ایک پیسہ بھی خرچ کیا ہے۔اب جب مسجد مکمل ہوگئی ہے۔تو میں لوگوں کو اس بات کی اجازت دیتا ہوں کہ آئندہ میری زندگی میں یا بعداز وصال اس مسجد کی توسیع اور آرائش وزیبائش پر کوئی جتنا خرچ کرنا چاہے خرچ کرسکتا ہے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے جو شخص علی پور سیّداں آئے یہاں مسجد نور میں نماز ضرور پڑھے۔

امیر ملت اور تحریک خلافت ☆: انگریزوں کے خلاف جدوجہد میں حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے شانہ بشانہ کام کیا مولانا شوکت علی کی اپیل پر جب چندہ جمع کرنے کا وقت آیا تو آپ کا اشارہ پا کر لوگوں نے اس انداز سے چندہ جمع کرنا شروع کیا کہ چند دن میں ایک لاکھ روپیہ جمع ہوگیا آپ نے تمام رقم علی برادران کو بھیج دی۔

ایک دفعہ کسی نے یہ افواہ اڑادی کہ حضرت امیر ملت اور علی برادران میں اختلاف پڑ گیا ہے جب حضرت امیر ملت کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو لائل پور موجودہ (فیصل آباد) میں ایک بھرے جلسے میں اعلان کیا کہ میں تحریک خلافت کے ساتھ ہوں یہ تحریک ایسا جہاد ہے اگر اس جہاد میں شامل لوگوں پر گولی چلادی گئی تو پہلی گولی میرے سینے میں لگے گی آپ نے مزید فرمایا کہ میں انگریز سے نہیں ڈرتا بلکہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں یہی وجہ تھی کہ انگریز کو کسی بھی مسلمان لیڈر سے اتنا خطرہ نہیں تھا جتنا امیر ملت سے تھا اس لئے کہ انگریز جانتا تھا کہ امیر ملت کی ایک للکار پران کے ہندوپاکستان میں پھیلے ہوئے لاکھوں مرید لحہ بھر میں اکٹھے ہوکر مقابلہ میں آجائیں گے۔

آپ کی تحریکات ☆: پہلی جنگ عظیم میں اتحادی طاقتوں نے مسلم اتحاد پارہ پارہ کردیا مسلمان مرتد ہوکر دوسرے مذاہب میں شامل ہورہے تھے۔امیر ملت محدث علی پوری نے فرمایا میں جب تک مرتد مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان نہیں کرلوں گا۔چین سے نہیں بیٹھوں گا۔

چنانچہ آپ کی مساعی جمیلہ سے دین اسلام سے پھرے ہوئے مسلمان دوبارہ مسلمان ہوگئے۔حضرت امیر ملت کی خدمات اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا فرداً فرداً تذکرہ کرنا ناممکن ہے۔آپ کے کارنامے تاریخ میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔تحریک خلافت انجمن حزب الاحناف شہید گنج تحریک۔ان سب تحریکوں میں حضرت قبلہ عالم نے دامے درمے قدمے سخنے حصہ لیا۔

۱۹۳۵ء میں راولپنڈی میں تحریک شہید گنج میں آپ جان کی بازی لگا کر میدان میں آئے۔اور مسجد کی واگزاری کے لئے کانفرنس میں تقریریں کیں یہ کانفرنس یکم ستمبر ۱۹۳۵ء کو ہوئی اس کانفرنس میں آپ کو امیر ملت اور مولانا محمد اسحاق مانسہروی کو نائب امیر منتخب کیا گیا۔ بیعت امارت سب سے پہلے علامہ عنایت اللہ مشرقی نے کی۔

۱۹۴۰ء میں جب قرارداد لاہور منظور ہوئی تو حضرت امیر ملت نے اس کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا جو شخص اس قرارداد کے خلاف کوئی بات کرے گا میں اس کا جنازہ نہ پڑھاؤں گا۔

۱۹۴۳ء میں قائداعظم محمد علی جناح پر قاتلانہ حملہ ہوا تو حضرت امیر ملت نے ان کو ایک مشفقانہ خط میں تحریر فرمایا یہ جو آپ کوشش و محنت کررہے ہیں۔یہ دراصل میرا کام تھا مگر اب میں سو سال کی عمر سے متجاوز ہوچکا ہوں لہٰذا میرا بوجھ بھی آپ پر آن پڑا ہے۔آپ اگر

اس میدان میں ثابت قدم رہے تو میں آپ کی ہر میدان میں پوری پوری مدد کروں گا جب قائداعظم کو آپ کا خط ملا تو جواب میں قائداعظم نے لکھا کہ آپ کا خط پڑھ کر یوں محسوس کرتا ہوں کہ میں ابھی سے کامیاب ہو گیا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ میں اپنے مقصد سے کبھی پیچھے نہ ہٹوں گا۔

حضرت امیر ملت محدث علی پوری نے پیر صاحب مانکی شریف کو قائداعظم کی حمایت کے لئے امادہ کیا تو پیر صاحب مانکی شریف نے مانکی شریف میں ایک جلسہ کیا جس میں قائداعظم کو بھی بلایا گیا۔ حضرت امیر ملت نے اپنے قاصد کے ہاتھ قائداعظم کے لئے سونے کا تمغہ بھیجا پیر آف مانکی شریف نے حضرت امیر ملت کے فرستادہ کی اتنی قدر و عزت کی کہ جلسہ کی صدارت بھی انہیں سے کروائی بعد میں جب قائداعظم سے کہا کہ آپ کے لئے امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے سونے کا تمغہ بھیجا ہے۔ قائداعظم خوشی سے کھڑے ہو گئے اور بولے فوراً تمغہ میرے سینے پر آویزاں کیا جائے آج میں سچ مچ کامیاب ہو گیا ہوں۔

۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کے انتخابات کے وقت حضرت قبلہ عالم نے فرمایا جو شخص مسلم لیگ میں شامل نہیں ہو گا اور اس کو اپنا ووٹ نہیں دے گا۔ اس کے ساتھ سماجی مقاطعہ کیا جائے۔ اس کا نہ جنازہ پڑھا جائے اور نہ ہی اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے آپ کی آواز پر اتنے لوگوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دیئے کہ مسلم لیگ بہت بڑی کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

قائداعظم نے حضرت امیر ملت کو تار بھیجا آپ کی دعائیں پاکستان کی سرحدیں بن گئی ہیں حضرت امیر ملت نے جواباً تحریر فرمایا کہ مسلمانوں کو ان کے نئے وطن کی سرحدیں مبارک ہوں۔

جب پاکستان بن گیا تو ۱۶ اگست کو قائداعظم نے حضرت امیر ملت محدث علی پوری کو ایک خط تحریر کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ حضرت آپ کی دعاؤں اور نیک تمناؤں سے مسلمانوں نے دو سو سال کی غلامی کے بعد خود اپنی آزاد خود مختار مملکت بنائی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مسلمان اس نئے ملک پر بہت خوش ہوں گے حضرت امیر ملت نے قائداعظم کو جواباً لکھا ملک گیری آسان ہے۔ مگر ملک داری مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ملک داری کی توفیق عطا فرمائے۔

پیر آف مانکی کی علی پور شریف آمد☆: حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کی مہمان نوازی بھی قابل تحسین تھی ایک مرتبہ پیر آف مانکی شریف علی پور سیّداں تشریف لائے رات کا وقت تھا۔ شدید سردی کے علاوہ بارش بھی ہو رہی تھی۔ امیر ملت کو جب خبر ہوئی کہ مانکی شریف والے پیر صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں تو فوراً اٹھ کر ان کے پاس آئے اور فرمایا کہ آج تو فقیر کے گھر بادشاہ آ گیا ہے۔ اگر مجھے پتا ہوتا تو میں اسٹیشن سے بذات خود آپ کو لینے آتا۔ آپ کو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی کہ آپ اس سخت سردی اور بارش اور رات کی تاریکی میں تشریف لائے ہیں۔ پیر آف مانکی شریف نے عرض کیا کہ حضرت آپ شرمندہ نہ کریں کاش میں مانکی سے پیدل علی پور شریف حاضر ہوتا حضرت امیر ملت نے اپنے خادموں کو کھانا لانے کا حکم دیا تو پیر صاحب مانکی شریف نے کہا حضرت میں رات کو کھانا نہیں کھایا کرتا۔

حضرت امیر ملت نے فرمایا آج تو کھانا پڑے گا۔ مہمان نے بتایا کہ چالیس سال سے میرا معمول ہے کہ میں رات کو کچھ نہیں کھاتا

امیر ملت نے فرمایا میری سو سال سے عادت ہے کہ میں نے مہمان کو کبھی بھوکا نہیں سونے دیا آخر پیر صاحب مانکی شریف کو آپ کی بات ماننا پڑی وہ تین روز آپ کے مہمان رہے۔ اور حضرت کی مہمان نوازی پر رطب اللسان ہوتے ہوئے واپس لوٹے۔

مدینے کے تاجدار کی جانب سے پیغام رسانی ☆: ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو سرکار ابد قرار نے ارشاد فرمایا کہ آپ ہندوستان میں حیدر آباد دکن جائیں اور مولانا خیر المبین کو جا کر میرا سلام پہنچائیں۔

حضرت امیر ملت حکم ملتے ہی فوراً حیدر آباد دکن پہنچے اور اسٹیشن پر پہنچ کر تانگے پر بیٹھے اور کوچوان سے فرمایا کہ مجھے مولانا خیر المبین کے گھر پہنچا دو تانگے والا آناً فاناً آپ کو ایک بہت بڑی عمارت میں لے گیا۔ آپ عمارت کے کروفر اور غلام گردشوں کو دیکھ کر حیران رہ گئے آپ کو دیکھتے ہی مولانا خیر المبین نے کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کیا آپ کو اپنی مسند پر بٹھایا حضرت امیر ملت نے ان کو بتایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام بھی بھیجا ہے پیغام سن کر مولانا خیر المبین کی حالت غیر ہو گئی اور زور زور سے رونے لگے اور امیر ملت کے قدم چومنے لگے اور فرما رہے تھے کہ اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسے پیامبر پر سلام جو اتنے پیارے آقا کا پیغام لیکر آیا ہے۔

مولانا خیر المبین نے کئی روز تک حضرت امیر ملت کو مہمان رکھا اس کے بعد حضرت امیر ملت جب بھی حیدر آباد دکن تشریف لاتے تو خود نظام حیدر آباد دکن ریلوے اسٹیشن پر آپ کے استقبال کے لئے آتا مگر آپ اس کے ہاں جانے سے پہلے مولانا خیر المبین کے ہاں تشریف لے جاتے اور نظام حیدر آباد کے بار بار اصرار پر بمشکل مولانا سے اجازت لے کر شاہی مہمان خانے میں ٹھہرتے تھے۔

حضرت امیر ملت کلمہ حق علی الاعلان کہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ درس دے رہے تھے نظام حیدر آباد بھی اس میں شامل تھا آپ پردہ کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے۔ اور بے پردہ عورتوں کی سختی سے مزمت فرما رہے تھے۔ نظام حیدر آباد کی لڑکیاں بھی بے پردہ پھرتی تھیں اس پر آپ نے دوران درس ہی نظام حیدر آباد کی طرف رخ کر کے انتہائی جلال سے فرمایا۔ اب تو بادشاہوں کی مستورات بھی بے پردہ پھرتی ہیں۔ جہاں بادشاہ کا یہ حال ہو گا وہاں رعایا کا اللہ حافظ۔ نظام حیدر آباد کو اس کے خوشامدیوں نے بہت اکسایا کہ حضرت امیر ملت کے خلاف کارروائی کی جائے۔ انہوں نے سر عام آپ کی توہین کی ہے۔ مگر نظام نے ان کی بات پر توجہ نہ دی اور کہا کہ امیر ملت وہ واحد شخص ہیں جن کی زبان سے حق بات نکلتی ہے۔ اس لئے اُن کی بات میرے لئے باعث توہین نہیں بلکہ میری فلاح کا باعث ہے۔

ایک مرتبہ برطانوی وائسرائے نظام حیدر آباد سے ناراض ہو گیا کیونکہ نظام کے متعلق کافی شکایات وائسرائے کے پاس گئی ہوئی تھیں اس معاملہ میں نظام حیدر آباد بہت پریشان تھا اس نے ایک خط اپنے قاصد کے ذریعے حضرت امیر ملت کے پاس بھیجا جس میں اپنی پریشانی بھی بیان کی اور دعا کے لئے بھی درخواست کی حضرت امیر ملت پہلے قاصد کو خاطر میں نہ لائے پھر بڑی منت سماجت کے بعد قاصد سے کہا کہ نظام سے کہو کہ تم کیسے حاکم ہو جو قانون کو بھی نہیں سمجھتے وائسرائے کو لکھنا چاہیے کہ میرے مقدمہ کی سماعت کے لئے میرے علاوہ میرے مخالفین کو بھی طلب کیا جائے جنہوں نے شکایت کی تا کہ صحیح صورت حال سامنے آئے نظام حیدر آباد نے آپ کے فرمان کے

مطابق وائسرائے کوخط لکھا اس کے جواب میں وائسرائے نے جلد ہی خط بھیجا کہ نظام کے خلاف شکایتی درخواست ہم مسترد کرتے ہیں اور ساتھ معذرت بھی کہ نظام حیدرآباد کو ہمارے رویئے سے تکلیف پہنچی جب نظام نے یہ خوشخبری حضرت امیر ملت کو آ کر سنائی تو آپ نے فرمایا۔ نظام، وائسرائے تمہاری تعظیم کیسے نہ کرتا اگر وہ نہ کرتا تو ہم کسی اور کو اس کی جگہ وائسرائے مقرر کر دیتے۔

ایک مرتبہ حضرت امیر ملت درس دے رہے تھے کہ آپ کو پیغام ملا کہ حیدرآباد کے نظام نے یاد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نظام سے کہہ دو کہ میں اس وقت بڑی سرکار میں حاضر ہوں۔ اس کے بعد نظام نے آپ کو کبھی رسمی بلاوا نہیں بھیجا بلکہ خادم صرف اتنا کہہ دیتا کہ نظام دعا کا طالب ہے۔

کشف و کرامات ☆: موضع بلوانا ضلع جھنگ میں رجب علی نامی ڈاکو اور پیشہ ور قاتل رہتا تھا اس نے لوگوں کے ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اُس کی دہشت سے لوگوں کی نیندیں حرام ہوگئی تھیں۔ عوام کے علاوہ حکمران بھی اس سے نالاں تھے۔ اس کی نگرانی کے لئے پولیس پارٹی تشکیل دینا پڑتی تھی ایک مرتبہ موضع بلوانا کا تھانیدار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جو کہ رجب علی سے بہت تنگ تھا۔ اُس نے عرض کی حضور دعا فرمایئے یا میں مر جاؤں یا رجب علی مر جائے اس نے تو میرا قافیہ تنگ کر رکھا ہے آئے دن مجھے اُس کی وجہ سے لائن حاضر کیا جاتا ہے حضرت امیر ملت نے جواب دیا کہ میں نے آج تک کسی کے لئے بددعا نہیں کی اس لئے بددعا دینا تو ممکن نہیں ہاں اس کا کوئی اور حل نکالا جا سکتا ہے یہ بتاؤ کہ اس وقت رجب علی ہے کہاں تھانیدار بولا حضور رجب علی اس وقت حوالات میں بند ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لایا جائے۔ جب رجب علی کو لایا گیا تو اُس نے دیکھا کہ کئی مرید حضرت امیر ملت کے پیر دبا رہے ہیں تھانیدار نے رجب علی کو بھی حکم دیا کہ وہ حضرت صاحب کے پیر دبائے رجب علی کو بادل ناخواستہ پیر دبانے پڑے۔ حضرت امیر ملت نے محسوس فرمایا کہ رجب علی ان کے پاؤں کو تکلیف پہنچانے کے خیال سے زور سے دبا رہا ہے۔ آپ نے باقی خدام سے کہا کہ بس کرو آج میرے پیر رجب علی ہی دبائے گا۔ رجب علی کافی دیر پاؤں دباتا رہا آخر اچانک پاؤں چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور عرض کرنے لگا حضرت میں آپ کو مان گیا ہوں اتنے زور سے اگر میں بھینس کی ٹانگ دباتا وہ بھی ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو جاتی مگر آپ کا پاؤں جتنے زور سے دباتا ہوں آپ فرماتے ہیں اور زور سے دباؤ حضرت امیر ملت بولے۔ رجب علی تو اپنے آپ کو شہہ زور سمجھتا ہے۔ پولیس کو اور لوگوں کو تو نے آگے لگا رکھا ہے۔ مگر اس بوڑھے فقیر کے پاؤں ٹھیک سے دبا نہیں سکتا اگر تیری طاقت اتنی ہی ہے جتنی تو لگا چکا ہے تو پھر چھوڑ شہ زوری اور ہم فقیروں میں شامل ہو جا۔ آپ کی بات سن کر رجب علی کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس دن کے بعد اس نے کوئی جرم نہیں کیا بلکہ ہمیشہ کے لئے تائب ہو کر درویشی کی زندگی اختیار کر لی۔

کرامت ۲ ☆: ایک دفعہ امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین نے کہا کہ آپ سیّد نہیں ہیں۔ سیّدوں کو آگ نہیں جلاتی اگر آپ سیّد ہیں تو آگ میں چل کر دکھاؤ۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ چیلنج قبول کر لیا۔ اور ایک وسیع جگہ پر ایک بہت بڑی آگ جلائی گئی یوں معلوم ہوتا تھا جیسے دوزخ دہک رہی ہے آگ کی تپش سے لوگ دور دور کھڑے تھے حضرت قبلہ عالم بے خطر جوتے اتار کر آگ میں داخل ہو گئے اور فرمایا کہ جس کا دل چاہے میرا دامن پکڑ کر آگ میں چلا آئے آپ کے ساتھ بارہ

باہمت نوجوان بھی آگ میں داخل ہو گئے۔ مگر آگ نے کسی بھی شخص کو نقصان نہیں پہنچایا یہ کرشمہ سازی نہ تھی بلکہ خدا کا فضل و کرم تھا جو اُس نے اپنے خاص بندے پر کیا ہوا تھا۔

کرامت ۳ ☆: ایک مرتبہ حضرت امیر ملت قصور کے قریب واڑہ جا رہے تھے کہ راستے میں کیا دیکھا کہ پولیس ایک بدنام ڈاکو بابا محمد واصل کو گرفتار کر کے لے جا رہی ہے۔ حضرت امیر ملت کے ساتھ آپ کا خادم بھی تھا۔ جو واڑہ کا رہنے والا تھا اس نے عرض کی حضرت یہ بابا محمد واصل ہمارے گاؤں کا چوہدری ہے اس کو پولیس سے نجات دلائیں حضرت قبلہ امیر ملت نے تھانیدار سے کہا کہ بابا محمد واصل کو ہماری ضمانت پر چھوڑ دو وہ تھانیدار چونکہ آپ کو جانتا تھا اور آپ کے مرتبہ و مقام سے واقف تھا اس نے بابا محمد واصل کو آپ کے حوالے کر دیا بابا محمد واصل نے حضرت امیر ملت سے کہا کہ پیر جی میں ڈاکے ڈالنے سے باز نہیں آؤں گا۔ آپ نے میری ضمانت دے کر خواہ مخواہ پریشانی مول لی ہے۔

حضرت امیر ملت نے فرمایا میں نے یہ سب کچھ اپنے ساتھی کی دلجوئی کے لئے کیا ہے۔ ورنہ مجھے تمہاری گرفتاری یا رہائی سے کیا۔ مطلب تم چپ چاپ ہمارے ساتھ چلتے رہو۔ بابا محمد واصل ڈاکو آپ کے ساتھ چلتا تو رہا لیکن راستہ بھر وہ افسوس کے کلمے کہتا رہا آپ نے خواہ مخواہ میری ضمانت دی آپ شریف آدمی ہیں اب آپ کی بدنامی ہو گی حضرت امیر ملت نے فرمایا کہ تمہاری وجہ سے ہماری کوئی بدنامی نہیں ہو گی لہٰذا تم ہماری فکر نہ کرو اتنے میں چلتے چلتے واڑہ گاؤں آ گیا اب بابا محمد واصل نے خواہش کا اظہار کیا کہ واڑہ میرا گاؤں ہے لہٰذا آپ میرے گھر چلیں تاکہ میں آپ کی مہمان داری کر سکوں اگر آپ میرے گھر نہیں جائیں گے تو برادری میں بے عزتی ہو گی۔

حضرت امیر ملت نے فرمایا کہ میں تو اپنے اس ساتھی کے گھر جاؤں گا کیونکہ میں اس کے ساتھ آیا ہوں۔ تم بھی ہمارے ساتھ آ جاؤ چونکہ بابا محمد واصل اس آدمی کے گھر نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس لئے کہ وہ ذات کا جولاہا تھا۔ مگر اپنے گھر بھی آپ کے بغیر نہیں جانا چاہتا تھا لاچار و ناچار آپ کے ہمراہ آپ کے ساتھی کے گھر گیا ایک رات گزری، دوسرا دن گزرا اب بابا محمد واصل نے امیر ملت سے درخواست کی حضرت اب تو میرے گھر تشریف لے چلیئے آپ نے فرمایا کہ میں چوروں ڈاکوؤں کے گھر نہیں جایا کرتا بابا محمد واصل بولا حضرت آپ ایک مرتبہ میرے گھر تشریف لے چلیں میں خدا کی قسم کھا کر آپ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ زندگی بھر ڈاکہ نہیں ڈالوں گا اور کوئی برائی کا کام نہیں کروں گا امیر ملت نے اس سے پکا وعدہ لیا اور محمد واصل کے گھر تشریف لے گئے۔ اس ڈاکو نے حضرت امیر ملت کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور عبادت ریاضت میں وہ مقام حاصل کیا کہ جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ آپ بابا واصل پر اتنا تلطف فرمایا کرتے تھے کہ اس کے گھر جا کر جس درخت کے نیچے آرام فرمایا کرتے تھے بابا محمد واصل اس درخت کے تین پتے جس کسی بھی شخص کو دیتا اُس شخص کی ہر تکلیف دور ہو جاتی تھی۔ ہر مسئلہ حل ہو جاتا اور اسی وجہ سے واڑہ کے علاقہ میں بابا محمد واصل نے بہت شہرت پائی۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر ملت ایک قطب ساز شخصیت تھے۔

پیر خانے کا ادب و احترام ☆: حضرت امیر ملت کو اپنے مرشد خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ سے بڑی محبت تھی چورہ شریف ریلوے اسٹیشن سے خانقاہ شریف تک ننگے پاؤں جاتے اور خانقاہ سے ریلوے اسٹیشن تک ننگے پاؤں واپس لوٹتے۔ چورہ

شریف میں قیام کے دوران بھی بغیر جوتوں کے پھرتے تھے۔

ایک مرتبہ جب آپ کے مرشد حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ علی پورسیّداں آئے تو آپ ریلوے اسٹیشن سے اُن کو لیکر اپنے گھر آئے تو ان کے پیچھے پیچھے ننگے پاؤں چلتے رہے اپنے مرشد کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے پکواتے جب مرشد کامل کھانا کھاتے تو آپ ہاتھ باندھ کر خادموں کی طرح کھڑے رہتے۔ حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ کے ہمراہ آئے ہوئے درویشوں کی بھی بہت خدمت فرماتے۔ ان کے ہاتھ خود دھلاتے اور ان کے سامنے بیٹھنا بھی گستاخی تصور کرتے تھے۔

آپ کا معمول رہا ہے کہ مرشد کامل کے وصال کے بعد اُن کی اولاد میں سے جب بھی کوئی علی پورسیّداں آتا تو آپ ان کے استقبال کے لئے ننگے پاؤں آبادی سے باہر جا کر اُن کا استقبال کرتے پھر ان کو سواری پر بٹھاتے اور خود پیدل چلتے تھے پھر خانقاہ شریف میں لا کر اُن کو مسند پر بٹھاتے اور خود اُن کے قدموں کی طرف بیٹھ جاتے آپ کا یہ اعزاز تو اپنے مرشد اور اُن کی اولاد کے لئے تھا۔ اس کے علاوہ اگر چورہ شریف کا کوئی عام آدمی بھی علی پورسیّداں آجاتا۔ تو آپ اُس کی بھی ایسی خدمت فرماتے جیسے اپنے پیروں کی کرتے تھے اور واپسی پر اُن کو مالا مال کر کے بھیجا کرتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۷۱ھ بمطابق ۱۳ مئی ۱۹۵۱ء کو جب حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کی عمر شریف ۱۲۱ سال ہوگئی۔ تو آپ کو ایک خط ملا جو کہ عربی میں تحریر تھا اس میں لکھا ہوا تھا جماعت علی تمہاری عمر اب تھوڑی سی رہ گئی ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ عبادت کیا کرو لوگوں نے جب یہ سنا تو اُن کے ہوش اڑ گئے سب نے کہا یہ خط غلط ہے آپ نے لوگوں سے فرمایا میں موت سے نہیں ڈرتا موت پر رونا بزدلی ہے سب نے ایک دن مرنا ہے آپ کے مریدوں نے عرض کیا حضور ہمیں خط دکھائیں آپ نے فرمایا خط میرے نواسے حیدر حسین کے پاس ہے۔

خط منگوایا گیا مگر اس میں تحریر کردہ عربی کی عبارت کسی کی سمجھ میں نہیں آئی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ قدیم عربی ہے۔ اس میں جو اطلاع دی گئی ہے وہ بالکل سچ ہے اگر تم لوگ خط پر یقین نہیں کرتے تو انتظار کرو اس خط میں جو کچھ لکھا ہے اور میں نے پڑھا ہے وہ عنقریب پورا ہوگا۔

حضرت امیر ملت کا معمول تھا۔ کہ ہر گرمیوں کے موسم میں ٹھنڈے علاقے میں تشریف لے جاتے مگر ۱۹۵۱ء میں علی پورسیّداں میں ہی رہے۔ رمضان المبارک کی ۹ تاریخ کو آپ کو سخت بخار ہوگیا۔ پھر یہ بخار مسلسل رہنے لگا ایک روز آپ نے اپنے سارے مریدوں کو خاص طور پر بلوایا ان کو کھانا کھلوایا ان کے ساتھ بیٹھ کر تھوڑی سے فرنی خود بھی تناول فرمائی۔ اس کے بعد تین چار مرتبہ ہاتھ دھوئے آپ نے اپنے صاحبزادے انور حسین سے فرمایا کہ آج عشاء کی نماز جلدی سے پڑھا دو مجھے بخار کی وجہ سے سخت سردی لگ رہی ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر اپنی تسبیح منگوائی اپنے اوراد و وظائف پورے کئے اور تسبیح واپس کر دی پھر پوچھا کہ ساتھ والے کمرے میں کون ہے جواب ملا گھر کی مستورات ہیں فرمایا ان کو تسلی دیکر زنان خانے میں بھجوا دیا جائے کیونکہ میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔

یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے یوں محسوس ہوا جیسے آپ استراحت فرما رہے ہیں مگر جب نبض دیکھی گئی تو خاموش تھی۔ آپ کے

چہرے پر ابدی سکون تھا۔

۱۲۱ سال کی عمر شریف میں مورخہ 30/31 اگست کی درمیانی رات 1951ء بمطابق ۱۳۷۱ھ کو حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال باکمال ہوا۔

سنگ مرمر سے بنا ہوا اور دیگر آرائش زیبائش سے مزین آپ کا مزار شریف قیامت تک اپنے فیض کے چشمے سے آنے والوں کو سیراب کرتا رہے گا۔

فقیر راقم الحروف نے تادم تحریر ۳ مرتبہ آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دی ہے۔ علی پور شریف کی بستی میں داخل ہو کر ایک روحانی کیف و مستی طاری ہو جاتی ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ علی پور شریف واقعی خدا والوں کی ہی نہیں بلکہ خدا سے ملانے والوں کی بستی ہے۔ آپ کے دربار شریف کی تعمیر اور مسجد شریف کی تعمیر کا دلکش انداز اپنے اندر ایک جاذبیت رکھتا ہے۔ آنے والوں کو دعوت نظارہ دیتی ہے اور ہر آنے والا اس کی زیارت کے بعد دوبارہ آنے کا خواہشمند رہتا ہے۔

آپ کے دربار کے قریب آپ کا شیش محل جو کہ اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے۔ دنیا کی تمام سہولتیں آنے والوں کے لئے موجود ہیں۔ آپ کے دربار شریف کے سجادہ نشین عالم باعمل پیکر عزم و ہمت اور آپ کے ظاہری و باطنی علوم کے وارث حضرت قبلہ پیر سیّد افضل حسین جماعتی نے اپنی محنت شاقہ سے دربار شریف و مسجد کا نظام خوبصورت انداز میں چلایا ہوا ہے۔ انتہائی خلیق ملنسار شخص ہیں۔ فقیر راقم الحروف پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں۔ اللہ کریم غلامان علی پور شریف کے سر پر آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔

آپ کے شیخ کامل والی چورہ شریف حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ نور اللہ مرقدہ کبھی کبھی مستی میں جھوم کر آپکے بارے میں درج ذیل مقولہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

حافظ جھیاء امیر نہیں ثانی جھیاء فقیر نہیں

آپ کا مزار پُر انوار علی پور شریف تحصیل و ضلع نارووال میں مرجعٔ خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا محمد شریف کوٹلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم ربانی، فقیہ العصر، پیشوائے طریقت، برھان شریعت، عاشق رسول، فنافی المرشد، حضرت فقیہ اعظم مولانا محمد شریف صاحب کوٹلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ ایک عالم باعمل اور فقیر منش شخصیت کے حامل بزرگ تھے۔

آپ ہمہ وقت دین اسلام کی خدمت میں لگے رہتے۔ عبادت و ریاضت میں بے مثال تھے۔

آپ کا اسم مبارک محمد شریف اور کنیت ابو یوسف اور والد ماجد کا اسم مبارک حضرت مولانا عبدالرحمٰن تھا۔ آپ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے درس نظامی کی تکمیل اپنے والد بزرگوار سے کی اور پھر مشق مناظرہ کی فراغت کے بعد تبلیغ اسلام اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کے لئے کمر باندھی امرتسر سے ہفتہ روزہ الفقیہہ جاری کیا جس کے ایڈیٹر حکیم معراج الدین مرحوم تھے اس اخبار میں آپ نے فقہ، حنفی اور مذہب حقہ اہل سنت کے لئے مضمون لکھے جسے متعصب کٹر وہابی بھی محسوس کئے بغیر نہ رہ سکے۔ مشہور اہل حدیث عالم مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی سے بھی آپ کے متعدد مناظرے ہوئے۔ لیکن بفضل خدا آپ کی شخصیت ہمیشہ چھائی رہی۔

آپ تحریر و تقریر بحث مناظرہ اور شعر و شاعری میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ لاہور سے لیکر بمبئی تک آپ کی جادو بیانی کا ڈنکا بجتا تھا۔ تاریخ گوئی میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ اردو، فارسی اور عربی میں دسترس حاصل تھی۔ اور تینوں زبانوں میں عمدہ شعر کہتے تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں قبلہ عالم حضرت حافظ عبدالکریم صاحب علیہ الرحمۃ عیدگاہ شریف والوں کے دست حق پرست پر بیعت کی اور انہی سے خلافت حاصل کی آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت قبلہ حافظ عبدالکریم صاحب آف عیدگاہ شریف کی شان میں عربی میں ایک قصیدہ لکھا جو آپ کے کمال فن کا مظہر ہے۔ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جو کچھ حاصل کرنا تھا وہ فقیہ اعظم محمد شریف کوٹلوی رحمتہ اللہ علیہ نے حاصل کرلیا ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے آپ کو چھ سلسلوں کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اور فقیہ اعظم کا خطاب بھی اعلیٰ حضرت ہی نے عطا فرمایا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ نے نوے برس کی عمر شریف میں ۱۳۷۱ھ بمطابق ۱۵ جنوری ۱۹۵۱ء کو وصال فرمایا حضرت مولانا نورالحسن امام و خطیب جامع مسجد ملا عبدالحکیم سیالکوٹ والوں نے نماز جنازہ پڑھائی مزار پرانوار کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے بعد سلطان آپ کے فرزند و جانشین حضرت الواعظین رئیس المقررین ابوالنور علامہ محمد بشیر صاحب کوٹلوی علیہ الرحمۃ

آپ کے مشن پر گامزن رہتے ہوئے سلسلہ طریقت و خطابت اور علمی دنیا میں اپنا بلند مقام رکھتے تھے۔ایک عرصہ علیل رہنے کے بعد ۶ اگست ۲۰۰۷ء میں وصال ہو چکے ہیں۔

جبکہ ان کے بارے میں تاریخ گواہ ہے کہ پورے ہندوستان و پاکستان میں آپ نے اپنی خطابت کے جھنڈے گاڑ دیئے اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کا طرۂ امتیاز بلند کئے رکھا۔آپ کی خطابت کے مسحور کن انداز کو سن کر اکثر غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا حضرت سلطان الواعظین سے ملاقات کا شرف حاصل رہا ہے۔غالباً ۱۹۹۰ء میں آپ کے ہمراہ پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلسہ میں خطاب بھی کیا ہے۔آپ کی سادگی اور حلیمی طبع کو دیکھ کر کوئی محسوس نہیں کر سکتا کہ اتنی سادہ طبیعت والی شخصیت اپنے زمانہ کے بہترین مناظر، عظیم خطیب اور بلند مرتبہ عالم دین بھی ہو سکتے ہیں۔

حضرت سلطان الواعظین کے بڑے صاحبزادے علامہ عطاء المصطفےٰ جمیل ایم اے گولڈ میڈلسٹ سے بھی راقم کی نیازمندی اور خصوصی تعلق ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب بھی اپنے بزرگوں کی عظیم یادگار اور منفرد انداز خطابت رکھنے کی وجہ سے امریکہ، ہالینڈ، برطانیہ اور دیگر عرب ممالک اور بالخصوص ملک پاکستان کے چاروں صوبوں اور تمام اضلاع اور شہروں دیہاتوں میں یکساں مقبول ہیں، وطن عزیز میں رہنے والے آپ کو عقیدت و محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت حافظ عبداللہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حافظ ابن حافظ، ولی ابن ولی، عامل و عاشق قرآن، عالم ربانی شیخ لا ثانی حضرت حافظ عبداللہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ صاحب تجرید وتفرید ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت محلہ شاہ ولی قتال پشاور شہر میں ولی العصر حضرت حافظ عبدالطیف نقشبندی علیہ الرحمتہ کے گھر ہوئی۔

آپ کا تعلق قطب شاہی اعوان قبیلہ سے تھا۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا حافظ عبدالطیف نقشبندی علیہ الرحمتہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ نقشبندی چوراہی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔ اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔ آپ کے والد گرامی نابینا ہونے کے باوجود اپنے وقت کے نہ صرف بہترین حافظ وقاری تھے بلکہ بہت بڑے عالم دین بھی تھے۔ وہ جامع مسجد قاسم علی خان میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ اس کے علاوہ دین کے طلباء کو علوم متداولہ کی کتب بھی پڑھاتے تھے۔ اور مریدوں کی تربیت باطنی توجہات سے فرماتے۔ آپ جس وقت کسی مرید پر توجہ فرماتے تو آپ کی باطنی توجہ کے اثر سے پورے گھر پر زلزلہ سا طاری ہو جاتا۔ جس سے وہ مرید اور اس کے اہل خانہ سمجھ جاتے تھے کہ حضرت صاحب توجہ فرما رہے ہیں۔

جس وقت آپ کے والدِ گرامی حضرت حافظ عبدالطیف نقشبندی علیہ الرحمتہ نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا تو مریدین نے عرض کیا حضور آپ کے دن فاقہ کشی اور تنگدستی میں گزر رہے ہیں۔ اس لیے آپ پر حج فرض نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں خود نہیں جا رہا بلکہ مجھے مدینے والے نے بلایا ہے۔ اور ان کا حکم میرے لیے فرض کی حیثیت رکھتا ہے۔

آپ ایک ساتھی کو ہمراہ لے کر حج کے لیے روانہ ہونے لگے تو تمام مریدین وعقیدتمندان کو جمع کر کے فرمایا کہ میرے لیے دعا کرو خدا مجھے اس پاک زمین میں جگہ عطا فرمادے۔

پھر ہوا بھی ایسے ہی کہ وہیں آپ کا وصال ہوا۔ اور وہیں مرقد منورہ بنی۔

آپ کے دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ ان میں ایک حضرت حافظ غلام حضرت صاحب دوسرے حضرت حافظ عبداللہ نقشبندی علیہ الرحمتہ تھے جو کہ آپ کے بعد آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔

تعلیم وتربیت ☆: حضرت حافظ عبداللہ نقشبندی علیہ الرحمتہ کی تربیت وتعلیم ابتدائی طور پر اپنے والد گرامی حضرت حافظ عبدالطیف نقشبندی علیہ الرحمتہ کے ہاتھوں میں ہوئی۔ انہی سے قرآن کریم حفظ کیا اور قرأت وتجوید پڑھ کر بارہ سال کی عمر میں

فارغ ہو گئے۔

حفظ قرآن کے بعد آپ علوم متداولہ کے حصول میں مستعد ہو گئے۔اور تھوڑے سے وقت میں علوم ظاہریہ سے فارغ التحصیل ہو کر کامیاب وشادمان ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔اورانہی سے خرقہ خلافت پاکر سرفراز ہوئے۔

سیاحت وزیارات بزرگان ☆: آپ نے بزرگان دین کے روحانی فیوض وبرکات سے مستفیض ہونے کے لیے دور دراز علاقوں کا سفر کیا۔اپنے ہمعصر بزرگان دین کی صحبت سے مستفید ہوئے۔اور مختلف بزرگوں کے مزارات پر حاضری دے کران کے روحانی فیوض وبرکات سے مالا مال ہوئے۔

دینی وعلمی خدمات ☆: آپ سرہند شریف میں حضرت مجدد پاک اوراجمیر شریف میں خواجہ غریب نواز کے مزار پر چلہ کشی کے بعد فارغ ہوئے تو حضرت خواجہ غریب نواز کے حکم سے ایک نہایت پاک دامن عابدہ زاہدہ حاجن صاحبہ سے نکاح کرلیا۔اوراس کے بعد اجمیر سے لاہور تشریف لاکر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمتہ کے دربار کی مسجد کے خطیب مقرر ہوئے اور آٹھ برس تک وہاں پر امامت وخطابت اوردین متین کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔لاہور میں آپ حضرت صاحب کے نام سے مشہور تھے۔

قیام لاہور کے زمانہ میں آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی بھی خوب ترویج واشاعت کی۔لاتعداد افراد آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ہروقت آپ کے گرد مریدین کا ہجوم رہتا تھا۔لاہور میں آٹھ برس گذارنے کے بعد آپ پشاور شہر میں تشریف لے آئے اور مدرسہ تعلیم القرآن چٹان میں سیٹھی کریم بخش نے آپ کو قرآن کریم حفظ کروانے پر مقرر کیا۔آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے خدمت قرآن اور حفظ قرآن کا فریضہ سرانجام دیا۔

اس کے ساتھ مسجد خوردہ فروشاں۔جو آج کل مسجد بزازوں والی کے نام سے مشہور ہے۔میں آپ امامت وخطابت کا فریضہ انجام دیتے تھے۔آپ نے اس مسجد میں تعلیم قرآن کا ایک مدرسہ بھی قائم کیا۔جس میں پشاور شہر کے کافی بچے حفظ قرآن کر کے فارغ ہوئے۔آپ کی عظیم یادگار یہ مدرسہ آج بھی قائم ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال اسی برس کی عمر میں 9 ربیع الاول ۱۳۷۲ ہجری بمطابق 3 نومبر 1952ء بروز اتوار کو ہوا۔

مزار پُرانوار مسجد بزازاں پشاور شہر میں مرجع خاص وعام ہے۔جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت سیّد نور الحسن شاہ بخاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: محرم راز معانی، عاشق صادق، مشتاق مشاہدہ، بے چوں، حضرت نور الحسن شاہ بخاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ شہباز میدان حقیقت ہیں۔ آپ کی ولادت کیلیا نوالہ ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی آپ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ سے بیعت ہونے سے قبل شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ اور شرقپور شریف آ کر بلند آواز سے مرثیہ خوانی کرتے تھے۔ اچانک ایک دن حضرت میاں صاحب کی نگاہ کا شکار ہو گئے۔

آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش مبارک 30 جنوری 1889ء کو ہوئی۔ ولایت کے گہوارہ حضرت کیلیا نوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ میں آپ کے اجداد میں حضرت سید جمال الدین عرف حضرت شاہ جی پیر جیسے باکمال بزرگ گزرے ہیں آپ کے والد ماجد حضرت سید غلام علی شاہ حضرت خواجہ بخش تونسوی سے اور والدہ ماجدہ سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھیں۔ 48 واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب امام الانبیاء حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے جا ملتا ہے۔ (ماہنامہ ''جلالیہ''، نومبر 2007ء، مضمون: ۔ مرشد حافظ الحدیث علیہ الرحمۃ)

شرقپور شریف سے نسبت☆: آپ کی زندگی کے انقلابی پہلو کی ابتداء محمدی شریعت کے ایک فرد الافراد، غوث الاغیاث، شہباز طریقت و شریعت، حامی سنت، ماحی بدعت اعلیٰ حضرت جناب قبلہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ ناز کے نخچیر ہونے سے ہوتی ہے ہوا یوں کہ چک نمبر 14 نزد شرقپور شریف مزاجوں کے تبادلے کے سلسلے میں ادھر جانا ہوا تو سر بازار حضرت اعلیٰ شرقپوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہو گئی، فرمایا کدھر آئے ہو، عرض کیا زمین کے تبادلے کے لیے فرمایا اس کی اتنی ضرورت نہیں کہیں تو تمھاری قسمت کا تبادلہ کر دیں، نام پوچھا تو عرض کیا نور الحسن فرمایا کہو تو حسن کا نور بنا دوں مرد کامل نے وہ رنگ چڑھایا کہ پھر یہ نور چمکتا اور نسل در نسل مخلوق کو فیض یاب کرتا، خلق خدا آج تک مشاہدہ کر رہی ہے۔ قریباً اٹھارہ سال آپ شرقپور شریف شب و روز آپ کی خدمت میں رہے، ایک لحہ کے لیے بھی پیر و مرشد کی جدائی گوارا نہیں کی، ایک دفعہ اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حکماً فرمایا کہ دو ماہ بعد آنا، ابھی ایک ماہ گزرا تھا کہ اعلیٰ حضرت نے خط لکھا کہ ایک ماہ گذر گیا ہے ایک ماہ پھر کبھی سہی فوراً شرقپور شریف آ جاؤ فرماتے ہیں کہ جس نے ہمیں دیکھنا ہو وہ انھیں دیکھ لے نور علیٰ نور کر دیا ایک مکتوب شریف میں حضور نے حضرت پیر گیلانی علیہ رحمتہ اللہ تعالیٰ کو یہ الفاظ لکھے، فرمایا عزیز آپ کی طبع ہر طرح سے مبارک ہے کچھ بھول چوک اس سے ہی ہے۔ حضرت میاں صاحب کا معمول تھا کہ کوٹلہ شریف اور مکان شریف اور قاضی گوٹھ احمد سندھ میں سلسلہ عالیہ کے بزرگان دین کی خصوصی توجہات کے لیے ہمیشہ آپ کو ساتھ

لے کے جاتے حضرت پیر کیلانی علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کبھی بھی ادباً اعلیٰ حضرت کا اسم مبارک زبان پر نہ لا سکتے ہمیشہ حضرت اعلیٰ پاک، حضور قبلہ کونین، حضرت مولانا شرقپوری اور دیگر محبت سے لبریز القابات کا استعمال فرماتے۔ فرماتے ہم غریبوں کا تو شرقپور شریف حج ہوتا ہے یعنی حج جسی روحانی طہارت شرقپور شریف حاضری ونسبت سے حاصل ہوتی ہے شیخ کامل سے یہ نسبت اس عروج پر ہے کہ وقت وصال تک میں فرق نہیں اعلیٰ حضرت شرقپوری اور پیر کیلانی دونوں کا وصال مبارک رات گیارہ بج کر پچیس منٹ پر ہوا ایک سیکنڈ تک کا فرق نہیں۔ 22 نومبر 1956 کو وصال ہوا۔ (ماہنامہ ''جلالیہ''، نومبر 2007ء، مضمون:۔ مرشد حافظ الحدیث علیہ الرحمۃ)

اتباع سنت نبوی ☆: اللہ کی نشانیاں کئی قدرتی امتیازات کی حامل ہوتیں ہیں جو انسانی عقل وشعور کے احاطہ سے باہر ہیں کہ قدرت کا مقصود یہاں اپنی قدرتوں کے ظہور میں انسانی ادراک کو عاجز کر کے خود اپنی ذات کی معرفت کی طرف دعوت ایمان دینا ہوتا ہے اور یہ بات حضور پیر کیلانی علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ظاہری برائے نام ساتویں تک تعلیم اور پھر الانسان فی القرآن جیسی تفسیر قرآن بالقرآن تصنیف مبارکہ کو دیکھ کر تسلیم کرنا پڑتی ہے کہ اللہ رحمان قادر مطلق واقعی اپنے خاص بندوں کو امی صفت سے مزین فرما کر خاص علم لدنی سے نوازتا ہے جس کا واسطہ صرف صدر نبوت سے ہے امت محمدیہ میں مختلف اولیاء اللہ انبیاء اکرام کی ولایتوں کے حامل ہوتے ہیں اور وہ کچھ ہی ہستیاں ہوتی ہیں کہ جو خاص ولایت محمدیہ ﷺ کی حامل ہوتی ہیں ہم جب آپ کی سوانح حیات ''انشراح الصدور بتذکرۃ النور'' کا مطالعہ کرتے ہیں تو حیرت انگیز طور پر کامل اتباع نبوی کے مناظر نظر آتے ہیں مثلاً آپ کے مسکن حضرت کیلیانوالہ شریف میں کھجوروں کے جھنڈ اور باغات کا لہلہانا آپ کی پیدائش مبارک سے پہلے حضرت سید قربان علی شاہ جیسے عارف کامل اچ شریف سے چل کر نومولود کی خوشخبری دینے آنا مزید یہ ان کا جسمانی ساخت اور وقت پیدائش اور دیگر محیر العقول خوارق کی پیشگوئی کرنا اور پھر ایسے ہی ظہور میں آنا بچپن میں سنت کے مطابق والد کا سایہ سر اٹھ جانا ٹھیک تیرہ سال کی عمر مبارک میں اہل خاندان کا آپ کو اپنے ساتھ لے جانا اور بابا سید گلاب شاہ صاحب رسولنگری کا آپ کے صحیح النسب بخاری سید ہونے کی تصدیق کرنا، بمطابق سنت ابتدائی چالیس زہد و ریاضت کی زندگی گزارنا اور چالیس سال کی عمر میں ہی خلافت عطا ہونا اور تیئیس سال پر ہی آپ کی دعوت وتبلیغ محیط ہونا لیکن اس دور کا اتنا ہمہ گیر ہونا کہ متنوع ظاہری و باطنی شعبہ حیات کی تطہیر کی خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کرتے ہوئے تحریک پاکستان کی تائید میں ہر محفل خاص وعام میں دلائل قاہرہ سے حجت قائم کی۔ حضرت سید محفوظ حسین شاہ مکانشریفی کو ضلع گورداسپور میں جماعت احرار سے مسلم لیگی امیدوار کے حق میں دستبردار کرائے اور مریدین کو مسلم لیگ کو ووٹ دینے کا حکم ارشاد فرما کر تائید ملت کا حق ادا کر دیا۔ تبلیغ اسلام کے لیے حضرت سید جلال الدین شاہ مشہدی صاحب اور حضرت مولانا محمد نواز نقشبندی جیسے پیکر اخلاص ورضا حضرات کی قافلہ سالاری میں جامعہ محمدیہ نوریہ شریف کا قیام، لاتعداد علماء وفضلاء کی تیاری اور نسبت نقشبندیہ سے باطنی تطہیر کرنا اور تقسیم متحدہ ہندوستان کے دوران بے تحاشا قتل اور ظلم وستم سے تنگ آکر آپکا کچھ عرصہ کے لیے ہجرت تک کی سنت مبارکہ ادا کرنا اور ہر آنے والے کو شریعت کے رنگ میں رنگ دینا آپ کی ولایت محمدیہ اور خلافت الہیہ کے کما حقہ مظہر ہونے کے آئینہ دار نہیں؟ یقیناً ہیں عمر مبارک تریسٹھ برس ہونے اور ربیع الاول میں وصال فرمانے میں بھی کمال اتباع سنت ہے۔

حضرت سرکار کیلانی اور حضرت حافظ الحدیث علیہما رحمۃ اللہ تعالیٰ ☆: حضرت سید جلال الدین شاہ صاحب بن سید محمد عالم کی ولادت 1915ء کو ہوئی حضرت مولانا محمد نواز صاحب بڑے استاد جو ہیں ان کی ولادت 1920ء کو ہوئی حضرت شاہ صاحب کی چار سال کی عمر نابینا ہو گئے۔ حضور پور سرگودھا میں حافظ غلام محی الدین اور حافظ محمد اسماعیل علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے قرآن مجید حفظ کیا اور حضور غوث الاغیاث خواجہ خواجگان حضور پیر کیلانی کے دست اقدس پر بیعت ہو گئے بڑے استاد حضرت مولانا محمد نواز نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اسی اثناء میں آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف بیعت ہوئے اور حضور پیر و مرشد نے دونوں حضرات کو اکھٹے پڑھنے رہنے اور اکھٹے تدریس کا حکم فرمایا بلکہ دونوں حضرات ابھی طالب علم تھے 1936ء سے درسیات کی ابتداء کی اور ابھی تکمیل نہ کی تھی کہ 1941ء میں بھکھی شریف میں جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ کا قیام آپ کے حکم پر ہو گیا اور یہ حضرات فاضل اساتذہ کا تقرر کر کے درسیات کی تکمیل میں 1942ء میں مفتی احمد یار خان نعیمی کے حلقہ درس میں گجرات جامی کے چند اسباق پڑھے لیکن محسوس کیا کہ جامی سلطان المدرسین حضرت مولانا سلطان احمد حاصلانوالہ پر پڑھانا بس ہے کیونکہ وہ جامی کی کئی تقریریں کر دیتے تھے اور پوری تسلی کرتے تھے دونوں حضرات نے 1943ء میں استاد العرب والعجم مولانا علامہ حافظ مہر محمد اچھروی سے رسالہ قطبیہ، مختصر المعانی اور مسلم الثبوت جیسی بلند پایہ کتب پڑھیں، حضور پیر کیلانی قدم قدم پر دونوں حضرات کے شامل حال اپنی روحانی توجہات و برکات رکھتے اور روحانی دستگیری فرماتے خالص رضاء الٰہی کے لیے علم دین کی طلب کی ایسی پیاس پیر و مرشد نے پیدا فرمائی کہ جو بڑھتی ہی گئی آپ حضرت حافظ الحدیث کو رخصت کرتے تو فرماتے تھے۔۔۔۔۔۔۔

ہر کہ کارش از برائے حق بود
کار او پیوستہ بارونق بود

اور جب حضرت مولانا محمد نواز صاحب بڑے استاد صاحب کو رخصت کرتے تو ارشاد فرماتے تھے کہ۔۔۔۔۔۔۔

علم و ابرتن زنی نارت بود
علم را بردل زنی نورت بود

ان حضرات نے 1944ء میں پہلے مسجد لوہاراں بٹالہ شریف میں مولانا رشید احمد سے ھدایہ اور مختصر المعانی کے اسباق شروع کیے لیکن ابھی چند دن نہ گزرے تھے تو انہوں نے کہا کہ کہیں چلے جاؤ مجھ سے مطالعہ نہیں ہوتا اور تم بغیر مطالعہ کے چلنے نہیں دیتے تو دونوں حضرات دیر کا اسٹیشن سے دو میل گورداسپور روڈ پر نہر کے کنارے ایک بلند پایہ بزرگ لیکن بظاہر مجذوب کی خدمت میں دعا کے لیے اور ماہر مدرس واستاد کے ملے۔

دونوں حضرات کو بالتاکید حکم ہوا کہ 1946ء میں ہی بریلی شریف سے دورہ حدیث کر کے آؤ۔ دونوں حضرات کی سمجھ میں نہ آتا تھا لیکن جب تکمیل ہوگئی بریلی شریف سے واپس آئے تو اسی سال تقسیم ہوگئی، دو الگ ملک بن گئے اور بفضلہ تعالیٰ پیر و مرشد منزل پر پہنچانا چاہتے تھے، وہ منزل بفضلہ تعالیٰ حاصل ہوگئی۔

حضرت حافظ الحدیث شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حضرت کیلیانوالہ شریف خصوصی طور پر حاضر خدمت ہوئے، اور ترمذی اور ابن ماجہ مذکورہ نابینا صحابی کو بارگاہ رسالت سے اچھا وضو کرنے دو رکعت نفل ادا کرنے اور پھر حضور سید عالم ﷺ کے وسیلہ سے اللہ سے آنکھیں طلب کرنے اور پھر واقعی بینا ہونے کی تفصیل عرض کر کے پیر و مرشد سے بینا ہونے کیلئے دست بدستہ عرض کی۔ آپ نے اللہ کریم کی بارگاہ میں مراقبہ کے بعد شاہ صاحب سے فرمایا دو حکم ہوئے ہیں اگر آنکھیں لینی ہیں تو کوئی نفل پڑھنے کی ضرورت نہیں یہاں اپنے سائیوں کے در اقدس پر تین دن اور تین رات بس بیٹھے رہیں اللہ کریم تیسری رات گزرتے ہی صبح دو آنکھیں عطا فرما دے گا، حضور پیر کیلانی کا کمال کرم نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر فرمایا دوسرا حکم ہوا ہے کہ آنکھیں صرف پڑھنے کیلئے ہیں اللہ کریم کی بارگاہ سے حکم ہوا ہے کہ اگر آنکھیں نہ لیں اسی طرح صبر کریں تو ہم تجھے حفظ کی اتنی دولت عطا کر دیتے ہیں کہ آنکھ والے وہاں نہ پہنچ سکیں گے، حفظ حدیث کی دولت اور آنکھوں سے کس کا انتخاب کرنا ہے؟ عرض کیا حضور مجھے علم دین کے حفظ کی دولت عطا کر دیں آنکھیں رہنے دیں یہ پیر و مرشد کے کمال کرم اور مرید کامل کے انتخاب طلب کا بے مثل واقعہ ہے۔

آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نگاہِ خاص عطا فرمائی تھی۔ کہ جس شخص پر پڑی وہ بے ہوش ہو جاتا تھا۔ آپ میاں صاحب کے شیدائی و دیوانے تھے۔ میاں صاحب کے وصال پر آپ کی حالت غیر ہو گئی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۳ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ ۲۱ نومبر ۱۹۵۲ء کو ہوا۔ مزار شریف کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آج بھی ہزاروں عقیدت مندان حاضری دیکر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

سالانہ عرس مقدس ☆: سالانہ عرس مبارک حضور پیر کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ۸۔۷ مگھر ۲۲ اور ۲۳ نومبر کو ہوتا ہے، آپ کے فیض کو دوام ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ عبدالعزیز نقشبندی (ڈفرہ والے) رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: کشتہ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عارف یگانہ، واقف اسرار و رموز حقیقت امیر شریعت حضرت خواجہ عبدالعزیز صاحب ڈفرہ والے رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے عظیم روحانی پیشوا ہیں۔

آپ علم شریعت و طریقت و حقیقت کے اسرار و رموز سے مکمل طور پر آشنا تھے۔ تمام عمر یاد خدا میں بسر کی آنکھوں میں ہمہ وقت حسن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلوہ رہتا تھا۔ عبادت و ریاضت میں یکتا زہد و تقویٰ میں بے مثل و بے مثال تھے۔ تمام عمر شریعت مطہرہ کی پاسداری کی اور خلق اللہ کی خدمت کو اپنا شعار بنائے رکھا سخاوت میں آپ عدیم المثال تھے ہر وقت لنگر جاری رہتا بھوکوں کو کھانا کھلانا آپ کی بہت بڑی صفت تھی۔ حسن اخلاق میں آپ اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفسیر تھے۔

حضرت تاجدار گولڑہ سے خصوصی تعلق ☆: ابھی آپ کا بچپن تھا کہ آپ گولڑہ شریف کی جانب پیدل جارہے تھے کہ راستے میں آپ نے چند گھوڑ اسواروں کو دیکھا تو سمجھے کہ شاید پولیس والے ہیں۔ آپ سڑک کے راستے سے ہٹ کر نیچے گہرائی کی طرف اتر گئے مگر کیا دیکھا کہ ایک گھوڑ اسوار آپ کے قریب آ کر رکے۔ انہوں نے پوچھا کہاں جارہے ہو تو آپ نے جواباً عرض کیا کہ میں پیر سید خواجہ مہر علی شاہ کے پاس جارہا ہوں۔

جب آپ گولڑہ شریف پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ گھوڑ اسوار حضرت تاجدار گولڑہ بذات خود تھے۔ خواجہ گولڑوی سے ملاقات ہوئی تو بڑی شفقت و محبت سے پیش آئے کھانا وغیرہ کھلا کر رات کو لنگر ہی میں قیام کرنے کا حکم دیا آپ نے خدام سے کہہ کر بہترین بستر لگوایا۔ جب رات گزری تو صبح کے وقت حضرت خواجہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو حزب البحر کے علاوہ دیگر عملیات کی اجازت عنایت فرمائی اور حزب البحر پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا۔

اولیاء اللہ مرتے نہیں ☆: ملک محمد نواز خان نوشہروی فرماتے ہیں کہ کوہ مری میں ایک شخص آپ کے پاس بیعت کی غرض سے آیا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تم پہلے کسی کے مرید تو نہیں ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میں پہلے حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف والوں کا مرید تھا اب چونکہ ان کا وصال با کمال ہو چکا ہے اس لئے آپ مجھے اپنے دست مبارک پر بیعت فرمالیں۔ اس کی یہ بات سن کر آپ جلال میں آگئے اور فرمایا او بدنصیب تو نے حضرت تاجدار گولڑہ رحمتہ اللہ علیہ کو مردہ سمجھ رکھا اس شان اور مرتبہ کے لوگ مرتے نہیں بلکہ ہمیشہ زندہ اور باقی باللہ ہوتے ہیں۔

تصرف باطنی ☆: آپ کے ایک مرید قاضی عزیز الرحمٰن صاحب سکنہ قاضیاں تحصیل گوجر خان انسپکٹر مدارس بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب جو کشف قبور کا ملکہ رکھتے تھے۔ ان کے ہمراہ دربار عالیہ سیال شریف حاضر ہوا جب ہم روضہ شریف سے باہر نکلے تو مولوی صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ حضرت اعلیٰ تمہاری بیعت کے متعلق پوچھ رہے تھے کہ کہاں پر بیعت ہیں تو میں نے لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ تو معاً ایک بزرگ ہوا میں دوزانو بیٹھے ہوئے تشریف لائے اور حضرت پیر سیال رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جا بیٹھے۔ جب مولوی صاحب سے حلیہ پوچھا تو انہوں نے حلیہ بیان کیا وہ حضرت خواجہ عبدالعزیز ڈفرہ والوں کا حلیہ تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۷۴ ہجری ماہ نومبر 1954ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار زراعت فارم مری روڈ کے سامنے داتا گنج بخش روڈ راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے بھی آپ کے دربار گوہر بار میں حاضری کا شرف حاصل کیا ہے۔ جہاں بڑے بڑے تاجدار آ کر اپنی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔ بالخصوص سابق صدر و سابق وزیراعظم آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم خاں بھی اکثر حاضری دیتے ہیں اور فیض یاب بھی ہوتے رہتے ہیں۔ یہ بھی مشہور ہے کہ سردار صاحب حضرت صاحب ڈفرہ شریف کے مرید خاص بھی ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر مہتاب شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مرد قلندر ہمہ اوصاف یگانہ، عارف زمانہ، شیخ العصر عالم ربانی حضرت قبلہ پیر مہتاب شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں،

آپ کی ولادت باسعادت ۲۵ شعبان المعظم ۱۲۹۶ھ بروز جمعتہ المبارک تحصیل چوآ سیدن شاہ ضلع چکوال کے گاؤں دعولہ میں حضرت پیر بہادر شاہ کے گھر ہوئی۔

آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے غوث العلمین حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ سے جا ملتا ہے آپ حضرت پیر رکن الدین عرف حضرت پیر خواجہ نوری جن کا مزار پرانوار بمقام پیل پیراں ضلع خوشاب میں ہے کی اولاد سے ہیں۔

شجرہ نسب کی تفصیل درج ذیل ہے پیر مہتاب شاہ بن پیر بہادر شاہ بن پیر حیدر شاہ بن پیر گل محمد بن پیر محمد بن شاہ چراغ بن پیر کبیر محمد بن حضرت پیر شاہ جمال بن پیر شاہ شیر اللہ بن پیر محمد حسن بن پیر رکن الدین المعروف حضرت پیر خواجہ نوری علیہم الرضوان۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے قرآن کریم کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ابتدائی کتب مولانا محمد احسن سکنہ ڈنڈوٹ اور مولانا سید لعل حسین چشتی نظامی دوالمیال سے علوم دینیہ کی تکمیل کی اور خدمت خلق اللہ وعبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ نے علوم ظاہری حاصل کرنے کے بعد باطنی علوم کے حصول کے لئے اعلیٰ حضرت خواجہ ابوالخیر دہلوی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کی اور انہی سے خرقۂ خلافت پایا۔

آپ اکثر و بیشتر حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کے دربار پر حاضری دیتے تھے اور کئی کئی دن انوار و تجلیات کے سمندر میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کرتے تھے۔ آپ کے والد گرامی حضرت پیر بہادر شاہ علیہ الرحمۃ کا سلسلہ بیعت و ارادت دور دور تک پھیلا ہوا تھا لاتعداد مرید تھے ان کے بعد آپ نے ہی سلسلہ عالیہ کی مسند ارشاد کو سنبھالا۔

آغاز درس و تدریس و مدرسہ کا قیام ☆: آپ نے مریدین کے تعاون سے اپنی مسجد میں ایک مدرسہ قائم کیا اور پڑھانے کے لئے ایک حافظ صاحب کی خدمات حاصل کیں۔ ان کا نام غلام حبیب تھا۔ گاؤں والوں کے تعاون سے قلیل وقت میں طلبا کی کثیر تعداد جمع ہو گئی اور درس و تدریس کا کام شروع ہو گیا۔ جب عمارت کی ضرورت پیش آئی تو مسجد کے ساتھ ملحقہ جگہ پر آپ نے اپنی ذاتی زمین مدرسہ کے نام وقف کر دی۔ اور چند ہی ماہ بعد آپ نے عظیم الشان عمارت بھی بنوا دی۔ آپ ایک بہترین خطیب اور عالم دین

اور نعت گو شاعر بھی تھے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سچے عاشق تھے۔

آپ کے قائم کردہ مدرسے کے مدرس حافظ غلام حبیب صرف حافظ قرآن تھے ان کا ملاپ ایک وہابی مولوی سے ہو گیا اور انہوں نے ترجمہ اسی وہابی مولوی سے ہی پڑھا۔ علم کی کمی کی وجہ سے اسی رنگ میں رنگے گئے۔ اور حافظ نے یارسول اللہ کہنے والوں کو مشرک کہنا شروع کر دیا جہاں کہیں مسجد میں یارسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔ وہاں سے یارسول اللہ اور یا محمد کھرچ کر مٹانا شروع کر دیا۔ اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں باتیں کرنا شروع کر دیں۔

جب آپ کو حافظ صاحب کے بارے میں اس صورتحال کا صحیح علم ہوا تو آپ نے حضرت مولانا لعل حسین دوالمیالوی سے حافظ صاحب کے خلاف فتویٰ منگوایا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی۔ جس کی وجہ سے معاملہ طول پکڑ گیا تو بت جھگڑوں اور مناظرے تک پہنچ گئی۔

بالآخر حضرت مناظر اعظم علامہ محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ کو لاہور سے مناظرہ کے لئے بلوایا گیا جب مناظرہ ہوا تو وہ حافظ صاحب گاؤں چھوڑ کر ۱۹۵۰ء میں بھاگ گئے اس کے بعد آپ نے علاقہ بھر کی مساجد و مدارس میں دین اسلام کی خدمت کا فریضہ بذات خود احسن طریقے سے انجام دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ بمطابق 1955ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار موضع دعولہ تحصیل چوآ سیدن شاہ ضلع چکوال میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر غلام مجدد سرہندی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم بے باک ترجمان، شمس العلماء والمشائخ حضرت پیر غلام مجدد سرہندی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب و ماہتاب طریقت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۶ رجب المرجب شریف 1300 ہجری بمطابق 1882ء کو درگاہ شریف مجددیہ سرہندیہ ٹیاری ضلع حیدرآباد صوبہ سندھ میں عارف باللہ حضرت خواجہ حاجی عبدالحلیم نقشبندی علیہ الرحمتہ کے علمی و روحانی گھر میں ہوئی۔

آپ کا سلسلہ نسب و طریقت چند واسطوں سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمتہ سے جا کر ملتا ہے۔

آپ نے علوم دینیہ کی تحصیل و تکمیل اپنے جد امجد حضرت خواجہ پیر عبدالرحیم سرہندی نقشبندی حضرت قاری عبدالرحمان متعلوی، عزیز اللہ خان سلیمان خیل قندھاری، حضرت الحاج محمد حسن اللہ پاٹائی صدیقی علیہم الرحمتہ والرضوان والغفر ان سے حاصل کی۔

آپ نے فریضہ حج کی ادائیگی کے دوران سید علی وتری اور مولانا عبدالحق مہاجر مکی سے کتب احادیث پڑھ کر اسناد حاصل کیں۔

بیعت و خلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے دادا بزرگوار حضرت خواجہ پیر عبدالرحیم سرہندی مجددی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے عظیم والد گرامی حضرت خواجہ عبدالحلیم نقشبندی سرہندی مجددی علیہ الرحمتہ سے خرقۂ خلافت و اجازت پا کر سرفراز و ممتاز اور والد گرامی کے جانشین مقرر ہوئے۔

سیرت و کردار☆: 1331 ہجری بمطابق 1912ء کو والد گرامی کے وصال با کمال کے بعد آپ نے آستانہ عالیہ مجددیہ ٹیاری کی سجادگی سنبھالی اور اس انقلابی انداز سے تبلیغ اور رشد و ہدایت اور لوگوں کی روحانی تربیت فرمائی کہ وہ اسلام کے سچے شیدائی اور انگریز اور دیگر مذاہب باطلہ سے دشمنی ان کے سینوں میں کوٹ کوٹ کر بھر گئی تھی۔ سوائے کسی اہم مجبوری کے کسی انگریز سے نہیں ملتے تھے۔

انگریزی حکومت نے آپ کو بارہا "شمس العلماء" کا خطاب اور ریاست میں اہم عہدہ اور دیگر مراعات دینے کی کوششیں کیں مگر آپ نے ہر دفعہ ان کی پیش کش کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

آپ قومی اور ملی و مذہبی سطح پر چلنے والی ہر تحریک میں بھرپور حصہ لیتے۔ تحریک خلافت، تحریک ہجرت، انجمن ہلال احمر، تحریک مسجد منزل گاہ سکھر اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ اس دوران آپ نے کبھی بھی اپنے اصولوں اور ایمان کا سودا نہیں کیا۔

آپ کو کئی مرتبہ حکومت کے ظلم وستم کا نشانہ بننا پڑا۔ مگر ہر دفعہ نئی آن نئی شان سے اُبھر کر میدان عمل میں آئے۔

کراچی کی مشہور ''خلاق دنیا ہال'' کیس میں آپ کو علی برادران کے ساتھ دوسال کی قید ہوئی۔ جسے آپ نے بڑے تحمل و بردباری سے برداشت کیا۔

کئی دفعہ آپ کی زبان بندی ہوئی۔ مگر اس کو آپ نے اس پابندی کو ہر بار توڑا۔ آپ کو کئی مرتبہ جلسوں میں شرکت وخطاب سے روکنے کی کوشش کی گئی۔ ریوالور دکھائے گئے، دھمکیاں دی گئیں۔ مگر خون فاروقی ہونے کے ناطے مجدد پاک سرہندی کی طرح علم حق و صداقت کو ہمیشہ سربلند رکھا۔

سندھ کی معروف روحانی درگاہ بھرچونڈی شریف کے سجادہ نشین حضرت خواجہ پیر عبدالرحمان قادری اور حضرت پیر صاحب پگارا شریف علیھم الرحمتہ آپ کی خدمات کے بہت معترف تھے۔ حضرت پیر خواجہ عبدالرحمان آف بھرچونڈی شریف نے تحریک پاکستان کے وقت جب پورے صوبہ سندھ کے علماء اور مشائخ کا کنونشن حیدرآباد سندھ میں طلب کیا تو اس وقت اس کانفرنس میں آپ کا کردار سنہرے حروف میں لکھنے کے قابل ہے۔

سندھ میں مسلم لیگ کی کامیابی میں آپ کا زیادہ عمل دخل تھا۔

آپ بیک وقت ایک مبلغ اسلام، عظیم شیخ کامل اور بہترین پختہ سوچ کے سیاستدان اور مفکر ملت اسلامیہ ہیں۔

خانقاہی نظام سے منسلک رہ کر مسلک مجددیہ نقشبندیہ کی عظیم خدمات سرانجام دیں۔ ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 16 جمادی الثانی ۱۳۷۷ ہجری بمطابق 8 جنوری 1957ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار درگاہ نقشبندیہ مجددیہ سرہندیہ ٹنڈیالی حیدرآباد شہر صوبہ سندھ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت میاں غلام اللہ ثانی لا ثانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہباز قضائے تجرید، ہمائے آشیانہ تفرید، آشنائے رموز کنایات ومعرفت وحقیقت، شمع قصر ہدایت، آثارولایتش ظاہر برخاص وعام بے دلیل، قطب مادرزاد حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانی نقشبندی مجددی شرق پوری رحمتہ اللہ علیہ آئینہ جلال وجمال حقانی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت حضرت میاں عزیز الدین علیہ الرحمتہ کے گھر شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں ہوئی۔آپ غوث الوقت حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی علیہ الرحمتہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔

آپ کی عمر عزیز ابھی چار پانچ برس کی ہی تھی کہ آپ کے والد گرامی حضرت میاں عزیز الدین علیہ الرحمتہ کا انتقال ہو گیا۔والد گرامی کے وصال کے بعد آپ کی تعلیم وتربیت اور پرورش کی تمام تر ذمہ داری آپ کے بڑے بھائی غوث زماں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمتہ پر آن پڑی۔حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی علیہ الرحمتہ کی کوئی اولاد نہ تھی اور آپ حضرت میاں شیر محمد سے تیس برس چھوٹے تھے۔اس لئے میاں شیر محمد علیہ الرحمتہ نے آپ کو اپنی اولاد کی طرح پالا اور پرورش فرمائی۔اور آپ کو مذہبی وروحانی ماحول فراہم کیا جس کی بنا پر آپ بہت جلد کندن بن گئے۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ نے ابتدائی تعلیم ایک مقامی سکول میں حاصل کی جہاں سے آپ نے میٹرک کی سند حاصل کی۔

اس کے بعد آپ کو لاہور بھیج دیا گیا۔جہاں آپ نے طبیہ کالج انجمن حمایت الاسلام میں داخلہ لیا اور حکیم حاذق کی ڈگری حاصل کی۔

آپ کے بڑے بھائی حضرت میاں شیر محمد علیہ الرحمتہ کی خواہش تھی کہ آپ نہ صرف لوگوں کی جسمانی بیماریوں کا علاج کریں بلکہ ان کے روحانی مسائل بھی حل کریں۔

حضرت میاں شیر محمد آپ سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔آپ لاہور میں زیر تعلیم تھے۔عموماً ایسا ہوتا تھا کہ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد علیہ الرحمتہ اپنی والدہ ماجدہ سے ذکر کرتے کہ میں بھائی غلام اللہ سے ملنے لاہور جا رہا ہوں۔جب وہ لاہور کے لئے نکلتے تو

عین اسی وقت آپ بھی کالج سے چھٹی لے کر لاہور سے شرقپور شریف کی جانب روانہ ہو جاتے۔ اور اکثر ان دونوں کی ملاقات لاہور اور شرقپور شریف کے درمیان ہوتی تھی۔

علم طب کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد آپ ایک سال تک حکمت کا کام کرتے رہے۔ بعد ازاں اپنے برادر اکبر حضرت میاں شیر ربانی کے کہنے پر حکمت و مطب کو چھوڑ دیا۔ اور اپنی آبائی زمینوں کی دیکھ بھال کرنے لگے۔ حضرت شیر ربانی نے اپنے بزرگوں کے ترکہ میں ملنے والی اپنی تمام جائیداد آپ کے نام کر دی۔

دراصل حضرت شیر ربانی آپ کو اپنی جانشینی کے لئے تیار کرنا چاہتے تھے۔

ایک دن حضرت شیر ربانی نے بروز جمعتہ المبارک بعد از دوپہر آپ کو طلب کیا اور آپ پر خصوصی نظر کرم فرمائی جس نے آپ کی طبیعت میں انقلاب پیدا کر دیا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی علیہ الرحمتہ کے دستِ حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

جس روز آپ بیعت ہوئے وہ جمعہ کا دن تھا۔ حضرت میاں صاحب نے جب خصوصی توجہ فرمائی تو آپ عالم وجد میں آ کر فرمانے لگے کیا خوب: آپ نے میرا ہاتھ صدیق اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔

اس واقعہ کے بعد آپ کو نمازوں میں حضوری حاصل ہو گئی اور طبیعت میں سرور آنے لگا۔ درحقیقت آپ راہ ولایت پر قدم رکھ چکے تھے۔

سیرت و کردار ☆: آپ پابندِ شریعت و طریقت بزرگ تھے۔ تمام عمر دین متین کی ترویج و اشاعت کے لئے وقف رکھی، زندگی کا کوئی لمحہ بھی یادِ خدا سے غافل نہ گزرا۔ ہمہ وقت ذکرِ خدا آپ کی زبان پر جاری رہتا تھا۔ آپ نے اپنے برادر بزرگ اور پیر و مرشد کی روحانی تربیت و راہنمائی میں وہ تمام کمالات حاصل کر لئے تھے جو ایک صاحب کمال ولی اللہ میں ہونا ضروری تھے۔

دینِ اسلام کی تبلیغ کے لئے آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ نے شرقپور شریف اور اس کے قرب و جوار میں کئی مساجد تعمیر کرائیں۔ اس کے علاوہ جامع مسجد حضرت شیر ربانی دربار شرقپور شریف کے ساتھ تعمیر کرائی جو کہ 1945ء میں مکمل ہوئی۔ اس کے علاوہ ایک دینی مدرسہ جامعہ میاں صاحب کا قیام بھی آپ کی سرپرستی میں عمل میں لایا گیا۔ جہاں بچوں کو دینی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔ مسافر طلباء کو رہائش کے علاوہ خوراک و لباس اور دیگر ضروریات زندگی کی چیزیں بھی مفت مہیا کی جانے لگیں۔

آپ نے اپنی نگاہ ولایت سے لوگوں کی تقدیریں بدل کر اس قابل کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی تعلیمات واحکامات کے سامنے سرتسلیم خم کردیں۔اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں تین مرتبہ حج بیت اللہ ادا کیا اور زیارت روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے۔پوری زندگی اپنے شیخ کامل کے فرمان کے مطابق نمازِ جمعہ کی امامت وخطابت خود فرماتے رہے۔آنے والے مہمانوں سے تواضع سے پیش آتے۔آپ دن کا زیادہ حصہ مسجد کے اندر ہی گزارتے جہاں اپنے ملنے والوں اور نئے آنے والوں کو رشد و ہدایت سے بہرہ مند فرماتے تھے۔جو بھی پہلی بار آپ سے ملنے کے لئے آتا وہ آپ کی بلند وبالا شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا اور آپ کی صحبت سے اُٹھنا پسند نہ کرتا۔آپ کے اندر روحانی طور پر ایک ایسی کشش موجود تھی کہ دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جاتا تھا۔

تحریک پاکستان کے لئے عملی خدمات ☆:تحریک پاکستان کے موقع پر آپ نے بھرپور انداز میں حصہ لیا۔آپ نے شرقپور شریف میں ہونے والے مسلم لیگ کے تمام جلسوں کی صدارت کی اور پاکستان کے قیام تک مسلم لیگ کے لئے اپنی حمایت وتائید جاری رکھی اور اپنے عقیدت مندوں کو حکماً اس میں حصہ لینے کا فرماتے تھے۔

کشف وکرامات ☆: پروفیسر منور حسین ریٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور فرماتے ہیں کہ تدریسی خدمات کے دوران میرے اعصاب کمزور پڑ گئے جس کی وجہ سے مجھے تدریسی معاملات میں سخت دشواری کا سامنا تھا۔بڑے علاج معالجے کرائے مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔بالآخر کسی کے کہنے پر طے پایا کہ صرف شہد سے علاج کیا جائے۔لاہور میں مختلف جگہ تلاش کیا مگر شہد ناخالص ہونے کی بنا پر نہ خریدا میں نے اپنی کلاس کے طلباء سے کہا کوئی ایسا ہے جو مجھے خالص شہد ملنے کی جگہ بتادے۔

میرے منصور نامی شاگرد نے کہا کہ ہمارے علاقے شرقپور شریف میں ایک دوکاندار کے پاس بالکل سوفیصد خالص شہد ہوتا ہے۔

چنانچہ میں اپنے شاگرد منصور کے ہمراہ شرقپور اس دکاندار کے پاس پہنچا شہد چیک کیا جو واقعتاً بہتر تھا میں نے اس سے ایک سیر شہد بوتل میں لیا جب پیسے دینے لگا تو منصور نے کہا کہ اس شہر میں ایک عظیم بزرگ حضرت میاں غلام اللہ نقشبندی علیہ الرحمتہ موجود ہیں پہلے آپ ان سے مل لیں شہد کی بوتل واپسی پر لے لیں گے۔

میں منصور کے ہمراہ آپ کی مسجد میں پہنچا منصور اپنے گھر چلا گیا اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ مسجد کے صحن میں مراقبے میں مصروف تھے میرے قدموں کی آواز سن کر گردن اوپر اُٹھائی اور میرا نام پوچھا اور کمال شفقت سے بیٹھنے کو فرمایا۔جب میں بیٹھا تو آپ نے پیشے سے متعلق پوچھا تو میں نے تعلیم کے متعلق بتایا تو بہت خوش ہوئے۔اور مجھ سے شرقپور آنے کا مقصد دریافت فرمایا۔میں نے خلاف حقیقت برجستہ کہا کہ آپ سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔اور ہدایت وراہنمائی چاہتا ہوں۔یہ سن کر آپ اپنی جگہ سے اُٹھے اور کمرے میں چلے گئے وہاں سے شہد کی بھری بوتل لاکر مجھے دی اور فرمایا کہ یہ بالکل خالص ہے اور

آپ کی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی وجہ سے اعصاب میں جو کمزوری لاحق ہوگئی ہے اس کے لئے بہت اچھی چیز ہے۔ میں خود بھی اس کا استعمال کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں کھانے کی پیدا کی ہیں ان میں شہد نمایاں مقام رکھتا ہے۔ یہ شہد نومولود بچے کو چٹایا جاتا ہے۔ جبکہ حکما بستر مرگ پر پڑے ہوئے مریض کے لئے بھی شہد ہی تجویز کرتے ہیں۔ اس طرح شہد وہ پہلی اور آخری خوراک ہے جو انسان اس دنیائے فانی میں استعمال کرتا ہے۔

آپ کے فرمودات سن کر اور شہد کی بوتل دیکھ کر مجھے افسوس اور شرمندگی ہوئی کہ میں نے آپ سے غلط بیانی کی اور آپ نے میرے شرقپور آنے کے مقصد کو اپنی نگاہ فراست سے سمجھ لیا مگر اس کے ساتھ ہی آپ کے بارے میں میں نے جو کچھ سنا ہوا تھا میرا ایمان و اعتقاد آپ کی ذات پر اور پختہ ہو گیا ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال سات ربیع الاول شریف ۱۳۷۷ھ بمطابق تیرہ اکتوبر 1957ء کو ہوا۔ مزار پر انوار اپنے برادر بزرگ اور پیر و مرشد حضرت شیر ربانی کے پہلو میں شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں مرجع خاص و عام ہے۔

جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے جانشین مبلغ یورپ ترجمان مسلک امام ربانی حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ جنہوں نے آستانہ عالیہ شرقپور شریف کا سجادہ نشین ہونے کا حق ادا کیا۔

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ بڑے ہی احسن انداز میں دربار شریف اور مسجد شیر ربانی اور جامعہ میاں صاحب کو نہ صرف چلا رہے ہیں بلکہ پورے ملک میں مختلف مقامات پر اپنی زیر نگرانی لاتعداد مساجد جامع مسجد شیر ربانی کے نام سے تعمیر کرائی ہیں جن میں جامع مسجد شیر ربانی لاہور اور جامع مسجد شیر ربانی اسلام آباد، اور جامع مسجد شیر ربانی سبزازار نزد گورا قبرستان راولپنڈی کینٹ قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ ماہنامہ نور اسلام جو کہ مسلک مجدد الف ثانی کا بہترین ترجمان ہے کہ اشاعت ان کا عظیم و کبیر کارنامہ ہے۔ اس کے علاوہ صاحبزادہ جمیل احمد شرقپوری صاحب مدظلہ العالی نے اپنی سرپرستی میں لاتعداد کتب بھی چھپوا کر اہل علم و دانش کے لئے عظیم تحفہ چھوڑا ہے۔ جبکہ مکتوبات امام ربانی کا ترجمہ کروا کر انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے پیروکاروں اور سلسلہ کے لوگوں اور عقیدت مندان اور اہل علم و دانش احسان عظیم فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ ہفت روزہ اخبار مجدد، پندرہ روزہ آواز نقشبند، شیر ربانی ڈائجسٹ؟ انگریزی اس کے علاوہ شرقپور شریف میں دارالمبلغین حضرت میاں صاحب کے نام سے مرکز علوم اسلامیہ کی بنیاد رکھی جہاں سے لاتعداد فاضلین تکمیل کر کے جا چکے ہیں۔

1993ء میں جامعہ شیر ربانی برائے طالبات کا قیام عمل میں لایا گیا۔اس ادارہ میں سینکڑوں بچیاں طالبات زیر تعلیم ہیں اس کے علاوہ بھی بہت سی دینی خدمات کا فریضہ حضرت الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی سرانجام دے رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ کریم اس مردحقانی کا سایہ تادیر مسلک مجدد اندرون و بیرون ملک بالخصوص عوام اہل سنت کے سروں پر قائم رکھے۔

فقیر راقم الحروف کو بار ہا دربار عالیہ شرقپور شریف کی حاضری کا شرف حاصل ہے۔اور موجودہ سجادہ نشین حضرت الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی سے بھی حضرت علامہ الحاج حافظ محمد شیر عالم مجددی علیہ الرحمتہ کی معرفت نیاز حاصل ہے۔راولپنڈی آمد کے موقع پر آپ دارالعلوم مجددیہ بنگش کالونی اور جامع مسجد گلزار مدینہ ڈھوک دلال میں ضرور تشریف لاتے تھے، وہیں آپ سے بارہا ملاقات کا شرف حاصل رہا۔

ایک مرتبہ آپ نے فقیر راقم الحروف کی دعوت قبول کرتے ہوئے فقیر کے ادارے میں تشریف لائے اس موقع پر علامہ الحاج حافظ محمد شیر عالم مجددی علیہ الرحمتہ اور مولانا قاری مولا بخش چشتی حافظ محمد فضل دین نقشبندی حافظ محمد اقبال رضوی اور دیگر علماء بھی فقیر کے دارالعلوم جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ گلستان غریب نواز موہڑہ چھپر، غوث اعظم روڈ، (سابقہ چکری روڈ) راولپنڈی میں بھی تشریف لائے تھے۔

حضرت صاحبزادہ جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی ایک کھلے ذہن کے مالک اور صاف گو، بلند اخلاق اور پیار و محبت کا مجسمہ اور دین اسلام بالخصوص مسلک اہل سنت کی خدمت کا جذبہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ضعیفی اور بڑھاپے کے باوجود اندرون و بیرون ملک دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے دوروں پر رہتے ہیں۔

خدا کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولا کریم اس عظیم مردِ مجاہد کو صحت کی دولت سے مالا مال فرمائے۔اور آپ کا سایہ تادیر غلامان شرقپور شریف پر قائم و دائم رکھے۔آمین۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سید امام علی شاہ ہمدانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام العارفین زبدۃ السالکین برھان الواصلین دلبند رسول ﷺ فخر شاہ ہمدان جناب حضرت پیر سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خانوادہ ہمدافیہ کے عظیم چشم و چراغ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت حضرت پیر سید گلاب علی شاہ علیہ الرحمۃ کے گھر جھنڈو سیداں غوث اعظم روڈ (سابقہ) چکری روڈ تحصیل و ضلع راولپنڈی میں ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد سری نگر مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے جھنڈو سیداں آ کر آباد ہوئے اور اسی جگہ کو ہدایت خلق اللہ کے لئے مرجع بنایا خاندان کے دیگر بزرگوں کے مزارات آج بھی جھنڈو سیداں میں مرجع خاص و عام ہیں۔

آپ حضرت شاہ ہمدان علیہ الرحمۃ جن کا مزار نو آزاد ریاستوں میں سے تاجکستان میں واقع ہے جہاں پر خلق خدا آج بھی ان کے فیضان سے مستفید ہو رہی ہے۔

ہمدانی سادات کی جھنڈو سیداں سے بھنگالی ہجرت کا سبب ☆: آپ کے خاندان کے دو سید زادے اپنے آبائی علاقہ سرینگر جانے کے لئے جھنڈو سیداں سے نکلے اور چلتے چلتے بھنگالی گجر پہنچے تو رات ہو گئی تھی۔ اس لئے دونوں نوعمر سید زادوں نے سفر موقوف کیا اور رات بھنگالی گجر کی مسجد میں قیام کیا چونکہ سخت سردی کا موسم تھا۔ دونوں سید زادے ایک مصلے کو اپنے اوپر اوڑھ کر مسجد میں لیٹے رہے۔ پچھلی رات کو گاؤں کی گجر برادری کے ایک بزرگ چوہدری گلاب خان نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے جب مسجد میں تشریف لائے تو انہیں محسوس ہوا کہ مسجد میں کوئی اور بھی ہے انہوں نے آواز دے کر پوچھا کہ مسجد میں کون ہے مگر جواب نہ ملا تو بغور دیکھا کہ ایک مصلے کے نیچے دو خوبصورت شہزادے ہیں۔ قریب آ کر پوچھنے لگا کون لوگ ہیں آپ تو شہزادوں نے جواب کہ جھنڈو سیداں کے سید خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ اتنا سننا تھا کہ فوراً دونوں کو لے کر گھر پہنچا ان میں سے ایک کا نام نامی اسم گرامی سید نواب علی شاہ ہمدانی اور دوسرے کا نام سید علی ہمدانی تھا۔ گھر پہنچ کر چوہدری گلاب خان نے اپنے اہل و عیال سے کہا کہ آج ہماری قسمت جاگی ہے کہ ہمارے گھر شاہ ہمدان کے خاندان کے دو سید زادے مہمان ہیں ان کی خوب خاطر و مدارت کی جائے کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔

اس کے بعد اس نے جھنڈو سیداں میں ان کے والد بزرگوار حضرت پیر سید عبداللہ شاہ ہمدانی علیہ الرحمۃ کو اطلاع کی جب آپ کے والد گرامی نے آپ کی خیریت کی خبر سنی تو فوراً خدا کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی کہ بھنگالی گاؤں تجھے خدا آباد رکھے اور ہمیشہ شاد رکھے تیری طرف سے ٹھنڈی ہوائیں آتی رہیں۔ دونوں شہزادوں کو لے کر واپس جھنڈو سیداں آ گئے۔

مگر کچھ ہی دن گزرے تھے کہ چوہدری گلاب خان گاؤں کے چند افراد کے ہمراہ آپ کے والد گرامی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے دونوں شہزادے ہمیں دے دیئے جائیں۔ ہم ان کو لینے کے لئے آئے ہیں۔ یہ ہمیں دین کی تعلیم بھی دیں گے اور ہماری رہنمائی کے ساتھ ساتھ ہماری مسجد میں امام بھی رہیں گے۔ آپ کے والد گرامی نے ارشاد فرمایا کہ تھوڑا عرصہ انتظار کرلو بالغ ہونے پر دونوں کو آپ کے گاؤں بھیج دیا جائے گا۔ یہ دونوں آپ ہی کی امانت ہیں۔

چنانچہ حضرت سید علی شاہ ہمدانی اور حضرت سید نواب علی شاہ ہمدانی جب بالغ ہوئے تو آپ کے والد محترم جو کہ جناب پیر سید امام علی شاہ علیہ الرحمتہ کے دادا ہیں۔ نے آپ کو دعائیں دے کر بھنگالی کی طرف روانہ کیا۔

ادھر بھنگالی شریف میں آپ کی جلوہ گری ہوئی تو معلوم ہوا کہ خصوصی عقیدت و محبت کرنے والا چوہدری گلاب خان جو بے اولاد تھا۔ آپ کے قدموں کی برکت سے خدا نے بابا چوہدری گلاب خان کو اولاد نرینہ بخشی بابا گلاب خان کی اولاد میں سے ان کے بیٹے ڈاکٹر حاجی فضل خان جو کہ بھنگالی شریف کی جامع مسجد میں ۳۰ برس تک آذانیں دیتے رہے۔

بھنگالی شریف سے کولیاں حمید کی جانب فیضان ہمدانی کی منتقلی ☆: حضرت پیر سید نواب علی شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ درویش منش اور گوشہ نشین بزرگ تھے۔ آپ کے ہاں ایک بیٹا ہوا تھا جو جلد ہی اللہ کریم کو پیارا ہو گیا۔ جبکہ حضرت پیر سید علی شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ کے گھر خدا نے تین صاحبزادے عطا کیے تھے۔ جن میں سید گلاب شاہ ہمدانی بڑے صاحبزادے تھے اور اپنے اسلاف اور جداعلی کی طرح بلند پایہ عالم دین اور عارف کامل تھے۔

جب آپ جوان ہوئے تو تھانہ چونترہ کے نواحی گاؤں کولیاں حمید تحصیل و ضلع راولپنڈی کے چند حضرات نے آکر حضرت سید عبداللہ شاہ ہمدانی سے عرض کیا کہ حضور ہمیں اپنے گاؤں میں تبلیغ و امامت کے لئے اپنے بڑے صاحبزادے سید گلاب شاہ ہمدانی دے دیجئے۔ آپ نے بخوشی اجازت دی اور حضرت سید گلاب شاہ ہمدانی کولیاں حمید منتقل ہو کر ہدایت خلق اللہ میں مصروف ہو گئے اور سلسلہ طریقت و بیعت جاری کیا دور دور سے لوگ آکر اکتساب فیض کرتے رہے۔ آپ اپنے وقت کے صاحب کشف و کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کو خدا نے پانچ صاحبزادے عطا فرمائے تھے۔ جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) ☆ حضرت سید پیر امام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ (۲) ☆ حضرت پیر سید احمد شاہ ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ (۳) ☆ حضرت پیر سید چمن شاہ ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ (۴) ☆ حضرت پیر سید علی قدر شاہ ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ (۵) ☆ حضرت پیر سید طالب حسین ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ۔

ان صاحبزادگان کے مزارات کولیاں حمید براستہ چکری انٹرچینج تحصیل و ضلع راولپنڈی تھانہ چونترہ میں مرجع خاص و عام ہیں۔

بھنگالی شریف منبع فیوض و برکات ☆: حضرت پیر سید علی شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ کے وصال باکمال کے بعد بھنگالی شریف کی گجر برادری کے سرکردہ افراد آپ کے والد گرامی سید گلاب شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ آپ پنے بڑے صاحبزادے حضرت پیر سید امام علیشاہ رحمتہ اللہ علیہ کو ہمارے ساتھ بھنگالی شریف بھیج دیں تاکہ مسجد کی امامت اور سلسلہ طریقت میں بیعت وارشاد کا سلسلہ قائم اور جاری و ساری رہے۔

آپ کے والد گرامی نے لوگوں کے بار بار اصرار پر اپنے دو صاحبزادے حضرت پیر سید امام علی شاہ ہمدانی اور حضرت پیر سید طالب حسین شاہ ہمدانی علیہم الرحمتہ کو ان کے ہمراہ بھنگالی شریف بھیج دیا۔ چنانچہ بھنگالی شریف پہنچنے کے بعد چوہدری سید حسن مرحوم کے گھرانے نے آپ کی بھرپور انداز میں خدمت گذاری کی اور مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا۔

چوہدری سید حسن مرحوم چونکہ آپ کے ہم عصر اور مکتب میں ہم سبق تھے اکٹھے تعلیم حاصل کی اسی طرح چوہدری صاحب مذکور نے بہت سے دینی مدارس میں آپ کے ہمراہ ہی تعلیم حاصل کی اور اکٹھے وقت گذارا۔ اسے آپ کے ساتھ خصوصی عقیدت و محبت تھی ور آپ کے دست حق پرست پر بیعت بھی تھی۔ چوہدری سید حسن کی اولاد (آج بھی بھنگالی میں موجود ہے۔ ان کے تین فرزندوں میں سے سب سے بڑے فرزند چوہدری اللہ داد خان تادم تحریر زندہ ہیں۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں غوث زماں حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

سیرت وکردار☆: آپ اعلیٰ درجہ کے متقی و پرہیز گار نیک، پارسا، عبادت و ریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ نماز پنجگانہ اور تہجد کے علاوہ دیگر نوافل کا کثرت سے اہتمام فرماتے تھے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے اخلاق کے مالک سیرت وصورت میں یکتا اور مہمان نوازی کے لئے دسترخوان بہت وسیع اور دراز رہا۔ اپنے اور اپنی اولاد کے لئے رزق حلال خود کما کر لاتے تھے۔ تمام عمر پلٹن میں ملازم رہے اور جب ملازمت سے چھٹی پر بھنگالی شریف تشریف لاتے تو سکھو ریلوے اسٹیشن پر لوگوں کا اژدھام استقبال کیلئے موجود ہوتا تھا۔ گاؤں کے بچے بچیاں خصوصی طور پر جمع ہوتے آپ ان کو چیز کھانے کے لئے چاندی کا ایک ایک روپیہ عنایت فرماتے تھے۔ آپ نے فوج کی ملازمت ہو یا بھنگالی شریف کا آستانہ تمام عمر خدا کی یاد اور ذکر میں گزاری شب بیداری آپ کا معمول تھا تبلیغ اسلام اس انداز سے فرماتے تھے کہ آنے والا اور آپ کی بات سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔ ہزاروں غیر مسلم آپ کے دست حق پرست پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔

اولاد وامجاد☆: آپ کو خدا نے چار صاحبزادے عطا فرمائے تھے جن میں بڑے صاحبزادے جناب پیر طریقت سید محبت علی شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ بلند پایہ عالم دین اور آپ کے خلیفہ مجاز تھے وہ آپ کی جگہ پر بلوچ رجمنٹ میں پچیس سال تک خطیب رہے۔ بعدازاں گھر واپس تشریف لا کر ہدایت خلق خدا میں مصروف رہے تقریباً ۱۹۹۶ء میں آپ کا انتقال ہو گیا ہے۔

آپ کے دوسرے صاحبزادے پیر طریقت غوث زماں حضرت پیر سید عبداللہ شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ قطب وقت اور شریعت و طریقت میں بے مثل و بے نظیر تھے۔ تمام عمر دنیا اور دنیاداروں سے کنارہ کش رہے آپ کے دست حق پرست پر ۲۶ لاکھ مرد اور ۵۳ ہزار خواتین بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت پیر عبداللہ شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ کو دیکھنے کے بعد قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی ان کا وصال باکمال بھی ۲۵ ستمبر ۱۹۸۸ء کو ۶۳ برس کی عمر میں ہو چکا ہے۔ مزار شریف بھنگالی شریف میں واقع ہے۔

آپ کے تیسرے صاحبزادے حضرت پیر سید سلطان علی شاہ مدظلہ العالیٰ جو کہ ایک بلند پایہ عالم اور شیخ طریقت ہیں۔ فوج میں

سروس کے دوران ایک حادثہ میں شدید ضرب پہنچی جس کی وجہ سے پنشن لے کر واپس بھنگالی شریف تشریف لائے اور تمام رقم ایک دینی مدرسہ بنانے کے لئے وقف کر دی اور اس نیک مقصد کے لئے اپنی حویلی اور ساتھ ہی کچھ رقبہ تقریباً ایک ایکٹر کے قریب قطعہ اراضی وقف کر کے اس وقت بچوں کے لئے الگ اور خواتین کے لئے الگ بلڈنگ پر مشتمل دو دارالعلوم چلا رہے ہیں۔ سینکڑوں طلباء اور طالبات اس وقت تک دین مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم حاصل کر کے فارغ ہو چکے ہیں۔ آپ انتہائی ملنسار مہمان نواز خوش اخلاق اور مسلک اہل سنت کے لئے اپنے دل میں تڑپ رکھتے ہیں مسلک کے فروغ اور اپنے بزرگوں کے سلسلہ کی اشاعت کے لئے ہمہ وقت مصروف عمل رہتے ہیں آپ نے تمام عمر دین اسلام اور مسلک اہل سنت کی خدمت میں گزاری ہے۔ فقیر راقم الحروف پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں۔ آپ کے چوتھے صاحبزادے جناب سید اقدار حسین شاہ ہمدانی صاحب عرب شریف میں اپنا کاروبار کرتے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۷۷ھ بمطابق یکم نومبر 1957ء بروز جمعرات کو ہوا۔ مزار فیض آثار موضع بھنگالی شریف چکوال روڈ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دیکر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار عالیہ پر حاضری کی سعادت حاصل رہی ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت پیر سید سلطان علی شاہ ہمدانی مدظلہ العالی سے فقیر کو خصوصی نیاز حاصل ہے اور جناب شاہ جو بھی بڑی شفقت و محبت فرماتے ہیں انتہائی سادہ اور درویش صفت طبعیت کے مالک اور مہمان نوازی کا وصف حصوصی رکھتے ہیں۔

بڑھاپے اور معذوری کے باوجود مسلک اہلِ سنت کی تڑپ آپکے دل میں ہے وہ آپکو کشاں کشاں لئے پھرتی ہے، راقم الحروف کے ادارے کے ہر پروگرام کی زینت بنتے ہیں آستانہ عالیہ بھنگالی شریف کے عظیم چشم و چراغ آپکے پوتے حضرت صاحبزادہ سید ضیاء محمد شاہ ہمدانی صاحب سے بھی فقیر کا خاص تعلق واسطہ اور رابطہ ہے بڑے ہی اخلاص و محبت اور پیار والے مہربان اور قدردان شخصیت کے ملک ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سیّد سردار علی شاہ بخاری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: مجاہد اعظم، غازی کشمیر، میرِ شریعت، برھان طریقت، عارف باللہ حضرت پیر سید سردار علی شاہ بخاری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۳۴ھ بروز سوموار موضع بڑیال شریف علاقہ کھڑی شریف میر پور آزاد کشمیر میں ولی العصر حضرت پیر سید حیدر علی شاہ بخاری المعروف حضرت پیر بخاری علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔

آپ کا شجرہ نسب اکیس واسطوں سے حضرت سید جلال الدین حسین بخاری المعروف حضرت مخدوم جہانیاں جہان گشت علیہ الرحمۃ اوچ شریف تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور سے ملتا ہے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا سلسلہ نسب ۲۳ واسطوں سے امیر المومنین مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے۔

حضرت پیر سید سردار علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ چاند بی بی جو حضرت سید پیر بہادر علی شاہ بخاری دھنہ شریف آزاد کشمیر والوں کی پوتی تھیں۔ بہت نیک عبادت گزار پابند صوم وصلوٰۃ اور پردہ دار خاتون تھیں۔

ایسے علمی اور مذہبی وروحانی خاندان اور پاکیزہ ماحول میں آپ کی پرورش اور تربیت ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں ہی حاصل کی۔ مگر شومئی قسمت کہ ابھی آپ کی عمر عزیز صرف ۱۲ برس کی ہی تھی کہ آپ کے والد گرامی داغ مفارقت دے کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ والد گرامی کے وصال کے بعد آپ کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری آپ کے چچا سید احمد بخاری نے لے لی اور پھر ان کی زیر نگرانی آپ نے تعلیم مکمل کی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت پیر صاحب نے آپ کو روحانیت سے مالا مال کر کے تحریری طور پر واحد آپ کو خلیفہ اول مقرر فرمایا۔ آپ کے چچا حضرت سید احمد بخاری نے بھی آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا۔

سیرت وکردار ☆: آپ ایک عظیم مجاہد اور شریعت وطریقت کے پابند نماز روزہ پر سختی سے کاربند عبادت وریاضت میں مثل وبے مثال اور یگانہ روزگار تھے۔ کثرت نوافل اوراد و وظائف کی پابندی آپ کا شعار تھا۔ دیگر عبادات کے علاوہ ایک قرآن پاک

روزانہ ختم فرماتے تھے۔آپ انتہائی خوش گفتار خوش اطوار اور پیکر علم وشرم وحیا تھے آپ کی شخصیت انتہائی بارعب تھی آپ کے سامنے گفتگو کرنے والا بڑے سے بڑے مرتبے کا شخص آپ کے سامنے ہیبت وجلال سے مرعوب ہو جاتا تھا۔مگر باوجود اس کے آپ نہایت خوش اخلاق بلند حوصلہ کریم النفس اور رقیق القلب تھے۔سلام میں پہل کرتے غربا اور مساکین کے ساتھ اچھا سلوک کرتے، ان کے ساتھ میل جول رکھتے تھے۔آپ نہایت اعلیٰ قیمتی پوشاک زیب تن فرماتے تھے خوش لباس اس قدر تھے کہ ہر روز لباس تبدیل کرتے اپنا پہلا لباس غربا اور مساکین میں تقسیم کر دیتے تھے۔قیمتی لباس کے استعمال اور روزانہ بدلنے کا آپ کا یہی مقصد تھا کہ حاجت مندوں کو آپ کی ذات سے فائدہ پہنچے۔

آپ حق گو اور حق سنج تھے۔سچی اور کھری بات کرنے سے دنیا کی کوئی طاقت آپ کو روک نہیں سکتی تھی۔یہی وجہ تھی کہ آپ **امر بالمعروف اور نھی عن المنکر** کا فریضہ بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔

مریضوں کی عیادت کے لئے خاص اہتمام سے تشریف لے جاتے تھے۔غربا اور مساکین پر خصوصی شفقت فرماتے اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو مال و دولت نہیں بلکہ تقویٰ اور اعمال صالح بہت پسند ہیں۔آپ ہر معاملے میں غربا کو امراء پر فوقیت دیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ امیروں کی ہم نشینی کی خواہش تو ہر شخص کرتا ہے مگر ان غریبوں کی محبت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

آپ اعلیٰ درجہ کے شہسوار بھی تھے آپ کے پاس اعلیٰ نسل کی گھوڑی بھی تھی۔آپ اکثر نیزہ بازی کے مقابلوں میں شرکت فرماتے اور اول نمبر پر آتے۔جب آپ گھوڑی پر سوار ہو کر میدان میں پہنچتے تھے تو نعرہ حیدری کی زوردار گونج کے بعد گھوڑی کو ایڑ لگاتے تھے۔گھوڑی ہوا ہو جاتی چشمِ زدن میں اپنے ہدف تک پہنچ جاتی۔آپ کا نیزہ بردار ہاتھ برق خاطف کی طرح حرکت کرتا اور دوسرے ہی لمحے لکڑی کا کھونٹا آپ کے نیزے کی انی پر فضا میں معلق نظر آتا۔آپ نے جب بھی نیزہ بازی میں حصہ لیا اول پوزیشن حاصل کی۔

آپ نے اپنی گھوڑی کو رقص کی تربیت بھی دی ہوئی تھی۔جب ڈھول بجتا تھا تو وہ نہایت مشاقی کے ساتھ دھمال کھیلتی تھی۔ایثار و سخاوت کی خوبی آپ کو ورثے میں ملی تھی اس لئے آپ انتہا درجہ کے سخی تھے۔حاجت مندوں کے کام آنا اور بھوکوں کو کھانا کھلانا آپ کو بہت مرغوب خاطر تھا۔آپ کے دستر خوان پر ہر وقت دس بیس آدمیوں کا موجود ہونا معمول کی بات تھی۔آپ کا کوئی مرید اگر آپ کو کوئی تحفہ بھیجتا تو آپ اپنے پاس رکھنے کی بجائے غرباء و مساکین میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

صبر و تحمل عفو و درگزر☆: آپ صبر و تحمل اور عفو و درگزر کے عظیم پیکر تھے۔آپ میں قوت برداشت بھی انتہا درجہ کی تھی۔ایک دفعہ بعض حاسدین نے آپ کو زہر دینے کی سازش کی مگر آپ کو بذریعہ کشف اس سازش کا علم ہو گیا۔اس کے باوجود بھی آپ نے کوئی انتقام تو درکنار ان کو محسوس تک نہ ہونے دیا۔اسی طرح ایک دفعہ رات کی تاریکی میں ایک چور آپ کی گھوڑی چوری کرنے کی نیت سے آپ کے گھر میں داخل ہوا۔مگر آپ کے گھر میں آنے کے بعد اس کی بینائی کا حال اس طرح ہو گیا جیسے کوئی پٹی آنکھوں پر بندھ گئی ہو۔وہ چور رات بھر تاریکی میں بھٹکتا رہا راہ فرار کے لئے ادھر سے اُدھر ڈگمگاتا اور لڑکھڑاتا رہا۔جب اُسے پکڑ کر آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کیا

گیا تو آپ نے چوری جیسے فعل کا سبب پوچھا تو چور نے بتایا کہ میری بیٹی جوان ہے اور چند ہی دنوں کے بعد اس کی شادی اور رخصتی ہے مگر میرے پاس بیٹی کو دینے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ میرا خیال تھا کہ آپ کی گھوڑی چوری کر کے اسے بیچ کر اپنی بیٹی کا جہیز بنا کر اس کی شادی کردوں گا۔

اس کی بات سن کر آپ بہت رنجیدہ و خاطر ہوئے۔ آپ نے نہ صرف اسے معاف کر دیا بلکہ اسے اپنے پاس سے چودہ سو روپے دے کر رخصت فرمایا۔ اُس زمانے میں سونے کی قیمت ۴۰ روپے تولہ تھی۔ اس طرح وہ آپ کی دی ہوئی چودہ سو روپے کی رقم سے اپنی بچی کی شادی بخوبی انجام دے سکتا تھا۔

آپ کے معمولات ☆: آپ اس قدر رقیق القلب تھے کہ تلاوت قرآن پاک اور سرکار مدینہ ﷺ کے ذکر پاک اور کسی عبرت انگیز واقعے کو سن کر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ آپ لوگوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرما دیتے اور ان کے عیوب کی پردہ پوشی کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر برائی کا بدلہ برائی سے لیا جائے تو یہ دنیا وحشی اور خونخوار درندوں کا مسکن بن کر رہ جائے۔

نمبر۲ ☆: آپ نماز کی پابندی سختی سے فرماتے کثرت سے مجاہدے اور ریاضت کرتے۔ ہمیشہ باوضو رہتے۔ اول شب تھوڑا سا ستا لیتے پھر اٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ آپ کی راتیں مراقبہ مشاہدہ اور یاد الٰہی میں گزرتیں۔ نماز کی ہر رکعت میں سورہ مزمل کی تلاوت فرماتے اور کم و بیش سو مرتبہ سورہ اخلاص کی تلاوت فرماتے تھے۔

نمبر۳ ☆: آپ ہمیشہ جذبۂ جہاد سے سرشار رہتے۔ تمام عبادتوں سے افضل عبادت جہاد کو قرار دیتے تھے۔

نمبر۴ ☆: آپ فرمایا کرتے تھے کہ بندہ اپنے خون سے اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرتا ہے اور رسالت کی شہادت دیتا ہے ایسی شہادت جسے نہ بھلایا جاسکے نہ ہی مٹایا جاسکے۔

نمبر۵ ☆: آپ عبادات میں اخلاص کے قائل تھے جس طرح بدن سے روح نکل جائے تو باقی مٹی کا ڈھیر رہ جاتا ہے۔ جس طرح پھول سے خوشبو نکل جائے تو پھول بیکار پھول کی توقیر خوشبو ہوتی ہے۔ جیسے ساز کی پہچان آواز سے ہوتی ہے۔ جب یہ چیزیں نہ ہوں تو کچھ بھی نہیں بچتا اسی طرح عبادت کی جان اور روح اخلاص ہے۔ یعنی عبادت خالص اللہ کے لئے اور ریاکاری سے پاک ہو۔ ریاکاری کی نماز بھی ایک شرک ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ عبادت تو خدا کی کرتا ہے مگر وہ اس کے ذریعے طلب مخلوق کی کرتا ہے۔ حالانکہ جب اللہ راضی ہو جائے تو سب راضی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے عبادت الٰہی نہایت اخلاص سے کرنی چاہیے اور اس میں ریاکاری نمود و نمائش کا شائبہ تک نہیں ہونا چاہیے۔

آپ کے ارشادات وملفوظات ☆: آپ کی تعلیمات کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ہے۔

نمبر۱ ☆: توحید کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں وہی عبادت کے لائق ہے۔

نمبر۲ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک مینارۂ نور ہے۔اس کی روشنی میں انسان اپنا سفر حیات طے کرسکتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ انسان کا قول وفعل اور عمل سرکار علیہ السلام کی سنت کے خلاف نہیں ہونا چاہیے آپ حُب رسول ﷺ کو جزوِ ایمان قرار دیتے اور اس کے بغیر ایمان کو ادھورا اور ناقص سمجھتے تھے۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ حقیقی علم صرف ایک ہی نکتہ ہے۔ جب کہ بقایا کثرت جہلا کے لئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ علم باعمل چاہیے نہ کہ علم وبال۔ (۲) علم کمال چاہیے نہ کہ علم جہال۔ (۳) علم وصال چاہیے نہ کہ علم بد خصال۔ آپ فرماتے ہیں کہ سالک کو علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتا ہے۔

نمبر۴ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ عاشق الٰہی کا دل قندیل انوار میں آویزاں ایسا ایک چراغ ہوتا ہے جس سے سارا عالم ملکوت جگمگاتا ہے۔ اپنی ذات کی نفی کرنا اور اپنی ذات کو بھول جانا یادِ حق کی دلیل ہے۔ جسے یادِ حق کی نعمت عظمیٰ مل گئی اس کا دل امر ہو گیا۔

نمبر۵ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ بھوک ایسا بادل ہے جس سے رحمت کی پھوار برستی ہے۔

نمبر۶ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ سلطنت عشق کی حکمران محبت الٰہی ہے۔ اس ملک میں ملائکہ نے تخت بچھایا ہے جس پر محبت الٰہی جلوہ افروز ہے جس کے ایک ہاتھ میں فرقت کی تلوار ہے دوسرے ہاتھ میں وصال ابد کی شاخ ہے۔ تیغ ناز سے ہر پل میں ہزاروں عشاق کے سر اڑ جاتے ہیں اور وہ شہید ناز کہلاتے ہیں۔

نمبر۷ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے تینوں دلوں کو آرائش دنیاوی سے پاک کرلیا۔ اس کے دل کی مہک مخلوق کے دماغ تک پہنچتی ہے۔ یہ تینوں دل درج ذیل ہیں۔ (نمبر۱) قلب سلیم۔ اس میں معرفت الٰہی کے سوا کچھ نہیں۔ (نمبر۲) قلب منیب۔ یہ ہر شے سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف یکسو ہو جاتا ہے۔ (نمبر۳) قلب شہید۔ یہ ہر شے میں مشاہدہ حق کرتا ہے۔

توبہ کا مفہوم ☆: آپ فرماتے ہیں کہ توبہ کی چھ قسمیں ہیں۔ (نمبر۱) زبان کی توبہ کہ ذکر الٰہی میں مشغول رہے اور فضول گوئی سے بچے۔ (نمبر۲) نظر کی توبہ عشق کی اولیں منزل نظر ہے۔ نظر مشاہدہ حق کرے۔ ظلم نہ دیکھے۔ عیب دیکھ کر پردہ پوشی کرے۔ اور حرام کو دیکھنے سے احتراز کرے۔ (نمبر۳) کان کی توبہ۔ کانوں سے کلام الٰہی سنے۔ بیہودہ اور فضول باتوں کے سننے سے بچے۔ (نمبر۴) ہاتھ کی توبہ۔ ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ دے۔ ہاتھ سے سخاوت کرے اور ہاتھ سے ممنوعات شرعیہ کو نہ چھوئے۔ (نمبر۵) پاؤں کی توبہ۔ پاؤں نیک کام کے لیے اٹھیں اور برے راستوں سے گریز کریں۔ (نمبر۶) توبہ نفس۔ اپنے نفس کو خواہشاتِ دنیاوی سے پاک کریں۔

آپ فرماتے ہیں کہ توبہ ماضی حال مستقبل کے لئے ہوتی ہے۔ حال کی توبہ یہ ہے کہ اپنے گناہوں پر شرمسار و نادم ہونا۔ ماضی کی توبہ یہ ہے کہ جنہیں کوئی تکلیف دی ہے انہیں راضی کرے اور جن سے کچھ چھینا ہے انہیں واپس کرے۔ مستقبل کی توبہ یہ ہے کہ آئندہ گناہوں سے بچنے کا عہد کریں۔

رزق کے درجے ☆: آپ فرماتے ہیں کہ رزق کے چار درجے ہیں۔ اول رزق مقسوم۔ یہ رزق روزِ اول سے قسمت میں

لکھ دیا گیا ہے۔ دوئم رزق مملوک۔ وہ رزق ہے جو آدمی روپے کپڑے اس نیت سے جمع کرے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں برکت پیدا ہو۔ نمبر۳ رزق موعود۔ اس رزق کا وعدہ اللہ کریم نے صالحین اور عابدین سے فرمایا ہے۔ چہارم رزق مذموم۔ وہ رزق جو کسی کو ملے مگر وہ اس پر قناعت نہ کرے۔

چلہ کشی ☆: آپ نے اپنی زندگی میں ۹ چلے کئے ہیں۔ اس مقصد کے لئے آپ ایک مخصوص کمرہ تیار کرواتے تھے۔ یہ کمرہ بہت چھوٹا ہوتا تھا۔ اور اس میں تین ضرب تین کے ایک چھوٹے سے سوراخ کے علاوہ اور کوئی سوراخ نہیں ہوتا تھا۔ اسی چھوٹے سے سوراخ سے آپ کو چوبیس گھنٹے کے بعد بطور خوراک ایک پیالی قہوہ دیا جاتا تھا۔ آپ ہر مرتبہ چھ ماہ کا چلہ کرتے تھے۔ جب آپ چلہ کے لئے چلہ گاہ میں جاتے اور چھ ماہ کے بعد آپ کے مرید جب آپ کو لینے جاتے تو جسم بالکل گلا ہوا ہوتا تھا۔ آپ کے مریدین انتہائی احتیاط سے روئی میں لپیٹ کر اس چلہ گاہ سے باہر نکالتے تھے۔ اس وقت آپ کا جسم بالکل نوزائیدہ بچے کی طرح لاغر و کمزور ہوتا۔ نقاہت کی وجہ سے آپ ایک ہفتے تک گویائی کے قابل نہ ہوتے تھے۔ اس وقت آپ کا چہرہ مبارک اس درجہ نورانی ہوتا تھا کہ جس طرح کوئی روشن چاند چمکتا ہے۔

یہ چلے آپ نے مختلف مقامات پر کاٹے جن میں سے چند قابل ذکر کے نام یہ ہیں۔ (نمبر۱) گڈاری۔ (نمبر۲) رانجھا میرا۔ (نمبر۳) فتح پور۔ (نمبر۴) توی جموں۔ (نمبر۵) جگواں دی داب۔ (نمبر۶) سانگلہ ہل۔ (نمبر۷) مزار بابا دینہ شہید۔ (نمبر۸) گل پیرا۔ (نمبر۹) لہڑی۔

جذبۂ جہاد اور دین کی محبت ☆: جذبہ جہاد آپ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اس کے پیش نظر ۱۹۴۷ء میں آپ نے پٹھان مجاہدین کی قیادت فرمائی اور میرپور شہر پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ جموں و کشمیر میں آپ نے بے پناہ مد مقابل کفار کو واصل جہنم کیا۔ اس کارنامے پر لوگوں نے آپ کو غازی کشمیر کا خطاب دیا۔

۱۹۴۸ء میں گوردوارہ قلعہ روہتاس کے سکھوں نے محلہ شیخاں دینہ کی ایک مسجد کو آگ لگا دی۔ اس واقعہ کی اطلاع آپ کو فتح پور نزد میرپور آزاد کشمیر میں ہوئی تو آپ اپنے مریدین کے ہمراہ دینہ تشریف لائے جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا فرمائی اور اس کے بعد نمازیوں کے سامنے جہاد کے موضوع پر ایک مدلل اور پُر جوش تقریر فرمائی اور اعلان فرمایا کہ دینہ کی مسجد کا بدلہ لینا ہم پر فرض ہے۔ سوہال کے چوہدری محمد صادق اور کھوکھا گاؤں کے دلیر گجر اور پنڈ جاٹ کی چوہدری برادری اور دینہ شہر کے نوجوانوں نے آپ کے حق میں نعرے لگائے۔ کہ اس موقع پر خطاب کے بعد آپ سب مجاہدین کے ساتھ قلعہ روہتاس پہنچے اور گوردوارہ قلعہ روہتاس کو آگ لگا کر مسجد کی بے حرمتی کا بدلہ لیا اور اپنی آتش انتقام سرد کی۔ اس پر لوگوں نے آپ کو مجاہد اعظم کا خطاب دیا۔

اس کے بعد آپ ۱۳۶۷ھ میں فتح پور شریف میرپور آزاد کشمیر کو خیر باد کہہ کر مستقل طور پر تبلیغ اسلام اور خلق اللہ کی رشد و ہدایت کے لیے دینہ شہر ضلع جہلم میں تشریف لے آئے۔ حالانکہ ۱۳۵۴ھ میں ہی آپ نے فتح پور شریف میں آستانہ عالیہ کے ساتھ رہائش کے

لئے مکان، لنگر خانہ اور عقیدت مندوں کے لئے رہائشی کمرے اور ایک مسجد تعمیر کی تھی مگر آپ صرف دین اسلام کی محبت کی خاطر اور دینہ کے لوگوں کی عقیدت کی خاطر یہ سب کچھ چھوڑ کر دینہ تشریف لے آئے اور یہیں تا دم آخر مستقل سکونت پذیر رہے۔

وصال با کمال ☆: آپ نے اپنے وصال سے چھ ماہ پہلے اپنے بڑے صاحبزادے سید لعل حسین شاہ بخاری کو دست بیعت فرما کر خرقہ خلافت عطا فرما کر اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا۔

وصال سے قبل ایک روز محو استراحت تھے کہ اچانک فرمایا کہ آج سوموار ہے اور جمعرات کو ہماری روانگی ہے۔ اس لئے سب مریدین کو اطلاع کر دی جائے۔

چنانچہ آپ کی یہ پیشگوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی اور ۱۳۷۸ھ بمطابق ۲۷ مئی ۱۹۵۸ء بروز جمعرات آپ کا وصال با کمال ہوا۔

مزار پُر انوار دینہ ضلع جہلم میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ پیر نظیر احمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قیوم العصر، غوث زماں، پیر طریقت، پاسبانِ شریعت حضرت خواجہ پیر نظیر احمد موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ والئ موہڑہ شریف حضرت خواجہ محمد قاسم علیہ الرحمتہ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے بارے میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ نظیر احمد کی پیدائش سے پہلے اور بعد مجھے الہامی طور پر خوشخبری دی گئی تھی کہ یہ فرزند آپ کو انعام دیا جارہا ہے۔ یہ قیوم وقت اور مجدد اسلام ہوگا۔ خواجہ محمد قاسم علیہ الرحمتہ اکثر وجد میں آ کر فرمایا کرتے تھے۔ خدا نے مجھ پر جو فضل وانعام واحسان کیے ہیں۔ ان میں خدا کا سب سے بڑا فضل یہ ہے کہ مجھے نظیر احمد جیسا بیٹا اور ولی عہد عطا فرمایا ہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے عظیم والد گرامی حضرت خواجہ محمد قاسم نقشبندی مجددی موہڑوی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور سلوک کی منزلیں طے کرانے کے بعد آپ کے والد گرامی نے آپ کو ۱۹۲۵ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر تمام خلفاء اور مریدین وعقیدت مندان کی موجودگی میں آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر فرمایا۔

سیرت وکردار ☆: آپ یاغستان میں وسیع وعریض ریاست کے بادشاہ تھے۔ آپ نے اپنے والد صاحب کے حکم پر دنیا کو خیر باد کہہ کر تصوف وطریقت کو اپنایا۔ آپ انتہا درجہ کے متقی وپرہیز گار نیک سیرت باکردار مصلح تھے۔ خلق خدا کی خدمت کو اپنا فریضہ سمجھتے ہروقت ذکر خدا اور عشق رسول ﷺ میں مست الست رہتے۔ آنے والے حاجت مندان عقیدت مندان کو نسبت رسولی کی تعلیم دیتے اور ان کے قلوب واذہان کو نور ایمان سے لبریز فرما کر ذاکر وشاغل بناتے آپ کے پاس آنے والے طالبان حق مراتب سلوک طے کر لیتے تھے۔ کہ اس کی نظیر اس دور میں مشکل تھی۔ آپ کی زندگی کا منتہائے مقصد یہی تھا کہ گمراہوں کو راہ ہدایت اور بھٹکے ہوؤں کو منزل پہ پہنچایا جائے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۰ھ بمطابق ۲۲ جولائی 1960ء بروز جمعتہ المبارک کو ہوا۔ مزار پُرانوار موہڑہ شریف تحصیل مری ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔ فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے مزار پرانوار پر حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے۔ آپ کے بعد وادی موہڑہ شریف تحصیل مری میں آپ کے سجادہ نشین حضرت پیر ہارون الرشید مقرر ہوئے جو کہ نہایت ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ کو چلانے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے ہاتھ پر ہزاروں افراد بیعت اختیار کیے ہوئے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سید فیض محمد قندھاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان الاصفیاء، برہان الاتقیاء، زبدۃ الصلحاء والفقراء، پیشوائے ارباب طریقت ومعرفت حضرت پیر سید فیض محمد قندھاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ نمونہ سلف صالحین ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1255ھ ہجری بمطابق 1839ء کو بمقام سیداں قندھار شہر سے چالیس میل مشرق کی جانب افغانستان میں حضرت پیر سید محمد شاہ علیہ الرحمتہ کے گھر ہوئی۔

آپ مادرزاد ولی کامل ہیں۔ جب آپ کو علم حاصل کرنے کا شوق دامن گیر ہوا تو آپ قندھار شہر کے معروف عالم دین مولوی جان محمد مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے صرف ونحو، ادب، فلسفہ اور دیگر علوم متداولہ کی تحصیل و تکمیل کر کے فراغت حاصل کی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مُلّا راحم دل نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے۔ اور انہی کے دست مبارک سے خرقۂ خلافت واجازت حاصل کر کے سرفراز وصاحب ارشاد ہوئے۔

سیاحت و بزرگان دین کے مزارات پر حاضری ☆: آپ برصغیر پاک و ہند میں 1870ء میں بعمر 70 برس بلوچستان کے راستے تشریف لائے اور 1920ء تک صحرانوردی اور بادیہ پیمائی میں زندگی گزاری۔ بلوچستان، سندھ، پنجاب، یوپی، سی پی اور ریاست بہاولپور میں بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دے کر فیض حاصل کرتے رہے۔

آپ نے جن بزرگان دین کے مزارات سے روحانی فیض حاصل کیا۔ ان میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری ثمہ لاہوری، سلطان الہند عطائے رسول حضرت خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری، حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی نقشبندی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء دہلوی، حضرت خوجہ امیر خسرو رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے انوار وتجلیات اور فیوض وبرکات سے مالا مال ہوئے۔

فیصل آباد میں ورود مسعود ☆: ستر برس سے زیادہ کی عمر میں آپ نے موضع کڑیالہ نزد پتوکی ضلع قصور کے ایک شریف خاندان میں شادی کی۔

اس کے بعد آپ نے موضع فیض آباد تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں آکر مستقل سکونت اختیار کی اور خلق خدا کو رشد وہدایت سے

منور فرمانے لگے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 18 رجب المرجب ۱۳۸۰ ہجری بمطابق 6 جنوری 1961ء بروز جمعۃ المبارک کو علی الصبح ہوا۔ مزار پُر انوار فیض آباد شریف ضلع فیصل آباد میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے جانشین آپ کے فرزند سید علی حسین شاہ نقشبندی مدظلہ العالی بڑے احسن انداز میں سلسلہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سید حیدر شاہ گیلانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ السالکین۔ زبدۃ العارفین، سلطان العاشقین، امام الواصلین، سند الکاملین، فقیر مست الست، ہمہ اوصاف یگانہ فخر السادات گیلانیہ حضرت خواجہ پیر حیدر شاہ گیلانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ۔ آفتاب فقر و توحید ورسالت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ بمطابق 1902ء ماہ جون موضع ٹاہلیاں موہڑہ ٹپ تحصیل پلندری ضلع سدھنوتی میں اپنے وقت کے عظیم ولی کامل حضرت سید زند علی شاہ بن حضرت پیر سید شیر شاہ، گیلانی کے علمی وروحانی گھر میں ہوئی،

آپ نسباً حسنی حسینی گیلانی سید ہیں، آپ کا شجرہ نسب چند واسطوں حضرت غوث الاعظم سرکار سید عبد القادری جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ سے جاکر ملتا ہے، آپ کے اجداد میں آپ کے والد، دادا بزرگوار، اور آپ کے تینوں بھائی حضرت پیر سیّد مدد حسین شاہ، حضرت پیر سیّد فضل حسین شاہ، اور حضرت پیر سید کرم حسین شاہ گیلانی بھی اپنے وقت کے عظیم بزرگان ہوئے ہیں، پورے گھر کا ماحول شروع سے ہی عملی وروحانی چلا آرہا تھا، اسی ماحول میں آپ نے پرورش پائی، اور دینی و دنیاوی علوم پر عبور حاصل کیا۔

ملازمت اور آزمائش کی گھڑی ☆: ۱۳۳۲ھ بمطابق 1914ء کو آپ بچہ پلٹن میں بھرتی ہوگئے، ٹریننگ کے بعد آپ کو ایسٹ انڈیا کمپنی میں ایڈجسٹ کر کے شیشہ جھنڈی کے کام پر، بحری جہازوں کے بیڑے پر مامور کر دیا گیا، جس کے سبب سے آپ مختلف علاقوں میں رہنے کے بعد تین سال تک ہانگ کانگ برطانوی نوآبادی میں رہے، ایک روز آپ ڈیوٹی سے فارغ ہوکر معمول کے مطابق ایک ویرانے میں جا بیٹھے، تفکرات کے عالم میں اونگھ آئی تو خواب میں کیا دیکھا کہ سبز لباس میں نورانی صورت بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ چار دن کے اندر یہاں سے گھر جانے کی تیاری کرلیں، مگر گھر جانے سے پہلے حضرت خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین اجمیری اور دہلی میں حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین محبوب الٰہی کے دربار پر حاضری ضرور دینا، اس کے بعد جلدی جلدی گھر پہنچیں اس لئے کہ تمھارے والدین بہت پریشان ہیں۔

آپ نے ان بزرگ سے عرض کیا حضرت میرے پاس تو واپس جانیکا کرایہ بھی نہیں ہے، انہوں نے فرمایا تم جانے کی تیاری کرو خداوند عالم اسباب پیدا کر دے گا۔

چنانچہ بیدار ہوتے ہی آپ نے گھر واپسی جانے کی تیاری شروع کر دی، اور تیسرے روز بحری جہاز کے ذریعے ہانگ کانگ سے بمبئی کے لئے روانہ ہوئے، بمبئی پہنچ کر آپ نے کشتیوں کے ایک مقابلے میں حصہ لیکر اپنے مد مقابل کو شکست دے دی، مد مقابل کو

شکست کا بہت احساس تھا، اس نے بدلہ چکانے کے لئے آپ کو دھوکے سے اپنے گھر بطور مہمان بلایا اور کھانے میں زہر ملا دیا، جو غالباً پارہ تھا، اس کے کھاتے ہی آپ کی طبیعت اس قدر خراب ہوئی کہ آپ بیالیس دن تک زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا پڑے رہے۔

مخالف کے اس بے رحمانہ عمل سے دلبرداشتہ ہو کر آپ نے دو مرتبہ خودکشی کا ارادہ کیا، مگر جو ہی ارادہ کرتے وہ مرد قلندر جنھوں نے آپ کو گھر کی جانب روانگی کا حکم دیا تھا وہ روبرو ہو کر فرماتے خبردار خودکشی کی موت حرام موت ہے ایسا نہ کرنا۔

چنانچہ چند روز کے بعد صحت ہونے پر اجمیر شریف میں حضرت خواجہ غریب نواز سید محمد معین الدین حسن چشتی اجمیری اور دہلی میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہم الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

وہاں سے بذریعہ ریل گاڑی روانہ ہو کر جہلم اترے اور جہلم سے براستہ میرپور پیدل اپنے گھر پہنچے، گھر پہنچنے سے قبل آپ جتنا عرصہ والدین کی خیریت سے بے خبر رہے، آپ کے والدین آپکی بخیریت واپسی کے لئے دعائیں کرتے رہے۔

آپ کے گھر عموماً حضرت سائیں فتح الدین جمالی شہنشاہ مست قلندر علیہ الرحمۃ جو اپنے وقت کے عظیم ولی کامل ہوئے ہیں، آپ کے والدین سے ملنے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے، وہ جب بھی تشریف لایا کرتے آپ کے والدین آپ کی بخیریت واپسی کی دعا کے لئے کہا کرتے کہ حضرت دعا فرمائے کہ ہمارا بیٹا ہمیں بخیریت مل جائے۔

وہ بزرگ ہمیشہ آپ کے والدین سے اتنا ہی فرماتے کہ آپ کا بیٹا اللہ کے فضل وکرم سے زندہ ہے اور وہ بہت جلد آپ کو مل جائے گا، مگر وہ آپ کے پاس میری امانت ہوگی۔

1924ء میں یعنی دس برس کے طویل عرصے کے بعد آپ گھر پہنچے تو والدین اور دیگر عزیز واقارب نے بہت خوشی منائی، ایک رات گھر میں قیام کے بعد اگلے روز صبح ہوتے ہی آپ کے والدین آپ کو لیکر دوداں شریف حضرت پیر فتح الدین مست قلندر علیہ الرحمۃ کے پاس روانہ ہونے لگے تو اچانک اسی وقت حضرت فتح الدین علیہ الرحمۃ آپ کے گھر پہنچ گئے، انکو دیکھتے ہی آپ کے والدین نے آپ کا بازو اُن کے ہاتھ میں دے دیا، اللہ کے ولی نے آپ کا بازو پکڑ کر آپکو اپنے سینے سے لگایا، اور محبت بھری نگاہوں سے آپ شراباً طہوراً کے جام معرفت پلانے شروع کر دیئے۔

آپ نے جب بغور حضرت سائیں فتح الدین قلندر کے رخ زیبا کو دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جو رات کو خواب میں تشریف لا کر گھر واپس جانے کا حکم صادر فرما گئے تھے، اور یہ تو وہی ہیں جنہوں نے دو مرتبہ خودکشی کرنے سے منع فرمایا تھا۔

بیعت وخلافت ☆: اس موقع پر آپکے والدین نے حضرت سائیں فتح الدین قلندر علیہ الرحمۃ سے گزارش کی کہ آپ اس کو اپنے ہاتھ پر بیعت فرمائیں، حضرت فتح الدین نے فرمایا یہ میری امانت ہے میں اسے اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا، پھر اس کے بعد حضرت سائیں صاحب نے کچھ روز آپ کے گھر پر قیام فرمایا اس دوران کچھ صدقات بھی ادا کرائے۔

بعد ازاں آپ کو آپکے والد گرامی کے ہمراہ دوداں شریف اپنے آستانہ پر لے گئے، اور اپنی خانقاہ میں لے جا کر آپ کو اپنے دست مبارک پر شرف بیعت بخشا، اور کچھ عرصہ تک مجاہدات مکمل کروا کر آپ سے فرمایا کہ میرے مویشی خانے سے فلاں رنگ کا بکرا لیکر

اسے اپنے ہاتھ ذبح کراور اس کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں کر کے میرے پاس لاؤ۔

چنانچہ آپ نے تعمیل ارشاد کی تو انہوں نے ایک لوئی میں نصف گوشت آپ کو باندھ دیا اور نصف گوشت پکوا کر اپنی خانقاہ میں ہی درویشوں میں تقسیم کر دیا، اور فرمایا یہ بقیہ نصف گوشت اپنے ساتھ لے جائیں اور وہاں پکا کر تقسیم درویشیوں اور مساکین میں لنگر غوثیہ تقسیم کر دینا۔ کیونکہ دربار عالیہ موہڑہ شریف باباجی محمد قاسم علیہ الرحمتہ سرکار سے جو لنگر مجھے ملا ہے، اس میں سے آج آپ کو حصہ دیتا ہوں، انشاء اللہ قیامت تک سید غوثیہ لنگر جاری وساری رہے گا، اب جاؤ اور جا کر سلسلہ بیعت شروع کرو اور خلق خدا کو فائدہ پہنچاؤ اور لوگوں کو عہد نامہ قدیمی یاد کراؤ۔

آنے والے ماہ کامل کی خوشخبری ☆: جب آپ مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت وخلافت اور اجازت وارشاد کے بعد واپس گھر کی جانب پلٹنے لگے تو مرشد کامل نے الہامی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ خداوند کریم آپ کو ایک بچہ عنایت کرے گا، اس بچے کا نام ایک مجذوب صاحب حال وقال بزرگ آ کر رکھیں گے، اور یہ بات بھی سن لو کے جس روز تمہارے گھر میں بچہ پیدا ہوگا، اسی دن میں اس دنیا سے پردہ کر جاؤں گا۔

مگر نہ تو تم میری تدفین پر یہاں آنا اور نہ ہی اس کے بعد میری لحد پر آنا ہوگا، مرشد کامل کی زبان سے یہ فرمان سن کر آپ پر رقت طاری ہوگئی، آپ کی کیفیت دیکھ مرشد کامل نے فرمایا نہیں نہیں جو آپ نے سمجھا وہ نہیں، بلکہ شاہ شمس کی طرح کہیں پردہ فاش نہ ہو جائے۔

آپ نے واپس چلتے وقت مرشد کامل کی خدمت میں اپنے ساتھی کی بیعت کے عرض کیا تو مرشد کامل نے فرمایا کہ تمہیں اجازت دے دی ہے، لہٰذا جاتے ہوئے راستے میں انکو اپنے ہاتھ پر بیعت کر لینا۔

آپ کے دست مبارک پر سب سے پہلے بیعت ہونے والے خوش نصیب شخص جناب سائیں زمان علی صاحب تھا۔ آپ نے واپس اپنے گھر ملک پور پہنچ وہ گوشت پکا کر لنگر غوثیہ تقسیم کیا، جو کہ اج تک جاری ہے، اور انشاءاللہ تا قیام قیامت جاری رہے گا۔

والدین کا وصال با کمال ☆: 1925ء میں آپ کی والدہ محترمہ کا وصال ہوا تو آپ ہمہ وقت والدہ کی جدائی میں رنجیدہ رہنے لگے آپ کی اس بے قراری کو دیکھ کر آپ کے والد گرامی نے آپ کو مرشد کامل کی بارگاہ میں حاضری کا مشورہ دیا، کہ اس بہانے شاید طبیعت بہل جائے اور مرشد کی خدمت میں رہ کر سکون مل سکے۔

جب آپ مرشد کامل کی خدمت میں دو دان شریف پہنچے تو مرشد کامل نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے آپ فوراً واپس گھر تشریف لے جائیں اور اپنے والد بزرگوار کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیں۔

مرشد کامل کا حکم ملتے ہی آپ فوراً واپس گھر پلٹے اور والد گرامی کی خدمت میں مشغول ہو گئے، چند ماہ کے بعد آپ نے والد گرامی کی خدمت میں عرض کی کہ میں یہ علاقہ چھوڑ کر سفر پر جانا چاہتا ہوں لہٰذا مجھے سفر کی اجازت عنایت فرمائیں۔

والد گرامی نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ابھی سفر کا وقت نہیں آیا، آپ نے چند ماہ کے بعد پھر ان سے دوبارہ اجازت چاہی تو انہوں نے فرمایا کہ بیٹا غالب علی امر ربّی بے شک ایک نہ ایک دن تجھے اپنے نانا پاک کی سنت پر عمل کرنا ہی پڑے گا، والد گرامی کے یہ ارشادات

سنتے ہی آپ نے والدگرامی سے روانگی کی اجازت چاہی تو والد بزرگوار نے مٹی کی ایک ہنڈیا اور ایک روٹی پکانے والا توا دیتے ہوئے دعا فرمائی کہ جاؤ بیٹا میں خوشی سے تمہیں اجازت دیتا ہوں، اور میری دعا ہے کہ تمہاری اس ہانڈی کا سالن اور توے سے روٹی قیامت تک ختم نہ ہوگی، خداوند عالم تجھ کو ہر قدم پر عروج وکمال عطا فرمائے گا۔

آپ نے اپنے والدگرامی کے قدموں کو بوسہ دیا اور اپنی رفیقہ حیات کے ہمراہ گھر سے سفر کے لئے نکلے بھی ابھی آپ سردار ابو خان کے گھر موضع چوکیاں ہی میں قیام پذیر تھے کہ آپ کو اطلاع پہنچی کے آپ کے والد گرامی تین رمضان المبارک بروز جمعرات ۱۳۴۴ھ بمطابق اٹھارہ مارچ 1926ء کو وصال فرما گئے آپ اسی وقت وہاں سے روانہ ہو کر اپنے گھر پہنچے اور والدگرامی کے جنازے اور تدفین میں شامل ہوئے۔

اولاد وامجاد☆: خداوند کریم نے آپکو اپنے خاص فضل وکرم سے آٹھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں عنایت فرمائیں، سب سے بڑے صاحبزادے حضرت پیر سید سرور حسین شاہ گیلانی علیہ الرحمتہ آپ کے مرشد کامل کے فرمان کے مطابق جب پیدا ہوئے تو ایک مجذوب حضرت سائیں مٹکھن المعروف سائیں کٹلیاں والی سرکار نے آکر ان کا نام نامی اسم گرامی سید سرور حسین شاہ رکھا، جو آپ کے خلیفہ اول اور سجادہ نشین بھی ہوئے، دوسرے صاحبزادے سید صادق حسین شاہ جو آج کل خلیفہ مجاز اور سجادہ نشین ہیں، تیسرے صاحبزادے سید قادر حسین شاہ، چوتھے صاحبزادے سید حبیب حسین شاہ، پانچویں سید مقبول حسین شاہ، چھٹے صاحبزادے سید الطاف حسین شاہ، ساتویں صاحبزادے سید مہدی حسین شاہ، آٹھویں سید تاج علی شاہ المعروف کاکا شاہ صاحب ان میں سے چند کا وصال ہوگیا، بقیہ بقید حیات ہیں۔

نوٹ☆: جس دن آپ کے بڑے صاحبزادے کی ولادت باسعادت ہوئی اسی دن ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۴۶ھ بمطابق 9 فروری 1928ء آپ کے پیر ومرشد حضرت سائیں فتح الدین جمالی قلندر علیہ الرحمتہ کا وصال باکمال، جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا، کہ مطابق ہوگیا۔

سیرت وکردار☆: آپ کی ذات والاصفات سراپا عشق ومحبت، پیکر جود وسخا اور واقف اسرار رموز معرفت وحقیقت اور منبع رشد ہدایت تھی، دور دور سے لوگ آپکے پاس آتے، آپ کی دعا سے منہ مانگی مرادیں پاکر واپس جاتے لنگر آپ کا وسیع اور درانہ تھا، یہ امیر وغریب کو یکساں بٹھاتے ہر آنے والے سے پیار ومحبت سے پیش آتے۔

مختلف معاملات پر سلسلہ رشد ایت: والدگرامی کے وصال کے بعد آپ اپنے مرشد کامل کی خدمت میں تشریف لئے گئے، اور اپنے والدگرامی کی طرف سے توا، ہنڈیا اور دعاؤں کے ساتھ سفر پر روانہ کرنے کی تمام روداد اور چوکیاں کے مقام پر قیام اور والدگرامی کے وصال اور تدفین کے بارے میں سب کچھ شیخ کامل کے سامنے بیان کردیا۔

آپکی گفتگو سننے کے بعد مرشد کامل نے فرمایا کہ سنت رسول ﷺ کے مطابق اب آپ کو ہجرت کرنی ہی پڑے گی، اس کے ساتھ ہی آپ کے والدگرامی دعا اللہ کریم کی بارگاہ میں قبول ہو چکی ہے، انشاء اللہ اب وہ وقت دور نہیں کہ جب لنگر غوثیہ جاری وساری ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ اب آپ اس علاقہ کو چھوڑ کر اپنی آبائی زمین وجائیداد سے حصہ لئے بغیر علاقہ مہنڈر میں چلے جائیں،

چونکہ میں نے علاقہ مہنڈر کی جاگیر آپ کے نام کردی ہے، اور آپ کے جدامجد نے آپکو اصلی وراثت سے حصہ بھی عطا کر دیا ہے، لہٰذا آپ اس علاقے میں تشریف لئے جا کر خلق خدا کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیں۔

مرشد کامل کا حکم ملتے ہی آپ مہنڈر کی جانب روانہ ہو گئے، اور مہنڈر ہی میں اپنے سسر سید حسین شاہ بخاری کے ہاں موڑانے میں قیام پذیر ہوئے۔

پھر کچھ عرصہ خدمت کا فریضہ سرانجام دینے کے بعد آپ مہنڈر ہی میں موضع گوہلا موہڑہ ملک پورہ میں سائیں بگا گجر کے ہاں تشریف لئے گئے۔

وہاں سے مقدم لعل دین نمبردار عرف تالی نمبردار کے بار بار اصرار کی بنا پر علاقہ مہنڈر ہی میں موضع چھجلہ میں قیام پذیر ہو گئے، یہ موضع آپ کی نسبت سے چھجلہ شریف کے نام سے پکارہ جاتا ہے۔

آپ نے 1947ء میں ہندو مسلم فساد کے دوران اللہ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا جس پر مہنڈر راجوری کے تمام مسلمانوں نے مل کر ڈوگرہ حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے آپ کے نام سے منسوب آپ کی قیادت میں دو گروپ تشکیل دیئے، ان ہی دو گروپوں میں آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر سید سرور حسین شاہ گیلانی بھی شامل تھے۔

ان ہی دنوں آپ ہجرت کر کے براستہ سوناں گلی، کوٹلی شہر سے ہوتے ہوئے اپنے آبائی گاؤں ٹاہلیاں موہڑہ ٹپ پر چلے گئے، وہاں تقریباً تین ماہ قیام کے بعد واپس چھجلہ شریف آ گئے۔

دوسری مرتبہ نومبر 1948ء میں آزاد کشمیر اور پاکستان، کے مختلف علاقوں میں رشد و ہدایات کا فریضہ سرانجام دینے کے بعد موضع پنجیڑہ موہڑہ کٹانی سے ذیلدار ملک سخی ولایت خان و ملک محمد شیر عرف نمبردار محمد شیر کے اصرار پر 9 ربیع الثانی 1376ھ بمطابق 13 نومبر 1956ء بروز منگل شام کے وقت موضع پناگ تشریف لے آئے، اور اس کے بعد تادم آخر اسی جگہ کو مسکن مستقل قرار دے کر خدمت خلق خدا اور شد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے، پھر وہ وقت بھی آیا کہ موضع پناگ آپ دم قدم اور جوتیوں کے تلوے چومنے کے بعد پوری دنیا میں پناگ شریف کے نام سے مشہور اور معروف ہے، اور تا قیام قیامت اس خطہ پر آپ کے فیضان کی بارش ہوتی رہے گی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۷ اجیٹھ 2018 بکرمی، ۱۴ ذالحج ۱۳۸۰ھ بمطابق 30 مئی 1961ء بروز منگل صبح پانچ بجے ہوا۔

مزار پر انوار پناگ شریف تحصیل و ضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دیکر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپکے بڑے فرزند ارجمند حضرت پیر سید سرور حسین شاہ گیلانی سجادہ نشین مقرر ہوئے، جن کا وصال باکمال ہو چکا ہے، آپ کے بعد آپ کے دوسرے صاحبزادے سید صادق حسین شاہ صاحب مدظلہ سجادہ نشین ہیں۔

جبکہ آپ کے پوتے حضرت علامہ پیر سید عارف حسین شاہ گیلانی مدظلہ العالی مستند عالم دین اور اپنے وقت کے چوٹی کے خطیب

ہیں، جواس وقت ملک پاکستان بالخصوص آزادکشمیر میں مسلک اہل سنت اور مشرب نقشبندیہ کی ترجمانی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔
خطیب اہل سنت علامہ قاری غلام محمد چشتی خطیب جامع مسجد فاروقیہ کمال آباد کلمہ چوک کی دعوت پر راولپنڈی خطاب کے لئے تشریف لائے تھے، اس موقع پر فقیر راقم الحروف کو خطاب سننے اور آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا، بعدازاں عزیزم شاہد رشید نقشبندی جو آپ کے مرید بھی ہیں کی معرفت ٹیلی فون پر بھی رابطہ ہوا فقیر کی دعوت قبول کرتے ہوئے دومرتبہ فقیر کے غریب خانے پر تشریف لائے، بعدازاں آپ کی دعوت پر مورخہ 31 مئی 2010ء بروز سوموار کو آپکے سالانہ عرس پر فقیر راقم الحروف کو حاضری کا موقع بھی نصیب ہوا ہے، خداوند کریم اس مرد مجاہد کو صحت وسلامتی اور مزید توفیات سے نوازے (آمین)

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سیّد محمد حسین شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، عارف کاملِ، بحر العلوم، ولی ابن ولی، سراج الملت حضرت پیر سیّد محمد حسین شاہ صاحب علی پوری رحمتہ اللہ علیہ حضرت شہباز طریقت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کے فرزند اکبر تھے آپ کی پیدائش غالباً ۱۲۹۷ھ،۱۸۸۰ء سے قبل ہوئی تھی۔

حافظ قاری شہاب الدین سے قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد قلعہ سوبھا سنگھ میں مڈل پاس کیا عربی فارسی کی ابتدائی کتب مولوی عبدالرشید سے پڑھنے کے بعد مولانا نور احمد امرتسری سے استفادہ کیا۔ اور مدرسہ میں ڈپٹی نذیر احمد اور مفتی کفایت اللہ دہلوی پڑھاتے تھے۔ دہلی میں قیام کے دوران حکیم اجمل خان کے طیبہ کالج سے طب کی باقاعدہ تحصیل بھی کی۔ حکیم صاحب آپ کی باقاعدہ قابلیت کے معترف تھے۔

آپ کو عربی، فارسی پر دسترس حاصل تھی۔ بدمذہبوں (وہابیوں) سے آپ کے کئی بار تحریری مناظرے ہوئے آپ نے اُن کی تحریروں میں بارہا غلطیاں نکالیں جس کی وہ تاویل نہ کر سکے آپ کو کتابوں کی خریداری کا بہت شوق تھا۔ آپ مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیّداں کے مدرس اعلیٰ اور مہتمم بھی تھے۔ حدیث فقہ، منطق، فلسفہ، وغیرہ کے درس آپ خود پڑھاتے تھے۔ روزانہ کئی فتوے لکھتے تھے۔ آپ بہت عابد و زاہد اور سخی تھے تحریک پاکستان میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا علاوہ ازیں انجمن خدام الصوفیہ۔ فتنہ ارتداد، تحریک خلافت اور دوسری تحریکوں میں بھی زبردست کام کیا۔ اس سلسلے میں ملک کے تمام حصوں کے دورے کئے۔ اور کئی کئی ماہ تک گھر کو واپسی نہ ہوتی تھی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۶ اکتوبر 1961ء بمطابق ۱۳۸۱ھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار علی پور سیّداں میں اپنے والد بزرگوار حضرت سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کے پہلو میں تحصیل و ضلع نارووال مرجع خاص و عام ہے۔ فقیر راقم الحروف نے بھی آپ کے مزار پر حاضری دی ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت عبدالقادر نقشبندی توپڑے والے رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ماہتاب شریعت، آفتاب طریقت، واقف اسرار و رموز حقیقت ولی العصر حضرت عبدالقادر المعروف میاں صاحب توپڑے والے رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت دو ربیع الاول شریف ۱۳۶۸ھ بمطابق ۱۹۴۸ء بروز ہفتہ بوقت صبح صادق شہر پھلوار مشرقی پنجاب ضلع جالندھر انڈیا میں ہوئی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت حاجی کریم بخش پھلواری نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وصاحب ارشاد ہوئے۔

آپ نے اپنے مرشد کی خدمت میں رہ کر ظاہری و باطنی وروحانی تعلیم مکمل کی اور اُنہی کے زیر سایہ تمام مجاہدات ومنازل سلوک و معرفت طے کیں۔ تیرہ رمضان المبارک ۱۳۰۱ھ کو جب آپ کے پیرومرشد کا وصال ہو گیا تو اس کے بعد آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ کامل حضرت سائیں توکل شاہ نقشبندی انبالوی علیہ الرحمۃ کی صحبت اختیار کی اور ان فیوض وبرکات سے مستفید ہوئے۔

سیاحت وعبادت وریاضت ☆: ۴ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ بمطابق 1916ء کو حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد آپ مختلف بزرگوں کے مزارات پر حاضری دینے کے لئے چلے گئے۔ ان میں خواجہ خواجگان حضرت سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری دی اور وہاں رہ کر مجاہدات کیے۔ اور عبادت وریاضت کرتے رہے۔

آپ اجمیر شریف سے رخصت ہو کر قصبہ توپڑہ میں پہنچے اور تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دینے لگے اور بذات خود بھی عبادت وریاضت میں مصروف رہے۔

جب آپ وہاں پہنچے تو میو قوم کے لوگوں نے آپ کو سخت پریشان کیا۔ آپ نے قصبہ سے دو میل دور ایک درخت کے نیچے ڈیرہ ڈال دیا اور عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے۔ مگر ان لوگوں نے وہاں بھی آپ کو تنگ کیے رکھا جس کی بناء پر آپ نے وہ قصبہ چھوڑ دیا اور وہاں سے کہیں اور دوسرے مقام پر منتقل ہونے کا پروگرام بنالیا۔ آپ کے وہاں سے جانے کی دیر تھی کہ قصبہ توپڑہ میں طاعون کی وبا پھوٹ گئی۔ ان لوگوں کو کسی اللہ والے نے کہا کہ تم نے اس فقیر کی توہین کی ہے یہ اس کی سزا ہے۔ جو خدا کی طرف سے تمہیں ملی ہے۔ اس وقت ان لوگوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی اور وہ ایک گروہ کی شکل میں آپ کے تعاقب میں نکلے اور آپ کو ڈھونڈ کر منت سماجت کرنے لگے۔ واپس قصبہ

تولیڑہ لے آئے اس کے بعد طاعون کی بیماری ختم ہوگئی۔

1947ء کے ہندو مسلم فسادات کے دوران آپ دہلی تشریف لے آئے اور پھر وہاں سے پھلوار ضلع جالندھر سے ہوتے ہوئے لاہور پہنچے۔ لاہور میں پندرہ بیس روز کے قیام کے بعد قصبہ ٹھٹھہ مانک نزد نوشہرہ ضلع گوجرانوالہ میں اہل تولیڑہ کے ہمراہ قیام پذیر ہوئے۔

دو صفر 1367ء کو آپ کے برادر بزرگ حقیقی حضرت امیر الدین المعروف بہ میاں خدا بخش انتقال فرما گئے۔ آپ نے ان کا مزار بنایا اور 1949ء میں اپنے مرید خاص رحیم بخش عرف میگھ مل کے فوت ہونے کے بعد آپ حیدر آباد سندھ تشریف لے گئے۔ وہاں ایک خلق آپ سے فیض یاب ہوئی۔

ایک مرتبہ حیدر آباد میں ایک انگریز جاسوسی کر رہا تھا آپ نے روحانی طور پر اسے منع کیا۔ وہ آپ کو تلاش کرتا ہوا خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے دست حق پرست پر نہ صرف کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا بلکہ وہ آپ کا مرید بھی ہوا۔ آپ نے اس کا اسلامی نام عبدالرحمٰن رکھا۔

وصال باکمال ☆: آپ نے ۱۳۸۱ھ بمطابق 1961ء میں سیاحت سے واپسی پر غسل فرمایا اور اسی روز آپ کا وصال باکمال ہوگیا۔ مزار پُر انوار حیدر آباد شہر صوبہ سندھ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت د محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر حافظ عبدالرحمٰن نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: حافظ القرآن، جامع البیان، محدث وجد و پیان، مدرس مسائل عشق و عرفان، عالم ربانی، پروردۂ آغوش ولایت پیر طریقت امیر شریعت حضرت خواجہ پیر حافظ عبدالرحمٰن نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ السالکین ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ 8 جون 1896ء بمطابق 25 ذی الحج بمطابق ۱۳۱۳ھ ۲۸ جیٹھ ۱۹۵۳ء بکرمی بوقت صبح صادق غوث زماں خورشید ہدایت وولایت حضرت خواجہ قبلہ حافظ عبدالکریم نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ آف عیدگاہ شریف کے گھر راولپنڈی میں ہوئی۔

زمانہ طفولیت سے ہی آپ کی عادت شریفہ دیگر بچوں سے مختلف تھی بچپن ہی سے آپ کے چہرے سے ولایت کے آثار ظاہر و روشن تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے گھر میں ہی اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور دنیاوی تعلیم کے لئے اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کرتے رہے۔ بعدازاں علوم دینیہ کے حصول کے لئے مختلف مدارس میں مختلف علماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے صرف ونحو اور دیگر بنیادی کتابیں پڑھتے رہے بعدازاں جامعہ نعمانیہ لاہور میں داخل ہو کر علوم دینیہ کی تکمیل کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ بعدازاں مدرسہ دیوبند میں مولوی محمود الحسن دیوبندی اور انور شاہ کاشمیری سے فقہ و حدیث کی تعلیم حاصل کر کے سند سے ممتاز اور دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ اپنے عظیم والد گرامی غوث زماں حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ آف عیدگاہ شریف کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز اور صاحب ارشاد مجاز ہوئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ انتہائی درجہ کے نیک سیرت، متقی و پرہیزگار، عابد و زاہد، عالم باعمل، مکارم الاخلاق کا سرچشمہ، عبادت و ریاضت میں بے مثل خوبصورت، بلند ہمت، باکردار و باصلاحیت، بارعب شخصیت کے مالک تھے قرآن کریم نہایت ہی خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ جب آپ تلاوت قرآن فرماتے تو سامعین پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی اور سننے والوں کی خواہش بڑھتی رہتی کہ آپ قرآن پڑھتے

رہیں اور ہم سنتے رہیں۔ آپ اپنے دوست احباب پر خصوصی توجہ دیتے آپ کی توجہ میں خاص اثر تھا۔

درس وتدریس ☆: جب آپ علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد واپس اپنے وطن مالوف عیدگاہ شریف راولپنڈی پہنچے تو آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم صاحب علیہ الرحمۃ نے قرآن مجید کا درس دینے کی ذمہ داری آپ کو سونپ دی جس کو آپ نے بحسن خوبی نبھایا۔ آپ جب درس قرآن دیتے تو ہر آیت کا مطلب اور معانی اس کے رموز واسرار اور اس کے فیوض و برکات اس انداز سے بیان فرماتے کہ سامعین کے دلوں پر آپ کی گفتگو نقش ہو جاتی۔ بات دل میں اترتی چلی جاتی۔ دوران درس معترضین کے اعتراضات واشکالات کا اس انداز سے مدلل اور پر مغز جواب دیتے کہ معترض کا اعتراض خود بخود ختم ہو کے رہ جاتا۔ اور کسی قسم کی چون و چراں باقی نہ رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فن مناظرہ میں ایک خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ بہت سے مناظروں کے میدان میں جب آپ تشریف لا کر دلائل پیش کرتے تو فریق مخالف مبہوت ہو کہ رہ جاتا۔ اور آپ کا پلہ بھاری رہتا۔

حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول کریم ﷺ ☆: سفر حج بیت اللہ شریف سے پہلے اکثر اوقات حج کا ارادہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کا شوق دل میں جوش مارتا۔ مگر بپاس ادب اپنے اس ادارے کا اظہار اپنے والد گرامی حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم علیہ الرحمۃ کے سامنے نہیں کیا۔ دوسرا یہ کہ والدین کی زیارت اور ان کی خدمت آپ کے لئے حج بیت اللہ شریف سے کم نہ تھی۔ ادھر دل میں یہ خیال بھی تھا کہ اگر والدین سے اجازت مانگی تو ہو سکتا ہے اجازت نہ ملے۔ اس لئے کہ گھر میں ایک آپ ہی کا وجود تھا جس پر تمام تر ذمہ داریوں کا بوجھ تھا۔ ادھر والدین کے لئے آپ کی جدائی کا صدمہ بھی نا قابل برداشت ہو سکتا تھا۔

مگر عنایت ربانی اور فضل رحمانی کو کوئی نہیں روک سکتا۔ جس وقت آپ نے حج پر جانے کا پروگرام اپنے والدین کی اجازت سے بنایا تو روانگی سے ایک رات قبل حضرت اعلیٰ حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم علیہ الرحمۃ نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مجلس میں رونق افروز ہیں اور اسی مجلس میں آپ بھی اپنے والد گرامی کے ہمراہ حاضر ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بڑی محبت وشفقت سے آپ کو بلایا اور فرمایا کہ خوش آمدید۔ جلدی آ ؤ اور ساتھ ہی آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم علیہ الرحمۃ سے ارشاد فرمایا کہ ان کو ضرور بھیج دو۔

بس خواب کا دیکھنا تھا کہ اگلے روز آپ کے والد گرامی نے آپ کو بخوشی اجازت دے کر حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول کریم ﷺ کیلئے روانہ فرمایا۔ جب آپ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ سے مشرف ہوئے تو اس وقت آپ کی حالت دیدنی تھی کہ بلانے والے نے اپنے پاس بلا کر نہ جانے کن کن انعامات وفیوض و برکات سے آپ کو نوازا ہوگا۔

حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول ﷺ سے فارغ ہو کر مصر، شام، عراق، بغداد، بصرہ، دمشق، بیت المقدس بھی تشریف

لے گئے اور وہاں پر دیگر انبیائے کرام صحابہ کرام اہل بیت اطہار و دیگر اولیائے کاملین تابعین تبع تابعین محدث و مفسرین کے مزارت پر حاضر ہو کر ان کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔

آپ کے صاحبزادگان ☆: اللہ کریم نے آپ کو دو صاحبزادے عطا فرمائے تھے۔ ان میں بڑے صاحبزادے حضرت پیر حبیب الرحمٰن صاحب نقشبندی علیہ الرحمۃ اور دوسرے صاحبزادے حضرت محمد سعید الرحمٰن صاحب نقشبندی علیہ الرحمۃ ہر دو حضرات کا وصال باکمال ہو چکا ہے اور دونوں بزرگان کے مزارات دربار عالیہ عیدگاہ شریف میں مرجع خاص و عام ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کے پچیس سالہ دور سجادگی و خلافت میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو بہت تقویت و فروغ ملا اور آپ نے اس دور سجادگی میں بے پناہ مصروفیت کے باوجود دنیا بھر کے بہت سے ملکوں کی سیر و سیاحت کی اور ان ملکوں میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیمات عوام و خواص تک پہنچائیں بہت سے گم کردہ راہوں کو صراط مستقیم دکھایا اور انہی سفروں اور مصروفیت کے باعث آپ علیل ہو گئے تھے طبیعت کافی حد تک کمزور حتیٰ کے جسم کی ہڈیاں بھی ظاہر ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ آپ نے اپنے وصال سے ۵ برس قبل بیرونی دورے مفقود کر دیئے اور آخری پانچ سال دربار شریف پر دوستوں ساتھیوں مریدین خلفائے کرام اور دکھی انسانیت کو وقت دینا شروع کر دیا۔ ۱۹۵۹ء تا ۱۹۶۰ء آخری دو برس آپ کی صحت بہت کمزور ہو گئی تھی۔ ۸ جون ۱۹۵۹ء کو سالانہ عرس مبارک کے موقعہ پر آپ کی صحت حد درجہ کمزور تھی۔ جسم کی ہڈیاں بھی ظاہر تھیں۔ لیکن اس کے باوجود چہرہ مبارک سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی صحت کے مقابلہ میں کسی اور کی صحت نہیں۔ دوستوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ہاتھ ملاتے ملاتے سوزش زدہ ہو گیا۔ عرس مبارک ختم ہو گیا لیکن احباب کے چہروں پر عجیب طرح کی اداسی چھائی ہوئی تھی۔

اس کے سال بعد دوسرا عرس مقدس ۸ جون ۱۹۶۰ء کو پھر آ گیا۔ مگر آپ اس عرصہ میں پہلے سے بھی زیادہ کمزور و نحیف ہو چکے تھے۔ کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے چند قدم چلنا بھی دشوار تھا۔ آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت پیر محمد حبیب الرحمٰن صاحب سے فرمایا جاؤ برآمدے میں بیٹھ کر دوستوں سے ملو۔

حضرت صاحبزادہ صاحب تعمیل ارشاد کی خاطر برآمدے میں تشریف لائے اور دوستوں سے ملتے رہے مگر اس موقع پر یہ نظارہ بھی عجیب کیفیت کا حامل تھا جونہی باہر سے آنے والے دوست برآمدے میں آپ کے بجائے حضرت صاحبزادہ صاحب کو تشریف فرما دیکھتے تو حواس باختہ ہو جاتے۔ حتیٰ کے خود صاحبزادہ صاحب کی اپنی کیفیت یہ تھی کہ آنکھوں میں آنسو اتر آتے۔ ۷ جون کا دن گزر گیا۔ ۸ جون کی مرکزی مجلس میں آپ نے کمزوری کے باوجود آنا منظور فرمایا۔ آپ کو آرام سے کرسی پر بٹھایا۔ کرسی کو دوستوں نے اٹھا لیا اور ہزاروں کی تعداد میں خدام ذکر الٰہی کر رہے تھے کہ آپ محفل شریف میں پہنچے۔ کارروائی کا انعقاد ہو چکا تھا۔ کہ اچانک آپ کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ نکلے

کہ دوستو تم مجھے دیکھ لو میں تمہیں دیکھ لوں۔ ہوسکتا ہے یہ ہماری ملاقات کی آخری محفل ہو۔ اس کے بعد آپ نے عرس کی محفل سے خطاب فرمایا اور اختتام پر اپنے خلوت خانے میں تشریف لے گئے۔ ۸ جون کو رات کی مجلس حضرت صاحبزادہ پیر محمد حبیب الرحمٰن صاحب علیہ الرحمۃ کی زیر صدارت ہوئی۔ اس لئے کہ آپ بوجہ خرابی صحت تشریف نہ لا سکتے تھے۔ بس یہ عرس مقدس آپ کی ظاہری زندگی کا آخری عرس تھا۔ اسی موقعہ پر آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے پیر محمد حبیب الرحمٰن صاحب نقشبندی علیہ الرحمۃ کو اپنا سجادہ وخلیفہ مقرر فرمایا۔

بالآخر یکم جنوری صبح صادق کے وقت ۱۳۸۱ھ بمطابق 1961ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا اور سالانہ عرس مبارک ۲ جنوری کو ہر سال بڑے اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے و جانشین حضرت پیر محمد حبیب الرحمٰن علیہ الرحمۃ کا بھی وصال باکمال ہوگیا۔

ان کے بعد موجودہ سجادہ نشین نقیب اہل سنت الحاج حضرت پیر محمد نقیب الرحمٰن صاحب نقشبندی مجددی مدظلہ العالی مسند آرا ہیں جو کہ بڑے ہی پر تپاک طریقہ سے اپنے اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو فروغ دینے میں مصروف عمل ہیں۔ اس وقت اندرون ملک کے علاوہ بیرون ممالک میں بھی آپ کی خدمات قابل تعریف ہیں۔

آپ کا مزار پُر انوار اور آپ کے جانشین حضرت پیر محمد حبیب الرحمٰن صاحب علیہ الرحمۃ کا مزار شریف دربار عالیہ مجددیہ نقشبندیہ عیدگاہ شریف میں آج بھی حضرت الحاج پیر حافظ عبدالکریم نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دربار کے ساتھ مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں اور موجودہ سجادہ نشین ہر وقت اپنے عقیدت مندوں کے جھرمٹ میں نظر آتے ہیں۔ خداوند کریم ان کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ غلام محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آئینۂ جلال و جمال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، پیشوائے ارباب طریقت شہباز میدان حقیقت حضرت خواجہ غلام محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ ستارۂ ولایت آسمانی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت سواگ شریف تحصیل کروڑ ضلع لیہ میں اپنے وقت کے عظیم شیخ طریقت، عارف ربانی حضرت خواجہ غلام حسن نقشبندی المعروف پیر سواگ کے علمی وروحانی گھر میں ہوئی۔

آپ نے ناظرہ قرآن اور فارسی کی ابتدائی کتب حضرت مولانا غلام محی الدین چنابی مرحوم سے پڑھیں۔ باقی تمام علوم وفنون مثلاً صرف، نحو، منطق، فلسفہ، علم کلام، فقہ اصول فقہ تفسیر علم حدیث نیز صحاح ستہ شریف اپنے والد گرامی کے عظیم المرتبت خلیفہ حضرت مولانا عبدالکریم بلوچ احمدانی جام پوری ڈیرہ غازی خان والوں سے پڑھیں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے عظیم والد گرامی حضرت خواجہ غلام حسن المعروف پیر سواگ علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور بارہ ربیع الاول شریف کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر تمام خلفاء و علماء اور کثیر تعداد حاضرین کی موجودگی میں حضرت پیر سواگ نے آپ کو اور حضرت خواجہ غلام حسن علیہ الرحمتہ کی دستار بندی فرما کر خرقہ خلافت واجازت سے نواز کر صاحب مجاز وسرفراز فرمایا۔

مرشد کامل کے ہمراہ دربار مجدد میں حاضری ☆: خلافت واجازت کے بعد حضرت صاحبزادہ غلام حسین صاحب علیہ الرحمتہ کو علاج کے لیے لاہور لے جایا گیا۔ آپ کے والد گرامی و شیخ طریقت نے حضرت صاحبزادہ غلام حسین کو لاہور ہسپتال میں داخل کروا کر۔ آپ کو اپنے ہمراہ لیا اور سرہند شریف انڈیا تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گوہر بار میں حاضری دی۔

دربار مجدد میں آپ کے شیخ کامل حضرت پیر سواگ نے آپ کو چند نصیحتیں اور مخصوص ہدایات جاری فرمائیں۔ جس سے آپ کے فیض باطن اور روحانیت میں اضافہ ہوا۔ وہاں سے واپسی پر موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان میں حاضری دی۔ موسیٰ زئی شریف میں عرس کے موقع پر بہت سے علماء اور خلفاء وخلق خدا کے سامنے حضرت صاحبزادہ محمد ابراہیم صاحب سجادہ نشین موسیٰ زئی شریف نے آپ کو

دستار خلافت عطا فرمائی۔

وصال سے قبل مرشد گرامی کی چند نصیحتیں ☆: آپ کے والد گرامی اور شیخ کامل حضرت خواجہ غلام حسن المعروف پیر سواگ علیہ الرحمتہ نے اپنے وصال سے قبل آپ کو اپنے پاس بلایا۔ جب آپ حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا۔ غلام محمد ہو؟ آپ نے عرض کیا جی ہاں! حضور پیر سواگ اس وقت قبلہ رخ لیٹے ہوئے تھے۔

انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جب میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی علیہ الرحمتہ نے مجھ پر مہربانی فرمائی تھی۔ تو ارشاد فرمایا تھا۔ تجھے اللہ کے نام کی اجازت ہے۔ یہ نام بڑی برکت والا ہے۔ سوتے، جاگتے، اٹھتے، بیٹھتے، پا پیادہ ہو یا سواری پر، اس نام کو سکھاؤ۔

میں تم کو بھی یہی بات کہتا ہوں۔ پھر فرمایا، میرے مرشد نے مجھ سے فرمایا تھا کہ شریعت مطہرہ کی پابندی کرنا اور شاہ و گدا کی پرواہ نہ کرنا۔

میں تم کو بھی یہی بات کہتا ہوں۔ آخر میں ارشاد فرمایا جو کچھ مجھے میرے پیر و مرشد نے دیا۔ وہ سب کچھ تمہیں عطا کرتا ہوں۔

کچھ دیر کے بعد آپ ایک درویش جلال خان کو ساتھ لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور میں اکیلا ہوں۔ اتنی عظیم ذمہ داری کیسے نبھاؤں گا۔

آپ نے جوش میں آ کر فرمایا۔ بابو مصلیٰ تم نہ چھوڑنا۔ ساری دنیا تیرے قدموں میں ہوگی۔ اور یہ فقیر سائے کی طرح تمہارے ساتھ رہے گا۔ پھر فرمایا کہ ہم نے تھوڑا تھوڑا جمع کیا ہے۔ اور تمہیں تمام نعمت یکجا میسر آ گئی ہے۔

سلسلہ رشد و ہدایت ☆: پیر و مرشد اور والد گرامی کی ان نصیحتوں کے بعد آپ نے لوگوں کو بیعت کرنا شروع کر دیا اور تمام لوگوں کو حلقہ میں توجہ دی۔

آپ نے چار سال تک حضرت پیر سواگ کو امامت کروائی۔ اور دو سال تک خطوط نویسی کا فریضہ سرانجام دیا۔

حضرت پیر سواگ علیہ الرحمتہ کے وصال کے بعد تمام لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر تجدید بیعت کی۔

مسجد و دربار شریف کی تعمیر ☆: والد گرامی کے وصال باکمال کے بعد آپ نے دربار شریف سے ملحقہ پرانی مسجد کو وسیع کیا اور وضو کے لیے ایک سایہ دار تالاب بنوایا اور مہمانوں علمائے کرام اور سادات کرام کے لیے ایک بہترین بنگلہ تعمیر کرایا اور اپنے پیر و مرشد کی مرقد منورہ پر خوبصورت اور بہت بڑا گنبد تعمیر کروایا اور درویشوں کے لیے گنبد دار حجرے تعمیر کروائے۔ ان گنبد دار حجروں کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مکمل کچی اینٹوں سے تیار کروائے گئے ہیں۔ بنیاد سے لے کر گنبد تک ان میں پختہ اینٹ استعمال کی گئی ہے۔ قیام پاکستان سے قبل حضرت ثانی کے دور لا ثانی سے لے کر چند برس قبل تک وہ تمام قبہ دار حجرہ جات بہترین حالت میں موجود رہے۔ اب ان کی جگہ نئے اور پختہ کمرے تعمیر کیئے جا رہے ہیں۔

آپ نے ظاہری تعمیر کے ساتھ ساتھ باطنی تعمیر و ترقی کو بھی پورے عروج پر پہنچایا۔ اور اپنی زندگی میں وہی معمولات من وعن

جاری رکھے۔ جن پر حضرت پیر سواگ علیہ الرحمتہ عامل تھے۔

اولاد و امجاد☆: خداوند کریم نے آپ کو چھ صاحبزادے عطا فرمائے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت صاحبزادہ محمد حسن نقشبندی مدظلہ العالی جو آج کل دربار شریف کے سجادہ نشین ہیں۔

حضرت صاحبزادہ احمد حسن نقشبندی، حضرت صاحبزادہ فیض الحسن نقشبندی، حضرت صاحبزادہ نورالحسن نقشبندی، حضرت صاحبزادہ منظورالحسن نقشبندی، حضرت صاحبزادہ محمودالحسن نقشبندی۔

وصال باکمال☆: آپ وصال باکمال 13 محرم الحرام 1382 ہجری بمطابق 1962ء کو ہوا۔

مزار پُرانوار حضرت پیر سواگ کے مزار شریف سے جنوب کی جانب روضہ مبارک پیر سواگ کے اندر سواگ شریف تحصیل کروڑ ضلع لیہ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو دربار عالیہ سواگ شریف پر حاضری کا بارہا شرف حاصل ہے اور آپ کے صاحبزادے حضرت پیر صاحبزادہ فیض الحسن سے فقیر کو خصوصی نیاز حاصل ہے۔ فقیر راقم الحروف پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سید محمد امیر بادشاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، عارف ابن عارف، عالم ربانی، مرشد لاثانی حضرت پیر سید محمد امیر بادشاہ نقشبندی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ صاحب تجرید وترک ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1313ھ ہجری بمطابق 1895ء کو چورہ شریف کی روحانی بستی میں ہوئی۔ آپ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ کے دادا جان حضرت خواجہ سید دین محمد چوراہی نقشبندی علیہ الرحمتہ نے پیش گوئی فرمادی تھی کہ مجھے ایک ولی کامل کا انتظار ہے کہ ایک شہنشاہ قلب ونظر آنے والا ہے۔ جس کے فیضان سے ایک عالم منور ہوگا۔

آپ حسنی حسینی سید ہیں۔ بچپن ہی سے آپ کے چہرے سے ولایت کے آثار وانوار کی جھلک نظر آتی تھی۔ زبان فیض ترجمان سے جو کچھ فرماتے ایسا ہی ہو کے رہتا تھا۔

آپ کی پوری زندگی دین اسلام کی ترویج واشاعت اور تبلیغی دوروں کے لیے وقف تھی۔ اوائل عمر سے جوں جوں وقت گزرتا گیا، محبت الٰہی کا جذبہ روز افزوں ترقی کرتا گیا۔ روحانی ذوق وشوق، کیف ومستی دن بدن بڑھتی گئی۔ تمام عمر شریعت وطریقت کی پاسداری میں گذاری۔ رات کے پچھلے حصے قبرستان یا مسجد میں تشریف لے جاتے اور ساری رات یاد خدا اور ذکر وفکر تلاوت قرآن اور نوافل کی ادائیگی میں گزار دیتے تھے۔ تمام عمر سادہ لباس استعمال کیا اور سادہ ہی غذا تناول فرماتے تھے۔ سخاوت آپ کو ورثہ میں ملی تھی۔ دربار پر آنے والے سائل کو کبھی خالی نہ لوٹایا۔ لنگر آپ کا دراز تھا۔ حسن اخلاق میں بے مثال تھے۔ آپ کے علم و فیضان ومعرفت سے بے شمار لوگ مستفیض ہوئے۔ لاتعداد افراد نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت اختیار کی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۲ ہجری بمطابق 29 اگست 1962ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار چورہ شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔
آپ کے بعد آپ کے جانشین آپ کے صاحبزادے الحاج حضرت خواجہ سید تصدق حسین گیلانی چوراہی مدظلہ آپ کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور ہر سال آپ کا عرس مبارک چورا شریف میں بڑی عقیدت ومحبت سے مناتے ہیں۔ جس میں علمائے کرام کی تقاریر اور نعت خوان حضرات نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر کے لوگوں کے دلوں کو گرماتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیر بلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: جانشین قیوم العالم، عالم ربانی، مرشد لاثانی، ستارۂ ولایت آسمانی حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیر بلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ ولی بے مثال ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ماہ ذوالحج 1305 ہجری بمطابق 1887ء کو دربار عالیہ بیر بل شریف ضلع خوشاب میں حضرت خواجہ احمد سعید بن قیوم العالم حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ بیر بلوی علیہ الرحمتہ کے علمی و روحانی گھر میں ہوئی۔

آپ کے داداجان حضرت قیوم العالم خواجہ غلام مرتضیٰ بیر بلوی نقشبندی علیہ الرحمتہ اپنے زمانے کے مشہور ولی کامل اور عارف باللہ تھے۔

آپ نے قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد عربی و فارسی کی ابتدائی کتب کی تعلیم اپنے دادا بزرگوار سے حاصل کی۔ اس کے بعد بقیہ دینی تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ نعمانیہ لاہور میں مولانا محمد عالم آسی امرتسری، مفتی محمد عبداللہ ٹونکوی اور مفتی کفایت اللہ دہلوی سے علوم دینیہ میں استفادہ فرمایا۔ اور اورینٹل کالج لاہور سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کر کے علوم دینیہ میں درجۂ کمال کو پہنچے۔

بیعت و خلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں شیر ربانی قیوم زمانی حضرت خواجہ میاں شیر محمد نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقۂ خلافت و اجازت پا کر سرفراز ہوئے۔

سیرت و کردار☆: آپ اعلیٰ درجہ کے نیک سیرت و باکردار اور پابند شریعت و طریقت اور علمی لحاظ سے اپنے وقت کے بہت بڑے عالم و فاضل، ادیب، صوفی، مفتی اور ممتاز مصنف تھے۔ فتویٰ نویسی میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔

آپ سات برس تک اسلامیہ کالج پشاور میں پروفیسر رہے اور والد گرامی کے وصال کے بعد ملازمت ترک کر کے اپنے وطن مالوف بیر بل شریف پہنچے اور سجادگی کے فرائض سنبھال کر خلق خدا کی خدمت اور رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔ آپ کے دادا بزرگوار نے بیر بل شریف میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا تھا۔ آپ نے اپنے دور سجادگی میں اس مدرسہ کو پروان چڑھایا۔ جہاں سے اب تک سینکڑوں کی تعداد میں طلبا علماء بڑے بڑے عالم و فاضل بن کر پوری دنیا میں تبلیغ اسلام اور مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ نے سلسلہ طریقت کے سجادہ پر بیٹھ کر بڑے ہی احسن انداز میں تصوف کی خدمت کی۔ ہزاروں افراد نے آپ سے روحانی فیض حاصل کیا۔

آپ کی تصنیفات اور علمی خدمات ☆: آپ نے تصوف کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے انتھک کوششیں کیں اور عوام تک تصوف کی تعلیمات پہنچانے کے لیے ''ماہنامہ سلسبیل'' لاہور جو تصوف کی تعلیمات کا ترجمان ہے۔ وہ آپ ہی کا جاری کردہ ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے بہت سی کتابیں بھی لکھیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱)انقلاب حقیقت ۲)التوحید ۳)طریقت کی حقیقت ۴)قرآنی نظریہ حیات

۵)سلوک ومقصد سلوک ۶)صراط مستقیم ۷)حقائق ومعارف ۸)زنبیل عمر

اوّل الذکر کتاب اردو زبان میں تصوف کی لاجواب کتاب ہے۔ اور شہرت عام اور بقائے دوام کی حامل ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 9 جمادی الاولی ۱۳۸۲ ہجری بمطابق 26 اگست 1973ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار دربار عالیہ بیربل شریف ضلع خوشاب میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ غلام قاسم کمبوہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی، کاشف اسرار، صدر نشین محفل مشاہدات غیبی، قطب یگانہ غوث زمانہ حضرت خواجہ غلام قاسم کمبوہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ سلطان ارباب مشاہدہ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1902ء کو کمبوہ شریف تحصیل و ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ملک شاہ شمس الدین بن ملک غلام حسین بن ملک محمد اعظم بن حافظ بدرالدین بن مولانا لطف علی کے گھر میں ہوئی۔ آپ کے جد امجد ملک لطف علی بغرض دینی تعلیم شورکوٹ ضلع جھنگ سے بلوٹ شریف حضرت شاہ عیسیٰ علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تحصیل علم سے فارغ ہو کر استاد محترم کے حکم سے میاں وڈا بھیج دیا جو کمبوہ شریف سے ملحقہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ اس کے بعد ان کے صاحبزادے حافظ بدرالدین علیہ الرحمتہ جو کہ اپنے وقت کے عظیم کے ولی کامل تھے نے موضع امیر شاہ کو اپنا مسکن بنایا۔ وہاں ہی تمام زندگی رشد و ہدایت اور قرآن مجید کی تدریس میں گذاری۔ کثیر تعداد میں خلق خدا ان سے فیض یاب ہوئی۔

آپ کا گھرانہ شروع ہی سے علمی و روحانی اور خاندان کے بہت سے افراد اہل علم اور راست باز چلے آرہے ہیں۔ اسی لیے آپ نے قرآن مجید کی تعلیم اپنے چچا مولانا غلام حیدر سے حاصل کرنا شروع کی۔ ابھی سبق جاری تھا کہ چچا بزرگوار کا وصال ہو گیا۔ بعد ازاں آپ نے دوسرے اساتذہ سے تکمیل کی۔ قرآن مجید ختم کرنے کے بعد لوئر مڈل سکول رنگ پور میں 16 مارچ 1914ء کو داخل ہونے اور پرائمری پاس کرنے کے بعد بغرض دینی تعلیم مولانا سید احمد صاحب کمبوہ کے پاس پنیالہ تشریف لے گئے۔

اس دوران آپ بیعت کی غرض سے زکوڑی خاندان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے مگر تسکین قلب نہ ہو سکی۔ بعد ازاں حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ کے پیر بھائی شیخ محمد معصوم کے ایما پر سواگ شریف حاضر خدمت ہوئے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ غلام حسن المعروف پیر سواگ علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بیعت کے آٹھ سال بعد آپ اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ غلام حسن نقشبندی المعروف پیر سواگ علیہ الرحمتہ کے ساتھ موسیٰ زئی شریف اپنے دادا مرشد کے آستانے پر حاضر ہوئے۔ تو پیر و مرشد نے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی علیہ الرحمتہ کے مزار پُر انوار پر آپ کا ہاتھ رکھوایا اور اوپر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ "فقیر کو جو کچھ اس صاحب مزار سے فیض ملا ہے۔ وہ فی سبیل اللہ تیرے حوالے کیا، پھر تین دفعہ فرمایا۔ مبارک......مبارک......مبارک۔

سیرت و کردار ☆: آپ پابند شریعت و طریقت بزرگ تھے۔ تہجد، اشراق، چاشت، اوابین، دیگر نوافل اور اڑتالیس ہزار

مرتبہ اسم ذات، بارہ ہزار مرتبہ نفی اثبات، صبح کی نماز کے بعد تلاوت قرآن مجید، دلائل الخیرات شریف اور حزب البحر وغیرہ آپ کے روزانہ کے معمولات تھے۔ جن کو آپ حتی الوسع قضا نہیں فرمایا کرتے تھے۔ نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ مرض کی حالت میں بھی جب تک آنے جانے کے قابل تھے تو مسجد میں نماز باجماعت پڑھتے تھے۔

ہر سال عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک محفل بڑے اہتمام سے منعقد فرماتے تھے۔ آپ جلوت سے زیادہ خلوت کو پسند فرماتے تھے۔ امراء اور دنیا داروں سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ آپ بسا اوقات یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

میکوں پیر سکھائی ایہا ریت
ہک حجرہ تے ہک مسیت
بہا پرو تھا ٹکڑا کھا
غیر دے در تے مول نہ جا

آپ کو اپنے شیخ کامل سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ بایں وجہ کوئی محفل مرشد کامل کے ذکر سے خالی نہ ہوتی تھی۔ آپ اپنے شیخ کے فرمودات کا انتہائی پابندی سے اہتمام فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے عزیز و اقارب میں سے کوئی شخص فوت بھی ہو جاتا تو آپ اپنے وظائف مکمل کرنے کے بعد اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام فرماتے تھے۔

حضرت پیر محمد عبداللہ المعروف پیر بارو شریف علیہ الرحمتہ کو آپ کے ساتھ بڑی محبت تھی۔ جب بھی آپ کے صاحبزادگان حضرت پیر بارو کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ اکثر اوقات آپ ہی کا تذکرہ فرما رہے ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت پیر بارو نے آپ کے خلیفہ حافظ اللہ دتہ کلیرا سے ارشاد فرمایا کہ میرے نزدیک حضرت پیر سواگ کے خلفاء میں پہلا مقام حضرت حاجی گل حسن صاحب کا اور دوسرا مقام حضرت خواجہ غلام قاسم علیہ الرحمتہ کا ہے۔

آپ صاحب کشف و کرامت اور متصرف بہ تصرفات اور سیف زبان تھے۔ زبان فیض ترجمان سے جو فرماتے پورا ہو کے رہتا تھا۔ آپ کی کرامات میں سے ایک زندہ کرامت آپ کے نام سے موسوم "دارالعلوم قاسمیہ رضویہ" ہے جس میں گئے گذرے دور میں بھی پونے 175 سے دوسو کے قریب مسافر طلباء زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ساٹھ سال سات ماہ اور تیرہ دن کی عمر شریف میں 15 جمادی الآخر ۱۳۸۲ ہجری بمطابق 14 نومبر 1962ء بوقت ایک بجے شب کو ہوا۔

مزار پُر انوار کبوہ شریف تحصیل و ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آج کل آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ ابوالحسن نقشبندی صاحب مدظلہ العالی آپ کے دربار شریف کے سجادہ نشین ہیں جو کہ بڑے ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ کو چلانے کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سیّد گلاب شاہ مشہدی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم ربانی، مرشدِ لاثانی، آفتاب ولایت ومعرفت وحقیقت، حضرت پیر سیّد گلاب شاہ مشہدی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ مصدرِ جودِ یزدانی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۰۸ء کو موضع فقیر محمد سیداں صوبہ سرحد کے مشہور سادات گھرانے میں ہوئی۔

آپ کے دادا حضرت سید نادر علی شاہ مشہدی اپنے دور کے معتبر عالم اور عارف کامل تھے، جن کا شجرہ نسب ایک طرف حضرت ابوالقاسم حسین مشہدی علیہ الرحمۃ سے اور دوسری طرف حضرت سید وجیہہ الدین مشہدی علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے، جو خواجۂ خواجگاں حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے خسر تھے۔

آپ کے آباؤاجداد قدیم صوبہ خراسان ملک ایران کے شہر مشہد سے ہجرت کر کے بلوچستان کے راستے صوبہ سرحد پہنچے تھے۔

ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے حصول کے لئے اکوڑہ خٹک، کوہاٹ اور ڈیرہ اسماعیل خان کے مدارس دینیہ میں مختلف علماء سے کتب متداولہ پڑھتے رہے، اس کے بعد دورۂ حدیث کے لئے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، اور ''دارالندوۃ'' دہلی انڈیا میں تشریف لے گئے۔

مجذوب سے ملاقات اور مختلف بزرگوں سے اکتساب فیض ☆: دہلی میں دوران تعلیم ''دارالندوۃ'' کے قریب آپ کی ملاقات ایک مجذوب سے ہوئی، جو ہمہ وقت یہ شعر پڑھتا تھا۔

مولوی ہرگز نہ شُد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شُد

اس کے سنتے ہی آپ کے قلب وذہن کی کیفیت بدل گئی، اور آپ اُس مجذوب کے ہمسفر ہو گئے اور مقاماتِ مقدسہ کی سیر وسیاحت کے دوران حصول فیض کے لئے کوشاں رہے، کبھی کلیر شریف میں حضرت مخدوم صابر پاک کی بارگاہ میں حاضری اور کبھی اجمیر میں ہندالولی خواجہ غریب النواز کے درِعرفان پر اور کبھی دہلی کے بے تاج بادشاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے آستانہ فیض پر سر جھکائے۔

ایک مرتبہ قطب مینار کی سیر کو تشریف لے گئے، جب آپ مینار کی بالائی منزل پر ستا رہے تھے تو اچانک السلام علیکم کی آوازیں

مرتبہ آئی۔ آپ آواز کے تجسس میں مینار سے نیچے اترے تو کسی نے پشتو زبان میں کہا "کوئٹھے تہ ځه" یعنی کوئٹہ جاؤ، آپ کوشش کے باوجود آواز دینے والے کو نہ دیکھ سکے، وہاں سے نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے جامع مسجد پہنچے، نماز جمعہ کے بعد آپ نے کوئٹہ کے سفر کا آغاز کر دیا، اور کبھی پیدل کبھی سواری پر سفر کرتے ہوئے بالآخر ۲۵ جنوری ۱۹۲۷ء کو آپ کوئٹہ پہنچے۔

۱۹۳۲ء میں آپ کے والد گرامی آپ کو لینے کے لئے کوئٹہ آئے مگر آپ نے جانے سے انکار کر دیا، انہوں نے بہت کوشش کی کہ آپ کوئٹہ کی بجائے مزار شریف کابل، یا ایران تشریف لے جائیں مگر آپ نے کوئٹہ میں ہی ٹھہرنے پر اصرار کیا، جب آپ کا اصرار بڑھا تو والدِ گرامی نے فرمایا مجھے ادراک ہوا ہے کہ کوئٹہ پر قہر خداوندی نازل ہونے والا ہے۔

مگر آپ اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کوئٹہ میں ہی قیام کو ترجیح دی، بعد ازاں کچھ عرصہ بعد اپنے آبائی گاؤں موضع فقیر محمد سیداں صوبہ سرحد تشریف لے گئے، اور کچھ عرصہ قیام کے بعد پھر سیاحت کو نکلے اور چلتے چلتے ضلع راولپنڈی کی تحصیل مری کے ایک روحانی مقام موہڑہ شریف پہنچ گئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں غوثِ زماں حضرت خواجہ محمد قاسم صادق نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

کوئٹہ میں دوبارہ آمد اور سلسلہ کا اجراء ☆: مرشد کامل سے فیض پانے اور عطائے خرقہ خلافت کے بعد آپ کوئٹہ تشریف لے آئے، اور یہاں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت کا آغاز کیا، یہاں ہزاروں افراد آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔

ہندوستان میں مختلف بزرگوں کے مزارات پر حاضری ☆: کوئٹہ سے ۱۹۴۶ء میں دوبارہ مختلف مقامات کی سیر وسیاحت کرتے ہوئے اجمیر شریف غریب نواز کے دربارِ گوہر بار میں پہنچے وہاں دربار سے ملحقہ مسجد اولیاء میں چلہ کشی کی اور اکتساب فیض کیا، اور ایک عرصہ تک دربار غریب نواز میں مقیم رہے۔

اس سیاحت کے دوران جب آپ رُڑکی کیش، ہردوار اور دیرہ دون کی طرف تشریف لے گئے تو وہاں کے ہندو رشیوں سے آپ کا طویل مناظرہ ہوا، اور بہت سے رشیوں نے اسلام قبول کیا۔ جن میں سے ایک نام آپ نے ہدایت اللہ رکھا، جو بعد میں سلوک کی منزلیں طے کرتا ہوا مقام بلند کو پہنچا۔

دوران سیاحت جب آپ حیدر آباد دکن پہنچے تو وہاں حضرت رشید الملکی، نواب محی الدین صادق علی کے علاوہ ہزاروں افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔

وہاں آپ نے نظام حیدر آباد دکن سے مسجد عثمانیہ کے خطیب کی معیت میں ملاقات کر کے ریاست میں شراب پر پابندی لگوائی۔

کوئٹہ میں خانقاہ کا قیام ☆: اس کے بعد اگست ۱۹۴۷ء میں تیسری مرتبہ کوئٹہ واپس تشریف لائے اور دربار حسینیہ کے نام سے آستانہ تعمیر کروایا، جس میں ایک مسجد اور طلبہ وفقراء کے لئے کمرے بنوائے، جہاں آپ جامعہ اسلامیہ کے نام سے دینی مدرسہ کا

اجراء کیا، اس مدرسہ میں دور دراز سے طلباء آ کر داخل ہوئے اور علوم قرآنیہ ودینیہ اکتساب فیض کرنے لگے۔

آپ کی کوشش رہی کہ مدرسہ میں موجودہ زمانے کے تقاضوں اور ضروریات کے مطابق ہر چیز موجود ہو، جس سے طلباء استفادہ کرسکیں اور علوم جدیدہ ودینیہ کی تدوین کرسکیں۔

ارشادات وتعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ شب بیداری اور سخاوت قرب خداوندی کا سبب بنتی ہے۔

نمبر۲ ☆: انسانوں سے ہمدردی نہ رکھنے والوں سے خدا خوش نہیں ہوسکتا۔

نمبر۳ ☆: تقویٰ احساس ذمہ داری کی پختگی اور کیفیت قلبی کا نام ہے۔

نمبر۴ ☆: ہمیشہ خدا کو حاضر وناضر جان کر اپنے فرائض منصبی ادا کرو۔

نمبر۵ ☆: درویش وہ ہے جو کاروبارِ حیات سے بھی دست کشی نہ کرے اور خدا کا بھی رہے۔

آپ کی علمی وقلمی خدمات ☆: جناب حمید القادری صاحب نے ''پیر مشہدی'' کے نام سے آپ کی ذات بابرکات پر ایک کتابچہ رسالہ کی شکل میں شائع کیا ہے۔

اس کے علاوہ آپ کی ایک غیر مطبوعہ تصنیف ''سرلامکاں'' (جو ذکر خفی وجلی، لطائف اور عبادات ووظائف پر مشتمل ہے، وہ آپ کے صاحبزادے وجانشین حضرت سید محبوب حسن مشہدی کے پاس محفوظ ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۲ھ بمطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار دربار حسینیہ کوئٹہ میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے جانشین حضرت صاحبزادہ پیر سیّد محبوب حسین شاہ مشہدی مدظلہ مقرر ہوئے جو بڑے اہتمام واحترام سے سلسلہ عالیہ کی خدمت میں مصروف ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سیّد چنن شاہ بخاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: قطب زمانہ، عارف باللہ، مرد حقیقت آ گاہ، پابند شریعت مصطفی ﷺ، نسبت رسولی، ہمہ صفت کشتگان خنجر تسلیم را پیر طریقت امیر شریعت حضرت پیر سیّد چنن شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ ۱۳۱۸ھ بمطابق ماہ اپریل 1900ء بروز سوموار موضع بنی شاہ داخلی ساگری ضلع راولپنڈی کے پسماندہ علاقہ میں جناب سیّد مبارک حسین شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

شومیٔ قسمت کہ آپ کی ولادت سے چند ماہ قبل ہی آپ کے والد گرامی سید مبارک حسین شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا اور آپ کی ولادت کے بعد آپ کی تعلیم وتربیت وکفالت کا تمام بوجھ آپ کی والدہ ماجدہ کے کاندھوں پر پڑ گیا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے علاقہ موضع بنی شاہ داخلی ساگری ضلع راولپنڈی میں حاصل کی اور دس برس کی عمر عزیز کو پہنچے تو والدہ ماجدہ آپ کو آبائی علاقہ سے لے کر چراہ گاؤں موجودہ ضلع اسلام آباد میں اپنے ایک عزیز سید قاسم علی شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کے گھر لے آئیں سید قاسم شاہ خدارسیدہ اور نیک سیرت بزرگ تھے۔

آپ کے بچپن کا واقعہ☆: آپ کی والدہ ماجدہ نے اپنی گزر بسر کے لئے گھر میں بکریاں رکھی ہوئیں تھیں۔ آپ ان بکریوں کو لے کر دریائے سواں کے کنارے چلے جاتے اور بکریوں کو چراتے رہتے تھے۔

جس جگہ آپ بکریاں چرانے جایا کرتے تھے وہاں پر ایک ننگے مجذوب اللہ کے ولی تھے۔ ان کا معمول تھا کہ وہ دریا کے کنارے بیٹھے بیٹھے اپنی آنکھوں میں ریت ڈالتے رہتے تھے۔

آپ عرصہ دراز تک مجذوب کو اس حالت میں دیکھتے رہے کچھ عرصہ کے بعد جب آپ سن شعور کو پہنچے تو بکریاں چراتے ہوئے ایک دن اس مجذوب کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کر دیا۔ مجذوب نے جب آپ کو دیکھا تو اپنے قریب بلایا اور آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ آنکھیں بند کرو۔ آپ نے تعمیل ارشاد کی خاطر آنکھیں بند کیں تو کیا دیکھا کہ چاروں طرف مجذوب ہی مجذوب ہیں اور ان بزرگ نے آپ کا ہاتھ پکڑے رکھا اور اپنے سردار مجذوب کے پاس لے گئے اور آپ کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ جب مجذوبوں کے

سردار نے آپ کا ہاتھ پکڑا تو آپ نے عرض کی حالت فقر تو جس طرح بھی ہو مجھے قبول ہے لیکن میری نماز قضا نہیں ہونی چاہیے۔

جب مجذوبوں کے سردار سے آپ نے یہ عرض کی تو انہوں نے آپ کے ہاتھ کو جھٹکے کے ساتھ چھوڑ دیا۔ آپ نے آنکھ کھولی تو کیا دیکھا کہ اس میدان میں کوئی بھی شخص موجود نہ تھا۔ اس واقعہ نے آپ کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا۔ اس کے بعد آپ کو نہ دن کے وقت چین نہ رات کو سکون ہر وقت سوچتے رہتے کہ آخر یہ کیا ماجرا ہے یہ کون لوگ ہیں؟

بیعت وخلافت☆: جب آپ کی عمر عزیز بیس برس کی ہوئی تو آپ کے دل میں خیال گزرا کہ کسی مرد کامل کے ہاتھ پر بیعت کی جائے چونکہ مجذوبوں والے واقعہ نے دل کی دنیا ہی بدل کر رکھ دی تھی۔ اس کے بعد تو دن ورات یاد خدا میں مست ومشغول رہنا۔ آپ کا معمول بن گیا تھا۔

اسی تذبذب اور کشمکش کا شکار تھے کہ اچانک آپ کی ملاقات اپنے زمانے کے عظیم عارف کامل حضرت سید احمد شاہ پشتونی علیہ الرحمۃ جو حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے خلفاء میں سے تھے کے ساتھ ہوگئی۔ حضرت سید احمد شاہ پشتونی سیف زبان اور اپنے زمانے کے عظیم ولی کامل تھے۔ آپ نے حضرت سید احمد شاہ پشتونی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے اور دن ورات اپنے مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں پھر وہ وقت آیا کہ مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد فرمایا اور حکم دیا کہ جاؤ متلاشیان راہ حق کو صراط مستقیم پر لاؤ۔

سیرت وکردار☆: آپ انتہائی نیک سیرت باکردار حوصلہ باہمت باعزم تقویٰ پرہیز گاری میں یگانہ روزگار تھے۔ خداوند کریم نے آپ کو ظاہری حسن سے اس قدر نوازا ہوا تھا کہ بہت سے غیر مسلم آپ کے چہرہ انور کو دیکھ کر ہی نہ صرف مسلمان ہو گئے بلکہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

خدا نے جس طرح آپ کو ظاہری حسن وجمال سے نوازا تھا اسی طرح باطنی حسن وجمال سے بھی مرجع کیا ہوا تھا۔ آپ نے تمام زندگی نماز کبھی کسی بھی حال میں قضا نہ ہونے دی اور نہ ہی پوری زندگی کسی بے نماز سے تعلق واسطہ رکھا۔ نماز پنجگانہ علاوہ اوابین، تہجد، اشراق، چاشت کے علاوہ تحیۃ الوضو تحیۃ المسجد تک کے نوافل کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔ رمضان شریف کے روزوں کے علاوہ دیگر ایام کے نفلی روزے بھی معمول کے مطابق رکھتے تھے۔

آپ رات کے پہلے حصے میں تھوڑا سا آرام فرماتے بعد ازاں تمام رات کبھی سجدے اور کبھی قیام اور کبھی تلاوت قرآن کریم میں گزار دیتے تھے۔ آپ نے تمام عمر اتباع شریعت کو مقدم رکھا زندگی کے تمام معاملات حتیٰ کہ سونے اور جاگنے اٹھنے اور بیٹھنے کھانے اور پینے اور دیگر معاملات میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع کا خصوصی خیال فرماتے اور اپنے عقیدت مندوں کو بھی اتباع

شریعت کی تلقین فرماتے تھے۔ظاہری بناوٹ تصنع ریاکاری سے کوسوں دور رہتے۔آپ کی طبیعت میں نفاست پاکیزگی اور سادگی حد درجہ کی تھی۔ ہمیشہ دوسروں کو اپنے سے بہتر تصور کرتے تھے۔آپ کا دسترخوان وسیع اور کشادہ اور ہر وقت کھلا رہتا آپ کے لنگر پر غریب وامیر ادنیٰ واعلیٰ کی کوئی تمیز نہ تھی امیر وغریب شاہ وگدا آپ کے پاس آتے اور فیض یاب ہو کر جاتے تھے۔

مزارات اولیاء پر حاضری دینا آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا حضور قبلہ شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی حضرت حافظ جی صاحب کرپا ضلع اسلام آباد والے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہم الرحمۃ سے آپ کو والہانہ عقیدت و محبت تھی ان کے مزارات کے علاوہ دیگر قرب وجوار کے اولیائے کاملین کے مزارات پر اکثر وبیشتر حاضری دیتے رہتے تھے جبکہ تاجدار گولڑہ حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے لخت جگر و جانشین حضرت قبلہ پیر سید غلام محی الدین شاہ المعروف قبلہ بابو جی علیہ الرحمۃ سے آپ کا خصوصی تعلق اور رابطہ تھا۔

آپ کی غذا سادہ اور عام ہوتی تھی گھر یا لنگر میں جو کچھ پکتا اسی پر اکتفا فرماتے۔اسی طرح لباس بھی آپ کا بہت ہی سادہ۔ آپ سفید کرتہ اور اس کے ساتھ شلوار زیب تن فرمایا کرتے تھے اور کبھی کبھی واسکٹ بھی پہن لیا کرتے تھے۔دور دراز کی سواری کیلئے گھوڑے کی سواری کو پسند فرماتے تھے۔الغرض زندگی کے ہر دور میں آپ نے سادگی اور شریعت مطہرہ کو مقدم سمجھا۔

آپ کی زندگی کے اہم واقعات ☆: آپ کو خداوند کریم نے لحن داؤدی سے نوازا ہوا تھا۔جب آپ تلاوت قرآن مجید فرماتے یا اذان دیتے تو سامعین پر رقت طاری ہو جاتی تھی۔جب آپ وعظ ونصیحت فرماتے تو آپ کا ایک ایک لفظ سننے والے کے دل میں اتر جاتا اور آپ کے فرمودات سن کر مست ومخمور ہو جاتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ شام کے وقت ملپور ضلع اسلام آباد کے گاؤں سے گزر رہے تھے کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔آپ مسجد میں داخل ہوئے اور مغرب کی اذان شروع کر دی۔آپ کی آواز سن کر گاؤں کے تمام مرد وزن مسجد کے باہر جمع ہو گئے۔آپ نے آذان ختم کی تو دیکھا کہ مسجد کے باہر ایک ہجوم جم غفیر کی شکل میں جمع تھا۔ان میں سے کسی شخص نے آپ کو بتایا کہ حضرت ہم تو آپ کی آواز سن کر آئے ہیں خداوند کریم نے آپ کو بہت خوبصورت آواز دی ہے۔آپ نے ان کی بات سنی اور دعا کیلئے رب کریم کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اے اللہ یہ تیری رضا کے لئے نہیں بلکہ میری آواز پر آئے ہیں اے اللہ انہیں اپنی رضا کیلئے منتخب فرمالے۔آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ تمام لوگ راہ راست پر آ گئے اور نمازی بن گئے مگر اس روز کے بعد آپ نے ترنم کے ساتھ پڑھنا ترک کر دیا۔

واقعہ نمبر ۲ ☆: ایک مرتبہ پونا ستارہ بھارت میں اپنے خلیفہ محمد صادق جو کہ آرمی میں ملازم تھے سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔آپ رات کے اندھیرے میں ان کی یونٹ میں پہنچے اور ان کو تلاش کرنے میں مصروف تھے کہ آرمی کے کسی افسر نے آپ کو جاسوس

سمجھ کر پکڑلیا اور ایک کمرے میں بند کر دیا۔ جب رات کا کافی وقت گزر گیا تو آپ نے سنتری کو بلا کر کہا کہ مجھے ایک لوٹا پانی کہیں سے لا دو میں نے اپنے رب کی عبادت کرنی ہے۔

چنانچہ سنتری گیا اور وضو کے لئے پانی لے آیا آپ نے وضو شروع کیا جب سر کا مسح کرنے لگے تو آپ کے عمامہ کے نیچے جو زلفیں تھیں وہ سامنے آ گئیں جن کو دیکھ کر سنتری بہت نادم ہوا کہ ہم نے جن کو جاسوس سمجھ کر بند کیا ہوا ہے یہ تو اللہ کے ولی معلوم ہوتے ہیں چنانچہ سنتری آپ سے معافی کا خواستگار ہوا آپ نے اُن سے فرمایا کہ لعل حسین نامی ایک شخص یہاں پر ہے اسے بلا کر لے آؤ۔ آپ کے ارشاد کو بجالاتے ہوئے فوجی دوڑے اور حاجی لعل حسین صاحب کو بلا کر لے آئے۔ آپ نے حاجی لعل حسین صاحب علیہ الرحمۃ سے ملاقات کرتے ہی فرمایا کہ حاجی لعل حسین اگر یونٹ میں کوئی انتظام ہے کسی بال تراشنے والے کو بلا کر لے آؤ۔ میں ابھی ان تمام زلفوں کو کٹوانا چاہتا ہوں۔ جنہوں نے میرے راز سے پردہ اٹھایا ہے۔

اولاد و امجاد☆: اللہ کریم نے آپ کو ۳ صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے عطا فرمائے تھے۔ صاحبزادگان میں آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر سید رضا حسین شاہ بخاری مدظلہ اور حضرت پیر سید زبیر حسین شاہ بخاری شامل ہیں۔ ہر دو صاحبزادگان صاحب سلسلہ اور اپنے اجداد کے مشن پر عمل پیرا ہیں اور آپ کے لگائے ہوئے طریقت کے اس باغ کی آبیاری کر رہے ہیں۔

آپ کے خلفائے کرام☆: آپ کے خلفا میں جو قابلِ ذکر ہستیاں شامل ہیں ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت حاجی لعل حسین نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ مدفون موضع رتیال تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی، حضرت سید کمال نقشبندی علیہ الرحمۃ مدفون ڈھوک چٹھہ نزد گلشن کشمیر چکری روڈ راولپنڈی اور حضرت حاجی عبدالرؤف نقشبندی علیہ الرحمۃ ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی والے حضرت پیر طریقت سلطان واعظین علامہ غلام محی الدین سلطان خطیب اعظم مورگاہ راولپنڈی قابل ذکر ہیں۔ آخر الذکر خلیفہ سلطان الواعظین حضرت علامہ پیر غلام محی الدین سلطان مدظلہ العالی کے علاوہ تمام خلفاء کا وصال ہو چکا ہے حضرت علامہ پیر غلام محی الدین سلطان مدظلہ العالی نے آجکل راولپنڈی کے معروف علاقہ اٹک آئل کمپنی مورگاہ میں سلسلہ کی خدمت کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے جو انتہائی لگن اور محبت سے سلسلہ عالیہ خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ الحمد اللہ کافی احباب اندرون و بیرون ملک آپ کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہیں بہت وسیع حلقہ احباب کے مالک ہیں اور ہر سال اپنے پیر و مرشد کا سالانہ عرس مبارک بڑی دھوم دھام اور عقیدت و احترام سے مناتے ہیں۔

کشف و کرامات☆: آپ کے ایک عقیدت مند ملک نواب خان سرگودھا سے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ میرے لئے دعا کریں میری سات بہنیں ہیں اور میں ایک بھائی ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد نرینہ سے نوازے۔

آپ نے دعا کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں سات فرزند عطا کرے گا۔ آپ کی دعا سے ملک نواب خان کے گھر اللہ نے سات بیٹے عطا کیئے۔ جن میں سے ملک ندیم خان کو حضرت کی بارگاہ میں پیش کیا آپ نے اپنا لعاب دہن ملک ندیم کے منہ میں ڈالا۔ اس دن سے آج تک ملک ندیم صاحب جب ثنا خوانی کرتے ہیں تو سماں بندھ جاتا ہے۔

کرامت نمبر۲ ☆: ایک بار آپ دورے پر ضلع گجرات میں موضع گولڑہ ہاشم میں تشریف فرما تھے۔ وعظ و نصیحت فرما رہے تھے کہ لوگوں نے عرض کی ہمارے ہاں ایک شخص ہے جو نماز نہیں پڑھتا آپ اس کے حق میں دعا فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے کسی طرح پکڑ کر میرے سامنے لے آؤ۔ لوگ اسے پکڑ کر آپ کے سامنے لائے۔ آپ نے اُسے سر سے پاؤں تک دیکھا اور فرمایا کہ اسے لے جاؤ۔

تاریخ گواہ ہے اس وقت کے بعد اس ہاشم نامی شخص کی کوئی نماز نہ فوت ہونا تو درکنار قضا بھی نہیں ہوئی۔

کرامت نمبر۳ ☆: گجرات کی ایک عورت نے اپنے خاوند کو قتل کر دیا بیٹے نے ماں کو بچانے کیلئے اپنا نام پیش کر دیا کیس ہوا اور بیٹے کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا ماں روتی چلاتی سیدی مرشدی پیر چنن شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے پاس حاضر ہوئی آپ نے دعا فرمائی مگر عورت کو یقین نہ آیا وہ بابا لعل شاہ صاحب قلندر سوراسی مری والوں کے پاس جانے کیلئے اصرار کرنے لگی حضرت نے فرمایا جاؤ اور صوفی عبدالرؤف صاحبؒ کو ساتھ بھیجا جب وہاں پہنچی تو بابا لعل شاہ صاحب نے فرمایا کہ وہ سید جو مسجد میں بیٹھا تھا اسنے تیرے بیٹے کے لئے دعا کی اور بری کرا دیا اب میرے پاس کیوں آئی ہے۔

کرامت نمبر۴ ☆: ماسٹر صاحب دوست محمد صاحب مرحوم پنڈ ملکاں والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں پیر چنن شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا سخت گرمی تھی اور بارش نہیں ہو رہی تھی ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضرت لوگ اور مویشی گرمی سے مر رہے ہیں آپ دعا فرمائیں اللہ تعالی بارش عطا فرمائیں حضرت نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ہم بھی ساتھ امین کہ رہے تھے ابھی ہاتھ دعا کیلئے اٹھے ہی تھے کہ خوب موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔

تعمیر مسجد و دربار ☆: ضلع گجرات میں موضع بدر مرجان میں آپ کے ایک عقیدت مند حاجی عبداللہ تھے۔ حد درجہ عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔ آپ کی زندگی میں ہی قبرِ انور تیار کر دی تھی اور دربار کی بنیاد رکھ دی تھی۔ جسے حاجی صاحب نے اپنے صاحبزادوں حاجی محمد یوسف، محمد یونس، محمد یعقوب اور محمد ایوب کے ہمراہ مزار شریف کی تعمیر مکمل کی۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے جہاں میرے مرشد کامل بیٹھا کرتے تھے وہاں کے پتھر بھی اللہ کا ذکر کیا کرتے ہیں۔

آپ نے کلیاہ داخلی چراہ کے بعد چراہ کی مرکزی آبادی میں ایک مسجد بنوائی۔ جس کے بعد آپ نے اسی مسجد کے بالکل سامنے ایک ٹیلہ پر ایک پتھر کی سل پر بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا شروع کی جس کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد بنوائی۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں آپ کا مزار پُر انوار ہے جس کے ساتھ ملحقہ ایک عظیم الشان مسجد ہے۔ جہاں تشنگانِ روحانیت آج بھی حاضری دے کر فیض حاصل کرتے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ نے بروز جمعتہ المبارک ماہ جمادالثانی ۱۳۸۳ھ بمطابق 7 نومبر 1963ء کو وصال فرمایا۔ آپ کے وصال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ آپ کا جسد خاکی غسل کے لئے تختے پر پڑا تھا کہ جمعتہ المبارک کی اذان ہوئی۔ اذان کے ختم ہونے کے بعد دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ ہاتھ اُٹھے کانوں تک آئے اور ناف کے اوپر آ کر بندھ گئے۔ اقبال نامی شخص نے یہ ہاتھ کھولے آپ کے ہاتھ مبارک پھر بندھ گئے۔ تین بار ہاتھ کھولے گئے تین بار ہاتھ بندھتے گئے۔ چوتھی بار جب ہاتھ کھولنے کی کوشش کی گئی تو آپ کی آنکھیں کھل گئیں۔ سب دیکھنے والے یہ منظر دیکھ رہے تھے کہ اعلیٰ حضرت نے جس طرح تمام عمر ظاہری زندگی میں نمازوں کا خیال رکھا، بعد از وصال بھی آپنے جمعتہ المبارک کی پوری نماز ادا کی۔ اس طرح یہ ثابت کر دیا کہ

ولی اللہ دے مردے ناہیں کردے پردہ پوشی
کی ہویا جے دُنیا توں ٹُر گئے نال خاموشی

آپ کی نماز جنازہ میں لاکھوں افراد نے شرکت فرمائی۔ یوں آپ نے 63 سالہ زندگی گزاری۔ آپ کا مزار پُر انوار موضع چراہ خلی کلیاہ ضلع اسلام آباد میں مرجع خاص و عام ہے جہاں آج بھی عقیدت مند حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال 16 جون کو منایا جاتا ہے۔ ملک بھر سے نعت خوان، علمائے کرام شرکت کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کا آپ کے دربار اور اہل خاندان سے ایک خاص تعلق واسطہ اور رابطہ ہے غالباً 1973ء سے فقیر راقم الحروف کا آپ کے دربار گوہر بار میں آنا جانا ہے، آپ کے دونوں صاحبزادگان سے فقیر کی اچھی یاد اللہ ہے، فقیر کی دعوت پر ہر دو صاحبزادگان فقیر کے دار العلوم اور آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز میں شرکت فرما چکے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ معین الدین جان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردۂ آغوش ولایت، بحر شریعت و طریقت، معین سلسلہ عالیہ نقشبندیہ چشمویہ، خورشید ولایت، متصرف بہ تصرفات حضرت خواجہ معین الدین جان چشموی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ مقتدائے اہل بصیرت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۴۲ھ بمطابق 1923ء کو عارف باللہ قطب المشائخ حضرت خواجہ محمد عبدالحئیؒ جان چشموی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے علمی وروحانی گھر چشمہ شریف واقع کوئٹہ شہر صوبہ بلوچستان میں ہوئی۔

جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے جدّ امجد حضرت خواجہ محمد عمر جان نقشبندی علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا کہ فرزندِ جگر بندِ ارجمند کلاں آغا عبدالحئیؒ جان کے گھر میں جو لڑکا تولد ہوا ہے، اس کا نام ہندوستان کے معروف ولی کامل حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھا گیا ہے۔

مولانا غلام رسول کی روایت کے مطابق کہ میں نے ایک وقت خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ محمد عمر جان علیہ الرحمۃ اپنے دست مبارک سے خواجہ معین الدین جان کے سینہ مبارک پر اسم ذات کا نقش لکھ رہے ہیں۔ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ولایت وہبی ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپن ہی میں نواز دیا تھا۔

بظاہر آپ کو فیضان وعرفان اور ولایت اپنے والد گرامی سے حاصل ہوئی ہے، مگر بباطن اویسی طریقہ پر اپنے جدّ امجد حضرت خواجہ محمد عمر جان علیہ الرحمۃ سے دولتِ علم وعرفان وایقان حاصل ہوئی تھی۔

حضرت امیر محمد کے فرزند حاجی عبدالقیوم نے آپ سے متعلق دو خواب بیان کئے ہیں، جو نہایت ہی ایمان افروز ہیں۔

پہلا خواب آپ کی عین حیات میں ۱۳۸۳ھ بمطابق 1963ء میں دیکھا کہ رات کا آخری حصہ ہے ایک بڑا شہر ہے اور اس میں ایک بڑی جامع مسجد ہے، جس میں اولیائے کرام کا جم غفیر بیٹھا ہوا ہے، حتیٰ کہ حضرت قبلہ گاہی (خواجہ معین الدین چشموی ان دنوں حیات تھے بھی تشریف فرما ہیں، اور اس مجمع کے وسط میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں۔

حضرت محترم خواجہ معین الدین چشموی نقشبندی اس مجمع کو پانی پلا رہے ہیں، اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یا معین الدین پانی پلانا'' آپ نے ایک گلاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا، وہ گلاس سب مجمع کو پلایا گیا حتیٰ کے آخر میں ایک گھونٹ اس احقر (عبدالقیوم) کو بھی عنایت فرمایا، خدا کی قسم پانی نہایت خوشبودار اور میٹھا تھا۔

جب میں خواب سے بیدار ہوا تو جسم پسینہ سے شرابور تھا، اس خواب کے بعد تقریباً ایک ہفتہ تک میں سوتے ہوئے ڈرتا تھا، میں نے ایک عریضہ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ عبدالحئی جان علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجا اور اس خواب کا تذکرہ کیا تو انہوں نے اپنے شفقت نامہ میں احقر کو مبارک باد لکھی تھی، جس کے بعد احقر آرام سے سویا، اس خواب کے بعد مجھے ایک مرتبہ وہ مقام بلند کا علم ہوا کہ آپ کس درجہ کے ولی کامل ہیں۔

دوسرا خواب بیان کرتے ہوئے جناب حاجی عبدالقیوم صاحب فرماتے ہیں کہ 3 اپریل 1965ء کی رات کو مدینہ شریف میں خواب میں دیکھا کہ مسجد نبوی کے صحن میں جناب حضرت آغا معین الدین چشموی نقشبندی علیہ الرحمۃ جلوہ افروز ہیں، بہت سے افراد آپ کے اردگرد بیٹھے ہوئے ہیں، آپ کی ریش مبارک نہایت سفید اور چہرا انور پر نور برس رہا ہے۔ میں نے آپ کو دیکھ کر ڈرتے ڈرتے جناب کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر پوچھا، حضرت آپ کب مدینہ شریف میں تشریف لاتے ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ میں یہاں ہوں، اور ساتھ ہی حضرت قبلہ گاہی نے مجھے خلافت سے سرفراز عنایت کر کے ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ میں میرے پانچ ہزار مرید ہیں، میں نے عرض کیا حضور آپ کا ٹھکانہ کہاں ہے تاکہ میں زیارت کرنے آؤں۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہاں میرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، میں یہاں مہمان ہوں، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا عمر فاروق، حضرت سیّد الشہداء امیر حمزہ، حضرت سیدنا انس اور چند صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسمائے مبارک لئے، میں نے روتے ہوئے آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ تہجد کی نماز تک دوبارہ خواب نہیں آیا، اللہ کی قسم اس کے بعد سے مجھے کامل یقین ہوگیا کہ آپ اللہ کے کامل ولی ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۸۳ھ بمطابق 16-17 ستمبر 1963ء کی درمیانی شب کو سول ہسپتال کوئٹہ میں پیٹ کے آپریشن کے دوران ہوا۔

مزار پُر انوار چشمہ شریف کوئٹہ شہر صوبہ بلوچستان میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ پیر سیّد حیدر شاہ گیلانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: معدن گنجینہ، علوم لدنی، پروردۂ لطف رسول مدنی، آئینۂ، جمال وجلال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، صاحب ترک وتجرید، وارث علوم حیدری حضرت خواجہ پیر سیّد حیدر شاہ گیلانی الحسنی والحسینی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت خواجہ سید احمد نبی المعروف زلفاں والی سرکار بن حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ بن حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ بن حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ تیراہی علیہم الرحمۃ کی ولادت باسعادت نیرافق ولایت حضرت خواجہ سیّد احمد نبی المعروف زلفاں والی سرکار علیہ الرحمۃ کے گھر چورا شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں ہوئی۔

آپ کی ولادت سے قبل گھر کا پورا ماحول دینی ومذہبی اور پوری دنیا میں علم وعرفان کا مرکز تسلیم کیا جاتا تھا۔ ایسے روحانی اور علمی ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی ابتدائی تعلیم وتربیت گھر سے ہی مکمل کی بقیہ تعلیم اپنے زمانہ کے مشہور ومعروف اساتذہ سے مکمل کر کے پایۂ تکمیل کو پہنچے اس کے بعد سلوک اور فقر کی جانب قدم رکھا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے دادا جان حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور سلوک کی تمام منازل طے کرانے کے بعد آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ سیّد احمد نبی المعروف زلفاں والی سرکار علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب اجازت وارشاد ممتاز فرما دیا۔

سیرت وکردار ☆: آپ ایک درویش صفت اور منکسر المزاج شخصیت کے حامل تھے دنیا اور اہل دنیا سے الگ تھلگ رہتے تمام عمر دنیا کو اپنے نزدیک بھٹکنے بھی نہ دیا۔ زہد وتقویٰ عبادت وریاضت فقر وفاقہ تمام عمر آپ کا خاصہ رہا ہے۔ شریعت وطریقت کی مکمل پاسداری آپ کا شعار رہا۔ سنت نبوی اور اتباع مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا دامن سختی سے تھامے رکھا۔ کبھی بھی آپ کے پاؤں میں جنبش نہیں آئی۔ لباس آپ کا بے حد سادہ تمام عمر سادگی میں گزری تمام عمر اپنے اجداد کی طرح مہمان نوازی کرتے رہے۔ مہمان نوازی آپ کے رگ وریشہ میں اس قدر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کہ مہمان کی خدمت اور خاطر تواضع کر کے خوش ہوتے۔ تمام عمر درویشوں سے پیار اور ان کی

خدمت آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا۔ تمام عمر دین مصطفیٰ ﷺ کی تبلیغ و اشاعت کیلئے کوشاں رہے۔ فرض عبادات کے علاوہ نفلی عبادات کا بھی خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔

آپ کے خلفائے کرام ☆: آپ کے کل 16 خلفائے نامدار ہیں جنہوں نے اپنے اپنے علاقے میں دین مصطفیٰ ﷺ اور خواجگان نقشبند کی طریقت کا وہ کام کیا کہ جس کی ضوفشانیاں تا قیامت پھوٹتی رہیں گی۔ آپ کے خلفائے کرام میں جن مقدس ہستیوں کے اسمائے گرامی آتے ہیں ان میں آپ کے خلیفہ اکبر حضرت پیر سیّد محمد فضل شاہ اور سیّد محمد علی شاہ علیہم الرحمۃ ہر دو حضرات آپ کے فرزند دلبند اور نور نظر ہیں جبکہ دوسرے خلفاء میں حضرت پیر میراں شاہ چائی شریف آزاد کشمیر حضرت میاں فقیر محمد بھاڈیو والے سیالکوٹ حضرت پیر حیدر شاہ کرتو شاہ سیالکوٹ، صوفی نور حسین جونہ آزاد کشمیر حضرت مولانا فضل الٰہی بل آزاد کشمیر، حضرت پیر غلام رسول تھڑ کے شریف، حضرت پیر سید لطیف حیدر شاہ علی پور سیداں نارووال، حضرت خواجہ غلام یٰسین کہیاں شریف آزاد کشمیر حضرت صوفی محمد علی گوجرانوالہ حضرت پیر غلام رسول اوکاڑہ حضرت پیر حکیم عبدالعزیز بھکڑیال صوفی محمد عاشق گوجرانوالہ، حضرت پیر سید ریاض حسین شاہ کرتو شریف، حضرت محمد شفیع امرتسری ساہیوال علیہم الرحمۃ۔

آپ کے صاحبزادگان ☆: خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو دو صاحبزادے عطا فرمائے تھے جن میں بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ پیر سیّد فضل شاہ گیلانی نقشبندی دوسرے صاحبزادے حضرت پیر خواجہ سید محمد علی شاہ نقشبندی علیہم الرحمۃ ہیں۔ بڑے صاحبزادے حضرت پیر سیّد فضل شاہ اپنے اجداد کی طرح نہایت ہی منکسر المزاج صاحب دل اور صاحب فضل و کمال ہوئے ہیں۔

کشف و کرامات ☆: آپ نے کافی عرصہ مٹھن شریف نزد چونترہ ریلوے اسٹیشن میں گزارا ہے۔ آنے جانے والے اکثر ملاقاتی حضرات وہیں پر آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے۔ اسی ضمن میں محمد امین بھٹی صاحب مالک سٹار بک ڈپو اردو بازار لاہور والے ایک مرتبہ لاہور سے بغرض ملاقات و زیارت نکلے۔ لاہور سے راولپنڈی پہنچ کر چونترہ جانے کے لئے راولپنڈی سٹیشن سے ریل کار کا ٹکٹ لیا اور غلطی سے فاسٹ پسنجر ٹرین میں بیٹھ گئے یہ گاڑی چونترہ سٹیشن پر نہیں رکتی تھی۔ جب حاجی محمد امین بھٹی صاحب کو علم ہوا کہ یہ گاڑی تو وہاں بریک ہی نہیں لگاتی تو بے حد پریشان ہوئے۔

مگر ہوا ایسا کہ جب گاڑی چونترہ ریلوے اسٹیشن سے گزری تو بالکل آہستہ ہوگئی حاجی صاحب نے موقع سے فائدہ اٹھا کر اترنے کی کوشش کی تو ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے ہاتھ پکڑ کر نیچے اتار دیا ہے۔

بہر کیف سٹیشن سے جب مٹھن شریف آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے سفر کا حال احوال پوچھا تو حاجی صاحب نے عرض کیا حضور غلطی سے فاسٹ پسنجر ٹرین میں بیٹھ گیا۔ اس کا سٹاپ چونترہ اسٹیشن نہیں ہوتا جس کی وجہ سے مجھے کافی پریشانی ہوئی مگر ہوا ایسا کہ

جب گاڑی اسٹیشن پر پہنچی تو خود بخود ہی آہستہ ہوگئی اور میں چلتی گاڑی سے نیچے اتر آیا۔

حاجی محمد امین بھٹی کی بات سُن کر آپ نے ہنس کر فرمایا حاجی صاحب سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ چلتی گاڑی سے کسی نے کھینچ کر اتارا ہے۔ جس پر حاجی صاحب نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا حضور آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے۔ جب گاڑی آہستہ ہو رہی تھی۔ میں تو ابھی اترنے کا سوچ ہی رہا تھا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرا ہاتھ کسی نے پکڑ کر نیچے اتار دیا ہے۔

کرامت نمبر۲ ☆: میاں رشید اختر سابق ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان لاہور آپ کے چہیتے مرید اور درویش تھے۔ ایک دفعہ لاہور سے اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ مٹھن شریف پہنچے بعد از سلام حال احوال ہو ہی رہا تھا کہ آپ کی خادمہ گوشت مرغ اور روٹیاں خوان میں لے کر حاضر ہوئیں دسترخوان لگنے پر میاں رشید اختر صاحب نے خادمہ سے پوچھا کیا تمہیں پہلے ہی معلوم ہوگیا تھا کہ ہم آ رہے ہیں تو خادمہ نے عرض کیا کہ آج صبح ہی حضرت صاحب نے فرمادیا کہ میرے مہمان آ رہے ہیں لہٰذا جلدی جلدی کھانا تیار کرلو۔ ہمیں یہ جسارت نہ ہوئی کہ آپ سے پوچھتے کہ کون مہمان آ رہے ہیں یہ تو آپ کے آنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ یہ تمام تکلف واہتمام آپ کیلئے تھا۔

میاں رشید اختر صاحب جب کھانا کھا چکے اور اپنی بات مکمل کر چکے تو آپ نے فرمایا کہ میاں صاحب آپ کو اجازت ہے آپ واپس لاہور چلے جائیں۔ میاں رشید اختر فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ نہ اس وقت گاڑی کا کوئی وقت ہے اور نہ ہی بس کا۔ واپس کیسے جائیں گے مگر چونکہ آپ کا حکم تھا چل پڑے کہ آپ بہتر جانتے ہیں تب ہی اجازت دے رہے ہیں۔

جب ہم دونوں سڑک پر پہنچے تو کیا دیکھا کہ ایک گاڑی آ رہی ہے ہم نے اسے ہاتھ دیا تو وہ رک گئی۔ کنڈیکٹر نے باہر نکل کر پوچھا کہ کیا آپ لوگوں نے لاہور جانا ہے؟ میرے پاس لاہور کے لئے صرف دو سیٹیں خالی ہیں۔

چنانچہ ہم آرام سے بس میں بیٹھ گئے۔ جب بس میں بیٹھ گئے اور بس چلی تو باقی سواریوں سے معلوم ہوا کہ یہ گاڑی کوہاٹ سے لاہور کے لئے نکلی تو دو سیٹیں خالی تھیں آگے چل کر یہاں سے ایک میل دور گاڑی خراب ہوگئی کافی دیر تک ودو کی مگر خرابی کا پتہ نہیں چلا اب گاڑی کو چابی لگائی تو چل پڑی اتنی دیر میں آپ لوگ بھی سوار ہوگئے وگرنہ یہاں سے یہ گاڑی بہت پہلے نکل چکی ہوتی۔

کرامت نمبر۳ ☆: یہی میاں رشید اختر لاہور والے بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بذریعہ کار مٹھن شریف آپ کی خدمت میں حاضری کیلئے آئے تو چونترہ سے مٹھن شریف کی سڑک کی حالت خراب تھی۔ بادل ناخواستہ راستہ میں گاڑی ایک پیر بھائی کے سپرد کی اور خود پیدل مٹھن شریف کو چل دیا۔ جب ایک میل کا سفر پیدل طے کیا تو گرمی کی شدت کی بنا پر پیاس سے برا حال ہوگیا۔ ادھر اُدھر نظر دوڑائی تو ایک سایہ دار درخت دیکھا جب وہاں پہنچا تو دیکھ کر حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ آپ وہاں اپنے خادم خاص کے ہمراہ تشریف فرما ہیں۔

میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا بعد از سلام دعا کے آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ میاں صاحب کو پیاس تنگ کر رہی ہے لہٰذا

ان کو پانی پلاؤ۔

میرے پانی پینے کے بعد آپ گھوڑی پر سوار ہو گئے اور میں بھی ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ راستے میں مَیں نے خادم سے پوچھا کہ آپ یہاں کس سبب کے تحت تشریف لائے تھے تو اس نے بتایا کہ آپ اپنی خانقاہ میں تشریف فرما تھے کہ اچانک مجھے حکم دیا کہ گھوڑی کی کمر پر زین ڈالو اور ایک کوزہ پانی بھی ہمراہ لے لو اور میرے ساتھ چلو۔ یہاں پہنچ کر آپ گھوڑی سے نیچے اترے اور اس درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ آپ لوگ آ گئے اب واپس خانقاہ شریف میں جا رہے ہیں۔ سبحان اللہ۔

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

کرامت نمبر۴ ☆: میاں خیرات علی بھاڈیوالے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ والے اپنے بھائی سید علی کے ہمراہ آپ سے ملاقات وزیارت کے لئے نکلے چونکہ آپ ان دنوں لاہور میں مقیم تھے ڈسکہ سے گکھڑ منڈی اور وہاں سے لاہور کے لئے جانے والی گاڑی کا انتظار کر رہے تھے کہ ان کے بھائی سید علی نے کہا کہ بھائی خیرات علی بھوک لگی ہوئی ہے مگر آج تمہارے پیروں کے لنگر میں مچھلی چاول ہی کھاؤں گا۔

لاہور پہنچ کر آستانہ عالیہ چوراہیہ وسن پورہ پہنچے تو آپ حاجی محمد امین بھٹی کے ساتھ کہیں تشریف لے کر جا رہے تھے۔ میاں خیرات علی اور سید علی نے سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا تم لوگ تھوڑا انتظار کرو میں جلدی واپس آ جاؤں گا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے بابو غلام رسول بھون ضلع چکوال والوں کو آواز دے کر فرمایا کہ میرے لئے جو مچھلی چاول پکائے ہوئے ہیں وہ سید علی کو کھلا دو۔ کہیں گھر جا کر مذاق نہ بنائے کہ باباجی نے مچھلی چاول نہیں کھلائے۔

کرامت نمبر۵ ☆: حضرت خواجہ سیّد احمد نبی شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کے مرید خاص حاجی غلام محمد رام گلی والے ایک مرتبہ اپنے صاحبزادے کے ہمراہ آپ کی زیارت وملاقات کے لئے گھر سے نکلے اور چورا شریف پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ مٹھن شریف میں تشریف فرما ہیں وہ ڈھونڈتے ہوئے وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ کسی اور ڈھوک میں تشریف فرما ہیں۔

ادھر کیفیت یہ تھی کہ بھوک کی وجہ سے طبیعت سخت نڈھال تھی اور دل یہ کہہ رہا تھا کہ کب آپ سے ملاقات ہو گی کب کھانا ملے گا۔ بہرکیف مٹھن شریف سے دوسری ڈھوک میں پہنچے تو آپ سے ملاقات ہوئی تو سلام عرض کیا ہی تھا کہ آپ نے اپنے خصوصی خادمین سے فرمایا کہ میاں صاحب کو فوراً کھانا کھلاؤ۔ جب کھانا کھا چکے تو آپ اُس ڈھوک سے جانب چورا شریف چل دیئے اور راستہ میں فرمایا کہ میں تو تم لوگوں سے بہت چھپتا رہا لیکن آپ نے بھی تلاش کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ بالآخر مجھے کھانا پکوانا ہی پڑا۔

کرامت نمبر۶ ☆: ایک مرتبہ آپ ایک گاؤں میں تشریف لے گئے تو وہاں پر عقیدت مندان نے آپ کی دعوتوں کا سلسلہ

شروع کر دیا۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ آپ ہمارے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں۔ اس ضمن میں گاؤں کے چوہدری صاحب نے بھی آپ سے دعوت کی درخواست کی تو اسی وقت گاؤں کے موچی نے بھی اُس وقت کے لئے درخواست پیش کی تو آپ نے چوہدری کی دعوت قبول نہ فرمائی بلکہ موچی کی دعوت قبول کر لی اور فرمایا کہ ہم تمہارے گھر آئیں گے۔

چنانچہ وقت مقررہ پر جب آپ اُس موچی کے گھر تشریف لے گئے تو لوگوں کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ موچی آپ کی گھوڑیوں کو دانے کہاں سے پورے کرے گا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ چوہدری اپنے گھر سے آپ کی گھوڑیوں کے لئے دانہ لے کر موچی کے گھر پہنچا۔ اور وہ دانہ اُس چوہدری نے آپ کی گھوڑیوں کے سامنے رکھا تو چوہدری دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ کی گھوڑیوں نے چوہدری کے گھر کے دانے نہیں کھائے اسے سونگھا تک نہیں۔ یہ دیکھ کر چوہدری صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور آپ کی گھوڑیاں دانے نہیں کھا رہیں تو آپ نے فرمایا چوہدری صاحب یہ فقیر کی گھوڑیاں ہیں اور حلال دانے کھاتی ہیں۔

چوہدری صاحب نے عرض کیا نہیں حضور کہیں ایسا تو نہیں کہ شاید یہ گھوڑیاں دانے نہ کھاتی ہوں اور کچھ کھاتی ہوں۔ آپ نے مسکرایا کر فرمایا یہ گھوڑیاں موچی کے گھر کا دانہ کھائیں گی۔

چنانچہ جب موچی نے اپنے گھر سے دانے لا کر گھوڑیوں کے سامنے رکھے تو انہوں نے کھانا شروع کر دیا اور چوہدری صاحب کے دانے پڑے کے پڑے ہی رہ گئے۔

کرامت نمبر ۷☆: میاں رشید اختر سابق ڈائریکٹر ریڈیو سٹیشن لاہور فرماتے ہیں کہ میں ڈیوٹی کے سلسلہ میں راولپنڈی ریڈیو سٹیشن پر تعینات تھا۔ موسم سخت سردی کا تھا اور میری بیٹی ریاض بخاری کے ہاں بچے کی ولادت ہونے والی تھی جس کی وجہ سے طبیعت کافی خراب تھی۔ جب کوئی سبیل نہ بنی تو ڈاکٹر کے پاس ہسپتال لے گئے مگر ڈاکٹروں نے بھی جواب دے دیا بہر کیف مایوسی کے عالم میں بچی کو لے کر واپس گھر آ گئے اور میں نے پوری رات سخت بے چینی اور اضطراب کے عالم میں گزاری اور پوری رات بار بار ذہن آپ کی طرف مائل رہا اور دل میں بار بار ایک ہی خیال کہ آپ اس وقت نہ جانے کس مقام پر تشریف فرما ہوں کہاں دورے پر تشریف لے کر گئے ہوئے ہوں گے کاش کہ پتہ چل جائے کہ آپ چورا شریف میں ہیں تو میں حاضری دے کر اپنی بچی کی صحت کیلئے دعا کی درخواست کروں۔ اس بے چینی اور کشمکش میں پوری رات گزر گئی۔

صبح فجر کی نماز کے بعد بچی کو تکلیف زیادہ تھی جو کہ ناقابل برداشت تھی اس کیفیت میں مَیں نے حضرت صاحب کو یاد کیا۔ ادھر بارش بھی شدید قسم کی تھی میں اس کرب میں مبتلا تھا کہ اچانک نوکر نے آ کر بتلایا کہ حضرت صاحب تشریف لائے ہیں۔ میں فوراً باہر گیا تو حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ آپ شدید بارش میں تشریف لائے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر قدم بوسی کی دل کو سکون ملا۔ میں بلا کر اندر لے آیا اور دل میں سوچا کہ پہلے ناشتہ کرا دوں پھر بچی کے لئے دعا کی درخواست کروں گا۔ ابھی میرے دل میں یہ خیال پیدا ہی ہوا تھا تو اچانک

آپ نے فرمایا نہیں بھئی مجھے جلدی ہے میں بیٹھنے کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ میں اپنی بچی کو دیکھنے آیا ہوں مجھے جلدی سے بچی کو ملاؤ۔

چنانچہ تعمیل ارشاد کی خاطر آپ کو بچی کے پاس لے گئے۔ آپ نے بچی کے سر پر ہاتھ رکھ کر دم کیا اور باہر تشریف لے آئے اور فرمایا کہ انشاء اللہ میرا خدا فضل کرے گا۔ اور فرمایا کہ میاں صاحب آپ کے اضطراب نے رات بھر مجھے آرام نہیں کرنے دیا اس وجہ سے صبح سویرے آ گیا تھا۔

میاں رشید اختر فرماتے ہیں کہ آپ نے جس گھڑی بچی کو دم کیا خدا کے فضل و کرم سے بچی کو اُس گھڑی صحت ہو گئی اور آپ اس وقت ٹانگہ پر سوار ہو کر واپس اپنے آستانے پر تشریف لے گئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۶ دسمبر 1964ء بمطابق ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ کو ہوا۔

مزار پُر انوار چورا شریف میں آج بھی مرجع خلائق عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر سیّد محمد فضل شاہ نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ جانشین مقرر ہوئے جن کا وصال باکمال ۱۹۶۹ء میں ہوا۔

بعد میں آپ کے پوتے حضرت پیر سیّد محمد کبیر علی شاہ نقشبندی مجددی اور مبلغ عالم اسلام حضرت پیر سیّد محمد شبیر علی شاہ نقشبندی مجددی مدظلہ العالی جو کہ اپنے اسلاف کی عملی تصویریں ہیں حضرت پیر سیّد محمد شبیر علی شاہ نقشبندی قبلہ راست گو متحمل مزاج اور ڈھڑے کے پکے اور مضبوط ارادے کے مالک ہیں۔ جانشین مقرر ہوئے جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے اپنے اسلاف کے مشن پر گامزن ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ حافظ محمد علی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: محرم اسرارِ خفی، مظہر انوار جلی، وارث فیضان غوث الصمدانی، آئینہ جلال و جمال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی حضرت خواجہ حافظ محمد علی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب و ماہتاب ولایت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1293ھ ہجری بمطابق 1875ء کو آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف میں عارف باللہ، حافظ آیاتِ قرآنی حضرت خواجہ حافظ محمد حیات نقشبندی کے علمی و روحانی گھر میں ہوئی۔

جب آپ نے اس عالم رنگ و بو میں آنکھ کھولی تو گھر کا سارا ماحول علم و عرفان کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ ہر طرف سے قال اللہ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدائیں آ رہی تھیں۔

جب آپ نے بولنا سیکھا تو زبان سے سب سے پہلے اللہ جل جلالہٗ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک اور کلمہ طیبہ زبان پر تھا۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے ابتدائی دینی تعلیم اور قرآن کریم ناظرہ و حفظ اپنے والد گرامی سے پڑھا۔ جب لڑکپن کی عمر کو پہنچے تو بمقام لہڑی رواتڑہ شریف تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم کے ایک سرکاری سکول میں اردو کی تعلیم کے حصول کے لیے داخل ہوئے اور علم حاصل کرتے رہے۔

آپ کا قرآن کریم سے ذوق و شوق اور یاد خدا میں لگن کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپ اپنے والد گرامی سے قرآن کریم حفظ کر رہے تھے تو اس وقت آپ پوری رات اس انداز سے قرآن پاک کی منزل یاد فرماتے تھے کہ زبان پر قرآن کریم اور دونوں ہاتھوں میں پانی سے بھرے ہوئے گھڑے اٹھائے رکھتے بظاہر تو یہ تھا کہ پانی کے وزنی گھڑوں کی وجہ سے نیند نہیں آئے گی۔ مگر بباطن اہل نظر و معرفت خوب سمجھتے ہیں کہ آپ حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ کوئی اور منزل بھی طے فرما رہے تھے۔

آپ کے والد گرامی نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ اگر کبھی گھر کے کسی کام کاج میں آپ ہاتھ بٹاتے تو آپ کے والد منع فرما دیتے تھے اور فرماتے آپ یہ کام چھوڑ دیں یہ کوئی اور کر لے گا۔ آپ کا جو کام ہے صرف وہی کریں۔

اس سے محسوس ہوتا ہے کہ والد گرامی جانتے تھے کہ آئندہ آنے والے وقتوں میں مسند رشد و ہدایت پر بیٹھ کر کس نے اور کیا کام کرنے ہیں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ پیر سید لطف شاہ علیہ الرحمۃ آف رواتڑہ شریف موضع لہڑی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے منازل سلوک کی تکمیل کے بعد خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

اس کے علاوہ آپ نے حضرت قاضی سلطان محمود آوان شریف سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں خرقۂ خلافت واجازت اور فیضان قادریہ کی تحصیل وتکمیل کر کے سرفراز ہوئے۔

حضرت قاضی سلطان محمود قادری آوان شریف ضلع گجرات نے آپ کو قرآن مجید منزلوں پر، حزب الاعظم شریف، اسبوع شریف، حزب البحر شریف، درود مستغاث، درود کبریت احمر، دلائل الخیرات شریف، سورۃ یوسف، سورۃ یٰسین، سورۃ فتح، قصیدہ بردہ شریف اور درود خضری جس قدر پڑھا جا سکے اور یہی درود ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر حاجت برآری کے لیے دعا کرنا سکھایا۔

حضرت قاضی سلطان محمود کی خصوصی شفقت ☆: حضرت قاضی سلطان محمود قادری علیہ الرحمۃ آف آوان شریف کی آپ پر خصوصی توجہ وشفقت اور روحانی توجہ بطور خاص آپ کو حاصل تھی۔ جس کی وجہ سے آوان شریف کے متوسلین ومقربین بھی رشک کرتے تھے۔

حضرت ثانی صاحب کے فرزندارجمند جناب منشی محمد شریف صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم آوان شریف عرس کے موقعہ پر حاضر تھے۔ اور حسب دستور لنگر سے مستفید ہونے کے لیے قطاروں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مگر آپ مسجد میں ہی تشریف فرماتے تھے۔ لنگر کے لیے لنگر خانہ میں نہیں آئے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا ایک بزرگ مسجد میں تشریف فرما ہیں وہ لنگر کے لیے نہیں آئے۔

یہ سن کر بشندور شریف کے صاحبزادے بڑے ہی رشک انگیز لہجے میں بولے" جانتے ہو وہ کون ہستی ہیں۔ یہ وہ ہستی ہیں کہ سرکار آوان شریف قبلہ قاضی صاحب کی ایک نظر عنایت تمام سنگیو (مریدین) پر ہے۔ اور ایک نظر عنایت تنہا ان پر ہے۔

ایک مرتبہ آوان شریف کے سفر میں آپ کے خادم خاص مولوی عبداللہ ہمراہ تھے کہ دوران سفر طبیعت کچھ ناساز ہوگئی۔ جس کی بنا پر آوان شریف کے قیام کے دوران طبیعت میں وہ رنگ نہ تھا جو پہلے ہوتا تھا۔ قیام کے پورے عرصے میں خاموشی، تنہائی چھائی رہی۔ جب آوان شریف سے اجازت لے کر گھر کی طرف روانہ ہوئے تو واپسی کے سفر میں بھی بالکل خاموش، رفتار انتہائی مؤدبانہ، انداز عاجزانہ، مولوی عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ میرے دل میں آپ کی بیماری اور ناسازی طبع کی بنا پر ایک قلق تھا۔ جس کے باعث میں نے محسوس کیا کہ یہ تمام معاملات بیماری کی وجہ سے ہیں۔

لیکن ہوا یہ کہ جب آوان شریف کی حدود سے نکل کر باولی شریف کی حدود میں آئے تو طبیعت یکدم سے کھل گئی اور ظاہری کیفیت پہلے جیسی نہ رہی۔ میں دل ہی دل میں تعجب کر رہا تھا کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ میری دلی کیفیت سے آپ باطنی طور پر آگاہ ہوئے تو فرمایا سرکار آوان شریف نے کمال محبت وشفقت کی آوان شریف کے قیام کے دوران بھی ہمہ وقت اور وہاں سے روانہ ہو کر باؤلی شریف کی حدود تک ہمارے ساتھ رہے اور ہمیں باؤلی شریف کی حدود میں چھوڑ کر واپس تشریف لے گئے۔ اسی لیے میں مؤدب وخاموش رہا۔

واقعہ نمبر۲ ☆: آپ آوان شریف کی حاضری کے لیے ہمیشہ ہی مضطرب اور بیقرار رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حاضری دے کر

واپس ڈھنگروٹ شریف آ رہے تھے تو راستے میں اپنے مرشد خانے رواتڑہ شریف قیام کیا۔ سجادہ نشین رواتڑہ شریف نے آپ کی جانب متوجہ ہو کر ایک شخص کا تعارف کرایا کہ یہ لہڑی کے بہت بڑے راجہ اور ذیلدار ہیں۔ غبن کے مقدمہ میں پھنس گئے ہیں۔ جس کے سبب بہت پریشان ہیں۔ مقدمہ کے تمام شواہد بھی ان کے خلاف جا رہے ہیں۔ لہٰذا انہیں کوئی ختم یا وظیفہ بتائیں تا کہ ان کی مشکل آسان ہو جائے۔ آپ نے بے ساختہ جواب دیا ختم کی کیا ضرورت ہے یہ آوان شریف کی حاضری دے آئیں۔ ان کی حاجت روائی کے لیے یہی کافی ہے۔

اس کے بعد آپ ڈھنگروٹ شریف پہنچ گئے۔ رات گزری، جب صبح کو مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے کیا دیکھا کہ وہی ذیلدار آپ کے سامنے فریادی بن کے بیٹھا ہوا نظر آیا۔ اس نے عرض کی پرسوں میری پیشی ہے اور مقدمہ بھی سنگین ہے۔ اس لیے اگر حضور والا خود ہی کرم فرمائیں اور میری جگہ آوان شریف حاضری دے دیں۔ اور سرکارِ آوان شریف کی بارگاہ میں میری مشکل سے نجات کے لیے خصوصی دعا کرا دیں۔ اس سلسلہ میں جتنا بھی زادِ راہ درکار ہو بندہ حکم کی تعمیل کے لیے حاضر ہے۔

آپ نے فرمایا میں کل ہی آوان شریف سے آیا ہوں۔ آج پھر چلا جاتا ہوں۔ وہاں حاضری دینا میرے لیے باعث اعزاز ہے۔ آپ اپنی مشکل لکھ کر مجھے دے دیں تا کہ حضرت کی خدمت میں عریضہ پیش کر کے دعا و سفارش کرا سکوں۔ ذیلدار صاحب نے رقعہ لکھ کر آپ کو دیا اور عرض کیا حضور زادِ راہ کتنا پیش کروں۔ آپ نے فرمایا ذیلدار صاحب کیسا زادِ راہ پیدل جانا پیدل ہی آنا تو پھر مسئلہ کیا؟ حالانکہ بوجہ ضعیفی کمزوری بھی لاحق تھی اور ایک دن پہلے ہی واپسی ہوئی تھی۔ ابھی تھکان دور نہ ہوئی کہ آپ دوبارہ آوان شریف کو چل دیئے۔

آپ کے آوان شریف پہنچنے سے پہلے قبلہ کا قاضی صاحب نے اپنے خادم خاص کو بلا کر فرمایا کہ حافظ صاحب ڈھنگروٹ والے آ رہے ہیں ان کا خصوصی خیال رکھا کرو۔

بابا غلام احمد نے عرض کی حضور ہم پہلے بھی ان کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ اب بھی انشاء اللہ تعمیل ارشاد ہوگی۔

جب آپ ڈھنگروٹ شریف پہنچے سلام و نیاز کے بعد ذیلدار کا رقعہ پیش کیا تو قاضی صاحب نے نماز عصر کے بعد ڈاک سننے کے وقت اپنے خادم عطا محمد سے ڈاک سنی۔ انہوں نے عرض کیا حضور، حافظ صاحب ڈھنگروٹ والے ایک دستی رقعہ لائے ہیں۔ فرمایا جلدی سے پڑھو، رقعہ سن کر قاضی صاحب نے آپ سے مخاطب ہو کر پوچھا حافظ صاحب ذیلدار کا آپ کے ساتھ سلوک کیسا ہے؟ عرض کی حضور ہمیں اس سے کوئی کام آج تک پڑا ہی نہیں۔ مگر وہ اچھا آدمی ہے۔ قبلہ قاضی صاحب نے یہ بات سن کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ جب دعا فرما چکے تو پھر آپ سے پوچھا کہ ذیلدار آپ کے ساتھ کیسا ہے؟ عرض کی حضور بہت اچھا ہے۔ قاضی صاحب نے پھر دعا فرمائی۔ پھر تیسری مرتبہ پوچھا حافظ صاحب ذیلدار آپ کے ساتھ کیسا ہے؟ آپ نے عرض کی حضور بہت اچھا ہے۔ قاضی صاحب نے پھر دعا فرمائی جس سے تمام مجلس کے حاضرین کو یقین ہو گیا کہ ذیلدار صاحب مقدمہ سے بری ہو جائیں گے۔

ادھر فیصلے والے دن ذیلدار صاحب پریشانی کے عالم میں احاطۂ عدالت میں کھڑے ہیں اور بلاوا پڑنے پر نہایت اضطراب کے

عالم میں حاکم کے روبرو پیش ہوئے۔

حاکم نے فائل دیکھی پھر نگاہ اٹھا کر ذیلدار کو دیکھا اور تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر ذیلدار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا تم واقعی مجرم ہو۔ جرم ثابت ہو چکا ہے۔ تم نے سرکاری فنڈ میں غبن کیا ہے لیکن چونکہ تمہارا سابقہ ریکارڈ بالکل صاف ہے۔ اس سے پہلے تم نے کبھی خیانت نہیں کی۔ اس لیے تمہیں بری کیا جاتا ہے۔

سیرت و کردار☆: آپ کا معمول تھا کہ کھانا بہت کم تناول فرماتے تھے۔ تقریباً ایک روٹی کا چوتھائی حصہ۔ آخری عمر میں خوراک رہ گئی تھی۔ سالن کی حالت یہ تھی کہ روٹی شوربے میں ڈبو کر کھاتے بوٹی وغیرہ نہ کھاتے تھے۔

ایک مرتبہ حاجی راج محمد نے بڑے شوق سے مرغا پکا کر خدمت میں پیش کیا تو آپ نے صرف شوربہ ڈالا اور روٹی کھانی شروع کر دی۔ یہ دیکھ کر راج محمد صاحب نے عرض کی حضرت میں بڑے شوق سے صرف آپ کے لیے پکوا کر لایا ہوں۔ چند بوٹیاں بھی تناول فرمالیں۔

آپ نے فرمایا راج محمد میں کھانا ذائقے کے لیے نہیں کھاتا۔ بعض بزرگ جو زیادہ خوراک کھاتے ہیں وہ ساری ساری رات جاگ کر اس کا حق بھی ادا کرتے ہیں جبکہ میں تو اتنی عبادت نہیں کرتا۔

یہ آپ کا عاجزی وانکساری کا پہلو تھا۔ وگرنہ درحقیقت معمولات آپ کے بھی بہت تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ نماز فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد معمول کے اوراد و وظائف پورے فرماتے۔ اس کے بعد احباب سے ملاقات فرماتے بعد ازاں تلاوت قرآن میں مصروف ہو جاتے۔ اس سے فارغ ہو کر کتب دینیہ کا مطالعہ اور دور دراز سے آئے ہوئے احباب سے ملاقات اور ان کی حاجت کے لیے دعا فرماتے۔ تمام نمازیں باجماعت ادا فرماتے۔ عشاء کی نماز باجماعت پڑھ کر تنہائی میں اپنے اوراد و وظائف اور بعد ازاں نماز تہجد ادا فرماتے۔ تہجد کی ہر رکعت میں طویل قیام فرماتے تھے۔ بعد ازاں ذکر جہر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کر کے تھوڑی سی دیر آرام فرماتے۔ نماز فجر پھر باجماعت ادا فرماتے تھے۔

اولاد وامجاد☆: خداوند کریم نے آپ کو چار صاحبزادے عطا فرمائے۔ ان میں حضرت پیر خواجہ محمد فاضل صاحب، حضرت صاحبزادہ بابو محمد صادق، حضرت صاحبزادہ محمد صدیق، حضرت صاحبزادہ منشی محمد شریف صاحب آپ کے فرزند ہیں۔ حضرت صاحبزادہ محمد صادق صاحب کے تین صاحبزادگان چوہدری عبدالقیوم، چوہدری عبدالغفور اور چوہدری عبدالحفیظ صاحب برطانیہ میں مقیم ہیں۔

جبکہ قبلہ محمد شریف صاحب کے پانچ صاحبزادے ہیں۔ صاحبزادہ محمد یونس صاحب، غلام فرید صاحب، محمد عزیز الرحمٰن صاحب، صاحبزادہ محمد زکریا نعمانی صاحب اور صاحبزادہ محمد یحییٰ صاحب۔

حضرت صاحبزادہ پیر محمد فاضل صاحب کے چار صاحبزادے ہیں۔ جن میں صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب، صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمان صاحب، صاحبزادہ محمد دلیل الرحمٰن صاحب، صاحبزادہ محمد حمیز الرحمٰن صاحب مؤخر الذکر دونوں بچپن میں وصال کر گئے۔

حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول☆: 1969ء میں آپ نے حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی اور بعد ازاں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دے کر زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس موقع پر آپ کے صاحبزادے پیر محمد فاضل اور

پوتے صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمان صاحب مدظلہ العالی بھی ہمراہ تھے۔

کشف و کرامات☆: موضع ڈب سندوعہ وادی سماہنی کے رہنے والے سید منیر حسین شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے گاؤں کے قریب کچھ لوگوں کے لیے سعودی عرب سے ویزے آئے یہ ویزے چار چار آدمیوں کے دو گروپوں کے لیے تھے۔ ایک گروپ میں تین نوجوان بڑے دیندار شریف اور سیدھے سادھے تھے۔ ایک دن ان میں سے طارق حسین ولد پیراں دِتہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا شاہ جی آج رات مجھے خواب میں ایک بزرگ کی زیارت ہوئی ہے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا ہے کہ سید منیر حسین شاہ اگر تمہارے ساتھ کراچی جائیں تو تم تینوں کے ویزے لگ جائیں گے۔

ہم تو ایک مہینے سے بھاگ بھاگ کر تھک گئے ہیں۔ لہٰذا آپ مہربانی فرمائیں اور ہمارے ساتھ کراچی چلیں۔ منیر حسین شاہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن سے کہا کہ نہ کراچی میں میرا کسی ایجنسی والے سے رابطہ ہے نہ کوئی واقف اور نہ ہی کوئی رشتہ داری لہٰذا میں وہاں جا کر کیا کروں گا؟

لیکن طارق حسین کو بزرگ کے خواب والے ارشاد پر پختہ یقین تھا اُس نے کہا شاہ جی چاہے کچھ بھی ہو آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔ آپ جائیں گے تو ہمارے ویزے لگیں گے۔ جب طارق حسین نے زیادہ اصرار کیا تو سید منیر حسین شاہ کے والد گرامی نے بھی حکم دیا کہ اگر یہ اتنی منت کر رہا ہے تو چلے جاؤ۔

منیر حسین شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ والد گرامی کے حکم کے بعد مرتا کیا نہ کرتا۔ اٹھا اور اپنے بزرگوں کی قبور پر حاضری دی تو دعا کے دوران میری آنکھوں کے سامنے حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک آ گیا۔ مجھ پر رقت طاری ہوگئی اور میں زار و قطار رونے لگا۔ اب تو میرے دل کو بھی یقین ہو گیا کہ اس میں کوئی راز ہے۔

چنانچہ ہم چاروں افراد کراچی پہنچے اور طارق حسین کے ایک رشتہ دار کے گھر رات کو قیام کیا۔ دوسرے دن کچھ لوگوں سے اس معاملہ پر گفتگو ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہ ویزے تو اسلام آباد سے لگیں گے۔ یہ سن کر طبیعت سخت پریشان ہوئی۔ نماز عشاء کے بعد اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر بڑی افسردہ حالت میں سو گیا۔

آدھی رات کے بعد حضرت خواجہ حافظ محمد علی المعروف ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ میرے سرہانے کھڑے ہو کر فرما رہے تھے۔ شاہ جی سوئے ہوئے ہو یا جاگتے ہو؟ پھر فرمایا تینوں کو لے کر صبح ایک شخص جس کا نام خادم حسین ہے جو کہ بھمبر آزاد کشمیر کا رہنے والا ہے اور کراچی ریلوے کالونی میں مقیم ہے۔ اس کے پاس چلے جانا تمہارا کام ہو جائے گا۔ میں اسے محض خیال سمجھا اور پھر سو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد خواب میں خواجہ ثالث حضرت پیر محمد فاضل نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا شاہ جی کیا یقین نہیں آیا؟ قبلہ عالم نے جہاں فرمایا ہے چلے جانا انشاءاللہ تمہارا کام ہو جائے گا۔

یہ سن کر مجھے اطمینان قلب حاصل ہو گیا۔ ہم صبح سویرے وہاں سے اٹھ کر ریلوے کالونی پہنچے اور اس آدمی کا نام پتہ پوچھ کر اس کے گھر پہنچے۔ سلام دعا ہوئی تو فوراً ہی کہنے لگا میں صبح سے تمہارا ہی انتظار کر رہا ہوں۔ یہ سن کر ہمارے تعجب کی انتہا نہ رہی کہ نہ واقفیت نہ

اطلاع پھر انتظار کیسا؟ خادم حسین ہماری حیرت دیکھ کر کہنے لگا آپ پریشان اور حیران نہ ہوں۔ رات تقریباً دو بجے میں سو رہا تھا کہ اس شکل اور حلیے کے بزرگ خواب میں تشریف لائے تم بھی ان کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا تھا کہ خادم حسین ان کا کام تمہیں کرنا ہے۔ اُس نے پوچھا کہ تمہیں پتہ ہے کہ اس شکل و شباہت کے بزرگ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ حضرت خواجہ حافظ محمد علی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ جنہیں لوگ حضرت صاحب ڈھنگروٹ والے کہتے ہیں۔

اب اس کا اشتیاق اور کیفیت دیکھنے والی تھی۔ اُس نے ہم سے کام پوچھا۔ ہم نے اُسے بتایا تو کہنے لگا شاہ صاحب بس اب تمہارا کام ختم ہے اور اس حکم کی تعمیل میرا فرض ہے۔ تمہیں انشاء اللہ کام ہونے کی گھر پر اطلاع مل جائے گی۔ اُس نے کچھ اس جوش عقیدت میں یقین دلایا کہ ہم مطمئن ہو کر واپس آ گئے۔ اور اس کے بعد ڈیڑھ ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ تینوں کے ویزے لگوا کر اُس نے اطلاع دی اور وہ تینوں حضرات سعودی عرب چلے گئے۔

کرامت نمبر۲ ☆: پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت خواجہ حافظ محمد علی نقشبندی آف ڈھانگری شریف المعروف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک عقیدت مند صوفی قادر بخش جو کہ موضع ڈھانگری بہادر کے رہنے والے بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں حضرت ثانی صاحب پرانی مسجد میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ ہمارے گاؤں کے ایک شرارتی ذہن کے آدمی نے خیال کیا کہ آپ رات کو اکیلے مسجد میں رہتے ہیں اور کسی کو اپنے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اس میں ضرور کوئی نہ کوئی راز کی بات ہے۔ اُس نے اس بارے میں ٹوہ لگانی شروع کر دی اور بدگمانی کی وجہ سے چھپ چھپ کر مسجد میں آپ کو دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ آپ مسجد سے باہر نکلے وضو بنایا پھر اٹھے اور یکایک آسمان کی طرف ہوا میں اڑنے لگے۔ یہ دیکھتے ہی خوف کے مارے پسینے سے شرابور ہو گیا۔

اس کے بعد ہوش میں آیا اوسان بحال ہوئے تو سچے دل سے توبہ کر کے بدگمانی ختم کی اور دل سے آپ کی ولایت کا اعتراف کیا اور لافانی محبت لے کر واپس اپنے گھر چلا گیا۔

کرامت نمبر۳ ☆: آپ کے قریبی عزیز اور دیرینہ عقیدت مند و منظور نظر صوفی غلام نبی فوج میں ملازم تھے۔ ابھی ملازمت کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ ان کا ایک بازو کٹ گیا۔ جس کی وجہ سے فوج سے ڈسچارج کر دیئے گئے اور دس روپے ماہوار پنشن مقرر ہوئی۔

صوفی غلام نبی اکثر و بیشتر حضرت ثانی صاحب کی خدمت میں اپنی غریبی اور مفلوک الحالی کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح ایک دن حسب معمول عرض گزار ہوئے کہ حضرت دس روپے پنشن پر کیسے گزارا ہو سکتا ہے۔ جبکہ میرا بازو بھی کٹا ہوا ہے مزدوری بھی نہیں کر سکتا۔ میرے لیے خصوصی دعا فرمائیں کہ غیب سے میری مدد کا سامان مہیا ہو جائے۔

صوفی غلام نبی صاحب کی بات سن کر آپ کا دریائے کرم جوش میں آیا تو آپ نے فرمایا صوفی صاحب آپ اپنے پلاٹون کمانڈر کو درخواست میں اپنی عرضداشت لکھ کر بھیجو۔ میں نے عرض کیا اس کا کیا فائدہ۔ جو میرے حقوق فوج کے ذمہ تھے وہ تو انہوں نے مجھے دے دیئے۔

آپ نے فرمایا صوفی صاحب جو کہہ دیا وہ کرو۔ صوفی صاحب نے ایک درخواست پر اپنا حال احوال لکھ کر اپنے سابقہ پلاٹون

کمانڈر کو بھیج دی۔ ابھی دو ہفتے ہی گزرے تھے کہ ایک سرکاری اہلکار آیا اور کہنے لگا کہ تمہارے سابقہ پلاٹون کمانڈر صاحب جہلم آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے تمہیں فوراً پیش ہونے کا حکم دیا ہے۔

صوفی صاحب کے دل میں طرح طرح کے خیالات جنم لینے لگے کہ نہ جانے میری درخواست پر ناراضگی کے اظہار پر پلاٹون کمانڈر میرے خلاف کوئی کارروائی کرے گا۔ یا میری درخواست پر ہمدردانہ غور کرے گا۔

بہرکیف صوفی صاحب مذکور تیار ہو کر جہلم پہنچے تو متعلقہ افسر نے فوراً طلب کیا۔ جب وہ پیش ہوئے تو صوفی صاحب کو بڑی گہری نظر سے دیکھ کر چند لمحے خاموشی اختیار کی اس کے بعد مخاطب ہو کر کہنے لگا غلام نبی تم کون ہو اور کیا شے ہو؟ تمہاری درخواست کا کیا معاملہ ہے؟ میری تو سمجھ میں نہیں آتا۔ جہاں جاتا ہوں جس فائل کو اٹھاتا ہوں تمہاری درخواست اسی کے اوپر ہوتی ہے۔ اب صوفی صاحب کے کانوں میں مرشد کامل کے وہ الفاظ سنائی دینے لگے کہ بس جو تمہیں کہا ہے وہ کرو۔ دل میں عقیدت کا ایک طوفان اور آنکھوں میں جھلملاتے آنسو تھے۔ متعلقہ افسر نے قلم اٹھایا اور کہنے لگا اچھا لو بورا منڈی ملتان میں یہ زرخیز اور نفیس اراضی پر مشتمل زمین تمہارے نام الاٹ کی جاتی ہے۔

افسر مذکور کی زبان سے یہ سنتے ہی صوفی غلام نبی جس کا ایک بازو بھی نہیں تھا اور نہ ہی کوئی ذریعہ معاش وہ صوفی صاحب اپنے پیرو مرشد اور ولی کامل کی نظر کرم سے ایک مربع زرخیز زمین کے مالک بن گیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 6 ربیع الثانی 1384 ہجری بمطابق 15 اگست 1964ء بروز ہفتہ کو ہوا۔ مزار پُرانوار ڈھانگری شریف نزد میرپور شہر آزاد کشمیر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نورایمان سے منور کرتے ہیں۔

آج کل موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن صاحب ایم ایل اے ہیں جو کہ بڑے ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب بڑے ہی بااخلاق، بامروت اور سخاوت کا عظیم پیکر ہیں اور علماء اور مشائخ سے ہمیشہ رابطہ میں رہتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا پروفیسر حامد حسن فاروقی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آئینہ جلال و جمال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، مست الست نغمات بے ساز، حضرت مولانا الحاج پروفیسر حامد حسن فاروقی نقشبندی قادری رحمتہ اللہ علیہ کا شمار عارفان روزگار اور واصلان صاحب اسرار میں ہوتا ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت حضرت مولانا احمد حسن فاروقی علیہ الرحمۃ کے علمی گھر میں ۲۹، جمادی الآخر ۱۳۰۴ھ/ ۱۰ مارچ ۱۸۸۷ء کو بچھراؤں ضلع مراد آباد (یو۔ پی انڈیا) میں ہوئی۔ سلسلہ نسب عارف کامل حضرت بابا فرید الدین مسعود چشتی گنج شکر قدس سرہ اقدس (آستانہ عالیہ پاکپتن شریف ضلع ساہیوال) سے جاملتا ہے۔ اس بنا پر آپ فاروقی اور فریدی بھی کہلاتے تھے۔

تعلیم و تربیت ☆: ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد اسٹیٹ ہائی اسکول رامپور سے ۱۹۰۹ء میں میٹرک پاس کیا پھر مدرسہ عالیہ رامپور میں داخل ہو کر فارسی اور عربی کی تحصیل کی۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے منشی فاضل اور اردو فاضل کے امتحانات پاس کرنے کے بعد ایف۔ اے کیا۔

درس و تدریس ☆: غالباً ۱۹۲۳ء میں ندوۃ العلماء لکھنو کا سالانہ جلسہ حلیم ہائی اسکول کانپور میں منعقد ہوا جس کی صدارت حکیم محمد اجمل خان دہلوی فرمارہے تھے۔ ان دنوں آپ حلیم مسلم ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ آپ نے ''عربی لسانیات'' پر ایک بلند پایہ علمی مقالہ پڑھا جس سے حاضرین عش عش کر اٹھے۔ نواب صدر یار جنگ حبیب الرحمٰن شروانی نے جوش طرب میں پیشانی چوم لی، حکیم اجمل خان نے کرسی صدارت سے اٹھ کر بے اختیار گلے لگا لیا اور پر جوش الفاظ میں داد دی اور سید سلیمان ندوی نے کہا: جزاک اللہ! آپ نے ہمارا کام انجام دیا ہے۔ دیگر مشاہیر نے بھی آگے بڑھ کر داد تحسین کے پھول برسائے۔

کانپور، اٹاوہ اور بڑودہ میں شاندار تعلیمی خدمات سرانجام دینے کے بعد ۱۹۲۷ء کو سینٹ جانسن کالج آگرہ میں پروفیسر ہو گئے۔ ۱۹۴۵ء کو اپنے برادر اکبر مولانا پروفیسر عابد حسن فریدی (۱۸۷۹ء۔۱۹۴۵ء) کے وصال پر صدر شعبہ اردو، فارسی بن گئے۔ ۱۹۵۱ء کو ریٹائر ہوئے۔

بیعت و خلافت ☆: دسمبر ۱۹۲۷ء کو علی پور شریف (ضلع نارووال، پنجاب) حاضر ہو کر امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور ۷ جولائی ۱۹۴۵ء کو حضرت امیر ملت آگرہ تشریف لائے تو آپ کو خلافت سے نوازا۔ آپ ''قادری'' اس لئے کہلاتے تھے کہ بیعت ہونے سے قبل آپ کے بھائیوں اور چچازاد بھائیوں نے ایک دن گھر میں بیٹھ کر فیصلہ کیا

کہ اپنے اپنے نام کے ساتھ لقب لگانا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ قادری آپ کے بڑے بھائی پروفیسر عابد حسن نے فریدی اور آپ کے چچازاد بھائی پروفیسر محمد طاہر نے فاروقی لقب اختیار کیا جو نام کا حصہ اور وجہ شہرت بن گیا۔ (میاں محمد صادق صاحب قصوری نے فقیر کے نام ایک خط میں یہ وجہ بتائی ہے)۔

شاعری ☆: آپ ایک جیّد عالم فاضل ہونے کے ساتھ بہت بڑے شاعر بھی تھے۔ حضرت امیر مینائی کے شاگرد رشید منشی امتیاز علی رآز رامپوری سے شرف تلمذ تھا۔ غزل کے علاوہ نظم ونثر اور نعت ومنقبت میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ عربی، فارسی، اردو سنسکرت اور انگریزی زبانوں پر دسترس رکھتے تھے۔ آپ کی نعتیہ شاعری میں سے ایک نعت تبرکا درج کرتا ہوں:

صاحب لولاک آیہ رحمت ظل الٰہی سایہ رحمت
صلی اللہ علیہ وسلم

کہتی ہے ان سے رحمت داور اِنّا اَعْطَیْنٰکَ الکوثر
صلی اللہ علیہ وسلم

حکم ان کا فرمان خدا کا اِن ھُوَ اِلّا وحیٌ یُوحیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم

بدرجی بھی شمس ہدی بھی عاشق بھی محبوب خدا بھی
صلی اللہ علیہ وسلم

شمع سبل بھی، ہادی کل بھی فخر بشر بھی، ختم رسل بھی
صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت والے، راحت والے شوکت والے، سطوت والے
صلی اللہ علیہ وسلم

امی، علم سکھانے والے راہ عقل دکھانے والے
صلی اللہ علیہ وسلم

یاد الٰہی کرنے والے فقر میں شاہی کرنے والے
صلی اللہ علیہ وسلم

ہم جیتے ہیں ان کے سہارے ہم ان کے ہیں وہ ہیں ہمارے
صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کے صوفیانہ کلام میں سے رباعیات کا نمونہ پیش خدمت ہے:

بشر اگر مطلوب خدا ہو ہو جائے فنا جو ما سوا ہو
زاہد ہو مگر طلب میں گرداں ذاکر بھی مثال آسیا ہو
غفلت کا جو پردہ چاک ہو جاتا ہے عالم نظروں میں خاک ہو جاتا ہے
ہوتا ہے جب آلودۂ عصیاں نادم اشکوں میں نہا کے پاک ہو جاتا ہے

ممتاز شاعر صبا اکبر آبادی ثمہ کراچی مرحوم لکھتے ہیں:

مولانا قادری کا تاریخ گوئی کا کمال بھی ضرب المثل بن چکا ہے۔ منٹوں میں نہیں سیکنڈوں میں ایسی برجستہ تاریخ کا مادہ نکالتے تھے اور اس پر ایسے مصرعے لگاتے تھے کہ موضوع کی پوری اہمیت واضح ہو جاتی تھی۔ اس سلسلے میں ان کی کہی ہوئی تاریخوں کا ایک کثیر ذخیرہ ان کے صاحبزادگان کے پاس موجود ہے۔

ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی صدر شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی دہلی رقمطراز ہیں:

اب تک انہوں نے دو ہزار سے زیادہ تاریخی مادے نکالے ہیں اور ان میں سے ایک ہزار سے زیادہ نظم کر دیئے ہیں۔ پھر کوئی تاریخ ایسی نہیں جس میں کوئی لطیفہ اور کوئی چٹکلہ نہ ہو۔ شگفتگی و برجستگی بلا استثناء ہر تاریخ میں ملے گی۔ اندر سے چائے لا رہے ہیں، ریل میں سوار ہو رہے ہیں، وضو کر رہے ہیں اور تاریخ کہہ رہے ہیں۔ یہ روانی اور آمد تاریخ کے معاملہ میں نہ دیکھی نہ سنی۔

۱۔ آپ نے اپنے پیر مرشد حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے وصال کی تاریخ قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے نکالی ہے:

یاایتھا النفس المطمنۃ ارجعی الی ربك. (پارہ ۳۰ الفجر: ۲۷) ۱۳۷۰ھ

۲۔ صدر الافاضل رئیس المفسرین علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے وصال پر قطعہ تاریخ وصال کہا:

سب بے سروپا ہو گئے ایسا تھا مولانا کا غم
فضل و سخا رشد و ہدیٰ حلم و حیا عدل و کرم
اے قادری خستہ جگر تاریخ رحلت کر رقم
"ہیں رونما اب درد و غم قہر و جفا رنج و ستم"

۱۹۴۸ء

۳۔ آگرہ والے حضرت مولانا مفتی محمد عبدالحفیظ حقانی (والد مولانا محمد حسن حقانی کراچی) کے وصال پر قطعہ تاریخ وصال کہا:

مفتی عبدالحفیظ صاحب آج پردہ فرما کے حق سے ہیں واصل

نیک دل، طبع، نیک اوصاف　　سر بسر پاک جان و روشن دل
واعظ خوش بیان و بحر علوم　　صاحب فیض و فاضل کامل
تربت پاک ان کی نورانی　　رشک خلد ان کی اولیں منزل

قادری نے بھی ان کا سال وصال
لکھ دیا ''وصل ذات کا حامل''

۱۳۷۷ھ

۴۔ ۱۳۶۶ھ کو جب حضرت سیماب اکبر آبادی نے قرآن کریم کا منظوم ترجمہ مکمل فرمایا اور اس کی اطلاع قادری صاحب کو پہنچی تو آپ نے بعجلت ایک تاریخ کہہ کر بھیجی جس کا تاریخی مصرعہ تھا:

''آ گئی وحی منظوم اردو میں''

۱۳۶۶ھ

قادری صاحب ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں:

۵۔ ۳۱ جنوری ۱۹۵۱ء/ ۱۳۷۰ھ کو علامہ سیماب اکبر آبادی نے کراچی میں رحلت فرمائی اس وقت قبلہ قادری صاحب آگرہ (اکبر آباد) میں تھے لہٰذا آپ نے تعزیت نامے کے ساتھ ایک ایسی تاریخ مرتب کر کے بھیجی جس کی کوئی دوسری مثال ممکن نہیں ہے۔اس تاریخ کا پہلا عنوان تھا:

مجمع تواریخ

۱۳۷۰ھ

اور دوسرا عنوان تھا:

انتقال پر ملال یگانہ آفاق علامہ سیماب اکبر آبادی

۱۹۵۱ء

۶۔ ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء کو دنیا کے نقشہ پر پاکستان ابھر کر سامنے آیا۔قیام پاکستان کا سن کر انہوں نے قرآن پاک کی ایک آیت سے استخراج فرمایا۔ملاحظہ کیجئے۔

مسلمانوں کا پاکستان حق تھا
کہ تھا ارشاد: کنتم خیرامۃ

۱۳۶۶ھ

عادات وخصائل ☆: خود اپنے متعلق لکھتے ہیں: ''میرا مشغلہ زندگی بجز لکھنے پڑھنے کے کچھ نہیں رہا۔لڑکپن اور طالب علمی میں بھی کھیلوں اور میچوں میں حصہ نہیں لیا۔ بلکہ عجیب بات یہ ہے کہ کھیلنا کیا معنی، مجھے کھیل دیکھنا ہی نہیں آتا۔''

ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی لکھتے ہیں: ''قادری صاحب نیچی نظر کر کے پڑھاتے ہیں اور نیچی نظریں کر کے چلتے ہیں۔راستے میں سلام کیجئے انہیں خبر نہ ہوگی، پان بہت کھاتے ہیں لیکن کالج میں نہیں۔ڈبیا سفر میں رکھتے ہیں۔قادری صاحب اپنے خیالات میں بڑے سخت و مضبوط ہیں لکھتے ہیں،''میں اپنے مذہب، اخلاق و معاشرت، ادب اور شاعری میں نہایت کٹر واقع ہوا ہوں۔میں اپنے مذہب کو الہامی، اپنی تہذیب کو توفیقی اور اپنے شعر وادب کو روایتی سمجھتا ہوں اور ان میں سے کسی کے متعلق اپنے نظریہ ادب کو بدلنے کے لئے تیار نہیں۔''

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی سابق صدر شعبہ اردو پشاور یونیورسٹی پشاور لکھتے ہیں:

آپ عربی فارسی کے علاوہ انگریزی ادب اور تنقید کا وسیع مطالعہ اپنے شوق سے کیا تھا جیسا کہ ان کے علمی اور تنقیدی مقالات سے ثابت ہے۔انگریزی ادب کے پروفیسر آپ کی دقت نظر اور وسعت علم سے حیران رہ جاتے تھے، یہی حال فارسی و عربی اور دینی علوم کا تھا کہ آپ نے مدرسہ میں جس قدر علم حاصل کیا تھا، عمر بھر کے مطالعہ سے بہت کچھ اضافہ کیا تھا اور جلیل القدر عالم بن گئے تھے۔ ۱۹۵۵ء کو آگرہ سے کراچی آگئے۔یہاں آکر آپ نے تصنیفات کا سلسلہ بالکل ختم کر دیا تھا اور صرف عبادت و ریاضت میں وقت صرف فرماتے تھے۔آپ خاموش مزاج اور کم گو شخص تھے۔تواضع، مہمان نوازی، بردباری، انکساری اور استبازی آپ کی طبیعت ثانیہ تھی۔شاگردوں یا بچوں پر کبھی غصہ نہیں ہوتے تھے۔''

ڈاکٹر خواجہ صاحب مزید لکھتے ہیں: قادری صاحب بڑے سنجیدہ متین اور منکسر المزاج آدمی ہیں۔لیکن زاہد خشک نہیں وہ روایت پرست ہونے کے باوجود اچھی اور نئی بات جہاں بھی ملتی ہے اسے پسند کرتے ہیں اور داد دیتے ہیں۔''

پاکستان میں قیام ☆: تذکرہ انوارِ علمائے اہل سنت کے مصنف علامہ پیر سید زین العابدین شاہ راشدی قادری مدظلہ اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں کہ ۱۹۵۵ء کو بھارت سے کراچی تشریف لے آئے تھے۔آپ ادیب کے ساتھ صوفی بھی تھے۔آپ عابد و زاہد تھے، مرشد سے محبت رکھتے تھے ہر ہفتہ گھر پر حلقہ ذکر شریف کا اہتمام فرماتے تھے۔تمام اوراد و وظائف طریقت کے پابند تھے۔آپ کم گو تھے۔تواضع مہمان نوازی بردباری اور انکساری آپ کی طبیعت ثانیہ تھی۔

اولاد ☆: آپ کو چار بیٹے اور غالباً دو بیٹیاں تولد ہوئیں۔(۱) ساجد حسن قادری (کوئٹہ) (۲) ڈاکٹر خالد حسن قادری (لندن اسکول فار اورینٹل لینگویج لندن)۔(۳) ماجد حسن قادری۔(۴) راشد حسن قادری مرحوم مدفون کراچی (بروایت فرید قریشی ایڈیٹر تصوف کراچی)

جناب رئیس امروہی لکھتے ہیں: حضرت مولانا کے چاروں فرزند بحمد اللہ مدارج اعلیٰ (بڑی پوسٹوں) پر فائز ہونے کے ساتھ اپنے جلیل القدر باپ کے علمی و ادبی ذوق کے بھی وارث ہیں۔

تلامذہ ☆: آپ کے نامور تلامذہ میں بعض کے نام درج ذیل ہیں:

☆ نامور اسکالر پروفیسر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی۔

☆ پروفیسر کرار حسین سابق وائس چانسلر بولان یونیورسٹی کوئٹہ۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ بمطابق ۶ جون ۱۹۶۴ء کو کراچی میں ہوا۔ پاپوش نگر ناظم آباد کراچی کے قبرستان میں آپ کی مرقد منورہ مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے صاحبزادگان ہر سال آپ کا عرس مناتے ہیں۔

جناب راشد حسن قادری نے آپ کے انتقال پر قطعہ تاریخ وفات کہا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

تھا عشق رسول میں ہمیشہ جو شغف
واصل جو ہوئے "رب" سے وہ رحلت کے بعد
مائل رہا دل سدا مدینے کی طرف
حاصل ہوا قبر میں زیارت کا شرف

۱۷۶۲+۲۰۲_۱۹۶۴ء

بشکریہ، تذکرہ انوار علمائے اہلسنت سندھ

حضرت پیر سید محمد اسماعیل بخاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردۂ نگاہ لطف رسول مدنی، فخر السادات بخاری، پیر طریقت، ماہتاب شریعت، شہباز میدان حقیقت حضرت پیر سید محمد اسماعیل بخاری المعروف کرمانوالے نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب و ماہتاب طہارت و پاکیزگی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1297 ہجری بمطابق 1884ء 27 رجب المرجب شریف کو موضع کرمانوالا شریف ضلع فیروز پور مشرقی پنجاب انڈیا میں عارف کامل واکمل حضرت سید سکندر علی شاہ المعروف سید علی شاہ علیہ الرحمتہ کے گھر میں ہوئی۔

آپ بخاری سادات سے ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب چند واسطوں کے بعد حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری سہروردی علیہ الرحمتہ سے اور 42 واسطوں کے بعد امام الاولیاء حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا کر ملتا ہے۔

آپ کے آباؤ اجداد مدینۃ السادات اُوچ شریف ضلع بہاولپور سے ہجرت کر کے مختلف جگہوں پر قیام کرتے کرتے تیرھویں صدی ہجری کے آغاز میں دریائے ستلج کے بائیں کنارے تھوڑے فاصلے پر ریت کے ٹیلوں میں قصبہ کرموالا میں آباد ہوئے۔ یہ گاؤں فیروز شاہ ریلوے اسٹیشن سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ فیروز شاہ ریلوے اسٹیشن فیروز پور شہر سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔

تربیت وابتدائی تعلیم ☆: آپ مادر زاد ولی ہیں۔ آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف تھا۔ شروع ہی سے لہو ولعب اور کھیل کود پر کوئی توجہ نہ تھی۔

جب سن شعور کو پہنچے تو ایک قابل استاد سے آپ کی رسمِ بسم اللہ شریف ادا کروا کے ناظرہ قرآن کی تعلیم کے لیے مکتب میں بٹھا دیا گیا۔ قرآن کریم مکمل کرنے کے بعد آپ نے مروجہ علوم دینیہ کی ابتدائی کتب عربی وفارسی کی تعلیم میاں رحمت علی جوئیہ سے کرموالا میں ہی حاصل کی۔ اور پرائمری سکول کی تعلیم موضع سلطان خان والا میں حاصل کی جو کرموالا سے تقریباً چار میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

ابتدائی کتب کے بعد آپ مزید تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ نعمانیہ اندرون ٹکسالی گیٹ لاہور میں داخل ہوئے۔ اور کچھ عرصہ قیام پذیر رہ کر وہاں سے جلالپور شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم تشریف لے گئے اور حضرت پیر سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری چشتی نظامی علیہ الرحمتہ کے قائم کردہ دارالعلوم میں داخلہ لے کر اکتساب تعلیم کرتے رہے۔ ان دنوں حضرت پیر سید محمد فضل شاہ بھی زیر تعلیم تھے۔ آپ کے اور پیر سید فضل شاہ جلالپوری علیہ الرحمتہ کے درمیان اخوت و بھائی چارے کی فضا قائم تھی وہ آپ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے اور آپ کے ہم سبق بھی تھے۔

اس کے بعد آپ مزید تعلیم کے حصول کے لیے ہندوستان تشریف لے گئے اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ لے کر کتب متداولہ کی تکمیل کے بعد دورہ حدیث شریف پڑھا اور 1327 ہجری بمطابق 1909ء میں دورۂ حدیث شریف کی تحصیل و تکمیل کر کے سند فراغت حاصل کی اور واپس اپنے وطن مالوف کرموو الاشریف فیروز پور انڈیا تشریف لے آئے۔

تلاش حق ☆: تعلیم ظاہری سے فراغت کے بعد آپ کے سینے میں عشق الٰہی کی چنگاری بھڑک اٹھی اور دن و رات تلاش حق میں مارے مارے پھرتے کہ کسی طرح منزل حقیقی کا راستہ مل جائے۔

فیروز پور شہر میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمتہ کے ایک خلیفہ حضرت مولانا شرف الدین چشتی علیہ الرحمتہ کا ان دنوں بڑا نام اور بلند مقام تھا۔ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت ہوئے۔

مگر کچھ عرصہ کے بعد حضرت مولانا شرف الدین علیہ الرحمتہ کا وصال با کمال ہو گیا۔ جس کے باعث آپ کی تکمیل نہ ہو سکی۔ اور تشنگی دور کرنے کے لیے کسی راہبر کی تلاش میں تھے کہ فیروز پور شہر کے ایک مجذوب جو ہر کسی سے گفتگو نہ فرماتے تھے۔ ایک روز انہوں نے آپ سے فرمایا! شاہ جی آپ کا حصہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں ہے۔ وہاں چلے جائیں۔ آپ کے لیے اتنا اشارہ ہی کافی تھا۔ اور آپ دن و رات موقع کی تلاش میں تھے کہ کیسے شرقپور شریف پہنچوں۔

اس درمیان ایک اور بزرگ حضرت مظفر علی خان جو حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی علیہ الرحمتہ کے خلیفہ تھے فرمایا کہ آپ سیدھے شرقپور شریف چلے جائیں۔ وہاں حضرت میاں شیر محمد صاحب علیہ الرحمتہ موجود ہیں۔ آپ ان سے اکتساب فیض کریں۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر صاحب ارشاد ہوئے۔

کرموو الا سے کرماں والا شریف ☆: بابا غلام محمد جن کی عمر تقریباً سو برس سے متجاوز ہو چکی ہے، فرماتے ہیں جب میں پہلی مرتبہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میاں صاحب نے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا فیروز پور سے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا یہ تو شاہ صاحب کا علاقہ ہے۔ ان کے پاس جائیں۔ ایک روز ملاقات کے وقت میاں صاحب نے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ میں نے عرض کی کرموو الہ ضلع فیروز پور سے، یہ سُن کر حضرت میاں صاحب نے فرمایا کرموو الہ نہیں کرمانوالہ۔

1947ء کی جنگ آزادی میں آپ فیروز پور سے ہجرت کر کے سب سے پہلے کوٹ غلام محمد قصور میں آباد ہوئے۔ اس کے بعد بصیر پور کو ٹلکے عارف والا چک نمبر E/B-57 میں اپنے ہمراہیوں کو آباد کرنے کے بعد عید گاہ پاکپتن شریف میں سوا سال قیام پذیر رہے۔ اس دوران آپ نے عید گاہ کی توسیع فرمائی۔

1950ء میں آپ اپنے پیر و مرشد حضرت میاں صاحب کے عرس پر شرقپور تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر تین ہفتے تک لاہور میں قیام پذیر رہے۔ اس دوران حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر انوار پر حاضری دیتے رہے۔

لاہور سے آپ پاکپتن شریف جانے کی بجائے اوکاڑہ شمس الدین پھاٹک والے کے کوارٹر میں چند ماہ تک قیام پذیر رہے۔ اگرچہ اوکاڑہ میں لاتعداد صاحب ثروت لوگ آپ کے معتقدین میں سے تھے۔ وہ آپ کو اپنے گھروں، بنگلوں، کوٹھیوں میں لے جانے کے خواہاں تھے۔ قاضی محمد عالم انصاری جو اوکاڑہ میں مدرس تھے۔ حاضر خدمت ہوئے۔ ان کے دل میں خیال گزرا کہ جس طرح میرے جد امجد حضرت ابوایوب انصاری کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اسی طرح اگر آج مجھے اپنے پیر و مرشد کی میزبانی نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔ آپ باطنی طور پر ان کے دل کے خیال پر مطلع ہوئے۔ اور فرمایا قاضی صاحب حکم ربی یہی تھا۔

آپ شمس الدین پھاٹک والے کے چھوٹے سے کوارٹر میں ہی مقیم رہے مگر کسی کے گھر نہ گئے۔

آپ کی دلی خواہش تھی کہ ڈیرہ، خانقاہ اور آستانہ ایسی جگہ قائم کیا جائے جہاں ریلوے لائن قریب ہو۔ سڑک قریب ہو، اور دیگر ضروریات زندگی کی سہولتیں میسر ہوں تا کہ آنے والے بیلیوں یعنی مریدین عقیدتمندوں کو آنے جانے میں تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔

خداوند کریم نے آپ کی دلی خواہش کے عین مطابق آپ کو چک 56/21 میں برلب جی ٹی روڈ سر گنگا رام کی کوٹھی الاٹ کروا دی۔ اس کے علاوہ آپ کو مزروعہ زمین بھی اسی جگہ مل گئی۔ اس کے بعد آپ شمس الدین کے کوارٹر سے چک 56/21 والی کوٹھی میں تشریف لے آئے۔

پھر یہیں خانقاہ بنی۔ مسجد بنی، دارالعلوم بنا۔ مہمانوں کے مسافر خانے بنے آج یہ جگہ حضرت میاں صاحب کے فرمان کے مطابق آج پوری دنیا میں کرمانوالہ شریف کے نام سے معروف اور مشہور رہے۔ ایک وسیع وعریض نظام خانقاہی یہاں موجود ہے۔ ہزاروں افراد کی گنجائش کے باوجود عرس مبارک کرمانوالہ شریف کے موقع پر یہ جگہ بھی تھوڑی پڑ جاتی ہے۔ لنگر خانہ ہر خاص و عام کے لیے ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

سیرت و کردار☆: آپ کی ذات والا صفات ان مقدس اور پاکیزہ ہستیوں میں سے ہے کہ جن کا اوڑھنا، بچھونا، کھانا پینا، چلنا پھرنا، محفل میں اٹھنا بیٹھنا غرض کہ ہر کام سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شریعت مطہرہ کے عین مطابق تھی۔

آپ فرماتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کا پابند نہ ہو اسے ولی مت مانو۔ خواہ وہ ہوا میں ہی کیوں نہ اڑ کر دکھائے۔ آپ اپنے ملنے والوں کو نماز کی سختی سے تلقین فرماتے۔ طویل وظائف اور چلہ کشی کو ناپسند فرماتے تھے۔ مگر اس بات کا ہمیشہ خیال دل میں رہا کہ میرے ملنے والے میرے پاس بیٹھنے والے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کریں اور داڑھی نہ منڈوائیں، لباس واطوار اور دیگر زندگی کے معاملات میں مسلمان نظر آئیں۔

ایک مرتبہ ایک نوجوان نے عرض کی حضور داڑھی میں کیا رکھا ہے۔ انسان کا دل صاف ہونا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا، برخوردار! تمہارا قرآن پر ایمان ہے؟ اس نے عرض کیا، جی ہاں! کیوں نہیں آخر میں مسلمان ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ کو اسوۂ حسنہ فرمایا گیا ہے۔ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" اور داڑھی رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی اسوۂ حسنہ ہے اور قرآن کریم میں جا بجا حضور ہی کی تقلید اور اتباع اور اطاعت کا حکم واضح طور پر موجود ہے۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی فعل کی خلاف ورزی کرنا یا مذمت کرنا کسی ہوش مند مسلمان کا کام نہیں ہے۔ اس کے بعد فرمایا بابو جی تم دل کی

صفائی کی بات کرتے ہو۔ دل کا بھید تو خدا جانتا ہے۔ لہٰذا ظاہری صورت کو بھی درست کرو تا کہ لوگ اچھا جانیں اور "زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو" شاید اللہ کریم ظاہر کے خاکے میں حقیقت کا رنگ بھر دے۔

ہر رکعت میں دو سجدے کیوں؟ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ ہر رکعت میں قیام ایک، رکوع ایک، مگر سجدے دو ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے سجدے میں جا کر یہ خیال کرے یا اللہ تو نے مجھے اس زمین سے پیدا کیا ہے۔ اس لیے تجھے سجدہ کر رہا ہوں۔ دوسرے سجدے میں یہ خیال کرے دوسرا جہان بھی تیرا ہی پیدا کیا ہوا ہے۔ اس لیے بھی تو ہی سجدے کا مستحق ہے۔

نماز تہجد کا خاص پہلو ☆: آپ فرمایا کرتے تھے کہ نماز تہجد قضا نہ ہونے دیا کریں اور جب تہجد پڑھو تو یہ خیال کر لو کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نماز میں میرے امام ہیں۔ چار یار اور امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آقا علیہ السلام کے مقتدی ہیں۔

مذہب میں حنفیہ کی اہمیت ☆: ایک مرتبہ آپ کے پاس چند علماء تشریف فرما تھے تو آپ نے ان سے سوال کیا۔ بیلیو تمہارا مذہب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ جو مذہب آپ کا ہے وہی ہمارا۔ یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا کہ بیلیاً فقیر دا کیہڑا مذہب ہوندا اے۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہنے والے نے خوب کہا ہے،

بندۂ پروردگارم امت احمد نبی ‌ ‌ ‌ دوست دار چار یارم تابعٔ اولاد علی
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل ‌ ‌ ‌ خاکپائے غوث اعظم زیر سایۂ ہر ولی

آپ نے فرمایا جو شخص یہ عقیدہ رکھے اسے دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی۔ اللہ اکبر۔

دنیا عمل کے لیے کھیتی ہے ☆: صوفی اللہ دتہ نقشبندی مغلپورہ لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ آپ کونج کی مثال عام طور پر بیان کر کے لوگوں کو سمجھاتے تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ کونج پہاڑی پرندہ ہے۔ یہ پہاڑوں میں انڈے دے کر سردی کے دنوں میدانی علاقوں میں بغرض شکار آ جاتا ہے۔

اور وہ کونج دوران ایام مسافت اپنے انڈوں کو یاد رکھتی ہے۔ اس کے انڈے سے رب کریم کی قدرت کاملہ سے بچے نکل آتے ہیں اور جو کونج اپنے انڈوں کو بھول جاتی ہے۔ اس کے انڈے گندے ہو جاتے ہیں اور وہ بچوں سے محروم ہو جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ یہ دنیا بھی انسان کے لیے شکار گاہ اور کھیتی کی مانند ہے۔ جو لوگ دنیا میں رہ کر آخرت کا خیال کرتے ہیں۔ وہ ضرور اللہ کے فضل و کرم سے قیامت کے روز سرخرو ہونگے۔ اور جو بھلا دیتے ہیں، ذلیل و خوار ہوں گے۔

ارشادات و تعلیمات ☆:

۱) آپ فرماتے ہیں کہ دنیاوی مصائب و آلام ذکر الٰہی سے غفلت کا نتیجہ ہیں۔
۲) درود شریف ہی اسمِ اعظم ہے۔
۳) آپ فرماتے ہیں کہ نماز تہجد دعائے سحر گاہی ہے اور دعا بھی تدبیر کی ایک صورت ہے۔

۴) آپ فرماتے ہیں کہ ہر جائز کام بسم اللہ شریف پڑھ کر کرنے سے برکت ہوتی ہے۔

۵) آپ فرماتے ہیں کہ ادب عبادت کی روح ہے کہ اسلام ادب ہی ادب ہے۔

۶) آپ فرماتے ہیں کہ سب سے مشکل کام انسان کا اخلاق سدھارنا ہے۔تربیت تعلیم سے بہتر ہے۔

۷) آپ فرماتے ہیں کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔

کشف و کرامات ☆: حاجی بشیر احمد جاوید بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت اختیار کر کے اپنے کاروبار کے لیے آپ سے عرض کیا تو فرمایا لندن چلے جاؤ۔

میں آپ کے ارشاد کے مطابق پاکستان سے لندن چلا آیا اور از خود ہی لندن سے نیوکاسل آ گیا اور کاروبار شروع کیا تو میرا کاروبار چل نہ سکا۔اس لیے نیوکاسل میں کاروباری حالت دگرگوں تھی۔

ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑی محفل نیوکاسل میں لگی ہوئی ہے۔حضرت پیرومرشد محفل میں تشریف فرما ہیں۔میں یکدم قدمبوسی کے لیے آگے بڑھا تو آپ نے خفگی کے لہجے میں فرمایا۔توں ایتھوں چلا جا، تینوں لندنھیجیا سی تو نیوکاسل کی لین آیاں ایں، ایتھوں چلا جا۔

صبح کو بیدار ہوا تو خواب یاد آ گیا اور اپنی غلطی کا احساس ہوا۔کہ پیرومرشد کے فرمان کی حکم عدولی ہوئی ہے۔میں فوراً نیوکاسل سے لندن چلا آیا اور بذریعہ خط آپ سے معافی چاہی۔لندن میں آپ کے تصرف اور دعا سے میرے حالات بہتر ہو گئے اور کاروبار میں خوب ترقی ملی اور میرے دن پھر گئے اور ہر طرف خوشحالی ہی خوشحالی نظر آنے لگی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 27 رمضان المبارک 1385ہجری بمطابق 20 جنوری 1966ء بروز جمعرات 81 برس کی عمر میں چند روزہ علالت کے باعث ہوا۔

مزار پرانوار چک 56/21 کرمانوالہ شریف جی ٹی روڈ اوکاڑہ میں مرجع خاص و عام ہے۔جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آج کل آپ کے دربار کے سجادہ نشین عالم باعمل شیخ طریقت حضرت صاحبزادہ میر طیب علی شاہ بخاری جو 1994ء سے تا حال مسند ارشاد پر بیٹھ کر اپنے اسلاف کی جلائی ہوئی شمع کو فروزاں کیئے ہوئے ہیں، اور بڑے ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ اور دربار شریف و دارالعلوم اور لنگر کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا دربار عالیہ کرمانوالہ شریف میں حاضری کا شرف حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ صوفی محمد نواب الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: صوفی العصر، یکتائے روزگار زمانہ، فخر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ عاشق رسول، فنافی المرشد، حضرت خواجہ صوفی محمد نواب الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ فنافی المرشد و فنافی الرسول ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۸ صفر المظفر ۱۳۱۹ھ بمطابق یکم فروری ۱۹۰۱ء بروز جمعتہ المبارک موضع کھمباں ریاست جموں وکشمیر میں ایک نیک سیرت بزرگ بابا احمد دین کے گھر میں ہوئی۔

آپ کی ولادت کے وقت آپ کے والد گرامی بابا احمد دین علیہ الرحمتہ سیر کرنے کے لئے جنگل کی طرف گئے ہوئے تھے ناگاہ ایک شیر اُن کے سامنے آیا اور اپنا سر اُن کے قدموں میں رکھ دیا۔ یہ منظر دیکھ کر بابا احمد دین صاحب حیران رہ گئے۔ واپسی پر راستے میں اُس علاقہ کے مشہور مجذوب بزرگ نے بابا احمد دین کو مبارک باد دی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبارک نیک صالح فرزندِ ارجمند عطا فرمایا ہے۔ وہ اللہ کے مقبول بندوں میں سے ہوگا اور ایک جہان کو نورِ ایمان سے منور کرے گا۔

آپ مادرزاد ولی تھے۔ بچپن میں یہ حالت تھی کہ گھنٹوں آسمان کی طرف دیکھتے رہتے اور کبھی تفکرات میں ایسے کھو جاتے کہ ماحول کی کچھ خبر نہ رہتی ابھی آپ کی عمر شریف صرف چھ برس کی تھی کہ آپ کی ملاقات ابدال زمانہ حضرت سیّد ولایت شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی جنہوں نے آپ کی باطنی تربیت فرمائی اور اس طرح آپ سے بچپن میں ہی ولایت کے آثار رونما ہونا شروع ہو گئے تھے۔

کشمیر سے موہری شریف نقل مکانی ☆: آپ کی ولادت باسعادت کے بعد آپ کے والد گرامی جناب بابا احمد دین صاحب نے جموں وکشمیر سے نقل مکانی کر کے موضع موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات پنجاب میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اور یہیں کے ہو کے رہ گئے۔ پھر آپ کے وجود مسعود سے قصبہ موہری شریف کو جو شہرت ملی وہ آج بھی اظہر من الشمس ہے۔

بیعت و خلافت ☆: جب آپ جوانی اور شباب کے عالم میں تھے۔ اس وقت ذکر خدا کا اس قدر غلبہ تھا کہ آتش عشق ہر وقت بھڑکتی تھی۔ اسی اثناء میں مرشد کامل کی طلب محسوس کرتے ہوئے مختلف بزرگوں سے ملاقاتیں کیں مگر دل کو اطمینان نہ ملا مگر کمر ہمت باندھ کر مدتوں پھرتے رہے۔ آخر کار محبتا الٰہی کی زبردست کشش نے غوث زماں آفتاب ولایت حضرت قبلہ حافظ عبدالکریم علیہ الرحمتہ

کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔ حضرت قبلہ حافظ صاحب کی زیارت کرتے ہی آپ کی حالت دگرگوں ہونا شروع ہوگئی اور کہنے لگے مطلوب و مقصود یہیں سے ملے گا۔ اُس وقت آپ کی عمر شریف ۲۹ سال تھی۔

آپ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۹ء کو حضرت قبلہ عالم حضرت حافظ عبدالکریم صاحب علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ جس روز آپ قبلہ عالم کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ اسی روز آپ کی حالت قلبی بدل گئی۔ چونکہ طالب صادق تھے اسی لئے مرشد کامل کی برقی توجہ نے آپ کو بہت جلد کندن بنا دیا۔ اس کے بعد آپ حضرت حافظ صاحب کے گروہ خاصاں میں شامل ہو گئے۔ اور جلوت وخلوت میں ۹ ماہ تک رہ کر منازل سلوک طے کیں۔

خرقہ خلافت ☆: ۷ مارچ ۱۹۳۱ء کو مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت اور اجازت سے سرفراز فرما کر خلق خدا کی روحانی رہنمائی کا حکم صادر فرمایا۔ تو آپ نے دستبستہ عرض کیا کہ حضور بندہ اس مقصد کے حصول کے لئے قدموں میں نہیں آیا تھا مجھے تو آپ کی غلامی میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہی کافی ہے صدق واخلاص سے لبریز اور عقیدت ومحبت سے بھرپور ان الفاظ نے جام محبت چھلکا دیا اور حضرت حافظ صاحب جوش میں آگئے تین بار اپنا دست مبارک زمین پر مارا اور فرمایا بیٹا تمہاری سعادت اسی میں ہے فقیر حکم کا بندہ ہے۔ اپنی مرضی نہیں کرتا میں نے آج تک جتنی نفلی عبادت کی ہے سب تجھے بخشتا ہوں اور فرمایا کہ تمہارا دوست میرا دوست تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور جہاں تم ہو گے وہاں میں ہوں گا تمہاری اور میری توجہ میں کوئی فرق نہ ہوگا حضرت قبلہ حافظ صاحب کے ان مشفقانہ اور پیار بھرے الفاظ اور الطاف واکرام نے آپ کے قلب کو روحانیت وانوار ولایت کی عظیم دولت سے منور کر دیا۔

تعمیل ارشاد و مرشد کامل ☆: قیام راولپنڈی کے دوران ایک واقعہ ظہور پذیر ہوا کہ عیدگاہ شریف کے قریب گندگی اور کوڑا کرکٹ کے بہت بڑے ڈھیر تھے کسی شخص نے بلدیہ راولپنڈی کو رپورٹ کی کہ عیدگاہ شریف کے قریب گندگی کے ڈھیر ہیں جس کی وجہ سے بیماریاں پھیلنے کا خطرہ ہے بلدیہ کے افسران نے اگلے روز موقعہ کا معائنہ کرنا تھا۔ اس بات کا علم حضرت قبلہ عالم حافظ عبدالکریم صاحب علیہ الرحمۃ کو ہوگیا آپ نے تمام مریدین عقیدت مندان کو جمع کر کے فرمایا کہ کل بلدیہ کے افسروں نے آنا ہے تم میں سے کون ہے جو اس کوڑے کے ڈھیر کو آج راتوں رات اٹھا کر باہر کہیں پھینک آئے آپ کا ارشاد سُن کر سب کے سب خاموش رہے صوفی نواب الدینؒ نے عرض کیا حضور مجھے ہی بندہ بنالیا جائے پھر ایک دوست کو ساتھ لے کر کہا کہ تم گندگی کوڑا کرکٹ ٹوکری میں ڈال کر میرے سر پر رکھتے جاؤ اور میں سر پر اٹھا کر باہر جا کر پھینکتا جاؤں گا آپ نے راتوں رات تمام گندگی کوڑا کرکٹ باہر پھینک دی۔ اور جگہ بالکل صاف کر دی صبح بلدیہ کے افسران نے معائنہ کیا تو جگہ بالکل صاف تھی یہ دیکھ کر حضرت قبلہ عالم حافظ صاحب کا دریائے کرم جوش میں آ گیا اور گھر سے نہانے کے لئے لسی اور صابن لا کر دیا اور فرمایا کہ اچھی طرح نہالو۔

آپ بذاتِ خود فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے شیخ کے حکم سے غسل کر کے فارغ ہوا تو تعمیل حکم اور شیخ کامل کی توجہ کے انوارات کچھ ایسے تھے کہ اس وقت میرے جسم سے عطر عنبر و حنا کی بھینی بھینی خوشبو آ رہی تھی اور مجھے جسم کا ہر حصہ گوشت و پوست عطر گلاب سے معطر محسوس ہونے لگا۔

تبلیغی دورے☆: اجازت وخلافت کے بعد آپ نے برصغیر پاک و ہند کا تبلیغی دورہ کیا ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا شروع ہو گئے جو بھی آپ کی پاک مجلس میں آتا اُٹھنے کا نام نہ لیتا پاکستان کے طول وعرض اور اطراف و اکناف میں آپ کی روحانیت کے ڈنکے بجنے لگے لوگ جوق در جوق آپ کے دامن عقیدت ومحبت سے وابستہ ہونے لگے ہر وقت مریدوں کا ہجوم رہتا جو شخص بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا وہ زندگی بھر کے لئے اسیر ہو جاتا۔

طالبوں کی تربیت کرنے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی شفقت اور مہربانی عنایت فرمائی تھی۔ کند ذہن اور بے ہمت لوگ بھی آپ کی خصوصی توجہ سے معرفت کی بلندیوں تک پہنچ جاتے تھے اور ہر ایک دوست کی ہدایت میں یوں محنت فرماتے کہ عقل دنگ رہ جاتی دوستوں کی بڑی قدر کرتے اور انہیں اپنی اولاد اور جان کی طرح عزیز جانتے تھے۔

زیارات مقامات مقدسہ اور حج بیت اللہ شریف☆: ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۶ء میں آپ بذریعہ ٹرانسپورٹ فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے جب قافلہ لاہور پہنچا تو آپ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزارِ پُر انوار پر حاضر ہوئے لاہور سے قافلہ بصرہ پہنچا تو آپ نے زبیر نامی گاؤں میں پہنچ کر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زبیر حضرت طلحہ، حضرت انس بن مالک علیہم الرضوان کے مزارات پر حاضری دے کر فیوض و برکات کے خزانے لوٹے پھر حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس پر بھی حاضر ہوئے بصرہ سے روانہ ہو کر کویت مدینۃ القریہ، ماقلہ، روما اور مرات ہوتے ہوئے سہل پہنچے جہاں پر تمام قافلہ نے احرام باندھا اس یک رنگی سے آپ کے دل پر عجیب رقت طاری ہوئی۔ جس طرف نگاہ اُٹھتی یہی معلوم ہوتا تھا کہ گویا آج آسمان و زمین والوں نے احرام باندھا ہوا ہے دوسری صبح جب روانگی ہوئی تو جوں جوں مکہ مکرمہ آتا گیا طبیعت میں رقعت بڑھتی گئی بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے ہی لطائف اپنے اپنے مقام پر جگمگ جگمگ کرنے لگے آپ نے ہر ایک لطیفہ کا نور الگ الگ مشاہدہ کیا۔ مناسک حج کے دوران جب آپ میدانِ عرفات میں پہنچے تو نماز ظہر کے بعد نماز تسبیح میں مشغول ہو گئے۔ جب بدن مبارک میں تھکاوٹ محسوس ہونے لگی تو استراحت کے لئے لیٹے تو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معہ انبیاء و اولیائے کرام کے جبل رحمت پر جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ”نواب الدین آپ کو غوثیت وقطبیت مبارک ہو۔“

مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر جب مدینہ منورہ پہنچے تو گنبد خضرا پر نظر پڑتے ہی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔ جب روضہ اطہر کے

قریب پہنچے تو آپ کی حالت دیدنی تھی زبان سے درود وسلام کے نذرانے پیش کئے جا رہے تھے دل ودماغ پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ آنکھوں سے اشک جاری تھے دیوانوں کی طرح مجمع کو چیرتے ہوئے روضۂ کے قریب پہنچے اور رک گئے آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ کبھی فرماتے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی محمد کبھی فرماتے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ پھر شوق نے جو کچھ کہلوایا جو کچھ کرایا کسی کو کیا معلوم کیا ہو رہا تھا کہ سیلاب گریہ وزاری کے بند ٹوٹ گئے جب منہ سے زوردار چیخ نکلی۔ تو لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

شوق اور ادب میں ایک کشمکش جاری تھی او آپ دونوں کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے کبھی ادھر جاتے کبھی اُدھر جاتے زائرین کے دھکوں کا مزہ لوٹتے رہے اور روحانی دھکوں کا بھی لطف لیتے رہے ایک طرف نامہ اعمال سامنے تھا دوسری طرف لَاتَقْنَطُوْا کی پکار ادھر شرم وندامت سے گردن جھکی ہوئی تھی اور ادھر بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمُ۔ کی آغوش رحمت کھلی ہوئی تھی اشک بار آنکھوں سے درود وسلام کا نذرانہ پیش کیا آپ کا یہ دردوسوز وساز آہ وزاری عاجزی وانکساری اور عشق ومحبت میں تڑپنا پھڑکنا رنگ لایا اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور گنبد خضرا سے آواز آئی۔ مَرْحَبًا اَھْلًا وَّ سَھْلًا مَرْحَبًا۔ پھر سرکار مدینہ علیہ السلام نے آپ کو جو کچھ دیا اور آپ نے جو کچھ لیا وہ دینے والا جانے اور لینے والا جانے۔

۱۴ اگست ۱۹۵۶ء کو جب وصل ودیدار کے ایام پورے ہوئے تو آپ نے اشک بار آنکھوں سے واپسی کے لئے رخت سفر باندھا بالآخر آہوں اور سسکیوں کے ساتھ یہ قافلہ واپس ہوا اور واپسی پر آپ نے حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت ایوب علیہ السلام حضرت امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ حضرت یونس علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزارات مقدسہ کی زیارت بھی کی۔ بعدازاں نماز جمعہ آپ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ اور پھر کاظمین تشریف لے گئے اور حضرت امام موسیٰ کاظم، حضرت امام تقی، حضرت امام ابویوسف، حضرت جنید بغدادی، حضرت سدی سقطی، حضرت یوشع، حضرت معروف کرخی اور حضرت امام غزالی علیہم الرضوان کے مزارات کی زیارات بھی کیں۔ پھر یہ قافلہ ایران پہنچا۔ ۲۹ اگست کو جہاں بہت سے شیعہ لوگ آپ کے حلقہ میں داخل ہو کر تائب ہوئے۔ ایران سے وہ قافلہ شاداں فرحاں دربار عالیہ موہری شریف پہنچا۔

سیرت وکردار☆: آپ کی تمام زندگی عبادت وریاضت زہد وتقویٰ اور عشق ومحبت سے عبارت ہے نماز پنجگانہ باجماعت کے علاوہ اشراق چاشت، اوابین اور صلوۃ التسبیح سے بھی خاص رغبت تھی حزب البحر ختم خواجگان صبح وشام مراقبہ اور قرآن خوانی آپ کے

عزیز ترین مشاغل تھے۔ رمضان المبارک کے پورے مہینے جامع مسجد میں اعتکاف کرنا آپ کا معمول تھا گویا آپ کا ہر قول ہر فعل سنت نبوی ﷺ کا آئینہ دار تھا۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا سرمایہ حیات تھا اور راتوں کو درد ہجر میں تڑپ تڑپ کر گزارنا آپ کا معمول زندگی تھا۔

ارشادات و تعلیمات ☆: (نمبر۱) آپ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑی کرامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔

نمبر۲ ☆: اپنی قدر کرو خدا تعالیٰ تمہاری قدر کرے گا قدر سے مراد یہ ہے کہ معمولی معمولی گناہوں پر اپنے آپ کو نہ بیچ دیا جائے۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ کرامت کی خواہش نہ کرو بلکہ خود کارآمد بنو۔

نمبر۴ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ استقامت حاصل کرو تمہارا ہر کام کرامت بن جائے گا۔

نمبر۵ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جس کا ولی کامل سے تعلق نہیں اسے اطمینان قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۸۵ھ، ۱۲ جولائی 1965ء بروز سوموار دن کے وقت کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے ہوا۔

مزار فیض آثار آج بھی موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے بھی بارہا آپ کے مزار پرانوار پر حاضری دی ہے۔ جس کی تعمیر کا انداز بہت دل کش وخوبصورت ہے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد معصوم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے جانشین مقرر ہوئے، جنہوں نے سلسلہ نقشبندیہ کو پوری دنیا میں پھیلانے کے لئے تمام عمر صرف کر کے ہزاروں گم کردہ راہوں کو راہ حق پر کھڑا کر کے حق ھو کی صدائیں بلند کرائیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سید محمد ولایت شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آفتاب ولایت، امام الاولیا، شمس الاصفیا، برہان الاتقیاء، حضرت پیر سید محمد ولایت شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ موضع چک عبدالخالق المعروف سیداں شریف متصل دینہ تحصیل وضلع جہلم میں آفتاب ولایت حضرت حافظ پیر سید محمد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے گھر آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ کے جداعلیٰ حضرت پیر طریقت آفتاب شریعت حضرت پیر سید گلاب شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے والد گرامی اپنے زمانے کے قطب الاقطاب تھے۔ سادات کا یہ گھرانہ شروع سے ہی اس علاقہ کو روحانی فیوض و برکات سے مستفید کررہا تھا کہ اس چمن کے عظیم پھول حضرت پیر سید محمد ولایت شاہ رحمتہ اللہ علیہ وعرفان کا مرکز وگھوارہ بن کرابھرے آپ کے آباؤاجداد کے خطہ پوٹھوار اور بالخصوص آزاد کشمیر میں لاتعداد عقیدت مندان اور بے شمار مریدین تھے۔ اس خاندان کے بزرگوں کا فیضان عام تھا۔ جہاں جہاں سے اس خاندان کا کوئی فرد گزرتا گیا اس اس جگہ کو روحانی انوار سے منور کرتا گیا اسی طرح آپ نے بھی اپنے بزرگوں کے مشن کو آگے بڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ نے روحانی منازل اپنے جداعلیٰ سراج الملت حضرت پیر سید گلاب شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور اپنے والد بزرگوار حضرت قطب الاقطاب جناب پیر سید محمد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے طے کیں۔ لیکن جب مرشد کامل کی جستجو ہوئی تو پیر طریقت قطب الاقطاب خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی علیہ الرحمۃ نے آپ کو دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب آپ نے سلوک کی تمام منزلیں تو پہلے ہی طے کی ہوئی ہیں۔ اس کے بعد آپ کو اپنے دست مبارک پر بیعت سے مشرف فرما کر دستار خلافت سے نوازا اور اجازت بیعت وارشاد عطا کی۔

سیرت وکردار ☆: آپ دین ودنیا میں یکتائے روزگار تھے۔ جہاں آپ اپنے ہزار ہا مریدین کو روحانیت کی تعلیم دیتے اور راہ سلوک میں کامل بنا دیتے۔ وہاں سینکڑوں دنیا دار بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دامن مراد کو بھرتے اور شاداں وفرحاں لوٹتے تھے۔ آپ اپنی نگاہ کرم سے دوسروں میں جان ڈال دیتے تھے۔ اور ایک سنگ دل انسان بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عقیدت و محبت کا سبق سیکھ لیتا تھا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ کا گرویدہ احسان ہو جاتا تھا۔

آپ کی زندگی کا ہر ہر سانس طالبان حق کو دعوت تبلیغ دینے میں گزرتا تھا۔ تمام عمر شریعت و طریقت کی پاسداری آپ کا شعار رہا کبھی بھی کوئی کام خلاف شریعت سرزد نہ ہوا آپ انتہائی درجہ کے متقی و پرہیزگار، عبادت گزار، نیک و پارسا تھے اخلاق محمدی کا عملی نمونہ تھے۔ صبر و استقامت میں بے مثل و بے مثال تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال مورخہ ۱۲ شوال المکرم ۱۳۸۵ھ بمطابق ۳ فروری 1965ء بروز جمعرات ہوا۔ مزار پرانوار موضع چک عبدالخالق المعروف سیداں شریف متصل تحصیل دینہ ضلع جہلم میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے مزار کے ساتھ آپ کے والد گرامی اور دادا بزرگوار کے مزارات بھی بنے ہوئے ہیں۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دیکر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع علوم عقلیہ ونقلیہ، مدرس مسائل عشق وعرفان، محدث وجدو پیان، مفتی زمانہ، مرشد یگانہ حضرت مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان طہارت وپاکیزگی وبزرگی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 15 رجب المرجب شریف ۱۳۰۳ ہجری بمطابق 21 اپریل 1889ء بروز بدھ کو دہلی میں عالم ربانی حضرت مولانا محمد سعید بن حضرت شاہ محمد مسعود کے علمی گھر میں ہوئی۔

چار سال کی عمر میں والد گرامی کا سایہ آپ کے سر سے اُٹھ گیا۔ والد گرامی کے بعد آپ کے دادا بزرگوار حضرت شاہ محمد مسعود علیہ الرحمتہ نے آپ کی تربیت وتعلیم پر خصوصی توجہ دی۔ لیکن ابھی دو برس ہی گزرے تھے کہ دادا بزرگوار کا بھی وصال ہو گیا۔ ان تمام بزرگوں کے بعد آپ کی تربیت وتعلیم پر آپ کی دادی جان اور آپ کے چچا بزرگوار حضرت مولانا عبدالحمید مرحوم نے خصوصی توجہ دی۔

آپ نے قاری حافظ حبیب اللہ صاحب سے قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد وقت کے جید علماء سے علوم عقلیہ ونقلیہ میں تحصیل وتکمیل کی۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت سید صادق علی شاہ مکان شریفی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے۔ مگر ابھی بیعت ہوئے صرف ایک سال ہی گزرا تھا کہ مرشد گرامی کا وصال ہو گیا۔ اس کے بعد اپنے جد امجد کے خلیفہ حضرت شاہ رکن الدین مصنف کتاب ''رکن الدین'' سے سلسلہ طریقت میں تربیت حاصل کی اور انہی کے دست مبارک سے اجازت وخرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔

جامع مسجد فتح پوری دہلی کی خطابت ☆: شریعت وطریقت کی منازل طے کرنے کے بعد آپ نے جامع مسجد فتحپوری دہلی میں امامت وخطابت کا سلسلہ شروع کیا۔ جو تادم آخر جاری رہا۔ آپ کے دور میں جامع مسجد فتحپوری دہلی عشق ومحبت اور علم وعرفان کا گہوارہ بنی رہی۔ لوگ اپنے اپنے دامن حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرتے رہے۔ آپ نے اس مسجد میں امامت وخطابت کے علاوہ جو روحانی واخلاقی اور فیضان کے دریا بہائے وہ آپ ہی کی ذات والا صفات کا حصہ ہیں۔ اس کے علاوہ اس مسجد کو مذہبی وقومی اور ملی تحریک کا مرکز بنائے رکھا۔

قومی وملی خدمات ☆: آپ نے تحریک خلافت میں حصہ لیا۔ اور چھ ماہ بعد اس تحریک سے علیحدہ ہو کر جنرل سیکرٹری کے عہدہ سے بھی استعفیٰ دے دیا۔ کیونکہ آپ حصول آزادی میں ہندوؤں کی پیشوائی کے خلاف تھے۔ جب ''جمعیت علمائے ہند'' نے

ہندوؤں کی ہمنوائی کے لیے فتوے دیئے تو آپ نے ڈٹ کر اس کی مخالفت کی۔

اسی طرح جب بعض مسلم اکابرین نے گائے کی قربانی ترک کرنے کا مشورہ دیا تو اس وقت بھی آپ نے سختی سے اس خیال کی تردید کی۔

جب مسلم لیگ نے آزادی کا علم بلند کیا تو آپ نے دل و جان سے اس کی حمایت فرمائی۔ بلکہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مفتی محمد مظفر مرحوم نے مسلم لیگی سیاست میں عملی طور پر حصہ لیا اور مسلم لیگ کے جلسوں سے خطاب کیا۔ اسی طرح آپ کے ایک جانثار عقیدتمند سیٹھ احمد میمن نے بھی تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ کا یہ شیوہ خاص رہا ہے کہ جب بھی کسی مسلم لیگی لیڈر نے کوئی غلط بات کہی تو آپ نے انہیں فوراً تنبیہہ کی اور بالکل لحاظ نہ کیا۔

بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح اور لیاقت علی خان مرحوم عموماً آپ سے مشورے طلب کرتے تھے اور آپ کی ہر رائے کے لئے دیدۂ دل فرش راہ کرتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ دہلی میں ہی مقیم رہے۔ جب احباب وعقیدتمندان نے پاکستان آنے کے لیے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے فرمایا۔ آپ حضرات کو اجازت عام ہے۔ جہاں چاہیں جاسکتے ہیں۔ مگر فقیر کو یہیں رہنے دیں۔ کل قیامت کے دن اگر مولائے کریم نے پوچھا کہ ہم نے اپنا گھر تیرے سپرد کیا تھا تو اس کو کس کے رحم وکرم پر چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ تو فقیر کیا جواب دے گا؟

چنانچہ قیام پاکستان کے بعد آپ دہلی میں ہی قیام پذیر رہ کر مسلمانوں کی اخلاقی وروحانی اور مذہبی تربیت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

اپنے عقیدتمندوں اور مریدین کی دعوت پر دو مرتبہ پاکستان تشریف لاکر دورہ فرمایا اور عقیدتمندوں کی آرزوؤں کو پورا کیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 14 شعبان المعظم ۱۳۸۶ ہجری بمطابق 28 نومبر 1966ء بروز پیر کو ہوا۔ مزار پُرانوار جامع مسجد فتح پوری دہلی انڈیا میں مرجعٔ خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد پاکستان میں آپ کی جانشینی کے فرائض آپ کے فرزند ارجمند جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ ایم اے۔ پی ایچ ڈی، پرنسپل گورنمنٹ کالج مٹھی ضلع تھرپارسندھ ادا فرماتے رہے ہیں۔ جناب ڈاکٹر صاحبزادہ محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ دنیائے اہلسنت کے عظیم ترجمان ومؤرخ، ادیب اور مصنف اور اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان قادری محدث بریلی علیہ الرحمتہ کے نظریات کے عظیم مبلغ اور داعی بلکہ یوں کہہ دیا جائے تو بے جانہ ہو کہ ڈاکٹر صاحب موصوف ''ماہر رضویات ہیں''۔ بہت سی کتابیں تصنیف فرما کر عوام اہل سنت کو دے چکے ہیں۔ جن کی علماء اور مشائخ نے خوب پذیرائی کی۔ آپ کی ہر ہر کتاب کا ایک سے زیادہ بلکہ کئی کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ جو کہ نہ صرف ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد قبلہ کے لیے بلکہ عوام اہل سنت کے لیے بھی باعث اعزاز ہے۔ اہل سنت وجماعت یہ عظیم سرمایہ، اہل علم کی آنکھوں کے تارے حضرت ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی 2010ء میں ہی داغ مفارقت دیکر اس دنیا سے بظاہر رخصت ہوگئے، مگر آپ کا نام تاریخ میں ہمیشہ کے لئے زندہ رہے گا۔ انشاءاللہ۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا مفتی عطا محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم یگانہ، علامۃ الدھر، عارف کامل، ولی العصر، حضرت علامہ مولانا مفتی عطا محمد رتوی رحمۃ اللہ علیہ عالم علوم ربانی ہیں۔
آپ کی ولادت با سعادت ۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۸۸۳ء میں رتہ شریف نزد کلر کہار تحصیل و ضلع چکوال کے ایک دیندار گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی اپنے وقت کے بہترین فاضل جلیل اور عارف کامل تھے۔ جو کہ حضرت خواجہ غلام نبی للٰہی کے مرید و خلیفہ تھے۔
آپ نے قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد اپنے والد ماجد سے ہی سکندر نامہ تک فارسی کی کتب پڑھیں بعد ازاں کچھ دن موضع یوسف شاہ ضلع سرگودھا اور کچھ دن بہ بل شریف پڑھتے رہے پھر گھوٹہ ضلع ملتان میں صرف و نحو کے امام مولانا حافظ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ ان کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کر کے تین سال کے عرصے میں متن متین اور قطبی تک کتابیں پڑھیں۔ بعد ازاں استاد محترم سے اجازت لے کر دہلی لے گئے اور کوچہ بلی ماراں میں قیام کیا مگر طبیعت کو اطمینان حاصل نہ ہوا تو وہاں سے رامپور تشریف لے گئے اور وہاں اس زمانے کے شہرہ آفاق بزرگ عارف کامل مولانا فضل حق رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سات سال تک درسیات کی کتب متداولہ کی تکمیل کی جب آپ درسی کتابوں کی تکمیل سے فارغ ہو گئے تو مولانا فضل حق رامپوری نے آپ کو اپنے مدرسے میں صدر مدرس کے عہدے کی پیشکش کی لیکن آپ نے فرمایا کہ والد گرامی سے اجازت لینا ضروری ہے جب آپ نے والد گرامی سے اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا اور تاکیداً واپسی کا حکم دیا چنانچہ آپ کو مجبوراً واپس آنا پڑا۔

لِلّہ شریف کی حاضری ☆: آپ کے والد گرامی نے آپ کو بچپن میں ہی حضرت خواجہ دوست محمد للٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرزند و خلف الرشید حضرت خواجہ غلام نبی للٰہی کے دست اقدس پر بیعت کرا دیا تھا۔ رامپور سے واپسی پر آپ پہلے للہ شریف حاضر ہوئے سٹیشن پر آتے تو حضرت خواجہ محبوب الرسول رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین للہ شریف سٹیشن پر آپ کے استقبال کے لئے پہلے سے کھڑے ہوئے تھے۔
آپ کچھ دیر للہ شریف میں قیام کے بعد اپنے گھر رتہ شریف چکوال تشریف لے آئے۔

درس و تدریس کا آغاز ☆: جب آپ رتہ شریف تحصیل و ضلع چکوال میں اپنے گھر پہنچے تو آپ کے والد گرامی نے تدریس کا کام آپ کے سپرد کر دیا آپ نے دن ورات کی محنت شاقہ سے رتہ شریف جو کہ شہر سے دور دراز ایسا افتادہ دیہات تھا کو علم و عرفان کا مرکز بنا دیا اور دور دراز سے علماء طلباء آ کر تعلیم حاصل کرنے لگے۔ آپ بیس سال تک اس فریضہ کو باقاعدگی سے ادا کرتے رہے

اور ساتھ ساتھ اپنے والد گرامی سے روحانی تعلیم بھی حاصل کرتے رہے۔ کیونکہ آپ کی رامپور سے واپسی سے پہلے ہی حضرت خواجہ دوست محمد للہی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال باکمال ہو چکا تھا۔

درس و تدریس کو خیر باد کہہ کر عبادت و ریاضت اور خلق خدا کی رشد و ہدایت میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

سیرت و کردار☆: آپ اپنے زمانے کے بہترین خطیب و مقرر تھے۔ جب روح پرور آواز سے مثنوی شریف پڑھا کرتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ پوری فضا جھوم رہی ہے۔ للہ شریف میں معراج شریف کی تقریبات میں آپ کے والد گرامی نے تیس سال اور آپ نے چالیس سال تک شرکت و خطاب کیا اور حاضرین کو اپنی وجد آفرین آواز سے مستفیض کیا آپ کا وعظ نصف شب سے شروع ہو کر صبح صادق تک جاری رہتا۔ مگر سامعین کو رات گزر جانے کا احساس تک نہ ہوتا۔

آپ انتہائی پاک باز دیانتدار سخی اور تہجد گزار نیک سیرت خوبصورت اور باوجاہت شخصیت کے مالک تھے جب آپ درس و تدریس کے لئے بیٹھتے تو حاضرین پر ایک ہیبت طاری ہو جاتی کسی کو مجال نہ تھی کہ آپ کے سامنے دم مارتا دوران درس و تدریس ایک عجیب کیف و سماں بندھ جاتا کثیر تعداد میں علمائے کرام نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۰ رجب المرجب شریف ۱۳۸۶ھ بمطابق 1966ء کو موضع رتہ شریف میں ہی ہوا۔ آپ کا مزار پر انوار موضع رتہ شریف نزد کلر کہار تحصیل و ضلع چکوال میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ہاشمی رحمتہ اللہ علیہ فاضل دارالعلوم حزب الاحناف لاہور جو کہ ایک جید عالم دین اور بلند پایہ خطیب تھے۔ دین اسلام کے خلاف بری رسموں کے خلاف آپ کا مسلسل جہاد اور اصلاح معاشرہ کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے۔ وہ آپ کے جانشین منتخب ہوئے انہی کی سربراہی میں آپ کا سالانہ عرس مبارک نہایت عقیدت و احترام سے منایا جاتا رہا ہے۔

مفتی عبدالقدوس کاشمی کا 1988 میں وصال ہو چکا ہے آج کل موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ ناصر جمیل ہاشمی صاحب اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سلسلہ کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ملکی سیاست میں بھی سرگرمِ عمل ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا محمد علی جماعتیؒ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان فقر و معدن اسرار، مست مشاہدہ نور الانوار سر حلقۂ ارباب صدق و یقین حضرت مولانا علی محمد جماعتی رحمتہ اللہ علیہ سلطان العاشقین ہیں۔

ولادت باسعادت ☆: آپ کی ولادت باسعادت موضع فتووالہ مضافات فیروز پور میں ہوئی۔ باپ دادا نہایت نیک سیرت اور پاک باز تھے۔ آپ انصاری برادری سے تعلق رکھتے تھے ذریعہ معاش کھیتی باڑی رہا۔ جب سن شعور کو پہنچے تو آپ نے اپنے والد بزرگوار سے قرآن کریم پڑھا۔ آپ کے والد گرامی تقریباً چھ ماہ تک سخت علیل رہنے کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار کی بیماری کے دوران بہت خدمت کی یہاں تک کہ کاروبار معطل ہو گیا۔ اس پر انہوں نے حد درجہ خوش ہو کر فرمایا کہ بیٹا اس بات کی پرواہ نہ کرنا کہ تم کاروبار نہیں کرتے تو رزق کہاں سے آئے گا تمہیں اللہ تعالیٰ کبھی محتاج نہ کرے گا۔ اور یونہی ہوا سن بلوغت سے پہلے سلسلہ ازواج سے منسلک کر دیئے گئے تھے۔ پندرہ برس کی عمر میں پروردگار عالم نے پہلا بچہ عطا فرما دیا تھا آپ نہایت تنومند اور طاقت ور تھے۔ جب آٹھ بچے ہو گئے تو آپ نے دینی علوم کی تحصیل کا قصد فرمایا فیروز پور چھاؤنی فتووالہ سے کچھ فاصلے پر تھی ان دنوں مولانا محمد حسین جو اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کے فیض یافتہ اور زبردست عالم تھے۔

آپ روزانہ مولانا کے ہاں یہ طویل سفر طے کر کے جاتے۔ روز ظہر کی نماز واپس فتووالہ آ کر پڑھتے تھے۔ انہی دنوں مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ بھی کچھ عرصہ کے لئے آپ کے ہاں قیام پذیر رہے۔ اور مولانا محمد حسین سے علم حاصل کرتے تھے۔ مولانا محمد حسین کو مولانا محمد عمر صاحب سے حد درجہ پیار تھا۔ دوران تعلیم آپ کو فیروز پور انجن شیڈ میں امامت و خطابت مل گئی۔ تو آپ فتووالہ سے فیروز پور منتقل ہو گئے پھر وہاں آپ پلٹن میں روزانہ تین کوس کا فاصلہ طے کر کے جاتے اور ظہر کی نماز آ کر پڑھاتے۔

فیروز پور میں حضرت امیر ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری علیہ الرحمۃ تشریف لائے تو آپ حاضر خدمت ہو کر بیعت سے مشرف ہو گئے۔ پیر صاحب علیہ الرحمۃ کو مولانا سے اس درجہ پیار تھا کہ جب مولانا آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تو آپ انہیں عام مریدوں کے ساتھ نیچے نہ بیٹھنے دیتے بلکہ ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھا لیتے انجن شیڈ میں آپ نے تقریباً ۲۷ سال گزارے اس طویل عرصہ میں آپ نے دین مصطفوی کے فروغ کے لئے حد درجہ کوشش کی یہاں تک کہ آپ کے تلامذہ اور معتقدین کا ایک خاصہ حلقہ بن گیا۔ جناب الحاج نور محمد صاحب فیروز پوری لاہوری اور الحاج محمد حسین صاحب۔ (حسین ڈیزل انجن لاہور والے) آپ کے وہیں

سے معتقد ہیں اور قیام پاکستان کے بعد بھی تادم زیست مولانا کی خدمت کرتے رہے۔ انجمن شیڈ میں آخری سال حضرت سیّد محمد اسماعیل شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کرمانوالے بلاناغہ آپ کے پیچھے نماز جمعہ ادا کرتے رہے معمول یہ تھا کہ شاہ صاحب نماز جمعہ سے قبل ہی تشریف لے آتے اور آپ اُن کی پرتکلف دعوت کرتے حالانکہ آپ کا مشاہرہ صرف پچیس روپیہ ماہوار تھا۔ قیام پاکستان کے بعد جب انجمن شیڈ کا سارا عملہ لائل پور موجودہ فیصل آباد منتقل ہوا تو بحیثیت امام آپ کو بھی جانا پڑا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے چندہ اکٹھا کر کے ایک عالی شان مسجد بنوائی جو رہتی دنیا تک آپ کی یادگار رہے گی۔

آپ کا محدث اعظم سے تعلق ☆: فیصل آباد میں اُن دنوں محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ تشریف لا چکے تھے۔ آپ نے اُن سے کہا کہ آپ مدرسہ کی تشکیل کریں۔

چنانچہ مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ نے ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کوشش شروع کر دی اور بے حد تعاون کے لئے آپ بھی کوشاں رہے۔ چنانچہ مدرسے کی کچھ صورت بنی تو محدث اعظم پاکستان نے کتابوں کی کمی کی شکایت کی تو آپ نے یقین دلایا کہ آپ کام شروع کریں کتابیں میں مہیا کروں گا۔

چنانچہ آپ نے درسی کتب کا کافی ذخیرہ اپنی ذاتی کتب میں سے پیش کر دیا اور دارالعلوم کا کام شروع کر دیا گیا اس طرح آپ اس مدرسے کے بنانے والے بھی ہوئے لائل پور انجن شیڈ میں آٹھ سال ڈیوٹی دینے کے بعد ریٹائر ہو گئے اس کے بعد آپ قصور آ گئے اور دین حق کی تبلیغ کرنے کوٹ ال گڑھ کی چھتی گلی والی مسجد میں کام شروع کر دیا پھر کوٹ حلیم خان کی قدیم جامع مسجد میں فرائض خطابت بھی انجام دیتے رہے اُن دنوں یہاں کے امام مسجد مولوی محمد سبحان فیروز پوری تھے۔ قصور میں آپ کے متعلمین میں سے جناب شاہ محمد چشتی سیالوی مولوی سردار محمد خطیب جامع مسجد کوٹ حلیم خان اور مولوی برکت اللہ قصوری ہوئے۔ آپ نہایت متقی عابد و زاہد بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے کتب بینی کا سلسلہ بستر وصال پر بھی جاری رہا۔ آپ کے تین لڑکے تھے۔ جنہیں قضائے الٰہی نے دبوچ لیا تھا۔ آخری عمر میں مریض ہو گئے تھے۔

وصال باکمال ☆: وصال سے چھ ماہ قبل ہی آپ نے بتا دیا تھا کہ ہاڑ کے مہینے میں میرا وصال ہوگا۔ چنانچہ چھبیس ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ بمطابق ۱۲ جولائی 1969ء ۲۹ ہاڑ بروز ہفتہ صبح ۸ بج کر ۵۰ منٹ پر آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کو کوٹ ال گڑھ ضلع قصور کے قبرستان میں جنازہ گاہ کے شمال مشرق کنارے میں سپرد لحد کر دیا گیا۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک باقاعدہ پورے اہتمام و انتظام سے ہوتا ہے۔

آپ کے مزار پر آج بھی اہل عقیدت حاضری دیکر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ اور اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے مالا مال کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سیّد محمد فضل شاہ گیلانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: نیرّ فیض بخش ھدیٰ، مردِ حقیقت آگاہ، پروردہ لطف رسولِ مدنی، رونق بزم عاشقاں، قبلۂ طالبان، مدرس مسائل عشق وعرفان، محدث وجدو پیان حضرت پیر سیّد محمد فضل شاہ گیلانی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت پیر سیّد حیدر شاہ بن حضرت پیر خواجہ سیّد احمد نبی المعروف زلفاں والی سرکار بن حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ بن حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ بن حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ تیراہی علیہم الرضوان کی ولادت باسعادت حضرت خواجہ سیّد پیر حیدر شاہ نقشبندی چوراہی کے گھر ہوئی۔

گھر کا ماحول چونکہ شروع ہی سے علمی اور روحانی تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد کا فیضان وعرفان پوری دنیا میں تسلیم کیا جاچکا ہے ایسے روحانی ماحول میں آپ کی تعلیم وتربیت اپنے گھر میں ہوئی بعد ازاں حصول علوم دینیہ اور کتب متداولہ کی تکمیل کے لئے آپ نے مختلف مدارس میں مختلف اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے اور تھوڑے ہی عرصے میں علم وعمل کا بحر بے کنار بن کر واپس گھر لوٹے۔ گھر میں آتے ہی والد گرامی کے پاس آنے والوں کی خدمت ودلجوئی میں مصروف ہوگئے۔ ہر آنے والے مہمان کی اس قدر خدمت وعزت کرتے کہ مہمان شرمندگی محسوس کرنے لگتا۔ آپ بار بار اصرار کر کے مزید خدمت کا مطالبہ فرماتے۔

آپ کی ذات والا صفات کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آنے والا سائل کتنا ہی مصیبت زدہ کیوں نہ ہو کتنا ہی تھکا ہوا کیوں نہ ہو۔ آپ کی خدمت میں حاضری کی دیر ہوتی اور ابھی وہ لب پر اپنی بات لاتا بھی نہ تھا کہ آپ کے اخلاق کریمانہ سے مرصع اور بھرپور ہمدردی کے جملے اس کی آدھی تکلیف اور تھکن کو دور کر دیتے تھے۔ آپ خانوادہ چوراہیہ میں ضرب المثل تھے۔ آپ نے اپنے اسلاف کی تعلیمات کا صحیح معنوں میں امین اور وارث بن کر مسند چوراہیہ کی سجادگی کا حق ادا کر دیا تھا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ علوم ظاہری کی تکمیل کے فوراً بعد اپنے والد گرامی حضرت خواجہ پیر سیّد حیدر شاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز اور صاحب ارشاد ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ انتہا درجہ کے نیک متقی وپرہیز گار عبادت وریاضت میں یگانہ روزگار فقر وفاقہ میں عدیم المثال زہد وتقویٰ میں فرد فرید تھے تمام عمر ہر وقت باوضو رہنا آپ کا معمول تھا۔ ہر وقت عشق رسول ﷺ کے سمندر میں غوطہ زن رہتے۔ مدینے کے تاجدار امام الانبیاء علیہ التحیتہ و الثنا کی ذات وصفات کی ہر ہر سنت پر عمل پیرا ہونے کی پوری سعی فرماتے۔ سنت رسول ﷺ پر عمل کا کوئی موقع خالی نہ جانے دیتے بلکہ اکثر مریدین وعقیدت مندان سے فرماتے کہ اگر آخرت میں فلاح چاہتے ہو تو آج سے سنتوں کا

اہتمام شروع کر دو خدا کے فضل و کرم کی بارش اور مدینے والے کی انوار و تجلیات تم پر برسنا شروع کر دیں گی۔

گفتگو میں اس قدر مٹھاس کے آنے والے کی آدھی تکلیف آپ کی بات سن کر دور ہو جاتی اخلاق میں اس قدر اعلیٰ درجہ کے مالک تھے کہ ہر آنے جانے والے کو محبت سے ملتے آنے والے اکثر احباب آپ کے اخلاق کریمانہ سے متاثر ہو کر اپنی واپسی کا وقت بھی بھول جاتے اور آپ کے گرد اس طرح جمع رہتے جیسے چاند ستاروں کے جھرمٹ میں گھرا ہوا نظر آتا ہے۔

تمام عمر نماز تہجد باقاعدگی سے ادا فرماتے رہے۔ تہجد کے کچھ دیر بعد ذکر نفی و اثبات فرماتے بعد ازاں نماز فجر ادا کر کے اشراق اور چاشت کے نوافل ادا فرما کر کچھ دیر آرام فرماتے اور پھر دن بھر آنے جانے والے زائرین سے ملاقات و معانقہ فرماتے۔

دوپہر کے لنگر پر چونکہ ایک جم غفیر آپ کے پاس موجود رہتا تھا۔ اس لئے کھانا بھی انہی عقیدت مندان کے ہمراہ تناول فرماتے۔

نماز ظہر باجماعت ادا فرما کر اپنے اوراد و وظائف مکمل فرماتے نماز عصر ادا کر کے باقی ماندہ ملاقاتی حضرات اور نئے آنے والے مہمانوں سے ملاقات، ہر آنے والے ملاقاتی کو جاتے ہوئے کچھ نہ کچھ تبرک ضرور پیش فرماتے۔

مہمان نوازی چونکہ ورثہ میں ملی ہوئی تھی اس لئے آپ کی مہمان نوازی اور خاطر تواضع ضرب المثل تھی۔ آپ کو خدا نے جس طرح باطنی طور پر حسنِ علم و عرفان اور انوار و تجلیات سے نوازا ہوا تھا اسی طرح خداوند قدوس نے ظاہری طور پر بھی حسن و عمل کی دولت سے مالا مال کیا ہوا تھا جو بھی ایک مرتبہ آپ کا چہرہ پُر انوار کی زیارت کرتا گرویدہ ہو کے رہ جاتا تھا۔

سخاوت میں بھی آپ ید طولیٰ رکھتے تھے سائل کو ضرورت سے زیادہ عطا کرنا آپ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ غربا، مساکین، بیواؤں اور یتیموں کی دل کھول کر امداد فرماتے۔ آپ کے بارے میں اکثر بزرگوں کی زبانی یہ بات شہرت کو پہنچی ہے کہ بہت سے مفلوک الحال گھرانے آپ کی جیب خاص سے پل رہے تھے۔ جس کا آپ کے اہل خانہ اور دیگر خدام تک کو علم نہ تھا۔ جب آپ کا وصال با کمال ہوا تو ان لوگوں نے اپنی زبانی جب اس کا اظہار کیا تو گھر والوں کو علم ہوا جس کو آج تک آپ کے دونوں صاحبزادگان حضرت پیر سیّد محمد کبیر علی شاہ گیلانی اور حضرت پیر سیّد محمد شبیر علی شاہ گیلانی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کی امداد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جو کہ آپ کی طرف سے صدقہ جاریہ ہے۔

آپ دین مصطفیٰ ﷺ کے علم کے حصول کے لئے آخری وقت تک کوشاں رہے۔ مطالعہ کی وسعت یہ تھی کہ بات زبان پر آنے کی دیر ہوتی اور فوراً کتاب کھل کر سامنے آ جاتی۔ آپ نے تمام عمر علم اور اہل علم کے ساتھ پیار کیا بالخصوص علمائے کرام سے بڑی ہی شفقت فرماتے اور ان کی ہر طرح سے خدمت و عزت فرماتے رہنا آپ کا شعار تھا۔

تمام عمر کوئی کام خلاف شریعت نہ کیا اگر آپ کے سامنے کوئی شخص غیر شرعی حرکت کا مرتکب ہوتا تو بڑے ہی دھیمے انداز اور اخلاق سے اس کی اصلاح اس انداز سے فرماتے کہ وہ نہ صرف نادم ہوتا بلکہ عمر بھر کے لئے تائب ہو کر دین اسلام کے احکامات پر عمل پیرا ہو جاتا۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال ۱۳۸۹ھ بمطابق ۱۹ مئی 1969ء کو اپنے والد گرامی حضرت پیر سید حیدر شاہ بادشاہ علیہ الرحمۃ کے وصال با کمال کے ۵ برس بعد ہوا۔

مزار پُر انوار چوراشریف میں آج بھی مرجع خلائق عام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کونور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت پیر سیّد محمد کبیر علی شاہ نقشبندی مجددی اور مبلغ عالم اسلام نمونہ سلف صالحین فخر السادات حضرت پیر سیّد محمد شبیر علی شاہ گیلانی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی پوری دنیا میں آپ کے مشن کی تکمیل کیلئے کوشاں اور سرگرم عمل اور آپ کی مکمل عملی تصویر بن کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے وارث اور امین ثابت ہوئے ہیں۔

حضرت قبلہ الحاج پیر سید محمد شبیر علی شاہ صاحب وعدے کے پکے اور میدان عمل کے عظیم سپہ سالار اور ڈھڑے باز رازدار شخصیت کے مالک ہیں اپنا ہو یا بیگانہ ہر شخص کو محبت و پیار سے ملنا آپ کی طبیعت کا خاصا ہے۔ آپ نے اپنے قول وفعل اور عملی کردار سے دربار عالیہ چوراشریف کا سجادہ ہونے کا صحیح معنوں میں حق ادا کیا ہے۔

آپ ایک جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین خطیب بھی ہیں، فن خطابت پر آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے، آپ ایک نبض شناس خطیب ہونے کی حیثیت سے عوامی جذبوں کے ترجمان بھی ہیں، اجتماع چاہے کتنا ہی کیوں نہ ہو مائک پر آنے کے بعد پورے اجتماع کو اپنے قابو میں رکھنا آپ کے لئے ایک کھیل ہے۔ حضرت پیر سید محمد شبیر علی شاہ صاحب مدظلہ العالی اندرون و بیرون ممالک میں علمائے کرام مشائخ عظام میں اپنے علموعمل، قول وفعل اور ظاہری و باطنی حسن کی بدولت نہایت ہی عزت واحترام سے دیکھے جاتے ہیں۔

حضرت پیر سید محمد شبیر علی شاہ صاحب گیلانی مدظلہ آستانہ عالیہ میں ایک منتظم المز اج شیخ طریقت ہیں، تعمیری کام ہو یا عرس مقدس کے انتظامی معاملات سب کو نہایت احسن انداز سے کنٹرول کرنا اور کسی بھی قسم کی بدنظمی کا نہ ہونے دینا، یہ آپ کی خداداد صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

فقیر راقم الحروف کا حضرت پیر سید محمد شبیر علی شاہ صاحب سے قلبی تعلق ورابطہ ہے، فقیر پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں، فقیر کی اہلیہ وصاحبزادی اور دخترِ نسبتی حضرت پیر الحاج سید محمد شبیر علی شاہ صاحب مدظلہ العالی کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت سے شرف یاب ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سید ولایت شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ : پروردۂ نگاہ نبوت وولایت، شہباز قضائے تجرید وتفرید، جلیس مسند حق الیقین، پاسبان مسلک مجددیہ حضرت پیر سید ولایت شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آئینۂ جلال و جمال ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۰۶ ہجری بمطابق 1888ء کو موضع رانیوال سیداں ضلع گجرات میں عارف ربانی، مرشد لاثانی حضرت پیر سید احمد شاہ علیہ الرحمتہ کے علمی وروحانی گھر میں ہوئی۔

آپ حسینی سید ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔ آپ کی ابتدائی تربیت اور تعلیم کا سلسلہ اپنے گھر میں ہی اپنے بزرگوں سے مکمل ہوا۔ بعد کو علوم متداولہ کے حصول کے لیے علامہ زماں حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ بہاولپور اور جامعہ نعمانیہ لاہور کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے علوم دینیہ میں کمال درجہ کو پہنچ کر سند فراغت حاصل کی اور واپس اپنے گھر گجرات آ کر درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

بیعت وخلافت ☆ : آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد از تکمیل مجاہدات کے امیر ملت سے ہی خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

سیرت وکردار ☆ : آپ ایک بلند پایہ خطیب اور جادو بیان مقرر تھے۔ بڑے بڑے جلسوں میں عوام کو اپنی سحر بیانی میں مسحور کر دیتے تھے۔ آپ مذاہب باطلہ کی تردید قوی دلائل سے فرماتے تھے۔ تاکہ مخالف فریق کو دوبارہ بولنے کی جرأت نہ ہو۔ بالخصوص پنجاب میں وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں، مودودیوں اور نجدیوں کا زور توڑنے میں آپ کا اور آپ کے صاحبزادگان کا بہت بڑا عمل دخل ہے۔

آپ انجمن خدام الصوفیہ گجرات کے روح رواں تھے۔ تحریک خلافت، تحریک مسجد شہید گنج اور تحریک پاکستان میں اپنے شیخ طریقت حضرت محدث علی پوری کے ہمراہ شانہ بشانہ کام کیا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے خطیب اسلام تیغ بے نیام حضرت علامہ پیر سید محمود شاہ گجراتی علیہ الرحمتہ تو پاکستان مسلم لیگ کے باقاعدہ ممبر تھے۔ انہوں نے مسلم لیگ کی حمایت کے لیے پنجاب بھر کا دورہ کیا۔ گجرات میں آپ کے نام سے منسوب ایک مسجد جامع مسجد شاہ ولایت جوان کے فن تعمیر کا منہ بولتا ثبوت اور گوناگوں خصوصیات کی حامل ہے۔

آپ ہمیشہ سادہ اور بہت کم خوراک کھاتے تھے۔ اسی طرح آپ کا لباس بھی بالکل سادہ مگر باوقار ہوتا تھا۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ

وسلم آپ کے سینے میں سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارتا تھا۔ تمام عمر اپنے بزرگوں اور شیخ طریقت کے نقش قدم پر چلتے رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۹۱ ہجری بمطابق 31 جولائی 1971ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار آپ کے نام سے تعمیر کردہ مسجد شاہ ولایت گجرات شہر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت پیر سید محمود شاہ گجراتی علیہ الرحمۃ جانشین مقرر ہوئے جو بلند پایہ خطیب اور عالم باعمل اور بہت زیرک و بہادر اور قوعا اعصاب کے مالک تھے۔ جن کا وصال ہو چکا ہے۔

آپ کے دوسرے صاحبزادے پیر سید حامد علی شاہ گجراتی علیہ الرحمۃ نے فن خطابت میں پوری دنیا میں اپنا لوہا منوایا ہے خطابت کے میدان میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے، مدت دراز تک کمپنی باغ سرگودھا کی جامع مسجد کے خطیب رہے۔ آخری العمر طویل علالت کے بعد ان کا بھی وصال باکمال ہو گیا۔ غالباً آجکل حضرت صاحبزادہ سید سعید احمد شاہ گجراتی مدظلہ العالی اپنے بزرگوں کے سجادہ نشین ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ پیر محمد اکبر علی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ولی ابن ولی، متصرف بہ تصرفات، صاحب کشف و کرامات و کمالات حضرت خواجہ پیر محمد اکبر علی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 18 رمضان المبارک ۱۳۱۴ ہجری بمطابق 21 فروری 1897ء ماہ پھاگن 1953 بکرمی کو بمقام کوٹلی بن تحصیل رجوری ریاست جموں وکشمیر میں اپنے وقت کے عظیم شیخ کامل حضرت خواجہ محمد شہباز سلطان قادری علیہ الرحمتہ کے علمی و روحانی گھر میں ہوئی۔

آپ کے والد گرامی علم جفر میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ انہوں نے آپ کی پیدائش کے بعد ہی بتا دیا تھا کہ یہ لڑکا اپنے وقت میں قوم کا سردار اور باکمال درویش ہوگا۔ اور اکثر سفر میں رہے گا۔

آپ بچپن ہی سے نفاست پسند، باحیاء اور خاموش طبیعت کے مالک تھے۔ اوائل زندگی میں ہی آپ کے والد گرامی کا وصال ہو گیا تھا۔ اس کے بعد آپ کی پرورش کا تمام تر بوجھ آپ کے برادر اکبر حضرت خواجہ محمد عبداللہ سلطان کے سر پر آ پڑا۔ جس کو انہوں نے بحسن و خوبی سرانجام دیا۔

آپ نے علوم دینیہ کی مکمل تعلیم حاصل کی اور بعد ازاں فوج میں ملازمت اختیار کر لی۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت سید محمد جعفر شاہ نقشبندی علیہ الرحمتہ سجادہ نشین حضرت شاہ دولہ ولی گجرات کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر صاحب ارشاد ہوئے۔

جب آپ اپنے مرشد حضرت سید محمد جعفر شاہ علیہ الرحمتہ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے اپنی نگاہ فراست واعانت سے سعادتِ ازلی دیکھتے ہی آپ کو پہچان لیا اور بیعت ے بعد بہت جلدی سے آپ کو تحصیل مراتب و مکاشفات طے کروا کر خلافت و اجازت سے مالا مال فرما کر فائز المرام کیا اور بوقت وصال اپنے مریدین کو روحانی تشنگی کی سیرابی کے لیے آپ ہی کی طرف اشارہ فرمایا۔

خطاب شہباز گری ☆: مرشد کی بارگاہ سے خرقۂ خلافت کے حصول کے بعد آپ کو کچھ دنوں کے بعد قطب دوراں حضرت خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی نقشبندی علیہ الرحمتہ چچیاں شریف آزاد کشمیر کی زیارت ہوئی تو فوراً اپنے گھر سے چچیاں شریف کھڑی شریف نزد میرپور آزاد کشمیر حضرت خواجہ سلطان عالم کی بارگاہ میں قدمبوس ہوئے اور ایک ہفتہ میں تمام سیر سلوک مجددیہ کی تکمیل فرمائی۔ جس کے

باعث آپ فیوضات نقشبندیہ مجددیہ کے مجمع البحرین ثابت ہوئے۔ اس موقع پر حضرت خواجہ سلطان عالم صدیقی علیہ الرحمتہ نے آپ کو شہباز طریقت بلکہ شہباز گر کا خطاب خصوصی عنایت فرمایا۔

حضرت خواجہ سلطان عالم نقشبندی علیہ الرحمتہ سے ملاقات کے بعد آپ نے فوج کی نوکری چھوڑ دی۔ اور پنجاب کے معروف روحانی شہر پاکپتن شریف کو تبلیغ اسلام اور رشد و ہدایت کا مرکز بنا کر مستقلاً مقیم ہو گئے اور وہاں محلہ پیر کریاں میں خانقاہ قائم کر کے سلسلہ رشد و ہدایت میں مشغول ہو کر لاتعداد افراد کے سینوں کو نور معرفت اور فیوضات باطنیہ سے معمور فرمایا اور لاتعداد بھٹکے ہوؤں کو صراط مستقیم پر گامزن کیا۔

سیرت و کردار☆: آپ کی زندگی کے اکثر لمحات کشمیر کی بلند و تاریک پہاڑوں کی چوٹیوں اور غاروں میں گزری۔ جہاں آپ معتکف رہ کر عبادت و ریاضت اور مجاہدات میں مصروف رہتے۔ درود شریف کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ درود شریف سے والہانہ محبت کے نتیجہ میں آپ کے سینے سے خوشبو مہک آتی تھی۔ جس سے بیٹھنے والی جگہ کا ماحول معطر رہتا تھا۔ ذکر و فکر کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ پونچھ کی مرکزی جامع مسجد میں محو ذکر تھے کہ ذکر کی محفل کے دوران جب اللہ ھُوْ کی ضرب لگائی تو پوری مسجد لرزنے لگی۔

آپ نے رشد و ہدایت کے سلسلہ میں سب سے پہلے اپنی ذات پر احکامات شرعیہ کی پابندی کو لازم رکھا اور مریدین کو بھی ہمیشہ یہی تعلیم فرماتے تھے۔ گویا آپ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اور سیرت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کی یاد دلاتا تھا۔ آپ کے دل میں احیائے دین و سنت اور قطع بدعت و ضلال کی اسی تڑپ کا اظہار آپ کی قائم کردہ دینی درسگاہ جامع نقشبندیہ رضویہ پاکپتن شریف سے ہوتا ہے۔ جہاں آپ نے مسلک اہل سنت کی ترویج و اشاعت کے وہ کام کیے جن کا اثر قیام قیامت جاری و ساری رہے گا۔ آپ نے اپنے تبلیغی دوروں سے عدم فرصت کی بنا پر اپنے مدرسہ کی نظامت اپنے بڑے صاحبزادے ابوالطاہر محمد نقشبندی صاحب مدظلہ کے سپرد فرما دی۔ جنہوں نے اپنی انتھک محنت و کاوش سے اس ادارہ سے بے شمار فاضل و عالم اور حفاظ و قرأ کو تکمیل کے بعد اسناد فراغت دے کر رخصت فرمایا۔ جو ملک کے مختلف حصوں میں خدمت دین متین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ جس کا علمی فیضان تا حال جاری و ساری ہے۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ نے طریقت نقشبندیہ میں 25 افراد کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا۔ آپ کے تمام خلفاء صاحب ذوق و وجدان ہیں۔ یہ آپ ہی کی تعلیمات کا اثر ہے کہ آپ کے دونوں صاحبزادے جناب حضرت صاحبزادہ ابوالطاہر محمد نقشبندی اور صاحبزادہ ابوالحسن فقیر محمد نقشبندی مدظلہ العالی آپ کے بہترین خلف الرشید ثابت ہوئے اور اپنی اپنی مسانید پر بڑی ہی خوش اسلوبی سے دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کر رہے ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال 5 شوال المکرم ۱۳۹۱ ہجری بمطابق 24 نومبر 1971ء بروز بدھ گیارہ بجے دن کو ہوا۔ مزار پُر انوار پیر کریاں پاکپتن شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر فضل عثمان مجددی کابلی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ہادی حق پسنداں، شاہسوار دردمنداں، مرشد با استحقاق، حضرت پیر فضل عثمان نقشبندی مجددی کابلی رحمتہ اللہ علیہ ایک علمی مذہبی روحانی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۹ھ بمطابق 1901ء میں شور بازار کابل میں ایک دینی رہنما اور سیاسی رہبر حضرت نور المشائخ پیر محمد فضل عمر علیہ الرحمۃ کے ہاں ہوئی آپ کی ابتدائی پرورش آپ کے دادا حضرت غلام قیوم علیہ الرحمۃ نے کی۔ جو سلسلہ مجددیہ کے برگزیدہ بزرگ اور قطب وقت تھے۔

آپ نے بہت ہی قلیل عرصہ میں علوم معقول اور منقول سے فارغ ہو کر اپنے والد بزرگوار حضرت نور المشائخ سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ قیومیہ میں بیعت کی۔ اور تبلیغ دین اسلام میں مشغول ہو گئے۔ جب افغانستان کے فرمانروا غازی امان اللہ خان نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تو جنوبی افغانستان میں تل کے مقام پر آپ نے بھی بھرپور حصہ لیا۔ جب بچہ سقہ نے غازی امان اللہ خان کے خلاف غدر مچایا تو آپ نے غازی امان اللہ کی بھرپور حمایت کی۔ جس کی پاداش میں آپ کو قید و بند کی مصیبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں لیکن اتنی تکالیف برداشت کرنے کے باوجود بھی آپ کے پائے استقلال میں سرمو فرق نہ آیا۔ جب امان اللہ نے تاج و تخت سے علیحدگی کا اعلان کیا تو آپ تاشقند چلے گئے اور پھر نادر شاہ کے زمانے میں واپس کابل آ گئے۔

پاکستان سے محبت آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ۱۹۵۴ء میں افغانستان نے پاکستان پر حملہ کرنے کے لئے علماء سے جہاد کا فتویٰ حاصل کرنے کی کوشش کی تو آپ نے ڈٹ کر مخالفت کی۔ چنانچہ اس وجہ سے آپ کی جائیداد ضبط کر لی گئی اس کے بعد آپ فریضہ حج ادا کرنے کے لئے چلے گئے واپسی پر پاکستان تشریف لائے اس دوران افغان حکومت نے آپ کے پاسپورٹ کی توسیع کیلئے انکار کر دیا مگر حکومت پاکستان نے آپ کو سرکاری مہمان کی حیثیت سے پاکستان میں قیام کی پیشکش کی اور لاہور میں رہائش کا بندوبست کر دیا۔ گیارہ برس کے بعد ظاہر شاہ نے واپسی کی دعوت دی تو آپ نے انکار کر دیا پاکستان کے طول و عرض میں آپ کے مریدین کا جال پھیلا ہوا ہے۔ آپ تادم زیست مذہب و ملت کے لئے خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۹۳ھ بمطابق ۱۹ اپریل ۱۹۷۳ء بروز جمعرات لاہور ہی میں ہوا اور میت بذریعہ طیارہ کابل لے جائی گئی مزار فیض آثار کابل میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت مولانا قاضی زین العابدین دہلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کی ولادت باسعادت حضرت حافظ غیاث الدین تارک الدنیا بن حضرت قاضی رحیم الدین کے گھر واقع محلہ پہاڑ گنج شہر دہلی میں ۹، ذوالحجہ ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء کو ہوئی۔

آپ کے جد بزرگوار قاضی رحیم الدین شاہانِ مغلیہ کے ادوار سے محکمہ قضاء کے عہدے پر فائز تھے اور آپ کا خاندان ''شاہی قاضیوں'' کے نام سے موسوم تھا۔ آپ کے والد قاضی حافظ غیاث الدین بحالت جوانی میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ان کے وصال کے وقت آپ کی عمر صرف ڈھائی سال تھی۔ آپ کی نگہداشت اور پرورش اپ کی والدہ مکرمہ کے ظل عاطفت میں انجام پذیر ہوئی۔

تعلیم وتربیت☆: آپ نے ابتدائی تعلیم اردو وحفظ قرآن کی سعادت بعمر گیارہ سال میں حافظ عبدالقادر سے حاصل کی۔ دارالعلوم فتحپوری دہلی کے ''شعبہ فارسی'' میں داخلہ لیا۔ جناب منشی مرزا سے آمدنامہ، کریما، پندنامہ، عطار، گلستان، بوستان سعدی، وبہارستان جامی وغیرہ اہم کتب متداولہ کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۱۶ء میں عربی کی ابتدائی تعلیم کے لئے اسی مدرسے کے ''شعبہ عربی'' میں داخلہ لیا۔ اس کے بعد سات سال تک مسلسل نہایت تندہی اور سعی بلیغ کے ساتھ تحصیل علوم عربیہ میں مصروف ومشغول رہے۔ علم فقہ و تفسیر علامہ مفتی اشفاق الرحمٰن سے حاصل کیا، علم منطق وفلسفہ علامہ عبدالرحمٰن (متوطن حیدرآباد دکن) سے اکتساب کیا۔ دیگر علوم وفنون کے علاوہ صحاح ستہ (احادیث شریف) علامہ مولانا احمد علی محدث میرٹھی اور علامہ مولانا سلطان محمود سے پڑھیں۔ ۱۹۲۶ء کو فارغ التحصیل ہوکر دستار فضیلت سے مشرف ہوئے۔

بیعت وخلافت☆: قاضی صاحب حسب دستور بوقت صبح نماز فجر درس قرآن پاک فرمارہے تھے ناگاہ، پناہ بے کساں، واقف راہ یزدانی، غواص بحار معانی، آیۃ من آیات اللہ، معدن حلم وحیا، حضرت الحاج مولانا خواجہ عبدالسلام نقشبندی قدس سرہ (متوفی ۱۹۴۹ء، مدفون بہادر گنج، سلطان پور، ضلع مرادآباد، صوبہ یوپی، انڈیا) اثنائے وعظ میں تشریف لائے۔ پہلی ہی نگاہ میں متاثر اور بے قرار ہوگئے۔ بالآخر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوکر صحبت عالیہ سے اکتساب فیض فرمانے کے بعد کمالات فنا وبقا کی دولت لازوال سے مزین ہوکر خلافت سے ممتاز ومتمیز ہوئے۔ آغاز سلسلہ رُشد وہدایت بعد حصول خلافت سلسلہ رشد وہدایت کا آغاز ہوا۔ بہت سے طالبان صادق آپ کے مرید ہوگئے۔ آپ کا معمول تھا کہ بعد نماز عشاء حلقہ میں بیٹھتے اور طالبان صادق کے قلوب کو اپنی توجہ باطنی اور

نسبت روحانی سے فیض پہنچا کر توجہ الی اللہ کی دولت سے مشرف فرماتے۔ چونکہ آپ نہایت قوی نسبت رکھتے تھے جس کے باعث بہت جلد مریدین پر اس کا اثر ظاہر ہو جاتا تھا اور قلیل عرصے میں لوگ اجزائے ذکر ومحویت سے سرشار ہو کر اپنی یافت وذوق کا اظہار فرمانے لگتے تھے۔ آپ صاحب کشف وکرامات تھے۔ پیر کامل وہ ہے جو خود مشاہدہ کرے اور دوسروں (مریدوں) کو بھی مشاہدہ کرادے۔

درس وتدریس☆: بعد تحصیل علوم دینیہ ۱۹۲۶ء تادم تقسیم ہندو پاک ۱۹۴۷ء تک ۲۱ سالہ دور زندگی آپ کا شہر دہلی میں گزرا۔ ۱۹۴۷ء تاوقت رحلت ۱۹۷۴ء تک ۲۷ سالہ دور زندگی ملک خداداد پاکستان شہر کراچی میں گزرا۔ اس طرح آپ نے ۴۸ سالہ زندگی درس وتدریس تبلیغ دین اسلام اور محافل ذکر اذکار میں بسر فرمائی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد دہلی کے محلہ پہاڑ گنج میں مسجد قاضیان میں بوقت صبح بعد نماز فجر قرآن پاک اور حدیث شریف کا درس سلسلہ وار روزانہ بلاناغہ شروع کر رکھا۔ اس کے ساتھ ''مدرسہ مصباح العلوم'' کی تشکیل دی۔ اس طرح درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

امامت وخطابت☆: قیام پاکستان کے بعد شہر کراچی تشریف لائے اور محلہ رنچھوڑ لائن پنکھا لائن میں مستقلاً رہائش اختیار کر لی اور تادم حیات یہیں مقیم رہے اور یہیں جامع مسجد صدیقی میں امامت وخطابت اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ بعد نماز فجر جامع مسجد صدیقی میں درس فرماتے اور بعد نماز عشاء مریدین طالبان حق کی سہولت کے لئے جامع مسجد صابری (رنچھوڑ لائن) میں حلقہ قائم فرما کر راہ سلوک کی تعلیم دیتے تھے۔ جامع مسجد آرام باغ کے منتظمین کے اصرار کے پیش نظر بعد نماز عشاء عرصہ دراز تک درس دیا، ہزارہا انسانوں کو ہدایت ومعلومات دینی حاصل ہوئی۔

سیرت وکردار☆: آپ کی خوش خلقی وہر دلعزیزی کے باعث اطراف وجوانب سے طالبان علوم دینیہ نے لبیک کہا اور خوب استفادہ کیا۔ شب بیدار، خلوص وللٰہیت کے پیکر، اخلاق کے مجسمہ تھے۔ دین کی خدمت کا جذبہ وافر ملا ہوا تھا۔ طالبان شریعت و طریقت دونوں کی اصلاح وتربیت پر توجہ خاص دی۔ علاوہ ازیں اکثر وبیشتر اوقات محافل وعظ وبیان میں شرکت فرما کر مردان حق کی تسلی وتشفی فرماتے، بوقت شب تین بجے سے بیدار ہو کر بعد نماز تہجد درگاہ رب العزت میں دست دعا دراز فرما کر مشغول مناجات ہونا ان کے معمول میں تھا۔ جہاں تک معاملات کا تعلق ہے تو آپ امانت دیانت حق گوئی میں اپنی نظیر آپ تھے۔ رحم دل، شیریں زبان آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ فراخدلی اور فیاضی کا ایسا عالم تھا کہ کوئی سائل آپ کے پاس سے خالی ہاتھ واپس نہ جاتا تھا۔ آنکھوں کی نمی، دل کی نرمی، آپ کے حلاوت ایمانی کی متواتر عکاسی اور نشاندہی کرتی رہی اور اسی جذبے کے ساتھ بسا اوقات خود بھی چشم پرنم ہو کر تقریر کرتے اور سامعین کو بھی اپنی حلاوت ایمانی کے پرتو سے لطف اندوز وبہرہ ور فرماتے۔

مسجد قاضیاں دہلی کی دوبارہ از سرنو تعمیر بھی آپ کا عظیم کارنامہ ہے اور جامع مسجد صدیقی کراچی کی توسیع ترقی بھی آپ کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے۔

اپنی زندگی میں قیام دہلی وقیام کراچی رمضان المبارک میں نماز تراویح میں ۵۲ محرابیں سنانے کا عظیم اعزاز بفضلہ تعالیٰ حاصل کیا۔

آپ کے نامور تلامذہ ☆: آپ کے نامور تلامذہ کے اسماء درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت مولانا علامہ محمد اسحاق خطیب جامع مسجد اسٹیڈ ہال روڈ حیدر آباد سندھ۔ (۲) صاحبزادہ مولانا حافظ شمس العارفین مرحوم ابن قاضی صاحب۔ (۳) مولانا حافظ محمد اسماعیل۔ (۴) مولانا حافظ قاری سراج احمد۔ (۵) مولانا حافظ حکیم سید مظہر حسن

تصنیف و تالیف ☆: مولانا محمد طفیل سلامی رقمطراز ہیں: آپ کی تصنیفات میں کتاب (۱) ''حقیقت ایمان'' جو کہ عقائد کے لحاظ سے ایک جامع کتاب آپ کے تبحر علمی کی ایک منہ بولتی تصویر ہے۔ (۲) سفرنامہ عراق وشام وغیرہ

سفر حرمین شریفین ☆: آپ نے پہلا حج بیت اللہ شریف ۱۹۳۸ء میں شہر دہلی سے ادا فرمایا۔ اس کے بعد تین حج اور ایک عمرہ بحالت قیام شہر کراچی سے ادا فرمائے۔

آپ نے رجب المرجب ۱۳۷۳ھ/ مارچ ۱۹۴۳ء کو عراق وشام کے مزارات مقدسہ کی زیارت کی نیت سے کراچی سے سفر کیا اور اس سفرنامہ کو خود ہی تحریر فرمایا، اقتباسات پیش خدمت ہیں، رقمطراز ہیں:

آج میری آنکھ ۳ بجے کھلی، بعد از فراغت ضروریات تہجد پڑھ کر قرآن شریف نہ پڑھ سکا، چونکہ روشنی کافی نہ تھی۔ یہاں پہنچ کر باوجودیکہ راستے کی تکان اور مسافرین کا تکدر تھا، مگر باطنی طور پر حال انتہائی صاف ہو گیا اور فنائیت کا غلبہ ہونا شروع ہو گیا، یہ صرف اور صرف یہاں کے مزارات کا فیض ہے جو ہماری اس جگہ سے قریب تر ہیں۔ بصرہ بڑا عمدہ شہر ہے۔ دوسرے روز ہم ایک موٹر کرایہ پر لے کر مزارات کی طرف چل پڑے۔ تقریباً ۷ سات میل کے فاصلے پر حضرت جناب طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مقدس ہے جو بالکل جنگل میں ہے۔ آپ کی شکل مبارک سانولی ہے۔ قد لمبا، سفید چگی داڑھی شریف ہے۔ بہت ہی نحیف اور دبلے ہیں۔ بہت موٹا عربی کرتہ زیب تن ہے، سر پر عمامہ اور اس پر رومال ہے۔ اپنی نیکیوں کا بدلہ پا رہے ہیں۔ مزار مقدس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت موسلا دھار بارش کی طرح برس رہی ہے۔ حال کی زیادتی بیان سے باہر ہے، بیس منٹ تک صحبت قائم رہی۔ اس کے بعد ہم آگے چلے یہاں سے تھوڑی دور کے فاصلے پر ایک قصبہ ہے، اس کا نام زبیر ہے۔ یہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مقدس ہے۔ آپ کا رنگ سفید اور رخسار نہایت خوبصورت ہیں، داڑھی مبارک میں بال شریف بہت کم ہیں، قد اوسط ہے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا کرم ہو رہا ہے۔ روحانیت کے اس قدر مالک ہیں کہ قلم تحریر سے عاجز اور تکلم کی حد سے باہر ہے۔ صرف ۱۲ منٹ کی صحبت میں مالا مال کر دیا۔ اب ہم آگے چلے تھوڑی دور پر اسی قصبے میں ایک قبرستان ہے، جہاں ایک گنبد میں حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرما رہے ہیں۔ آپ کا رنگ سیاہ ہے، عشق ومحبت کے دریا میں غرق ہیں۔ زوار کی طرف توجہ کی بھی فرصت نہیں۔ آپ کی توجہ میں استغراق ہے۔ بعد فاتحہ دریافت کیا کہ یہ برابر میں کس کا مزار ہے، فرمایا: ھذا قبر محمد بن سیرین۔ یہ قبر امام محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ کی ہے......

بصرہ سے بغداد شریف...... جب ہم مزار شریف میں داخل ہوئے تو ایک وسیع کمرہ پہلے آیا پھر دوسرا کمرہ آیا جس میں بڑی شان والا، بڑی آن والا حضرت غوث پاک جیلانی کا مزار مقدس ہے۔ آپ کا رنگ سفید، چہرہ نہایت چوڑا چکلا رعب دار ہے، مستغرق فی اللہ ہیں مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی توجہ ہر وقت ہمارے ساتھ ہے۔ آپ کا فیض اس قدر عظیم ہے کہ مجھے خطرہ ہو گیا کہ میں از خود

رفتہ نہ ہو جاؤں، یہ بھی آپ کا کرم ہے کہ ہوش بھی باقی ہیں اور انتہائی فنائیت بھی ہے۔ یہاں سے فارغ ہو کر...... کچھ دیر کے بعد کار نے امامنا امام اعظم صاحب فقہ احناف کے مزار مقدس پر پہنچا دیا یہ کس قدر پر کیف اور سرور بخش مزار ہے کہ بیان کرتے کرتے اور لکھتے لکھتے قیامت آ جائے، خوبی ختم نہ ہو، چہرہ مبارک گورا ہے، بہت بوڑھے ہیں، داڑھی مبارک اور سر مبارک کے بال سفید ہیں۔ ہماری قیام گاہ کے قریب ایک بڑا قبرستان ہے اس میں حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مقدس ہے۔ دروازے پر کتبہ لگا ہوا ہے۔"هذا مقبرة الغزالى" جب اندر داخل ہوئے تو ایسا معلوم ہوا کہ کوئی زائر مہینوں سے یہاں نہیں آیا۔ آپ کا فیضان بڑا اکمل ہے۔ جناب کے لمبے بال دونوں شانوں پر پڑے ہیں۔ رنگ گورا، ٹوپی چونچدار، بالکل جوان معلوم ہوتے ہیں۔ شہر دمشق کے مسجد اموی کے سامنے حمیدیہ بازار کے اندر ایک چھوٹی سی مسجد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرما رہے ہیں۔ سانولہ رنگ، کالی داڑھی شریف، منہ مبارک پر خفیف چیچک کے داغ ہیں۔ بعد فاتحہ کے جب بازار میں آیا تو اس قدر فیضان ہوا کہ میں حیران رہ گیا۔ (سفرنامہ عراق وشام)

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹ ذوالحجہ ۱۳۹۴ھ بمطابق دسمبر ۱۹۷۴ء بعمر ۴۷ سال وقت ۱۰ بجے شب داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا مزار مقدس قبرستان میوہ شاہ (لیاری) کراچی میں لب سڑک مرجع خلائق ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت حافظ پیر محمد ہاشم جان سرہندی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شیخ العصر، امام الکاملین، فخر العاشقین، سلطان الذاکرین، پیشوائے متوسلین حضرت خواجہ پیر محمد ہاشم جان سرہندی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ صاحب تجرید وترک ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1322ہجری بمطابق 1905ءکوٹنڈوسائیں داد ضلع حیدرآباد صوبہ سندھ میں غوث زماں خواجہ پیر محمد حسن سرہندی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے علمی وروحانی گھر میں ہوئی۔

آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے گھر میں ہی والد گرامی کے ہاتھوں ہوئی۔ بعدازاں دینی علوم کے حصول کے لیے دارعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف انڈیا میں داخلہ لیا اور مشہور فلسفی ومنطقی عالم حضرت علامہ مولانا غلام معین الدین اجمیری علیہ الرحمتہ سے علوم دینیہ کی تحصیل وتکمیل کی اور سند فراغت حاصل کر کے اجمیر شریف میں اپنے استاد گرامی کے بھائی حکیم نظام الدین اجمیری سے علم اور فن طب حاصل کیا۔ اور واپس ٹنڈوسائیں داد سندھ میں تشریف لے آئے اور درس وتدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ آپ کی شہرت بہت جلد پورے سندھ میں پھیل گئی اور ہر طرف سے طالبان حق آ کر دینی علوم میں آپ سے استفادہ کرنے لگے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے عظیم والد گرامی قدر حضرت خواجہ پیر محمد حسن سرہندی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعدازاں تکمیل مجاہدات اور منازل سلوک ومعرفت طے کرنے کے والد گرامی سے ہی خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وصاحب ارشاد ہوئے۔

ملی اور قومی خدمات ☆: آپ نے تحریک خلافت اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ اس کے علاوہ دیگر ملی وقومی سیاسی تحریکات میں بھی وقتاً فوقتاً حصہ لیتے رہے۔

1952ء میں آپ نے علماء کے اس اجلاس میں نمایاں کردار ادا کیا۔ جس نے حکومت وقت کے چیلنج پر اسلامی دستور کے بنیادی نکات منظور کیئے۔

صوبہ سندھ میں لواری شریف میں حج کا فتنہ برپا ہوا تو آپ نے اس فتنہ کا مؤثر انداز میں مقابلہ کیا۔ اس سے دوسال قبل جب چند ملک دشمن عناصر نے اپنے سیاسی مقاصد کی خاطر نئے اور پرانے سندھیوں میں کچھ غلط فہمیاں پیدا کر کے فساد تک نوبت پہنچادی۔ تو آپ نے شب وروز اس فتنے کی سرکوبی کے لیے کوششیں کیں اور پورے سندھ کے دورے کیئے۔ بہت سے معتبر علماء اور مشائخ اور قومی

سیاستدانوں کو خطوط لکھے اور بہت سے سنجیدہ لوگوں کے وفود بنا کر پورے سندھ میں بھیج کر رائے عامہ کو ہموار کیا۔ بیانات جاری کیئے اور کتابچے شائع کیئے اور اتحاد بین المسلمین کے لیے انتھک جدوجہد اور محنت کی جو کہ بالآخر رنگ لا کر رہی۔ اور آپ نے اس میں کما حقہ کامیابی حاصل کی۔

حقیقت یہ ہے کہ نئے اور پرانے سندھیوں کو قریب لانے کے سلسلہ میں آپ کی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔ سندھ میں جب سندھودیش کی مذموم تحریک چلی تو آپ اس تحریک کے خلاف سینہ سپر ہو کر مقابلے کے لیئے ڈٹ گئے اور صوبہ سندھ کے اسلام پسند اور دیندار حلقے کی تنظیم اور بیداری کے لیے آپ نے اپنی تمام تر توانائیاں وقف کر دیں۔ اس سلسلہ میں اپنے ذاتی خرچ سے متعدد کتابیں اور رسالے لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کیئے۔

سیرت و کردار☆: آپ انتہا درجہ کے پابند شریعت و طریقت بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کے عقیدتمندوں کی تعداد اور حلقہ بہت وسیع تھا۔ آپ کی عام مجالس اور ہفتہ وار مجالس وعظ میں لوگ شریک ہو کر روحانی فیوض و برکات کے خزانے لوٹتے تھے۔

خدانے آپ کو اس قدر حسین وجمیل اور خوش مزاج بنایا تھا کہ آپ کا متبسم اور پُر نور چہرہ دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ آپ کی شخصی وجاہت بے مثال، حافظہ قوی، رواداری وضع داری، صاف گوئی الغرض خدانے آپ کو بہت سی صفات سے نوازا تھا کہ جن سے مخلوق خدا مستفیض ہوتی رہی۔

آپ اپنی زندگی کے آخری چند سال ٹنڈو سائیں داد سے نارتھ ناظم آباد کراچی منتقل ہو گئے تھے۔

آپ نے اپنی تمام مذہبی سیاسی اور خانقاہی مصروفیات اور تبلیغی دوروں میں کثرت کے باوجود ''زیارت فیض بشارت'' صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ایک بہترین کتاب بھی شائع کرائی۔

وصال باکمال☆: آپ اپنے وصال سے قبل تبلیغی دورے پر کوئٹہ صوبہ بلوچستان گئے ہوئے تھے کہ مورخہ 21 رمضان المبارک 1395 ہجری بمطابق 28 ستمبر 1985ء کو آپ کوئٹہ میں ہی وصال کر گئے۔

کوئٹہ سے ٹنڈو سائیں داد نزد حیدرآباد صوبہ سندھ میں لا کر تدفین کی گئی۔ وہیں آپ کا مزار پُر انوار مرجع خاص وعام ہے۔

جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے مزار کے ساتھ آپ کے بڑے بھائی حضرت خواجہ عبداللہ جان المعروف بہ شاہ آغا نقشبندی سرہندی علیہ الرحمتہ کا بھی مزار پُر انوار ہے۔ جن کا وصال باکمال 31 مارچ 1973ء کو ہوا۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت حافظ عبدالغفور نقشبندی المعروف بابا جی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: نمونۂ سلف صالحین، یادگار اسلاف، عاشق قرآن، تاجدار ولایت، قطب زماں آفتاب طریقت، ماہتاب شریعت، حضرت قبلہ الحاج حافظ عبدالغفور صاحب المعروف بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ستارہ ولایت آسمانی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۲ھ بمطابق 1894ء کو بمقام دریائے شریف تحصیل حضرو ضلع اٹک میں اپنے وقت کے عظیم ولی کامل حضرت محمد جی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ہوئی۔

آپ کا شمار دنیائے اسلام کے اُن نامور مشائخ عظام میں ہوتا ہے کہ جن کی زندگی دین اسلام کے لئے مکمل طور پر وقف تھی آپ علم شریعت وطریقت ومعرفت کے ایسے تابناک اور درخشاں آفتاب ہیں جو رہتی دنیا تک چمکتا رہے گا۔

آپ کی نگاہ کیمیا نے ان گنت گمراہوں کو راہ ہدایت دکھائی اور انہیں ظلمت کدۂ جہاں سے نکال کر روحانیت کی منزل پر لا کھڑا کیا ہزاروں بے حس اور خدا کے دروازے سے دور افراد کو ذاکر و شاغل بنایا بہت سے تارک سنت افراد کو سنت کا پابند بنا کر ان کے دلوں کو نور ایمان سے منور کر دیا۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی جناب حضرت محمد جی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی پھر قرآن مجید حفظ کرنے کے لئے شکر درہ ضلع اٹک میں تشریف لے گئے۔ شکر درہ گاؤں دریائے شریف سے ۱۶ میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ یہ تمام فیصلہ پیدل طے فرماتے تھے۔

آپ کے اس دور کی ہر بات بہت مشہور ہے اور اس کے گواہ بھی کافی لوگ ہیں کہ آپ نے دریا شریف سے شکر درہ تک کے تمام راستے پر ہر جگہ پر سجدہ ضرور کیا ہے۔ یعنی یہ تمام راستہ آپ کے سجدوں سے بھرپور ہے۔ علاقہ بھر میں حضرت بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے حافظ قرآن ہیں۔ قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد آپ حصول علم کے لئے ماصرہ کھوڑی، رام پور، دہلی وغیرہ تشریف لے گئے اور مختلف مدارس میں اکتساب فیض کرتے رہے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ کے والد گرامی چونکہ مانکی شریف کی مشہور ومعروف خانقاہ سے منسلک تھے۔ اس لئے آپ بھی باطنی وروحانی تعلیم وتربیت کے لئے مانکی شریف تشریف لے جاتے تھے اور حضرت پیر صاحب مانکی شریف سے روحانی فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے بعد ازاں آپ قطب الاقطاب حضرت خواجہ غلام حسن المعروف پیر سواگ علیہ الرحمۃ ضلع لیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر

ان کے دستِ حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ غلام حسن المعروف پیر آف سواگ شریف کے وصال باکمال کے بعد آپ نے اُن کے پوتے حضرت خواجہ غلام محمد علیہ الرحمۃ کی خدمت عالیہ میں رہ کر سلوک کی منزلیں طے کیں۔انہوں ے جب آپ کے سینے کو روحانیت کا خزنیہ دیکھا تو آپ کو سلاسل اربعہ کی خلافت دے کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ میں اجازت بیعت سے سرفراز فرمایا

باباجی کا قرآن سے عشق ☆: آپ نے دریائے شریف میں ایک مدرسہ کھولا اوراس میں بچوں کو قرآن مجید حفظ کرانا شروع کردیا۔آپ نے ایک استاد صرف اس لئے رکھا ہوا تھا کہ جو یہ دیکھے کہ بچوں نے وضو صحیح کرنے میں غفلت تو نہیں کی۔طلباء پڑھائی کرنے میں کوئی کمی تو نہیں چھوڑتے۔قرآن حکیم کی صحت تلاوت کا اور مخارج کا پورا پورا خیال رکھواتے تھے۔آپ کا معمول تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد طالب علموں سے دو رکعت نفلوں میں ان کا سبق اور منزل سنتے تھے۔کئی مرتبہ پورا پورا قرآن دو رکعت نماز نفل میں سُن لیتے تھے۔

ایک مرتبہ دریائے شریف میں آپ کے برادرِ نسبتی حضرت شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد آمین تشریف لائے تو نماز عشاء کے بعد آپ نے ان سے فرمایا کہ برخوردار آج تمہارا قرآن سننے کو جی چاہتا ہے چلو ہمیں قرآن سناؤ، آپ کا فرمان سُن کر حافظ محمد آمین نے عرض کیا کہ حضرت کچھ طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے اور منزل بھی نہیں دہرائی ہے۔آپ نے دوبارہ فرمایا کہ برخوردار کھڑا تو ہوا اللہ کریم اپنا فضل کرے گا۔

مولانا حافظ محمد آمین آپ کا حکم نہ ٹال سکے اور دو رکعت نماز نفل کی نیت کر کے پہلا سپارہ شروع کیا اور پہلی رکعت میں بائیس سپارے پڑھ دیئے تو آپ نے پیچھے سے اللہ اکبر کہا تو پھر انہوں نے رکعت ختم کی اور بعد دو سجدوں کے دوسری رکعت میں آٹھ سپارے مکمل کر کے سلام پھیر دیا۔

آپ بڑھاپے کے باوجود بھی پوری عمر قرآن حکیم کھڑے ہو کر نفلوں میں پڑھتے اور سنتے تھے۔آپ کا یہ معمول تھا کہ جب طبیعت ذرا پریشان ہوتی تو فوراً اپنے صاحبزادگان میں سے کسی ایک کو حکم دیتے کہ قرآن سناؤ پھر پورا قرآن حکیم سنتے۔آپ ہر اسلامی تہواری مہینے کے پہلے جمعے، نماز جمعہ کے بعد قرآن حکیم کا ختم کرواتے اور پھر شرینی تقسیم فرماتے تھے۔اسی طرح ہر جمعرات مزار شریف پر قرآن کریم کا ختم ہوتا اور شیرینی بانٹی جاتی تھی۔تقریباً کوئی دن ایسا نہ تھا کہ جس دن آپ نے تلاوت قرآن کریم نہ کروائی ہو۔

بالخصوص رمضان المبارک کے مہینے میں دریائے شریف میں عید کا سماں ہوتا تھا۔پورے رمضان المبارک میں دریا شریف میں قرآن خوانی ہوتی رہتی تھی۔رمضان شریف کے پہلے تین دنوں میں دوران تراویح دس دس سپارے روزانہ سنائے جاتے اور تین دن میں قرآن حکیم ختم کیا جاتا۔پھر بقایا دنوں میں تراویح میں پانچ سپارے روز سنائے جاتے تھے۔حتی کہ ستائیسویں رات کو پورا قرآن حکیم نماز تراویح میں ختم کرایا جاتا رہا۔الحمد للہ یہ سلسلہ آج بھی اُسی طرح بدستور جاری وساری ہے۔

آپ کے روزمرہ کے معمولات ☆: آپ کا معمول زندگی تھا کہ آپ نے جو بھی اور وظائف اوائل عمر میں وقتاً فوقتاً شروع کیئے تھے وہ آخری وقت تک جاری رکھے۔آپ اکثر مریدین کو بھی نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ جو نیک کام ایک دفعہ شروع کردو

اسے تا حیات جاری رکھو آپ نے تھوڑا اور مسلسل پڑھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا زندگی بھر معمول رہا کہ دو کوزے پانی سے سنت کے مطابق وضو فرماتے تھے۔ آپ روزانہ صبح گیارہ بجے وضو توڑنے کے لئے باہر تشریف لے جاتے۔ وضو تازہ کرنے کے بعد آپ نماز چاشت ادا فرماتے اور پھر اس کے بعد ذکر واذکار میں مشغول رہتے پھر زوال کے وقت نماز زوال ادا فرماتے اس کے بعد مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ آپ عام طور پر روٹی کا چوتھا حصہ بالخصوص مکئی کی روٹی کھاتے تھے۔ کھانے کے بعد آرام کی بجائے وظائف میں مصروف ہو جاتے۔ وظائف سے فارغ ہو کر نماز ظہر ادا فرماتے نماز کے بعد ختم خواجگان پڑھتے اور فارغ ہو کر تھوڑی دیر کے لئے دور دور سے آئے ہوئے مہمانوں عقیدت مندوں کی بات سنتے اور ان کے لیے دعائیں فرماتے اور جانے والوں کو الوداع فرماتے مہمانوں سے فارغ ہو کر دینی کتب کا مطالعہ فرما کر نماز عصر ادا فرماتے بعد ازاں ختم خواجگان پڑھتے پھر دعا سے فارغ ہو کر مسجد کی تیسری منزل پر تشریف لے جاتے اور نماز مغرب کے وقت تک ذکر واذکار میں مصروف رہتے پھر نماز مغرب کے بعد نیچے تشریف لاتے اور اپنے حجرے میں سنتیں اور نوافل اوابین ادا فرماتے، نماز کے بعد مہمانوں کو کھانا دینے کے لئے لنگر والوں کو حکم دیتے اور خود تسبیح میں مصروف ہو جاتے۔

وظائف سے فارغ ہو کر آپ معمول کے مطابق کھانا تناول فرمانے کے بعد نماز عشاء ادا کر کے کچھ دیر آئے ہوئے مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کی دلجوئی فرماتے اور ان کا حال احوال اور آنے کا مقصد پوچھتے۔ اگر کسی مہمان نے واپس جانا ہوتا تو اسے واپسی کی اجازت دے دیتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ مہمان کو رخصت کرتے وقت آپ باقاعدہ اُس سے پوچھتے تھے کہ وہ ناراض تو نہیں جا رہا۔ طبیعت پر بوجھ تو نہیں اگر خدمت میں کوئی کوتاہی ہوگئی تو جاتے ہوئے معاف کر دینا جاتی دفعہ مہمان کو مسواک یا کنگھی عطا فرماتے اور تاکید کرتے جاتے ہوئے خردہ یعنی تبرک ضرور لے کر جانا۔ اگر کوئی غریب مہمان ہوتا تو آپ اُسے کرایہ کے علاوہ کپڑے وغیرہ بھی عطا فرمایا کرتے تھے۔ مہمانوں کی رخصتی کے بعد آپ طالب علموں کے ساتھ مشغول ہو جاتے ان سے فراغت کے بعد آپ بقایا رات کا حصہ اللہ کی یاد میں گذارتے تھے۔

صبح نماز تہجد کی اذان ہوتی اور تمام حاضرین کو پابندی سے نماز پڑھواتے اور تاکید کرتے کہ گھر بھی تہجد پڑھا کرو تہجد کے وقت آپ سبز قہوہ کی پیالی نوش فرماتے صبح کی نماز کے بعد آپ ساری مسجد کا چکر لگاتے اور طالب علموں اور مہمانوں کی خیریت دریافت فرماتے اس کے بعد آپ درس دینے کے لئے بیٹھ جاتے تھے۔ درس میں جو مہمان حاضر ہوتے ان کی تکالیف کا اس پیرائے میں بیان فرماتے کہ وہ خود بخود راضی برضا ہو جاتے کئی دفعہ ساری محفل دھاڑیں مار مار کر روتی۔ صبح کی نماز کے بعد آپ تین مرتبہ دعا مانگتے تھے۔ تیسری دعا میں پتھر دل انسان بھی رو پڑتا تھا۔ صبح کی مجلس میں روحانی نیت ہی روحانیت ہوتی تھی اور عجیب پر کیف منظر اور سماں طاری ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد آپ مہمانوں سے اپنے حجرے میں فرداً فرداً ملاقات فرماتے جانے والوں کو تحفے اور تبرک دے کر رخصت فرماتے۔

سیرت و کردار☆: آپ عجز و انکساری میں بے مثل و بے مثال تھے۔ تقوی پرہیز گاری طہارت آپ کا شعار تھا۔ شریعت محمدی پر سختی سے کاربند رہتے کسی بھی حال میں خلافت شریعت کوئی کام سرزد نہ ہونے دیا۔ آپ اخلاق محمدی ﷺ کا مکمل نمونہ تھے۔ آپ سے ایک مرتبہ ملنے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔ مہمان نوازی اس قدر فرماتے تھے کہ مہمان شرمندہ ہو جاتا تھا۔ کسی کی تکلیف کو براشت نہ

فرماتے بلکہ اس کی تکلیف ومصیبت کو اپنی تکلیف سمجھتے اور اس کی اس انداز سے دلجوئی فرماتے کہ اس کی آدھی تکلیف اور مصیبت آپ کی دلجوئی سے رفع ہو جاتی اور بقایا آدھی کے لئے آپ دعا فرماتے اور دعا بھی اس طرح فرماتے کہ جیسے آدمی خود تکلیف میں ہو تو وہ اللہ کریم کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلاتا ہے۔ آپ قرون اولیٰ کی یادگار تھے۔ آپ کی سخاوت بھی اپنے عروج پر تھی لنگر اتنا وسیع تھا کہ ہر آنے جانے والا مہمان اس سے فیض یاب ہو کر جاتا۔ مہمانوں کی تواضع ہمیشہ گوشت روٹی اور پلاؤ اور اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی میٹھی چیز بھی ضرور ہوتی۔ ہر مہمان چاہے وہ غریب ہو یا امیر سب کے لئے ایک ہی لنگر چلتا تھا۔ آپ صاحبزادگان کو حکم دیتے تھے کہ مہمانوں کی خدمت خود کیا کریں اور ان کا خصوصی خیال رکھا کریں۔

سرہند شریف کی حاضری ☆: آپ ایک مرتبہ اپنے مرشد کامل کے پوتے حضرت خواجہ غلام محمد علیہ الرحمۃ کے ہمراہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے دربار شریف واقع سرہند شریف انڈیا تشریف لے گئے۔ سرہند شریف کی سرزمین پر آپ نے جوتے نہیں پہنے، بلکہ سرہند شریف میں پندرہ روز تک پا پیادہ رہے اور جس وضو سے آپ سرہند شریف میں داخل ہوئے تھے پندرہ روز تک اسی وضو سے نماز بھی ادا فرماتے رہے اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے دربار میں حاضری دیتے رہے۔ سرہند شریف کے قیام پندرہ روز میں آپ نے نہ کھانا کھایا اور نہ ہی نیند کی بلکہ مسلسل لگاتار پندرہ روز کے روزے سے رہے۔

آپ کے معاصرین مشائخ کے آپ کے بارے میں ارشادات ☆: آپ حضرت پیر صاحب مانکی شریف علیہ الرحمۃ کے پاس آیا جایا کرتے تھے وہ بھی آپ کی بہت تعظیم وتوقیر فرماتے، اسی طرح حضرت خواجہ احمد میروی علیہ الرحمۃ سے بھی آپ نے اکتساب فیض بھی کیا مگر خواجہ احمد میروی علیہ الرحمۃ بھی آپ کا بے حد احترام فرماتے تھے۔

حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی علیہ الرحمۃ بھی آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے اور آپ کو آنے والے وقت کا قطب کہا کرتے تھے۔

آپ اپنے آخری زمانہ میں دربار عالیہ گولڑہ شریف میں حضرت محبوب المشائخ قبلہ بابو جی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اکثر تشریف لے جاتے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر محفل سماع بھی سنتے تھے۔

حضرت قبلہ بابو جی بھی آپ سے بڑی محبت وشفقت فرماتے تے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر دنیا لینی ہے تو گولڑہ شریف آ جاؤ اور اگر دین لینا ہے تو فقیر صاحب یعنی بابا جی صاحب دریائے شریف کے پاس چلے جاؤ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ ہمیشہ دوزانوں ہو کر بیٹھتے تھے۔ گولڑہ شریف میں بھی اسی طرح بیٹھتے کہ حضرت قبلہ بابو جی کے حکم پر کھل کر بیٹھتے مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر دوزانوں ہو جاتے۔

ایک مرتبہ آپ نے حضرت قبلہ بابو جی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت میرے ساتوں بیٹوں کو اپنی دست حق پرست پر بیعت فرمالیں تو حضرت قبلہ بابو جی نے کچھ دیر توقف کے بعد فرمایا کہ فقیر صاحب میری طرف سے آپ خود ہی ان کی بیعت لے لیں۔

آپ کی تعلیمات ☆: آپ فرمایا کرتے تھے کہ برخودار تمہارے لئے ایک ہی کتاب کافی ہے۔ جس کا نام قرآن مجید ہے۔ جو مومنوں کے لئے شفا ہے طالب علموں کے لئے علم کا سمندر اور بے ہدایتوں کے لئے مکمل ہدایت ہے۔ اسے مضبوطی سے تھام لوگے تو تمہیں کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

نمبر۲ ☆: آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب نماز درست ہو جائے گی تو امید ہے کہ نجات میسر آ جائے گی کیونکہ دین قائم ہو جائے گا۔ تہجد کی نماز کو بھی لازم پکڑو اور سحری کے وقت استغفار ضرور کرو۔ استغفار کے وقت اگر رو سکو تو خوب رویا کرو کیونکہ اللہ جل شانہ کو مومن کا رونا بہت پسند ہے اور وہ بھی سحری کے وقت اور ہاں اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں جیسا منہ ہی بنا لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید کو خوب جانتا ہے۔

نمبر۳ ☆: آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ حق ہے کہ قیامت آ کر رہے گی اور پھر یوم حساب ہوگا اس دن ہر ایک کو اس کی نیکی اور بدی کا ٹھیک ٹھیک بدلہ دیا جائے گا اپنی زندگی کو نعمت جانو اور نیک عمل کرو۔ اس لئے کہ نیک عمل کے بغیر جنت کی طلب اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کے بغیر شفاعت کی امید اور نافرمانی کے باوجود رحمت کی تمنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔ اے اللہ کے بندو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری میں قرآن حکیم کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر نیک عمل کر لو یقیناً اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر راضی ہو جائیں گے۔ اور پھر رحمت شفاعت اور جنت سے نوازے جاؤ گے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ صدقہ دینا ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ صدقہ ہر بلا اور بیماری کو کھا جاتا ہے۔ نفس سے کنارہ کش ہو کر اتباع سنت کو لازم پکڑو اس کے بغیر قطعی گذارا نہیں۔

نمبر۴ ☆: آپ اپنے مریدین و عقیدتمندان کو درود شریف کلمہ شریف اور استغفار پڑھنے کی بہت زیادہ تاکید فرماتے تھے۔ کلمہ شریف کے متعلق آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کلمہ طیبہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ کلمہ طیبہ دوزخ کی آگ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ کلمہ طیبہ کا ورد دل کی تسکین کا سبب بنتا ہے۔ کلمہ طیبہ توحید کا اقرار ہے اور ماسوائے حق کے سب سے منہ پھیر کر معبود برحق کی طرف دل پھیرتا ہے۔ کلمہ طیبہ ظلمات کفر اور کدورت شرک کو رفع کرتا ہے۔ کلمہ طیبہ کی ایک دفعہ تصدیق بھی دائمی عذاب دوزخ سے نجات دلاتی ہے۔ کلمہ طیبہ تمام دینی و دنیاوی مشکلات کا حل ہے۔ کلمہ طیبہ کی عظمت کا ظہور ذکر کرنے والے کے درجات کے مطابق ہوتا ہے۔ جس قدر پڑھنے والے کا درجہ ہوگا۔ اسی قدر کلمہ مقدسہ کی عظمت کا ظہور بھی زیادہ ہوگا۔

اولاد و امجاد ☆: آپ نے دو شادیاں کیں۔ جن سے ایک صاحبزادی اور سات صاحبزادے آپ کی اولاد ہیں۔ آپ کے ساتوں صاحبزادیا نتہائی پختہ منزل کے حافظ قرآن ہیں۔ اور اپنی اپنی جگہ پر ڈیوٹیاں دینے میں مصروف ہیں۔ جبکہ ان صاحبزادوں کی اولادیں بھی حافظ قرآن ہیں۔

کشف و کرامات ☆: محمد بشیر صاحب راولپنڈی والے حضرت قبلہ باباجی صاحب کی خدمت میں تین دن تک رہ کر واپس جانے لگے تو آپ نے اُن سے پوچھا کہ کیسے آئے تھے تو انہوں نے عرض کیا کہ میں مرید ہونے کے لئے آیا تھا مگر تین دن کے قیام کے دوران میں نے آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ اسی پر آپ نے فرمایا کہ برخوردار یہ بتاؤ کہ تم نے تین دن کے قیام کے دوران میرا کوئی کام خلاف شریعت بھی دیکھا ہے اس پر بشیر صاحب نے عرض کیا ایسا تو نہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ برخوردار اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت چاہتے ہو۔ یہ سُن کر بشیر صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عرض کرنے لگے حضور مجھے اپنے دست حق پرست پر بیعت سے

مشرف فرمالیں۔آپ نے فرمایا کہ برخوردار جاؤ پہلے داڑھی کے ساتھ صلح کرلو پھر آنا۔

کرامت ۲ ☆: آپ داڑھی رکھنے کے متعلق بہت سختی فرماتے تھے آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ آپ نے جس منہ پر ایک دفعہ ہاتھ پھیر کر یہ فرمایا کہ برخوردار داڑھی سے صلح کرلو تو پھر اُس نے داڑھی کبھی نہیں منڈوائی یہ بات بھی بڑی مشہور ہے کہ آپ کے وصال کے بعد بھی آج بھی کوئی شخص آپ کے مزار پر حاضری دے کر یہ منت مان لے کہ اگر اللہ تعالیٰ میرا یہ کام کردے تو میں داڑھی رکھ لوں گا تو اس کا کام اللہ کریم کے فضل سے ضرور ہو جاتا ہے چاہیے وہ کتنا ہی مشکل کام کیوں نہ ہو۔

کرامت ۳ ☆: آپ کا معمول تھا کہ آپ غیر محرم عورتوں سے پردہ فرمایا کرتے تھے۔ایک دفعہ آپ کسی کام کی غرض سے کہیں باہر جانے کے لئے مسجد شریف سے باہر ٹانگے پر سوار ہونے کیلئے تشریف لائے تو ایک عورت راستے میں یکدم آکر کھڑی ہوگئی۔ آپ نے اپنا چہرہ مبارک دیوار کی طرف موڑ لیا اور بانگی بابا (مرحوم) جو آپ کے ہمراہ تھے سے فرمایا کہ اس سے کہہ راستہ چھوڑ دے۔بانگی بابا کے بار بار اصرار پر بھی اس عورت نے راستہ نہ چھوڑا اور رو کر کہنے لگے کہ میرا بیٹا پھانسی چڑھ رہا ہے۔میں اس کو بری کرانے کے لئے بابا جی صاحب کے پاس دعا کرانے آئی ہوں۔جب تک بابا جی میرے بیٹے کی پھانسی سے رہائی کے لئے دعا نہیں فرمائیں گے میں راستہ سے نہیں ہٹوں گی۔

آپ کافی دیر تک خاموشی سے کھڑے رہے اور وہ عورت جانے کا نام نہیں لے رہی تھی تو آپ نے بانگی بابا سے فرمایا کہ اس عورت سے کہہ دو کہ گھر جا کر ابلے ہوئے چنے بانٹے تیرا بیٹا بری ہو جائے گا۔اس عورت نے آپ کے فرمان پر ایسا ہی کیا اور چند دنوں کے بعد اس کا بیٹا باعزت بری ہو کر اپنے گھر آگیا۔

کرامت ۴ ☆: بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک طالب علم جو آنکھوں سے نابینا تھا مدرسے میں داخل ہو کر آپ سے کافی عرصہ قرآن کریم حفظ کرتا رہا۔

جن دنوں آپ علیل تھے۔آپ نے اس طالب علم کو بلایا اور اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر دم فرمایا تو اس کی آنکھوں کی بینائی واپس لوٹ آئی اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب جاؤ دنیا کا نظارہ کرلو۔مگر یہ بات کسی کو بتانی نہیں ہے۔

چنانچہ اس حافظ نے آپ کی زندگی کے دوران کبھی کسی سے بھی اس بات کا ذکر نہیں کیا بعد از وصال آپ کے ایک مرید خاص خواجہ فخر الدین صاحب سے اس کا ذکر کیا کہ خدا نے مجھے آپ کی دعا کی برکت سے آنکھیں عطا کی ہیں۔

کرامت ۵ ☆: موضع ساماں کے رہنے والے ایک مرید خاص فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کی ۲۷ویں شب کو ختم شریف کے موقع پر آپ لنگر تقسیم کرنے سے قبل دعا کے لئے لنگر خانے میں تشریف لائے تو آپ کے ساتھ دو بہت خوبصورت شخصیتیں جنہوں نے اپنے چہرے پر نقاب ڈالا ہوا تھا۔آپ لنگر خانہ میں ان کے ساتھ بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔ان دو میں سے ایک ہستی نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور پھر آپ ان کے ہمراہ واپس حجرے میں تشریف لے آئے کچھ دیر گذرنے کے بعد میں نے پوچھا کہ حضرت ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ کے ہمراہ جو مہمان تھے وہ کون تھے آپ نے فرمایا کہ ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

دوسرے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

کرامت ۶ ☆: ایک مرتبہ گندم کی فصل کے موقع پر آپ نے اپنے ایک مرید کو فرمایا کہ برخودار کچھ گندم دربار شریف کے لنگر کے لئے خرید لو۔ آپ کے خادم خاص نے عرض کیا حضور اس کے پاس پیسے تو ہیں نہیں گندم کہاں سے خریدے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے خادم کو بلایا اور فرمایا کہ الماری میں فلاں کتاب ہے۔ اس کو الماری سے نکالو اس میں رقم رکھی ہے آپ اس وقت حجرہ میں چادر تانے چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔

چنانچہ خادم نے کتاب الماری سے نکالی اور ایک ایک صفحہ کھول کر دیکھ لیا مگر اس کو اس میں رقم نظر نہ آئی تو عرض کرنے لگا کہ حضرت میں نے پوری کتاب دیکھ لی ہے اسی میں تو کوئی پیسہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لاؤ کتاب مجھے دید و خادم نے کتاب آپ کے ہاتھ میں دی تو تھوڑی دیر کے بعد سوسو کے نئے نوٹ چادر کے باہر کی طرف آپ نے پھینکنے شروع کر دیئے۔ جب مطلوبہ رقم پوری ہوگئی تو میں نے عرض کیا یا حضرت جتنی گندم خریدنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے اس کے لئے رقم پوری ہو چکی ہے۔ لیکن آپ لگاتار نوٹ پھینکتے رہے اور فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ خرید لو۔

بوقت وصال آپ کی سخاوت ووصیت ☆: آپ تقریباً پانچ ماہ علیل رہے۔ بوجہ علالت آپ کافی کمزور ہو گئے تھے۔ کھانا پینا بھی بہت کم ہو گیا تھا اس کمزوری اور نقاہٹ کے باوجود آپ نے اپنے معمولات اور اوراد و وظائف میں کمی نہ آنے دی اور پانچوں نمازیں باجماعت ادا فرماتے رہے آخری وقت تک باہوش رہے۔

وصال سے کچھ دیر قبل آپ نے جو کچھ بھی آپ کے پاس تھا۔ اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا یہاں تک کہ بدن پر جو کپڑے تھے وہ بھی اتار کر چادر لپیٹ لی اور کپڑے بھی خدا واسطے کسی کو دے دیئے اور حاضرین کو گواہ بنا کر فرمایا کہ گواہ رہنا کہ میرے پاس اب کچھ بھی نہیں رہا۔ آپ کی بات سن کر ایک خادم نے عرض کیا حضور آپ اولاد کے لئے کیا چھوڑ کر جا رہے ہیں تو آپ نے جواباً فرمایا کہ اگر میرے پیچھے میرے قدموں کی نشانوں پر چلتے رہے اور مہمانوں کی خدمت و تواضع کرتے رہے ان کے لئے راستے درست کرتے رہے اور ان کو وضو کے لئے کوزے بھر کر دیتے رہے تو ان کو کسی چیز کی کمی نہ ہوگی آپ نے اپنے صاحبزادوں کو بلا کر کرسیاں اور بیلچے دیئے اور کہا کہ ان سے مہمانوں کے راستے درست کرتے رہنا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ بمطابق 1975ء صبح کے وقت ہوا۔

مزار پرانوار دریائے شریف تحصیل حضرو ضلع اٹک علاقہ چھچھ میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے اہل عقیدت و محبت آج بھی آپ کے مزار پرانوار پر حاضری دے کر اپنے قلوب واذکان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کا عرصہ دراز سے معمول ہے کہ جب کبھی بھی طبیعت پریشان ہو تو سکون قلب کے لئے اکثر بروز سوموار آپ کے دربار شریف پر حاضری دیتا ہے الحمد للہ آپ کے دربار کی حاضری کے بعد اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔

آپ کے تمام صاحبزادگان اور پھر ان کے صاحبزادگان آپ کے تمام پوتے بلکہ پوتوں کی اولادیں الحمد للہ آپ کے نقش قدم پر

چلتے ہوئے آستانہ عالیہ اور جامع مسجد کے ساتھ دارلعلوم کی بہتر طریقے سے خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔آپ کا سالانہ عرس مبارک آپ کے دربار پر ہر سال ۹۔۱۰ جمادی الثانی کو ہوتا ہے۔

فقیر راقم الحروف کا آپ کے صاحبزادے جناب حافظ محمد سعید صاحب علیہ الرحمۃ حافظ استاد سلطان محمود صاحب اور بالخصوص حافظ عبدالحق صاحب مدظلہ العالی سے خصوصی اور گہرا تعلق ہے بڑے ہی مہربان اور خلیق الطبع شخصیات ہیں۔اور بڑی عقیدت ومحبت سے سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔حضرت پیر حافظ محمد عبدالحق صاحب مدظلہ فقیر راقم الحروف کی دعوت پر دو مرتبہ 87-1986ء میں سالانہ غریب نواز کانفرنس میں شرکت کے لئے راولپنڈی تشریف لائے تھے۔حضرت حافظ پیر محمد عبدالحق صاحب مدظلہ عجب شان عجز وانکساری اور رواداری رکھتے ہیں۔

خدا تعالیٰ غلامان اور وابستگان دریائے رحمت شریف کے سروں پر آپ کا سایہ سلامت رکھے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: غوثِ زمانہ، مرشد یگانہ، عارف اکمل، حامی سنت، ماحئ بدعت، غریق در بحر عشق ومحبت مقتدائے اہل مئودت، الموصوف باوصاف غوث الاسلام والمسلمین، قطب الحق والیقین، زیب وزین وشرع متین حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ خورشید ولایت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1332ہجری بمطابق 1902ءکوافغانستان کے روحانی شہر غزنی کے نواحی علاقے مہلن میں جناب ملک محمد اکبر خان کے گھر میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی غزنی اور گردیز کی مشہور شخصیت تھے۔ ان علاقوں میں ملک اپنے علاقے کے بڑے زمیندار اور جاگیردار یا سرپرست کو کہا جاتا ہے۔

آپ کے والد گرامی ایک بڑے جاگیردار ہونے کے علاوہ نیک متقی اور پرہیزگار پابند صوم صلوٰۃ ہونے کی وجہ سے اپنے قبیلے میں ایک منفرد اور ممتاز مقام رکھتے تھے۔

نسبی اعتبار سے آپ کا تعلق کمال خیل خانوادہ جو کہ قبیلہ علی خیل کی ایک شاخ ہے سے تھا، آپ کے اجداد میں آپ سے قبل آپ کے جدِ اعلیٰ حضرت خواجہ ولی محمد علیہ الرحمتہ اپنے وقت کے ممتاز بزرگ اور بلند پایۂ عالم دین تھے۔ اگرچہ آپ کا آبائی پیشہ زراعت اور تجارت تھا مگر آپ کا خاندان اپنی شرافت، نجابت، شجاعت، دیانت، امانت، صیانت، تحمل، اطعام واکرام، احسان واخلاص اور صدق ووفا کی وجہ اور علمی اعتبار سے بہت قدر ومنزلت سے دیکھا جاتا ہے۔

آپ کے والدین نے حضور غوث الثقلین حضرت ابو محمد محی الدین السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے آپ کا نام غلام محی الدین رکھا۔ پھر آنے والے وقت نے ثابت کر دکھایا کہ آپ اسم بامسمیٰ ثابت ہو کر پوری دنیائے تصوف وعرفان پر چھاگئے۔

تربیت وتعلیم ☆: آپ کی تربیت بڑے ہی پاکیزہ ماحول میں ہوئی۔ ساڑھے چار برس کی عمر سے باقاعدہ تعلیم کا آغاز کرادیا گیا۔ قرآن مجید کی تکمیل اور فارسی کی ابتدائی کتب اپنے ماموں اور اس دور کے ممتاز عالم دین حضرت علامہ مولانا گل محمد مرحوم جو انتہائی خدارسیدہ اور نیک بزرگ تھے، ان سے حاصل کی۔ اس کے بعد غزنی سے متصل شہر کے دینی تعلیم کے مرکزی دارالعلوم میں کتب متداولہ کی تکمیل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

دوران تعلیم آپ کی ملاقات ایک مرد قلندر سے ہوئی جنہوں نے آپ کے چہرے پر ولایت کے آثار دیکھ کر فرمایا کہ بیٹا تم اپنے

دور میں غوث کے درجہ پر فائز ہو گے اور تمہارے فیضان کا سرچشمہ ہندوستان بھر میں ہو گا۔

تعلیم سے فراغت کے وقت آپ کے ذہن میں اس مرد قلندر کی بات موجود تھی۔ آپ اپنے استاد محترم حضرت مولانا امیر عالم خان کی قیادت میں اپنے ہم مکتب ساتھیوں کے ہمراہ حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخی علیہ الرحمتہ کے مزار پر تشریف لے گئے۔ مزار شریف کی حاضری کے بعد مزار کے سجادہ نشین جو کہ حاجی صاحب کے لقب سے معروف تھے کہ خدمت میں حاضر ہوئے۔ جو کہ نہایت ہی محبت و شفقت سے پیش آئے۔ اور باری باری سب کی خیریت دریافت کی۔ جب آپ کی باری آئی تو حاجی صاحب مذکور نے آپ کے حسن و جمال اور چہرہ پر ولایت کے اثرات دیکھ کر آپ کا پورا نام اور خاندانی تعارف پوچھ کر آپ کے استاد محترم حضرت مولانا امیر عالم خان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بچہ اپنے وقت کا غوث ہو گا۔ میں اس کے چہرے سے انوار غوثیت کی روشن کرنیں پھوٹتی دیکھ رہا ہوں۔

والد گرامی کے ہمراہ زراعت وتجارت ☆: علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد آپ اپنے عظیم والد گرامی کا ہاتھ بٹانے کی غرض سے زراعت سے منسلک ہو گئے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے والد گرامی کے ہمراہ بائیس برس کی عمر میں تجارت کی غرض سے ہندوستان تشریف لے گئے۔

اس کے بعد اپنے دو ساتھیوں حضرت پیر محمد ابراہیم اور نذر خان صاحب کے ہمراہ راولپنڈی، گوجر خان اور جہلم اور کشمیر کے علاقہ میں بھی تجارت کی غرض سے آتے رہے۔ آپ نے کشمیر کے علاقہ ضلع پونچھ کو ہر اعتبار سے نفع بخش اور موزوں ترین قرار دے کر مستقل طور پر ضلع پونچھ میں ہی تجارت کرنے کا فیصلہ کر لیا اور وہیں پر سکونت اختیار کر لی۔

آپ راولپنڈی، گوجر خان، اور جہلم سے مال خرید کر لاتے اور پونچھ میں فروخت کرتے۔ تجارت کا یہ سلسلہ امرتسر تک بڑھا۔ چونکہ آپ تجارت میں دیانت امانت کے ساتھ ساتھ شرافت میں بھی اپنی مثال آپ تھے اس لیے بہت جلد آپ نے لوگوں کے دلوں میں اپنا گھر بنا لیا اور لوگ آپ سے بلاخوف وخطر لین دین کرنے لگے۔ اور آپ کو تجارت میں خوب نفع ہونے لگا۔ ایک دن آپ حسب معمول کاروباری سفر پر تھے کہ آپ نے ایک قافلے کو دیکھ کر پوچھا آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔ قافلے والوں نے بتایا کہ ہم اپنے پیر و مرشد کے دربار موہڑہ شریف کوہ مری میں غوث الامت حضرت خواجہ محمد قاسم صادق علیہ الرحمتہ کی قدم بوسی اور عرس مبارک میں شرکت کی غرض سے جا رہے ہیں۔

آپ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ نقدی بطور نذرانہ ایک آدمی کو دی اور فرمایا کہ میرا یہ نذرانہ اپنے پیر و مرشد کے حضور یہ کہہ کر پیش کرنا کہ غزنی کے ایک مسافر نے آپ کو سلام اور یہ نذرانہ بھیجا ہے۔ آپ کا یہی نذر و نیاز مندی کا سلسلہ دائمی و روحانی رشتہ و تعلق کا نقطہ آغاز ٹھہرا۔ مذکورہ قافلہ دور دراز علاقوں کا سفر کرتے ہوئے جب موہڑہ شریف میں غوث الامت حضرت خواجہ محمد قاسم صادق علیہ الرحمتہ کی خدمت میں پہنچا تو قافلے میں شامل وہ شخص آپ کا نذرانہ سرکار موہڑوی کو پیش کرنا بھول گیا۔ تو حضرت غوث الامت نے اسے خود بلوا کر کہا کہ تجھے غزنی کے ایک شخص نے راستے میں امانت دی تھی جو کہ ابھی تک تیرے پاس ہے۔ اس شخص نے وہ نذرانہ سرکار موہڑوی کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے فرمایا بیٹا واپس جا کر ان سے کہنا کہ مجھے تیرے نذرانے کی نہیں بلکہ تیری ضرورت ہے۔ اس

شخص نے واپسی پر سرکار خواجۂ موہڑوی کا پیغام آپ کو پہنچایا تو آپ کے دل کی کیفیت بدل کے رہ گئی۔ اشتیاق وجستجو کا بحر بیکراں آپ کے سینے میں موجزن ہو گیا۔

ادھر اس پیغام کے ملنے سے ایک رات قبل آپ نے خواب میں ایک نورانی صورت بزرگ کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے فرمارہے تھے کہ بیٹا میرے پاس چلے آؤ۔ تمہاری امانت میرے پاس ہے آکر لے لو۔

ادھر خواب میں زیارت وحکم ملاقات ادھر قافلے والوں کے ذریعے والئ موہڑہ شریف کے پیغام نے آپ کی طبیعت میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اور آپ کے ارادوں میں مزید ولولہ اور جوش پیدا ہوا اور آپ نے اپنے رفیق سفر حضرت پیر محمد ابراہیم خان کو اپنے اس عزم سے آگاہ کیا کہ میں والئ موہڑہ شریف کی خدمت میں حاضری کے لیے جانا چاہتا ہوں۔ آپ اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ آزاد پتن کے راستے پنجاب کی سرحد میں داخل ہوئے اور منزل بہ منزل سفر کرتے ہوئے کوہ مری میں موہڑہ شریف پہنچے۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں غوث الامت والی موہڑہ شریف حضرت خواجہ محمد قاسم صادق نقشبندی مجددی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

آپ پیر ومرشد کے دست مبارک پر بیعت ہونے کے بعد تین روز تک مرشد کامل کے پاس قیام پذیر رہے اور جب واپس آنے لگے تو آپ نے مرشد کامل سے کاروبار میں ترقی کے لیے دعا کے لیے عرض کیا تو حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔ جاؤ بیٹا تمہاری دوکان خوب چلے گی۔ اور مشرق ومغرب والے اس سے سودا خریدیں گے۔ لیکن جب موہڑہ شریف سے واپس آ کر کاروبار شروع کیا تو دن بدن معاملہ اس کے برعکس ہوتا چلا گیا اور خسارے میں رہنے لگے۔ یہاں تک کہ صرف ساڑھے تین سو روپے آپ کے پاس رہ گئے۔

چنانچہ آپ نے اپنے ہمسفر پیر بھائی جناب پیر محمد ابراہیم خان سے صلاح مشورہ کے بعد واپس غزنی جانے کا پروگرام بنایا اور آزاد پتن کے راستے کشمیر کی جانب چل دیئے۔ جب آزاد پتن پہنچے تو آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جانے سے پہلے کیوں نہ پیر ومرشد کی زیارت وملاقات کر لیں۔ ممکن ہے کہ غزنی جانے کے بعد شاید واپسی ہو یا نہ ہو۔ اسی خیال نے آپ کو مجبوراً دوسری مرتبہ سرکار موہڑوی کے دربار میں پہنچا دیا۔

موہڑہ شریف میں مجاہدہ وخدمت لنگر☆: آپ آزاد پتن سے مری کی جانب روانہ ہوئے اور کچھ دور جا کر واپس مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ کے پیر بھائی حضرت پیر محمد ابراہیم خان نقشبندی علیہ الرحمتہ بھی آپ کے پیچھے چلے آرہے ہیں۔ اب ہر دو حضرات چلتے ہوئے جب موہڑہ شریف میں مرشد کامل کی بارگاہ میں پہنچے تو حضرت خواجہ محمد قاسم صادق علیہ الرحمتہ نے دور سے دیکھتے ہی فرمایا کہ مرحبا میرے باکمال تاجر بیٹے آ گئے ہیں۔

مرشد کامل کی زبان سے یہ الفاظ سن کر آپ نے محسوس کیا کہ شاید حضرت ہم پر بہت مہربان ہو گئے ہیں اور ہمارے حق میں خصوصی دعا فرمائیں گے۔ اور ہم بحفاظت وبخیریت غزنی پہنچ جائیں گے۔

آپ نے آگے بڑھ کر پیر و مرشد کی خدمت میں عرض کیا حضور ہم کاروبار میں خسارے کی وجہ سے واپس اپنے وطن غزنی واپس جا رہے ہیں۔ آپ دعا فرمائیں کہ خداوند کریم بہتر اسباب پیدا فرمائے کچھ دیر گذری تو مرشد کامل خواجہ موہڑوی نے آپ کو بلوا کر فرمایا بچہ دربار شریف کے لنگر میں مہمانوں کے خورد و نوش کے لیے سامان درکار ہے۔ جس کے خریدنے کے لیے ساڑھے تین سو روپے کی ضرورت ہے۔ آپ نے کمر سے بندھی تھیلی کھولی اس میں ساڑھے تین سو روپے تھے وہ روپے کی تھیلی سمیت مرشد کامل کے مصلے پر رکھ دی۔ حضرت خواجہ موہڑوی نے دربار شریف کے لنگر کے انچارج کو بلوا کر وہ رقم دی اور فرمایا کہ اس سے لنگر کا سامان خرید لو۔

آپ نے جب یہ منظر دیکھا تو باہر آ کر رونا شروع کر دیا اور دل میں بار بار خیال آ رہا تھا کہ صرف ساڑھے تین سو روپے تھے وہ بھی ہاتھ سے گئے نہ جانے اب غزنی کیسے پہنچیں گے۔ جو زادِ راہ تھا وہ بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ اس وجہ سے اتنے رنجیدہ ہوئے کہ آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آنسو پونچھنے لگے، آپ کے کسی پیر بھائی نے اندر جا کر مرشد کامل حضرت خواجہ موہڑوی کی خدمت میں عرض کیا کہ غزنی کے جس تاجر مرید سے آپ نے پیسے لیے تھے وہ مجلس سے باہر بیٹھا ہوا رو رہا ہے۔

سرکار موہڑوی نے فرمایا کہ اسے اندر بلا کر لاؤ۔ آپ بلانے کے باوجود اندر نہ گئے۔ دوبارہ بلایا گیا۔ حتیٰ تیسری مرتبہ خواجہ موہڑوی نے فرمایا کہ اس کو جا کر کہو کہ اندر کیوں نہیں آتا۔ میں تو ایک عرصے سے اسی کے انتظار میں ہوں۔ میں نے اس کے لیے جو خزانہ جمع کر رکھا ہے اس کی قدر و قیمت یا میرا خدا جانتا ہے یا میں جانتا ہوں۔ تیسری مرتبہ پیغام ملنے پر آپ اندر گئے اور دل میں یہ خیال تھا کہ کوٹ ہی جسم پر رہ گیا ہے۔ اب یہ بھی اُتروالیں گے۔ جب مرشد کے قدموں میں پہنچے تو خواجہ موہڑوی دیکھتے ہی فوراً فرمانے لگے بیٹا تمہارا کوٹ واقعی بہت قیمتی اور خوب صورت اور بڑے کام کا ہے، پھر مسکرا کر فرمایا کہ میں آپ کا کافی عرصہ سے انتظار کر رہا تھا۔

آج مجھے گوہر مقصود ملا ہے۔ تم ساڑھے تین سو روپے کی فکر نہ کرو۔ میں نے تمہارے لیے جو عظیم خزانہ محفوظ کر رکھا ہے اور تیری دوکان کے لیے ایسا سودا رکھا ہے جس کو خریدنے کے لیے مشرق و مغرب والے تیرے پاس آئیں گے۔

لہٰذا آؤ میرے سینے سے لگ جاؤ۔ انہوں نے آپ کو سینے سے لگا کر فیض باطنی آپ کے سینے میں منتقل فرمایا۔ جس کی وجہ سے آپ کا دل دنیا کی محبت اور کاروبار سے بیزار ہو گیا۔ اور عشق کی ایک شمع آپ کے سینے میں فروزاں ہو گئی۔

اس کے بعد فرمایا کہ جاؤ لنگر کے مہمانوں کی خدمت کا فریضہ سرانجام دو۔ آپ ساری دنیا کے کاموں سے بے نیاز ہو کر لنگر خانے اور پیر و مرشد کی خدمت میں مشغول ہو گئے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے مرشد کے بتلائے ہوئے اوراد و وظائف اور شرعی احکام کی پابندی نماز پنجگانہ اور دیگر نوافل کا اہتمام خصوصیت سے فرمانے لگے۔ ہر وقت اپنے مرشد کے جلوؤں میں گم اور مست و سرشار رہنے لگے۔ ابھی لنگر کی خدمت میں صرف ایک مہینہ ہی گذرا تھا کہ مرشد کامل نے بلا کر فرمایا کہ بچہ آج کے بعد تم لنگر کے انچارج اور ناظم ہو۔ اور گھر بار کا خیال دل سے نکال دو۔

آپ نے عرض کی حضور غزنی میں میرے چچا کی بیٹی سے میری نسبت طے ہو چکی ہے اور وہاں کے رسم و رواج کے مطابق انکار و انحراف ممکن نہیں ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں شادی والے سلسلہ سے فراغت پا کر واپس آ جاؤں۔ آپ کی بات سن کر پیر و مرشد نے

جانے کے لیے اجازت نہ دی۔ ادھر آپ کے قبیلہ اور بالخصوص گھر والے آپ کے بارے لاعلم تھے انہوں نے آپ کی تلاش میں آپ کے چھوٹے بھائی حضرت محمد دراب خان المعروف ثانی صاحب کو بھیجا۔ وہ افغانستان سے راولپنڈی پہنچے اور ڈھونڈتے ہوئے کوہ مری میں موہڑہ شریف کے دربار پہنچے تب مدتوں سے بچھڑے ہوئے دو بھائی آپس میں ملے اور گھر بار کی خیریت آپ کو معلوم ہوئی۔ آپ کے بھائی حضرت ثانی صاحب بھی حضرت خواجہ کے حسن و جمال کو دیکھ کر وہیں کے ہو کے رہ گئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت ثانی صاحب نے واپس گھر غزنی پہنچ کر تمام قصہ بتایا تو آپ کے چچا اپنی صاحبزادی کو لے کر موہڑہ شریف آ گئے اور وہیں آپ کا عقد مبارک کر دیا گیا۔

جب اس مجاہدہ کو بارہ برس گذر گئے تو والی موہڑہ شریف حضرت خواجہ محمد قاسم صادق علیہ الرحمۃ اپنی باطنی نگاہ سے دیکھا کہ آپ مجاہدہ و ریاضت کی بھٹی میں جل کر پارس بن گئے اور معرفت و سلوک، حقیقت و تصوف کی منازل طے کر چکے ہیں۔ اور آپ کو خدا کی مخلوق کی راہنمائی و اصلاح و ہدایت کے منصب جلیلہ پر فائز ہونے کے لائق دیکھ کر آپ کو اور آپ کے بھائی حضرت ثانی صاحب اور حضرت پیر محمد ابراہیم خان کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر صاحب ارشاد و فائز المرام کر دیا۔

نیریاں شریف میں ورود مسعود☆: والی موہڑہ شریف حضرت خواجہ محمد قاسم صادق نقشبندی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کرنے کے بعد اپنے فرزندار جمند اور ولی العصر حضرت خواجہ پیر خان صاحب کو حکم دیا کہ وادئ پونچھ میں نیریاں کے جنگل میں انہیں سر چھپانے کے لیے ایک جھونپڑی بنوا کر بٹھا آؤ۔

چنانچہ حضرت پیر زاہد خان المعروف پیر خان صاحب موہڑوی علیہ الرحمۃ آپ کے ہمراہ نیریاں کے جنگل میں آئے اور خاردار جھاڑیاں کٹوا کر ایک سادہ اور معمولی سا مکان بنوا کر آپ کو اس میں بٹھا کر اس پر ایک سفید جھنڈا نصب فرما کہ آپ سے فرمایا کہ اس روحانی و نورانی پرچم کی لاج رکھنا۔ اور اس کو سرنگوں نہ ہونے دینا۔

آپ کی تشریف آوری سے قبل یہ علاقہ جنگل کی طرح ویران اور بلند و بالا پہاڑیوں کا مسکن تھا۔ اس کا پہلا نام ڈنہ پوٹھی میر خان تھا۔ لیکن آپ کے دم قدم اور قدموں کی برکت سے یہ جنگل تھوڑے سے عرصے میں منگل کا سماں پیش کرنے لگا۔ اور اس کا نام نیریاں شریف ہو گیا۔ نیریاں شریف کے اردگرد آبادی ہے۔ اس سے متصل مرشد آباد بازار ہے۔ پختہ سڑک دربار شریف تک جاتی ہے۔ بجلی کے قمقمے روشنی بکھیر رہے ہیں۔ اس جگہ جہاں لوگوں کی ظاہری و باطنی تربیت ہونے لگی ہے۔ اور مشرق و مغرب سے لوگ جوق در جوق آ کر اس جگہ سے علم و عرفان کے خزانے سے جھولیا بھر کر واپس جاتے ہیں۔

نیریاں شریف کا دربار ایک طویل و عریض پختہ عمارت پر مشتمل ہے۔ اس کے ساتھ مہمان خانے اور عظیم الشان جامع مسجد دینی تعلیم کا ایک بہترین دارالعلوم اور روحانی سکون کا بہترین اور عمدہ ماحول موجود ہے۔

آپ نے نیریاں شریف میں آنے کے بعد رشد و ہدایت کی وہ شمع روشن کی جس سے پوری دنیا میں علم و عرفان کی نہریں اور دریا بہنے لگے۔ آپ کے زیر سایہ رہ کر لاتعداد افراد درجہ ولایت کو پہنچے۔ لاتعداد گم کردہ راہوں کو راہِ ہدایت ملی۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ

آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

اس خطہ میں تبلیغ اسلام اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کرنے میں اگرچہ لاتعداد رکاوٹیں راستے میں کھڑی ہوئیں مگر آپ کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئی۔ بلکہ اپنے مرشد کامل کے مشن کی تکمیل میں دن بدن ترقی کے لیے منازل طے کرتے رہے۔ آپ کی خانقاہ میں ہر وقت قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی رہیں جو کہ تا حال جاری ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک بلند ہوتی رہیں گی۔

سیرت و کردار☆: آپ انتہا درجہ کے متقی و پرہیز گار اور پابند صوم صلوٰۃ تھے۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ نوافل کا کثرت سے اہتمام فرماتے۔ ہمیشہ باوضو رہتے۔ کبھی کوئی کام شریعت کے خلاف سرزد نہ ہونے دیا۔ تمام عمر اپنے شیخ کامل کی طریقت پر سختی سے عمل پیرا رہے۔ شب و روز تبلیغ دین متین اور وعظ و نصیحت درس و تدریس اور رشد و ہدایت آپ کا شیوۂ خاص تھا۔ اکثر مہینہ مہینہ گھر سے باہر رہ کر تبلیغی دورے فرماتے۔ لاتعداد غیر مسلم آپ کی تعلیم سے مسلمان ہو کر جہنم سے آزاد ہوئے۔ آپ نے اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی اور روحانی تربیت کا فریضہ گھر گھر قریہ قریہ بستی بستی اور شہر شہر جا کر ادا کیا۔ اور لوگوں کو کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر ان کے ایمانوں کو محفوظ کیا۔

خداوند کریم نے آپ کو معرفت و حقیقت اور تصوف کی تمام منازل سے آگاہ کر رکھا تھا۔ کاروباری مصروفیات کے زمانے میں بھی آپ نے صوم و صلوٰۃ کی پابندی میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ رات کے پچھلے پہر تمام وقت یاد الٰہی میں گذارتے، کبھی دل میں تکبر و غرور پیدا نہ ہونے دیا۔ آپ کا اخلاق و کردار، گفتار، رفتار و اطوار اور خد و خال مثالی تھے۔ طبیعت میں نرمی، حلیمی، انکساری، خلوص و محبت کا بے پایاں احساس موجود تھا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال 28 ربیع الاول شریف بروز جمعۃ المبارک بوقت 2:35 کے قریب ۱۳۹۵ ہجری بمطابق گیارہ اپریل 1975ء کو 73 برس کی عمر شریف میں ہوا۔

مزار پُر انوار دربار عالیہ نیریاں شریف ضلع پونچھ آزاد کشمیر میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے جانشین مبلغ عالم اسلام مجاہد ملک وملت، ضیغم اسلام حضرت پیر طریقت الحاج حضرت پیر علاؤالدین صدیقی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ جو کہ ایک بڑے بردبار اور پختہ عالم دین اور منجھے ہوئے خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم روحانی شخصیت ہیں۔

جو آج کل بڑھاپے کی دہلیز کو چومنے اور علالت کے باوجود دین اسلام کی شمع کو آپ کے نام سے منسوب ''محی الدین اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی'' کی صورت میں جلائے ہوئے ہیں۔ جو اس صدی کا عظیم و کبیر کارنامہ ہے۔

حضرت الحاج پیر علاؤالدین صدیقی مدظلہ العالی بڑے ہی وضع دار ڈھرے کے پکے اور بردبار تحمل مزاج، منتظم المزاج ہونے کے ساتھ شجاعت و وفا کا عظیم پیکر ہیں۔

فقیر راقم الحروف سے آپ کی اچھی طرح شناسائی ہے بڑے حلیم الطبع اور مہمان نواز شخصیت کے مالک ہیں۔ اگر یہ کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب مدظلہ نے محی الدین اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی قائم کر کے دورِ حاضر کے صاحب ثروت مشائخ کو دعوتِ فکر دی ہے کہ درباروں پر نظامِ تعلیم کا چراغ جلائے بغیر نہ چارہ ہے نہ گزارا۔

نوٹ ☆: فقیر راقم الحروف کی کتاب ''گلدستہ اولیا'' جلد اول مطبوعہ 2004ء کو محی الدین اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی کے BA کے کورس میں بطور ریفرنس بک شامل نصاب کیا ہے، جو فقیر کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے، اس کیلئے فقیر راقم الحروف مبلغ عالم اسلام حضرت علامہ الحاج پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب مدظلہ العالی اور یونیورسٹی کے دیگر احباب کا دل کی گہرائی سے مشکور ہے، دعا ہے کہ خواجگان کا صدقہ خدا اس عظیم یونیورسٹی کا چرچا چار دانگ عالم میں پھیلائے۔ اور حضور قبلہ پیر الحاج علاوالدین صدیقی صاحب مدظلہ العالی کو حیاتِ خضر عطا فرمائے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا خواجہ محمد عبدالغفور نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پروردہ لطف رسول مدنی، آئینہ جلال و جمال حقانی، شاہد بزم الانسان سری، ہادی ساکنان بحری وبرّی، غزالی صحرائے الوہیت، شہباز اقلیم ولایت حضرت مولانا خواجہ محمد عبدالغفور نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ بادہ نوشانِ توحید کے سرِّ حلقہ اور شان عظیم کے مالک تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۲۵ھ بمطابق 1905ء میں ایک عظیم وکبیر پارسا متقی و نیک نام بزرگ حضرت محمد یار چشتی نظامی رحمتہ علیہ الرحمتہ کے علمی وروحانی گھر بمقام صدانی علاقہ نشیب تحصیل وضلع بھکر میں ہوئی۔

خاندانی پسِ منظر وعظمت ☆: آپ کے والدِ گرامی اور دادا بزرگوار کا شمار وقت کے نیک بندوں میں ہوتا ہے، دینداری آپ کو ورثہ میں ملی ہوئی تھی، آپ کے دادا بزرگوار بھی کامل بزرگ تھے اور حضرت خواجہ غلام نبی للّٰہی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے مرید وخلیفہ مجاز تھے۔

اسی طرح آپ کے والِد بزرگوار حضرت غوث الوقت خواجہ محمد یار چشتی نظامی علیہ الرحمتہ نے اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ احمد میروی چشتی نظامی علیہ الرحمتہ سے دور دِ مستغاث کی اجازت لیکر چلّہ بھی کاٹا تھا۔

اس چلہ کے دوران انہوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول کائنات ﷺ نے سبز رنگ کا جُبّہ پہنایا جو اس قدر وسیع و عریض کہ ٹخنوں تک دراز ہے، رنگ اس قدر سبز کہ اس سبزی سے روشنی چمکتی ہے، اور اس کے زیریں حصہ پر سورت مزمل اور بالائی حصّہ پر سورتہ طٰہ لکھی ہوئی ہے، انہوں نے جب اس خواب کا تذکرہ اپنے پیرومرشد سے کیا تو انہوں نے آپ کو مبارک باد دی اور فرمایا یہ بہت بابرکت خواب ہے۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ کی ولادت ایسے پاکباز گھرانے میں ہوئی جہاں علم وعرفان کے شگوفے پھوٹ رہے تھے، تربیت ایسے ماحول میں ہوئی جہاں ہر طرف قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔

جب حصول علم کی عمر کو پہنچے تو قرآن مجید کی تعلیم سے آغاز ہوا، علم دینیہ کے حصول کے لئے آپ نے دور دراز کا سفر کر کے لائق و قابل ترین اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے اور تمام علوم متداولہ کی تکمیل کے بعد دورہ حدیث شریف ہندوستان کی معروف علمی درسگاہ مدرسہ امینیہ دہلی تشریف لے گئے اور سند فراغ حاصل کر کے وطن مالوف کو پلٹے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے ماموں حضرت خواجہ مولانا گل حسن نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے بعداز تکمیل مجاہدات اُنہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وصاحب ارشاد ہوئے۔

رسول کائنات ﷺ کی نظر عنایت ☆: آپ کے روحانی مقام اور بارگاہ مصطفوی ﷺ میں قرب کا مقام اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ۔

جب آپکے ماموں اور پیرومرشد حضرت مولانا خواجہ گل حسن رحمتہ اللہ علیہ کو مشیتِ خداوندی سے اپنے سفر آخرت کا یقین ہوگیا تو اُنکو حضرت خواجہ غلام حسن سواگ علیہ الرحمتہ کا حکم پہنچا کہ آپ کو لازمی ہے کہ اپنی قائم مقامی کے لئے مولوی عبدالغفور صاحب کو منتخب کریں، کیونکہ دربار رسالت سے مجھے اسی طرح اشارہ ہوا ہے۔

ایک دفعہ آپ کو حالت استغراق میں حضور اکرم ﷺ نے شرف زیارت بخشتے ہوئے فرمایا کہ مولوی عبدالغفور کو اپنا سجادہ نشین مقرر کریں، چنانچہ آپ نے 14 جولائی 1937ء کو ایک وصیت نامہ علماء مشائخ وصوفیاء اور اپنے مریدین کے لیے لکھوا کر طبع کرایا، اور سب حاضرین کے سامنے آپ کو اپنا خلیفہ اکبر وسجادہ نشین مقرر فرمایا۔

آپکی علمی ودینی خدمات ☆: آپ نے خانقاہ معلّیٰ مرشد آباد شریف کے سجادہ نشین کی حیثیت سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی جو خدمات سرانجام دیں وہ اپنی جگہ ایک الگ باب کی حیثیت رکھتی ہیں، مگر اس کے ساتھ ساتھ آپ نے مدرسہ حسینیہ غفوریہ میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کئے رکھا اور بحیثیت مدرس درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، آپ کی شب وروز کی محنت شاقہ سے لاتعداد بے علم عالم وفاضل، حافظ وقاری بن کر وہاں سے نکلے جو اطراف وجوانب اور ملک بھر کے مختلف اضلاع میں مسلک حقہ اور دین اسلام کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ شہروں، دیہاتوں، قصبوں میں وعظ ونصیحت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے، اُس زمانے میں سواری کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہ تھا، ریگستان کے ان نواحی علاقوں میں اونٹوں پر سوار ہو کر آپ نے حضور علیہ السلام کے دین متین اور عشق ومحبت کا پیغام پہنچایا۔

آپ کے ساتھ چلنے والے خدام اور ساتھیوں کا کہنا ہے کہ جب کبھی رات جنگل میں آجاتی تو آپ ریت کے ٹیلے پر رات بسر کرتے وقت فرماتے دوستو آیت الکرسی پڑھ کر اپنے اردگرد لکیر کا ایک دائرہ بنالو تاکہ رات کو جنگلی درندوں سے محفوظ رہو، اگر کوئی درندہ آبھی جاتا تو وہ لکیر ودائرے کی حدود کے اندر داخل نہیں ہوسکتا تھا، حالانکہ دارئے سے باہر ان کے قدموں اور سانپ وغیرہ کے آنے جانے کے نشان موجود ہوتے تھے۔

وعظ ونصیحت کا عالم یہ تھا کہ جب سٹیج پر وعظ کیلئے آتے تو پہلے دس پندرہ منٹ بیٹھ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذکر ومحبت میں کلام فرماتے پھر حال یہ ہوجاتا کہ گھنٹوں کھڑے ہو کر تقریر فرماتے عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ اس کے باوجود کبھی گھبراہٹ وتھکاوٹ کے آثار آپ کے چہرے پر نہیں پائے۔

آپ کا ایک ایک کلمہ اور ایک ایک لفظ دل میں اُتر تا چلا جاتا تھا اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کی مجلس میں آتے اور دل کی دنیا بدل کر جاتے، عاشقانِ مصطفےٰ ﷺ کا ایک جم غفیر آپ کے گرد حلقہ بنائے رکھتا تھا۔

آپ اپنے وقت کے مفسر قرآن، محدث وفقیہہ اور دیگر جملہ علوم وفنون کے چوٹی کے مدرس اور عالم باعمل تھے، اپنے دارالعلوم مرشد آباد شریف میں دیگر حضرات علمائے کرام بمع اپنے فرزند اکبر و جانشین حضرت علامہ عبدالحمید ارشد کے ساتھ خود بھی تفسیر و حدیث فقہ اور دیگر علوم وفنون کی کتابیں پڑھاتے، اس کے علاوہ جہاں کہیں مذہبی فتنہ کھڑا ہوتا آپ فوراً وہاں تشریف لے جاتے اور مخالفین کو میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور کر دیتے، آپکا انداز بیان انتہائی موثر اور دلائل میں اس قدر گرفت ہوتی کے مخالف کے پاس تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا آپ گستاخ رسول ﷺ اور گستاخ صحابہ کرام رضوان اللہ علیم اجمعین کو کبھی معاف نہ کرتے تھے تھل ریگستان کے پورے علاقہ میں مسلک اہل سنت و جماعت کا تحفظ آپکی بدولت تھا، اور انشاء اللہ آئندہ بھی محفوظ رہے گا، یہ آپ کے خصوصی روحانی تصرف کا فیض ہے۔

سیرت و کردار☆: آپ ایک متجر عالم دین اور متقی ومتبع شریعت ولی کامل تھے، اپنے وقت کے عظیم مجاہد اور بے باک شخصیت کے مالک تھے، بغیر کسی رعایت حق بات کہنا آپ کی امتیازی شان اور خصوصیت تھی، بالخصوص شریعت محمدیہ ﷺ کے معاملے میں کسی سے بھی قطعاً کوئی رعایت نہ برتتے تھے۔

آپ کی ذات والاصفات اخلاق کا پیکر اور محبت کی چاشنی میں ڈوبی ہوئی گفتگو ہر آنے والے کو متاثر کرتی تھی چاہے وہ کتنا ہی سنگدل ہی کیوں نہ ہوتا وہ آپ کے اخلاق اور پروقار شخصیت سے متاثر ہو کر آپکا گرویدہ ہو جاتا تھا، آپ جامع الصفات وحسنات و کمالات اور صاحب کشف وکرامات بزرگ ہیں، لا تعداد کرامات آپ سے سرزد ہوئیں، جن میں سے چند کرامات پیش خدمت ہیں۔

کشف وکرامات☆: آپ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ گل حسن نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دربار شریف پر گنبد کا کام جاری تھا تقریباً 35 فٹ کی بلندی پر مستری کا کام کر رہے تھے' نیچے آپ کا خلیفہ کام کر رہا تھا جسے آپ ملاحظ فرما رہے تھے۔

اچانک اوپر کام کرنے والے مستری کے ہاتھوں اینٹ چھٹی اور سیدھی خلیفہ کے سر پر آرہی تھی، آپ نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو اینٹ کی طرف انگلی کا اشارہ فرمایا اور وجد کی حالت میں زور سے اللہ اکبر کہا تو اینٹ ٹوٹ گئی اور ایک ٹکڑا خلیفہ صاحب کے دائیں اور دوسرا بائیں طرف گر گیا، اسطرح آپ کے خلیفہ بال بال زخمی ہونے سے بچ گئے۔

کرامت نمبر۲☆: آپ نے ریت کے جس ٹیلے پر اپنی تمام' ظاہری زندگی گزاری وہاں آجکل جنگل نہیں بلکہ جنت کا ایک باغ ہے، اس ٹیلے پر آجکل ایک جہاں آباد ہے، آپ کے وصال کے وقت آپ کی تدفین کا مسلہ بن گیا چونکہ آپ کے مرشد گرامی کے دربار کے چاروں طرف دورازے ہیں، ان دروازں کے عین وسط میں آپ کے مرشد گرامی حضرت خواجہ گل حسن نقشبندی علیہ الرحمتہ کا مزار پُر انوار ہے۔

اب مسئلہ یہ درپیش تھا کہ مرشد گرامی کی مرقد منورہ کی چاروں طرف دروازوں کا فیصلہ ایک جیسا ہے، اگر آپ کو مرشد گرامی کے

دائیں پہلو میں دفن کیا جاتا تو اس سمت کا دروازہ بند اور اگر بائیں پہلو میں دفن کیا جاتا تو بائیں جانب دروازہ بند ہو جاتا تھا۔

ابھی منتظمین اور ورثا اسی کشمکش میں تھے کہ لوگوں نے دیکھا کہ آپ کے مرشد گرامی حضرت خواجہ گل حسن نقشبندی علیہ الرحمۃ کر مرقد منورہ دائیں طرف (یعنی مغرب) کی سمت سرک گئی (یعنی ہٹ گئی) اور بائیں طرف آپ کی مرقد منورہ کے لئے جگہ خالی ہوگئی اور دروازوں کا فاصلہ بدستور جوں کا توں برقرار رہا۔

اولاد وامجاد☆: اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل وکرم سے آپ کو چار صاحبزادے حضرت مولانا عبدالحمید ارشد، حضرت عبدالمعید سبحانی، حضرت عبدالرشید اطہر اور حضرت عبدالوحید قمر عطا فرمائے،

10-02-1975 کو آپ نے اپنے وصال سے بارہ روز قبل ایک وصیت نامہ تحریر فرمایا، جس میں اپنے فرزند اکبر حضرت مولانا عبدالحمید ارشد صاحب نقشبندی مدظلہ العالیٰ کو اپنا خلیفہ اکبر و جانشین وقائم مقام اور دربار کا سجادہ نشین اور مسجد کا متولی مقرر فرمایا۔

وصال وباکمال☆: آپ کا وصال باکمال 22 فروری 1975ء کو ہوا، مزار پرانوار مرشد آباد شریف جنجوں شریف تحصیل منکیرہ ضلع بھکر میں مرجع خاص وعام ہے۔

جہاں آج بھی حاضری دیکر لوگ آپ کے فیضان وعرفان سے مالا مال ہو کر اپنے قلوب واذہات کو نور ایمان سے منور کر رہے ہیں آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالحمید ارشد نقشبندی مدظلہ العالیٰ جو ضعیفی اور پیرانہ سالی کے باوجود بڑی محنت و لگن سے سلسلہ عالیہ کی خدمت میں مصروف ہیں، حضرت مولانا موصوف صاحب علم وفضل اور صاحب کشف وکرامات بزرگ ہیں اپنے والد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تصوف وطریقت کا پرچم بلند کئے ہوئے ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت میاں خدا بخش نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آئینہ جمال وجلال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، معدن گنجینہ علوم لدنی، پروردہ لطف رسول مدنی، حضرت میاں خدا بخش نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان طہارت و پاکیزگی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۵ مارچ 1898ء بروز جمعتہ المبارک تحصیل نکودر ضلع جالندھر کے ایک گاؤں خیر پور میں جناب میاں خیر محمد بن میاں الٰہی کے گھر ہوئی۔ ابھی آپ گود میں ہی تھے کہ والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے والد گرامی نے اس کے بعد دوسری شادی نہیں کی۔ جبکہ آپ کی پرورش آپ کی نانی صاحبہ نے فرمائی۔ آپ جب سن شعور کو پہنچے تو گاؤں کی مسجد میں داخل ہوئے اور قرآن کریم مکمل کیا۔

آپ بچپن سے ہی خاموش طبیعت کے مالک تھے۔ دیگر بچوں کے ساتھ کھیل کود سے نفرت تھی۔ طبیعت میں عاجزی اور انکساری بدرجہ اتم موجود تھی گھر میں نہ والدہ اور نہ ہی دادی اس لئے گھر کا کام کاج خود ہی سرانجام دیتے تھے۔ زمینداری کھیتی باڑی میں والد گرامی کا ہاتھ بٹاتے۔ مگر جیسے ہی فرصت ملتی فوراً مسجد کا رخ کرتے۔ نماز پنج گانہ کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔

آپ کے والد گرامی کا خیال تھا کہ زمینداری میں میرا ہاتھ بتائیں لیکن آپ کا دل اس کام میں نہ تھا بلکہ آپ وہاں سے بھاگ کر مالک حقیقی کی بارگاہ میں حاضری دینے کے لئے مسجد میں چلے جاتے۔ مسجد کے امام حضرت حافظ محمد عبداللہ جو اپنے زمانے کے ولی اللہ تھے، وہ آپ کو خصوصی پیار کرتے تھے اور مسجد کے نمازیوں سے فرماتے کہ میاں خدا بخش ایک سعادت منداور ہونہار بچہ ہے۔ آپ نے انہی مولانا محمد عبداللہ سے قرآن کریم پڑھا اور اس کے بعد فارسی وعربی کی ابتدائی کتب بھی پڑھیں۔ تعلیم کے دوران زمینداری کا بوجھ بڑھتا گیا۔ جس کی وجہ سے تعلیم کے حصول میں خاصی رکاوٹ پیدا ہوئی۔ اس کو دور کرنے کے لئے آپ کو گھر والوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔

آپ نے بقیہ تعلیم مکمل کرنے کیلئے گھر والوں سے کہا تو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور کسی نے آپ کی تعلیم پر توجہ نہ دی۔ آپ گھر سے بھاگ کر شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ کے ایک درس میں آکر داخل ہو گئے۔ جب آپ کے دادا اور چچا نے آپ کے تعلیمی ذوق وشوق کو دیکھا تو آپ کے چچا نے آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا اور آپ کو اسکول میں داخل کرا دیا۔ سکول میں ابھی آٹھویں کلاس بھی پاس نہیں کی تھی کہ آپ کی شادی کرادی گئی۔ آپ نے ورنیکلر فائنل کا امتحان گورنمنٹ مڈل سکول شاہ کوٹ تحصیل نکودر جالندھر سے پاس کیا۔ اور کچھ وقت بطور مدرس کام کیا۔ اس دوران گورنمنٹ سکول دھرم شالہ ضلع کانگڑہ میں داخلہ مل گیا۔ وہاں ایک سالہ تربیتی کورس مکمل کیا۔ دنیاوی علم کے ساتھ ساتھ دینی کتب کے مطالعے کا شوق بھی پورا فرماتے رہے۔

اپنے گاؤں شیخوپورہ آمد اور ملازمت ☆: آپ کا گاؤں خیر اللہ پور شاہ کوٹ ضلع جالندھر کے دریائے ستلج کے کنارے پر واقع تھا۔ سیلاب کی وجہ سے آپ کی اراضی دریا برد ہوگئی تو آپ نے حصول ملازمت کے لئے صرف اس غرض سے ضلع شیخوپورہ کے تعلیمی افسران کے پاس درخواست دی کہ شاید اس بہانے حضرت میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری علیہ الرحمۃ کی ذات والا بابرکات تک رسائی ہو جائے۔

چنانچہ آپ کو بہت جلد ملازمت کا پروانہ بطور اول مدرس گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر ۷ انہرا پر چناب ضلع شیخوپورہ میں مل گیا۔ آپ اپنے اہل وعیال کو بھی یہیں لے آئے۔ آپ کی ملازمت والی جگہ سے شیخوپورہ صرف نو دس میل کے فاصلے پر تھا۔

بیعت وخلافت ☆: ۶ جولائی 1924ء کو پہلی مرتبہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ کے آستانے پر حاضر ہوئے مگر بوجہ علالت ملاقات نہ ہو سکی۔ بیس دن کے بعد دوبارہ تشریف لائے تو ملاقات ہوئی۔ دوران ملاقات حضرت میاں صاحب شرقپوری علیہ الرحمۃ نے بہ کمال شفقت پوچھا کہ کچھ علم رکھتے ہو آپ نے اپنی تعلیم کے متعلق عرض کر دیا۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ اس علم کو حاصل کرنے میں کتنے سال لگائے آپ نے عرض کیا حضور نو سال۔ حضرت میاں صاحب نے پوچھا قرآن مجید پڑھنے کے لئے کتنے سال لگے۔ اب خاموشی کے سوا کیا آپ کے پاس تھا۔ آپ کے ادب کا یہ عالم دیکھ کر حضرت میاں صاحب نے اور بھی زیادہ شفقت فرمائی۔ اور آپ کو اپنے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف کیا۔ اور آپ کو گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھنے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ ہی نماز باجماعت کا حکم ارشاد فرمایا۔ آپ نے اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کرتے رہے اور ہر جمعہ اور اتوار کو مرشد کی خدمت میں حاضری دیتے رہے، بالآخر ۱۲ اکتوبر 1926ء بروز اتوار آپ کے دل پر اسم ذات نقش کر دیا۔

سیرت وکردار ☆: آپ شریعت وطریقت کے احکام کی مکمل پابندی فرماتے رہے۔ بعد نماز فجر درود شریف کا وہی معمول جاری رہا جو حضرت میاں صاحب شرقپوری کا معمول تھا۔ آپ کا ہر فعل، ہر کام، ہر بات، اُٹھنا بیٹھنا، سونا، جاگنا، چلنا پھرنا، غرضیکہ ہر چھوٹی بڑی بات کرنے میں اپنے پیر ومرشد کی اتباع فرماتے تھے۔

اس سے بڑھ کر آپ کی کوئی کرامت تحریر نہیں کی جاسکتی ہے کہ آپ کی زندگی عین سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھی جس کے گواہ آپ کے گاؤں کے لوگ اور ارد گرد کے عقیدت مندان ہیں۔

شادی واولاد ☆: آپ نے تعلیمی زمانے میں شادی کی۔ خدا نے آپ کو دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی۔ آپ کے صاحبزادوں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں: جناب صاحبزادہ محمد اسحاق، صاحبزادہ محمد سعید ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۸ جنوری 1976ء کو بروز جمعۃ المبارک بمطابق ۱۳۹۷ھ کو ہوا۔ مزار پرانوار چک نمبر ۷ انہرا پر چناب تحصیل وضلع شیخوپورہ میں مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے۔ آپ کے دربار کے ساتھ عظیم الشان جامعہ مسجد اور دینی مدرسہ بھی تعمیر ہو چکا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت الحاج پیر محمد اسحاق المعروف جی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، برھان الواصلین، دلیل الکاملین، عالم ربانی مرشد لاثانی حضرت الحاج پیر محمد اسحاق المعروف جی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ خورشید ولایت ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1308ھ ہجری بمطابق 1890ء کو تحصیل و ضلع مانسہرہ ہزارہ صوبہ سرحد میں حضرت صاحبزادہ حبیب اللہ قادری کے علمی و روحانی گھر میں ہوئی۔

آپ کا نسب نامہ چھیاسٹھویں پشت میں حضرت حیدر کرار علی المرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ وجہ الکریم اور سترویں پشت میں حضرت عبدالمناف سے ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد میں تمام بزرگ صاحب طریقت اور پابند شریعت اور علوم ظاہریہ و باطنیہ کی دولت سے مالا مال تھے۔

آپ کے دادا بزرگوار حضرت محمد ظریف المعروف فیضی بابا نقشبندی علیہ الرحمتہ حضرت محمد امیر ساکن کوٹہ تحصیل صوابی کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔

اسی طرح آپ کے والد بزرگوار صاحبزادہ محمد حبیب اللہ قادری صاحب، حضرت سجادہ نشین پائمال شریف علاقہ بگرام کے خلیفہ مجاز اور اپنے وقت کے چوٹی کے عالم دین تھے۔

آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد اسحاق اور لقب، صاحبزادہ عرف جی صاحب تھا۔ آپ قومی لحاظ سے مشوانی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے نانا بزرگوار حضرت بلال صاحب علیہ الرحمتہ سے حاصل کی۔ نانا بزرگوار کے وصال کے بعد اپنے والد بزرگوار حضرت حبیب اللہ قادری اور برادر بزرگوار حضرت صاحبزادہ عبیداللہ جی علیہم الرحمتہ سے درس نظامی، فقہ، صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ والد بزرگوار کے وصال کے بعد اپنے بھتیجے صاحبزادہ عبدالرؤف کی معیت میں علاقہ کی معروف درسگاہوں میں داخل ہو گئے۔ اور مختلف درسگاہوں میں بلند پایہ علمائے دین سے علم تفسیر و حدیث، اصول فقہ، صرف و نحو، منطق وغیرہ میں کمال دستگاہ حاصل کی اور تکمیل علوم دینیہ کے بعد اپنے گاؤں واپس تشریف لا کر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ چند ہی دنوں میں آپ کی قائم کردہ درسگاہ میں دور دور سے لوگ آ کر داخل ہونے لگے اور آپ سے علوم دینیہ میں استفادہ کر کے واپس جانے لگے اور پھر اپنے اپنے علاقوں میں علم اور دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو روشن کرنے لگے۔ آپ کو دینی مسائل پر ایسی مہارت حاصل تھی کہ دقیق سے دقیق مسئلہ اس انداز سے آن واحد میں حل فرما دیتے کہ بڑے بڑے جید علماء بھی دنگ رہ جاتے۔ اور متنازعہ مسائل میں فریقین کو خوش

اسلوبی سے راضی فرمالیتے۔اور وہ خوش ہوکر واپس لوٹتے۔

طلب حق اور تلاش مرشد☆: علوم ظاہریہ کے بعد علوم باطنیہ کا ذوق وشوق بیدار ہوا تو آپ نے اپنے برادر بزرگ حضرت صاحبزادہ عبیداللہ جی اور اپنے پھوپھی زاد بھائی حضرت سید محمود شاہ سے ذکر کیا۔تو ہر دو حضرات نے تین باکمال ہستیوں کا جوان دنوں اُوج کمال پر تھے۔کی نشاندہی فرمائی جن میں شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ، کاشیاں شریف علاقہ بالاکوٹ ہزارہ، سید پور شریف علاوہ کوٹلی آزاد کشمیر کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ان میں سے کاشیاں شریف علاقہ بالاکوٹ کو بوجہ قریب کے ترجیح دی گئی۔

آپ اپنے برادر بزرگ اور ایک طالب علم کے ہمراہ حضرت بابا جی صاحب کاشیاں شریف کی خدمت میں بالاکوٹ پہنچ کر حاضر ہوئے اور مقصد و مدعا عرض کیا۔تو انہوں نے بڑی شفقت ومحبت سے جواب دیا کہ آپ سید پور شریف تشریف لے جائیں۔اس لیے کہ میں کافی ضعیف و کمزور ہو چکا ہوں اس لیے آپ کو بیعت نہیں کرتا۔ایسا نہ ہو کہ میری ضعیفی کی بنا پر آپ کی منازل سلوک ادھوری رہ جائیں۔آپ کو بیعت کر کے مجھے خوشی ہوتی اس لیے کہ میں نے آپ کے نانا صاحب سے علوم دینیہ حاصل کیئے۔مگر میری ضعیفی آڑے آ رہی ہے اس لیے میں آپ کی کوئی خدمت کرنے سے معذور ہوں۔

سید پور شریف کی جانب روانگی☆: آپ حضرت بابا جی صاحب کاشیاں شریف کے مشورے اور فرمان کے مطابق سید پور شریف علاقہ کوٹلی آزاد کشمیر کی جانب اپنے برادر بزرگ کے ہمراہ پہاڑی علاقہ کی دشوار گذار راستوں کو طے کرتے ہوئے سید پور شریف پہنچے۔

آپ چونکہ ظاہری علوم سے نئے نئے فارغ التحصیل ہوئے تھے۔اس لیے حدود شرعیہ کا آپ پر غلبہ تھا۔جب آپ سید پور پہنچے اور حضرت پیر قاضی شمس الدین نقشبندی علیہ الرحمتہ سے ملاقاتی ہوئے۔یہ دیکھ کر کے حضرت قاضی شمس الدین صاحب نسوار کا استعمال کرتے ہیں۔آپ کو یہ بات ناگوار گذری اور اپنا مدعا عرض کیئے بغیر واپس آ گئے۔اور شنی شریف پہنچ کر اپنے ہمراہیوں اور دیگر حضرات سے مشورہ کیا تو آپ کے برادر بزرگ اور حضرت پیر سید محمود شاہ صاحب نے دوبارہ سید پور شریف جانے کا مشورہ دیا۔آپ ان بزرگوں کے مشورے سے دوبارہ عازم سید پور شریف ہوئے۔اور اس مرتبہ دیگر تحائف کے علاوہ بازار سے نسوار بھی خرید کر ہمراہ لے گئے تا کہ حضرت قاضی شمس الدین صاحب علیہ الرحمتہ کو پیش کی جائے۔

آپ سید پور شریف پہنچ کر حضرت قاضی شمس الدین صاحب کے سامنے بڑے مئودبانہ طریقہ سے بیٹھ گئے۔اور ملاقات کر کے اپنا مدعا پیش کیا۔تو حضرت قاضی شمس الدین آپ کی دلی کیفیت کو اپنے نور باطن سے بھانپ چکے تھے۔اس لیے آپ کے کسی اعتراض یا سوال سے پہلے خود ہی فرما دیا کہ میں نسوار کسی لذت اور نشے کے طور پر استعمال نہیں کرتا۔بلکہ میرے دانتوں میں تکلیف ہے جس کی بنا پر میرے مسوڑھے پانی چھوڑ دیتے ہیں۔اور نسوار سے وہ پانی خشک ہوتا ہے۔حضرت قاضی صاحب کی زبان سے یہ الفاظ سن کر آپ کا شبہ جاتا رہا۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت قاضی خواجہ شمس الدین نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق

پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے اور تکمیل مجاہدہ و منازل سلوک و معرفت طے کرنے کے بعد انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔

سیرت و کردار☆: مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد آپ کچھ عرصہ ان کی خدمت میں رہ کر عبادت و ریاضت و مجاہدہ کی تکمیل اور سلوک و معرفت کی منازل طے کرتے رہے۔ اس دوران مرشد کامل نے آپ کو خصوصی طور پر ایک کمرہ عنایت فرمایا ہوا تھا۔ جہاں آپ مجاہدے میں مصروف رہتے تھے اور آپ کے واسطے کھانا پکانے والے کو حکم تھا کہ باوضو اور بسم اللہ شریف کا ورد کرتے ہوئے پکائے۔ اگر کبھی کوئی شخص بسم اللہ پڑھے بغیر اور وضو کے بغیر کھانا تیار کرتا تو آپ کھانا فوراً واپس کر دیتے۔ اور فرماتے کہ یہ بغیر وضو اور بسم اللہ پڑھے بغیر پکایا گیا ہے۔

آپ پر ہمہ وقت جلال کا غلبہ رہتا تھا۔ جس پر توجہ فرماتے لطائف خمسہ جاگ جاتے تھے۔ یہ عالم اور یہ کیفیت دیکھ کر عوام و خواص میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ اور دور دور سے مخلوق خدا آ کر بیعت ہونے لگی۔ بے مراد آ کر مرادیں پانے لگے۔ آپ کے اندر ریا کاری نام کو بھی نہ تھی۔ خدمت خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آنے والوں کی حاجت روائی اور دستگیری آپ کا معمول تھا۔ اپنے کام خود انجام دیتے۔ جب تک صحت رہی امامت و خطابت کا فریضہ خود سرانجام دیتے رہے۔ اپنے بزرگوں اور شیوخ کے مزارات پر مسلسل حاضری دیتے رہے۔ وضو کے وقت قبلہ رخ ہو کر بیٹھتے اور وضو سنت کے مطابق بڑے ہی احتیاط طریقہ سے فرماتے۔ نماز با جماعت ادا کر کے احباب کے ہمراہ دائرہ بنا کر ذکر و فکر اور مراقبہ فرماتے تھے۔ ہر آنے والے شخص سے اس کے حالات کے مطابق گفتگو فرماتے۔ ہر ایک کو سنت نبوی پر عمل کی ترغیب دیتے تھے۔

آپ کا خلق سراپا محمدی تھا، صبر شکر، حلم و تواضع، قناعت، تسلیم و رضا، توکل میں یکتائے زمانہ تھے۔ لباس مبارک سادہ پہنتے اور سر پر عمامہ باندھتے۔ آپ کا چہرہ مبارک ہر وقت چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا رہتا تھا۔ ایک بار ملنے والا ہمیشہ کے لیے گرویدہ ہو کے رہ جاتا۔ آپ نے اپنی ظاہری حیات میں تقریباً ساٹھ برس سے زیادہ عرصہ تک تبلیغ دین اور رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دیا۔ جس کے نتیجہ میں ہزاروں افراد راہ راست پر آ گئے۔ بہت سے حضرات درجہ ولایت کو پہنچ کر دین حق کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ لاتعداد افراد آپ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام میں داخل ہوئے۔

اولاد و امجاد☆: خداوند کریم نے اپنے فضل سے آپ کو دو صاحبزادے عطا فرمائے۔ جن میں اول حضرت صاحبزادہ محمد عارف صاحب اور دوسرے حضرت صاحبزادہ عبدالظاہر صاحب ہیں۔

کشف و کرامات☆: آپ حج بیت اللہ کے لیے آتے اور جاتے ہوئے ہندوستان کے شہر نگینہ میں اپنے خلیفہ کے پاس ضرور ٹھہرتے تھے۔ اس شہر میں تین بدکار عورتوں نے بدکاری کا اڈا چلایا ہوا تھا۔ آپ جتنے دن وہاں ٹھہرتے بدکاری کے اڈے پر جانے والے تمام لوگ آپ کے پاس آتے اور ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔

جب آپ دوسری مرتبہ گئے تو یہی کیفیت بنی۔ تو ان بدکار عورتوں نے اپنے ملازم کو بھیجا کہ شہر میں معلوم کرو کہ جو لوگ کل تک ہم پر

جانیں قربان کرنے کا وعدہ کر رہے تھے اور جو لوگ ہمارے اڈے کی زینت تھے وہ کہاں گئے۔

چنانچہ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ ہزارہ کے علاقہ کے ایک پیر صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں۔ تمام شہر کے رؤسا وہاں پر حلقہ ذکر میں مصروف ہیں۔

ان بدکار عورتوں نے اپنا نوکر آپ کے پاس بھیج کر ملاقات کی درخواست چاہی تو آپ نے فرمایا۔ اجازت ہے آجاؤ۔

چنانچہ وہ آپ کے پاس حاضر ہوئیں اور سلام عرض کر کے بیٹھ گئیں۔ جب کافی دیر گذر گئی تو آپ نے فرمایا اب چلی جاؤ۔ مگر انہوں نے جانے سے انکار کر دیا اور کہنے لگیں کہ ہمیں اسلام سکھاؤ۔ آپ نے فرمایا ضرور تمہیں اسلام سکھاؤں گا۔ مگر اس سے پہلے تم جو کام کرتیں تھیں اس سے سچی توبہ کر لو۔ بلکہ میں اسی پر اکتفا نہیں کرتا میں اسی مجلس میں تمہاری شادی بھی کروں گا۔

انہوں نے بیک زبان عرض کی حضور ہمیں آپ کی ہر شرط منظور ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان تینوں کو اسلام کے احکام سکھائے اور پھر اسی مجلس موجود اپنے معتقدین سے تینوں عورتوں کی تین مردوں سے شادی کر دی۔ اس کے بعد پھر دوبارہ نگینہ شہر میں کنجر خانہ قائم نہ ہو سکا۔

کرامت نمبر ۲ ☆: ایک مرتبہ ایک عالم دین چناری کے مقام پر نماز جمعہ جاری کرانے کے لیے برکت کے واسطے آپ کو چناری لے گئے۔ اس زمانے میں مانسہرہ سے سرینگر براستہ چناری بس جاتی تھی۔ آپ جس بس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس بس کی فرنٹ سیٹ پر ایک میم صاحبہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ جو سرینگر جا رہی تھی۔ دوران سفر اس میم نے دیوان حافظ کا ایک شعر اونچی آواز سے پڑھا۔ جسے سن کر آپ نے متعجب ہو کر اس سے پوچھا کیا تو نے دیوان حافظ پڑھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اس کا امتحان بھی دیا ہے۔

آپ نے اپنا دیوان ''تحفۂ عجب'' اس کو دیا۔ اس نے اس کو تھوڑا سا پڑھا۔ اور آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی یہ دیوان آپ نے خود مرتب کیا ہے؟ کیا محمد اسحاق آپ ہی کا نام ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ میری ہی تصنیف ہے۔

اس نے کہا اب تو میرا ٹکٹ سرینگر کا ہے۔ جب دوبارہ آؤں گی تو ملاقات کروں گی۔ آپ سفر کرتے کرتے اپنی منزل چناری کے مقام پر اتر گئے۔ اور وہ میم آپ کے جانے کے بعد کچھ بیقرار سی ہوئی اور چناری سے اگلے سٹاپ پر اتر گئی۔ اور اپنے نوکر عبدالقادر سے کہنے لگی کہ اب میں آگے نہیں جا سکتی۔ نوکر نے بہت اصرار کیا کہ ٹکٹ سرینگر کا ہے وہیں چلتے ہیں۔ مگر وہ بضد ہو گئی کہ میں ہرگز آگے نہیں جا سکتی۔ اور حضرت کے پاس جا کر مسلمان ہوتی ہوں۔

اب خدا کی قدرت یہ کہ واپسی پر ان کو کوئی سواری چناری کے لیے نہیں ملی۔ اس عورت نے کچھ سامان خود اٹھایا اور کچھ سامان اپنے نوکر کو اٹھوایا اور پیدل ہی چل دی۔ اور چناری پہنچ گئی۔

پوچھتے پوچھتے وہ جب آپ کے پاس پہنچی تو آپ نماز کے بعد مریدین کے ہمراہ مراقبہ میں مصروف تھے۔ وہ آگے بڑھی اور عرض کرنے لگی حضرت مجھے کلمہ پڑھا کر صاحب ایمان کر دو۔ اور مجھے اسلام سکھا دو۔ آپ نے چناری کی مسجد کے خطیب سے فرمایا کہ اس کو لے جاؤ اور اس کے غسل کے لیے اسباب مہیا کرو اور اس کا لباس بدلی کرا کے میرے پاس لاؤ۔

جب وہ کپڑے تبدیل کر کے واپس آئی تو آپ نے اسے کلمہ پڑھا کر صاحب ایمان کیا اس کے بعد اسے ذکر قلبی سکھایا۔اس کے بعد اس عورت نے عرض کی حضور میرے اس نوکر عبدالقادر کو بھی اپنے ہاتھ پر بیعت کا شرف عطا فرما دیں۔

اس کے بعد اس نے آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور ہمارے پادریوں نے دو شک ہمارے دلوں میں ڈالے ہوئے تھے۔ان کا حل بتلائیے۔

۱) یہ کہ نبی آخرالزمان اگر شان والے ہوتے تو سب سے آخر میں کیوں آتے؟

۲) اگر نبی آخرالزمان بڑی شان والے ہوتے تو اس زمین میں کیوں آئے؟اور ہمارے نبی عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔

اس کے سوال سن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جواب عقلی ہو یا قرآن وحدیث سے۔اس نے عرض کی عقلی ہو۔آپ نے فرمایا کہ نبی آخرالزمان شان والے ہیں۔تمام نبی ان کی آمد کی خبر اپنی اپنی امتوں کو دیتے آئے ہیں۔اس لیے وہ سب سے آخر میں آئے ہیں۔یہ سن کر میم کی تسلی ہو گئی۔

دوسرے سوال کا جواب آپ نے اس طرح دیا کہ اس سے فرمایا کہ پانی کے حوض میں ایک پتھر پھینکو۔جب پتھر پھینکا گیا تو جہاں پتھر گرا۔اس جگہ پانی کا بلبلہ پیدا ہوا۔آپ نے فرمایا اب میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ وہ پتھر اصل ہے یا بلبلا۔اس نے کہا پتھر اصل ہے۔اگر پتھر نہ پھینکا ہوتا تو بلبلا نہ پیدا ہوتا۔

آپ نے فرمایا وہ پتھر کہاں ہے۔میم نے جواب دیا وہ تو نیچے ہے۔آپ نے فرمایا کہ یہ فرق ہے ہماری نبی اور تمہارے نبی کے درمیان۔جسے سن کر وہ میم لاجواب ہو گئی۔

اس کے بعد اس میم نے کہا کہ اس سے قبل میں عیسائیت کی تبلیغ کرتی تھی۔اور اپنی تقریر کے آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان بیان کرتی تھی۔مگر آج کے بعد میں عورتوں کو تبلیغ کرتے وقت شان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کیا کروں گی۔

اس کے بعد وہ آپ سے رخصت لے کر اپنی منزل کو چلی گئی۔اور جہاں بھی ہوتی تھی آپ کو خطوط ارسال کرتی رہتی تھی۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ستائیس محرم الحرام ۱۳۹۷ ہجری بمطابق اٹھارہ جنوری 1976ء کو ہوا۔مزار پر انوار شنی بالا شریف تحصیل وضلع مانسہرہ ہزارہ صوبہ سرحد میں مرجع خاص وعام ہے۔جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت،رہے برقرار شاہی

حضرت علامہ قاضی محمد صدرالدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: ماہتاب شریعت، آفتاب طریقت، شہباز معرفت وحقیقت، فانی فی اللہ، باقی باللہ حضرت علامہ قاضی محمد صدرالدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1320ہجری بمطابق ماہ نومبر 1902ء کو غوث زماں، اویس العصر حضرت قاضی محمد فیروز الدین اویسی علیہ الرحمتہ کے گھر کوٹ نجیب اللہ ضلع ہری پور ہزارہ صوبہ سرحد میں ہوئی۔

آپ کے والد ماجد حضرت قاضی فیروز الدین اویسی اپنے زمانے کے ہمالۂ علوم اور عظیم روحانی شیخ کامل واکمل صاحب تصرف فقیر اور ولی تھے۔ اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ مائی خدیجہ بی بی بھی اپنے زمانے کے عظیم ولی کامل حضرت قاضی فیض عالم علیہ الرحمتہ کی صاحبزادی اور نیک سیرت خاتون تھیں۔

ابھی آپ کی عمر عزیز صرف دو ہی برس کی تھی کہ والدہ ماجدہ کا وصال ہو گیا۔ والدہ کے وصال کے بعد آپ کے نانا حضرت قاضی فیض عالم علیہ الرحمتہ نے اپنی دوسری بیٹی کا نکاح آپ کے والد حضرت قاضی فیروز الدین اویسی سے کر دیا۔ اس طرح آپ کو نانی صاحبہ نے گود لے لیا اور آپ کی پرورش ابتدائی تربیت نانی کی گود میں اور نانا جان کی سرپرستی میں مکمل ہوئی۔

جب آپ سن شعور کو پہنچے تو والد گرامی نے قرآن پاک کی تعلیم از خود شروع کرائی۔ قرآن حکیم کی تکمیل کے بعد ابتدائی تعلیم بھی والد گرامی نے شروع کرائی۔ مگر اس دوران آپ کو مساجد سے اُنس ہو گیا۔ اور ہمہ وقت مسجد میں رہتے تھے۔ اس کے لیے آپ نے دور دراز کا سفر بھی اختیار کیا۔

تعلیم وتربیت ☆: آپ نے ابتدائی کتب اپنے والد گرامی قدر سے پڑھیں چونکہ آپ کے والد گرامی کافی ضعیف ہو چکے تھے۔ اس ضعیفی کی وجہ سے پڑھانے سے معذور تھے۔ ابتدائی کتب کے بعد مجبوراً آپ کو گھر سے باہر نکلنا پڑا۔ اور ہری پور کے قریب "شاہ محمد" نامی گاؤں کی مسجد میں حضرت علامہ مولانا سکندر علی مرحوم سے علوم متداولہ کی کتب پڑھنا شروع کیں اور ایک سال کے بعد آپ مانسہرہ میں حضرت مولانا حمید الدین کے پاس علوم دینیہ کی تکمیل کے لیے چلے گئے۔

مولانا علامہ حمید الدین بلا کے ذہین اور ذکی عالم تھے۔ اور ان کو وہبی علم حاصل تھا۔ اس لیے کسی بھی سبق کی کتاب پڑھانے میں ان کو کوئی مشکل پیش نہیں آتی تھی۔ حاضر دماغی کا عالم یہ تھا کہ مولانا حمید الدین کے سامنے کوئی ایسی کتاب رکھ دی جائے۔ جس کا انہوں

نے کبھی نام تک نہ سنا ہو تو بغیر مطالعہ کیے اس کی بھی ایسی تقریر و تشریح فرما دیتے تھے کہ انسان دنگ رہ جاتا تھا۔ اور تقریر سن کر محسوس یوں ہوتا تھا کہ گویا آپ کی تمام عمر اسی کتاب کی تدریس میں گزری ہے۔

آپ نے تمام علوم عربیہ کی تعلیم مولانا حمید الدین سے مکمل کی اور علوم عقلیہ کی تکمیل کے لیے آپ غور غشی میں حضرت مولانا قطب الدین علیہ الرحمتہ کے حلقہ میں داخل ہو کر کچھ عرصہ ان سے پڑھتے رہے۔ مگر یہاں استاد محترم کی جلالی طبیعت آپ کے لیے مسئلہ بن گئی۔ اس لیے وہاں بھی زیادہ عرصہ قیام نہ کر سکے۔

غرضیکہ جب قرب و جوار میں آپ کی علمی تسکین نہ ہوئی تو آپ نے حصول علم کے لیے وطن کو خیر باد کہا اور ہندوستان تشریف لے گئے اور مختلف مدارس دینیہ میں تھوڑا تھوڑا سا عرصہ گزارنے کے بعد برصغیر کے ممتاز عالم دین مولانا فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمتہ کے دو عظیم شاگردوں جن میں حضرت مولانا ہدایت اللہ جونپوری اور حضرت مولانا عبدالحق خیر آبادی علیہ الرحمتہ سے علوم دینیہ کی بلند پایہ کتابیں پڑھیں۔ جب تمام علوم متداولہ علوم عقلیہ میں مکمل دسترس حاصل کر لی تو آپ دورۂ حدیث شریف کے لیے مدرسہ دیو بند چلے گئے۔ مگر وہاں کے تدریسی ماحول سے مطمئن نہ ہو کر آپ بھوپال تشریف لے گئے اور وہاں مدرسہ سلیمانیہ میں داخلہ لے کر علم حدیث کی تحصیل و تکمیل کر کے وطن مالوف لوٹ آئے۔

دنیا اور مال دنیا سے بے رغبتی ☆: آپ کو دنیا اور مال دنیا سے سخت نفرت تھی۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ دنیا ایسی ذلیل اور کمینی ہے کہ جو شخص اس سے نفرت کرے اس کے پیچھے پیچھے دوڑتی ہے۔ مجھے دنیا سے سخت نفرت ہے۔ میں اس پر ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں۔ اور میں اس کو لات مارتا ہوں۔ مگر میں جہاں جاؤں، یہ میرے پیچھے دوڑی چلی آتی ہے۔ میں کیا کروں، میں اس سے پیچھا چھڑا کر کہاں جاؤں؟

آپ کی یہ نفرت زبانی نہ تھی بلکہ عملی تھی۔ آپ بذات خود حیدر آباد دکن میں تدریس کے زمانے کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ:

مجھ سے ایک طالب علم پڑھا کرتا تھا جو انتہائی رئیسانہ اور ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی بسر کرتا تھا۔ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ اس کے پاس سونا بنانے کا مجرب نسخہ ہے جس کی وجہ سے بڑے بڑے راجے اور حکومتی عہدیدار اس کے پاس آتے اور آگے پیچھے ہوتے ہیں۔

ایک دن وہ میرے کمرے میں آیا اور کمرہ بند کر کے مجھے کہنے لگا کہ دنیا میرے آگے پیچھے پھرتی ہے۔ مگر میں نے کسی کو نسخہ نہیں بتایا مگر میری دلی خواہش ہے کہ آپ مجھ سے وہ نسخہ لے کر استعمال کریں۔

آپ فرماتے ہیں میں نے اسے کہا بے وقوف مجھے ان فضولیات سے کوئی دلچسپی نہیں۔ تجھے میرے سے سامنے ایسی بات کرنے کی جرأت کس طرح ہوئی۔ نکل جا میرے کمرے سے اور لے جاؤ یہ نسخہ بنانے والی کتاب۔ میرے ڈانٹنے سے اس کی کیفیت دگرگوں ہو گئی۔ اس کا خیال کچھ اور تھا اور نکلا کچھ اور۔ اس نے صرف اتنا کہا کہ میں نے اپنی متاع زندگی کا بہت بڑا سرمایہ آپ کو دینا چاہا مگر آپ نے قدر نہ کی۔ اور کمرے سے چلا گیا۔

نمبر۲☆: نواب حیدر آباد دکن کے معتمد خاص مذہبی امور اختریار جنگ آپ کے بہت زیادہ قدر دان تھے۔ انہوں نے آپ کی غیر معمولی قابلیت سے خوش ہو کر آپ کو سات سو روپے کا انعام دیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے ان دنوں کچھ پیسوں کی ضرورت بھی تھی۔ ہمشیرگان کی شادیاں، چھوٹے بھائی کی اور اپنی شادی کا بھی خود انتظام کرنا تھا۔ اس زمانے میں سات سو روپے بہت بڑی رقم تھی۔ جسے لے کر میری طبیعت خوش ہوئی۔ میں نے سوچا کہ سات سو روپے کے ملنے پر اتنی طبیعت خوش ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی مال دنیا کی محبت دل میں موجود ہے جبکہ میں دنیا کی محبت کو دل سے نکال چکا ہوں۔

چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ اس رقم کو کسی بھی دنیاوی مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ اور دل میں خیال گزرا کہ یہ پیسے پھینک دو۔ پھر سوچا کہ یہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ کسی ہندو کے ہاتھ یہ پیسے لگ گئے تو خوامخواہ اللہ کے دشمن کو فائدہ پہنچے گا۔ سوچتے سوچتے آخر خیال آیا کہ ان پیسوں سے حج کر لیا جائے۔

حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول کریم☆: آپ نے مکہ مکرمہ پہنچ کر حج بیت اللہ ادا کیا۔ اس کے بعد مدینہ پاک میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سے بھی مشرف ہوئے۔ اور کچھ عرصہ مدینہ شریف میں قیام پذیر رہے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے حج کے دوران "رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" محض اس لیے نہیں پڑھی کہ اس میں دنیا کی بہتری کا ذکر ہے۔ لیکن حج کے بعد جب میری نظر سے حدیث گزری کہ حج کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہ دعا پڑھی ہے۔ تو مجھے افسوس ہوا کہ میں نے ایک سنت چھوڑ دی ہے۔ جب دوبارہ حج کی سعادت نصیب ہوئی تو پھر میں نے یہ دعا سنت سمجھ کر پڑھی اور اپنی غلطی کا ازالہ کیا۔

قیام مکہ مکرمہ کے دوران دنیا بھر سے آئے ہوئے علماء اور مشائخ سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں اور ان سے استفادہ بھی فرمایا۔ جبکہ مسجد الحرام کے مدرس حضرت سید محمد امین کتبی جو وہاں کے بہت بڑے عالم تھے ہر وقت ان کے پاس علماء اور عوام کا جم غفیر رہتا تھا۔ جب ان سے ملاقات ہوئی تو بہت متاثر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ جب تک آپ کا یہاں قیام ہے آپ مجھے پڑھایا کریں۔ میں نے ان کی بات کو رد نہ کیا۔ اور مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران ان کو روزانہ سبق پڑھاتا رہا۔

نوٹ☆: حرم مکہ کے مدرس مولانا سید محمد امین کتبی شاہ فیصل مرحوم کے استاد تھے اور محلہ جیاد میں قیام رکھتے تھے۔ لاتعداد کتابوں کے مصنف تھے۔

اسی طرح حرم مدینہ شریف میں بھی آپ نے لاتعداد نجدی مولویوں سے اپنی علمیت کا لوہا منوایا۔ بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار مبارک پر موجود سپاہیوں کے ناروا سلوک اور سعودی حکومت کے جواز کے بارے حرم مدینہ میں وہاں کے علماء سے بحث و مباحثہ ہوا۔

درس و تدریس☆: حج بیت اللہ سے واپسی پر چند روز حیدر آباد دکن میں قیام فرما کر وہاں سے وطن مالوف پہنچے۔ اور ہری پور میں چوک والی مسجد میں خطابت کا آغاز کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ درس و تدریس اور افتاء کا سلسلہ بھی جاری کیا۔ چالیس کے قریب طلباء

ابتدائی ایام میں آپ کے حلقہ درس میں موجود رہتے تھے۔

ہری پور میں درس وتدریس اور دیگر مصروفیات کے باوجود آپ کو شیخ کامل کی تلاش کی جستجو تھی۔ جس کے لیے آپ گولڑہ شریف، موہڑہ شریف اور دیگر مقامات کے علاوہ اجمیر شریف بھی گئے اور دربار غریب نواز میں کھڑے ہو کر شیخ کامل کی تلاش میں امداد چاہی۔ دربار غریب نواز سے کھولہ شریف ضلع میانوالی جانے کا حکم ملا۔ آپ وہاں سے واپس ہو کر کھولہ شریف ضلع میانوالی تشریف لے گئے۔

بیعت وخلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان نقشبندی کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقۂ خلافت پاکر سرفراز وممتاز ہوئے۔

شجرہ طریقت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مرید وخلیفہ تھے۔ حضرت ابوالسعد نقشبندی کے وہ مرید وحضرت مولانا سراج الدین موسیٰ زئی شریف کے وہ مرید حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی کے وہ مرید حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری کے وہ مرید شاہ احمد سعید کے وہ مرید شاہ ابوسعید کے وہ مرید شاہ غلام علی دہلوی کے وہ مرید مرزا مظہر جان جاناں کے وہ مرید نور محمد بدایونی کے وہ مرید حضرت سیف الدین کے وہ مرید خواجہ محمد معصوم کے وہ مرید حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہم الرحمتہ والمغفر ان کے۔

سیرت وکردار☆: آپ معرفت کی انتہائی بلندیوں پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ علوم ظاہریہ میں بھی یگانہ روزگار تھے۔ برصغیر کے معروف عالم دین مولانا شبیر احمد عثمانی نے آپ کی علمیت اور عظمت کا بار بار اعتراف کیا۔

آپ کی ساری زندگی شریعت وطریقت کے احکام کی بجا آوری میں گزری۔ کبھی کوئی نماز قضا نہ ہونے دی۔ نوافل کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔ اپنے شیخ کے بتائے ہوئے اوراد ووظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے۔

حسن اخلاق، اکرام، احسان، اعراض، اخلاص، تحمل، عفو ودرگذر، صبر ورضا، حلم وحیاء، مشیت، خوف ورجاء، ریاضت مجاہدہ، مراقبہ، موافقت، مداومت، توحید، تفرید وتجرید، شفقت، شفاعت، لطف وکرم، ذکر وفکر وشکر، اعتصام واحترام طلب، رغبت، غیرت، عبرت، بصیرت، حکمت، ہمت، معرفت وحقیقت، خدمت وتسلیم، تفویض وتوکل میں یکتائے زمانہ تھے۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال 18 ربیع الثانی ۱۳۹۸ ہجری بمطابق 28 مارچ 1977ء منگل اور بدھ کی درمیانی رات بوقت نماز مغرب ہوا۔

مزار پُر انوار درویش آباد ہری پور شہر ہزارہ صوبہ سرحد میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے قاضی عبدالدائم مدظلہ العالی سجادہ نشین مقرر ہوئے اور دیگر معاملات مثلاً آپ کی جگہ امامت وخطابت، درس وتدریس مدرسہ وخانقاہ معلّٰی کے تمام فرائض بحسن وخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو آستانہ عالیہ درویش آباد ہری پور کی حاضری کا شرف حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ الحاج الحافظ میاں نُور احمد جان نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: ولی ابن ولی، عالم ابن عالم، متصرف بہ تصرفات، صاحب کشف و کرامات، منبعِ فیوض و برکات حضرت خواجہ میاں نور احمد جان نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ کا شمار عارفانِ روزگار اور واصلانِ صاحب اسرار میں ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۲۲ھ بمطابق 1904ء کو بلوچستان کے قبیلہ ریئسانی کے عظیم فرد کامل ولی العصر حضرت خواجہ محمد عمر جان نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ کے علمی و روحانی گھر واقع چشمہ شریف نزد کوئٹہ شہر صوبہ بلوچستان میں ہوئی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی کے ہاتھوں مکمل ہوئی، بعدازاں بقیہ تعلیم اپنے والد گرامی کے مخلص مرید حضرت علامہ مولانا محمد عمر مرحوم سے پڑھیں۔

ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد آپ باطنی علوم اور زہد، ریاضت و عبادت میں خصوصی دلچسپی لینے لگے۔

بیعت و خلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے عظیم والد بزرگوار حضرت خواجہ محمد عمر جان نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پاکر صاحب ارشاد و صاحب مجاز ہوئے۔

سیرت و کردار☆: آپ نے اپنی ساری زندگی اتباع سنت و ترویج قرآن و سنت میں گزاری، سنت مؤکدہ کا ترک تو بڑی بات ہے آپ نے کسی سنت غیر مؤکدہ اور فعل مستحب کو بھی کبھی نہیں چھوڑا۔ آپ لباس میں بھی سنت طریقہ کا خاص اہتمام فرماتے تھے، آپ اپنے عزیزوں کو اکثر تلقین ذکر و تزکیہ نفس میں مصروف رکھتے تھے، ہر مرید کو بوقت بیعت پابندی صوم و صلوٰۃ، طلب رزق حلال اور راست گوئی کی سختی سے تلقین فرماتے تھے، اور باطنی صفائی کے لئے مرحلہ وار کلمہ شریف، اسمِ ذات اور دیگر وظائف کا سبق دیتے تھے، جس کے نتیجے میں بہت سے لوگ آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ آپ نہایت متواضع، منکسر المزاج اور صبر و تحمل کے مالک تھے، آپ نے کئی مقامات پر دینی مدارس قائم کئے جو بفضلہ جاری و ساری ہیں۔ آپ کے قائم کردہ دینی مدارس جامعہ مخزن العلوم نقشبندی فاروقیہ مستونگ بمعہ جامع مسجد، مدرسہ مخص العلوم نقشبندیہ بمع جامع مسجد مستونگ مدرسہ فیض العلوم نقشبندیہ، سبی، جامعہ نوریہ رضویہ ریلوے جامع مسجد ڈیرہ مراد جمالی، مدرسہ تعلیم القرآن گوٹھ ابڑو، ڈیرہ مراد جمالی، مدرسہ جامعہ مخزن العلوم نقشبندیہ، اوستہ محمد، یہ تمام مدارس بفضلہ تعالیٰ آج بھی دین اسلام اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، جو آپ کی طرف سے صدقہ جاریہ ہیں۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: خلیفہ جان محمد مستونگ، خلیفہ حاجی علی جان مستونگ، خلیفہ حاجی آدم خان سریاب کوئٹہ۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۷ا رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ بمطابق 23 اگست 1978ء کو ہوا۔

مزارپُرانوار چشمہ شریف کوئٹہ شہر صوبہ بلوچستان میں مرجع خلائق عام ہیں جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کو نورِ ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ محمد عبداللہ المعروف پیر بارو نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: والی اقلیم ولایت، غریق بحر عشق ومحبت، مقتدائے اہل مودت، قطب الحق والیقین، غوث السلام والمسلمین، زیب وزین شرع متین، سرفراز دارین، بے نیاز کونین، دستگیر بیکساں حضرت خواجہ محمد عبداللہ المعروف پیر بارو نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آفتاب آسمان طہارت وپاکیزگی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت تقریباً 1269 ہجری بمطابق 1852ء کو موضع نوشہرہ تاجہ شمالی نزد فتح پور ضلع لیہ میں جناب اللہ دتہ بن موسیٰ قوم جوتہ کے گھر میں ہوئی۔

والد محترم نے آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد عبداللہ رکھا، مگر آپ نے پیر بارو کے نام سے شہرت پائی، آپ کے والد گرامی ذریعہ معاش کیلئے مزدوری کرتے اور مال مویشی چراتے تھے، آپ نے بھی جب ہوش سنبھالا تو مویشی چرانے شروع کر دیئے۔

جب سن شعور کو پہنچے تو علم حاصل کرنے کا شوق دامن گیر ہوا تو آپ اپنے چچا زاد بھائی کے ہمراہ اپنے آبائی مرشد خانہ "بستی مائی روشن" موضع پنج گرائیں ضلع بھکر پہنچے تو آستانہ عالیہ پر پیر صاحب موجود نہ تھے۔

آپ وہاں سے واپس پلٹے اور چلتے چلتے سواگ شریف میں غوث زماں، ولی العصر حضرت خواجہ غلام حسن المعروف پیر سواگ نقشبندی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں پہنچے اور اپنا مدعا عرض کیا کہ میں دینی تعلیم کے حصول کے لیے حضور کی خدمت میں آیا ہوں۔ حضرت پیر سواگ نے نہایت شفقت اور محبت سے آپ کی درخواست کو منظور کیا اور مدرسہ میں داخل فرما لیا۔ یہاں آپ نے تین سپارے پڑھے، بقیہ سپارے "سبق ودھے والی" میں مولانا نور محمد سے مکمل کیئے۔ اور فارسی کی ابتدائی کتابیں بھی یہیں پڑھیں، اور کچھ عرصہ کے بعد اپنے استاد محترم سے اجازت لے کر ٹھٹھہ گورمانی کے مدرسہ میں پہنچے مگر وہاں قلبی تسکین نہ ہو سکی، وہاں سے مظفر گڑھ کے جنوب مشرق میں دوآبہ کے مقام پر مولانا محمد عظیم صاحب کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے ایک عرصہ تک علم حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان میں حضرت مولانا فیض محمد شاہ جمالی علیہ الرحمتہ کے درس میں داخل ہو کر آپ نے تمام کتابیں مکمل کیں اور درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔

تحصیل علم کے بعد آپ جہاں بھی رہے اپنے اساتذہ کی نظر شفقت ومحبت کا مرکز رہے، آپ کے دل میں اپنے اساتذہ کا بہت احترام تھا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ طالب علمی کے دور میں ہی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ غلام حسن المعروف پیر سواگ نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

مرشد کامل سے عشق و محبت ☆: بیعت ہونے کے بعد مرشد کامل پر آپ اس طرح قربان ہوئے کہ جان و مال و آرام و آرائش و زیبائش حتیٰ کہ سب کچھ مرشد کے نام پر قربان کر دیا، اور ہر وقت اپنے مرشد کامل کی خدمت میں مصروف رہتے تھے، آپ نے ساٹھ برس تک مرشد کے دربار کے لنگر کی خدمت کی، جس میں سے پچیس برس مرشد کی ظاہری حیات اور پینتیس برس مرشد کے وصال کے بعد خدمت میں صرف کیئے۔ مگر اس کے باوجود فرماتے تھے کہ حقیر کب اس قابل تھا کہ مرشد کی خدمت کر سکتا یہ تو ان کا کرم ہے کہ مجھ جیسے کو اپنی غلامی کا موقع عطا کیا۔

آپ خود فرماتے تھے کہ مرشد کے دربار کا کوئی مکان یا حجرہ ایسا نہیں جس پر اس فقیر کے ہاتھوں مٹی گارہ نہ لگا ہو، آپ نے مرشد کے وصال کے بعد سواگ شریف کی پرانی مسجد شہید کروا کر نئی مسجد تعمیر کروائی۔ اس کے علاوہ روضہ شریف کی مرمت اور برآمدہ تعمیر کرایا۔ ضعف اور پیری کے باوجود خود مزدوروں کا کام کرتے۔ تمام عمر حضرت پیر سواگ کے عرس کے انتظامات خود سنبھالتے رہے۔ لنگر شریف پکوانا اور اسے تقسیم کرنا آپ کی ذمہ داری تھی، آپ اپنی طرف سے لنگر کے لیے کثیر تعداد میں مویشی پیش کرتے۔ دربار شریف کا تقدس یہ تھا کہ سواگ شریف میں رہ کر کبھی جوتی نہیں پہنی اور نہ ہی کبھی کسی شخص کو بیعت کیا اور نہ ہی مرشد گرامی کے سامنے اور نہ ہی ان کے وصال کے بعد ان کے مزار پر کبھی تسبیح ہاتھ میں لے کر نظر آئے۔ آپ فرماتے پیر کے سامنے تسبیح کرنے کی بجائے خدمت کی جائے۔ جس سے درجات بلند ہوتے ہیں۔ مرشد کامل کے دربار پر عقیدت مندان جو بھی نقد نذرانہ پیش کرتے آپ سب ایک جگہ جمع کرتے رہتے۔ عرس ختم ہونے پر وہ تمام نذرانہ مرشد کامل کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔

آپ اپنی ہر محفل ہر مجلس میں اپنے مرشد کے فیوضات کا خصوصی طور پر تذکرہ فرماتے تھے اور مرشد کا تذکرہ کرتے ہوئے آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ نکلتی تھیں۔

جب بھی کبھی آپ کی دعا سے مریدین و متوسلین کی کوئی مشکل حل ہوتی یا کوئی امر بطور کرامت کے ظاہر ہوا۔ تو آپ بڑی خوبصورتی سے اسے اپنے مرشد کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔ مرشد کے خاندان اور ان کی اولاد سے عقیدت و محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب مرشد کامل کے وصال کے بعد حضرت خواجہ غلام محمد علیہ الرحمتہ مسند پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے ان کے ہاتھ پر بیعت تجدید کی۔ جب خواجہ غلام محمد ثانی لاثانی کا وصال ہوا اور ان کی مسند پر ان کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد حسن جلوہ افروز ہوئے تو آپ سب سے پہلے ان کے دست مبارک پر تجدید بیعت کے لیے حاضر ہوئے۔ حالانکہ آپ ضعیف العمر تھے اور صاحبزادہ محمد حسن صاحب بالکل نو عمر تھے، اس موقع پر آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ فقیر محمد حسنی باروی مدظلہ العالی کو بھی حضرت خواجہ محمد حسن نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز کروایا تھا۔

مدارس دینیہ کا قیام اور تدریس ☆: آپ کو علوم اسلامیہ کی بے پناہ قدر اور علم دین سے شدید محبت تھی۔ ابتدائی ایام میں

اپنی خانقاہ بارو شریف میں ہی درس و تدریس کے فرائض خود ہی انجام دیتے رہے۔ اس دوران بہت سے طلباء نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ جب آپ کی مصروفیات بڑھ گئیں تو آپ نے اپنے مدرسہ میں مدرسین کا تقرر فرما دیا۔ جو طلباء کو دین اسلام کی تعلیم دیتے رہے اور بذات خود پورے علاقے میں مدارس دینیہ کے قیام کے لیے خصوصی توجہ فرمائی اور آخر دم تک ان تمام مدارس کی سرپرستی فرماتے رہے۔ آپ نے لیہ، مظفر گڑھ، چوبارہ، خان گڑھ، جمن شاہ، بھکر جیسے علاقوں اور شہروں میں اہل سنت و جماعت کے مدارس قائم کیے۔ جو کہ بفضلہ تعالیٰ آج بھی پوری تابانی سے اپنی نوری کرنیں بکھیر رہے ہیں۔

سیرت و کردار☆: آپ کی پوری زندگی سادگی بے تکلفی، تواضع و انکساری، شفقت و محبت اور صبر و تحمل سے عبارت تھی۔ آپ کے لباس، طعام، انداز کلام اور نشست و برخاست الغرض کہ زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی ہی سادگی تھی، بناوٹ، تصنع، ریاکاری، تکبر، غرور، مکر و فریب کا قریب سے بھی گزر نہ تھا۔ آپ کی پیشانی مبارک پر شریعت کا وقار، چہرے پر سنت کے انوار اور شب بیداری کے آثار کے ساتھ ساتھ، ایک خاص قسم کی معصومیت کا اظہار بھی تھا۔

آپ کے جسم نازنین پر کھدر کا کرتہ اور تہبند، سادہ کپڑے کی صدری، سر پر عمامہ مبارک، اس کے نیچے کپڑے کی ٹوپی اور پگڑی کے اوپر چادر کا استعمال معمول تھا، سادہ جوتی اور سنت کے مطابق عصا مبارک ہاتھ میں رکھتے تھے۔ خوراک ہمیشہ سادہ اور قلیل تناول فرماتے تھے اپنی ظاہری حیات مبارک کے آخری سال تو آپ نے تین تین دن کوئی چیز تناول نہیں فرمائی۔ سوائے پانی یا دودھ کے چند گھونٹ یا کبھی کدو شریف کے ایک دو چمچ شوق فرماتے۔ آپ کا طرز کلام شیریں اور انداز گفتگو مشفقانہ تھا۔ اپنی گفتگو سے حاضرین کو رلا دیتے۔ زنگ آلود دلوں کو دھو ڈالتے، پتھر سے پتھر دل والا شخص بھی آپ کی محفل میں آ کر موم ہو جاتا، آپ گفتگو فرماتے تو محسوس ہوتا کہ پھولوں پر شبنم کی بارش ہو رہی ہے۔ آپ کی ذات والا صفات مہر و محبت، عجز و انکساری، ہمدردی اور خلوص اور ایثار و وفا کا پیکر تھی۔ کسی مصیبت زدہ کو محبت بھری نظروں سے دیکھتے تو اس کے دل کو قرار آ جاتا اور آدھی مصیبت دور ہو جاتی۔ دو میٹھے بول بولتے تو رنج و غم دور ہو جاتے۔ آپ کے ہاں شریعت کے احکام پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی ترغیب دی جاتی تھی۔ چاہے اعلیٰ ہو یا ادنیٰ کسی قسم کی رعایت شرعی معاملہ میں نہ برتی جاتی تھی۔ ہر معاملہ میں بڑے بڑے علماء سے فتوے اور مشورے لیے جاتے اور اس کے مطابق فیصلے سرانجام دیئے جاتے۔

مہمان نوازی کا وصف آپ کو اپنے بزرگوں اور شیخ کامل سے ملا تھا۔ جب بھی مہمان آتا تو فوراً اس کے لیے کھانے کا انتظام فرمایا جاتا۔ اور اکثر فرماتے۔ بابو کھانا کھلانا سیکھو کھانے پر اکتفا نہ کرو۔

آپ کی عادت شریفہ تھی کہ رات کو مسجد کے مینار پر چراغ روشن کر دیا کرتے تھے تاکہ بھولا بھٹکا مسافر روشنی دیکھ کر آ جائے اور رات سکون سے بسر کر سکے۔

آپ کے ہاں لنگر کے وقت زمین پر چٹائیاں بچھا دی جاتیں۔ حاضرین چار چار کی ٹولیاں بنا کر بیٹھ جاتے۔ اس طرح مہمانوں میں کھانا تقسیم کیا جاتا تھا، آپ بذات خود بھی مہمانوں کے ساتھ سنت کے مطابق دایاں گھٹنا کھڑا کر کے بایاں گھٹنا زمین پر بچھا کر بسم اللہ شریف پڑھتے ہوئے کھانا تناول فرماتے۔ پانی یا کوئی دوسرا مشروب ہوتا تو آپ ہمیشہ تین سانسوں میں نوش فرماتے گاہ گاہ روٹی کے

ٹکڑے شوربے میں ڈالتے اور ثرید بنا کر بھی تناول فرماتے تھے۔

آپ ہر آنے والے کا بڑی خندہ پیشانی سے استقبال فرماتے اور جانے والوں کو دعائیں دے کر الوداع فرماتے تھے۔ جو شخص جس مقصد کے لیے حاضر ہوتا وہ دامن گوہر مراد سے بھر کر واپس جاتا۔ یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کی دلجوئی فرماتے اور مدد بھی فرماتے تھے۔

شادی واولاد☆: آپ کے والدین نے آپ کی شادی اپنے خاندان کی ایک عورت سے کی جس سے دو بچے پیدا ہوئے۔ اور دونوں ہی بچپن میں وصال کر گئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کی رفیقہ حیات بھی اس جہان فانی سے کوچ فرما گئیں۔ آپ کی دوسری شادی بھی خاندان ہی کی ایک عفت مآب خاتون سے ہوئی جس کے بطن سے ایک صاحبزادے جناب حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب باروی پیدا ہوئے۔ مگر آپ کی یہ اہلیہ بھی کچھ عرصہ کے بعد وصال فرما گئیں۔

آپ کی تیسری شادی ایک اور عفت مآب خاتون سے ہوئی۔ جن کے بطن سے تین صاحبزادے ہوئے مگر یہ بھی ایام رضاعت میں وصال کر گئے۔

ارشادات وتعلیمات☆: 1) آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ قبروں پر فاتحہ خوانی کے لیے ضرور جاؤ لیکن آداب قبور کا خصوصی خیال رکھو۔ آپ فرماتے ہیں کہ جس وقت قبرستان جاؤ تو پہلے وضو کے دو رکعت نفل ادا کرو۔ پھر قبرستان میں جاؤ۔ اور قبرستان میں جوتوں سمیت نہ جاؤ۔ کیونکہ اس سے بے ادبی ہوتی ہے۔ اور قبرستان میں ہنسنا نہیں چاہیئے اور نہ ہی فضول باتیں کرنی چاہیں، گھر سے جب چلو تو کچھ پڑھتے ہوئے چلو۔ اگر کچھ بھی نہیں آتا تو سورۂ اخلاص پڑھتے جاوء، پھر قبرستان میں جا کر باادب بیٹھ کر تین مرتبہ الحمد شریف اور بارہ مرتبہ سورۃ اخلاص شریف پڑھ کر اور دو رکعت نماز نفل کا ثواب تمام قبرستان والون کی روح کو ثواب بخشو جتنا ثواب ان قبرستان والوں کو ملے گا اتنا ہی ثواب ان پڑھنے والے کو بھی ملے گا۔

2) ☆ ایک مرتبہ آپ کو پتہ چلا کہ دو آدمیوں نے کچے فصلات کی خرید وفروخت کی ہے۔ آپ نے ان دونوں کو بلوا کر سختی سے منع فرمایا کہ شرع شریف میں کچے فصلات کی خرید وفروخت منع ہے۔

3) ☆ آپ فرماتے ہیں کہ قوالی ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں نہیں سنتے اور میرا وہی اپنے پیر والا طریقہ ہے۔ حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ

نہ ایں کار مے کنم
نہ انکار مے کنم

چنانچہ میں نہ تو یہ کام کرتا ہوں اور نہ ہی اس سے انکار کرتا ہوں۔ ہندوستان کے بڑے بڑے اولیاء اللہ کا طریقہ کار قوالی رہا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لاکھوں ہندو مسلمان کیئے ہیں۔ قوالی کراتے اور سنتے رہے۔ اس لیے ہم قوالی کے بارے میں خاموش ہیں۔

4)☆ آپ فرماتے ہیں کہ بابونماز باجماعت ہوتی ہے، جماعت میں کتنے آدمی ہوتے ہیں۔ کتنے طلباء قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ کیا اس بارے میں کبھی کسی نے سوچا؟

5)☆ دوکانداروں کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ دوکاندار کو ایمانداری سے دوکانداری کرنی چاہیے اور دوکان پر عورتیں بھی آئیں گی۔ بڑی عمر والی کو ماں اور چھوٹی عمر والی کو بیٹی اور ہم عمر کو بہن تصور کرنا چاہیے۔

6)☆ آپ فرماتے ہیں کہ جولوگ شریعت کی حدیں توڑتے ہیں۔ ہمیشہ کے لیے ذلیل ہوتے ہیں۔ شادی کے موقع پر باجا بجانا، ناچ گانا، بری وناجائز رسمیں ہیں، شادی کے بعد صرف دعوت ولیمہ حسب استطاعت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ لوگوں کو سنت رسول اللہ پر عمل کرنے سے ناک کی فکر لگ جاتی ہے۔

7)☆ اپنے خلفاء کو نصیحت کرتے وقت آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی بہت بڑا امیر آدمی اگر مرید ہو جائے تو اس سے یہ لالچ اور طمع نہ کریں کہ یہ نذرانے دے گا یا دنیاوی نفع پہنچائے گا۔ بلکہ محض اللہ کی رضا کے لیے مرید کیا کریں۔

8)☆ آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ سارا دن شریعت کے مطابق عمل کرتا رہے اور خلاف شرع امور کو برداشت نہ کرے۔

9)☆ آپ فرماتے ہیں اگر کوئی ہوا میں اڑتا ہوا یا خشک پاؤں سے دریا عبور کر جائے اور شریعت کا پابند نہ ہو، تو اس کو تھوک مارو اور اس طرح بھی فرماتے تھے کہ اس کو دیوار پر مارو۔

10)☆ آپ اپنے مریدین وعقیدتمندان سے اکثر فرماتے تھے کہ اپنے سینوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تازگی وزیادتی کے لیے مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی کی کتاب ''شان حبیب الرحمٰن'' کا مطالعہ کیا کرو۔

11)☆ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہابیوں، دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنا ان کی مساجد میں جا کر تقریر سننا جائز نہیں۔ اگر تم ان کو روک نہیں سکتے تو ان کے پاس جایا نہ کرو۔ وہ یا رسول اللہ کہنا پسند نہیں کرتے۔ ہم ان کے پاس بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔ یہ لوگ شان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ناواقف ہیں۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے چند معروف خلفائے کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں، جن میں حضرت مولانا حامد علی لیہ، حضرت الحاج جام محمد ظفر اللہ کوٹ سلطان، حضرت مولانا کریم بخش، کوٹ سلطان، حضرت مولانا محمد بخش قیصرانی تونسہ شریف، حضرت مولانا محمد ہاشم قریشی خان گڑھ، حضرت مولانا فتح محمد کوٹ سلطان علاقہ تھل لیہ، حضرت مولانا اللہ بخش ہیر جمن شاہ، حکیم صوفی غلام نبی کوٹ سلطان، حضرت پیر سید طالب حسین شاہ، جمن شاہ، حضرت مولوی نور محمد غازی گھاٹ جناب سائیں محمد شریف فیصل آباد، حضرت سید محمد اشرف شاہ گجرات، حضرت صوفی محمد خان باروی، حضرت حافظ محمد شفیع بھوبڑی، حضرت الحاج اللہ دتہ گڑھ موڑ۔

حضرت محمد اشرف قریشی منکیرہ، حضرت قبلہ قریشی محمد عبدالصمد شاہ لاہور، حضرت قبلہ صوفی سید عبدالرؤف شاہ پشاور کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ جو کہ آج بھی آپ کے مشن کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

کشف وکرامات ☆: آپ کے ایک مرید مولانا الٰہی بخش باروی ساکن جمن شاہ ضلع لیہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے استاد مفتی غلام حسن صاحب باروی ساکن جمن شاہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ آستانہ عالیہ پر حاضری کے لیے جا رہا تھا۔ اڈا جاوید نگر سے آستانہ شریف روزانہ ہوا راستہ میں مجھے بار بار خیال آیا کہ حضور غوث پاک سیدنا شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی کا فرمان ہے۔ **"درست العلم حتیٰ صرت قطبا"** یعنی میں علم کا درس دیتا رہا حتیٰ کہ مقام قطبیت پر فائز ہو گیا۔ اور میں بھی ایک عرصہ سے دینی علوم پڑھا رہا ہوں اور علم کا درس دے رہاں ہوں۔ اور جب علم کے ذریعے انسان قطب بن سکتا ہے تو پھر تسبیح چلانے اور مجاہدہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جب ہم حضرت پیر بارو رحمتہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ملاقات ہوئی، آپ نے سلام دعا اور احوال دریافت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا۔ مفتی صاحب کتابیں پڑھا پڑھا کر قطب بننے والے قبروں میں پہنچ چکے ہیں۔ اب مجاہدہ اور ریاضت کے بغیر مقام حاصل کرنا محال ہے۔

کرامت نمبر۲ ☆: آپ کا ایک مرید اللہ وسایا قوم جراہ ساکن چک نمبر ۱۴۶ ٹی ڈی اے تحصیل وضلع لیہ نے بیان کیا کہ میں نے تیس سال کی عمر میں حضرت پیر صاحب بارو شریف کی بیعت کی۔ اس وقت شباب تھا بیعت ہونے کے بعد جب واپس گھر پہنچا تو ایک دن تین مرتبہ میں برائی کے ارادے سے نکلا مگر ہر مرتبہ میرے اعضاء سن ہو گئے۔ حتیٰ کہ ہاتھ پاؤں حرکت کرنے سے جواب دے گئے۔ جب گھر واپس آتا تو بالکل تندرست اور صحیح ہوتا تھا۔

اسی دوران میں آستانہ عالیہ بارو شریف پر حاضر ہوا تو حضرت پیر بارو شریف نے میری موجودگی میں اسی موضوع پر گفتگو شروع فرمائی اور فرمایا زنا اتنی بری مرض ہے جو تمام عبادات کو برباد کر دیتی ہے۔ جس طرح سوکھی لکڑیوں کو آگ کھا جاتی ہے یہ بھی اسی طرح اعمال کو کھا جاتی ہے۔ اور فرمایا اسی لیے تو لوگ بیعت ہوتے ہیں۔ جس کا پیر ہو وہ بھی ایسے کام کرے اور جس کا پیر نہ ہو وہ بھی کرے تو پھر ان دونوں میں فرق کیا ہوگا۔ میں سمجھ گیا۔ کہ یہ ساری گفتگو میرے متعلق ہو رہی ہے۔ اسی وقت میں نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ برائی سے محفوظ رہا۔

کرامت نمبر۳ ☆: آپ ایک مرید صوفی غلام رسول پردیسی ساکن کوٹ ادو بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم آستانہ عالیہ پر آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے صبح کا وقت تھا۔ مولوی محمد رمضان صاحب حاضر ہوئے۔ عرض کی حضور لنگر شریف کا سامان ختم ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، چھولے بھی نہیں؟ انہوں نے کہا چھولے بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا بابو فکر نہ کریں۔ میرا اللہ اپنے مہمانوں کا آپ ذمہ دار ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکا اور اس کی والدہ خدمت میں حاضر ہوئی۔ اونٹ پر دو بوری گندم اور ایک بکرا تھا۔ وہ آپ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی حضور لنگر کا مال ہے قبول فرمائیں۔ اور ہمارے لیے دعا فرمائیں۔ حضرت نے دعا فرمائی اور فرمایا۔ بابو میرا تو بال بال آپ کے لیے دعا کر رہا ہے۔ آپ کے آنسو مبارک جاری تھے۔ فرمایا مولوی محمد رمضان پریشان تھے۔ میرے کریم نے اپنی مخلوق کے لیے فوراً انتظام کر دیا۔

کرامت نمبر۴☆: آپ کے ایک مرید محمد شفیع صاحب غوری سابق اے سی کی اہلیہ محترمہ جو نہایت نیک سیرت اور پڑھی لکھی خاتون ہیں۔ فرماتی ہیں کہ ۱۹۷۴ء میں جب غوری صاحب بھکر میں اسسٹنٹ کمشنر تھے۔ ہمیں لاہور جانا پڑا۔ ہم ایک تحصیلدار صاحب کی گاڑی میں لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ میرے ساتھ ایک چھوٹی بچی اور ایک خادمہ تھی۔ گاڑی کا ڈرائیور ایک بوڑھا آدمی تھا۔ غوری صاحب نے روانگی سے قبل اسے کہا کہ گاڑی کا تیل وغیرہ چیک کرتے رہنا کہیں ایسا نہ ہو کہ پٹرول راستے میں ختم ہو جائے۔ اس نے کہا آپ اطمینان رکھیں۔

چنانچہ ہم لاہور پہنچے اور وہاں اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد فیصل آباد گئے۔ بچوں کے لیے کپڑے وغیرہ خریدنے تھے۔ فیصل آباد سے ہم بھکر کے لیے چلے تو راستے میں اٹھارہ ہزاری کے مقام پر میں نے ڈرائیور سے کہا کہ بابا جی پٹرول دیکھ لو۔ اس نے کہا پٹرول کافی ہے۔ میں نے کہا راستہ میں تو کوئی پٹرول پمپ نہیں آئے گا۔ آپ پٹرول کا پتہ کرلیں۔ اس نے کہا جناب آپ بے فکر رہیں۔

چنانچہ ہم چل پڑے جب حیدرآباد پہنچے تو گاڑی یک دم ایک آواز کے ساتھ رک گئی۔ ڈرائیور صاحب نیچے اترے اور دیکھا تو کہا کہ جناب پٹرول نہیں ہے۔ میں نے کہا تمہیں بار بار کہا گیا مگر تم نے پرواہ نہیں کی اب بتاؤ کہ پٹرول کیسے مہیا ہو سکتا ہے۔ وہاں ایک چھوٹا سا ریسٹ ہاؤس تھا۔ اس میں پولیس والے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں جب پتہ چلا تو انہوں نے حیدرآباد سے پٹرول تلاش کیا مگر نہ مل سکا۔ مجھے سخت پریشانی ہوئی میں بچی اور خادمہ کے ساتھ کار میں بیٹھی رہی۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ جب کوئی صورت نظر نہ آئی تو بے چینی کے عالم میں میں نے مراقبہ کیا اور تصور میں حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے پیر و مرشد حضرت پیر بارو رحمتہ اللہ علیہ کو پکارا اور عرض کیا کہ حضور اس مشکل میں مدد کریں۔ اور کم از کم ہمیں منکیرہ تک پہنچا دیں آگے دیکھا جائے گا۔ کچھ دیر تک مراقبہ کی کیفیت رہی۔ جب میں نے سر اٹھایا تو مجھے ایک گونہ اطمینان قلب حاصل ہو چکا تھا۔ ڈرائیور جو گاڑی سے نیچے کھڑا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ گاڑی اسٹارٹ کریں۔ وہ بولا جناب پٹرول کے بغیر کیسے اسٹارٹ ہوگی۔ میں نے کہا تو نے جو کچھ بندوبست کرنا تھا کر لیا۔ اب میری بات مانو۔

چنانچہ ڈرائیور اپنی سیٹ پر بیٹھا اور گاڑی اسٹارٹ کی گاڑی بغیر کسی حیل و حجت کے اسٹارٹ ہوئی اور سڑک پر دوڑنے لگی۔ منکیرہ تک گاڑی بخوبی چلتی گئی۔ جب منکیرہ تھانے کے دروازہ پر پہنچی تو پھر اسی سابقہ آواز کے ساتھ رک گئی۔ وہاں سے ہمارے لیے پولیس کے تھانیدار نے اور سواری کا بندوبست کیا اور ہمیں بھکر پہنچایا۔ ڈرائیور صاحب بھکر سے پٹرول لائے اور گاڑی کو لے گئے۔

کرامت نمبر۵☆: آپ کا ایک مرید بابا محمد رمضان درویش دربار شریف بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ چند ساتھیوں کے ہمراہ ہم چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں بخشو شاہ ساکن عنایت شاہ بھی تھا۔ کچھ آدمیوں نے حضرت پیر صاحب بارو شریف کا شکوہ شروع کر دیا۔ بخشو شاہ نے کہا کہ میری بات سنو! میں بھی حضرت صاحب کا مخالف ہوں مگر قسم کھا کر یہ بات کہہ رہا ہوں کہ ایک دن میں نے رکھا حجام کو (جو حضرت صاحب کا حجام ہے) کو کہا کہ آپ کے پیر صاحب نے حج کیوں نہیں کیا۔ اگر بزرگ ہوتے تو حج کرتے اسی روز میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت پیر بارو اور آپ کے مریدین احرام باندھے بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں۔ میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے کہا آج دن کو یہی باتیں کرتا رہا ہوں۔ شاید وہی خیالات آ رہے ہیں۔ دوبارہ سو گیا۔ پھر وہی منظر خواب میں دیکھا حضرت پیر بارو نے میرا دامن پکڑ کر کہا (او

کملی والپتر) دیکھ میں اور میرے غلام حج کررہے ہیں۔

کرامت نمبر ۶ ☆: آپ کے ایک مرید نذر محمد ولد لعل قوم بھٹہ ساکن حیدر آباد تحصیل وضلع بھکر بیان کرتے ہیں کہ میں ابتداء میں کریانہ کی دوکان پر کام کرتا تھا۔ اسی دوران حضرت پیر بارو کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہو گیا۔ اپنے کاروبار کیلیے دعا کی درخواست کی حضرت نے دعا فرمائی میں نے رفتہ رفتہ گوارہ کی تجارت کا کام شروع کر دیا۔ میرا کام لیہ والے شیخ حضرات کی معرفت سے ہوتا تھا۔ اسی سلسلہ میں مجھے ہر ہفتہ حیدر آباد سے فتح پور وہاں سے لیہ جانا پڑتا ہر بار میں حضرت کی زیارت سے مشرف ہوتا مجھے آپ سے بے حد محبت پیدا ہوگئی۔ میرے والد علاقہ کے ایک سردار کی صحبت میں رہ کر شراب کے عادی ہو گئے۔ ہمیں اس بات کا انتہائی دکھ تھا۔ احترام پدری کے پیش نظر انہیں اس فعل بد سے منع بھی نہ کر سکے۔

ایک دن میں نے حضرت کی خدمت میں دست بستہ عرض کی۔ حضور میرے والد شراب نوشی کرتے ہیں۔ براہ کرم دعا فرمائیں کہ وہ اس بُری عادت کو چھوڑ دیں۔ حضرت نے دعا فرمائی اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اپنے والد صاحب کو میرا سلام کہہ دینا۔ تین چار روز کے بعد میں جب گھر واپس ہوا۔ تو امی جان نے مجھے خوش خبری سنائی کہ تمہارے والد خود بخود شراب نوشی سے تائب ہو گئے ہیں۔ میں نے اپنے والد کو حضرت کا سلام بھی پہنچا دیا۔ اس کے بعد میرے والد صوم وصلوٰۃ کے پابند ہو گئے اور بیت اللہ شریف کے حج سے بھی مشرف ہوئے اور داڑھی بھی رکھ لی۔

کرامت نمبر ۷ ☆: آپ کے ایک مرید فرید البارو ی تتری اڈا گولے والا بیان کرتا ہے کہ میں والدین کا اکلوتا بیٹا ہوں جوانی میں بے راہ روی اور غلط سوسائٹی اپنانی میری عادت بن گئی تھی، میرے والد محترم پہلے ہی طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہو چکے تھے۔ اور میری اصلاح کی خاطر پریشان رہتے تھے میرے والد نے لنگر شریف میں اونٹنی پیش کی حضرت پیر بارو شریف نے سکوت فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کچھ ساتھ لائے گی۔ حضرت پیر سواگ رحمتہ اللہ علیہ تعالیٰ کے روضہ مبارک کی مرمت کے موقعہ پر حضرت پیر بارو نے میرے والد محترم سے فرمایا کہ اونٹنی غلام فرید کو دے کر بھیج دینا۔

میں اونٹنی لے کر روانہ ہوا راستے میں نہر بھاگل پر اونٹنی بیٹھ گئی۔ بڑی کوشش کی مگر اٹھنے کا نام نہ لیتی تھی۔ میں تھک کر سوچنے لگا کہ پیر مرید کا معاملہ ہے۔ میں خواہ مخواہ درمیان میں آ گیا ہوں۔ مختصر یہ کہ میں دوسرے روز دربار سواگی میں پہنچا اور اونٹنی حضرت پیر بارو رحمتہ اللہ علیہ کے حضور پیش کر دی۔ آپ نے نظر عنایت فرمائی اور ایک گلاس دودھ تبرکا مجھے عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا (بابو سدھا راہ ایہو ہے۔ کتھاں ویسیں) یعنی لڑکے سیدھا راستہ یہی ہے کہا جاتا ہے۔ جاگنے کے بعد طبیعت میں انقلاب آچکا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد بیعت ہوا اس کے بعد میرے ذہن میں خیال آیا۔ کہ کسی سے ذکر نہیں کروں گا اور نہ ہی داڑھی رکھوں گا۔ مگر آپ کی نگاہ کرم کے صدقے کوئی غیر شرعی ارادہ بھی مکمل نہ ہوا یہ واقعہ اگست ۱۹۴۷ کا ہے۔

کرامت نمبر ۸ ☆: آپ کے لانگری محمد نواز کا بیان ہے کہ ملک عطا محمد قوم جوتہ چاہ تو روالا کے ہاں دعوت سے واپسی پر میں کجاوے میں حضرت پیر صاحب بارو رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ سوار تھا۔ دوران سفر آپ کے چہرہ مبارک سے ایک عجیب تجلی نمودار ہوئی۔

جس سے میں کانپ گیا۔اور اپنی پیشانی کجاوے سے لگادی۔ جب سر اٹھایا تو دیکھا کہ آپ نے فضا میں تین بار اپنا ہاتھ ہلایا۔ میں حیران رہا مگر جرأت استفسار نہ رہی۔ آستانہ عالیہ پر پہنچتے ہی مولانا محمد بخش قیصرانی سے واقعہ عرض کیا۔

چنانچہ آپ کی خدمت میں واقعہ کے متعلق عرض کیا گیا۔ کچھ دیر کے بعد معجزات و کرامات کے متعلق گفتگو فرماتے رہے۔ اسی دوران ارشاد فرمایا کہ امام بخش پٹوار ساکن کوٹ سلطان سے بلا ارادہ قتل ہو گیا ہے۔ اسے تسلی دی گئی ہے۔ دوسرے دن حکیم صوفی غلام نبی اور امام بخش پٹوار آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے امام بخش نے بیان کیا کہ اچانک بلا ارادہ مجھ سے قتل ہو گیا۔ غمگین و اداس دکان میں موجود تھا۔ کہ اچانک حضرت خواجہ باروی نمودار ہوئے۔قدم بوس ہوا تین بار میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور ارشاد فرمایا گھبرائیے نہیں اللہ کریم قادر ہے۔ بہتری فرمائے گا سوایسا ہی ہوا۔

کرامت نمبر ۹ ☆: آپ کے مرید و خلیفہ فتح محمد ساکن بستی کھر بیان کرتا ہے کہ ہم نے حضرت خواجہ محمد عبداللہ المعروف پیر بارو رحمتہ اللہ کی دعوت کی۔ لنگر کے انتظام کے لیے ۴ من آٹا ایک مینڈھے کا بندوبست کیا گیا۔ تقریباً ۱۰۰ مہمانوں کا انتظام کیا گیا۔ لیکن عین وقت پر تقریباً دو ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ ہم ناقص انتظام کی وجہ سے پریشان ہوئے اسی کشمکش میں تھے کہ اب کیا کیا جائے۔ حضرت موصوف مسکرائے اور اپنی چادر مبارک عطا فرمائی اور کہا کہ اسے کھانے پر ڈال دو اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا۔ چنانچہ کھانا تقسیم کیا گیا سب مہمانوں نے پیٹ بھر کر کھایا مگر اس کے باوجود بھی طعام بچ گیا۔

کرامت نمبر ۱۰ ☆: آپ کے ایک مرید جام محمد ظفر اللہ باروی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ بہاولپور سے شریف اختر صاحب حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور عرض کی کہ حضور ہم ملازمت پیشہ لوگ ہیں اور سفر بھی بہت دور ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری بیوی کو غائبانہ بیعت فرمایا جائے۔ آپ نے قدرے توقف کے بعد ارشاد فرمایا۔ بیعت ہوگئی۔ بہاولپور پہنچ کر آپ کے ارشاد کی تصدیق اس طرح ہوئی کہ شریف اختر صاحب کی بیوی نے بتایا کہ ایک سفید ریش بزرگ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا، آپ کا خاوند تو بیعت ہو گیا ہے تو بھی بیعت ہو جا۔ اس کے بعد میرے قلب کی جانب انگشت مبارک کے اشارے سے تین بار اسم ذات اللہ فرمایا اور نماز پنجگانہ اور درود شریف پڑھنے کی تلقین فرما کر غائب ہو گئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 30-29 رجب کی درمیانی رات 1399ھ ہجری بروز منگل 26 جون 1979ء کو ہوا۔

مزار پُر انوار بارو شریف تحصیل فتح پور ضلع لیہ میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے جانشین وولی عہد آپ کے اکلوتے فرزند ارجمند پیر طریقت رہبر شریعت، نمونہ سلف صالحین، عالم ربانی، مرشد لاثانی حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب باروی نقشبندی مدظلہ العالی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہیں جو کہ انتہائی محنت و لگن سے آپ کے لگائے ہوئے اس باغ تصوف کی آبیاری میں مصروف ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو دربار شریف پر حاضری کی سعادت حاصل ہے اور سجادہ نشین حضرت خواجہ فقیر محمد الحسنی الباروی نقشبندی مدظلہ العالی سے ملاقات وزیارت کا شرف بھی حاصل ہے۔ جو کہ اعلیٰ درجہ کے مہمان نواز اور انتہائی خلیق ومہربان طبیعت کے مالک ہیں۔ حضرت خواجہ فقیر محمد الحسنی الباروی آج کے دور میں سلسلہء عالیہ نقشبندیہ کی رونق وبہار اور سلسلہ عالیہ کے عظیم ترجمان اور سچے پکے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آج کے دور میں آپکی نظر ناممکن ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر محمد عبداللطیف نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: فخر العلماء والمشائخ، واقفِ اسرار و رموز طریقت، غواص بحر معانی، بطل حریت، فاتح ریفرنڈم، معمار پاکستان، عالم ربانی، مرشد لاثانی حضرت پیر محمد عبداللطیف نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ اپنے زمانہ کے نامور شیوخ اور مشاہیر میں سے تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۳۳ھ بمطابق ۲ نومبر ۱۹۱۴ء کو شیخ العصر حضرت پیر محمد عبدالقادر نقشبندی علیہ الرحمۃ کے گھر واقع زکوڑی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد میں ہوئی۔

آپ امام المشائخ حضرت سیدنا امام محمد رضا نوحانی نقشبندی علیہ الرحمۃ بانی خانقاہ زکوڑی شریف کی اولاد با مراد سے ہیں، آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔

حضرت پیر محمد عبداللطیف بن حضرت پیر محمد عبدالقادر بن حضرت پیر محمد حسن جیو بن حضرت امام رضا نوحانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم۔

آپ کا گھرانہ صدیوں سے علم و عرفان کا گہوارہ اور مرکز چلا آ رہا ہے، آپ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہاں ہر طرف دین داری، تقویٰ و پرہیز گاری، عبادت و ریاضت کا سلسلہ ہمہ وقت جاری تھا، گھر میں شریعت و طریقت کا چراغ روشن تھا۔ فقر و ولایت آپ کے گھر کی میراث تھی۔

ایسے ماحول میں آپ نے آنکھ کھولی جہاں سے ہر وقت ذکر خدا و ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں، آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت سے لے کر تکمیل کے آخری مراحل تک آپ کے والدِ گرامی نے خصوصی توجہ اور بڑے انہماک سے بذات خود فرمائی، اور آپ کو بام عروج تک پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، جس کی بدولت آپ علم و عرفان کی دولت سے مالا مال ہو کر اس خطہ زکوڑی پر علم و عمل و عرفان کا آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔

بیعت و خلافت☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے عظیم والدِ گرامی قطب المشائخ حضرت پیر محمد عبدالقادر نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے، اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

سیرت و کردار☆: آپ علوم شریعت و طریقت کی لازوال دولت سے مالا مال اور زہد و تقویٰ و ورع و عرفان، عبادت و ریاضت، مجاہدہ و سلوک میں یکتا اور بے مثال تھے، فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کی ادائیگی کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے، آپ ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، آپ کی شخصیت کا ہر پہلو کمالات کا آئینہ دار تھا، آپ کی زندگی ایک پہلودار نگینے کی مانند تھی، جو ہر

پہلو سے جاذب نظر اور اپنے اندر ایک دلکش وحسین انداز رکھتی تھی، آپ کی سیرت وکردار کو ایک مرتبہ دیکھنے والا زندگی بھر کے لئے دامن گرفتہ ہو کے رہ جاتا تھا۔

آپ نے تصوف وطریقت اور شریعت وحقیقت کے اسرار ورموز کا آفاقی پیغام جس انداز سے زکوڑی شریف کے سنگلاخ علاقہ میں بیٹھ کر عوام وخواص کو دیا وہ آپ ہی کی ذات کا حصہ ہے۔

تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات☆: آپ نے انگریز وہندو اور دیگر غیر مسلم اقوام کے خلاف نبرد آزما ہو کر جس جرأت وہمت سے تحریک پاکستان کے لئے قائد اعظم محمد علی جناح کے شانہ بشانہ کام کیا اور تحریک پاکستان کے لئے آخر وقت تک انتھک کوشش اور لگن سے کام کیا وہ تاریخ پاکستان میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے، بڑی سے بڑی باطل قوت کے سامنے بھی کلمہ حق کا اظہار آپ کی طبیعت ثانیہ کا خاصہ رہا ہے، مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔

آپ کی سیادت کا محور خدمت خلق تھا، مفادات کی آلودگی سے آپ کا دامن ہمیشہ پاک رہا، آپ کی شخصیت اتحاد ملت اسلامیہ کی علامت تھی۔

آپ کا شمار تحریک پاکستان کے سرکردہ رہنماؤں میں ہوتا ہے، حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کے معتمد خاص اور قائد اعظم و تحریک پاکستان کے لئے آپ کی سیاسی خدمات لازوال ہیں۔

۱۹۴۷ء کے ریفرنڈم میں تاریخ ساز کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ صوبہ سرحد کا پاکستان سے الحاق کرانے میں آپ کا اہم کردار تھا، آپ ہی کی کوششوں نے صوبہ سرحد کو پاکستان کا حصہ بنایا، آپ کا شمار ایسے لوگوں میں ہوتا ہے جن کا نام زبان پر آتے ہی قلب ونظر اور ذہن پر ایک قومی راہنما اور بے مثل خطیب کا تصور ابھر کر سامنے آجاتا ہے، کہ جنہوں نے برصغیر کی آزادی، مسلمانوں میں آزادی کی لگن اور مذہبی شوق وذوق پیدا کرنے میں بے مثل خدمات اور قربانیاں پیش کیں، آپ کی ملی ودینی خدمات تاریخ کا سنہرا باب ہیں۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۸ء ۲ فروری کو ہوا۔ مزار پُر انوار زکوڑی شریف ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد میں مرجع خاص وعام ہے، جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت ڈاکٹر خالد رضا زکوڑی مرحوم سجادہ نشین مقرر ہوئے، جو بڑے متحرک وفعال اور اعلیٰ تعلیم یافتہ بے باک وںڈر اور اتحاد المشائخ پاکستان کے اہم سالار تھے، نشتر ہسپتال ملتان، لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور میں بطور ڈاکٹر تعینات رہے، اس کے علاوہ صوبائی وزیر زکوٰۃ وعشر مذہبی امور واوقاف واقلیتی امور کے صوبائی وزیر بھی رہے، خانقاہی نظام کے فروغ واحیاء کے ساتھ ساتھ ملکی سیاست میں بھی اہم کردار ادا کرتے رہے، ڈاکٹر خالد رضا زکوڑی مرحوم کا وصال ۲۰۰۹ء کے آخر میں ہی ہوا ہے، سیاسی اور تنظیمی حوالے سے فقیر راقم الحروف سے گہرا تعلق رہا ہے، خدا بخشے عجب آزاد مرد تھا۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت حاجی سیّد نوران شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، امام طریقت، برھان شریعت، شہبازِ حقیقت ومعرفت حضرت حاجی بابا سیّد نوران شاہ نقشبندی قادری رحمتہ اللہ علیہ دلیل الکاملین ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۸۵۵ء میں حضرت سید مرید حسین شاہ کے گھر موضع جوبج بالاکوٹ ضلع مانسہرہ میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب ۳۶ واسطوں سے حضرت مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد مشہد سے ہجرت کر کے روہڑی سندھ میں تشریف لائے بعدازاں وہاں سے ہجرت کر کے سید کسراں تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی تشریف لائے۔

سیّد کسراں سے آپ کے بزرگ نقل مکانی کر کے بالاکوٹ ہزارہ کے مقام پر جا کے آباد ہو گئے یہیں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔

بعدازاں والدگرامی اپنے پورے خاندان کے ہمراہ ریاست جموں وکشمیر میں چلے گئے اور وہیں آباد ہو گئے۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت سید عبداللہ لاروی علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے۔ اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے۔ آپ ایک نیک سیرت صاحب تقویٰ وورع عبادت وریاضت میں بے مثال بزرگ ہیں۔ بچپن ہی سے یادِ خدا میں مستغرق تھے اور اس کے بعد تمام عمر ہمہ وقت یادِ خدا ذکرِ خدا میں مست ومستغرق رہے، ہر وقت زبان پر سرکارِ دوعالم ﷺ کی ذات پر درود وسلام جاری رہتا تھا۔ جب حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کرنے کے لئے حجاز مقدس گئے اور سعادت حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے اور زیارت روضۃ الرسول مقبول ﷺ سے فارغ ہوئے تو عقیدت مندوں کی دعوت پر آپ راجوری میں تشریف لے گئے۔

پاک وہند کشمیر میں آپ کے ہزاروں عقیدت مندان ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری کے وسط میں موضع راجوری جس کو اب آپ کے نام نامی سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ اس بستی کو نور پور سیداں کہا جاتا ہے۔ آپ کا مزارِ پُر انوار نور پور سیداں تحصیل سوہاوہ جی ٹی روڈ ضلع جہلم میں مرجع خلائق عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر آپ کے روحانی فیوض وبرکات سے مستفید ہوتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ سلطان عالم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: شہباز طریقت منبع رشد و ہدایت، پیکر علم و عرفان، عارف یگانہ، ولی مادر زاد حضرت خواجہ سلطان عالم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ نمونۂ سلف صالحین ہیں۔ آپ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین یار غار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ۳۷ ویں پشت کی اولاد سے ہیں۔ آپ نسباً صدیقی اور مشرباً نقشبندی مجددی خانوادہ سے منسلک ہیں۔

آپ کی پیدائش کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد آپ کی تربیت کی تمام تر ذمہ داری آپ کے والد گرامی پر آ گئی وہ بھی اپنے وقت کے بہترین بزرگ اور درویش تھے۔ آپ نے جب آنکھ کھولی تو گھر کا تمام ماحول مذہبی اور دینی تھا۔ والدہ، والد اور آپ کے تایا اور دیگر افراد خانہ اپنے اپنے وقت کے عظیم صوفی متقی و پرہیزگار اور دیندار ہو گزرے ہیں۔ ایسے ماحول میں آپ کی تربیت ہوئی جس کی بنا پر آپ جلد ہی اپنے منصب جلیلہ پر فائز ہو کر اس دھرتی پر ولایت کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور تھوڑے عرصے میں چہار دانگ عالم میں آپ کی شہرت کے چرچے زبان زد خاص و عام پر ہونے لگے۔ ہزاروں گم کردہ راہوں کو آپ ہی کی بدولت راہ ہدایت ملی ہزاروں افراد دولت دین و دنیا سے فیض یاب ہوئے۔

خاندانی پس منظر ☆: خداوند قدوس نے ایسے خانوادے میں آپ کو ظہور بخشا جو خانوادہ نبوت کے بعد بلاشبہ سب سے افضل و اعلیٰ اور بزرگ خاندان ہے۔ آپ قریشی الاصل اور صدیقی النسب ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب ۳۷ واسطوں سے افضل البشر بعد الانبیاء خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی تک پہنچتا ہے۔

آپ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں اور اس خاندان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ صدیوں تک عرب و عجم اور پاک و ہند میں اس خاندان نے علم و فضل حکمت و عرفان کے نہ صرف چراغ جلائے بلکہ اس خاندان کی چار نسلیں یمن پر اپنی صلاحیت و قابلیت کی بنیاد پر حکمرانی بھی کرتی رہیں۔

جناب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساتویں پشت سے شیخ احمد بن محمود یمن کے حکمران بنے پھر اس کے بعد ان کی چار نسلیں یمن پر حکمرانی کرتی رہیں جو اس خاندان کی اہلیت و صالحیت و پذیرائی کی دلیل ہے اور اگر یہ از خود رضا کارانہ طور پر حکمرانی سے دستبرداری اختیار نہ کرتے تو یہ منصب اس خاندان کی لامتناعی میراث رہتا لیکن چوتھے جانشین و حکمران حضرت کمال الدین محمد جو عظیم المرتبت عالم دین اور اپنے وقت کے بہت بڑے محدث تھے وہ مسند حکومت ترک کر کے مدینہ طیبہ چلے آئے اور مسجد نبوی میں پچاس برس

تک درس حدیث دیتے رہے۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے عظیم بزرگ حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی نے بھی مدینہ شریف میں ان سے درس حدیث کے لئے ۵ برس تک ان سے صحاح ستہ کی کتابیں پڑھیں اور سند حدیث حاصل کی تھی۔

حضرت شیخ کمال الدین محمد مدینہ پاک میں ۵۰ برس گزارنے کے بعد سیستان کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے اور یہ منصب اسلامی معاشرہ میں خلافت کے بعد سب سے اہم منصب ہے۔ آپ کی پانچ نسلیں اس علاقہ میں قضائے منصب پر فائز رہیں۔ آپ کی چھٹی پشت میں حضرت قاضی قوام الدین علیہ الرحمۃ نے شاہان تغلق کی خواہش پر روہتک میں سکونت اختیار کی اور آپ بھی روہتک میں قاضی کے منصب پر فائز رہے حضرت قاضی شیخ قوام الدین علیہ الرحمۃ حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا زری زر بخت علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے۔ شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر نے شاہی فرمان مجریہ ربیع الاول ۱۱۱۷ھ کے مطابق ۱۲ جون ۱۷۰۵ء کی رو سے آپ کو زبدۃ الاولیاء کا خطاب دیا تھا۔

انہی حضرت شیخ قوام الدین علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے حضرت شیخ فتح اللہ اودھی علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے بلند پایہ عالم اور بہت بڑے شیخ طریقت اور ولی کامل تھے ان کی ساتویں پشت سے حضرت خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ اور اپنے آباؤ اجداد کی اس مسند کے وارث بن کر اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔

سیرت وکردار☆: آپ اپنے وقت کے بہترین اور فاضل ترین عالم دین تھے طریقت وشریعت کے علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ اپنے بیان میں حقیقت ومعرفت کے انمول موتی بکھیرتے تھے عبادت وریاضت تقویٰ پرہیز گاری میں بے مثال تھے۔ نماز پنجگانہ اور دیگر نوافل کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے۔ سخاوت میں آپ بے مثال تھے۔ لنگر ہر وقت جاری، آنے والا سائل کبھی بھوکا نہ گیا۔ طبیعت میں حلیمی اور نرمی اس قدر تھی کہ گفتگو سننے والے کے دل پر اثر کرتی تھی۔ آپ کا رنگ گندم گوں، قد مائل بہ دراز، سینہ کشادہ، شانے بھرے بھرے پیشانی چوڑی، جسم قدرے مضبوط وتوانا اور اعضا متناسب، حسین زلفیں، ریش مبارک گھنی، آنکھیں بڑی اور چمکدار، چہرہ انور پر غیر معمولی چمک اور نورانیت بیدار بخت بیتاب نگاہیں رخ اقدس پر پڑتے ہی ایمان اور جمال نورانی کی شعاعوں سے خیرہ ہو جاتیں۔ بقول شخصے۔

نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہیں مگر دیکھنے کی تاب نہیں

آپ کے بچپن کا واقعہ☆: آپ کی ذات والا صفات میں بچپن سے ہی ولایت کے آثار نمایاں تھے آپ کے بچپن کے لاتعداد واقعات آپ کی مادرزاد ولایت کے شاہد عادل ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کے چچا قاضی فضل احمد علیہ الرحمۃ جو اپنے وقت کے بہترین درویش وبزرگ تھے۔ ان کا معمول تھا کہ روزانہ ستر مرتبہ سورہ یٰسین شریف پڑھتے تھے۔ ایک رات وہ اپنے معمولات میں مشغول تھے کہ آپ حضرت خواجہ سلطان عالم جو اس وقت کم سنی کے عالم میں تھے اچانک اپنے چچا کی عبادت گاہ میں تشریف لے گئے اور ایک عارفانہ نفرا۔ **توں میرے وچ میں تیرے وچ**۔ کا با آواز بلند تکرار کرنے لگے آپ کے چچا جان کے معمول اور یکسوئی میں خلل پیدا ہوا تو

وہ آپ کو منع کرتے رہے مگر آپ مسلسل اپنی مستی میں مست اور جذب کے عالم میں بار بار ایک ہی فقرہ دہراتے رہے کہ "توں میرے وچ میں تیرے وچ" آپ نے اپنے چچا کے معمولات یا ان کے منع کرنے کا کوئی اثر نہ لیا اور جذب کے عالم میں وحدت الوجود کی منزل کی گفتگو کرتے رہے۔ آپ کے چچازاد بھائی محمد فاضل بن قاضی فضل احمد فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد رات کے آخری حصہ میں والد گرامی سوتے سوتے اٹھے اور توبہ توبہ کرنے لگے ہمارے پوچھنے پر فرمانے لگے کہ غلطی ہوگئی کہ صاحبزادہ سلطان عالم کو جھڑکیاں دیں ان کا مقام تو بہت بلند و بالا ہے۔ ہزاروں لوگ ان سے فیض یاب ہونگے۔ آپ باہر صحن میں اکیلے ہی چارپائی پر بیٹھے تھے والد گرامی وہاں گئے اور آپ سے کہنے لگے جی چاہتا ہے کہ پاؤں پکڑلوں کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔

بیعت طریقت ☆: آپ کے والد گرامی آپ کی بنیادی تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ کو اپنے پیر خانے باؤلی شریف لے گئے۔ چنانچہ آپ بذات خود دربار عالیہ باؤلی شریف میں اپنی پہلی حاضری کے بارے میں خود بیان فرماتے ہیں کہ جب پہلی مرتبہ والد گرامی کے ہمراہ باؤلی شریف میں حضرت خواجہ محمد خان عالم علیہ الرحمۃ کے دربار پر حاضر ہوکر دست بدعا ہوئے اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو طبیعت میں ایک عجیب کیف وسرور اور خاص محویت واستغراق اور خود فراموشی کی کیفیت طاری ہوگئی اور آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے۔ قبلہ والد گرامی نے اس کیفیت کو دیکھ کر فرمایا کے باوا جی نے میرے بچے کا کام کر دیا ہے۔ اس طرح آپ پہلے دن ہی حضرت قبلہ خواجہ محمد خان عالم علیہ الرحمۃ کے فیض وانعام سے مالا مال ہو چکے تھے مگر باوجود اس کے آپ ارکان طریقت کو پورا کرنے کیلئے اور اسباق سلوک کی تکمیل کیلئے حضرت خواجہ محمد بخش علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

مرشد کامل سے محبت اور خدمت ☆: آپ منازل سلوک کی تکمیل کے لئے ۱۲ سال تک اپنے مرشد حضرت خواجہ محمد بخش علیہ الرحمۃ کے پاس دربار عالیہ باؤلی شریف میں رہے اور اپنے مرشد سے محبت اور عشق کا جو فریضہ آپ نے انجام دیا اس کی مثال دربار عالیہ باؤلی شریف میں نہیں ملتی۔

آپ نے ۱۲ سال کے طویل عرصہ میں اپنے مرشد کے طریقہ عبادت و ریاضت پر جس طرح عمل کیا اور اپنے شیخ طریقت سے قلبی اور روحانی محبت اور عقیدت کا جس انداز میں اظہار کیا وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ نے اپنے شیخ کامل کی طویل رفاقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تمام اسباق واعمال پر شدت اہتمام کے ساتھ مداومت آپ کا معمول تھا۔

اپنے شیخ طریقت کے طریقہ عبادت و ریاضت اور انتھک مجاہدوں میں ذرا کمی کئے بغیر اپنی منزل پر رواں دواں رہے۔ اس کے علاوہ شیخ کامل کی محبت اور عشق میں ہر وقت سرشار رہتے ہوئے ان کی خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے۔ دیگر معاملات کے علاوہ پیرو مرشد کو وضو کرانا جسم دبانا گرمیوں میں ساری ساری رات پنکھے سے ہوا جھلنا۔ اسٹیشن کے کنویں سے تازہ پانی لانا اور تنور گرم کرنا آپ کے مستقل معمولات میں شامل تھا۔

پاس ادب کا یہ حال تھا کہ ساری ساری رات پیرومرشد کا جسم دبانا مگر اس کے باوجود کبھی چارپائی پر نہ بیٹھے نہ ہی اپنے مرشد کی چارپائی پر پاؤں رکھا۔ تمام رات پلنگ کے پاس بیٹھ کر یا کھڑے ہوکر پاؤں دباتے تھے۔ آپ کی اس خدمت اور پاس ادب پر خانقاہ

باؤلی شریف کے تمام مریدین عقیدت مندان خلفاء متاثر تھے اور آپ کے مرشد بھی آپ کو ہر وقت دعاؤں سے نوازتے تھے۔

حافظ محمد حیات کی خدمت اور خلافت ☆: ایک مرتبہ آپ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ محمد بخش علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اگر میں لمبے سفر پر چلا گیا تو حافظ محمد حیات نقشبندی آف ڈھنگروٹ شریف میرپور آزاد کشمیر والوں سے اپنا سبق مکمل کر لینا۔ حضرت حافظ محمد حیات خواجہ محمد بخش کے خلیفہ اکبر تھے۔ اپنے مرشد کے وصال با کمال کے بعد آپ ۱۲ سال تک حضرت حافظ محمد حیات علیہ الرحمۃ کے پاس ڈھنگروٹ شریف میں رہے۔ یہاں پر بھی آپ نے اپنے شیخ تربیت کی خدمت کا حق ادا کر دیا اور اپنی محبت شاقہ سے ڈھنگروٹ کی سنگلاخ زمین کو قابل کاشت بنایا۔ ڈھنگروٹ کی خانقاہ میں آپ لنگر بذات خود اپنے دست مبارک سے تقسیم فرماتے اور آپ بذات خود سب سے آخر میں کھاتے۔

آپ نے محنت و مشقت عبادت و ریاضت اور فرض شناسی اور مرشد سے محبت و عشق کا جو معیار قائم کیا وہ آنے والوں کیلئے ایک بہترین نمونہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو اپنے مرشد کے علاوہ قطب زماں حضرت پیر سید نیک عالم شاہ علیہ الرحمۃ کی توجہ اور تلقین کے ذریعے نسبت سیفیہ بھی حاصل تھی۔ تیسرے یہ کہ آپ کو خاندانی سلسلہ قادری کی نسبت بھی حاصل تھی۔ اس طرح آپ کو طریقت میں تین بلند پایہ شخصیتوں کا روحانی فیضان حاصل تھا اور آپ ان تینوں کے کمالات سے بہرہ ور تھے۔

وصال با کمال ☆: آپ کا وصال با کمال چودھویں صدی کے اوائل کو منگلا ڈیم میں ہوا اور وہیں مزار شریف بنا مگر بعد میں جب منگلا ڈیم کی تعمیر شروع ہوئی تو آپ کا جسد اطہر وہاں سے نکال کر کالا دیو شریف جہلم میں منتقل کر دیا گیا پھر وہیں عظیم الشان مزار شریف تعمیر ہوا۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ عبدالرحیم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امیر شریعت، فخر نقشبندیت، مرد حق آگاہ، پیشوائے طریقت، سراپا مہر و وفا، حضرت خواجہ عبدالرحیم نقشبندی باغدروی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باغدرہ شریف نزد حسن ابدال ضلع اٹک میں ہوئی جو گندگر کے پہاڑ میں واقع ہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم موضع جلالیہ سب تحصیل حضرو ضلع اٹک میں حاصل کی اور درس نظامی کی تکمیل کے لئے ہندوستان کے مختلف مدارس میں اکتساب فیض کرتے رہے۔

زمانہ طالب علمی میں ہی آپ کے قلب میں معرفت الٰہی کا ذوق وشوق پیدا ہوا۔ مرشد کامل کی تلاش میں مختلف جگہوں سے ہوتے ہوئے موہڑہ شریف تحصیل مری ضلع راولپنڈی پہنچے۔

بیعت وخلافت ☆: موہڑہ شریف پہنچ کر آپ والی موہڑہ حضرت خواجہ محمد قاسم نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور طویل عرصہ تک مرشد کامل کے پاس رہ کر سلوک کی منزلیں طے کرتے رہے۔ بالآخر مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت اور اجازت سے نواز کر حکم دیا کہ اپنے وطن مالوف جا کر مخلوق خدا کو فیضان سے منور کرو۔

آغاز سلسلہ رشد و ہدایت ☆: آپ اپنے شیخ طریقت کے حکم کے مطابق باغدرہ شریف نزد حسن ابدال ضلع اٹک میں تشریف لا کر مخلوق خدا کی رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے اور ہزاروں طالبان حق کو فیض یاب فرمایا۔

چونکہ باغدرہ شریف کی بستی ایک ایسے دور دراز مقام پر تھی جو کہ مین سڑک سے کافی دور اور کچا اور دشوار گزار راستہ تھا۔ طالبان حق کو آنے جانے بالخصوص رات کے وقت بہت تکلیف ہوتی تھی۔

چنانچہ آپ اپنے مریدین کے پر زور اصرار پر باغدرہ شریف سے سالک آباد حسن ابدال مین روڈ کے نزدیک ترین تشریف لے آئے۔ اور یہیں مسجد و خانقاہ تعمیر کروا کر آخری عمر تک اعلائے کلمۃ الحق اور تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے۔

سیرت و کردار ☆: آپ ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تمام عمر نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرتے رہے۔ اخلاق میں بے مثال تھے سنت رسول ﷺ کا عکس نمایاں نظر آتا تھا۔ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

آپ انتہائی درجہ کے متقی و پرہیز گار تھے۔ ساری زندگی میں کوئی کام بھی خلاف شریعت وطریقت نہ کیا۔ لا تعداد گمراہوں کو راہ ہدایت دی اور ہزاروں ایسے افراد جو خدا کے احکام سے دوری رکھتے تھے۔ ان کو خدا پاک کی بارگاہ میں جھکا دیا اور ان کے دل سے ہر وقت اللہ ہو کی صدا بلند ہونے لگی۔

وصال باکمال ☆: تقریباً پچاس سال تک آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیمات کو عام کرتے رہے اور تقسیم برصغیر پاک وہند سے قبل ہی آپ کا وصال باکمال چودھویں صدی ہجری میں ہوا۔ مزار شریف سالک آباد حسن ابدال ریلوے اسٹیشن سے دو میل مشرق اور ہزارہ پنڈی روڈ نزد حسن ابدال ضلع اٹک میں مرجع خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے بھی آپ کے مزار پر حاضری کی سعادت حاصل کی ہے۔ آپ کی ولادت سے عالم ربانی، خطیب لاثانی، حضرت پیرزادہ محمد نثار المصطفیٰ باغدروی مدظلہ العالی سے فقیر راقم الحروف کا عرصہ بیس برس سے تعلق قائم ہے۔

بڑے ہی خلیق ومہربان اور محبت وپیار کا مجسمہ اور اپنے اسلاف کا عملی نمونہ ہیں، خداوند کریم آپ کا سایہ نادیر اہل سنت پر رکھے۔

آج کل دربار شریف کے موجودہ سجادہ نشین حضرت خواجہ پیر محمد طارق اعظم المعروف پیر ثانی سرکار مدظلہ العالی ہیں۔ جو بڑے ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ اور دربار شریف کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہیں ہیں۔ آپ کی مہمان نوازی زبان زد خاص وعام ہے۔ آپ کی شبانہ روز کی جدوجہد اور کاوشوں سے مسلک اہلسنت اور مشرب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر غلامان آستانہ عالیہ سالک آباد شریف کے سروں پر قائم رکھے۔ آمین......!

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خلیفہ غلام محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیر طریقت رہبر شریعت، قدوۃ السالکین برہان الواصلین حضرت خلیفہ غلام محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ صوفی باصفا ہیں، آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۲۰ھ بمطابق 1902ء کے لگ بھگ موضع گکھڑ ضلع جہلم میں جناب نوردین نامی ایک خداترس انسان کے گھر ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد ہی آپ یادخدا میں مشغول رہنے لگے جوانی کو پہنچے تو والدین نے آپ کو توپ خانہ میں ملازم کرادیا۔ عرصہ دراز تک آپ توپ خانے میں ملازمت کرتے رہے۔ اسی دوران آپ کو میرٹھ جانے کا موقع ملا تو آپ کی ملاقات میرٹھ میں ولی العصر حضرت سید خادم حسین شاہ بخاری نقشبندی علیہ الرحمۃ سے ہوگئی اور آپ ان کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد جب انگریز اس دھرتی سے چلے گئے تو آپ نے توپ خانے کی ملازمت کو خیرباد کہہ دیا اور یادحق میں مشغول رہنے لگے۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد دوبارہ فوج میں بلوچ رجمنٹ میں بھرتی ہوگئے۔ آپ نے ۱۹۴۸ء اور ۱۹۵۶ء کی جنگوں میں حصہ بھی لیا اس کے بعد سے آپ نے فوج کی ملازمت کو خیرباد کہہ دیا۔ آپ نے چوآ بابا نانک پر بھی کچھ عرصہ چلہ کشی کی اس کے علاوہ قلعہ روہتاس کے مقام پر بھی آپ چلہ کش رہے۔ فوج کی ملازمت کے دوران آپ کی ملاقات حضرت زندہ پیر گھمکول شریف والوں سے ہوئی تو وہیں کے ہوکر رہ گئے۔ آپ انتہائی درجہ کے متقی اور پرہیزگار اور سچے پکے عاشق رسول ﷺ تھے۔ آپ نے تمام عمر نماز پنجگانہ اور دیگر نوافل کے ساتھ تہجد کی نماز کا خصوصی اہتمام فرمایا ہر لحہ یاد خدا میں مصروف رہتے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت زندہ پیر گھمکول شریف علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوکر صاحب ارشاد ہوئے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۰۲ھ بمطابق مورخہ یکم جنوری 1981ء کو موضع بالا ضلع جہلم میں آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مزار پُرانوار ریلوے لائن اور جی ٹی روڈ جہلم کے درمیان واقع ہے آپ کی قبر مبارک کے اردگرد چار دیواری بنی ہوئی ہے۔ عنقریب باقاعدہ گنبد کی شکل میں مزار مبارک بھی تعمیر ہوجائے گی۔ آپ کے جانشین اور خلیفہ صاحبزادہ عبدالرسول نقشبندی ہیں۔ جبکہ ان کے علاوہ آپ کے دیگر تین صاحبزادے بھی ہیں۔ (نمبر۱) صاحبزادہ محمد ایاز۔ (نمبر۲) صاحبزادہ محمد ایوب۔ (نمبر۳) صاحبزادہ محمد یاسین صاحب وغیرہ ہم۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت علامہ مفتی عبدالقدوس ہاشمی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، خطیب بے بدل، مقرر شعلہ نوا، یادگار اسلاف حضرت علامہ مولانا حافظ قاری مفتی عبدالقدوس ہاشمی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ نمونہ سلف صالحین ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ اپریل ۱۹۲۴ء کورتہ شریف تحصیل وضلع چکوال میں مفتی عطامحمد نقشبندی علیہ الرحمۃ کے گھر ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر میں ہی اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور گھر میں فارسی ومثنوی اور دیگر کتب دینیہ پڑھیں۔ بعدازاں موہڑہ کدلٹھی میں قاضی محمد جاوید علیہ الرحمۃ کے ہاں تعلیم حاصل کرتے رہے جو صرف ونحو کے ماہر استاد تھے ان کے پاس کچھ عرصہ مقیم رہ کر علم صرف ونحو حاصل کیا اور پھر اپنے والد گرامی سے اجازت لے کر جامعہ حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لے لیا جامعہ کے مہتمم قبلہ سید ابولبرکات شاہ صاحب علیہ الرحمۃ آپ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے آپ نے جامعہ حزب الاحناف سے علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ فن قرأت اور فن خطابت میں ملکہ حاصل کیا۔ علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد آپ حضرت صاحبزادہ عبدالرسول صاحب آف للہ شریف کے حکم اور خواہش پر گورنمنٹ کالج سرگودھا میں خطیب مقرر ہوئے اور وہاں پر خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے والد گرامی کا سلسلہ بیعت وارشاد بہت وسیع تھا۔ آپ ہمہ وقت اپنے والد گرامی کے مریدین پر خصوصی توجہ فرماتے ہوئے ان کی دینی وفکری رہنمائی کرتے۔

اس کے علاوہ حضرت قبلہ صاحبزادہ پیر مطلوب الرسول نقشبندی سجادہ نشین للہ شریف کی صدارت میں اپنے علاقہ دھنی کے علاوہ دیگر مضافات میں اپنے ولولہ انگیز خطاب سے لوگوں کے دلوں کو گرماتے تھے۔ معراج شریف کی رات للہ شریف میں اپنے والد گرامی مفتی عطامحمد علیہ الرحمۃ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خوبصورت اور جامع پر مغز خطاب فرماتے تھے۔ عیدین کی نماز ہمیشہ موضع بھون تحصیل وضلع چکوال میں اپنے عقیدت مندوں کی یکجہتی اور دلجوئی کے لئے پڑھاتے رہے۔ آپ کو خداوند کریم نے مردم شناسی کا خاص جوہر عطا فرمایا تھا۔

وصال باکمال ☆: آپ کو شوگر کا مرض تھا اور اسی بیماری میں ۱۴۰۳ھ بمطابق ۳۱ دسمبر 1982ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔ مرقد منورہ والد گرامی کے مزار پُرانوار کے ساتھ مرجع خاص وعام ہے۔ آج کل دربار شریف کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ پیر ناصر جمیل ہاشمی مدظلہ العالی ہیں جو کہ اپنے اسلاف کے دینی وروحانی طریقہ کے علاوہ میدان سیاست میں بھی اہل سنت وجماعت کی ترجمانی ورہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت سائیں عبدالرزاق نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیر طریقت، آفتاب شریعت، ماہتاب حقیقت و معرفت، غواص بحرِ روحانی، واقف اسرار ربّانی، مرشد لاثانی، ستارۂ ولایت آسمانی حضرت خواجہ سائیں عبدالرزاق نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ شمس العارفین ہیں،

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۰۸ھ بمطابق 1890ء کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی 37ویں پشت سے ایک عظیم فرد کامل جناب راؤ عظیم بخش خان کے گھر قصبہ کلانور شریف ضلع روہتک مشرقی پنجاب انڈیا میں ہوئی۔

آپ کے والد گرامی راجپوت قوم کے قبیلہ پنوار سے تعلق رکھتے تھے، خدا کا دیا ہوا گھر میں سب کچھ تھا، سینکڑوں بیگھا زمین کے مالک اور خاصے بڑے زمیندار تھے مگر باوجود اس کے نماز روزہ کے پابند اور نیک صالح متقی بزرگ تھے، مگر اولاد جیسی نعمت سے محروم تھے۔

آپ کے ماموں جان نے حضرت میاں الٰہی بخش علیہ الرحمۃ ساکن موضع چوہدری داس ضلع حصار انڈیا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور میری بہن کی گود اولاد سے خالی ہے ان کے لئے خدا کی بارگاہ میں اولاد کی دعا فرمائیں کہ خدا ان کو بھی اولاد نرینہ عطا فرما دے، جناب حضرت میاں الٰہی بخش رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اولاد تو ہوگی لیکن ان میں ایک اللہ والا ہوگا، جو تمہارے مطلب کا نہ ہوگا۔

شمس الکونین حضرت خواجہ عبدالخالق نقشبندی جہان خیلی ثمہ ہوشیار پوری رحمتہ اللہ علیہ آپ کی ولادت سے پانچ برس قبل جب آپ کے گاؤں کلانور شریف تشریف لائے تھے اس وقت آپ کے والد ماجد نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اولاد کے لئے دعا کی درخواست کی تو حضرت شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تین ہوں گے ان میں ایک میرا ہوگا۔

چنانچہ ہر دو بزرگوں کی دعا سے آپ پیدا ہوئے اور ان کے فرمان ذیشان کے مطابق آپ واقعتاً خدا والے ہوئے۔ بچپن ہی سے چہرے پر ولایت کے آثار نمایاں تھے، عام بچوں جیسی کیفیات آپ میں موجود نہ تھیں۔ 7-8 برس کی عمر سے ہی پانچوں وقت کی نماز اور نماز تہجد پابندی سے ادا کرنا شروع کی جو تادم آخر کبھی قضا نہ ہوئی، تمام عمر میں کوئی کام خلاف شریعت سرزد نہ ہونے دیا، بارہ برس کی عمر سے تادم آخر کبھی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہونے دی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم پہلے گاؤں کے مدرسہ کلانور میں حاصل کی، دوران تعلیم آپ کے استاد پنڈت چرنجی لعل نماز کے وقت آپ کو خوشی سے اجازت دے دیتے تھے، آپ کے استاد علم نجوم کے بھی ماہر تھے، وہ آپ کے بارے میں لوگوں سے کہا کرتے تھے، کہ یہ

زمانے کا بہت بڑا (مہنت) یعنی بزرگ ہوگا، اور اس وجہ سے آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے، آپ نے دوسری جماعت تک سکول کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد سکول چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ کی کیفیت مجذوبانہ ہوگئی تھی اور ہمہ وقت استغراق میں رہتے تھے، جب آپ کی عمر عزیز بارہ برس کی ہوئی تو آپ کے والد گرامی اپنے ہمراہ لے کر شمس الکونین حضرت خواجہ عبدالخالق جہان خیلی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ہوشیار پور حاضر ہوئے اور عرض کی حضور یہ ہر وقت روتا رہتا اور قرآن شریف پڑھتا رہتا ہے۔ نہ کسی سے کوئی بات کرتا ہے نہ ہی اسے کھانے پینے کی کوئی ہوش باقی ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اس کو کھانے پینے کپڑے پہننے اور بولنے کا شعور آ جائے۔

یہ سن کر حضرت شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا شادی بھی ہوگی اس کی اولاد بھی ہوگی، اور یہ ملازمت بھی کرے گا، اور سردار بھی ہوگا، اس کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کے رجسٹر میں درج ہو چکا ہے۔

چنانچہ جیسا کہ حضرت شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا وہ بعینہ پورا ہو کے رہا، اور آپ پر سے جذب و استغراق ختم ہونے لگا اور حالت بہتر ہونے پر آپ کی شادی بھی ہوگئی، خداوند کریم نے اولاد سے بھی نوازا اور کچھ عرصہ آپ نے ملازمت بھی اختیار کئے رکھی۔

ملازمت دورانِ مختلف بزرگوں کے مزاروں پر حاضری ☆: 1909ء میں آپ رسالہ بنگال میں بھرتی ہو کر چھاؤنی ڈیرہ اسماعیل خان چلے گئے، اس دوران کبھی کبھی جذب میں آ کر قلعہ جیٹھ کی فصیل سے چھلانگ لگا لیا کرتے تھے۔

آپ کی اس کیفیت سے متعلق ڈاکٹروں سے بھی علاج معالجہ کرایا گیا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا، تو پھر آپ کے پیر و مرشد حضرت شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ لکھ کر کیفیت بتلائی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ وہ جب تک میرے پاس نہیں رہیں گے ٹھیک نہ ہوں گے۔ 1911ء میں جارج پنجم کی آمد پر دہلی میں دربار منعقد ہوا۔ جس میں ہندوستان کے تمام علماء اور مشائخ عظام و سجادگان کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

اس موقعہ پر آپ کے پیر و مرشد حضرت شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ بھی دہلی تشریف لائے تھے۔ آپ کے چچا جان آپ کو چھاؤنی ڈیرہ اسماعیل خان سے بہادر گڑھ حضرت شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے۔

حضرت خواجہ شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں قیام کے دوران آپ کی کیفیت کافی بہتر ہوگئی تھی۔ جس کی وجہ سے آپ کے چچا تلطف حسین ولد کپتان عبداللہ خان نے آپ کو جے پور میں دوبارہ بطور نائب صوبیدار بھرتی کرا دیا تھا، جہاں آپ پر تقریباً نو ماہ تک سروس کرنے کے بعد دوبارہ پھر وہی کیفیت طاری ہوگئی، جس کے باعث آپ نوکری چھوڑ کر جے پور میں ہی حضرت خواجہ ضیاء الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر ہمہ وقت حاضر رہتے، وہاں سے آپ دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دے کر ننگے پاؤں ننگے سر پاپیادہ چلتے ہوئے کوٹ شریف ضلع ہوشیار پور میں حضرت خواجہ شمس الکونین عبدالخالق نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور وہاں پر کچھ عرصہ قیام پذیر رہے۔

جب حضرت شمس العرفان خواجہ قادر بخش نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کا سالانہ عرس آیا تو کلانور سے آپ کے عزیز و اقارب بھی عرس

میں شرکت کے لئے کوٹ شریف آئے تو آپ کو دیکھ کر انہوں نے حضرت شمس الکونین خواجہ عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا حضور اگر اجازت ہو تو ہم سائیں عبدالرزاق صاحب کو کلانور لے جائیں، جس پر حضرت شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں کون سا منع کرتا ہوں لے جاؤ۔

چنانچہ آپ کے عزیز و اقارب آپ کو چارپائی سے باندھ کر لے گئے، اور کلانور لے جا کر آپ کو چارپائی سے ہی باندھ کر رکھا گیا، مگر آپ تیسرے روز ہی رسی تڑوا کر گھر سے نکلے اور کوٹ شریف حضرت شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچ گئے، حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ وہاں کیسے رہ سکتا تھا۔ وہاں رہنا اس کے بس کی بات ہی نہیں تھی۔ یہ جس دن سے یہاں سے گئے تھے، اس روز سے ان کا چہرہ میرے سامنے رہتا تھا۔

حضرت شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ کی عنایت وشفقت ☆: خواجہ شمس الکونین حضرت خواجہ عبدالخالق نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ چھپروالی مسجد سے گھر جانے کو فرمایا کہ مجھ سے چلا نہیں جاتا، تم مجھے گھر تک چھوڑ آؤ، آپ نے حضرت خواجہ شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی کمر پر اٹھایا تو حضرت خواجہ شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ نے روتے ہوئے رب کریم کی بارگاہ میں دعا کی ”اے اللہ جتنا میں اس عبدالرزاق سے خوش ہوں تو بھی اتنا ہی اس سے خوش ہو جا جتنی اس نے میری خدمت کی ہے مخلوق بھی اس کی اتنی خدمت کرے“۔

نمبر۲ ☆: آپ نے تقریباً چالیس برس تک اپنے شیخ کامل حضرت خواجہ شمس الکونین کی خدمت کی اور عبادت و ریاضت میں گزارے اور منازل سلوک طے کیں۔

ایک روز حضرت خواجہ شمس الکونین صاحب رحمتہ اللہ علیہ بٹالہ شریف ضلع جالندھر میں اپنے خلیفہ سید میر احمد شاہ کے مکان پر تنہائی میں حضرت شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت خواجہ شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ نے آپ سے دریافت فرمایا کہ تم غوث یا قطب کیا بننا چاہتے ہو، آپ نے عرض کیا حضور جو بنا دیں گے بن جاؤں گا۔

نمبر۳ ☆: ایک روز مسجد میں تہجد کے وقت حضرت خواجہ شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو لحاف (بُکل) میں لے کر توجہ دینے کا طریقہ سکھایا اور فرمایا سائیں جی اللہ کا نام لوگوں کو بتایا کرو اور بولا کرو چپ نہ رہا کرو۔

نمبر۴ ☆: جب آپ نے مرشد کامل کے اصرار پر سلسلہ بیعت کا آغاز کیا تو سب سے پہلے فجر علی نامی شخص کو مرید کیا، اور اس کو حکم دیا کہ جاؤ میرے مرشد کامل کی بارگاہ میں قدم بوسی کر کے آؤ۔

چنانچہ فجر علی نامی آپ کا مرید حضرت خواجہ شمس الکونین خواجہ عبدالخالق نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو حضرت خواجہ شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا تم کس کے مرید ہو؟ اس نے عرض کیا میں حضرت سائیں عبدالرزاق صاحب کا مرید ہوں۔
یہ سن کر حضرت خواجہ شمس الکونین رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو آواز دے کر بلایا اور فرمایا کہ ”رنگ لگ گیا ہے رنگ لگ گیا ہے اور آج

میں خوشی سے کپڑوں میں نہیں سماتا"

حج بیت اللہ وزیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ☆: آپ نے پہلی مرتبہ 1948ء میں اور دوسری مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی اس دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار گوہر کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے اور مدینہ پاک میں قیام کے دوران مسجد نبوی کے اندر روزانہ ۱۰ سپارے تلاوت کرنا آپ کا معمول تھا۔

سیرت و کردار ☆: آپ انتہائی نیک، پاکباز متقی و پرہیز گار تھے، نماز ہمیشہ اول وقت ادا فرماتے، تہجد و فجر کے بعد اپنے مریدین کے ہمراہ ذکر بالجہر اور ذکر نفی و اثبات فرماتے تھے، تمام زندگی کوئی کام خلاف شریعت وطریقت انجام نہ دیا، ہر حال میں شریعت اور بزرگان دین کی طریقت کی حفاظت ونگہبانی فرمائی، اگر کوئی شخص خلاف شریعت وطریقت کوئی فعل انجام دیتا تو اسے بڑے پیار سے سمجھا دیتے، سخاوت اخلاق میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔

تمام عمر احکام خداوند اور شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے ساتھ یتیموں کی پرورش کا خصوصی خیال رکھا، آپ نے ان کی پرورش اور ان کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے دیپال پور شریف، ماہنی سیال ضلع خانیوال اور لالہ موسیٰ میں دارالشفقت قائم فرماتے۔

اپنے خدام و مریدین کی بڑی سے بڑی غلطی پر درگزر کرنا اور بڑی شفقت ومحبت اور پیار سے اپنے پاس بٹھا کر نہایت ہی مہربانہ طریقہ سے آئندہ محتاط رہنے کی تلقین فرماتے، غصہ یا ملال کا کبھی بھی اظہار نہ کرنا آپ کی عادت شریفہ کا خاصہ تھا، آپ کا مجلس میں بیٹھنے کا ایسا حسین ودلکش انداز تھا کہ مجلس میں شریک ہر شخص یہ سمجھتا کہ آپ میری ہی طرف متوجہ ہیں، آپ کی خدمت میں آنے والا ہر خادم یہی سوچتا تھا کہ آپ جس قدر شفقت مجھ سے فرماتے ہیں اتنی کسی اور سے نہیں فرماتے، آپ کی ذات اور آپ کی مجلس میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جھلک نمایاں نظر آتی تھی مختصر یہ کہ آپ کی ذات والا صفات علم وعمل، شریعت وطریقت اتباع بزرگان اور گفتار و کردار، حسن اخلاق وضع داری رواداری ومروّت واحسان کا ایک حسین امتزاج ومجسمہ حسنات وکمالات اور پیکر تسلیم ورضا تھی۔

پاکستان آمد اور فلاحی اداروں اور خانقاہ کا قیام ☆: 1947ء میں قیام پاکستان کے بعد آپ کلانور مشرقی پنجاب انڈیا سے ہجرت کر کے بھیدانی کے راستے منڈی صادق گنج بذریعہ ریل گاڑی تشریف لائے اور جناب راؤ عبدالرب کلانوری کے ہاں چک نمبر 73-آر 4-ہارون آباد میں کچھ عرصہ قیام پذیر رہ کر اور کاڑہ شہر اور اوکاڑہ کے چک نمبر ۱۵ ایل۔۲ میں کچھ عرصہ قیام فرمایا بعد ازاں دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں مستقل قیام فرما کر وہاں پر ایک عظیم الشان مسجد جس کا مینارہ لاہور میں قائم مینار پاکستان سے بھی بلند ہے، تعمیر کرائی، اس کے ساتھ ساتھ ایک یتیم خانہ تعمیر کرایا اس کو حکومت سے رجسٹرڈ کروا کر یتیم بچوں کے مستقبل کو بہتر بنانے کے لئے ایک مڈل سکول بھی قائم فرمایا جہاں سینکڑوں بچوں کی نہ صرف پرورش ہو رہی بلکہ وہاں سے تعلیم بھی پا رہے ہیں۔

آپ نے اپنی ذاتی زرعی زمین اپنی اولاد میں تقسیم کر دی تا کہ وہ عزت وآبرو کے ساتھ وقت گزار سکیں، اور باقی تمام شہری جائیداد

یتیم خانہ خالقیہ کے نام ہبہ کروادی اپنے وصال سے قبل اپنی جمع پونجی ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ بھی یتیم خانے کے نام جمع کرادی اور فرمایا کہ اولاد لائق ہوگی تو خود بنالے گی، نالائق ہوئی تو پہلا بھی ضائع کردے گی۔ اپنا پیسہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے جو آگے کام آئے اور یتیموں کی پرورش اس انداز سے کی جائے کہ انہیں یتیمی کا احساس تک نہ ہو، اگر ان سے بھیک منگوا کر ہی پالنا ہے تو وہ خود بھی اپنا پیٹ پال سکتے ہیں، پھر تمہارا ان پر کیا احسان رہا، اور یتیموں سے چندے منگوانا اور پھر ان کو خود بھی استعمال کرنا دونوں حرام ہیں۔

اولاد وامجاد☆: آپ کی پہلی شادی سترہ برس کی عمر میں کلانور میں ہی ہوئی ان کے بطن سے خدا نے آپ کو دو بیٹے صاحبزادہ غلام قادر اور صاحبزادہ شفیق احمد عطا فرمائے ان اہلیہ کے وصال کے بعد آپ کی دوسری شادی ہوئی تو ان اہلیہ کے بطن سے خداوند کریم نے آپ کو چھ صاحبزادیاں اور پانچ صاحبزادے عطا فرمائے۔ جن میں جناب صاحبزادہ فقیر احمد رزاقی، صاحبزادہ نذیر احمد مرحوم، صاحبزادہ بلال احمد، صاحبزادہ محمد عابد مرحوم، صاحبزادہ غلام خالق مرحوم کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

آپ کے خلفائے نامدار☆: آپ کے خلفاء میں مندرجہ ذیل حضرات کے اسمائے گرامی شامل ہیں، جن کو آپ نے خرقہ خلافت واجازت بیعت سے نواز کر صاحب ارشاد ومجاز کیا، جن میں حضرت صاحبزادہ صدیق سائیں خواجہ نور احمد خان خالقی رزاقی مد ظلہ العالی جو آج کل آستانہ عالیہ خالقیہ رزاقیہ جی ٹی روڈ لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں اپنے جد بزرگوار اور آپ کے مشن کی تکمیل میں مصروف عمل ہیں۔

دوسرے خلیفہ جناب حضرت سید خورشید حسن شاہ صاحب مدظلہ العالی جو کہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال کے چک نمبر 110-7R میں سلسلہ رشد و ہدایت جاری کئے ہوئے ہیں، تیسرے خلیفہ جناب عبدالقادر صاحب جو تاندلیا نوالہ ضلع فیصل آباد کے چک نمبر 410 گ۔ب میں سلسلہ عالیہ خالقیہ رزاقیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، چوتھے خلیفہ جناب سید عطا محمد شاہ صاحب مرحوم جو محلہ اوپلان رسولنگر تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں بقید حیات سلسلہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، پانچویں خلیفہ جناب عظیم اللہ صاحب موضع سونڈھا بہاولنگر میں سلسلہ رشد وہدایت قائم کئے ہوئے ہیں چھٹے خلیفہ جناب محمد شریف صاحب المعروف وکیل صاحب سیل گاؤں نزد چک بیدی ضلع پاکپتن شریف میں سلسلہ عالیہ کی خدمت انجام دے رہے ہیں ساتویں خلیفہ جناب عبدالرحیم صاحب کا 1982ء میں وصال ہوگیا مزار چک نمبر 23 الف جنوبی ضلع سرگودھا میں مرجع عام ہے۔

آٹھویں خلیفہ جناب محمد شریف فاروقی صاحب رحمتہ اللہ علیہ جن کا مزار پر انوار خلیل آباد کالونی دیپالپور شریف ضلع اوکاڑہ میں مرجع خاص وعام ہے۔

آپ کے اول الذکر خلیفہ صدیق سائیں حضرت خواجہ نور احمد خان خالقی رزاقی نقشبندی مدظلہ العالی آپ کے پیر ومرشد حضرت خواجہ شمس الکونین عبدالخالق نقشبندی جہان خیلی رحمتہ اللہ علیہ کے حقیقی پوتے ہیں۔

پیر طریقت حضرت صاحبزادہ نور احمد خان صاحب خالقی رزاقی نقشبندی مدظلہ العالی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت یکم مارچ

1925ء کو ہوشیار پور انڈیا میں حضرت سعد العزیز بن حضرت خواجہ عبدالخالق جہان خیلی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر ہوئی، دینی تعلیم اپنے گھر سے حاصل کی دنیاوی تعلیم میٹرک تک حاصل کر کے ٹیلی گراف پوسٹ آفس کے محکمہ سے وابستہ ہو گئے۔ 1949ء میں اپنے دادا بزرگوار حضرت خواجہ شمس الکونین جہان خیلی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے بلند مرتبہ و منظور نظر خلیفہ حضرت خواجہ سائیں عبدالرزاق نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کہ دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز ہوئے اور بیس برس کے بعد اجازت بیعت ملتے ہی چار مرید کئے، اور پھر اس کے بعد ایسا سلسلہ جاری ہوا کہ آج آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں سے بھی تجاوز کر گئی ہے۔

پیر طریقت ثانی شمس الکونین حضرت خواجہ نور احمد خان خالقی رزاقی نقشبندی مدظلہ العالی کو خدا نے حسن و جمال کی عظیم دولت سے نواز کر بھیجا اسی طرح آپ باطنی طور پر بھی حسین و جمیل ہیں تمام عمر شریعت کی پاسداری اپنے بزرگوں کی طریقت پر عمل آپ کا وطیرہ ہے سخاوت آپ کو ورثہ میں ملی ہے مانگنے والے کو ضرورت سے زیادہ عطا فرماتے ہیں تمام عمر میں کوئی سوالی دروازے سے خالی نہ جانے دیا، پانچ وقت کی نماز کا یہ عالم آذان ہوتے ہی مسجد میں پہنچ جاتے ہیں، پوری زندگی میں کسی بھی نماز کی تکبیر اولیٰ قضا نہیں ہونے دی۔

آپ نے اپنے بزرگوں کے مشن پر قائم رہتے ہوئے جی ٹی روڈ لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں اپنے شیخ کامل حضرت سائیں خواجہ عبدالرزاق نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھوں سنگ بنیاد رکھوا کر دارالشفقت، یتیم خانہ یتیم قائم کیا اور بچوں کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے اس ادارے کے ساتھ خالقیہ رزاقیہ ہائی سکول قائم کیا جس میں سینکڑوں یتیم بچے زیر تعلیم ہیں، بعد ازاں وہاں ان بچوں کے لئے ایک کالج منظور کروایا۔

اس کی کامیابی کے بعد ان بچوں کو ہنر مند بنا کر معاشرے کا بہترین حصہ بنانے کے لئے آج کل عظیم الشان ٹیکنیکل کالج کمپلیکس کی تعمیر کا منصوبہ شروع کیا ہوا ہے، جس پر کروڑوں روپے لاگت آئے گی۔ جس کا کام کافی حد تک مکمل ہو چکا ہے۔

80 برس سے زیادہ عمر اور بہت سی جسمانی بیماریاں لاحق ہونے کے باوجود اس کمپلیکس کی تعمیر پر خصوصی توجہ دے کر مکمل کرنے کی فکر میں ہیں، آپ نے اپنی زندگی میں اپنے ان فلاحی اداروں پر لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپے اپنے ہاتھوں سے خرچ کر دیئے ہیں، مگر اس کے باوجود تقویٰ کا معیار اور عالم یہ ہے کہ اپنا ذاتی کوئی مکان نہ ہے تمام زندگی کرائے کے مکان میں گزار دی۔

آپ کا یہ طرز عمل آج کل کے لینڈ مافیا اور پجارو اور لمبی لمبی نئے نئے ماڈل کی گاڑیاں رکھنے والے شیوخان طریقت کے لئے نہ صرف لمحہ فکریہ ہے بلکہ منارہ نور ہے، آپ اپنے بزرگوں کی عملی تصویر بن کر اس معاشرے میں ابھرے اور تادم تحریر ان کے مشن کی تکمیل میں اس ضعیفی کے عالم میں بھی مصروف عمل ہیں، خدا آپ کو حیات خضر عطا فرمائے اور غلامانِ سلسلہ عالیہ خالقیہ رزاقیہ نقشبندیہ پر ہمیشہ آپ کا سایہ قائم رکھے۔ (آمین)

سیاحت وزیارات مقامات مقدسہ☆: شمس العارفین حضرت خواجہ سائیں عبدالرزاق نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زندگی صرف کلانور میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں تبلیغ اسلام اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت اور رشد و ہدایت میں گزار

دی، آپ نے ہندوستان میں دہلی، بمبئی، کلکتہ، سرہند شریف، اجمیر شریف، جے پور شہر، ہانسی، پانی پت، جالندھر، سونی پت لکھنؤ، آگرہ، جہاز گڑھ، بہادر گڑھ، ہردوار، ضلع روہتک، کیتھل ضلع کرنال، انبالہ، رائے پور، علی گڑھ، جہان خیلا شریف ضلع ہوشیار پور، بنارس، جمشید پور، میرٹھ، بٹالہ، ضلع گورداسپور، نارنول تھانیسر، پٹیالہ، کلیر شریف۔

اور پاکستان میں منڈی صادق گنج ضلع بہاولنگر، قصور، لاہور، کھڑی شریف میر پور آزاد کشمیر، حویلی لکھا، لالہ موسیٰ، شور کوٹ، سیالکوٹ، خانقاہ شریف نزد سمہ سٹہ کوٹ مٹھن ڈیرہ غازی خان، حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ، بھیرہ شریف ضلع سرگودھا، نوشہرہ چھاؤنی ڈیرہ اسماعیل خان، روہڑی، سکھر، حیدر آباد، سبیلہ، گوادر، تربت، تالہ ضلع حیدر آباد، مکلی شریف ٹھٹھہ، نواب شاہ، فیصل آباد، ساہیوال، گجرات، پاکپتن شریف، ملتان، چشتیاں شریف، سیہون شریف، تونسہ شریف، اوچ شریف، گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد، نور پورہ شاہاں بری امام اسلام آباد کے علاوہ لاتعداد شہروں دیہاتوں قصبوں میں مختلف سلاسل کے بزرگوں کے مزارات پر نہ صرف حاضری دی ان سے استفادہ فرمایا بلکہ ان علاقوں میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت اور رشد وہدایت کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔

اس کے علاوہ بیرون ممالک کے مختلف مقامات جن میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کے علاوہ مشرقی وسطیٰ کے چند شہروں جن میں بصرہ، نجف اشرف، کربلائے معلیٰ، بغداد شریف، سلمان پاک، سلطنت آف عمان، بیت المقدس، خلیل الرحمٰن، جدہ، تبوک، عدن، خیبر، دوبئی، قطر، بحرین، الخبر اور ریاض میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت اور رشد وہدایت کا فریضہ سرانجام دے کر لاتعداد افراد کو راہ مستقیم پر گامزن کیا، اور بہت سے حضرات کو علم وعرفان کی دولت سے مالا مال کیا۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال تقریباً پچانوے 95 برس کی عمر شریف میں چند ماہ کی علالت کے بعد مورخہ ۴ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ بمطابق 31 مارچ 1982ء بروز بدھ بوقت 4 بجے شام ہوا، مزار پرانوار دیپالپور شریف برلب سڑک پاکپتن شریف روڈ ضلع اوکاڑہ صوبہ پنجاب پاکستان میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کا سالانہ عرس آپ کے دربار کے سجادہ نشین کی زیر سرپرستی ہر سال 4,3,2 جمادی الثانی کو آپ کے دربار پر منایا جاتا ہے، اس موقعہ پر پوری دنیا میں موجود آپ کے ہزاروں کی تعداد میں مریدین شرکت کر کے منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

نوٹ☆: آپ کا دربار نہایت ہی خوبصورت اور دلکش بلکہ اپنے فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہے، اس کے ساتھ جامع مسجد اور بھی خوبصورت منظر پیش کر رہی ہے، جبکہ جامع مسجد کا 207 فٹ 6 انچ اونچا مینار جو کہ پاکستان کے میناروں میں مینار پاکستان لاہور سے بھی بلند ترین مینار ہے وہ عجیب وغریب منظر پیش کر رہا ہے۔

آپ کے قائم کردہ یتیم خانہ دار الشفقت کی تعمیر آپ کے فن تعمیر کا منہ بولتا ثبوت ہے جبکہ اس کا انتظام وانصرام بھی بہت عمدہ اور مہذب ہے۔

فقیر راقم الحروف کو محبوب حضرت قمر المشائخ جناب شیخ فواد رشید صابری صاحب کے ہمراہ آپ کے دربار کی کئی مرتبہ حاضری کی سعادت حاصل ہے جو بہت خوبصورت اور عظیم الشان فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہے، دربار شریف میں ہمہ وقت بہت سے درویش عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہتے ہیں، جن کی موجودگی سے دربار شریف کی رونق دوبالا رہتی ہے، دربار شریف کے ساتھ خوبصورت مسجد جو دور جدید کی تمام سہولیات سے مرصع اور کئی ہزار نمازیوں کے نماز پڑھنے کی اس میں گنجائش موجود ہے۔

دربار شریف کے سجادہ نشین آپ کے صاحبزادے حضرت سائیں بلال احمد رزاقی نقشبندی مدظلہ العالی انتہائی سادہ طبیعت کے مالک اور بہترین درویش ہیں، حضرت صاحبزادہ سائیں بلال احمد رزاقی مدظلہ العالی مہمان نواز، بااخلاق و بامروت اور وضع دار و رودار شخصیت کے مالک ہیں جو کہ ہر قسم کی بناوٹ ظاہر داری، اور ریاکاری سے پاک ہیں، مالک کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مالک و مولیٰ صاحبزادہ صاحب کو تادیر غلامان خانقاہ کے سر پہ قائم و دائم رکھے تاکہ یہ چراغ محبت پوری آب و تاب سے جلتا رہے۔

دربار شریف پر حاضری کے موقع پر جناب صوفی سعید احمد خان رزاقی خلیفہ دربار شریف نے پروٹوکول اور مکمل مہمانداری اور خدمت کا فریضہ سرانجام دیا۔ خدا خوش رکھے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

منقبت در شان

خطیب پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمتہ اللہ علیہ

حافظِ اُمّ الکتاب ......اوکاڑوی — عارف اُم الکتاب ......اوکاڑوی

فاضلِ دینِ متین ......اوکاڑوی — دینِ نبوی کے امین ......اوکاڑوی

مظہرِ خلقِ عظیم ......اوکاڑوی — مونس و ہمدم، ندیم ......اوکاڑوی

جاذبِ قلب و نظر ......اوکاڑوی — راحتِ جاں سَر بہ سَر ......اوکاڑوی

جن کے شیدائی تھے سب پیر و جواں — نغمۂ ہر ہر زباں ......اوکاڑوی

مسندِ ارشاد کے سالار تھے — نائب شمس الزماں ......اوکاڑوی

خادمِ دینِ متین، مردِ جلیل — مردِ حق، مردِ نبیل، اوکاڑوی

وہ غریقِ بحرِ عشقِ مصطفیٰ — عاشقوں کے پیشوا، اوکاڑوی

خوش نوا و خوش زباں و خوش بیاں — مداح خوانِ مصطفیٰ، اوکاڑوی

جن کے اندر ایک دنیا تھی نہاں — دل نواز و دل رُبا، اوکاڑوی

عاشقانِ مصطفیٰ کی جان تھے — قہر بر جان عدو، اوکاڑوی

ترجمان و ملّت و سالارِ حق — نائب احمد رضا، اوکاڑوی

اہلِ سنّت کا تحفظ آپ تھے — اہلِ سنّت کے نشاں، اوکاڑوی

رونق محراب و منبر، شانِ دین — سُنّیوں کے مقتداء، اوکاڑوی

افتخار ملک و ملّت، شانِ حق — شیرِ حق کے لاڈلے، اوکاڑوی

ایک پاکستان ہی شیدا نہ تھا — ہر کجا، ہر دل عزیز، اوکاڑوی

وہ کراچی کے مجاہد ہی نہ تھے — قوم کی رُوحِ رواں، اوکاڑوی

چل دیئے مردِ مجاہد، مردِ حق — شانِ علمِ بے کراں، اوکاڑوی

نورِ نعتِ مصطفیٰ بر سے مُدام — تیری تُربت پہ میرے، اوکاڑوی

صابر ایک ادنیٰ ارادت مند ہے — غائبانہ عاشق اوکاڑوی

جناب محمد اقبال صابر، گجراتی

منقبت در شان
خطیب پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

آں خطیبِ پاکستان ملّت را امیر — عالمے گشتہ بتقریرش اسیر

در زمانے خود خطیب دل پذیر — عالم و فاضل، مقرر بے نظیر

در مواعظ خویش بودہ ہم بشیر و ہم نذیر — در فصاحت در بلاغت بُودا و مرد شہیر

بُد مقرر بے مثال روشن ضمیر — کاروانِ وعظ و خطبہ را امیر

ایں چنیں مقبول گشتہ در جہاں — خوشہ چینی مے کنند از وے ہمہ برناؤ پیر

وعظ خود را در مسجل بند کرد — استفادہ می کنند از وے صغیر و ہم کبیر

من چو گویم وصف آں والا گہر — دل نواز و دل رُبا و دل پذیر

ہیچ افراط نہ بینم اندریں! — بود عالم، باصفا و بُد خطیب بے نظیر

سخن کوتاہ کن تواکنوں اے فقیر — طلبِ بخشش کن تو از ربّ بصیر

صاحبِ ذکرِ جمیل و صاحبِ ذکرِ حُسین — صاحبِ تصنیف بودہ علم و حکمت را امین

طالبش بودند سلطان و وزیر — لیک در نظرش ہمہ دنیا حقیر

حضرت مولانا ابوالبیان غلام علی اوکاڑوی

خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مسلک حقہ کے پاسبان، یاںخاف لومۃ لائم کے کامل مصداق، ریاست علم اور شریعت وطریقت کے شہنشاہ، خطیب پاکستان، مقرر شیریں بیان مجدد مسلک اہل سنت حضرت علامہ مولانا الحافظ القاری محمد شفیع اوکاڑوی رحمتہ اللہ علیہ جمال معرفت و کمال حقیقت سے آراستہ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۴۸ھ بمطابق 1929ء کو کھیم کرن مشرقی پنجاب انڈیا کی معزز شیخ برادری کے فرد کامل جناب حاجی کرم الٰہی کے گھر کھیم کرن میں ہوئی۔

پنجاب میں نقشبندیوں کی مشہور خانقاہ شرقپور شرف کے سجادہ نشین اور اپنے وقت کے ایک ولی کامل اور صاحب کشف و کرامت بزرگ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی ولادت سے قبل آپ کی ولادت اور آپ کے فضل و کمال کی آپ کے والد گرامی کو بشارت دے دی تھی۔

اس کا واقعہ کچھ اس طرح سے ہے کہ جب آپ کے والد حاجی کرم الٰہی صاحب اپنے ایک دوست حاجی محمد علی کے ہمراہ محمد حاجی کے ہمراہ حضرت میاں شیر محمد صاحب کی خدمت میں بیعت ہونے کی غرض سے شرقپور شریف حاضر ہوئے تو اس وقت رات ہو چکی تھی اور حضرت میاں شیر محمد صاحب اندر شریف لے جا چکے تھے۔ خادموں نے اندونوں سے کہا کہ اب سو جاؤ صبح اٹھ کر حضرت صاحب سے ملاقات ہوگی۔ ابھی یہ دونوں حضرات کمرہ میں جا کر لیٹے ہی تھے کہ اندر سے بلاوا آ گیا کہ کھیم کرن سے جو دو نوجوان آئے ہیں حضرت میاں صاحب ان کو یاد فرما رہے ہیں۔ یہ دونوں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو اپنے ساتھ دستر خوان پہ بیٹھ کر کھانا کھلایا اور پھر آنے کا مقصد پوچھا جب انہوں نے عرض کیا کہ ہم بیعت ہونے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں تو آپ نے علامہ اوکاڑوی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے والد گرامی حاجی کرم الٰہی کو اپنے پہلو میں محبت سے لے کر فرمایا ''کرم الٰہی دیاں نہراں وگیاں'' یعنی اللہ کے کرم کی نہریں بہینگی۔ اور ان کے ساتھی محمد علی سے فرمایا تم دونوں یعنی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور علی کرم اللہ وجہہ) کا فیض پاؤ گے اور محمد علی ہو جاؤ گے۔ پھر فرمایا جاؤ اب سو جاؤ صبح بیعت کرینگے۔ چنانچہ صبح آپ نے دونوں کو بیعت فرمایا وظائف کی تلقین کی اور حاجی کرم الٰہی سے وہ الفاظ دوبارہ دھرائے جورات کو فرمائے تھے۔

الغرض آپ کی بشارت کے مطابق جب علامہ اوکاڑوی کی ولادت ہوئی تو اس وقت حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ وصال فر

چکے تھے۔ جب آپ کے والد آپ کو اپنے مرشد خانہ لے گئے تو اس وقت شرقپور شریف میں میاں شیر محمد صاحب کے چھوٹے بھائی حضرت میاں غلام اللہ صاحب (المعروف حضرت ثانی صاحب) اس وقت شرقپور شریف کے آستانہ کے سجادہ نشین تھے آپ نے اوکاڑوی صاحب کو جو اس وقت بہت چھوٹے تھے اپنی گود میں لے کر ان کی پیشانی کو چوما اور پھر فرمایا۔

یہ تو میرے حضرت میاں صاحب کی بشارت ہے یہ تو ہمارا نور نظر ہے۔ اور ساتھ ہی کرم الٰہی صاحب سے یہ بھی فرمایا جب یہ تعلیم مکمل کر لے تو یہاں لے آنا ہم اس کو اپنے ساتھ رکھیں گے۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے اسکول میں مڈل تک تعلیم حاصل کی اس کے بعد اپنے خاندان کے ہمراہ کھیم کرن سے اوکاڑا (پنجاب پاکستان) منتقل ہو گئے تو یہاں دار العلوم اشرف المدارس میں شیخ القرآن حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی رحمتہ اللہ علیہ سے اور بعد میں مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمتہ اللہ علیہ سے علوم دینیہ اور حدیث کی تکمیل کر کے سند حاصل کی۔

بیعت و خلافت ☆: چونکہ آپ کے والد گرامی آستانہ شرق پور شریف (ضلع شیخوپورہ) شیخ طریقت، ولی کامل حضرت میاں شیر محمد صاحب سے شرف بیعت رکھتے تھے اس لئے وہ آپ کو بھی کچھ بڑے ہونے پر اپنے مرشد خانہ لے گئے اور وہاں کے اس وقت کے سجادہ نشین حضرت میاں غلام اللہ صاحب (المعروف حضرت ثانی صاحب) کی خدمت میں پیش کیا اور بیعت کرنے کی درخواست کی جس کو آپ نے قبول فرماتے ہوئے آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت فرمالیا۔

خرقۂ خلافت آپ کو قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمۃ سے حاصل تھا۔ انکے علاوہ جن مشائخ نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا ان میں۔

(۱) حضرت پیر ابراہیم سیف الدین گیلانی:۔ نقیب اشرف دربار غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (بغداد شریف) نے قادریہ سلسلہ میں اجازت عطا فرمائی۔ (۲) حضرت مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب شہزادہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحبؒ (بریلی شریف) نے بھی قادری سلسلہ میں آپ کو اجازت عطاء فرمائی۔ (۳) حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ (مدینہ منورہ) نے آپ کو نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ شاذلیہ اشرفیہ سمیت آٹھ سلسلوں میں اجازت عطاء فرمائی۔ (۴) غزالی زماں رازئی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب نے آپ کو نقشبندیہ چشتیہ صابریہ سمیت دیگر سلاسل کی اجازت بھی عطاء فرمائی۔ (۵) دمشق کے ایک بزرگ نے بھی آپ کو قادریہ شاذلیہ سلسلہ کی اجازت دی۔ (۶) شیخ محمد علی جو مدینہ منورہ میں رہتے تھے انہوں نے بھی آپ کو بہت سے سلاسل کی اجازت دی۔ (۷) مدینہ منورہ کے ایک اور بزرگ جو شیخ الدلائل کے نام سے معروف تھے انہوں نے بھی آپ کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ (۸) مدینہ نبوی کی ایک روحانی شخصیت شیخ علاؤالدین نے بھی آپ کو روحانی نسبتوں سے اور اجازتوں سے نوازا۔ (۹) سندھ میں نقشبندیوں کے ایک معروف آستانہ لواری شریف کے سجادہ نشین حضرت خواجہ گل حسن صدیقی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی آپ کو نقشبندی سلسلہ کی نسبتوں اور اجازت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت صاحبزادہ

ابوالخیر محمد زبیر صاحب حیدرآباد والے فرماتے ہیں کہ لواری شریف اور قاضی احمد میں جو مذہبی جلسے ہوتے تھے اس میں اکثر آپ کے خصوصی خطابات ہوتے تھے بعض مواقع پر اس فقیر کو بھی آپ کی معیت میں ان آستانوں میں حاضری اور خطاب کا شرف حاصل ہوا۔ (۱۰) ملتان کے ایک بزرگ حسین بخش نے بھی آپ کو اجازت عطاء فرمائی۔ (۱۱) کانپور کے ایک بزرگ جو کراچی میں رہائش پذیر تھے ان سے بھی آپ کو اجازت حاصل تھی۔ (۱۲) آپ کے استاذ حضرت شیخ القرآن علامہ غلام علی اوکاڑوی سے بھی آپ کو اجازت و خلافت حاصل تھی۔ الغرض روحانی طور پر بہت سے اولیاء اور صوفیاء کی روحانی نسبتوں کے آپ جامع تھے۔

امامت وخطابت ☆: ۱۹۴۷ء میں آپ اپنے والد کے ہمراہ کھیم کرن سے اوکاڑا آ کر آباد ہو گئے یہاں آنے کے بعد جامع مسجد مہاجرین منٹگمری (ساہیوال) میں آپ نے نماز جمعہ کی خطابت شروع کر دی۔ اور ساتھ ہی ساتھ برلد ہائی اسکول اوکاڑہ میں دینیات کے معلم کی حیثیت سے تدریس کا کام بھی شروع کر دیا۔ ۱۹۵۵ء میں کراچی کے مذہبی حلقوں کے اصرار پر آپ کراچی تشریف لے آئے اور یہاں کی سب سے بڑی مرکزی مسجد نیو میمن (بولٹن مارکیٹ) میں ایک عرصہ تک بحیثیت خطیب و امام کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد تقریباً تین سال جامع مسجد عیدگاہ میدان (جامع کلاتھ) میں، سوا دو سال جامع مسجد آرام باغ میں، اور بارہ سال جامع مسجد نور (نزد جوبلی سینما) میں آپ نے اپنی خطابت سے مخلوق خدا کو فیضیاب کیا۔

قیام مدارس ☆: آپ نے علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشر و اشاعت کیلئے کراچی میں مختلف مقامات پر مدارس دینیہ اور مساجد اہل سنت قائم فرمائی۔ جس میں ۱۹۶۴ء میں پی ای سی ایچ سوسائٹی میں مسجد غوثیہ (ٹرسٹ) سے ملحق دارالعلوم حنفیہ غوثیہ کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم فرمایا۔ اس کے علاوہ ۱۹۷۲ء میں ڈولی کھاتہ (سولجر بازار) جو اب گلستان اوکاڑوی کے نام سے موسوم ہے یہاں ایک قطعہ زمین پر جو گزشتہ سو برس سے مسجد کیلئے وقف تھا آپ نے اس پر تعمیر مسجد کا آغاز فرمایا اور اسی مقام پر ہر جمعہ خطاب فرمانا شروع کر دیا۔ آپ نے وہاں ایک ٹرسٹ قائم فرمایا جس کا نام گلزار حبیب ٹرسٹ رکھا جس کے آپ بانی اور سربراہ تھے اس ٹرسٹ کے زیر اہتمام آپ نے جامع مسجد گلزار حبیب اور اس سے متصل مدرسہ جامعہ اسلامیہ گلزار حبیب کے نام سے بنانے کا آغاز فرمایا۔

جامع مسجد بہار مدینہ (لیاقت مارکیٹ ملیر) کا سنگ بنیاد بھی آپ نے اپنے ہاتھ سے رکھا تھا۔

تبلیغی دورے ☆: پاکستان کا کوئی علاقہ ایسا نہ تھا جو آپ کی خطابت کی سحر انگیزیوں سے مسحور نہ ہوا ہو حتیٰ کے مشرق اوسط اور خلیج کی ریاستوں، بھارت، فلسطین، جنوبی افریقہ اور دیگر ممالک میں جلسہ عام میں خطاب کیا۔ لاڑکانہ میں مدینہ مسجد جلیس بازار اور ٹانگہ اسٹینڈ پر جلسوں میں خطاب کیا، عمر کے آخری حصہ میں لاڑکانہ کی سب سے بڑی مسجد جامع مسجد قاسمیہ قدیم عیدگاہ میں کنزالایمان کی اہمیت وانفرادیت کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

بے مثال خطیب ☆: آپ کی آواز صاف فصیح و بلیغ، انداز منفرد ہوا کرتا تھا۔ جس موضوع پر بات کرتے عقلی و نقلی دلائل سے بات کو واضح کرنے کا خوب فن جانتے تھے اور بات سمجھانے کا طریقہ اثر انگیز دلپذیر ہوا کرتا تھا۔ میلاد شریف، رجب شریف گیارہویں شریف، عروس بزرگان دین اور دیگر مذہبی جلسوں کے علاوہ ماہ محرم میں مجالس ذکر شہادت بالخصوص شب عاشورہ سمیت

مذہبی اجتماع میں آپ نے چالیس سال کے عرصہ میں تقریباً اٹھارہ ہزار سے زائد اجتماعات سے خطاب کیا جو ایک عالمی ریکارڈ ہے۔

یہی خوبیاں ہیں جن کے پیش نظر عوام الناس میں مقبول تھے۔ آج بھی دنیا میں اسی عقیدت و احترام سے ان کی وڈیو آڈیو کیسٹ سنی جاتی ہیں۔

تحریک ختم نبوت ☆: ۵۳۔۱۹۵۲ء میں ملک پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف "تحریک ختم نبوت" علماء اہل سنت کی زیر قیادت چلی۔ آپ نے بھی محض حضور سید عالم ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کیلئے بھرپور حصہ لیا۔ حکومت نے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ دس ماہ منٹگمری (ساہیوال) جیل میں رہے۔ اسیری کے ایام میں حضرت مولانا کے دو بیٹے تنویر احمد اور منور احمد جن کی عمر بالترتیب تین سال اور ایک سال تھی انتقال کر گئے۔ یہ دونوں مولانا کے پہلے بیٹے تھے۔ ان کی وفات کے سبب گھریلو حالات پریشان کن تھے۔ کچھ بااثر لوگوں نے ڈپٹی کمشنر ساہیوال سے مل کر سفارش کی۔ ڈپٹی کمشنر نے جیل کا دورہ کیا۔ گرفتار شدگان سے ملاقات کی اور مولانا اوکاڑوی کو بالخصوص الگ بلا کر کہا کہ "بچوں کی وفات کی وجہ سے آپکے گھر کے حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ میرے پاس آپ کے لئے بہت سی سفارشیں ہیں۔ آپ معافی نامے پر دستخط کر دیں۔ آپ کا معافی نامہ عوام سے پوشیدہ رکھا جائے گا اور آج ہی آپ کو رہا کر دیا جائے۔" مولانا نے جواباً کہا کہ "میں نے عزت و ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کام کیا ہے اور میرا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔ لہٰذا معافی مانگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بچے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے، میری جان بھی چلی جائے تب بھی اپنے عقیدے پر قائم رہوں گا اور معافی نہیں مانگوں گا۔" اس جواب پر انتظامیہ برہم ہوئی اور مزید سختی کی گئی دفعہ ۳ میں نظر بند کر دیا گیا۔ اور ملاقات وغیرہ پر بھی سختی سے پابندی لگا دی۔ مولانا نے جیل میں صبر و استقلال سے تمام صعوبتیں برداشت کیں۔

قاتلانہ حملہ ☆: مخالف آپ کی تقریروں سے بوکھلانے لگے کیوں کہ ہزاروں بھٹکے ہوؤں کی اصلاح عقائد ہو رہی تھی اس لئے ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۲ء میں کراچی کے علاقہ کھڈہ مارکیٹ (لیاری) میں ایک سازش کے تحت اختلاف عقائد کی بنا پر وہابیوں کے کچھ درندوں نے محض تعصب کا شکار ہو کر دوران تقریر مولانا اوکاڑوی پر چھریوں اور چاقوں سے شدید قاتلانہ حملہ کیا جس سے آپ کی گردن، کندھے، سر اور پشت پر پانچ نہایت گہرے زخم آئے۔

انگریزی روزنامہ "ڈیلی نیوز" کا پہلا شمارہ ان ہی دنوں جاری ہوا جس کی بڑی سرخی مولانا پر قاتلانہ حملے سے متعلق تھی۔ مولانا ڈھائی مہینے سول ہسپتال کراچی میں زیر علاج رہے اور ہسپتال سے فارغ ہوتے ہی پھر تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے۔ اس قاتلانہ حملے کے خلاف ملک بھر بالخصوص کراچی میں شدید احتجاج ہوا۔

سفر حرمین شریفین ☆: مولانا نے سولہ مرتبہ سفر حج و زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عمرہ کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

سماجی و سیاسی خدمات ☆: مذہبی اور دینی خدمات کے علاوہ سماجی اور سیاسی خدمات میں بھی آپ پیچھے نہیں رہے۔

چنانچہ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں آپ نے جہاں اپنی تقاریر کے ذریعہ پورے ملک میں جذبہ جہاد پیدا کیا وہاں قومی دفاعی فنڈ میں لاکھوں روپے کا چندہ اور سامان بھی جمع کر کے دیا۔ اسی طرح علماء کا ایک وفد لے کر آزاد کشمیر گئے جہاں مقبوضہ کشمیر کے مظلوم مہاجرین کے کیمپوں میں فنڈ اور سامان اپنے ہاتھوں سے تقسیم کیا۔ آزاد کشمیر کے بائیس مقامات کے علاوہ سیالکوٹ، چھمب جوڑیاں، لاہور، واگھ کھیم کرن کے مشہور محاذوں پر اپنی ولولہ انگیز تقریروں کے ذریعے مجاہدین کے حوصلے بڑھائے۔ ۱۹۷۰ء میں جمعیت علمائے پاکستان کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کا الیکشن لڑا اور اس میں کامیابی حاصل کی۔ تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنے دور حکومت میں آپ کو مجلس شوریٰ کا رکن نامزد کیا۔ اس کے علاوہ وزارت مذہبی امور کی قائم کردہ کمیٹیوں کے آپ رکن ہیں۔ محکمہ اوقاف پاکستان کے نگراں اعلیٰ اور یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے بھی رکن مقرر رہوئے۔ قومی سیرت کمیٹی کے بنیادی رکن رہے۔

تصنیف و تالیف ☆: آپ کی مندرجہ ذیل محققانہ تصانیف ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر قبولیت عام پا چکی ہیں۔

☆ الذکر الجمیل فی حلیۃ الحبیب الخلیل (مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی و ضیاء القرآن پبلشرز لاہور)۔ ☆ ذکر الحسین فی سیرۃ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی و ضیاء القرآن پبلشرز لاہور)۔ ☆ برکات میلاد شریف (مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی و ضیاء القرآن پبلشرز لاہور)۔ ☆ شام کربلا (مطبوعہ نورانی کتب خانہ کراچی و ضیاء القرآن پبلشرز لاہور)۔ ☆ امام پاک اور یزید پلید۔ ☆ ثواب العبادات الی ارواح الاموات۔ ☆ تعارف علمائے دیوبند۔ درس توحید۔ راہ عقیدت (سفرنامہ)۔ نماز مترجم۔ سفینہ نوح ۲ حصے۔ ☆ انگوٹھے چومنے کا ثبوت۔ مسئلہ طلاق ثلاثہ۔ نغمہ حبیب (منتخب کلام)۔ نجوم الہدایت۔ مسئلہ بیس تراویح۔ مقالات اوکاڑوی اور راہ حق (ندائے یارسول اللہ) وغیرہ۔

آپ کی ایک کرامت استاد محترم کی زبانی ☆: آپ کے استاد محترم شیخ القرآن علامہ غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ فقیر چند سال بیماری اور زیادہ گرمی برداشت نہ کر سکنے کی طبعی کمزوری کی وجہ سے شدت گرما میں مری، نتھیا گلی وغیرہ چلا جاتا تھا۔ ایک سال یہ فقیر مری سے پہلے ایک اسٹاپ پر ٹہل رہا تھا اور خوش گوار موسم سے متلذذ ہو رہا تھا کہ اچانک مولانا اوکاڑوی صاحب تشریف لے آئے، ان کے ساتھ ان کے ایک مخلص عقیدت مند، صوفی محمد عمر صاحب تھے جو ابوظہبی میں مطعم (ریسٹورنٹ، ہوٹل) کا کام کرتے ہیں۔ جب مولانا موصوف کی مجھ پر نظر پڑی تو انہوں نے میر قریب آ کر گاڑی فوراً رکوالی اور مجھے ساتھ چلنے کے لئے مجبور کیا۔ مری سے آگے ایک علاقہ خیرا گلی ہے، وہاں ایک پہاڑی پر بہت بڑے جلسے کا اہتمام تھا۔ مری کے علاقے موسم میں برسات بکثرت ہوتی رہتی ہے، جلسہ دن کو تھا اور جلسہ شروع ہونے سے پہلے سیاہ بادل اس قدر اُمڈ کر آئے کہ بہت سے لوگ مایوس ہو گئے کہ اب مولانا کا بیان سننا مشکل نظر آتا ہے۔ اس علاقے کے لوگ کثرت بارش کی وجہ سے اکثر چھتریاں ساتھ رکھتے ہیں۔ مولانا نے انہی حالات میں اللہ کا نام لے کر تقریر شروع فرمائی اور خطبہ پڑھنے کے بعد لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اطمینان سے بیٹھے رہو حسب توفیق خداوند جب تک میں ذکرِ حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کرتا رہوں گا، انشاء اللہ بارش ہرگز نہیں ہوگی۔ چنانچہ

مولانا موصوف نے نہایت محبت اور جوش وخروش سے حسب معمول، دو اڑھائی گھنٹے خطاب فرمایا اور بارش رکی رہی اور تقریر ختم ہوتے ہی موسلا دھار بارش ہوئی۔ مولانا کی زندگی میں ایسے واقعات کئی دفعہ ہوتے رہتے تھے۔ کراچی میں بعض اوقات جب دوران تقریر بارش شروع ہوجاتی تو مولانا اپنے اس مشہور مقولے کو دہراتے کہ ''کچے ہو کہ پکے؟ جو پکا ہے وہ بیٹھا رہے اور جو کچا ہے، وہ اٹھ کر چلا جائے۔'' ایک دفعہ، ذکر شہادت کے جلسے میں بارش ہونے لگی تو فرمایا کہ ''سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تو تیروں کی بارش میں بھی ثابت قدم رہے اور تم پانی کی اس معمولی بارش سے بھی گھبراتے ہو۔'' ملتان شریف میں مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ جلسے میں خطیب پاکستان کی آخری تقریر کے موقع پر سخت آندھی شروع ہوگئی اور اُس کے بعد شدید بارش بھی شروع ہوگئی۔ امام اہل سنت حضرت علامہ کاظمی قدس سرہ کو سالانہ جلسے میں اس آندھی اور بارش کی وجہ سے بظاہر بہت پریشانی ہوئی، مگر مولانا اوکاڑوی صاحب علیہ الرحمۃ نے جوں ہی خطاب شروع فرمایا، اللہ کریم نے اپنے فضل وکرم سے تیز ہوا اور بارش کو فوراً روک لیا اور موصوف نے نہایت اطمینان کے ساتھ خطاب فرمایا۔

حضرت علامہ اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو جس طرح حق سبحانہٗ تعالیٰ نے تقریر وتحریر میں ایسی مہارتِ تامہ عطا فرمائی کہ عرب وعجم میں ان کا شہرہ ہے، اِسی طرح مولیٰ کریم نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اُن کو ایسے تین جانشین، صاحبزادے عطا فرمائے کہ تینوں ہی اپنی اپنی جگہ اپنے والد محترم کے اسمِ گرامی کو ایسے زندہ رکھے ہوئے کہ اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔

حضرت مولانا اوکاڑوی ۱۹۸۰ء میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر مریشس تشریف لے گئے وہاں کے ہندو، وزیراعظم بھی ۱۲ ربیع الاول کے دن مرکزی محفل میلاد میں شریک تھے۔ حضرت مولانا اوکاڑوی نے اس موقع پر جو خطاب کیا وہ رپورٹ لوئس ٹی وی سے براہ راست ٹیلی کاسٹ بھی کیا گیا۔ ہندو وزیراعظم کی موجودگی میں آمدِ مصطفیٰ کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے حضرت مولانا اوکاڑوی نے بُت پرستی اور کفر وشرک کا نہایت مثبت پیرائے میں جس طرح رد کیا اس پر منتظمین انگشت بدنداں تھے۔ وہ خیال کرنے لگے کہ ہندو وزیراعظم، محفل سے اٹھ کر چلا نہ جائے یا اپنی تقریر میں مولانا کی تقریر کے خلاف منفی رائے دے کر بدمزگی نہ کرے، مگر یہ حق کا رعب تھا کہ ماریشس کے ہندو وزیراعظم نے حضرت مولانا اوکاڑوی کو حق وصداقت کا علم بردار قرار دیتے ہوئے ان کی تقریر دل پذیر کو بے پناہ سراہا اور وزیراعظم نے اپنی قیام گاہ پر مدعو بھی کیا۔ خطیب پاکستان علیہ رحمۃ المنان جب جنوبی افریقہ کے خوبصورت ملک سوازی لینڈ تشریف لے گئے تو وہاں کے بادشاہ سپوزا نے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت مولانا اوکاڑوی نے اپنے میزبانوں سے کہا کہ میں اُسے دعوت اسلام دوں گا اور کوئی خوشامدی بات نہیں کروں گا۔ میزبانوں میں سے کسی نے حضرت مولانا اوکاڑوی کے اِن خیالات کو سوازی لینڈ کے حاکم تک پہنچادیا۔ بادشاہ نے حضرت مولانا کے میزبان کو خود فون کر کے اس کی تصدیق کی کہ کیا مولانا اوکاڑوی مجھے دعوتِ اسلام دینا چاہتے ہیں؟ میزبان نے اقرار واعتراف کیا۔ بادشاہ نے مولانا کے میزبان سے کہا کہ اگر میں کسی کرامت کا مطالبہ کروں تو کیا مولانا میری تسلی کا سامان کریں گے؟ حضرت مولانا اوکاڑوی نے جواب دیا کہ بادشاہ اگر اسلام قبول کرنے وعدہ کرلے تو اس کی مطلوبہ کرامت بھی وہ دیکھ لے گا، انشاء اللہ اس کی تسلی کردی جائے گی۔ بادشاہ اس جواب کی توقع نہیں رکھتا تھا یا محض آزما رہا تھا، اس نے دوبارہ رابطہ

کرنے کا وعدہ کر کے فون بند کر دیا۔ یقیناً وہ اس سوچ میں پڑ گیا ہوگا کہ فرمائشی کرامت کے مشاہدے کے بعد دین اسلام کو قبول نہ کرنے کا وہ کوئی عذر پیش نہیں کر سکے گا۔ سپوزا تو مسلمان نہیں ہوا مگر سوازی لینڈ کے خطے میں حضرت مجدد مسلکِ اہلسنت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی قدس سرہ الباری کا فیضان جاری ہوا اور اس خطے میں پہلی مرتبہ مساجد و مدارس کا قیام عمل میں آ گیا۔

جنوبی افریقہ میں پاکستان سے جانے والے پہلے عالمِ دین بھی حضرت مولانا اوکاڑوی ہی تھے۔ یہ خصوصیت بھی حضرت خطیب پاکستان کی ہے کہ وہ جہاں بھی گئے انہوں نے ہاں اپنے اخلاص اور کمال صداقت سے بنجر ریگستان کو حسین اور زرخیز سبزہ زار بنایا اور دیگر علماء کے لئے راہیں کھولیں تاکہ گلستان میں رنگ رنگ کے پھول مہکتے رہیں اور لوگوں کو فائدہ ہوتا رہے۔ آج جنوبی افریقہ میں برصغیر سے وابستہ کون سا مسلمان ایسا ہے جس کے گھر یا گاڑی میں حضرت خطیب پاکستان کی آواز نہ گونج رہی ہو۔ جنوبی افریقہ میں پہلا دینی دارالعلوم، حضرت خطیب پاکستان کی محنت و کوشش سے قائم ہوا، جہاں سے سینکڑوں طلبہ، حفاظ قرآن اور علمائے دین بن کر اسلام کی خدمت کر رہے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں اجالا کر رہے ہیں۔ خطیب پاکستان کتنے خوش نصیب ہیں کہ اپنی قبر میں آرام فرما ان سب نیکیوں اور سب نیکوں کا ثواب بھی کما رہے ہیں۔ انہوں نے صدقات جاریہ کے کتنے کام کئے ہیں انہیں شمار کرنا مشکل ہے۔

اولاد و امجاد☆: آپ نے ایک شادی ہوئی اس میں سے تین بیٹے تولد ہوئے۔

(۱) خطیب اسلام مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی۔ سب سے بڑے صاحبزادے ہیں جو ماشاء اللہ والد صاحب کے بعد تقریر و تحریر میں اپنے والد کے صحیح جانشین اور شب و روز مسلک حقہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف عمل ہیں۔ اور پوری دُنیا کے مختلف ٹی وی چینلز پر دین اسلام اور مسلک حقہ کی حقانیت کا پرچار کرنے میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔

(۲) ڈاکٹر محمد سبحانی بلجیئم سے ڈاکٹریٹ کی اعلیٰ سند حاصل کی ہے۔ (۳) حامد ربانی قلم و ادب سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔

بڑے صاحبزادے عالمی مبلغ اسلام، بانی مولانا اوکاڑوی اکامی العالمی، مؤید مسلکِ اہل سنت، علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی خطابت میں حضرتِ خطیبِ پاکستان مرحوم کا پورا نقشہ ہیں، اِس کے علاوہ تحریر و صحافت میں بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں، نہایت مفید اور مدلل کتابیں تحریر و طبع کروا کر، اندرون اور بیرونِ ملک، مسلکِ اہل سنت کی عمدہ پیرائے میں اشاعت فرما رہے ہیں، ان کی فاضلانہ اور محققانہ تقریروں اور تحریروں کا بیرونِ ملک، بالخصوص افریقی ممالک میں نہایت چرچا ہے، بقدرِ کفایت اُردو کے سوا، انگریزی میں بھی نہایت مقبول اور عام فہم خطاب فرما سکتے ہیں۔

منجھلے صاحب زادے، عزیزِ گرامی ڈاکٹر محمد سبحانی اوکاڑوی نہایت ہی شریف اور متواضع، متین اور سنجیدہ ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ ماحول کے بے شمار موانع کے باوجود، نماز روزہ کے پابند ہیں۔ نیوکلیئر فارمیسی میں ڈاکٹری کی اعلیٰ سند حاصل کرنے کے لئے آج کل بلجیئم میں قیام پذیر ہیں۔

تیسرے اور چھوٹے صاحب زادے عزیز گرامی حامد ربانی اوکاڑوی عمر میں اگرچہ چھوٹے ہیں مگر حضرت مولانا مرحوم کے خطیبانہ مشن کو زندہ رکھنے میں ان کا سب سے زیادہ ہاتھ ہے۔ نہایت حلیم الطبع اور شریف المزاج ہیں۔ اپنے اور بیگانے سب بزرگوں کا

نہایت احترام کرتے ہیں اور مولانا کے تقریری مشن کو زندہ رکھنے کے لئے شب و روز کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو خیر و برکت عطا فرمائے اور مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت کی اشاعت کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

پیغامات تعزیت ☆: آپ کی وفات پر بے شمار پیغامات تعزیت دنیا کے کونہ کونہ سے موصول ہوئے۔ اس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات نے مختلف انداز سے اپنے غموں کا اظہار کیا۔ مثلاً اس وقت کے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنے طویل پیغام کا اظہار کیا۔ کہ میں نے ذاتی طور پر انہیں ایک مخلص انسان ایک باعمل عالم دین اور اسلام کا سچا خادم پایا مولانا مرحوم کو ان کی غیر معمولی خدمات کا اعزاز میں حکومت پاکستان نے گزشتہ سال انہیں ستارہ امتیاز کا سول ایوارڈ پیش کیا۔ وہ ایک ممتاز عالم دین شعلہ بیان خطیب اور پر اثر مبلغ اسلام تھے۔

غزالی زماں کی رائے ☆: حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحبؒ نے آپ کے متعلق فرمایا۔ وہ اپنے محاسن میں بے مثال تھے۔ خاندانی شرافت و تربیت کے اثرات اور اپنے مشائخ کے فیوضات و برکات کے نشانات ان میں چمکتے ہوئے نظر آتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ حافظ صاحب محسود الاقرآن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو سیاسی بصیرت بھی عطا فرمائی تھی۔ اس میدان میں بھی انہیں نمایاں کامیابی نصیب ہوئی مختصر یہ کہ انہوں نے اپنی علمی استعداد زور قلم اور قوت گویائی سے دین متین اور مسلک اہل سنت کی وہ عظیم خدمت کی کہ ان کے دور میں کسی کو یہ سعادت نصیب نہ ہوئی نہ سر دست کسی ایسے سعادتمند بطل جلیل کی توقع کی جا سکتی ہے۔

صاحبزادہ فیض الحسن کی رائے ☆: آپ پر جب قاتلانہ حملہ ہوا تو اپنے وقت کے ابوالکلام آلومہار شریف کے سجادہ نشین علامہ صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

آپ کے خون کا گروپ بہت اچھا ہے جسے دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبولیت ملی ہے اور وہ گلشن اسلام کی آبیاری میں شامل ہوا ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی کی رائے ☆: شارح مسلم شریف علامہ غلام رسول سعیدی فرماتے ہیں کہ مجھے دین کے حصول کی رغبت حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بدولت ملی ہے۔

غلام اللہ خان کی رائے ☆: دیوبندی مکتب فکر کے مقتدر عالم غلام اللہ خان کہا کرتے تھے کہ مولانا اوکاڑوی جیسی باصلاحیت اور بااثر شخصیت اگر ہمارے گروہ میں ہوتی تو تمام پاکستان کے باشندے ہمارے مسلک کے ہو چکے ہوتے۔

وصال باکمال ☆: ۱۹۷۴ء میں پہلی مرتبہ عارضہ قلب کی شکایت ہوئی مگر تبلیغی اور تنظیمی سرگرمیوں میں کوئی کمی نہیں کی۔ ۱۹۷۵ء میں دوران سفر دوسری بار دل کا دورہ پڑا۔ اسی حالت میں کراچی آئے اور تقریباً چھ ہفتے ہسپتال میں زیر علاج رہے۔ ۲۰ اپریل ۱۹۸۴ء کو آخری خطاب جامع مسجد گلزار حبیب میں نماز جمعہ کے اجتماع سے کیا۔ اسی شب تیسری بار دل کا شدید دورہ پڑا اور قومی ادارہ برائے امراض قلب میں داخل ہوئے۔ تین دن بعد بروز منگل ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ بمطابق ۲۴ اپریل ۱۹۸۴ء کی صبح ۵۵ برس کی

عمر میں اذان فجر کے بعد با آواز بلند درود شریف پڑھتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے۔

۲۵ اپریل کو نشتر پارک کراچی میں شیخ الحدیث حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی امامت میں ظہر کی نماز کے بعد بے شمار افراد نے خطیب پاکستان کی نماز جنازہ ادا کی۔ اسی سہ پہر مسجد گلزار حبیب کے احاطے میں مدفون ہوئے اور اس کے بعد مزار کے اوپر ایک عالیشان گنبد بنایا گیا جو کہ مسجد گلزار حبیب (ہولی فیملی ہسپتال سولجر بازار کراچی) کے متصل مرجع عوام وخواص ہے۔

محترم ابوالطاہر فدا حسین فدا (لاہور) نے قطعہ تاریخ وصال کہا:

اے مبلغ! اے نقیب دیں! خطیب بے بدل! — مفتخر تجھ پر نہ ہوں کیوں اہل دیں بے قیل و قال

تابع فرمان حق تھا اور مطیع شرع و دیں — قاطع باطل رہا تیرا سدا فضل و کمال

لرز براندام تھا تجھ سے ہر اک باطل پرست — اے کہ تیری ہر رگ و پے میں تھا جذبِ لازوال

ہو شفیع حق نوا پرنگہِ فیضانِ و کرم — یاشفیع المذنبین! محبوب رب ذوالجلال

''داؤد سے لکھ اے ''فدا'' تو ان کا سال الوداع — ''خادم ختم رُسل'و فرما گئی روح بلال

+۹=۱۹۷۴ء

آپ کے بعد آپ کے جانشین ولی عہد اہل سنت کے آفتاب و ماہتاب حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر کوکب نورانی صاحب مدظلہ العالی آپ کے مشن تحریر و تقریر اور تبلیغ اسلام کے حقیقی وارث ٹھہرے، جو دن ورات مسلک اہل سنت کے احیاء وفروغ کیلئے مصروف عمل ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

قطعۂ تاریخِ وصال

رفت و منزل عالم بالاگرفت یا الٰہی فیض او پائندہ دار

رفت وروئے خویش را از ما نہفت تربتش را اے خدا تابندہ دار

گفت تاریخ و صالش بوالبیان ہادیِ راہ خدا، شب زندہ دار

......۱۳۹۴ ہجری......

از قلم، ابوالبیان علامہ غلام علی اوکاڑوی

دُعا

اے خُدا توفیق ہ نورانی را نیز سُبحانی وہم ربّانی را
برطریقِ پدر خود سالک شوند نام نیک پدر را روشن کنند

قطعۂ سالِ وصال
حضرت خطیبِ پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مسلّمہ ہے محمد شفیع کا اوج مقام زعیم شہرِ نوا، وہ عزیز اہلِ کمال
وقار و طنطنۂ نطق، شوکتِ تقریر جمالِ شاہدِ گویائی اس کا حسنِ مقال
سروش غیب کی تائید سے کہا طارق ''عجیب خوبیٔ گفتار'' اس کا سالِ وصال

......۱۴۰۴ھ......

طارق سلطان پوری، حسن ابدال

منقبت

کیا نہیں تیری یہ پہچان خطیبِ پاکستان اہل سنت کی ہے تو جان خطیب پاکستان

اللہ اللہ تیری فہم و بصیرت کا مقام شارح سنّت و قرآں خطیب پاکستان

پرخچے اُڑ گئے باطل کے تیری حق گوئی سے یہ تری قوتِ ایمان خطیب پاکستان

تیرے دشمن تجھے پہنچا نہ سکے کوئی گزند حق رہا تیرا نگہ بان خطیب پاکستان

تیری تقریر کا، تحریر کا تھا یہ اعجاز علم والے بھی تھے حیران خطیب پاکستان

مِل گیا سُنی عقائد کو تحفظ تجھ سے بد عقیدہ ہیں پریشان خطیب پاکستان

تجھ پہ احسان خدا کا ہے محمد کا کرم سُنیوں پر تیرا احسان خطیب پاکستان

اپنے بھی ایسے تھے کچھ، بغض تھا جن کو تجھ سے ان پہ طاری رہا ہیجان خطیب پاکستان

کر گئی ایسے بھی لوگوں کو مگر تیری وفات غم زدہ اور پشیمان خطیب پاکستان

تیرے ہی دم سے اوکاڑا کو ملی شہرت عام اب تو ہے اس کی بھی اک شان خطیب پاکستان

عشق سرکار کا اور آل نبی کی الفت تیری بخشش کا ہے سامان خطیب پاکستان

ذکرِ اصحابِ نبی کر کے یقیناً تو نے کی ادا سنّتِ سبحان خطیب پاکستان

تجھ پہ اللہ کے محبوب کی ہے نظرِ کرم تجھ پہ ہے رحمتِ رحمٰن خطیبِ پاکستان

تیری تربت پہ ہو ہر لحہ نزول رحمت اے غلام شہ ذیشان خطیبِ پاکستان

سب تیری علمی بصیرت کے ہیں دل سے قائل تو بڑا عالم ذی شان خطیبِ پاکستان

تو ہے خوش بخش، محمد تو شفیع ہیں تیرے کرتا ہوں دل سے یہ اعلان خطیب پاکستان

کوکبِ بخت تیرا آج بھی نورانی ہے جس سے روشن ہے دل و جان خطیب پاکستان

منقبت لکھ کے تری شاد ہوئی رُوحِ ریاض یہ بھی اک نکلا ہے ارمان خطیبِ پاکستان

حضرت علامہ سید محمد ریاض الدین سہروردی
سربراہ انجمن عندلیبانِ ریاضِ رسول، کراچی

حضرت خواجہ پیر محمد اسد خان ترین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فنافی اللہ وفنافی الرسول وفنافی الشیخ، حجۃ اللہ، بقاباللہ، عارف باللہ حضرت خواجہ پیر محمد اسد خان ترین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت 1273 ہجری بمطابق 1856ء کو بستی آڑی لعل خان نزد قصبہ گجرات تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں جناب خالق داد خان جو ایک نیک متقی خاندان سے متعلق تھے کے گھر ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت ملتان میں حاصل کی اور ہر جماعت میں امتیازی حیثیت میں کامیابی حاصل کرتے رہے۔ سکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے قرآن مجید پڑھا اور علوم دینیہ کی تعلیم بھی جاری رکھی اور اس کے مکمل ہونے پر آپ نے علوم دینیہ کی طرف توجہ فرمائی، اور عبادت و ریاضت میں محو ہو کے رہ گئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ غلام حسن المعروف پیر سواگ نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔

سیرت وکردار ☆: آپ کو اپنے شیخ کامل سے حد درجہ کی عقیدت ومحبت تھی۔ آپ نے اپنے پیر ومرشد کے لنگر کے لیے جانی ومالی ہر قسم کی خدمت فرمائی ہے۔ آپ نے اپنے رقبہ جات کے درخت اور زمینیں بیچ کر لنگر شریف میں پیش کیں اور اپنے ہاتھ سے لنگر کے لیے لکڑیاں اٹھا کر لاتے۔ حتیٰ کہ لنگر کا کام کرتے کرتے آپ کے ہاتھوں سے خون بہنے لگ جاتا تھا۔ آپ نے اپنے آبائی قصبہ گجرات میں 1960ء میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ جس میں دین کا علم حاصل کرنے والے طلباء آج بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

آپ کو کشف عیانی حاصل تھا آپ کو خداوند کریم نے سلب امراض کی طاقت عطا فرمائی تھی، کئی قریب الموت مریض آپ کی توجہ باطنی سے صحت یاب ہو گئے۔ آپ نے تصنیف کے میدان میں بھی بہت کام کیا۔ آپ نے ایک کتاب ''درمکنون'' دو جلدوں میں اور دوسری کتاب ''معمولات اسدی'' تحریر فرمائی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۹ صفر المظفر 1405 ہجری بمطابق 3 نومبر 1984ء کو ہوا۔

مزار پرُانوار آڑی لعل خان نزد قصبہ گجرات تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بڑے صاحبزادے محمد امجد خان ترین نقشبندی مدظلہ العالی آپ کے دربار کے سجادہ نشین ہیں جو کہ بڑے ہی حسن انداز میں آپ کے مشن کو آگے بڑھانے میں مصروف ہیں۔

حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف☆: مدرس مسائل عشق وعرفان، محدث وجد و پیان، حافظ الحدیث والقرآن، شیخ المحد ثین، سراج السالکین، دلیل الکاملین، جلال الملت والدین، امام المدرسین حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ مشہدی الموسوی نقشبندی مجددی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ علم وعمل اور ولایت نقشبندیہ کے آفتاب و ماہتاب ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۲۴ ہجری بمطابق 1915ء کو قصبہ بھکھی شریف تحصیل وضلع منڈی بہاؤ الدین میں پیر طریقت حضرت پیر سید محمد عالم شاہ مشہدی قادری علیہ الرحمۃ کے روحانی وعلمی گھر میں ہوئی۔

آپ کا سلسلہ نسب 30 واسطوں سے حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ والد گرامی کا روحانی تعلق جالندھر کی معروف قادری درگاہ بٹالہ شریف کی علمی وروحانی شخصیت حضرت سید ظہور الحسنین شاہ قادری فاضلی علیہ الرحمۃ سے تھا۔ جبکہ والدہ محترمہ ضلع گجرات کے معروف قصبہ پاہڑیوالی کے عظیم مشہدی خاندان کی نیک پاکباز حد درجہ کی عابدہ، زاہدہ، عارفہ، کاملہ اور سیف اللسان خاتون تھیں۔ آپ کے اجداد میں حضرت پیر سید قطب شاہ، سید پیر خرم الخیال المعروف خیالی شاہ، حضرت پیر سید داؤد شاہ کے علاوہ بہت سے بزرگ صاحب کشف وکرامات ہوئے ہیں۔

آپ کی عمر عزیز ابھی چار برس کی تھی کی چیچک کے عارضہ میں مبتلا ہونے کے باعث آپ اپنی ظاہری آنکھوں کی بصارت سے محروم ہو گئے۔ لیکن اس کے بدلے رب تعالیٰ نے آپ کو باطنی بصیرت سے اس قدر نوازا کے ظاہری بصارت رکھنے والے بھی دنگ رہ گئے۔

ایک مرتبہ آپ کے والد گرامی سید محمد عالم شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں کسی نے بطور افسوس آپ کی بصارت کے متعلق عرض کیا تو آپ کے والد گرامی نے فرمایا کہ بہت سے آنکھوں والے اس کے محتاج ہوں گے۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ ظاہری آنکھیں رکھنے والے دو چار ہی نہیں بلکہ ہزاروں افراد آپ کے محتاج رہے۔ اور آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے اسباق پڑھتے رہے۔ اور بہت سے گم کردہ راہوں کو آپ کی باطنی بصارت سے راہ ہدایت ملی۔

تربیت وتعلیم☆: آپ نے حافظ غلام محی الدین اور حافظ محمد اسماعیل علیہ الرحمۃ سے قصبہ حضور پور ضلع سرگودھا میں قرآن کریم حفظ کیا اور 1355 ہجری بمطابق 1936ء میں درسی کتب اور علوم متداولہ کے حصول کے لیے جامعہ نعمانیہ امرتسر اور جامعہ فتحیہ

اچھرہ لاہور کے علاوہ دیگر مدارس دینیہ میں قابل ترین اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرکے دس برس کی مدت میں تمام علوم وفنون درسیات کی تکمیل کی۔ اور اسی دوران 1941ء میں اپنے آبائی قصبہ بھکھی شریف میں جامعہ محمدیہ اہل سنت کے نام سے عظیم الشان ادارہ کی بنیاد رکھی۔ اور فاضل ترین اساتذہ کا تقرر کرکے ان سے درسیات کی فوقانی کتب پڑھیں اور وسطانی درجہ تک کتابیں خود پڑھاتے رہے۔

1365 ہجری ماہ شوال المکرّم بمطابق 1945ء میں دورۂ حدیث شریف کے لیے بریلی شریف انڈیا تشریف لے گئے اور دارالعلوم مظہر السلام میں صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری علیہم الرحمتہ سے کتب احادیث پڑھیں، اور درجہ حدیث کے امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی، حضرت مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمتہ نے آپ کو سند تکمیل کے ساتھ ساتھ سارے فضلاء میں سے صرف آپ کو روایت حدیث کے لیے سند اتصال عطا فرمائی اور آپ کو چند ماہ مزید اپنے ہاں ٹھہرا کر فتویٰ نویسی میں خصوصی تربیت اور سلسلہ قادریہ رضویہ میں اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا۔

مقبول بارگاہ رسالت ﷺ ☆: حضرت مولانا محمد نواز صاحب جو کہ حضور حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے کلاس فیلو تھے فرماتے ہیں کہ سبق پڑھنے کیلئے ہم خوب تیاری کرکے جاتے رات گئے تک ہمارا مطالعہ جاری رہتا۔ حضرت حافظ الحدیث کو شام کو جلدی نیند آجاتی پھر تھوڑی دیر کے بعد جاگ جاتے اور ہم مطالعہ شروع کرتے۔ اس وقت تمام لوگ نیند کے مزے لے رہے ہوتے اور ہم پرسکون ماحول میں مطالعہ کرتے۔ سردیوں کی لمبی راتوں میں بھی ہم صرف چار گھنٹے مشکل سے آرام کرتے، ایک دفعہ حسب معمول سحری کے وقت بیدار ہوئے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے، چہرہ مبارک اندرونی ہیجان کی وجہ سے چمک رہا تھا، اور حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ تھوڑے تھوڑے مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کی جناب کیا بات ہے آج آپ بہت مسرور اور خوش ہیں فرمایا الحمدللہ حضرت قبلہ عالم پیر سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھیجنا، حضرت محدث اعظم قبلہ کا دورہ شریف پڑھانا اور ہمارا دورہ شریف پڑھنا سرکار رسالت مآب ﷺ میں مقبول ہو چکا ہے۔ آج رات آپ ﷺ جلوہ فرما ہوئے ہیں اور فرمایا ہے کہ تمہارا حدیث شریف پڑھنا تمھارے اساتذہ کا پڑھانا دونوں مقبول ہیں نیز مجھے بھی یہ سعادت نصیب ہے۔ ہمارے استاد مکرم حضرت شیخ الحدیث قبلہ ظاہری علم رکھنے والے ایک عالم ہی نہ تھے بلکہ ایک عالم ربانی اور فنا فی الرسول ﷺ تھے۔ تقوی وطہارت میں لا ثانی تھے، سرتاج الاولیاء اور مقبول بارگاہ نبوی ﷺ تھے۔ (مرج البحرین صفحہ ۳۴)

امتحان میں اول پوزیشن ☆: حضرت مولانا محمد نواز صاحب فرماتے ہیں کہ ملکی حالات ناسازگار ہونے کی وجہ سے ہم نے یکم رجب تک کتب احادیث مکمل کرلیں امتحان کیلئے سحبان ہند، رئیس المتکلمین ابوالحامد حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی عبدالعزیز صاحب آگرہ والے تشریف لائے۔ حضرت شیخ الحدیث قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں علیحدگی میں کہا کہ ان شاہ صاحب کا خوب تسلی سے امتحان لینا اس دوران مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری صاحب صاحبزادہ ہونے کی وجہ سے ممتحن صاحب کے ساتھ

بیٹھ گئے میں نے کتاب الایمان بخاری شریف کی عبارت پڑھی حضرت حافظ الحدیث نے مسئلہ کی تقریر فرمائی ازہری صاحب فرمانے لگے امام بخاری امام اعظم کا رد کرنا چاہتے ہیں شاہ صاحب نے فرمایا جب ان کے اقوال کی تطبیق ہوسکتی ہے تو رد کا کیا مطلب ہے۔ اس مسئلہ پر تقریباً دواڑھائی گھنٹے گفتگو جاری رہی آخر مولانا مفتی عبدالعزیز صاحب نے علامہ ازہری کو فرمایا کہ آپ اپنا موقف ثابت نہیں کر سکے اور نہ ہی ان کے سامنے اپنا موقف ثابت کرسکو گے لہذا خاموشی بہتر ہے۔

دیگر ممتحنین نے بھی بہت سے مشکل سوال کیئے آپ ہر سوال کا جواب تسلی بخش دیتے رہے۔ اور آپ دورہ حدیث شریف کی پوری کلاس میں پہلی پوزیشن کے مستحق ٹھہرے اور دورہ حدیث شریف کی تکمیل کے بعد جب سب طلباء کو اجازت مل گئی تو آپ کو مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلوی نے اپنے پاس ٹھہرا کر فتوی نویسی کی تربیت فرمائی اور قرآت حدیث کے ساتھ آپ کو سند اتصال سے بھی نوازا اور سلسلہ قادریہ کی اجازت بھی عنایت فرمائی اسطرح آپ بریلی شریف سے شریعت وطریقت اور ظاہری و باطنی علوم سے معمور ہو کر واپس آئے۔ اور خدمت دین میں ایسے مگن ہوئے کہ اس میں فانی زندگی کی شام ہوگئی اور شام کے بعد یقیناً سحر طلوع ہوا کرتی ہے تو اس شام کے بعد آپ کی حیات طیبہ اور جاودانی زندگی کی سحر طلوع ہوئی ہوگی۔

حضرت محدث اعظم پاکستان کی بھکھی شریف آمد☆: تقسیم ہند کے بعد محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب مہاجر کیمپ لاہور تشریف لائے حضرت محدث اعظم آزادی کے وقت تذبذب کا شکار تھے کیونکہ پہلے اعلان ہوا کہ دیال گڑھ گرداس پور پاکستان میں شامل ہے لہذا محدث اعظم مطمئن ہوگئے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ سر ریڈکلف کی چال بازی سے ہندوستان میں شامل کر دیا گیا ہے تو محدث اعظم اپنے ۱۰۰ ساتھیوں کے ہمراہ مہاجر کیمپ پہنچ گئے، اگرچہ ملک کے طول وعرض میں آپکے شاگرد موجود تھے لیکن آپ نے مولانا عبدالقادر شہید کو اپنی اطلاع کے لئے بھکھی شریف بھیجا۔ حضرت حافظ الحدیث نے اس سعادت کے حصول کیلئے اپنے خادم مولوی ظہور احمد سیروی کو لاہور کیمپ بھیجا وہ حضرت محدث اعظم اور ان کے ساتھیوں کو بہت اعزاز واکرام سے بھکھی شریف لائے۔ بھکھی شریف میں آپ کے تمام خاندان کی رہائش اور خورد ونوش کا انتظام کیا گیا۔ پورے ملک میں جامعہ بھکھی شریف کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضرت محدث اعظم چھ ماہ تک صدر المدرسین کے عہدہ پر فائض رہ کر نورانی علوم کے موتی لٹاتے رہے۔ آپکی رہائش کا انتظام شاہ صاحب کے ذاتی مکان میں کیا گیا۔ آپکی خدمت کی ذمہ داری مولانا محمد نواز صاحب کے سپرد تھی وہ دن رات حضرت محدث اعظم کی خدمت میں حاضر رہتے۔

بیعت وخلافت☆: حضرت حافظ الحدیث فرماتے تھے کہ حفظ قرآن مجید کے بعد مجھے حصول نسبت شیخ کی تڑپ ہوئی تو میں نے اپنے والد گرامی سے عرض کیا آپ نے فرمایا تیرا فیض سلسلہ نقشبندیہ میں ہے۔ حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہی دنوں اعلیٰ حضرت مولانا خواجہ غلام نبی للّٰہی کے مرید عبدالرحیم خان صاحب جو کہ تحصیلدار تھے تحصیلداری کو چھوڑ کر فقر اختیار کیا اور مجذوب ہوگئے تھے کے پاس پانچ چھ روز رہنے کا اتفاق ہوا وہ مجھے شیر محمد کہہ کر پکارتے تھے۔ ایک دفعہ کہنے لگے کہ آج یہاں مجدد الف ثانی رحمۃ

اللہ علیہ تشریف لائے تھے اور فرمانے لگے کہ شیر محمد اگنگا (چناب) پار چلا جا تیرا کام بن جائے گا۔ حضرت حافظ الحدیث نے فرمایا کہ اس کے بعد ایک رات خواب میں پیلو کے درخت کے نیچے کھڑا ہوں بائیں طرف مسجد ہے۔ جس کے جنوب میں ایک دروازہ ہے شمال کی طرف ایک کچا کمرہ ہے جسکی طرف دیکھنے سے فرحت محسوس ہوتی ہے۔ امام دین درزی اور سردار محمد مغل کے ذریعے سرکار حضرت پیر سید نور الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز مجدد طریقت قطب عالم اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف ہوا، کہ آپ برگزیدہ خدا شخصیت ہیں۔ اس طرح آپ ان دونوں حضرات کے ہمراہ حضرت کیلیانوالہ پہنچے اور ان سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ کے ہمرائیوں نے خواب میں وہ جگہ دیکھنے کی تصدیق کر دی۔ حضرت قبلہ عالم سے بیعت کیلئے عرض کیا تو آپ نے بکمال مہربانی اپنے دامن کرم سے وابستہ کر لیا اور اسی وقت اسم اعظم کے علاوہ تمام اسباق نقشبندیہ ارشاد فرما دے، حضرت قبلہ عالم کیلانی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی فراست مومنانہ نے پہچان لیا کہ بظاہر معذور اور کمسن متعلم کی صورت میں دُرّ بے بہا اور جوہر یکتا ہے پھر اس لعل بیش قیمت کو مجددی اور شرقپوری سان پر اسطرح چمکایا کہ ہزاروں قلوب اسکے انوار سے منور ہو گئے۔

اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نسبت کا حصول اور اجازت وخلافت حضرت قبلہ پیر سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے نصیب ہوئی۔ اور حضرت قبلہ پیر سید چراغ علی شاہ والٹن لاہور سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اجازت وخلافت عطا ہوئی۔ اور اعلحضرت امام اہلسنت، الشاہ احمد رضا خان کے لخت جگر مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی نے آپ کو سلسلہ قادریہ میں اجازت عنایت فرمائی۔ حضرت محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب قادری چشتی (فیصل آباد) نے آپ کو چہار سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت عطا کی گئی۔

حضرت حافظ الحدیث بحیثیت مفتی اعظم پاکستان ☆: حضرت حافظ الحدیث مفتی اعظم پاکستان پیر سید جلال الدین شاہ صاحب مشہدی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کی نادر روزگار شخصیت تھے علم وفضل، اخلاص وتقوی، ہمت واستقامت، تنظیم وسیاست، فقہی تدبیر اور اجتہادی بصیرت میں یکتائی رکھتے تھے لیکن فقہ میں آپ کو تخصیص کا درجہ حاصل تھا۔ آپ کے تبحر علمی کے غیر بھی معترف تھے۔ آپ قضاء وافتاء میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے۔ اور ایک فقیہ اور مفتی کیلئے جن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے وہ تمام بدرجہ اتم آپ میں پائی جاتی تھیں۔

فتوی نویسی کا اسلوب ☆: اللہ کے فضل وکرم سے آپ کو فتوی نویسی میں کامل اور حیرت انگیز دسترس حاصل تھی آپ کا فتوی نویسی میں انداز نہایت عام فہم، مختصر مگر جامع ہوتا تھا۔ آپ کے فتوی میں اسقدر جامعیت ہوتی تھی کہ کسی بھی جانب سے کوئی ابہام یا کمزوری باقی نہ رہتی اور کسی بھی منصف مزاج مخالف کو اس فتوی میں کسی جہت سے علمی اور روزنی اعتراض کا موقع ہاتھ نہ آتا، آپ کا کتب فقہ اور فتاوی پر عبور کا یہ عالم تھا کہ کتب کے صفحات وسطور ذہن نشین رکھتے تھے۔

حضرت حافظ الحدیث اصحاب علم ودانش کی نظر میں ☆:

1: ممدوح العلماء جناب تقدس علیخان صاحب قادری سابق مہتمم دارالعلوم منظر الاسلام بریلی شریف انڈیا:۔

جناب پیر سید جلال الدین شاہ صاحب نے اپنے جامعہ سے بہترین مدرس پیدا کیے مسلک حقہ اور اہلسنت کیلئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ جناب موصوف کی دیگر خدمات دینی ایسی ہیں جو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کی جاسکتیں۔

2: مجاہد ملت جناب مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:۔

سید جلال الدین شاہ صاحب مرحوم ومغفور جہاں علم ومعرفت کا بحر ذخار دعوت وارشاد میں نابغہ روزگار اور احقاق حق وابطال باطل میں شمشیر آبدار تھے وہاں سیاسیان اسلامیہ میں بھی کوہ استقامت ومینارہ نور تھے۔ آپ نے باطل پرستوں کے ساتھ مناظرے کیے اور گستاخوں کو شکست فاش دی۔

3:۔ حضرت مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب چیئرمین رویت ہلال کمیٹی:۔

استاد العلماء، مفتی سید جلال الدین شاہ صاحب دنیائے اہلسنت کے عظیم محسن ومربی تھے وہ مایہ ناز مفسر، عظیم فقیہ العصر اور ژرف نگاہ جامع معقول تھے۔

4:۔ جانشین فقیہہ اعظم مولانا صاحبزادہ محبّ اللہ صاحب بصیر پور شریف:۔

آپ نے تمام عمر جسطرح علمی اور روحانی فیض پہنچایا وہ اظہر من الشمس ہے، آپ ایک بلند پایہ عالم دین، عظیم محدث اور ظاہری و باطنی علوم کے پیکر جمیل تھے۔ حضرت والا کی سادگی بے نفسی اور تقوی وانکساری کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

5:۔ خطیب بے بدل، جناب حضرت علامہ مولانا سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ:۔

حضرت العلامہ شیخ الحدیث پیر سید جلال الدین شاہ صاحب ملت اسلامیہ کیلئے مینارۂ نور تھے۔ جن کے فیضان ظاہری و باطنی سے ایک جہاں بہرہ یاب ہوا مسلک حقہ اہل سنت کیلئے انہوں نے ایسی بے مثال اور لاجواب خدمات جلیلہ انجام دیں، جو قیامت تک سینہ گیتی پر ثبت رہیں گی۔

6:۔ مولانا صاحبزادہ پیر عتیق الرحمان صاحب فیض پوری آف ڈھانگری شریف میر پور:۔

شیخ الحدیث پیر سید جلال الدین شاہ صاحب کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، فروغ دین واشاعت اسلام کیلئے آپ کی زندگی وقف تھی۔ نہ صرف پاکستان آزاد کشمیر بلکہ دنیا کے کئی دیگر ممالک میں آپ کے تلامذہ خدمت دین میں مصروف ہیں۔ بلاشبہ حضرت شاہ صاحب ایک بے بدل عالم دین تھے۔

7:۔ غزالی زماں حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملتان:۔

زبدۃ الافاضل عمدۃ الاماثل حضرت شیخ المحدثین قبلہ علامہ مولانا پیر سید جلال الدین شاہ صاحب یکتائے روزگار، عالم باعمل، جامع

الشائیقہ والطریقہ بزرگ تھے۔

8:۔ممدوح علماء عرب وعجم مولانا مفتی سید شجاعت علی قادری جسٹس اسلامی شرعی عدالت اسلام آباد:۔

عظیم فقیہ اہلسنت استاذ العلماء سید جلال الدین شاہ صاحب نے اپنی پوری زندگی خدمت اسلام میں صرف کی اور اپنی تمام صلاحیتیں عظمت مصطفی ﷺ کے اجاگر کرنے میں صرف کیں وہ بے مثال فقیہہ اور عظیم محدث، شب زندہ دار عابد اور تیغ وسپر مجاہد تھے۔

9:۔محسن اہلسنت مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ نظامیہ لاہور:۔

پاکستان میں سے اسلاف کی یادگار اور ان کے مشن کو تابندہ رکھنے والی شخصیات میں سے حضرت پیر سید جلال الدین شاہ صاحب اہم حیثیت رکھتے ہیں۔شاہ صاحب نے اپنی معذوری (نابینا) کے باوجود علوم اسلامیہ کو بالاستیعاب پڑھا اور پڑھایا بلکہ آپ نے فن تدریس کا ایک معیار قائم فرمایا میرے نزدیک شاہ صاحب حضور ﷺ کا ایک معجزہ تھے۔

10:۔حاجی محمد حنیف طیب سابق وفاقی وزیر:۔

ان کا دنیا میں ثانی نظر نہیں آتا۔حضرت قبلہ حافظ الحدیث نے اپنی تنظیم کی تمام سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔آپ کی طبیعت جذبہ وایثار کا مظہر تھی۔

حضرت کی سماجی خدمات☆: مہاجرین کی آبادکاری:۔قیام پاکستان کے فوراً بعد جن بڑے مسائل کا پاکستان اور عوام پاکستان کو سامنا کرنا پڑا ان میں سے ایک بہت بڑا مسئلہ مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ تھا جو مسلمان اپنے دین وایمان اور مذہب کی خاطر اپنا وطن اموال اور جائیداد میں چھوڑ کر آزاد نومولود مسلم ریاست پاکستان میں اقامت کیلئے لٹتے سٹتے ہجرت کر کے آگئے تو جس طرح ان کیلئے یہ مسافرت وہجرت کا کٹھن مرحلہ تھا اسی طرح پاکستانی عوام کیلئے بھی ان کے قیام وطعام اور آبادکاری ایک بہت بڑا چیلنج تھا تو اللہ کے فضل وکرم سے اور صبر وہمت سے کام لیتے ہوئے دونوں گروہ اپنے اپنے فریضہ کی انجام دہی میں کامیاب وسرخرو ہوئے اور عوام پاکستان نے انصار مدینہ کے جذبہ ایثار کی یاد تازہ کرادی اور ہر فرد سراپا خدمت بن گیا۔

اس موقع پر حضرت حافظ الحدیث کی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو یقیناً کسی جماعت کی منظم خدمات سے کم دکھائی نہیں دیتیں۔

کفالہ سکیم:۔فی زمانہ کسی کی کفالت کرنا، کسی کی ضروریات کا ذمہ لینا، بھوکے کو کھانا کھلانا، ننگے کو پہننے کیلئے دینا، عظیم الامور کے زمرے میں شمار ہوتا ہے۔حضرت حافظ الحدیث نے جہاں ایک دینی ادارے کا قیام کر کے ایک بہت بڑی سماجی خدمت کا بیڑا اٹھالیا کہ جس میں عوام کے بچوں کی مذہبی، تعلیمی، رہائشی اور خورد ونوش کی تمام ضروریات پوری ہورہی تھیں اس کے علاوہ کئی ایسے خاندان تھے کہ جنکی مکمل کفالت حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ذمہ لی اور پھر اس ذمہ داری کو نبھا کر دکھایا۔

آپ کے قدموں میں آنیوالوں کے کچھ تاثرات ایسے ہوا کرتے تھے کہ گویا آپ ہی ان کیلئے سب کچھ ہیں، انہیں ماں کی مامتا اور باپ کی شفقت بھول جاتی اور آپ کے در کی دوری شب ہجر کی طرح تڑپاتی۔

ہاؤسنگ سکیم:۔ کسی بے گھر کو گھر بنا کر دینا یا اسکا تعاون کرنا جتنا بڑا کام، جتنی بڑی سماجی خدمت ہے شائد اس کا خصوصی ادراک کسی بے گھر ہی کو ہو سکتا ہے۔ یا پھر جو بندہ ہاؤسنگ سوسائیٹیوں کے قرضوں کے جال میں پھنس چکا ہے وہ اس تعاون اور کارنامے کی اہمیت سمجھ سکتا ہے۔ وہ سوسائیٹیاں بندے کے پلاٹ اور تعمیر کردہ مکان کی قیمت سے زیادہ کرائے کے نام پر سود کماتی ہیں۔ مگر حضرت حافظ الحدیث کے اس تعاون کہ جسے ہم ہاؤسنگ سکیم سے موسوم کررہے ہیں اس کا اہم مقصد غریب اور متوسط طبقے کے بے گھروں کو گھر مہیا کرنا ہے۔

روزگار سکیم:۔ کسی کی تنگ دستی کے وقت اسے بھیک جیسی لعنت سے بچالینا اسے کاروبار اور روزگار مہیا کر کے اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا بہت بڑی سماجی خدمت ہے، اور ایسے لوگوں کو معاشرہ پر بوجھ بننے سے بچا کر معاشرہ پر بہت بڑا احسان ہے۔

حضرت حافظ الحدیث کی زندگی کا مطالعہ کریں اور وابستگان کی دادرسی کا جائزہ لیں تو کئی ایسے معزز افراد ملتے ہیں جنہیں حضرت صاحب نے معاشی لحاظ سے پاؤں پر کھڑا کر دیا ہے۔

رفاہ عامہ پروگرام:۔ رفاہ عامہ کے کام دین اسلام میں صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتے ہیں جن کا مرنے کے بعد بھی بندے کو فائدہ پہنچتا رہتا ہے۔ حضرت حافظ الحدیث کی زندگی رفاہ عامہ کے کاموں سے عبارت دکھائی دیتی ہے۔ آپ کے رفاعی کارناموں کا جائزہ لینے سے یوں لگتا ہے جو کہ حقیقت بھی ہے علاقہ بھر کے تمام سماجی وسیاسی حالات پر آپ کی گہری نظر اور کڑی گرفت تھی۔

آپ اپنے ذاتی وسائل خرچ کرتے اور اپنے نام کی تشہیر بھی نہیں کرتے تھے، اس حقیقی رفاہی کام کہتے ہیں۔

شاملاٹ زمین کا مفید استعمال:۔ ہر گاؤں میں جو زمین شاملاٹ ہوتی ہے اسے اکثر چوہدری لوگ دبا لیتے ہیں، پھر کہیں گورنمنٹ کی توجہ مذکور ہو جائے تو وہ اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرتی ہے۔ حالانکہ وہ زمین عوام کی اجتماعی ضروریات اور منافع کیلئے رکھی جاتی ہے تو حضرت حافظ الحدیث نے بھکھی شریف کی شاملاٹ زمین کو عوامی ضروریات کیلئے ہی وقف کرایا۔

چینی، مکئی کا کوٹہ:۔ قیام پاکستان کے وقت پاکستان کی معاشی حالت دگرگوں رہی عام ضروریات زندگی بھی ہر مقام پر میسر نہ ہوتیں تھیں۔ تو ہر علاقے کے لوگوں تک اشیاء پہنچانے کیلئے آبادی کے تناسب سے کوٹے رکھے جاتے تھے اور گاؤں کے سرکردہ افراد کے نام وہ اشیاء آجاتیں، اور وہ تقسیم کراتے مگر یہ تقسیم عموی طور پر ہر جگہ ہی بندر بانٹ کی بھینٹ چڑھ جاتی۔ مگر حضرت صاحب نے چینی، مکئی کا کوٹہ اپنے نام کروایا اور اپنے عدل وانصاف کے ساتھ مستحقین تک پہنچاتے۔

قرض حسنہ پروگرام:۔ اسلامی تعلیمات کے رو سے قرض سے مراد قرض حسنہ ہی ہے کہ مستقرض کو ضرورت کے مطابق بطور تعاون مقررہ مدت تک رقم دی جائے۔ اور وہ وقت پر رقم واپس کردے۔ اگر استطاعت نہ ہو تو وقت میں توسیع بھی ہو سکتی ہے۔ اس معاملہ میں حضرت صاحب کا معاملہ دیکھا جائے تو آپ سفید پوش، عزت دار اور خوددار غریب لوگوں کیلئے ملجا و ماوی نظر آتے ہیں۔

جلالیہ ویلفیئر آرگنائزیشن کا قیام:۔ حضرت اقدس جانشین حافظ الحدیث، پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ صاحب جہاں اپنے باپ ہی کی

طرح غریبوں کی دستگیری فرماتے رہے، وہاں ان کے صاحبزادے، صاحبزادہ سید نوید الحسن شاہ صاحب نے حضرت حافظ الحدیث کی سماجی خدمات کی روایت برقرار اور مزید منظم و مستحکم کرنے کیلئے جلالیہ ویلفیئر آرگنائزیشن کا قیام عمل میں لایا ہے جو کہ اپنے اقدار میں غربت، جہالت اور بیماری کیخلاف جہاد کے حصول کیلئے رواں دواں ہے۔

حضرت حافظ الحدیث اور اصلاح مریدین ☆: عصر حاضر کے عظیم مصلح امت مسلمہ کے روحانی پیشوا حضرت حافظ الحدیث علامہ پیر سید محمد جلال الدین شاہ نقشبندی قادری نور اللہ مرقدہ کا شماران پاک طینت بندگان خدا میں ہوتا ہے جنہوں نے ساری زندگی بے غرضی، بے لوثی، علم وعمل، اخلاص و استقامت، خلوص وللھیت اور زہد وتقوی کے سائبان تلے گزاری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم و عرفان، شریعت وطریقت کا حسین امتزاج تھے۔ بلند اخلاق، عظیم کردار، شریف النفس، پاکباز، بے ریا اور حسبی نسبی شرافت کے پیکر تھے۔

حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ موجودہ دور میں عظیم محدث ومفسر، یگانہ روزگار مفتی وفقیہہ اور علوم وفنون کا بحر بیکراں ہونے کیساتھ ساتھ عظیم روحانی شیخ وپیشوا اور بے مثل مصلح امت تھے۔ جنہوں نے پرفتن دور میں اقامت دین، احیائے سنت اور تاریک دلوں میں محبت الٰہی اور عشق مصطفی ﷺ کی شمع فروزاں کی اور صفائی قلب کا وہ روحانی چشمہ جاری کیا جس سے ہزاروں تشنگان ہدایت سیراب ہوئے۔ اور ہورہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اولیاء کرام کے قائم کردہ خانقاہی نظام، اسلوب تربیت اور انداز اصلاح خصوصا حضرت کیلیانوالہ شریف، حضرت شرقپور شریف اور بریلی شریف کے نقشبندی، مجددی، قادری، رضوی سلوک وآداب طریقت کے مطابق زندگی بھر روحانی تربیت واصلاح فرمائی۔

ممتاز عالم دین، عظیم مذہبی سکالر، پروفیسر مولانا محمد ظفر اقبال جلالی پرنسپل جامعہ غوثیہ رضویہ I-8/4 اسلام آباد حضرت حافظ الحدیث کی تربیت کے انداز واثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔

حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے عظیم مصلح اور شفیق مربی کی حیثیت سے ایسے اقدامات فرمائے جو تمام شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے افراد کی تربیت اور اصلاح کیلئے انتہائی مفید اور ضروری ہیں۔ خواہ آپ حلقہ درس میں طلبہ کو پڑھا رہے ہوں، یا عوام کے جلسہ سے خطاب، علماء ومفتیان کے فورم میں قضایا وفتاوی صادر فرما رہے ہوں یا بحث وتحقیق کیلئے ریسرچ بورڈ میں، گھر میں افراد خانہ سے محو گفتگو ہوں یا منبر ومحراب پر جلوہ افروز، ہر جگہ آپ کی مجلس ہر ایک کیلئے تربیتی ورکشاپ اور روحانی مرکز کی حیثیت رکھتی تھی جس میں ترغیب بھی ہوتی تربیت بھی، محبت وشفقت بھی ہوتی بوقت ضرورت غصہ بھی، اظہار مسرت بھی ہوتا اظہار ناراضگی بھی، پیچ وتاب رازی بھی ہوتا سوز وساز رومی بھی، جلال علم بھی ہوتا جمال معرفت بھی، قرآن وحدیث کے اسرار ورموز بھی ہوتے فقہ وتصوف کے احکام ومعارف بھی، محبت الٰہی کی چاشنی بھی ہوتی عشق نبی ﷺ کی حلاوت بھی، حب اہلبیت بھی ہوتی احترام صحابہ بھی، الغرض آپ کی تربیت گاہ میں قرآن وسنت کا رنگ غالب رہتا، اور ایمانی، روحانی، اخلاقی، فکری اور اعتقادی تربیت واصلاح کا سامان موجود ہوتا تھا۔ (رسالہ جلالیہ نومبر ۲۰۰۷)

حضرت حافظ الحدیث کے معمولات ☆: حضرت حافظ الحدیث نے ساری زندگی سنن ومستحبات تک کی پابندی

فرمائی ہے۔فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ سر کے بالوں کے بکھرنے کا اندیشہ ہو تو آدمی مسح راس میں آگے سے پیچھے کیطرف ہاتھ لے جائے یہ ہی کافی ہے، لیکن آپ نے پوری زندگی مسح سر میں استقبال راس واستدبار راس کو اپنا معمول بنایا، آپ نے پوری زندگی صرف پگڑی یا صرف ٹوپی سے نماز نہیں پڑھائی بلکہ ٹوپی پر پگڑی باندھی، رخصت کو نہیں اپنایا بلکہ عزیمت پر عمل فرمایا، اور اسی کی تلقین فرمائی۔ دیگر بزرگ آرام کے وقت آرام، مطالعہ کے وقت مطالعہ مگر آپ کا طریقہ نرالا تھا صبح تہجد کے وقت بیدار ہوتے، کسی کو تکلیف دیے بغیر خود وضو فرماتے مصلے پر تشریف لاتے، نماز تہجد میں پانچ پارے تلاوت معمول تھا، نماز تہجد ادا فرمانے کے بعد دیگر وظائف ادا فرماتے، نماز فجر خود پڑھاتے، بعد میں کھجور کی گھٹلیوں پر درود شریف پڑھتے، نماز اشراق ادا کرتے، گھر تشریف لا کر ناشتہ فرماتے، پھر مطالعہ فرماتے اور مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوتے، پھر فیصلہ والے اور فتاوی کیلئے دور دراز سے آئے ہوئے لوگ حاضر خدمت ہو کر اپنی اپنی معروضات پیش کرتے، مہمانوں سے ملاقات فرماتے اتنے میں ظہر کا وقت ہو جاتا کبھی چند لمحے آرام کے ملتے اور کبھی نہ ملتے، اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھاتے اور دوبارہ ملتے مہمانوں سے ملاقات فرماتے، اس طرح سارا دن درس و تدریس، اور تبلیغ و افتاء میں گزر جاتا، نماز مغرب کے بعد نماز اوابین اور دیگر وظائف سے فارغ ہو کر کھانا تناول فرماتے، پھر باہر تشریف لے جاتے، حالات مشائخ اقوال بزرگان دین اور سیرت طیبہ پر رات گئے تک گفتگو ہوتی رہتی۔

حضرت سرکار قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اور محدث اعظم پاکستان کا ذکر خیر جب بھی ہوتا آپکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے، دیر تک رقت آمیز منظر رہتا اور نماز عشاء دیر سے ادا فرماتے۔

نوٹ ☆: حضرت قبلہ سید نور الحسن شاہ بخاری نقشبندی علیہ الرحمتہ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمتہ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔

تُو مجھ میں ہے میں تجھ میں اے جلوۂ جاناناں ☆: آپ کو اپنے شیخ کامل سے حد درجہ کی محبت تھی اور اپنے شیخ سے کمال درجہ کا رابطہ حاصل تھا، اور آپ اپنے شیخ کامل کا عظیم شاہکار تھے، حضرت قبلہ عالم کیلانی کو آپ پر اسقدر اعتماد تھا کہ اپنی زندگی میں بہت سے طالبان حق کو تربیت کے لیے آپ کی خدمت میں بھیجا۔ اور جب کبھی آپ کیلیا نوالہ شریف جاتے تو حضرت مرشد کامل آپ کو رخصت کرنے کے وقت درج ذیل شعر پڑھتے تھے:

ہر کہ کارش از برائے حق بود
کارِ اُو پیوستہ با رونق بُود

لیکن اپنے وصال سے پہلے تین ملاقاتوں 13 ذی الحج ۱۳۷۱ ہجری گیارہ محرم اور دو ربیع الاول شریف 1372 ہجری کو رخصت فرماتے ہوئے یہ آیت پڑھی۔ **وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ان اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔**

سیرت و کردار ☆: آپ کی تمام عمر شریعت مطہرہ کی پاسداری میں گذری، کبھی بھی کوئی کام خلاف شریعت سرزد نہ ہو۔

دیا۔۔اپنے بچپن سے جوانی اوراس کے بعد وصال تک زندگی کا ایک ایک لمحہ قال اللہ اور قال الرسول ﷺ میں گذری۔

آپ کا معمول تھا کہ نصف شب کے بعد بیدار ہو کر خود ہی وضو فرماتے اور دو رکعت نماز تحیۃ الوضو ادا فرماتے۔ بعد ازاں آٹھ رکعت تہجد اس انداز سے ادا فرماتے کہ پہلی رکعت میں قرأت طویل اور دوسری میں اس سے کم قرأت فرماتے۔ نماز تہجد کی آٹھ رکعتوں میں پانچ سپاروں کی تلاوت آپ کا مستقل معمول تھا۔ تہجد اور فجر کے دوران درود شریف بکثرت پڑھتے۔ اس کے بعد نماز فجر کی امامت خود فرماتے اور نماز کے دوران اس انداز سے قرأت فرماتے کہ سننے والے تو الگ رہے بذات خود آپ پر بھی رقت طاری ہو جاتی تھی۔ بسا اوقات ہچکیاں بندھ جاتیں اور الفاظ کی ادائیگی مشکل ہو جاتی۔

نماز فجر کے بعد کھجور کی گٹھلیوں پر پوری جماعت کے ساتھ درود شریف پڑھتے بعد دعا کے اشراق تک اپنے اوراد و وظائف پورے فرماتے اور اشراق کے نفل ادا کرنے کے بعد کچھ دیر مطالعہ فرماتے۔ اس کے بعد صبح کا ناشتہ بعد ازاں اسباق کا سلسلہ دو بجے تک جاری رہتا۔ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد باہر سے آئے ہوئے لوگوں کے مسائل سنتے اور ان کے حل کے لیے مختلف تجاویز اختیار فرماتے۔ یہ سلسلہ نماز عصر تک جاری رہتا۔ صحت کے دنوں میں عصر کے بعد سیر کو جاتے واپس آ کر نماز مغرب ادا فرماتے۔ نماز مغرب کے بعد وظائف پڑھتے اور بعد ازاں اوابین ادا کر کے کھانے کے لیے گھر تشریف لے جاتے۔ کھانے کے بعد پھر مہمانوں سے ملاقات اور بعد ازاں نماز عشاء ادا فرماتے۔ نماز عشاء سنت کے مطابق دیر سے ادا ہوتی۔ اس کے بعد رات گئے تک نورانی مجلس جاری رہتی۔ آپ کا طریقہ مبارکہ تھا کہ بات کی مناسبت سے قرآن پاک کی آیات اور احادیث مبارکہ اس انداز سے بیان فرماتے کہ سننے والوں کا ایمان تازہ ہو جاتا تھا۔

آپ کے صاحبزادگان ☆: آپ کے چار صاحبزادے ہیں اور تمام کے تمام اپنے وقت کے عظیم فاضل ترین اور باعمل و باکردار ہیں۔ جن میں حضرت شیخ الحدیث صاحبزادہ مظہر قیوم شاہ مشہدی، حضرت صاحبزادہ پیر سید محفوظ شاہ مشہدی، حضرت صاحبزادہ پیر سید محمد عرفان شاہ مشہدی حضرت صاحبزادہ پیر سید انوار الاسلام مشہدی مدظلہ العالی دام فیوضکم الجاریہ ہیں۔

جن میں حضرت مناظر اسلام حضرت علامہ پیر سید محمد عرفان شاہ مشہدی الموسوی مدظلہ العالی فقیر راقم الحروف کے بہترین دوست بزرگ اور رہنما ہیں۔ پوری دنیا میں شوکت اسلام اور حقانیت مسلک اہلسنت کیلئے باطل قوتوں سے مناظرے کرنا آپ کا معمول خاص ہے۔

ایک طرف درس و تدریس، دوسری طرف خطابت کی جولانیاں، تیسری طرف گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دشمنان اسلام کو پٹخنیاں دینا آپ کے شغل اور کھیل کے برابر ہے۔ تمام عمر بہادری جوانمردی اور بلند ہمتی سے گذاری کبھی بھی کسی میدان میں کسی بھی باطل قوت سے مناظرے میں شکست نہ کھائی۔ بلکہ ہمیشہ فتح و نصرت آپ کا طرہّ امتیاز رہا ہے۔

بہت سے مناظرے ایسے بھی ہیں کہ وقت جگہ کا تعین ہو گیا۔ جب مخالف فریق نے پیر سید محمد عرفان شاہ صاحب مدظلہ کا نام سنا تو وہ میدان سے راہ فرار اختیار کر جاتا تھا۔

فقیر راقم الحروف نے اپنے علاقہ کی مین آبادی لالہ رخ کالونی غوث اعظم روڈ (سابقہ) چکری روڈ پر ایک دیوبندی مولوی کا

''دعا بعد نماز جنازہ'' پر مناظرہ کا چیلنج قبول کیا۔ جو کہ 7 جون 1998ء کو ہونا قرار پایا۔ مناظرہ والے دن تک اہل سنت و جماعت کی طرف سے ہم نے مناظر کا نام کسی کو نہیں بتایا۔ ایک روز قبل ہمارے کسی دوست نے کسی دیوبندی سے کہہ دیا کہ ہمارے مناظر پیر سید محمد عرفان شاہ صاحب بھکھی شریف والے ہونگے۔ بس پھر کیا تھا کہ مخالف فریق کی ہوا نکل گئی۔

7 جون کو فقیر راقم الحروف کے ساتھ 150 علماء اور تقریباً 500 سے زائد سنی بریلوی عوام اہلسنت مناظرہ والی جگہ پر مقرر وقت پر پہنچے۔ تو کچھ دیر بعد پولیس کی گاڑیں اور نفری ٹرکوں میں بھری ہوئی علاقہ مجسٹریٹ جناب سید طاہر عباس بخاری مرحوم کی نگرانی میں ہمارے پاس جائے مناظرہ پر پہنچے اور کہنے لگے کہ مناظرہ نہیں ہونے دیا جائے گا۔ ہم نے وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کے چیئرمین مولوی عبداللہ خطیب لال مسجد اسلام آباد نے چیف سیکرٹری پنجاب ہوم سیکرٹری پنجاب تک بات پہنچادی ہے کہ یہ مناظرہ اگر ہو گیا تو خون خرابہ بپا ہو جائے گا۔

فقیر راقم الحروف اور علامہ مشتاق احمد جلالی حضرت قبلہ پیر سید شبیر حسین شاہ گیلانی آف غازی آباد علامہ محمد یحییٰ ملک و دیگر علماء نے کہا کہ چیلنج انہوں نے کیا ہے۔ اور ہمارے مناظر حضرت علامہ پیر سید محمد عرفان شاہ صاحب المشہدی منڈی بہاؤالدین بھکھی شریف سے اپنے احباب کے ہمراہ تشریف لا چکے ہیں۔ اور اس وقت میدان مناظرہ میں جلوہ افروز ہیں۔ لہٰذا اب مناظرہ ہو کے رہے گا۔ مگر چونکہ انتظامیہ پر ملت وہابیہ دیوبندیہ کے سرکاری وفاداروں کا پریشر تھا۔ اس لیے انتظامیہ یہ مجبوری ظاہر کر رہی تھی۔

مناظرہ کا وقت 8 بجے تھا۔ ہمارے حضرت پیر سید محمد عرفان شاہ صاحب مدظلہ 8 بجے تقریباً 150 علماء کی جماعت کے ہمراہ موجود تھے مگر چکری روڈ لالہ رخ کالونی کے عوام گواہ ہیں کہ 10 بجے تک دیوبندیوں کی طرف سے نہ ہی چیلنج کرنے والا آیا اور نہ ہی ان کا کوئی مناظر آیا۔ بالآخر علمائے اہل سنت اور عوام اہل سنت کے مطالبہ اور احتجاج پر گیارہ بجے پولیس کی نفری دیوبندی مولوی جس نے چیلنج کیا تھا اس کو گھر سے زبردستی نکال کر لائی۔ اور بعد ازاں تھانے لے جا کر اہل سنت کے علماء سے 2 گھنٹے سے زیادہ گفتگو اور بحث مباحثہ کے بعد تھانے میں علاقہ مجسٹریٹ کی موجودگی میں ایک معاہدہ لکھوایا گیا اور دیوبندیوں کو آئندہ کے لیے پابند کیا گیا جس کی کاپی آج بھی فقیر راقم الحروف کے پاس اور علاقہ کے تھانے میں موجود ہے۔

صبح آٹھ بجے سے سہ پہر تین بجے تک اس کشمکش میں ملت وہابیہ دیوبندیہ کا کوئی مناظر صرف اس لیے سامنے نہیں آیا کہ انہیں معلوم تھا کہ میدان میں حضرت حافظ الحدیث پیر سید جلال الدین شاہ مشہدی کے لخت جگر ضیغم اسلام، امام المناظرین حجۃ الاسلام شہنشاہ خطابت حضرت علامہ پیر سید محمد عرفان شاہ المشہدی مدظلہ موجود ہیں۔ اور اہل سنت کے عوام یہ بات کہنے میں حق بجانب ہیں کہ دیوبندیوں وہابیوں کے معاملہ میں آپ کا نام نامی اسم گرامی مشکل کشا ہے۔

آپ کے بڑے صاحبزادے جو حدیث اور فقہ میں مکمل دسترس رکھتے ہیں اور آپ کی قائم کردہ دینی درسگاہ میں بذات خود طلبا کو دورہ حدیث پڑھاتے ہیں انتہائی بااخلاق و باکردار بامروّت وضع دار شخصیت کے مالک ہیں۔ فقیر راقم الحروف پر خصوصی مہربانی فرماتے

ہیں۔آپ کے تیسرے صاحبزادہ پیر سید محفوظ شاہ صاحب ملکی سیاست میں قائد اہلِ سنت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ کے ساتھ فعال کردار ادا کرتے رہے اور تادم آخر ان سے وابستہ رہے۔ یہ حضرت بھی فقیر کے خصوصی مہربان ہیں۔

وصال باکمال ☆: شبانہ روز مجاہدہ ریاضت علمی اور تحقیقی مصروفیات نے آپ کی صحت پر برا اثر کیا قوی میں اضمحلال پیدا ہوا تو عوارض نے حملہ کر دیا اور اس پر مستزاد حاجتمندوں کا ہجوم اور آپ کا کسی کو بھی ردنہ فرمانا آپ کی ہم عصر شخصیات کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے کام کے وقت کام اور آرام کے وقت آرام کو معمول بنایا۔ مگر آپ کے متعلق مشاہدہ یہی ہے کہ جس وقت بھی کوئی سائل حاجت مند دینی و دنیاوی امور میں راہنمائی کے لیے حاضر ہوا آپ نے اسی وقت اسی اذن باریابی عطا فرمایا اس کے لیے کسی چھوٹے بڑے کی بھی قید نہیں تھی۔ صبر کا یہ عالم تھا کہ انتہائی تکلیف میں بھی اگر دریافت کرتے تو فرماتے بالکل ٹھیک ہوں اکثر فرماتے رضائے رب جھین راضی رہو کچھ نہ کہو جبکہ حاضرین کے دکھ سن کر تسلی اور دعائیں دیتے صحت روز بروز بگڑتی چلی گئی اور بالآخر علماء عصر کا امام، اتقیاء کا تاج شفقت و شرافت کا پیکر، علم و عمل کا مخزن، رشد و ہدایت کا آفتاب 70 سال پورے عالم اسلام کو اپنے فیوض و برکات سے منور فرمانے کے بعد ۴ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ بمطابق 18 نومبر 1985ء بروز سوموار صبح ساتھ بج کر تیس منٹ پر سینکڑوں تلامذہ، ہزاروں ارادتمندوں، لاکھوں جبینوں کو پرنم چھوڑ کر خود مقصود حقیقی کا وصال پا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال 18-17 نومبر کو انتہائی عقیدت و احترام سے زیر سرپرستی پیر طریقت، رہبر شریعت، فخر المشائخ، قیوم زماں حضرت علامہ پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ صاحب مشہدی نور اللہ مرقدہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منعقد ہوتا رہا اُنکے وصال 2009 کے بعد سے آپ کے صاحبزادے اور جانشین ممتاز عالم دین، عظیم مذہبی سکالر، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ پیر سید محمد نوید الحسن مشہدی کی زیر نگرانی منعقد ہوتا ہے جس میں کثیر تعداد میں مشائخ عظام و علمائے کرام اور عوام الناس شرکت کرتے ہیں اور حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت سید عبداللہ شاہ حسینی ہمدانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: پیر طریقت، امیر شریعت، غوث زماں، نمونہ سلف صالحین' عارف باللہ حضرت پیر سید عبداللہ شاہ حسینی ہمدانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ مجسمہ حسنات وکمالات ہیں۔

آپ سادات ہمدانیہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت پیر سید امام علی شاہ حسینی ہمدانی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے نور نظر اور فرزند اور جمند تھے۔ صورت، سیرت کردار عبادت ریاضت زہد وتقویٰ میں بے مثل و بے مثال تھے۔ آپ نے تمام زندگی فقر وفاقہ میں گزار دی۔ دنیاوی جاہ وجلال جاہ حشمت سے بیزار صرف اور صرف خدا کی محبت کا آپ پر غلبہ تھا۔ عشق رسول ﷺ کی دولت تقسیم کرنا۔ آپ کا شعار تھا۔ اپنے زمانے میں یکتا اور خلق عظیم کے چہرے اور طبیعت سے عیاں تھا۔ سخاوت آپ کا ورثہ تھی۔ آنے والا کوئی سائل کبھی آپ کے در سے خالی نہ گیا۔ جو بھی آتا دامن کو بھر کر جاتا۔ گفتگو میں حلیمی چلنے میں عاجزی مسائل کے سمجھانے میں نرمی سے کام لیتے تھے۔

آپ کا چہرہ دیکھنے والا اور آپ سے بار بار ملنے کی تمنا کرتا۔ اپنے وقت کے بڑے بڑے حکمران آپ کے پاس حاضری کیلئے آتے۔ مگر کسی کو خاطر میں نہ لاتے۔ امرا کو مساکین کی صف میں بٹھاتے اگر کبھی کوئی امیر یا حکمران آپ سے کسی چیز کیلئے درخواست کرتا تو آپ فرماتے۔ فقیران تمام دنیاوی آلائشوں سے پاک ہے۔ مجھے تم سے کوئی حاجت نہیں۔ جاؤ اور مخلوق خدا کی خدمت کرو مخلوق خدا پر ظلم بند کرو۔ کل قیامت کے دن اس کا حساب دینا پڑے گا۔

آپ علوم ظاہری و باطنی سے مالا مال اپنے وقت کے بہترین عالم و فاضل اور طریقت کے شہسوار تھے۔ آپ اپنے پاس بیٹھنے والوں کو شریعت اور طریقت کی تعلیم کے مسائل سمجھاتے تھے۔

سنت رسول اللہ ﷺ پر سختی سے عمل پیرا رہتے۔ اور اپنے مریدوں کو بھی اس پر عمل پیرا رہنے کی تلقین فرماتے۔ آپ کا لباس وضع قطع کھانے پینے اور چلنے پھرنے اور لوگوں سے معاملات میل جول تمام طرز زندگی سنت رسول ﷺ کے عین مطابق تھا۔ آپ اپنے مریدین کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ بلکہ بذات خود مریدین سے اپنے حجرہ میں مقرر اوقات میں ملاقات فرماتے۔ دربار حسینی فیض رساں بھنگالی شریف میں حضرت پیر سید امام علی شاہ علیہ الرحمتہ کے مشن کی تکمیل اور ان کے سلسلہ کو چار چاند ہی آپ کے دم قدم سے لگے ہیں یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مریدین موجود ہیں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے عظیم والد گرامی حضرت پیر سید امام علی شاہ نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر سلسلہ

عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور انہی کے دست مبارک سے خرقہ خلافت واجازت حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔

ارشادات ☆: ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو غذا اس نیت سے کھانی چاہیے کہ جسم میں اللہ کا ذکر کرنے کی طاقت رہے۔آپ فرماتے تھے۔اگر جسم کمزور اور لاغر ہوگا تو ذکر خدا نہ کر سکے گا۔لہٰذا انسان کو چاہیے کہ زیادہ غذا نہ کھائے۔بلکہ اس قدر غذا کا استعمال کرے کہ وہ زندہ رہے اور اللہ کا ذکر کرنے کے قابل رہے۔

نمبر۲ ☆: ایک مرتبہ کسی شخص کو مرید کرتے وقت فرمایا کہ اللہ ھو کا ذکر قلبی فقیر لوگ اس لیے کرتے ہیں اور لوگوں کو بتاتے ہیں کہ انسان کے دل میں ہر وقت شیطانی وسوسے آتے رہتے ہیں وہ دور جائیں اور ان کی جگہ ہر وقت خدا کا ذکر دل میں ہوتا رہے۔جس کا ثواب بھی بہت ملتا ہے۔اور شیطانی وسوسوں سے نجات بھی ملتی ہے۔کیونکہ وسوسوں سے انسان خوامخواہ پریشان ہوجاتا ہے اور ذکر خدا سے انسان کو تسکین ہوتی ہے۔

نمبر۳ ☆: ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ کوئی فقیر جنگل میں بیٹھا ہوا تھا۔کسی نے جا کر پوچھا بابا جی فقیری اچھی ہے یا بادشاہی۔فقیر نے جواب دیا۔فقیری اول نمبر پر ہے۔اگر مل جائے۔تو بہت اچھی اگر نہ ملے تو دوسرے نمبر پر بادشاہی ہے۔

ایک دفعہ بھنگالی شریف کے ایک گجر کے گھر آپ تشریف لے گئے۔انہوں نے آپ کی بڑی تعظیم وتوقیر کی۔اور پراٹھے پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کئے۔آپ نے ایک مٹھی سرخ مرچ اور ایک مٹھی چولہے کی راکھ منگوا کر ان پراٹھوں پر ڈال کر خوب کوٹا۔اس کے بعد اس کو تناول فرمانا شروع کر دیا۔جب آپ تناول فرمارہے تھے تو خانہ مالک دیکھ کر دل ہی دل میں کہنے لگے۔کیا ہی اچھا ہو کہ آپ اپنا جھوٹا ہمیں بھی دے دیں تو شاید ہم بھی آپ کی طرح فقیر ہوجائیں۔آپ کے قریب ہی کتا کھڑا ہوا تھا۔آپ نے وہ پراٹھے اس کو ڈال دیئے اور فرمایا ہمارا جوٹھا تو کتے بھی کھاتے ہیں۔کیا یہ بھی فقیر ہوجائیں گے۔

نمبر۴ ☆: ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ فقیر اللہ کے نور سے لوگوں کے حالات اور عیبوں کو دیکھ لیتے ہیں۔جو عیب اور گناہ انہوں نے کیے ہوئے ہیں۔ان کو جان لیتے ہیں۔مگر وہ ان لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے۔اسی طرح کئی دفعہ فقیر لوگ اپنا دنیاوی کام بگڑتا دیکھتے ہیں۔یا کوئی نقصان دیکھ لیتے ہیں۔بظاہر وہ نظر نہیں آتا مگر باطنی طور پر تمام احوال سے واقف ہونے کے باوجود وہ خاموش رہتے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتے۔

آپ کے صاحبزادگان ☆: آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔جن میں بڑے صاحبزادے جناب پیر سید مخدوم محمد عباس ہمدانی مدظلہ اور پیر سید جابر علی شاہ ہمدانی صاحب مدظلہ العالی اس وقت سجادہ نشین ہیں اور آپ کے سلسلہ کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جبکہ آپ کے بھائی پیر سید سلطان علی شاہ ہمدانی مدظلہ العالی دربار شریف کے قریب ہی بہترین دارالعلوم حسینیہ ہمدانیہ نعیمیہ قائم کیے ہوئے ہیں۔جبکہ آپ کے دوسرے بھائی السید محبت شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ کے بیٹے صاحبزادہ سید ضیاء محمد شاہ لنگر شریف کے انچارج ہیں۔

کشف وکرامات ☆: آپ کی کرامات کثیر تعداد میں ہیں مگر آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ پوری زندگی میں

شریعت وطریقت کے ایسے پابند رہے کہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ کردی اور اس کے ساتھ دوسری بات یہ کہ ۲۶ لاکھ افراد اور ۵۲ ہزار خواتین نے آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔

راقم الحروف سے آپ کی ملاقاتیں ☆: ۱۹۸۲ء سے راقم الحروف کا معمول تھا کہ کسی بھی پریشانی کے وقت بنفس نفیس آپ کی خدمت میں حاضری دے کر دعا کا طالب ہوتا۔ غالباً آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ۴۰ مرتبہ سے زیادہ حاضری کا شرف حاصل رہا اور الحمدللہ آپ کے مزار شریف پر بھی اکثر وبیشتر حاضری کی سعادت حاصل ہوتی رہتی ہے۔ دو سے زیادہ مرتبہ آپ کے سالانہ عرس کے موقع پر حاضری وخطاب کا شرف بھی فقیر کو حاصل ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۰۹ ہجری بمطابق ۲۵ ستمبر 1988ء کو دربار حسینی فیض رساں بھنگالی شریف چکوال روڈ تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی میں ہوا۔ لاکھوں کی تعداد میں مریدین عقیدت مندان نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ وصال باکمال کے بعد ۳ دن تک آپ کا جسد خاکی دیدار عام کے لئے رکھا رہا۔ لاکھوں افراد نے بعداز وصال آپ کے چہرہ انور کی زیارت کی۔ آپ کو آپ کے والد بزرگوار پیر سید امام علی شاہ ہمدانی علیہ الرحمتہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کا سالانہ عرس ۲۸ ستمبر کو بڑی دھوم دھام سے دربار حسینی بھنگالی شریف میں منایا جاتا ہے۔

آپ کا جنازہ جب خانقاہ بھنگالی شریف سے اٹھا کر جنازہ گاہ کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو جنازہ میں شامل لاکھوں افراد نے دیکھا کہ آسمان سے بادل کا سایہ جنازہ کے تابوت پر رہا اور یہ منظر بھی ان لاکھوں افراد نے دیکھا کہ لاتعداد ابابیلیں آپ کے جنازہ کا طواف کر رہی تھیں۔

ہزاروں افراد کی زبان پر جاری تھا کہ اس سے بڑا جنازہ اس سے قبل تحصیل گوجرخان میں آج کے دور میں نہیں دیکھا گیا۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: فخر السادات، مخصوص بعنایات رسول عربی، پروردہ آغوش ولایت، شہباز طریقت، شہنشاہ خطابت، عالم ربانی، مرشد لاثانی، آئینہ جلال و جمال حقانی ابوالکلام حضرت صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ نقشبندی علیہ الرحمتہ علم وفضل کے بحر بے کنار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1911ء بمطابق ۱۳۲۹ھ کو شہر اقبال سیالکوٹ کے ایک مضافاتی قصبہ آلو مہار شریف میں حضرت پیر سید محمد حسین شاہ علیہ الرحمتہ کے گھر ہوئی۔ آپ کا گھرانہ برصغیر پاک و ہند کا معروف روحانی گھرانہ تھا۔ اس روحانی اور علمی مرکز میں جب آپ نے آنکھ کھولی تو ہر طرف قال اللہ اور قال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔

آپ کے والد گرامی پیر طریقت حضرت سید محمد حسین شاہ علیہ الرحمتہ بھی بذات خود ایک بہت بڑے عالم دفاضل اور نابغہ روزگار اور یگانہ عصر شیخ طریقت اور آلو مہار شریف کے سجادہ نشین تھے۔ آپ کے والد گرامی حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمتہ حکومت برطانیہ کے عہد میں فرسٹ کلاس آنریری مجسٹریٹ تھے۔ لیکن آزادی وطن کی تحریک اور انگریز کی عمومی اسلام دشمنی کے خلاف احتجاجی طور پر آپ اس عہدے سے مستعفی ہو گئے۔

آپ نے ابتدائی اور ثانوی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد مزید دینی اور دنیاوی تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔ دینی علوم کے حصول کے لئے آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا لطف اللہ اور مولانا عبدالحمید سنبھلی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

دنیاوی اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ مرے کالج سیالکوٹ میں داخل ہوئے۔ آپ کالج کے طبعاً شریف مگر شخصیتاً پرکشش اور مزاجاً انتہائی خوش اخلاق طالب علم تھے۔ آپ اپنے انہی اوصاف کی بنا پر کالج میں ہر دل عزیز تھے۔ آپ نصابی اور غیر نصابی اور دیگر سرگرمیوں کی وجہ سے کالج کا مایہ ناز سرمایہ شمار ہوتے تھے۔

بیعت وخلافت وسجادگی ☆: آپ زمانہ طالب علمی میں ہی اپنے عظیم والد گرامی حضرت سید محمد حسین شاہ نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سرفراز وممتاز ہوئے اور مجاہدات کی تکمیل کے بعد والد گرامی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وممتاز ہوئے۔ آپ کے والد گرامی نے آپ کو اپنا سجادہ وجانشین مقرر فرمایا۔

سیرت وکردار ☆: آپ نے عمر بھر دین اسلام اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کے لئے وقف کئے رکھی۔ آپ محض ایک واعظ یا خطیب شہیر ہونے کی حد تک تبلیغ نہ

فرماتے تھے بلکہ جہاں ضرورت پڑی وہاں آپ نے عملی طور پر جہاد میں بھی حصہ لیا۔ حکمرانوں کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرنا آپ کا معمول خاص اور ورثہ تھا۔ جس کی پاداش میں کئی مرتبہ پابند سلاسل ہو کر اسیران کربلا کی سنت کو پورا کیا۔ ہر حال میں صبر و رضا کا دامن سنبھالے رکھا۔ کبھی خدا سے شکوہ نہ کیا۔ ہمیشہ اس کی بندگی کا اقرار کیا اور اسی پر توکل رکھتے تھے۔ اپنی ہر ضرورت صرف اور صرف خدا سے بیان کرتے تھے۔ آپ کی ذات متلاشیان حق کے لئے مشعل راہ اور آپ کا عمل مخلصین متوسلین کے لئے نمونہ عمل تھا۔ آپ کا صدق اہل صفا کے لئے منبع اخلاص تھا۔ آپ ایک صاحب علم و عرفان اور مرد باطل شکن اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ آپ کا شمار بلاشبہ ایسی عقبری اور نادر روزگار شخصیتوں میں ہوتا ہے جو اپنی نگاہ ولایت کے فیضان و فکر آفریں تعلیمات کے اثر سے گمراہی اور ضلالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں شمع ہدایت روشن کئے رکھتی ہے۔ آپ ایک عظیم خانوادہ تصوف کے چشم و چراغ ہونے کی حیثیت سے تصوف و معرفت و طریقت و شریعت اور حقیقت کے میدان کے شاہباز تھے۔

فن خطابت کی جولانیاں ☆: آپ ایک عظیم خانوادہ تصوف کا چشم و چراغ ہونے کی حیثیت سے اپنی تقریر میں صوفیانہ نکات، اور عملی تصوف کے رموز اس خوش اسلوبی سے بیان فرماتے تھے کہ سامعین پر کیف و مستی طاری ہو جاتی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے آپ سامعین کو معرفت کے جام پلاتے ہوئے وادی تصوف کی بیکراں وادیوں میں لئے پھرتے ہیں۔ جب آپ خطاب فرماتے تو مردہ دلوں میں نور ایمان بھر دیتے۔ سوز و ساز میں ڈوبی ہوئی آواز، عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شدت، اظہار بیان کا سلیقہ، موزوں اقوال زریں اور عجیب و غریب نکتہ آفرینیاں جب پردہ سماعت سے ٹکراتیں تو آنکھ کے خشک جھروکوں سے سیلاب اشک اُمڈنے لگتا۔

آپ کی نگاہ بلند، سخن دلنواز، عشق میں ڈوبی ہوئی آواز، بجلی کی سی تیز رفتار، شبنم کی سی ٹھنڈی، پھولوں کی مہک، اشارات و کنایات، تلمیحات و محاورات کا وافر مواد آپ کی فن خطابت و تقریر کے دلنشین عناصر ہیں۔

بڑے بڑے دقیق مسئلے کو عام سامعین کے دل میں اس طرح بٹھانا کہ دلچسپی برقرار رہے۔ یہ ہے وہ فن جس میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ اگر یوں کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کے انداز خطابت پر نہ پہلے کوئی بول سکا نہ ہی آئندہ آپ کا ثانی پیدا ہوگا اس لئے کہ خطابت آپ کے ماتھے کا جھومر تھا جو آپ کو ہی زیبا تھا۔

ایک علمی نکتہ اور امام ربانی کی مکتوبات ☆: جب آپ کے سر پر سجادگی کی دستار بندھی اور آپ نے مسند آلومہار شریف کو زینت بخشی تو آپ کی عمر صرف بائیس برس کی تھی۔ مگر آپ کی مذہبی، علمی اور ریاضتی سطح اس قدر بلند تھی کہ ہر میدان میں صف اول کے راہنما تصور کئے جاتے تھے۔

مگر اس کے باوجود چونکہ آپ کی نظر بلند اور سخن دلنواز اور عالی ہمت تھے اس لئے **هل من مزید** کا دم بھرتے تھے۔

اس روحانی سفر کے دوران چند علمی سوالات آپ کے سامنے ابھر کر آئے جس کے لئے آپ نے مطالعہ میں کافی وقت خرچ کیا مگر تسلی و تشفی نہ ہو سکی جس کی بنا پر آپ کی طبیعت میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ آپ کی طبیعت میں اضطراب پیدا کرنے والے چند سوال یہ تھے۔

جن کا آپ جواب چاہتے تھے۔

نمبر ۱☆: صوفیائے کرام کا نظریہ کائنات وذات

نمبر ۲☆: راہ طلب وسلوک کی کیفیت

نمبر ۳☆: نصاب طریقت اور فنا وبقاء، کے متعلق سوالات آپ کو پریشان کیے رکھتے تھے۔

اس مشکل سے نجات کیلئے آپ نے بے پناہ مطالعہ کیا بالآخر ان سوالات کا جواب آپ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کی مکتوبات شریف سے حاصل ہوا۔ آپ نے مکتوبات شریف کا انتہائی اور ایک لمبے عرصے تک مطالعہ کیا۔ اور اپنے ذوق وعلم کو تسکین وقوت بخشی۔ یہ وجہ تھی کہ آپ کو حضرت مجدد پاک سے بے پناہ عقیدت ومحبت تھی۔

حضرت مجدد پاک سے قلبی تعلق کا واقعہ☆: آپ کو امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کی ذات سے قلبی لگاؤ اور جنون کی حد تک عشق تھا۔ ایک مرتبہ ایک مذہبی تقریب میں کسی نے شجرہ خواجگان نقشبند پڑھا تو پڑھنے والے سے نادانستگی میں حضرت امام ربانی کا نام پڑھنا رہ گیا۔ اس کی اس حرکت پر آپ کے چہرہ پر جلال آ گیا۔ اور بڑی سختی اور ناراضگی کے عالم میں فرمایا دوبارہ پڑھو۔ اس شخص نے دوبارہ پڑھا تو آپ حضرت امام ربانی کا ذکر سن کر آبدیدہ ہو گئے اور روتے جاتے تھے۔ اور فرماتے جارہے تھے یہ مصرعہ بار بار پڑھو۔ حتیٰ کہ آپ نے ایک مصرعہ جس میں حضرت مجدد پاک کا نام آتا تھا اس کو دس بار سنا۔ اس دوران عجیب وغریب کیفیت آپ پر طاری رہی اور آپ کافی دیر تک سسکیوں کے ساتھ روتے رہے۔

مرزا بشیر الدین کا راہ فرار☆: مرزا غلام احمد قادیانی مردود کے بیٹے مرزا بشیر الدین نے دو دسمبر 1935ء کو اپنے اخبار الفضل میں مجلس احرار کے قائدین کو قادیان میں مباہلہ کرنے کی دعوت دی۔ ان دنوں قادیان دشمنان اسلام کا گڑھ تھا۔ اور وہاں جانا خود کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف تھا۔ لیکن چونکہ آپ عزت وہمت کا کوہ گراں تھے۔ آپ نے تمام خطرات کو بالائے طاق رکھا اور اپنے ساتھیوں سمیت قادیان روانہ ہو گئے۔ آپ کے ہمراہ مولانا مظہر علی اظہر، مولانا محمد حیات، ماسٹر معراج دین انصاری اور حاجی عبدالرحمٰن تھے۔

قادیان میں موجود مسلمانوں نے آپ کا جو والہانہ استقبال کیا اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔

ہزاروں لوگ آپ کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر موجود تھے۔ آپ نے قادیان میں نماز جمعہ پڑھائی جبکہ خطبہ مولانا مظہر علی اظہر نے پڑھا۔

مرزا بشیر الدین جو اس وقت انگریز حکومت اور ہندوؤں اور سکھوں کا چہیتا تھا اس کا خیال تھا کہ مسلمان اتنا بڑا اقدم نہیں اٹھا سکتے کہ وہ قادیان آ جائیں۔ مگر جب آپ قادیان پہنچے تو اس کے اوسان خطا ہو گئے اور وہ مباہلہ سے راہ فرار اختیار کر گیا۔

آپ نے تحریک ختم نبوت کے لئے بیش بہا خدمات انجام دیں اور اس کے لئے دن ورات انتھک کام کیا طویل سفر اور دورے کئے یہ علمائے اہل سنت اور مشائخ عظام کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ حکومت پاکستان کو اس بات کا قائل ہونا پڑا کہ منکر ختم نبوت اور رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا منکر کافر ہے۔ اور اس کو غیر مسلم قرار دینا ہی اصل ایمان ہے۔

آپ کی ذات ایک منفرد شخصیت ☆: حیات انسانی میں جن صفات سے انسان ممتاز و منفرد بنتا ہے وہ تمام صفات آپ کی ذات میں بے پناہ موجود تھیں۔ آپ انتہائی نفیس و پاکیزہ خیالات کے حامل انسان تھے۔ آپ کو فن گفتار کا جو ملکہ خداوند کریم نے عطا فرمایا تھا وہ زندگی میں بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ آپ کی ذات اقدس ایک ایسی متاع گراں مایہ تھی جو قوموں کا سرمایہ ہوا کرتی تھی۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ماں کی گود ہی وہ درس گاہ ہے جہاں سے بچہ جملہ علوم کی اساس و بنیاد حاصل کرتا ہے۔ جب ماں کی جھولی مومنا ہے اس میں سنت فاطمہ کے تقاضے موجود ہیں تو اولاد میں یقیناً حسین علیہ السلام جیسی صفت ہوگی اور اگر ماں چور ہوگی تو بیٹا یقیناً ڈاکو ہوگا۔ ماں جاہل ہوگی تو بیٹا احمق ہوگا۔ اگر ماں بہادر ہوگی تو بیٹا غازی ہوگا۔ اگر ماں سیاست دان ہوگی تو بیٹا حکمران ہوگا۔ اگر ماں عبادت گزار ہوگی تو بیٹا ولی کامل ہوگا۔ ماں کنیز فاطمہ ہوگی تو کوئی وجہ نہیں کہ بیٹا خادم حسین نہ ہو۔

کشف و کرامات ☆: ملک میں انتخابات ہو رہے تھے کہ آپ کا ایک مرید بھی بہت بڑے زمیندار کے مقابلے پر الیکشن لڑ رہا تھا۔ آج کے دور میں الیکشن لڑنا عام آدمی کے بس کا روگ نہیں۔ اس لئے کہ آج کل سیرت و کردار اور قابلیت کی بجائے اثر ورسوخ، دولت و حشمت اور طاقت و ناموری دیکھی جاتی ہے۔ آپ کا یہ نوجوان مرید زیر تعلیم اور عوام میں مقبولیت سے محروم تھا۔

جبکہ مدمقابل بہت ہی مشہور و معروف تھا۔ الیکشن میں اس کی جیت کے امکانات واضح نظر آ رہے تھے۔ آپ کا وہ مرید حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض کرنے لگا کہ حضور میں آپ کا ایک ادنیٰ سا مرید ہوں۔ بس اس کے علاوہ اور کوئی خوبی مجھ میں نہ ہے۔

میں اپنے کام کا بیڑا اُٹھا چکا ہوں میری کامیابی آپ کی دعاؤں اور توجہ کی بدولت ہو سکتی ہے۔

آپ نے اپنی باطنی نگاہ سے معلوم کیا تو آپ کے مرید کا پلڑا بہت بھاری اور اس کی پوزیشن بہت مضبوط تھی۔ جس کی وجہ سے اس کی کامیابی کے فوری امکانات موجود تھے۔

آپ نے خدا کی بارگاہ میں اپنے ہاتھ اپنے مرید کی کامیابی کے لئے اُٹھائے اور پھر بڑے پرامید انداز میں اپنے مرید سے فرمایا میاں تم مطمئن رہو انشاء اللہ کامیابی تمہاری ہوگی۔ وہ مرید مطمئن ہو کر چلا گیا۔ مگر الیکشن کے روز پریشان ہوگیا۔ کہ جس وقت وہ بہت سے پولنگ اسٹیشنوں سے ہار رہا تھا۔ اور اس کے مخالف کی کامیابی یقینی ہو چکی تھی۔ اس وقت آپ اپنے گھر میں مصلیٰ بچھا کر اپنے رب کے حضور اپنے مرید کی کامیابی کے لئے دعا فرما رہے تھے۔ ایسے میں آپ کا وہ مرید گھبرایا ہوا آیا اور عرض کرنے لگا حضرت ابھی تک تو مخالف فریق جیت رہا ہے۔

آپ نے جلال میں آ کر فرمایا۔ جاؤ تم مجموعی نتائج کا انتظار کرو۔

پھر سب نے دیکھا کہ آپ کا مرید بھاری اکثریت سے جیت گیا اور خوشی سے بھاگتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی کامیابی کی نوید سنائی اور عرض کی حضرت اگر آپ جیسے کامل انسان کی نگاہ کرم نہ ہوتی تو میرا جیتنا بہت مشکل تھا۔ آپ نے اس کو کامیابی کی مبارک باد دی اور نصیحت فرمائی۔ دیکھو تمہیں خدا نے بااختیار بنایا ہے اور جن لوگوں کے ووٹوں سے تم نے کامیابی حاصل کی ہے ان کو بھولنا

مت۔ خداوند کریم نے تمہیں امانت سونپی ہے۔ اس کا خیال رکھنا۔ ظلم وتکبر بالکل نہ کرنا۔ بلکہ ناانصافی کے خلاف جہاد کو اپنا مقصود حیات بنانا۔ اور غریبوں کا خیال رکھنا۔

کرامت نمبر ۲ ☆: ایک مرتبہ شکر گڑھ کے علاقہ میں شدید ژالہ باری ہوئی۔ سیلاب کی وجہ سے لوگوں کی کھڑی فصلوں کو شدید نقصان پہنچا۔ لوگوں نے گھروں میں جو اناج رکھا تھا وہ ختم ہوگیا۔ انسان تو انسان رہے مال مویشی بھی چارے کو ترس گئے۔

لوگ حسرت بھری نگاہوں سے دعائیں مانگتے اور خدا کے فضل وکرم کی طرف بار بار دیکھتے کہ زندگی کا کیا بنے گا۔ نظام زندگی کیسے چلے گا۔

ایسے میں لوگ اکٹھے ہوکر دربار عالیہ آلومہار شریف میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور ہماری فصلیں بالکل تباہ ہو چکی ہیں۔ مشکلات نے ہمارے گھروں میں ڈیرے ڈال لئے ہیں آپ دعا فرمائیں کہ خداوند کریم ہمارے مصائب و آلام کو ختم کرے۔

آپ نے فرمایا کہ تم بھی ہاتھ اُٹھاؤ آپ نے دعا مانگی تو لوگ رو رہے تھے آپ کی بھی آنکھیں اشکبار تھیں۔ نہ جانے کتنی دیر خدا اور بندے آقا اور غلام قادر مطلق کے سامنے گڑگڑاتے رہے۔ پھر کیا تھا خدا نے آپ کے طفیل شکر گڑھ کے باسیوں پر کرم فرمایا پھر قدرت خداوندی سے جو ہوا وہ جیتی جاگتی آنکھوں نے دیکھا جس کی شہادت دینے والے آج بھی زندہ ہیں کہ خدا کی قدرت سے چند ہی ہفتوں کے بعد تباہ شدہ فصلیں ازسرنو شاداب اور سرسبز ہوگئیں اور ایسی بھرپور فصل ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اناج اس قدر وافر مقدار میں حاصل ہوا کہ انسان تو انسان حیوانوں کے لئے بھی کمی نہ رہی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۲۳ فروری 1989ء بمطابق ۱۴۱۰ھ دن گیارہ بجے آپ کو طبیعت میں گھبراہٹ محسوس ہوئی تو آپ نے سمجھ لیا کہ خدا کے پاس جانے کا وقت قریب ہے۔ آپ کے اہل خانہ آپ کے گرد کھڑے ہوکر تلاوت قرآن میں مصروف تھے کہ آپ نے ان سے فرمایا کہ کمرے میں ایک روشنی آرہی ہے لہٰذا پردہ ہٹادو۔

چنانچہ حسب الارشاد پردے ہٹا دیئے گئے۔ اس کے بعد آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معمولات کا ورد کر رہے تھے کہ خالق حقیقی کا بلاوا آ گیا اور آپ کا وصال باکمال ہوگیا۔ مزار پرانوار دربار عالیہ آلومہار شریف تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی اہل عقیدت ومحبت حاضر ہوکر اپنی عقیدتوں کے چراغ روشن کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت میاں شیر محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: امام الواصلین، دلیل العارفین، حجۃ الکاملین، برھان العاشقین، قطب دوراں، عارف ربّانی مرشد لاثانی حضرت میاں شیر محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ ستارۂ ولایت آسمانی ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1308ہجری بمطابق 1890ء کو قوم کلیار کے ایک غریب زمیندار گھرانے کے فرد جناب بھائی خان صاحب کے گھر موضع ٹانگوں والی شریف نزد مٹھہ لک سرگودھا شہر سے اٹھارہ کلومیٹر دور تحصیل وضلع سرگودھا میں ہوئی۔

آپ کے والد گرامی کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی اور مویشی چرانا تھا۔ابھی آپ کمسنی کے عالم میں تھے کہ والد گرامی کا وصال ہو گیا۔ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کے چچا سے نکاح کر لیا۔

جب آپ سن شعور کو پہنچے تو آپ کے چچا نے آپ کو (ڈیرہ جاڑہ) فروکہ بھیج دیا۔ جہاں آپ اونٹ چرانے پر مامور ہو گئے۔اسی مسکینی اور کسمپرسی کے عالم میں وقت گزرتا گیا۔اور آپ دوبارہ ٹانگوں والی شریف آ گئے اور اپنے گاؤں کے ایک عالم دین میاں نواب الدین سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی۔ظاہر ہے کہ بڑی عمر میں قرآن کریم کا شروع کرنا کتنا مشکل کام ہے۔مگر چونکہ غیبی امداد کارفرما تھی آپ نے قرآن عظیم مکمل کر لیا۔

قسمت کی باریابی ☆: نقشبندی سلسلہ کے معروف بزرگ حضرت خواجہ حافظ محمد سراج الدین نقشبندی موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان والوں کے مرید وخلیفہ حضرت میاں خدا بخش رانجھا نقشبندی کھوہ شریف ضلع سرگودھا والے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے ٹانگوں والی شریف تشریف لا رہے تھے کہ آپ ان بزرگ کا نورانی چہرہ دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔اور آگے بڑھ کر سلام و نیاز عرض کیا اور ان کی خدمت میں پانی کا گلاس پیش کیا۔جس وقت آپ نے پانی پیش کیا تو اس وقت دل میں یہ خیال تھا کہ بزرگوں کی توجہ سے بات بن جاتی ہے۔

حضرت میاں خدا بخش نے تھوڑا پانی پی کر باقی پانی آپ کو دیا تو آپ نے وہ پانی پی لیا۔پانی پیتے ہی آپ کی دلی کیفیت بدل گئی اور ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ دنیا سے دل اُچاٹ اور طلب حق کی طرف مائل ہو گیا۔

آپ نے نماز جمعہ میاں خدا بخش رانجھا نقشبندی علیہ الرحمتہ کے ساتھ پڑھی اور نماز جمعہ کے بعد حضرت میاں خدا بخش کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔جب انہوں نے آپ کو اپنے پیچھے دیکھا تو پوچھا بچہ کدھر جاتے ہو؟ عرض کیا حضور آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں

حضرت میاں خدا بخش رانجھا کے پیچھے چلتے چلتے آپ کھوہ شریف اجنالہ روڈ ضلع سرگودھا تشریف لے گئے۔ اور تین چار دن قیام کے بعد واپس ٹانگوں والی تشریف لے آئے۔ اور اپنے استاد محترم جناب میاں نواب الدین سے دوبارہ قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ مگر اس مرتبہ کیفیت یہ تھی کہ جب قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو اکثر رونا شروع کر دیتے۔ استاد محترم نے بڑی شفقت سے پوچھا کیا بات ہے؟ کیوں روتے ہو، کیا کسی سیاں پر عاشق ہو گئے ہو؟

آپ نے استاد محترم کو بتایا کہ جب سے میرا تعلق میاں خدا بخش صاحب سے ہوا ہے تب سے یہ معاملہ جاری ہے۔ آپ کے استاد محترم نے کہا بیٹا ہم کب سے رونا مانگ رہے ہیں۔ ہمیں تو یہ سعادت نہیں ملی۔ مگر تم خوش قسمت ہو کہ اس سعادت سے بہرہ ور ہوئے ہو۔ سبحان اللہ۔

آپ کے استاد محترم آپ کو ہمراہ لے کر کھوہ شریف جناب حضرت میاں خدا بخش کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا۔ یہ بچہ اب ہمارے قابل تو رہا نہیں، ہر وقت رقت طاری رہتی ہے۔ لہٰذا اسے آپ اپنے پاس ہی رکھ لیں۔ اس کے بعد آپ مسلسل چار برس تک کھوہ شریف میں حضرت خدا بخش علیہ الرحمتہ کی خدمت میں رہ کر عبادت و ریاضت، مجاہدہ و سلوک کی منازل طے کرنے کے ساتھ ساتھ سلوک نقشبندیہ مجددیہ سیکھتے رہے اور حضرت میاں صاحب کی خدمت کرنے کے علاوہ آپ نے حضرت صاحب کی غیر آباد زمینوں میں ہل چلا کر انہیں آباد اور قابل کاشت کیا۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت میاں خدا بخش رانجھا نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد از تکمیل مجاہدات چار برس کے بعد مرشد کامل سے ہی خرقۂ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔

سیاحت و تعلیم ☆: مرشد کامل سے خرقۂ خلافت پا کر آپ اپنے گھر ٹانگوں والی شریف آ گئے اور کچھ عرصہ قیام کے بعد سیاحت اور حاضری مزارات بزرگان دین کے لیے نکلے۔ اور مختلف بزرگوں کے مزارات پر حاضری دے کر ان کے روحانی فیوضات و برکات سے مستفیض ہوتے ہوئے آپ جب قصور پہنچے تو آپ کی ملاقات حضرت سید محمد شاہ سے ہوئی۔ جو کہ اپنے وقت کے عظیم شیخ کامل اور متبحر عالم دین تھے۔ آپ نے ان کی خدمت میں رہ کر علوم دینیہ اور تفسیر و حدیث کا درس لیا اور چار سال کے عرصے کے بعد علوم دینیہ و ظاہریہ و باطنیہ میں تکمیل و تحصیل کر کے فارغ ہوئے۔

ابھی آپ نے قصور میں مزید وقت گزارنا تھا کہ اچانک صحت خراب ہو گئی اور شدید بخار اور کمزوری و نقاہت کے باعث آپ واپس سرگودھا ٹانگوں والی شریف آ گئے۔ جہاں چند روزہ علاج کے بعد روبصحت ہوئے۔

خواب میں حضرت اویس قرنی کی زیارت اور درس کا حکم ☆: آپ نے صحت یاب ہونے کے بعد بوجہ کمزوری ٹانگوں والی شریف میں درس دینا بند کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد خواب میں ایک واقعہ پیش آیا کہ آپ نے دیکھا کہ ہم سیم نالے کی طرف جا رہے ہیں اور حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی صورت میں سفید لباس ایک بزرگ اونٹ پر سوار نے آپ سے پوچھا کہ تم نے درس دینا کیوں بند کر دیا ہے؟ آپ نے عرض کی حضور صحت ٹھیک نہیں رہتی اور نظر بھی کمزور ہو چکی ہے۔ انہوں نے فرمایا درس قرآن دوبارہ

شروع کرواور میرے دو بچے محمد یعقوب اور محمد ایوب تمہارے پاس آئیں گے ان کو قرآن پاک پڑھاؤ۔

چنانچہ اگلے روز آپ نے درس دینا شروع کر دیا۔ آپ مسند پر بیٹھے درس دے رہے تھے کہ ایک شخص اپنے دو بچے ہمراہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی حضور ان کو خدا کا کلام پڑھا دیں۔ آپ نے جب ان بچوں کے نام پوچھے تو وہی نام نکلے جو خواب میں بتائے گئے تھے۔

آپ نے ان کو بھی بزرگوں کے فرمان کے مطابق اور دیگر لاتعداد بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم سے آراستہ کیا۔ لاتعداد افراد نے آپ سے علوم دینیہ اور قرآن پاک کی تعلیم میں تحصیل وتکمیل کی۔

ایک مجذوب کے دربار پر حاضری اور ایک قلندر سے ملاقات ☆: ایک مرتبہ آپ حضرت پیر سید احمد شاہ صاحب اجنالہ شریف ضلع سرگودھا والوں کے ہمراہ اپنے دادا مرشد کے آستانے موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان کے لیے نکلے۔ راستے میں چنیوٹ کے مقام پر سیرت گاؤں سے گزر ہوا تو وہاں ایک مجذوب بزرگ "ہمان" کے دربار پر حاضری دی اور چار دن میں ایک قرآن کریم پڑھ کر ان مجذوب بزرگ کو ایصال ثواب کیا۔

ابھی آپ اسی گاؤں میں قیام پذیر تھے کہ ایک بزرگ سفید لباس پہنے ہوئے تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہیں قلندری عطا کر دوں۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے قلندری نہیں چاہیئے۔ اس لیے کہ قلندروں کو لوگ پتھر مارتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے تو حکم ملا ہے اس لیے میں نے آپ کو قلندری ہر قیمت پر دینی ہے۔ یہ کہہ کر وہ بزرگ آپ کے گلے لگ گئے۔ جس سے آپ کو یہ محسوس ہوا کہ جیسے جسم میں آگ لگ گئی ہو۔ جس کی بدولت جل کر راکھ ہو گیا ہے اور جسمانی راکھ نور کا شعلہ بن کر اس کی لاٹیں آسمان کو چھونے لگی ہیں۔ اس گاؤں میں مزید چند روزہ قیام کر کے آپ واپس آ گئے۔

دربارِ مجدد الف ثانی میں حاضری ☆: آپ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ خدا بخش رانجھا علیہ الرحمتہ کے ساتھ کبھی کبھی میاں بوندی صاحب کے پاس نلی شریف جایا کرتے اور وہ آپ سے بہت پیار کرتے اور اپنے فیض سے نوازا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ بوندی میاں کے پاس نلی شریف گئے تو انہوں نے فرمایا کہ جھولی پھیلاؤ۔ آپ نے تعمیل کی تو انہوں نے بکیں بھر بھر کر آپ کی جھولی میں ڈالیں۔ اور فرمایا کہ اب آپ کے پاس اتنا خزانہ ہو گیا کہ آپ جتنا بھی تقسیم کریں گے آپ سے ختم نہ ہو گا۔

اس کے بعد آپ پیشوائے نقشبند امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمتہ کے دربار میں انڈیا جانے کا ارادہ کیا۔ آپ اس وقت معاشی طور پر تنگی کے عالم میں تھے۔ والدہ محترمہ نے چلتے وقت تھوڑے جو بھون دیئے تا کہ راستے میں بھوک مٹا سکیں۔ آپ نے پورے سفر میں وہی جو استعمال کیئے اور سرہند شریف پہنچ گئے۔

آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کی بارگاہ میں عرض کی حضور اس مفلسی کے عالم میں دوبارہ آنا مشکل نظر آتا ہے۔ ابھی آپ مراقبے کی حالت میں دربار مجدد کے اندر ہی بیٹھے تھے کہ کسی شخص نے آپ کی ہتھیلی پر کچھ رقم رکھ دی۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر حضرت

مجدد کے دربار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران محمد حسین نامی ایک شخص آیا۔ جو اسٹیشن سرہند شریف کے پاس خراد کا کام کرتا تھا۔ اُس نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ میرے ساتھ میرے گھر چلیں۔

چنانچہ آپ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اس نے آپ کو کھانا کھلایا۔ جب آپ کھانا کھا چکے وہ کچھ دیر کے لیے کسی کام سے باہر چلا گیا۔ جب واپس آیا تو آپ سے کہنے لگا، آپ پانچ آدمی تھے۔ باقی تین آدمی کہاں ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ وہ ہمارے ساتھ نہیں تھے۔ محمد حسین نے کہا کہ حضرت مجدد صاحب نے مجھے ان تمام کی صورتیں دکھائی ہیں۔ اور کہا کہ آئندہ بھی ان کے کھانے کا بندوبست تم نے کرنا ہے۔ اور کرایہ بھی دینا ہے۔ اس کے بعد سرہند شریف آپ کئی مرتبہ گئے۔ مگر کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

سیرت و کردار☆: آپ خلق محمدی کا عملی نمونہ تھے۔ غریبوں، مسکینوں کے ساتھ محبت فرماتے۔ سائلین کو کبھی خالی نہ لوٹاتے تھے۔

آپ کا تقویٰ ضرب المثل تھا، مشتبہ کھانا اور مشتبہ اشیاء کے استعمال سے پرہیز کرتے تھے۔ آپ صوفی باصفا اور متقی باخدا تھے۔ تمباکو نوشی سے سخت نفرت تھی اور مریدوں کو اس سے بچنے کی نصیحت فرماتے تھے۔ آپ کا رنگ گندمی، قد و قامت دراز، پر وجاہت چہرہ۔ دوسرے احباب کے ساتھ کھڑے ہوں یا ان کے درمیان بیٹھے ہوں، آپ ان میں بڑے نظر آتے تھے۔ داڑھی مبارک رخساروں کی نسبت تھوڑی سی گھنی تھی۔ لباس آپ کا بالکل سادہ کھدر کا استعمال فرماتے تھے۔ لمبا کرتہ، شلوار ٹخنوں سے اوپر استعمال فرماتے تھے۔ سر پر ٹوپی ہمہ وقت کبھی سوتے ہوئے بھی نہ اتارتے تھے۔ سفر میں عمامہ استعمال فرماتے تھے۔ اسی طرح کھانا بھی بہت سادہ اور کم استعمال کرتے تھے۔ بے نمازی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہ کھاتے تھے۔

ارشادات و ملفوظات☆: آپ فرماتے ہیں کہ جب مرغی کے بچے نکلوانے کے لیے اس کے نیچے انڈے رکھے جاتے ہیں۔ جو انڈے مرغی کے نیچے ہوتے ہیں۔ انہی سے بچے نکلتے ہیں۔ جو مرغی کے جسم سے باہر ہوتے ہیں وہ انڈے خراب ہو جاتے ہیں۔ کچھوے کے انڈے پانی میں کہیں ہوتے ہیں لیکن کچھوے کا دھیان ان انڈوں پر ہوتا ہے۔ اسی توجہ سے انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں۔ کونج کے انڈے کہیں ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا خیال اور توجہ انڈوں میں ہوتی ہے اور اس کی توجہ اتنی سخت ہوتی ہے کہ اتنی دوری کے باوجود بھی انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں۔

اسی طرح پیر کامل تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو مرغی کی مانند ہوتے ہیں کہ جب مرید کے پاس پاس ہوتے ہیں تو پیر کی توجہ سے انہیں فیض پہنچتا رہتا ہے۔

ایک پیر کچھوے کی مانند ہوتا ہے۔ جس طرح کچھوا کے انڈے پانی میں کہیں اور کچھوہ کہیں اور ہوتا ہے۔ اسی طرح پیر کی دوسری قسم ہے کہ مرید اگر پیر کے نزدیکی مقام پر ہے تو پیر سے پھر بھی فیضیاب ہوتا رہتا ہے۔

تیسری قسم کے پیر کی مثال کونج کی مانند ہوتی ہے۔ مرید چاہے کہیں بھی ہو لیکن پیر کی توجہ اور خیال ہمہ وقت اپنے مریدوں پر ہوتی ہے اور وہ دور رہ کر بھی ان کی تربیت کرتا رہتا ہے۔

۲) آپ فرماتے ہیں کہ ہم دنیا میں دکھ دینے نہیں آئے بلکہ ہم دکھ سہنے کے لیے آئے ہیں۔ اور کسر کھانے والا فائدہ میں رہتا ہے۔

جبکہ کسر دینے والا گھاٹے میں رہتا ہے۔

۴) آپ فرماتے ہیں کہ کنجوس کی دعوت مت کھاؤ چاہے وہ قریب ہی کیوں نہ رہتا ہو۔ بنسبت اس کے سخی کی دعوت کھالو چاہے وہ دور ہی رہتا ہو۔

کشف وکرامات ☆: مہر غلام عباس لالی فرماتے ہیں کہ میرے رشتہ دار مہر مظفر خان لالی لاہور رہتے ہیں۔ مہر مظفر خان جب عمرہ کی ادائیگی کے بعد واپس لاہور آئے تو انہوں نے ایک دعوت کا اہتمام کیا۔ اس دعوت میں آپ سرکار کو بھی ٹانگوں والی شریف سے بلوایا گیا۔ آپ تشریف لائے اور دوران گفتگو مہر مظفر خان سے پوچھا کہ آپ نے عمرہ ادا کرلیا ہے؟ جواب میں انہوں نے خدا کے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا جی ہاں۔

اس کے بعد محفل میں کافی طویل خاموشی کے بعد آپ نے مظفر خان سے فرمایا کہ جب سرکار علیہ السلام کے دربار اقدس پر حاضری کے دوران قدموں کی جانب بیٹھے کیوں نہ تھے؟ اس بیان کی وضاحت کریں۔

یہ سُن کر مہر مُظفر خان صاحب حیران پریشان ہو گئے کہ حضرت تو بظاہر وہاں موجود نہ تھے۔ انہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ میں وہاں قدموں کی جانب نہیں بیٹھا۔ مہر غلام عباس لالی فرماتے ہیں کہ میرے وضاحت طلب کرنے پر آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے بارے پوچھا تو آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرے قدموں کی جانب نہیں بیٹھے تھے۔ یہ جواب سن کر مہر مظفر صاحب آپ کی حضوری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے قائل ہو گئے۔

کرامت نمبر۲ ☆: مہر غلام عباس اور ان کی اہلیہ جنت بی بی اکثر آپ سے عرض کرتے رہتے تھے کہ کبھی ہمارے گھر میں قدم رنجہ فرمائیے۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے آپ نے فرمایا استخارہ کرتے ہیں کہ کدھر جانا چاہیئے۔

چنانچہ استخارہ ہوا تو آپ نے فرمایا چلو بھئی۔ آپ کے ساتھ محمد عبداللہ منگلہ آپ کے صاحبزادے محمد بہاؤالدین اور نذرا موچی کار میں بیٹھ کر لنگر مخدوم غلام رسول ولد میاں محمد پرہیزگار کے مزار کی طرف روانہ ہو گئے۔

مزار شریف پر مراقبہ کرنے کے بعد واپس مہر غلام عباس لالی کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ چارپائی پر بیٹھے جبکہ ہم زمین پر بچھی ہوئی چٹائی پر بیٹھ گئے۔ صاحب خانہ نے آپ کے لیے بوتلیں منگوائیں تو آپ نے بوتل نہیں پی۔ وہ بوتلیں صاحبزادہ صاحب اور نذرا موچی نے پیں۔ مہر غلام عباس کی بیوی جنت بی بی نے عرض کی حضور میں روٹی پکا کرلاتی ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جنت بی بی نے گھی ڈال کر آٹا گوندھا اور چھکے پر رکھا اور مرغ کی یخنی تیار کرنے لگی۔ کچھ دیر کے بعد جنت بی بی نے آپ سے عرض کی حضور روٹی لاؤں۔ فرمایا لے آؤ۔

چنانچہ جنت بی بی اجازت ملتے ہی یخنی اور گھی لگی روٹی لے کر حاضر خدمت ہوئی۔ روٹی کو دیکھتے ہی فرمایا۔ واپس لے جاؤ اسے کسی بے نمازی کا ہاتھ لگا ہوا ہے۔ یہ سنتے ہی جنت بی بی اندر گئی اور گھر کے لوگوں سے پوچھا میرے آٹے کو کس نے ہاتھ لگایا ہے۔ خادمہ بولی برتن میں سے آٹا نیچے آرہا تھا۔ تو میں نے آٹے کو برتن میں ہاتھ سے ڈال دیا تھا۔ بعدازاں جنت بی بی نے دوبارہ آٹا گوندھا، روٹی پکا کر

خدمت اقدس میں پیش کی۔ آپ نے اس میں سے چند لقمے تناول فرمائے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال تقریباً سو برس کی عمر شریف میں مورخہ 16 ربیع الثانی 1411 ہجری بمطابق 5 نومبر 1990ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار ٹانگوں والی شریف اجنالہ روڈ تحصیل و ضلع سرگودھا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے محمد بہاؤالدین سجادہ نشین ہوئے ہیں۔ جو بھیرہ شریف کے فارغ التحصیل اور عالم باعمل عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ بڑے ہی احسن انداز میں خدمت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ محمد فاضل نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: جامع الفضائل، عمدۃ الخصائل، معدن الشمائل، منبع فیوض و برکات، جامع الصفات والحسنات وکمالات حضرت خواجہ محمد فاضل نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ قدوۃ الاخیار ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۳۴ ہجری بمطابق 1915ء کو ڈھنگروٹ شریف میر پور آزاد کشمیر میں عارف واکمل حضرت خواجہ محمد علی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے روحانی وعلمی گھر میں ہوئی۔

آپ کا گھرانہ شروع ہی سے علمی وروحانی گھرانہ تھا۔ آپ کے دادا اور والد بزرگوار اپنے وقت کے عظیم شیوخ طریقت و عارف کامل ہوئے ہیں۔ آپ کی ولادت بھی اسی روحانی وعلمی ماحول میں ہوئی، جہاں ہمہ وقت عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع فروزاں تھی اور ہر وقت ذکر وفکر کی آوازیں آپ کے اطراف میں گونج رہی تھیں۔ ایسے ماحول کے جس میں بے راہروی کا تصور بھی نہ ہو۔ جہاں ہر وقت ہر شخص شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہ والصلوٰۃ والسلام کا دامن گرفتہ ہو۔ جہاں زندگی کے ہر معاملے میں تقویٰ اور پرہیزگاری کا ایک عمدہ معیار ہو ایسے پاکیزہ ماحول میں پرورش پانے والا اور ولایت کی آغوش میں پلنے اور تربیت پانے کے بعد کیوں نہ مقتدائے زمانہ ہوتا۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے عظیم والد گرامی سے حاصل کی۔ جس میں نماز، روزہ اور دین اسلام کے بنیادی مسائل اور قرآن پاک کی تعلیم شامل ہے۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے حصول کے لیے عالم اجل حضرت علامہ مولانا غلام نبی پنڈوری اور استاذ العلماء حضرت مولانا محمد ابراہیم سیاکھوی علیہ الرحمتہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ بعد ازاں شیخ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد یوسف علیہ الرحمتہ محلہ نلوئی پرانا میر پور سے کریما، پندنامہ، نام حق، تحفۂ رسولیہ، گلستان، بوستان، مالا بدمنہ، زلیخا، خلاصہ کیدانی، منیتہ المصلی، قدوری کنزالدقائق وغیرہ کی کتب پڑھیں۔

اس کے بعد گجرات کی مسجد شاہ حسین کے درس میں مولوی عبداللہ سے قانونچہ کھیوالی سے لے کر صرف ونحو تک کی تمام کتب مکمل کیں۔

مولوی عبداللہ چونکہ دیوبندی عقیدہ کے مالک تھے۔ ان کے طلباء نے آپ سے حسد کی بنا پر مولوی صاحب سے کہا کہ یہ طالب علم بدعتی ہے۔ مولوی عبداللہ یہ سن کر پریشان ہوئے۔ دوسرے دن جب آپ کتاب لے کر سبق سنانے کے لیے آگے بڑھے تو مولوی صاحب نے کہا۔ ابھی ٹھہرو، دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ آپ نے کتاب اٹھائی اور دوبارہ ادھر کا رخ نہ کیا۔ اور اپنی جگہ بیٹھ کر سبق پڑھتے رہے۔

آخر مولوی عبداللہ نے خود بلوا کر سمجھانے کے انداز میں کہا کہ میں آپ کو بہت اچھا سمجھتا تھا مگر آپ تو جماعت علی شاہ وغیرہ کی

طرح بدعتی نکلے۔

آپ نے جواب دیا جی ہاں: آپ نے جیسا سنا ہے بالکل ٹھیک ہے۔ میں بالکل ویسا ہی ہوں، ذرہ برابر فرق نہ ہے۔ یہ جواب دے کر آپ واپس کمرے میں آئے اور اپنا سامان باندھا اور اجازت کے لئے مولوی عبداللہ کے پاس گئے۔ اب انہیں اپنے پاس سے ایک ذہین طالب علم کے جانے کا قلق ہوا۔ اور کہنے لگے بھئی آپ رک جائیں۔ اسباق بہت اہم ہیں۔ اسباق جاری رکھو۔ عقائد اپنے اپنے ہوتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ نے معذرت کی اور جواب دیا "جیسا میں خود ہوں، ویسا ہی تلاش کروں گا"۔

مولوی عبداللہ نے آپ کا ارادہ مصمم دیکھ کر نہ صرف آپ کو اجازت دی بلکہ کافی دور تک ساتھ جا کر الوداع کیا۔ اس کے بعد آپ گجرات شہر میں انجمن خدام الصوفیہ کے درس میں داخل ہو گئے اور وہاں شیخ القرآن ابوالحقائق حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی اور حضرت علامہ سلطان احمد صاحب علیہم الرحمتہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

جب علامہ ہزاروی وزیر آباد اور مولانا سلطان احمد حاصلانوالہ منتقل ہو گئے تو آپ بھی اپنے استاد محترم کے ساتھ حاصلانوالہ تشریف لے گئے اور ان کے درس میں داخل ہو کر خوب علمی پیاس بجھائی۔

حاصلانوالہ سے اکتساب علم کے بعد علم حدیث کے لیے آپ لاہور جامعہ نعمانیہ لاہور میں تشریف لائے۔ وہاں حضرت شیخ الجامعہ مولانا محب النبی علیہ الرحمتہ سے ابھی ایک سبق پڑھا تھا کہ آپ نے سنا کہ بریلی شریف سے محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد قادری رضوی حزب الاحناف کے جلسے میں شرکت کے لیے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آپ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمد صاحب سے ملاقات کی تو انہوں نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ آپ نے عرض کیا دورۂ حدیث شریف کے لیے بریلی شریف جانے کا خیال ہے۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث نے پوچھا کہ کیا آپ نے مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ آپ نے عرض کیا حضور ارادہ بالکل پختہ ہے۔ مگر اس وقت میرے پاس زادراہ بہت کم ہے۔ اگر آپ میرا کرایہ ادا فرما دیں تو میں گھر سے پیسے منگوا کر آپ کو دے دوں گا۔ آپ کی بات سن کر حضرت نے فرمایا فکر کی کوئی بات نہیں۔ صبح آٹھ بجے میری واپسی ہے، میں تمہیں ساتھ لے چلوں گا۔

چنانچہ آپ حضرت شیخ الحدیث کے ہمراہ جب بریلی شریف پہنچے تو حضرت مولانا حامد رضا خان قادری علیہ الرحمتہ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ تو انہوں نے حضرت شیخ الحدیث سے پوچھا یہ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ ضلع جہلم کے رہنے والے ہیں۔ پھر انہوں نے نام پوچھا تو انہوں نے بتایا۔ ان کا نام محمد فاضل ہے۔ اس پر حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان نے فرمایا "الفاضل المفضل الکامل الاکمل" یہ وہ خطاب ہے جو حجتہ الاسلام نے آپ کو پہلی ملاقات میں دیا تھا۔ سچ ہے،

قدر جوہر را جوہری می شناسد

آپ نے بریلی شریف اپنے گھر خط لکھ کر اپنے حالات سے مطلع کیا اور بذریعہ ڈاک رقم منگوا کر حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں پیش ہوئے اور کرایہ کی مد میں خرچ کی جانے والی رقم پیش کی۔ جسے انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ ہم نے یہ کام للہ کیا تھا۔

اس دور میں مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان شیخ الجامعہ مظہر الاسلام تھے اور مولانا عبد العزیز شیخ الحدیث جبکہ مولانا سردار احمد ان کے نائب تھے۔

آپ نے ان مقدس اور پاکیزہ ہستیوں سے حدیث شریف پڑھی اور شعبان المعظم ۱۳۵۱ ہجری بمطابق 1932ء کو علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل اور دورۂ حدیث شریف کی سند فراغ حاصل کی۔

اس کے بعد وطن مالوف پہنچ کر والد گرامی کی خدمت میں رہ کر باطنی علوم پر توجہ دی۔

سیرت و کردار☆: آپ کا وجود مسعود پیکر شریعت و سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرتوئے کامل تھا۔ آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، دیکھنا، سننا، کھانا، پینا، اوڑھنا، بچھونا، لباس زندگی، انداز اطوار، عادات، گفتار، کردار، تعلقات، معاملات مکمل طور پر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔

لباس ہمیشہ سادہ مگر صاف ستھرا پہنتے، ہمیشہ تہبند و کرتہ اور پر کھدر کی چادر اور کبھی کبھی اونی کمبل بھی استعمال فرماتے تھے۔ سر پر عمامہ شریف اور جوتے سادہ پہنتے تھے۔

آپ اپنے متعلقین کو بھی سنت کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے تلقین فرماتے تھے۔ اگر کسی کے چہرے پر خمدار بانکی مونچھیں ہوتیں تو اس کا سختی سے محاسبہ فرماتے۔ اگر کوئی شخص داڑھی رکھ کر منڈوا دیتا تو سخت نفرت کا اظہار فرماتے۔ ہر کام دائیں ہاتھ سے سرانجام دیتے اور ایسا کرنے کا سب کو حکم دیتے اور فرمایا کرتے کہ ہمیشہ دائیں ہاتھ سے لو اور دائیں ہاتھ سے ہی پانی وغیرہ پیو اور کھاؤ۔ کھانے کے معاملے میں سخت احتیاط برتتے۔ برتن مٹی کے مگر بالکل صاف ستھرے ہوتے، کھانے کے بعد خود بھی برتن مکمل صاف کرتے اور دوسروں کو بھی فرماتے کہ رزق کی توہین ہوتی ہے اس لیے برتن صاف کیا کرو۔ ہمیشہ باوضو رہنا آپ کی عادت تھی، بغیر وضو کسی بھی شخص سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے اور آنے والے ملاقاتیوں کو بھی حکم تھا کہ وضو کر کے آؤ پھر ہاتھ ملاؤ۔

خداوند قدوس نے آپ کو توکل میں ایک نئی شان عطا فرمائی تھی کہ کبھی بھی دل میں خیال نہ آیا کہ کل کیا ہوگا۔ دنیا طلبی دور کی بات ہے اس کا خیال بھی دل میں نہ آنے دیا۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ دستر خوان ہر وقت بچھا رہتا لنگر ہر خاص و عام کے لیے جاری رہتا تھا۔ جو کہ آپ کے دادا بزرگوار کے زمانے سے جاری تھا۔ آپ نے اس کو مزید وسعت دی۔ آپ کے لنگر کے بارے میں کشمیر اور پنجاب کے علماء ہمیشہ معترف رہے کہ اس شان کا لنگر بہت کم آستانوں پر دیکھا جاتا ہے۔ ہر جمعہ کو ختم خواجگان اور ہر ماہ گیارھویں شریف کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے جو کہ تا حال جاری ہے۔

طلباء علماء اور اپنے پاس آنے والے عقید تمندوں کی ہر ضرورت بالخصوص ان کے جیب خرچ اور کرایہ کا خصوصی خیال فرماتے۔ علمائے کرام اور غریب عقید تمند کو کرایہ سے علاوہ بھی مالی خدمت فرماتے تھے۔ سفید پوش شخص کی ضرورت کے وقت دل کھول کر امداد فرماتے مگر کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دیتے۔

کشف و کرامات☆: ۱۹۷۱ء میں وطن عزیز میں خشک سالی آئی تو ندیاں نالے دریا کنویں نہریں خشک رہنے لگے

جبکہ کھیتیاں اُجڑ گئیں۔ جنگلوں اور باغات سے پرندوں کی چہچہاہٹ ختم ہوگئی اور کرشہر خاموشاں کا گمان ہو رہا تھا۔ قحط سالی کا ناگ انسانوں کو ڈس رہا تھا۔ لوگ دعا، التجا، صدقہ، خیرات، استغفار اور نماز استسقاء کا اہتمام ہر جگہ پر کر رہے تھے۔ لیکن باوجود اس کے غضب الٰہی کی آگ بجھنے نہ پا رہی تھی۔

ایک روز کچھ رمز شناس احباب خواجہ ثالث آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑے ہی رقت انگیز لہجے میں دعا کے لیے ملتجی ہوئے۔

آپ نگاہیں جھکائے بڑی دیر تک بحر تفکر میں غلطاں رہے پھر معاً سر اوپر اٹھایا اور احباب کی جانب متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا سنگیو کل آ جانا سب مل کر اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن کی بارگاہ میں توبہ استغفار کریں گے۔ اور نماز استسقاء پڑھ کر رب العالمین کے حضور التجا پیش کرینگے۔

چنانچہ دوسرے دن جن جن لوگوں نے سنا وہ دور و نزدیک سے جوق در جوق ایک میدان میں جمع ہو گئے۔ ہر شخص کے چہرے پر خوف کی ہوائیاں اڑ رہی تھیں لیکن دل میں ایک انجانی سی امید کی کرن روشن تھی۔ سب کی نظریں آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف اور اس کے روح رواں غوث زماں، قطب المشائخ مجسمۃ الحسنات و برکات حضرت پیر خواجہ محمد فاضل نقشبندی آف ڈھانگری شریف رحمتہ اللہ علیہ پر لگی ہوئی تھیں۔ کہ ایک ارادت مند کی نگاہ آپ کے چہرہ انور پر پڑی تو تڑپ کر کہنے لگا۔ دیکھو وہ حضرت ثالث صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ اب بارش ضرور ہوگی۔

آپ تشریف لائے اور متوجہ ہو کر عجز و نیاز کا پیکر بن کر فرمانے لگے بھئی رب آخر رب ہے۔ بندے کا کام سوال کرنا ہے وہ بے نیاز ہے مانے یا نہ مانے۔ یہ اُس کی مرضی۔ ایسی بات ہرگز نہیں کرنی چاہیئے۔ پھر سب نے آپ کے ساتھ نماز استسقا ادا کی۔ توبہ استغفار کی۔ پھر قبلہ رو ہو کر قبلہ عالم نے اپنے ہاتھ الٹے کر کے بارگاہ الٰہی میں اٹھائے۔ آپ کی اقتدا میں تمام حاضرین نے بھی ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگنا شروع کی۔

ابھی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ نہ جانے کہاں سے کڑکتی دھوپ کے دوران صاف وشفاف آسمان پر بادل مستی میں جھومتا ہوا آیا۔ ابھی لوگ گھروں میں پہنچے ہی تھے کہ رحمت کی بارش شروع ہوگئی اور مسلسل کئی روز تک برستی رہی۔ ندی نالے جل تھل ہو گئے۔ کھیتیاں سیراب ہوگئیں۔ اتنی بارش ہوئی کہ کچے مکانات گرنا شروع ہو گئے اور پکے مکانات ٹپکنے لگے۔

پھر کچھ لوگ آس پاس کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارش بند ہونے کی دعا چاہی اور عرض کی حضور اگر بارشوں کا سلسلہ یونہی جاری رہا تو ہمارے مکانات منہدم ہو جائیں گے اور ہمیں باہر میدانوں میں خیمے لگانا پڑیں گے۔

اس کے بعد آپ نے پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو خلق خدا نے اپنی آنکھوں سے نظارہ دیکھا کہ رب تعالیٰ اپنے ولی کی لاج کس طرح رکھتا ہے۔

کرامت نمبر۲ ☆: حاجی جان محمد ساکن بوعہ کلاں حال مقیم سیکٹر پی تھری۔ میر پور آزاد کشمیر والے چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وصال مبارک سے چند یوم پہلے جمعہ کے دن میں خواجہ ثالث حضرت خواجہ پیر محمد فاضل نقشبندی آف ڈھانگری شریف رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ چند حضرات آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے مئودبانہ سلام پیش کرنے کے بعد بڑے ہی دردمندانہ لہجے میں

عرض گزار ہوئے کہ حضور ہماری لڑکی جو کہ شدید بیمار ہے بہت علاج معالجے بھی کرائے مگر ڈاکٹروں حکیموں کی سمجھ میں اس کی بیماری نہ آ سکی۔ اور کوئی دوا اس پر اثر نہیں کر رہی۔ اب تو اس کی حالت بہت خراب ہے کئی دنوں سے بے ہوش پڑی ہے۔ نہ زندوں میں ہے نہ مردوں میں۔ آپ نے ارشاد فرمایا لڑکی کہاں ہے؟ انہوں نے عرض کی حضور چارپائی پر ڈال کر لائے ہیں جو کہ باہر رکھی ہے۔

یہ سننا تھا کہ حضرت خواجہ ثالث اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور خود چل کر مریضہ کے پاس تشریف لائے۔ اس دوران آپ کی زبان پر چند کلمات آہستہ آہستہ جاری تھے اور مریضہ کی چارپائی کے قریب پہنچے۔ مریضہ جو کہ نیم مردہ حالت میں بیہوشی کے عالم میں ہلنے کی سکت نہ رکھتی تھی۔ وہ آپ کے روئے تاباں کو دیکھ کر بے ساختہ یک دم اُٹھ بیٹھی اور آداب بجالائی۔ موقع پر موجود تمامی حاضرین اس کی یہ حالت دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔ کہ اس نیم جاں لاشے کے اندر آن واحد میں کیسے جان اور اتنی طاقت و توانائی آ گئی اور اسے ہوش کیسے آ گیا۔ اور اس کی بیماری کہاں چلی گئی۔

اللہ کے ولی کا یہ تصرف اور کرامت دیکھ کر سب کے سب سبحان اللہ کا ورد کر رہے تھے۔ سب کی آنکھوں میں فرط عقیدت ومحبت سے آنسوؤں کا سیلاب اُمڈ آیا اور میرے کان میں سرکار مدینہ علیہ السلام کی حدیث پاک کے الفاظ گونجنے لگے کہ **اِتَّقُوْا بِفَرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہ** پھر وہ لڑکی جو چارپائی پر ڈال کر لائے تھے خود اپنی ورثا کی گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی۔

وصال باکمال☆: آپ کا وصال باکمال 30 شوال المکرم 1411 ہجری بمطابق 15 مئی 1991ء بروز بدھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار ڈھانگری شریف نزد چکسواری ضلع میرپور آزاد کشمیر میں مرجع خاص وعام ہے۔

جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مجاہد تحریک کشمیر مبلغ یورپ پیر طریقت حضرت صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب سجادہ نشین ہیں۔ جو کہ بذات خود پڑھے لکھے اور فاضل ترین شخصیت ہونے کے ساتھ ملکی وقومی سیاست میں بھی علماء اور مشائخ کی بہت اچھوتے انداز میں ہر جگہ بالخصوص آزاد کشمیر اسمبلی میں نمائندگی فرما رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک بھر کے طول وعرض میں تبلیغی دورے کر کے عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور غلامان ڈھانگری شریف کے سینوں کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب مدظلہ اپنے اسلاف کی عملی تصویر اور بلند اخلاق کے مالک اور اعلیٰ ذوق کی حامل شخصیت ہیں۔ علماء اور مشائخ میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ طبیعت میں سادگی مگر انداز زندگی شاہانہ رکھتے ہیں۔ یعنی فقیری میں امیری کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت صاحبزادہ پیر محمد اصغر علی مستالوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: علامتہ الدھر، پیر طریقت، ماہتاب شریعت حضرت صاحبزادہ پیر محمد اصغر علی مستالوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہترین عالم دین اور شیخ طریقت بزرگ تھے۔ انتہائی سادہ مزاج، بناوٹ اور طمع سے پاک تمام زندگی یادِ خدا میں گزاری اور دین اسلام کی خدمت درس وتدریس اور اپنے اسلاف کے اصولوں پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے گزاری۔

تمام عمر خلاف شریعت کوئی کام سرزد نہ ہونے دیا۔ آپ کا زیادہ وقت علماء مشائخ اور درویشوں کی صحبت میں گزرتا تھا۔ دنیا اور اہل دنیا سے بیزار رہتے تھے۔ آپ نے اسلاف کے طریقہ پر اپنی اولاد کی بھی تربیت کی تمام زندگی جامع مسجد تالاب پختہ بنی محلہ راولپنڈی کے امام وخطیب رہے اور حکمت کو ذریعہ روزگار بنائے رکھا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ اپنے والد گرامی حضرت پیر عبدالعلی مستالوی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت اور اجازت حاصل کی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۱۲ھ بمطابق مورخہ ۹ مئی بروز جمعرات 1991ء بوقت عشاء اپنے مکان واقع محلہ امام باڑا نزد مسجد مولوی نادر دین میں ہوا۔ وہاں سے عقیدت مندوں کی موجودگی میں آپ کا جنازہ اگلے روز اٹھا کر آپ کو مستال شریف سیکٹر آئی نائن نزد ڈالڈہ گھی مل ضلع اسلام آباد آپ کے والد گرامی کے مزار فیض آثار کے قریب دفن کیا گیا۔

آپ کے جانشین جناب صاحبزادے حافظ محمد مظہر علی مستالوی بڑے اچھے انداز میں آپ کے مشن کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ فقیر راقم الحروف عرصہ ۲۵ سال تک آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں آپ کی زیارت سے شرف یاب ہوتا رہا اور دو مرتبہ فقیر راقم الحروف کی دعوت پر آپ جامع مسجد رحمانی جھنگی محلہ مختلف مذہبی تقریبات سے خطاب کے لئے تشریف بھی لائے تھے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سیّد میر احمد شاہ بخاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: مجسمہ اخلاق وحسنات وکمالات، متصرف بہ تصرفات صاحب نسب رسولی، عالم ربانی، مرشد لاثانی، آفتاب شریعت و ماہتاب طریقت حضرت پیر میر سیّد احمد شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ صاحب فضل وکمال تھے۔

آپ برصغیر کی عظیم روحانی شخصیت حضرت مخدوم سیّد جلال الدین میر سرخ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چوالیسویں (۴۴) پشت میں شہنشاہ ولایت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ حضرت مخدوم کی اولاد جہاں کہیں بھی گئی اُن کی نسبت عالی سے بخاری کہلائی۔

آپ کے آباؤ اجداد☆: حضرت مخدوم جلال الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی پہلی شادی بخارا میں سید قاسم بخاری کی صاحبزادی سے ہوئی جن کے بطن عفت سے آپ کے دو صاحبزادے سید علی اور سید جعفر حسن پیدا ہوئے تھے۔ سید جعفر حسن علیہ الرحمۃ کی اولاد میں سے کچھ لوگ راجپوتانہ کی ریاست ٹونک میں آ کر بس گئے اُن کی اولاد میں سے سیّد عبدالقادر شاہ ٹونکوی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت سید میر محبوب الزمان نے ترک وطن کر کے کشمیر کے قصبہ ریہہ کا پڑن میں رہائش اختیار کر لی یہ گاؤں سوء پور کے مشہور قصبہ کے نزدیک پہاڑ کی بلند و بالا چوٹیوں پر واقع ہے۔

پنجاب میں آمد☆: سید میر محبوب الزمان بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے پہلے شخص جو کشمیر سے پنجاب کے ضلع گجرات کے قصبہ جلالپور جٹاں میں رہائش پذیر ہوئے اُن کا اسم گرامی پیر سیّد میر عبدالرحمٰن شاہ رحمتہ اللہ علیہ تھا۔ اُن کے ہاں دو بیٹے سید میر احمد شاہ اور سید میر محمد شاہ پیدا ہوئے۔ حضرت پیر سید میر محمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ نقل مکانی کر کے جموں میں جاگزین ہو گئے۔ جہاں ان کے بڑے بیٹے سید میر اعظم شاہ رحمتہ اللہ علیہ مفتی اعظم تھے۔ بیٹے کی ناگہانی وفات کے بعد آپ ضلع امرتسر کے قصبہ سوڑیاں میں جا بسے اور وہیں مدفون ہوئے۔ وہ جموں والے پیر کے نام سے مشہور تھے۔ اُن کے بڑے بھائی سید میر احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ جلالپور جٹاں میں سکونت پذیر رہے۔ لیکن اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شہر بمبئی ہی کو بدستور اپنی روحانی و دینی سرگرمیوں کا مرکز ومحور بنائے رکھا جہاں اُن کے آباؤ اجداد کے متوسلین و مریدین کی کافی تعداد موجود تھی۔ وہ بڑے صاحب علم و فضل، واعظ خوش بیان اور شیریں بیان خطیب تھے۔ اُن کے مواعظہ حسنہ اور علم و فضل کا چرچا جب نظام حیدر آباد دکن میر محبوب علی خاں تک پہنچا تو انہوں نے حضرت سید میر احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے ہاں محفل وعظ و میلاد میں مدعو کر کے اُن کی بڑی عزت و تکریم کی۔ وہ ان سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں

ساتھ بھلوال (ضلع سرگودھا) میں سکونت اختیار کرلی۔

لیکن اُن کے برادر بزرگ نے جلد ہی بھلوال سے نقل مکانی کر کے لاہور میں رہائش اختیار کرلی۔ ان حالات میں بالآخر آپ نے قصبہ مونیانوالہ میں اپنے چچا حضرت پیر سیّد میر اسد اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ رہائش اختیار کرلی آپ کے چچا کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی چنانچہ انہوں نے آپ کو اپنی فرزندی میں لے کر نہ صرف اپنا جانشین نامزد کر دیا بلکہ سلسلہ چشتیہ اور قادریہ کے فیوض و برکات سے بھی مالا مال کر دیا۔

مونیانوالہ کے احوال کی اصلاح ☆: مونیانوالہ قیام کے دوران آپ نے محسوس کیا کہ اپنے چچا کی شبانہ روز کوششوں کے باوجود ابھی تک لوگوں کے احوال و معاملات کی اصلاح اسلامی اقدار کے مطابق نہیں ہوسکی۔ مخلوط محافل کا رواج تھا۔ بے پردگی عام تھی شعائر اسلام اور نماز روزہ کی پابندی نہ تھی۔ ڈھول ڈھمکا کا دیہاتی رقص، عورتوں مردوں کا اکٹھے لڈی جھومر ڈالنا عام تھا۔ شادی بیاہ پر فضول رسومات کا دور دورہ تھا۔ خورد و نوش کے مہذب طور طریقے عنقا تھے۔ لوگ مرغی کے انڈے اور سری پائے پکانے کی بجائے کوڑا کرکٹ کے ڈیڑھ پر پھینک دیتے تھے۔ ان حالات میں سید میر احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے چچا حضرت پیر سید میر اسد اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی رہنمائی میں لوگوں کے اخلاق و عادات کی اصلاح اور بری رسوم و رواج کے خلاف مہم کا آغاز کیا۔ درس و تدریس کے لئے مدرسہ کی تنظیم نو کی گئی۔ قرآن شریف پڑھانے کا اہتمام کیا گیا۔ گھر گھر جا کر لوگوں کو ان تمام بدعات و خرافات اور خلاف اسلام رسومات کو ترک کرنے پر آمادہ کیا۔ نماز روزہ اور دیگر شعائر اللہ کی پابندی کا خوگر بنایا صاف ستھرا لباس پہننے اور نہانے دھونے کا عادی بنایا۔ محبت و اخوت کی فضا پیدا کی گئی۔ گلیاں، محلے اور گندی نالیوں کی صفائی کا اہتمام کرایا گیا۔ الغرض لوگوں میں اصلاح و احوال اور اخلاقی تربیت کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے۔ اور آہستہ آہستہ لوگوں میں دینی شعور اور اسلامی روایات نے جڑ پکڑ لی۔ اس کے اثرات سو سال گزرنے کے باوجود اس چھوٹے سے قصبہ کی صاف اور ستھری فضا میں آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ آپ کے تصرف کا یہ عالم ہے کہ اس گاؤں میں آج بھی ڈھول ڈھمکے کی محفلیں نابود ہیں اور لوگ ایسی محفل کی پذیرائی کرنے سے ہمیشہ گریزاں رہے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں تاجدار چوراشریف حضرت خواجہ فقیر محمد شاہ گیلانی نقشبندیہ مجددی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے حضرت خواجہ الحاج سید شاہ گیلانی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر 1927ء میں بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز و ممتاز ہو کر ان کے اجل خلفاء میں شمار ہوئے۔ آپ بذات خود فرمایا کرتے تھے کہ جب میں بیعت کی غرض سے مرشد کامل کی چوکھٹ پر گیا تو میرے مرشد کامل نے بوقت بیعت توبہ کراتے ہوئے یہ الفاظ دہرائے کہ میں نے چھوٹے بڑے گناہ سے توبہ کی، دوبارہ کوئی گناہ نہیں کروں گا، تو اس وقت میں نے محسوس کیا کہ میرا جسم زمین سے دو تین فٹ اوپر اٹھ گیا، گویا دل پر ایسی چوٹ لگی کہ مجھے اپنی سدھ بدھ نہ رہی، اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ پتہ نہیں۔ البتہ ہوش آنے پر مرشد کامل حضرت خواجہ سید الحاج سید محمد شاہ نقشبندی علیہ الرحمۃ نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور اپنی علاقائی زبان میں فرمایا۔ جو میرے بابا جی کے سینے میں

وہ میرے سینے میں اور جو میرے سینے میں وہ تمہارے سینے میں۔ آپ بیعت کے بعد تقریباً بارہ تیرہ برس اپنے مرشد کریم کی خدمت میں رہے۔ مرشد کامل نے اپنے جملہ امور خواہ گھریلو یا سلسلہ طریقت کے وہ سب آپ کے سپرد کر دیئے، جنہیں آپ نے بہ احسن وخوبی سرانجام دیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مرشد کامل کی خصوصی توجہ اور تصرف کے طفیل بہت جلد سلوک کی اعلیٰ منازل طے کرتے ہوئے مقام بلند پر فائز ہوئے۔ آپ نے ہمہ وقت مرشد کریم کی خدمت کے لئے کوشاں رہنے کے ساتھ ساتھ اپنی ظاہری و باطنی ذمہ داریوں بالخصوص تبلیغ دین پر خصوصی توجہ دی۔ پیر و مرشد کی خدمت اور تبلیغ دین کے سوا کسی اور کام سے کوئی غرض نہ رکھی۔

رحمت عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونا☆: آپ چونکہ مادرزاد ولی تھے اسی لئے پاکیزہ زندگی کا اعزاز آپ کو حاصل تھا آپ بذات خود فرماتے ہیں کہ ابھی میری عمر صرف سات برس کی تھی۔ ۱۹۰۷ء کا واقعہ ہے کہ میں اپنے والد گرامی کی معیت میں بمبئی کے ایک محلہ کھڑک میں رہائش پذیر تھا۔ میرے والد گرامی مجھے کوئی کتاب پڑھا رہے تھے کہ جس میں ایک لفظ آیا ''ازواج مطہرات'' میں انتہائی کوشش کے باوجود اس کا تلفظ صحیح طور پر ادا نہ کر سکا، والد گرامی بار بار کوشش کرتے کہ اس کا مخرج اور تلفظ صحیح طرح ادا کروں مگر میں ان الفاظ کو صحیح طور پر ادا کرنے سے قاصر رہا، اس بناء پر میرے والد گرامی کو غصہ آ گیا چونکہ بڑی ہی جلالی طبیعت کے مالک تھے، غصے کے لہجے میں بار بار فرمایا کہ پڑھو گے یا نہیں۔ میں نے کہہ دیا نہیں۔ بس پھر کیا تھا کہ اسی جلالی طبیعت اور بھرپور غصے کے لہجے میں فرمایا مرغا بنو اور بنڈی (یعنی واسکٹ) اتارو، میں نے تعمیل ارشاد کی اور کتاب ایک طرف رکھ دی۔ والد گرامی نے قریب ہی کھڑے ہوئے ایک طالب علم سے فرمایا ایک مشکیزہ پانی کا لاؤ میں اس کو طمانچے ماروں گا، اور تم اس پر پانی گرا دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، آپ فرماتے ہیں کہ والد گرامی کے پنجے کا نشان ابھی تک میری دائیں پسلی پر موجود ہے والد گرامی اپنے غصہ کا اظہار کر کے باہر چلے گئے اور میں درد کی شدت سے رو رہا تھا اور میری زبان پر اس وقت یہ الفاظ جاری تھے۔

محمد محمد پکارا کروں میں زندگی یونہی گزارا کروں
میں سو جاؤں یا مصطفیٰ ﷺ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صل علیٰ کہتے کہتے

آپ فرماتے ہیں کہ اس دوران میری آنکھ لگ گئی میری قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا، کیا دیکھتا ہوں کہ نبیوں کے سردار اُمت کے غمخوار رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور مجھے روتا ہوا دیکھ کر پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کی، ''آقا میرا یہاں کوئی نہیں، مجھے میرے والد نے مارا ہے اس لئے رو رہا ہوں۔'' حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر تمہارا کوئی نہیں میں تو ہوں'' سبحان اللہ۔ یہ فرمان ذیشان سن کر اپنی قسمت پر رشک کرنے لگا، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں تو مار پیٹ سے معافی اور در گذر ہو جائے گی میدان محشر میں کیا کروں گا، وہاں تو بہت سختی ہوگی، یہ سن کر تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں یہاں بھی تیرے پاس موجود ہوں، اور وہاں بھی تو میرے ساتھ ہوگا۔'' میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی کوئی سند یا نشانی تو ہونی چاہیے۔ رحمت عالم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُٹھ اور اپنا انگوٹھا دیکھ میں نے ارشاد کی تعمیل کی تو کیا دیکھا کہ میرے انگوٹھے کی الٹی طرف جڑ کے پاس انگوٹھے کی جلد پر لکھا ہے ''محمد''۔ یہ نام نامی اسم گرامی میرے انگوٹھے کی جلد پر کنندہ ہو گیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب خواب سے بیدار ہوا تو میں اس مستی و کیفیت کے عالم میں اپنے انگوٹھے کو بصد شوق و مسرت دیکھ رہا تھا اور رو رہا تھا یہ لفظ ''محمد'' اُس مہر کے عین مطابق تھا جو شاہان و سلاطین دنیا کو لکھے گئے دعوتی خطوط پر لگائی گئی تھی کچھ عرصہ بعد شاہ مقوقش کے نام تحریر کردہ آپ کے نامہ مبارک کا عکس چھپ گیا اُس پر جو مہر کنندہ تھی وہ میرے انگوٹھے پر ثبت لفظ ''محمد'' کے عین مطابق تھی یعنی یہ مہر محمدی تھی اس کے ساتھ ہی کیا دیکھا کہ میرے والد گرامی کمرے میں داخل ہوئے جو بالکل سہمے سہمے اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے آج تمہیں مارا ہے دوبارہ کبھی نہیں ماروں گا مجھے معاف کر دو میں نے عرض کی ابا حضور آپ میرے والد گرامی ہیں میں آپ کا بیٹا ہوں غلطی مجھ سے ہوئی تھی لہٰذا میں آپ سے خود معافی کا خواستگار ہوں مگر باوجود اس کے میرے والد گرامی ہاتھ باندھے کھڑے رہے اور بار بار معافی معافی پکارتے رہے اور کہتے رہے کہ تم کہہ دو کہ میں نے معاف کیا۔

چنانچہ مجبوراً میں نے تعمیل ارشاد کی خاطر کہا کہ میں نے معاف کیا، اس کے بعد میرے والد گرامی کمرے سے چلے گئے بعد ازاں میرے دل میں خیال آیا کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ پر شفقت فرمائی کہ مجھے اپنی زیارت کے ساتھ میرے والد گرامی کو بھی کھلی آنکھوں سے زیارت کرائی اور تنبیہ بھی فرمائی کہ اب دوبارہ نہ مارنا۔ اس واقعہ پر فخر اور مسرت سے آپ کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سند ہے۔ ''جب قبر میں جاؤں گا تو کہہ دوں نکیرین سے بندہ ہوں نبی ﷺ کا۔''

حضرت سیّد میر احمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت مقدسہ میں بیٹھنے والے اور آپ کے دست حق پر بیعت ہونے والے ہزار ہا افراد نے آپ کے انگوٹھے پر کنندہ ''اسم محمد'' کی بارہا زیارت کی ہے۔ اِن میں حضرت مولانا شاہ احمد نورانی، حضرت محدث کچھوچھوی سیّد میر جہانگیر اشرف سمنانی، حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی، حضرت مولانا سردار علی، حضرت مولانا مفتی محمد امین رحمۃ اللہ فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور دیگر عمائدین دین و ملت شامل ہیں۔

حج کے موقعہ پر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مولانا اختر رضا خان قادری علیہ الرحمۃ بیت اللہ شریف میں تشریف فرما تھے۔ حضرت قبلہ حضرت پیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو اس واقعہ کی ساری روئیداد سنائی تو آپ نے از راہ ادب اپنی دستار مبارک اُتار کر نیچے فرش پر رکھ دی اور مہر مبارک ''محمد'' کو بوسہ دیا۔ سر پر لگایا اور گردن کے ارد گرد پھیرا۔ سیّد میر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ کچھ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ اس کا اخفاء کرو آپ نے فرمایا کون بد بخت ہے جو اس کے اخفا کا کہتا ہے۔ آپ اس کا عام ابلاغ کریں یہ تو ہمارے عقیدہ کی صداقت کا زندہ شاہکار ہے۔ وہاں نیروبی جنوبی افریقہ کے ایک شخص بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے برجستہ کہا کہ قبلہ سیّد صاحب آپ میرے ساتھ افریقہ چلیں آپ کو انشاء اللہ سونے میں تول کر واپس بھیجوں گا اور مونیا نوالہ آپ کے گاؤں میں عظیم الشان محل بنوا کر دوں گا۔ لیکن آپ نے فرمایا عزیزم مجھے اس کی حاجت نہیں فقیر کو نام ''محمد'' ہی کافی ہے اس

نے حضرت پیر سیّد میر احمد شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی اُس وقت بیعت کر لی اور داخل سلسلہ ہوا۔

حضرت سیّد پیر میر احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت محدث کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ سے ایک گونہ نیاز مندی حاصل تھی۔ ایک بار جب حضرت محدث کچھوچھوی لاہور تشریف لائے تو حضرت سید میر احمد شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اُن کے ساتھ دربار داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ پر حاضری دی ہر دو حضرات دربار کے دائیں جانب کونے میں محراب کے زیر سایہ تشریف فرما تھے کہ حضرت محدث کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ نے پیر سیّد میر احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا آپ کا ہاتھ میرے ہاتھ میں اور پھر داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے رُخ مبارک کی جانب کر کے فرمایا آپ کا ہاتھ داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ میں اور اپنے اور پیر احمد شاہ کے ہاتھوں کو اُوپر اٹھا کر فرمایا آپ کا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں اور یوں یک بیک اپنے سلسلہ قادریہ کا فیض انہیں عطا کر دیا۔ حضرت میر احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ اس واقع کو بڑے فخریہ انداز میں بیان کرتے ہیں۔

آپ کے مرید و خلیفہ و جانشین گورنمنٹ کالج ساہیوال کے ریٹائرڈ پرنسپل حضرت پیر طریقت، نمونہ سلف صالحین حضرت پیر سید مسعود حیدر نقشبندی مجددی احمد شاہی بخاری مدظلہ العالی کا وجود باجود آج بھی فرید ٹاؤن ساہیوال اور سلسلہ عالیہ کے لوگوں کے لئے ایک عظیم سرمایہ ہے، انہوں نے بھی سینکڑوں مرتبہ اپنے مرشد کامل کے دست مبارک کے انگوٹھے کی جلد پر مہر ''اسم محمد'' کنندہ دیکھا ہے۔ آپ بذات خود فرماتے ہیں کہ اس بشارت کے کچھ عرصہ بعد مجھے کسی اخبار میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامہ مبارک کو دیکھنے کا موقع ملا۔ جو شاہ مصر کی جانب مدینے کے سلطان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھ کر بھیجا تھا۔ اور اس پر جو مہر لگائی گئی تھی وہ سو فیصد ویسی ہی تھی جو ان کے انگوٹھے پر ثبت کی گئی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ عجب حسن اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی سعادت سات برس کی عمر میں ۱۹۰۷ء کو ہوئی اور نامہ مبارک ساتویں ہجری کو لکھا گیا۔ زہے نصیب۔

ادائیگی حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ☆: ۱۹۷۱ء میں آپ نے حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غرض سے درخواست جمع کرائی مگر قرعہ اندازی میں نام نہ آنے کی بناء پر عمرہ کی ادائیگی کی درخواست دے دی جو منظور ہوگئی۔ اس زمانے میں عمرہ کا ویزہ ساٹھ دن کا ہوتا تھا۔ آپ نے اس کیلئے جمع شدہ تمام رقم عمرہ کی روانگی کے وقت ہمراہ لی لیکن نیت یہ کی انشاء اللہ حج کر کے ہی واپس آؤں گا عمرہ کے لئے روانہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچے اور عمرہ کی ادائیگی کے بعد اب مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچے زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہو کر ایک عرصہ تک مدینہ پاک میں قیام پذیر رہ کر سخاوت کے دریا بہا دیئے حج کے لئے جمع شدہ تمام رقم مدینہ پاک میں خرچ اور غرباء میں تقسیم کر دی اور اپنے پاس باقی کچھ نہ رہنے دیا۔ جب مدینہ پاک سے واپسی کے دن تھوڑے رہ گئے ایک دن پریشانی کے عالم میں سوچنے لگے کہ زادراہ ختم ہو گیا اور حج بیت اللہ بھی ادا نہ کر سکا جبکہ ویزہ کا وقت بھی ختم ہونے کو ہے۔ اگر حج کی سعادت سے محروم رہا تو نہ جانے دوبارہ آنا ہو یا نہ ہو۔ اسی کشمکش اور پریشانی کے عالم میں مسجد نبوی کی جانب رُخ کیا اور سجدے میں سر رکھ کر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا حضور آپ کے در کی حاضری تو مقدم اپنی جگہ مگر گھر سے حج کی نیت سے نکلا ہوں سرکار اگر کرم فرما دیں تو آپ کی

مہربانی ہوگی۔ لیکن اس وقت مسئلہ صرف حج کا ہی نہیں بلکہ حج کے اخراجات اور ویزہ میں توسیع کا بھی ہے۔

آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں درخواست پیش کر کے جب سجدے سے سر اُٹھایا تو ایک عربی کو اپنے سامنے کھڑا پایا اس عربی نے آپ سے علیک سلیک کی اور بہت سارے ریال اپنی مٹھیوں سے بھرے ہوئے آپ کی جھولی میں ڈالے اور چلا گیا نہ جانے وہ کون شخصیت تھی، واللہ اعلم ورسولہ۔ اس شخصیت کے جانے کے بعد آپ نے سوچا کہ زادراہ اور حج کے خرچ کا انتظام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا اب دیکھتے ہیں کہ دیگر معاملات کا کیا حل نکلتا ہے۔

اسی دوران ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حرم شریف سے باہر ایک بزرگ آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہاں تو میرا جاننے والا کوئی بھی نہیں ہے شاید کسی اور کو بلایا ہوگا۔ اس اجنبی شخص نے کہا نہیں جناب آپ ہی کو بلایا ہے وہ آپ کے انتظار میں ہیں۔

چنانچہ آپ اپنی جگہ سے اُٹھے اور اُس اجنبی کے ہمراہ حرم شریف سے باہر نکلے اور جا کر اس بزرگ کو ملے تو انہوں نے آپ کو بڑی شفقت ومحبت سے گلے لگایا اور دعا وسلام کے بعد اُن سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے، آپ نے عرض کی سید میر احمد شاہ فرمایا میر احمد شاہ تم میرا خون ہو اور میرا نام سید میر عبدالغنی ہے۔ میں بخارا سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں اور تمہیں اچھی طرح پہچانتا ہوں مگر تم مجھے نہیں پہچانتے، پھر فرمایا بیٹے گریہ وزاری مت کرو تم ایک بار مکہ مکرمہ جا کر دوبارہ مدینہ منورہ آؤ گے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود مدینہ منورہ سے تمہیں رخصت فرمائیں گے۔

آپ کے ساتھی جس میں کچھ دیوبندی عقیدہ کے لوگ بھی تھے حج کے بارے میں بار بار پوچھتے اور کہتے کہ شاہ صاحب ابھی تو کچھ نہ ہوا آپ کا تو عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتظام کر رہے ہیں ان کی بات سن کر میں شرمندہ ہوتا مگر سرکار کی بارگاہ سے مجھے پورا یقین بھی تھا کہ ضرور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرم فرمائیں گے اور میں حج پر جاؤں گا۔ اسی کشمکش میں پاسپورٹ کی آخری تاریخ میں دو ایک دن رہ گئے لہٰذا بادل نخواستہ مکہ مکرمہ واپس لوٹنا پڑا تاکہ خروج کی مہر لگوائی جاسکے۔ مکہ معظمہ واپس پہنچ کر پاسپورٹ ایمیگریشن افسر کو دے دیا وہ عربی افسر میرا پاسپورٹ الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا اور آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ میر احمد شاہ تیرا ایک سوبیس دن کا اقامہ لگا ہوا ہے، تم واپس کیوں جا رہے ہو، حج کر کے واپس وطن جاؤ۔ یہ کہہ کر آپ کا پاسپورٹ واپس کر دیا۔ اُس کی بات سن کر آپ اور آپ کے ساتھی نے حیرانی کے عالم میں پاسپورٹ کو دیکھا واقعتا اس پر ایک سوبیس دن کا اقامہ لگا ہوا تھا۔ جس پر آپ نے اپنے ساتھی سے فرمایا دیکھو میں نہیں کہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی کوئی نہ کوئی انتظام فرمادیں گے، دیکھ لو انتظام ہو گیا یا نہیں۔ آپ بذات خود حیران تھے کہ جب میں نے باہر سے پاسپورٹ کھڑکی کے اندر افسر مجاز کو پکڑایا تو اس پر ساٹھ دن لکھے ہوئے تھے جو آن واحد میں ایک سوبیس دن میں تبدیل ہو کر رہ گیا۔ یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہربانی اور نگاہ کرم تھی، اس کے بعد آپ مکہ مکرمہ لوٹ آئے تو اس سال حج اکبری پڑھا گیا۔ جس کی سعادت آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل نصیب ہوئی اور اس بارے میں آپ کا عقیدہ درست نکلا۔

دوسری مرتبہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ☆: آپ وہ خوش نصیب شخص ہیں جنہیں کئی مرتبہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کئی بار نصیب ہوئی۔ اول مرتبہ تو بمبئی کے محلہ کھڑک کے مقام پر، دوسری مرتبہ جلالپور جٹاں کی اس مسجد میں جہاں آپ کے والد گرامی خطابت فرماتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کے محراب میں کھڑے ہیں اور حاضرین پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں، جب آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو مجھے غور سے دیکھنے لگے۔ حاضرین میں سے کسی صاحب نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سید امیر اللہ شاہ کا بیٹا ہے جو اس مسجد میں کبھی کبھی وعظ کیا کرتے ہیں۔ آپ نے میری طرف انگشت مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا ادھر آؤ میں اس وقت مسجد کے صحن کے باہر جوتیوں والی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا میں نے دل ہی میں عرض کی اگر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے قدموں میں جگہ عطا فرمائیں تو سمجھوں گا ''مور کو بخش دیا تخت سلیمانی'' اس پر آپ نے اپنے قریب ایک ساتھی کو فرمایا اس بچہ کو میرے پاس لاؤ۔

چنانچہ وہ آئے اور مجھے انگلی سے پکڑ کر کہا چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے بلا رہے ہیں میں جونہی اُن کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ پہلی صف میں مولا علی مشکل کشا، شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں، ان کے ساتھ ہی محدث علی پوری حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ تشریف رکھتے ہیں۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ان دونوں کے درمیان کھڑا کیا اور فرمایا محشر کے روز تم ان دونوں علی کے درمیان اٹھو گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دونوں اُنگلیاں اُٹھائیں اور فرمایا جیسے یہ دونوں اُنگلیاں ہیں اسی طرح تمہارے ایک طرف علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور دوسری طرف جماعت علی شاہ محدث علی پوری ہونگے۔ تم ان دونوں علی کے درمیان اٹھائے جاؤ گے، جوتیوں میں کیوں بیٹھو سچ ہے کہ

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تیسری مرتبہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا واقعہ ☆: تیسری مرتبہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا واقعہ بھی آپ حضرت سیّد میر احمد شاہ نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی ہے، ملاحظہ فرمائیں، آپ فرماتے ہیں کہ جلالپور جٹاں میں ہم مجیدی خان کی حویلی میں رہتے تھے، میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت سی خلقت کا ہجوم ہے اور لوگ ہیں کہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں سبقت لے جانا چاہتے تھے۔ میں نے پوچھا کیا ماجرا ہے تو کسی نے مجھ سے کہا تمہیں معلوم نہیں کہ آج اس جگہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ یہ سن کر میں بھی وفور جذبات سے آگے بڑھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور قدم بوسی کرنا چاہی، اتنے میں کیا دیکھا کہ ایک براق جو گھوڑے کی طرح ہے۔ اس کے دائیں طرف لکھا ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یارسول اللہ ﷺ اور بائیں طرف لکھا ہے **الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ ﷺ**

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہیں، میں نے کوشش کی کہ بڑھ کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی کروں، لوگ مجھے پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہجوم بہت زیادہ ہے، تم آگے نہ جاؤ میں نے کہا کہ میں آگے ضرور جاؤں گا چاہے جان بھی چلی جائے اتنے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لے آئے اور فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہم گنہگاروں پر آپ کی مہربانی چاہیے
سب گناہ دھل جائیں گے رحمت کا پانی چاہیے

میں نے عرض کی حضور مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں، صرف اور صرف آپ کی نظر رحمت کا محتاج ہوں۔ حضور علیہ السلام نے مجھ سے تین مرتبہ یہی سوال دہرایا اور میں نے ہر مرتبہ یہی عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کچھ نہیں چاہیے میں صرف اور صرف آپ کی نظر رحمت کا محتاج اور سوالی ہوں تو اس پر آپ نے فرمایا لو یہ تو تمہیں مل گئی۔

جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ☆: آپ کی زندگی کا سب سے اہم پہلو جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ آپ ہمہ وقت عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مستغرق رہتے گویا آپ فنافی الرسول کے مقام پر فائز تھے۔ جب کبھی آپ کے سامنے مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا یا کوئی نعت خواں آپ کے سامنے نعت پیش کرتا تو آپ پر گریہ طاری ہو جاتی آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہ لیتے۔

آپ بے مثال خطیب تھے۔ مختلف دینی مجالس اور محافل میلاد میں شرکت کے مواقع ملتے تو آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور سیرت پاک کے محاسن وفضائل اس قدر جوش اور جذبہ کے ساتھ بیان فرماتے کہ سامعین پر وجد طاری ہو جاتا۔ گھنٹہ دو گھنٹے بولنے کے باوجود تھکن محسوس نہ کرتے اور بے تکان بولتے جاتے۔ وہ عامۃ الناس کو اس بات کی ترغیب دیتے کہ وہ اپنے علاقوں اور گھروں میں محافل میلاد ومجالس ذکر منعقد کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی محبت واطاعت کا اظہار کریں۔ اُن کا قول تھا کہ محبت اپنا اظہار چاہتی ہے لہٰذا سرور کائنات کو یاد کرنے اور اُن کی شان اور مقام لوگوں پر واضح کرنے کے لئے یہ محافل بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن شریف کا حکم ہے کہ **"وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ"** یعنی اللہ کے دنوں کو یاد کیا کرو آپ کے نزدیک ایام اللہ میں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک کا دن یعنی ۱۲ ربیع الاول سب سے بڑا دن ہے کہ اس دن کائنات کی تخلیق کی غرض وغائیت کا ظہور قدسی ہوا لہٰذا میلاد شریف کا منانا اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین تعمیل ہے۔ میلاد شریف منانا ہر مومن کے لئے لازمۂ حیات ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ محبت رسول ہی ایمان کا دوسرا نام ہے۔

مسلک اہل سنت وجماعت کی ترویج ☆: آپ جس قدر رقیق القلب اور نرم مزاج تھے، اسی قدر گستاخانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالخصوص دیوبندیوں، وہابیوں، تبلیغیوں وغیرہ کے معاملے میں سخت مزاج بھی تھے۔ تمام عمر اپنی تقریروں اور تحریروں میں ان کے خلاف عملی کردار ادا کیا اور کبھی بھی ان میں سے کسی بھی فرقہ یا ٹولے سے کوئی رعایت نہیں برتی اور نہ ہی ان کے معاملے میں رواداری سے کام لیا۔ ان کے غلط نظریات وعقائد کے رد کے لئے خوب مطالعہ فرماتے۔ کتب بینی کا شوق ویسے تو آپ کو بچپن سے ہی مگر اپنے عقائد کے پرچار اور نظریات کو عوام الناس تک پہنچانے کیلئے دن رات مطالعہ فرماتے یہاں تک کہ آپ نے ۱۹۶۵ء میں اپنے قصبہ مونیانوالہ ضلع فیصل آباد میں امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے نام سے منسوب کر کے ایک کتب خانہ

قائم فرمایا۔ جس کا نام مکتبہ مظہر فیض رضا رکھا۔ ۱۹۷۲ء میں حج بیت اللہ سے واپسی پر اسی مکتبہ کے زیر اہتمام آپ نے اہل سنت کے معروف عالم دین علامہ ارشد القادری کی مشہور زمانہ کتاب زلزلہ اور تبلیغی جماعت۔ یہ دونوں کتابیں اپنے ذاتی خرچ سے شائع کرا کر عوام اہلسنت تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ کی تمام زندگی دین اسلام اور بالخصوص مسلک اہلسنت کی ترویج و اشاعت اور مخلوق خدا کی خدمت کے لئے وقف تھی۔ کوئی لحہ بھی یاد خدا سے غافل نہ ہوئے۔

سیرت و کردار☆: آپ اخلاق و محبت کا پیکر، شرافت و کرامت کا مجسمہ اور حسن اخلاق میں عدیم المثال تھے۔ آپ کا دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خزینہ اور آپ کا سینہ غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دکھوں کے مداوے کا مرکز ومنبع تھا۔ آپ اپنے وقت کے عظیم مبلغ، بلند پایہ خطیب اور فی البدیہہ شعر کہنے میں مکمل دسترس رکھتے تھے، آپ کے چہرے کی زیارت کرنے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔ آپ نے اپنے علم وعمل اور بلند و بالا کردار سے دین اسلام بالخصوص تصوف اور بزرگان دین کی تعلیمات کو عوام الناس تک اس طرح پہنچایا کہ جو بھی محفل میں آیا وہ محروم از فیض نہ گیا جو بھی آیا علم وعرفان کی جھولیاں بھر کر لوٹا، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ چوراہیہ کی اس انداز سے ترویج و اشاعت کی کہ مثال ناممکن ہے، آپ کے زمانے کے مشائخ و اہل علم علماء و مشائخ الجھی ہوئی گتھیاں سلجھانے کے لئے آپ کے پاس آتے اور آپ ان کی تسلی وتشفی بڑے ہی احسن انداز میں فرماتے اس طرح آپ کی تمام عمر دین متین اور تصوف و معرفت کی خدمت اور اسلام کی عظمت کا پرچم بلند کرنے اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف آخری وقت تک نبرد آزما ہونے میں گزاری۔ ساری زندگی مال و دولت اور زمین و جائیداد دنیا و اہل دنیا کی طرف آپ کی طبیعت راغب یا مائل نہیں ہوئی اور نہ ہی دنیا اور اہل دنیا سے کوئی تعلق واسطہ رکھا ہر وقت اس مقولہ پر قائم رہے کہ ''**مرضی مولیٰ بر ہمہ اولیٰ**''۔

خدمت خلق کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اگر کوئی مرید یا چاہنے والا حاضر خدمت ہو کر اپنی تکلیف بیان کرتا تو آپ اس کی تکلیف رفع ہونے تک آرام سے نہ بیٹھتے اس کے لئے آپ کو کسی بڑے سے بڑے شخص کے پاس بھی جانا پڑتا تو اپنی اَنا کو ایک طرف رکھ کر اس کی امداد اور دستگیری کیلئے ضرور جاتے اس سلسلہ میں کسی بھی بڑی شخص یا حکومتی نمائندے کو خاطر میں نہ لاتے۔ سادگی کا عالم یہ کہ سائیکل پر اور اکثر پیدل بھی چلے جاتے تھے۔ اپنے مریدین و متوسلین کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آتے۔ غریب لوگوں، بیوگان، مفلس وقلاش انسانوں کو تلاش کر کے اُن کی مدد و دستگیری کا انتظام کرتے۔ ہر آنے والے کے لئے لنگر کا ہمہ وقت انتظام موجود تھا۔ آپ مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمۃ کے اس قول کو ہمیشہ سامنے رکھتے کہ اگر کوئی شخص اپنے ہاں آنے والے کو کچھ کھلائے پلائے بغیر واپس کر دے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے کسی مردہ سے ملاقات کر کے آیا ہے۔ لہٰذا کسی کی کچھ خدمت کئے بغیر خالی نہ لوٹاتے۔ صلہ رحمی اور سخاوت کا جذبہ اُن میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اُن کی بے پایاں محبت وشفقت کی بدولت مریدین اور اہل قصبہ اُن پر جان نثار کرتے تھے۔ وہ ان کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے اپنے مردوں کا جنازہ نہ پڑھواتے تھے۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے اور نہ ہی آپ کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کوئی اور پڑھا سکا۔

آپ کی شخصیت سادگی اور قناعت کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ وہ ایک نہایت متمول خاندان کے فرد ہونے کے باوجود اپنے رہن سہن بود و باش اور طور اطوار میں نہایت سادگی اور میانہ روی اختیار کرتے۔ عموماً سادہ اور موٹا لباس پہنتے۔ سر پر سبز دستار باندھتے۔ کروفر سے دور بھاگتے۔ خورد و نوش اور نشست و برخاست میں بھی سادگی کو ملحوظ خاطر رکھتے لیکن مہمانوں کی تواضع اور اُن کے قیام و طعام کا بڑا اچھا انتظام کرتے لنگر ہمہ وقت جاری رہتا۔ عمومی طور پر ایک کھانے پر اکتفا کرتے لیکن مہمانداری کے لئے کھلے دل سے خرچ کرتے کم خوردن اور کم خفتن آپ کا شعار تھا۔ دولت کے ارتکاز سے سخت نفرت تھی کل کے لیے کچھ نہ بچا کر رکھتے تھے، متوکل علی اللہ انسان تھے، مریدین و متوسلین تعویذ اور دم درود کیلئے حاضر ہوتے تو ان سے کوئی قیمت وصول نہ کرتے۔ ہدیہ قبول کرتے لیکن دینے والے سے فرما دیتے کہ بھائی اگر استطاعت ہے تو ٹھیک وگرنہ فقیر کو اس کی کوئی حاجت نہیں۔ آپ صبر و رضا کے پیکر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ملتا اس پر قناعت کرتے کچھ نہ ہوتا تو دونوں صورتوں میں شکر ادا کرتے۔ آپ کی زبان گلہ و شکوہ سے ہمیشہ پاک رہی۔ آپ ہر کس و ناقص کے ساتھ محبت توجہ اور انکساری کے ساتھ ملتے۔ حافظہ قوی تھا تقریباً ہر آنے والے کو اس کے نام سے ساتھ یاد کرتے۔ دلداری اور رواداری آپ کا شعار تھا۔ سچ ہے کہ "الفقر فخری" کا جیتا جاگتا مظہر تھے۔

جرأت و بے باکی ☆: آپ جرأت و بے باکی اور حق گوئی کا پیکر تھے۔ کوئی خوف یا لالچ انہیں حق بات کہنے اور کرنے سے روک نہ سکی۔ آپ کے گاؤں میں اہلسنت کی اکثریت تھی۔ اور صرف ایک گھر شیعوں کا تھا۔ انہوں نے سادات رجوعہ کی مدد اور تعاون کے ساتھ مونیانوالہ میں گھوڑا اور تعزیہ نکالنے کی کوشش کی تو آپ نے اس کی سخت مزاحمت کی۔ آپ نے اپنے گاؤں کے تمام لوگوں کو اکٹھا کر کے اُن سے عہد لیا کہ وہ اپنی جانوں پر کھیل کر اس مذموم کوشش کو ناکام بنا دیں گے۔ چنانچہ تمام لوگ مستعد اور تیار ہو کر آپ کی رہنمائی میں مخالفین کے خلاف ڈٹ گئے۔ نہر کے ایک کنارہ پر سادات رجوعہ کے ہمنوا اور دوسرے کنارے پر حضرت صاحب کے مرید و متوسلین اور گاؤں کے لوگ مورچہ زن ہو گئے۔ جب خون خرابہ کا خطرہ لاحق ہوا تو پولیس کی ہمراہی میں ایک مجسٹریٹ نے تحقیقات کا آغاز کر دیا۔ فریقین سے اُن کی ملاقاتیں ہوتی رہیں لیکن حضرت پیر احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے مجسٹریٹ کو واضح طور پر بتا دیا کہ اگر ایسی کوئی سینہ زوری کی گئی تو اس سے بڑا فساد اور خون خرابہ ہو گا لہٰذا حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے۔ شیعہ حضرات کا صرف ایک گھر ہے ہم کسی صورت تعزیہ اور گھوڑا نکالنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ مجسٹریٹ نے تحقیقات کے بعد فیصلہ پیر صاحب کے حق میں دے دیا لہٰذا فساد اور قتل و غارت کا خطرہ ٹل گیا۔ ایسا صرف پیر صاحب کی جرأت و بے باکی کی بدولت ہو سکا۔ چنانچہ آج تک یہ گاؤں ایسی تمام بدعات سے محفوظ رہا ہے۔

ردِّ مرزائیت ☆: مرزائیت اسلام کے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف برطانوی سامراج کی ایک گہری سازش تھی، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ جیسے جید علماء و صوفیاء، مرزائیوں کے خلاف کفر و ارتداد اور ان کے خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ دے چکے تھے۔ اس ضمن میں جن حضرات نے قادیانیت کے

خلاف محاذ آرائی کو اپنی زندگی کا مشن بنایا اُن میں حضرت پیر سیّد سید شاہ گیلانی چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی سرفہرست ہے۔ آپ نے اپنے خلیفہ خاص پیر سید میر احمد شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو ساتھ لے کر قادیان کا رخ کیا۔ آپ نے ضلع گورداس پور اور اُس کے اردگرد کے علاقوں کو ردِ مرزائیت کے لئے اپنا ٹارگٹ بنایا۔ حضرت سید میر احمد شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پیرو مرشد کی نگرانی اور رہنمائی میں جگہ جگہ جلسے وجلوس منعقد کر کے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کی وضاحت کی۔ آپ لوگوں کو تلقین کرتے کہ مرزائیوں سے ہر قسم کے روابط اور تعلقات، اُن کے ساتھ شادی بیاہ اور نکاح کی مجالس میں شرکت اور تعلقات خورد ونوش سے مطلقاً احتراز کریں کیونکہ قادیانیت ارتداد و کفر ہی کی ایک صورت ہے۔ اُن کے ساتھ اشتراک سے مسلمان خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔ سید میر احمد شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ چونکہ خوش بیان واعظ بھی تھے اس لئے اپنی تقاریر سے لوگوں کا دل موہ لیتے۔ ان علاقوں میں آپ کے وعظ ونصیحت کا خاطر خواہ اثر ہوا اور لوگ قادیانیت کے فتنہ سے محفوظ رہے۔ حضرت پیر سیّد سید شاہ گیلانی چوراہی علیہ الرحمۃ اس کے بعد قادیان میں مورچہ زن ہو کر فتنہ قادیانیت کے مکمل استحصال پر کمربند ہو گئے۔ آپ کی قادیان میں آمد نے ایک غلغلہ بپا کر دیا۔ شب وروز جلسوں اور جلوسوں کی بہتات ہوگئی۔ ان دینی وروحانی اجماعات نے قادیانیت کے دجل وفریب کا پردہ چاک کر دیا۔ قادیان میں مرزا قادیان کا ایک قریبی رشتہ دار جو اندر سے مسلمان تھا۔ اس کو فالج ہو گیا تھا۔ اس نے در پردہ حضرت پیر سیّد سید شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو دعوت دی۔ چنانچہ آپ اس کی دعوت پر اس کے گھر گئے۔ وہ چل پھر نہیں سکتا تھا لیکن اس نے حضرت کی خوب آ وَ بھگت اور تکریم کی آپ نے اس کے لئے دُعائے خیر کی اور دم کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ٹھیک ہو گیا وہ آپ کا بڑا شکر گزار رہا۔ آپ قادیان میں ایک عرصہ تک مقیم رہے اور آپ کے تبلیغی پرچار سے ان علاقوں میں قادیانیت کی ترویج رک گئی۔

تحریک خلافت ☆: پاکستان و ہند کے مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کی تاریخ میں تحریک خلافت بڑی نمایاں اور اہم حیثیت رکھتی ہے۔ جنگ عظیم اول کے بعد یورپ کی سامراجی قوتوں نے ترکی خلافت کے حصے بخرے کر کے خلافت کو توڑ دیا اور اس طرح دنیائے اسلام کی مرکزیت کا خاتمہ ہو گیا۔ عثمانی خلافت کے استحکام اور بحالی کے لئے برصغیر کے مسلمانوں نے تحریک خلافت کے نام سے زبردست تحریک چلائی۔ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی اس کے روح رواں تھے۔ عوام الناس اور علمائے اہلسنت نے اس تحریک میں جوش اور جذبہ کے ساتھ حصہ لیا۔ حضرت پیر سید میر احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ چونکہ مذہب وسیاست دونوں میں بڑی فعال شخصیت کے مالک تھے لہٰذا انہوں نے بھی خلافت کی بقا اور بحالی کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ کے والد ماجد نے عثمانی خلافت کی حمایت میں فتوئی بھی دیا اور جمعہ کے خطبات میں لوگوں کو اس تحریک کی حمایت وتائید کیلئے ذہنی طور پر تیار کرتے۔ بدقسمتی سے علمائے دیو بند اور نیشنلسٹ مسلمانوں نے ہندوؤں کی جماعت کانگریس کو بھی اس میں شرکت پر آمادہ کر لیا۔ اس اشتراک نے تحریک کا رخ ہی بدل دیا۔ مسلمان دو گروپوں میں بٹ گئے۔ علمائے دیو بند نے برصغیر کو دار الحرب قرار دے کر ہندو کانگریس کے ایماء پر ترک موالات اور تحریک ہجرت جیسی تحریکیں چلا کر مسلمانوں کو ہندوستان سے ہجرت کرنے کی راہ دکھائی۔ لیکن اس کے برعکس امام اہلسنت

حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے اہلسنت کی یہ رائے تھی کہ انگریز غاصب اور غیر ملکی حکمران ہیں مسلمانوں کو ہندوستان سے ہجرت کی بجائے انگریز حکمرانوں کو ملک سے نکال کر اپنی آزادی بحال کرنی چاہیے تا کہ اس طرح مسلمانوں کی عظمت رفتہ بحال ہو سکے۔ دوسرے یہ کہ ہجرت کی صورت میں مسلمان جو پہلے ہی اقلیت میں ہیں اُن کی تعداد کم ہو جائے گی اور وہ ملک بدر ہو کر اقتصادی طور پر تباہی کا شکار ہوں گے۔ لہٰذا کانگریس کی ترک معاملات اور ہجرت سے اجتناب کیا جائے۔ پیر سید میر احمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترک موالات اور ہجرت کی مخالفت میں بھر پور کوششیں کیں۔ لہٰذا علمائے اہلسنت کی اجتماعی جدوجہد سے بہت کم لوگوں نے ہجرت کی اور مسلمان شدید مالی اور سیاسی بحران سے بچ گئے اور کانگریس اپنی چالوں میں ناکام رہی۔

تحریک پاکستان میں آپ کا کردار☆: تحریک پاکستان کے سلسلہ میں آپ کی اور آپ کے خاندان کے بزرگوں کی خدمات نہ صرف ناقابل فراموش بلکہ ایک تاریخی حقیقت ہیں، آپ کے بزرگوں نے دوقومی نظریہ کی حمایت میں تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلمانانِ ہند کے دلوں میں بے پناہ سیاسی و مذہبی شعور بیدار کیا۔ امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے دوقومی نظریہ اور آپ کے مسلک کی تائید اور بنارس سنی کانفرنس کے فیصلوں کی روشنی میں مطالبہ پاکستان کی باقاعدہ حمایت میں متحرک اور فعال کردار ادا کیا۔

چونکہ آپ کو فی البدیہہ شعر گوئی پر کافی ملکہ حاصل تھا۔ آپ نے اپنے تبلیغی و سیاسی جلسوں اور مختلف موقعوں پر اپنی لکھی ہوئی نظموں مثلاً غیرت اسلام، التجائے ناطق اور سچا پیر کے نام سے شائع کرا کے اپنے مریدین میں مفت تقسیم کروا کے ان میں مذہبی و سیاسی شعور کو اجاگر کیا، آپ جہاں جاتے مسلمانوں کو ہندوؤں کے مقابلے میں اپنا کاروبار کرنے اپنے تجارتی مراکز قائم کرنے اور ہندوؤں سے سودی لین دین ختم کرنے کی ترغیب فرماتے اور مسلمانوں کو مسلمانوں ہی سے لین دین پر سختی سے حکم دے کر فرماتے اس سے مسلمانوں کی معاشی حالت بہتر ہوگی اور مسلمان ایک مضبوط قوم کے طور پر ابھرے گی اس طرح ہندو کا مقابلہ بھی آسان ہو جائے گا۔

۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے اجلاس میں آپ کا سارا خاندان بمع مریدین کے شریک تھا۔ اور ۱۹۴۰ء سے لے کر ۱۹۴۷ء یعنی قیام پاکستان تک ہر طرح کی سختی برداشت کر کے ہر قسم کی مالی و جانی قربانی پیش کر کے مسلمانانِ برصغیر کی آزادی کے لئے زبردست کردار ادا کیا، پاکستان کے قیام کے بعد پنجاب کے وزیر اعظم نواب افتخار حسین ممدوٹ کے سرکاری نمائندہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تحریک پاکستان میں آپ کی جدوجہد پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آپ کو کئی مربعے زرعی زمین کی پیشکش کی، مگر آپ نے یہ کہہ کر وہ زمین لینے سے انکار کر دیا کہ ہم نے قیام پاکستان کی جدوجہد میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے غلبہ اور مسلمانوں کی بھلائی کے لئے حصہ لیا تھا نہ کہ مالی منفعت کے لئے میرے لئے یہ میرا مکان ہی کافی ہے۔

کشف و کرامات☆: حضرت سیّد پیر میر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی تھے۔ اُن سے اکثر کشف و کرامات ظہور ہوتا رہتا۔ مشت از خروارے چند کرامات حاضر خدمت ہیں۔ چنیوٹ شہر سے کوئی دس کوس کے فاصلہ پر میانہ کوٹ میں رہنے۔ والی ایک

مریدہ زندگی کے آخری سالوں میں اپنی بینائی کھو بیٹھی۔ وہ بیان کرتی ہے کہ گرمیوں کا موسم تھا۔ میں اپنی بینائی کے کھو جانے پر غمگسار تھی اور اپنے مرشد کو یاد کرتے ہوئے گریہ کناں تھی کہ میں سیّد آل رسول کی مرید ہوں۔ آپ دکھیوں کے غمگسار اور مددگار ہیں لیکن افسوس اُن کی موجودگی کے باوجود میں دنیا میں اندھی ہوگئی آخرت میں معلوم نہیں کیا ہوگا۔ یہ خیال آنا تھا کہ مجھے اپنے مرشد کے آنے کا احساس ہوا۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور اپنی لب مبارک کو میری دونوں آنکھوں میں لگایا تو فوراً میری بینائی بحال ہوگئی۔ میں اٹھی تا کہ ان کے قدم بوسی کرسکوں۔ لیکن وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو چکے تھے۔ میں نے دوسرے دن پیر صاحب کے پاس حاضر ہو کر انہیں سارا ماجرا سنایا۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ تم نے خواب دیکھا ہوگا میں نے عرض کیا حضور نہیں یہ سب کچھ میری کھلی آنکھوں نے دیکھا۔ گاؤں کے لوگ آج بھی اُن کی اس کرامت کا اکثر ذکر کرتے رہتے ہیں۔ ۱

کرامت ۲ ☆: ایک دوسری کرامت یوں ہے کہ آپ کے گاؤں کے نمبردار نے اپنے کسی زیردست کے ساتھ سخت زیادتی کی۔ مقدمہ آپ کے حضور پیش ہوا۔ نمبردار نے آپ سے علیحدگی میں درخواست کی حضرت فیصلہ میرے حق میں کریں یہ تو کمی ہے اس کی کیا حیثیت ہے۔ لیکن حضرت نے فیصلہ اس غریب آدمی کے حق میں کر دیا اس پر وہ نمبردار آپ کا مخالف بن گیا۔ جمعہ کا دن تھا۔ پیر احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ جمعہ کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت کی نظر نمبردار پر پڑگئی جو وضو کر رہا تھا۔ آپ نے کچھ توقف کیا لیکن نمبردار نے وضو میں جان بوجھ کر بہت تاخیر کی حضرت سمجھ گئے کہ یہ مجھے زچ کرنے اور چڑانے کے لئے ایسا کر رہا ہے اور نماز میری اقتدا میں پڑھنا نہیں چاہتا۔ آپ جلال میں آگئے اور فرمایا اے فلاں فلاں یہ تمہاری آخری نماز ہے۔ بس اتنا کہا تھا کہ اس کا سارا جسم اکڑ گیا اور دائیں بائیں مڑنے سے رہ گیا۔ اُس کے لواحقین نے اس کا بہت علاج کرایا مگر آرام نہ آیا۔ تنگ آ کر بالآخر وہ اس کو آپ کے داماد حضرت پیر سیّد ظفر الایمان کے پاس لے گئے۔ اُن کی کوشش بھی رائیگاں گئیں۔ حضرت پیر احمد شاہ صاحب نے اپنے داماد کو پیغام بھیجا کہ بیٹا اگر تمہاری رسائی عرش تک بھی ہے تو بھی کچھ نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ یہ تیر احمد شاہ کا چھوڑا ہوا ہے۔ **"تیر از کمان جستہ باز نہ آید"** لیکن اگر تمہاری رسائی عرش سے اُوپر ہے تو پھر ہر کام ممکن ہے لیکن وہ شخص اسی حالت میں وفات پا گیا۔

کرامت ۳ ☆: ایک اور واقعہ ٹھٹھہ شاشو کا ہے یہ گاؤں حضرت صاحب کے گاؤں سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ اپنے ایک مرید دوست محمد ہرل کے ہاں قیام پذیر تھا۔ گاؤں کے لوگ اکٹھے ہو کر آپ کے پاس آئے کہ حضرت امساک باران ہے۔ مال مویشی اور انسان پانی اور سبزہ کی کمی سے مر رہے ہیں براہ کرم بارش کی دُعا فرمائیں۔ آپ نماز استسقاء کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کب بارش چاہتے ہو لوگوں نے عرض کی حضور ابھی آج ہی۔ آپ نے بعد از نماز ہاتھ اُٹھائے ہی تھے کہ یک دم چاروں طرف سیاہ بادل چھا گئے اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ لوگ بھیگتے ہوئے گھٹنوں گھٹنوں پانی میں تر بتر گھروں کو واپس ہوئے۔

کرامت ۴ ☆: اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ برج منڈی کا ہے۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے عام خشک سالی تھی۔ لوگوں

نے آپ سے بارش کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا سنو دو دن بعد ٹھیک دو بجے بارش ہوگی۔ مقررہ وقت آ گیا ڈیڑھ بج گیا۔ لہٰذا ایک مرید دوڑتا بھاگتا آیا اور عرض کی حضور ڈیڑھ بجنے کو ہے بارش کے کوئی آثار نہیں۔ وہابیہ مذاق اُڑا رہے ہیں۔ آپ نے جلالیت بھرے لہجے میں فرمایا ابھی آدھا گھنٹہ باقی ہے۔ اس کے بعد ذکر کرنا پھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ٹھیک دو بجے موسلا دھار بارش شروع ہوگئی اور سارا علاقہ جل تھل ہوگیا۔ وہابیہ مارے شرمندگی کے اپنا سا منہ لے کر رہ گئے اور اہلسنت کا دل شاد ہوا۔

کرامت ۵ ☆: ایک دوسرا واقعہ اس طرح ہے کہ علاقہ میں طوفانی بارشوں نے تباہی مچادی دریا کناروں سے باہر اُمڈ آیا۔ اردگرد کے سب گاؤں میں سیلاب نے تباہی مچادی۔ لوگ آپ کے پاس بھاگم بھاگ آئے اور عرض کی حضور دریا کی طغیانی کا کچھ کریں وگرنہ ہم سب غرق آب ہو جائیں گے۔ آپ اُن کے ساتھ چل پڑے اور ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر ایک رقعہ لکھ کر دریا میں پھینک دیا اور ایک جانب لکیر کھینچ کر دریا کو حکم دیا کہ واپس لوٹ جاؤ یہ میرا احمد شاہ کا حکم ہے۔ لوگ آج بھی اس بات کے گواہ ہیں دریا کی طغیانی رک گئی اور لوگ سیلاب کی مزید طغیانیوں سے بچ گئے۔

کرامت ۶ ☆: ایسا ہی ایک دوسرے موقع پر اُن کے علاقہ میں جب بہت بارشیں ہوئیں تو دریا پھر اُمڈ آیا اور گاؤں کے گاؤں سیلاب کی نذر ہونے لگے۔ چنانچہ گاؤں کے لوگ پھر اُن کے پاس حاضر ہوئے اور انہیں دریا روکنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کاغذ، پنسل لاؤ لیکن کاغذ پنسل ندارد۔ آپ نے فرمایا کہ مٹی کا ایک ٹھیکرا لاؤ۔ انہوں نے اُس ٹھیکرا پر کوئلے سے چند الفاظ لکھے اور مریدین سے کہا جاؤ اسے دریا میں پھینکتے ہوئے کہنا کہ پیر احمد شاہ کا حکم ہے واپس لوٹ جاؤ۔ اس امر کے بھی سینکڑوں لوگ گواہ ہیں کہ پانی جہاں تھا وہیں رُک گیا اور دریا اُترنا شروع ہوگیا اور آج تک دریا نے اُدھر کا رُخ نہیں کیا۔

ایسی کئی ایک کرامتیں ہیں جس کی وجہ سے انہیں ''کانگ ٹھل پیر'' کہا جاتا تھا۔ (یعنی دریا کی طغیانی روکنے والا پیر) ان سب واقعات کے آج بھی چشم دید گواہ موجود ہیں اور حضرت کی شان میں قصیدہ گو رہتے ہیں۔

کرامت ۷ ☆: آپ کی ایک اور کرامت یوں ہے آپ قریبی گاؤں ٹھٹھ شاشو میں گئے ہوئے تھے۔ اُن کے ایک مرید کی بیٹی نے آ کر عرض کی حضور میرا کوئی بھالو (بھائی نہیں) ایک بھالو چاہیے۔ آپ نے فرمایا مل جائے گا۔ اطمینان رکھو۔ کچھ دنوں آپ حج کے لئے روانہ ہوگئے۔ واپس آئے تو اپنے مرید کو بلا کر خوشخبری دی کہ تمہیں اللہ بیٹا دے گا۔ اس کا نام عطاء رسول ہے میں اُسے تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگ کر لایا ہوں۔ چنانچہ اس کے ہاں اکلوتا بیٹا پیدا ہوا اس کا نام عطاء رسول رکھا گیا۔ وہ بچہ آج احمد پور سیال میں انسپکٹر پولیس کے عہدہ پر متعین ہے۔

کرامت ۸ ☆: ایک اور واقع بدیں صورت وقوع پذیر ہوا۔ آپ کی ایک مریدین بیگماں نامی جھلاں چیچڑاں کی رہنے والی تھی اس کے جلا نامی بیٹے کو سزائے موت سنا دی گئی۔ اتفاقاً آپ اس کے گاؤں تشریف لے گئے۔ اس نے التجا کی کہ حضور میرے گھر میں برکت کی خاطر قدم رنجہ ہوں آپ از راہ مروت اس کے گھر تشریف لے گئے۔ جوں ہی آپ کمرہ میں داخل ہوئے اس خاتون خانہ

نے باہر سے چٹخنی لگادی حضرت کو بڑی حیرانی ہوئی۔آپ نے اُسے پکارا بیگماں اندر بہت گرمی ہے دروازہ کھولو۔اس نے عرض کی حضور میرے بیٹے کی رہائی کی جب تک آپ دُعا نہ کریں گے چٹخنی نہیں کھولوں گی۔وہ بار بار تکرار کے باوجود کنڈی کھولنے پر تیار نہ ہوئی تنگ آ کر حضور نے فرمایا جاؤ دفع ہو جاؤ رہا ہو جائے گا اس خاتون نے جونہی یہ الفاظ سنے اندر سے چٹخنی کھول دی اور پاؤں پر گر کر معافی مانگی اور عرض کی حضور یہی کہلوانا میرا مقصود تھا۔اب مجھے یقین ہے کہ میرا بیٹا رہا ہو جائے گا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا اگلی پیشی پر وہ رہا ہو کر بخیریت گھر پہنچ گیا۔

کرامت ۹ ☆: آپ کی ایک اور کرامت کا ذکر یوں کیا جاتا ہے بعداز وصال آپ کے عرس مبارک کی تقریب ہو رہی تھی نماز کا وقت آ گیا۔آپ کے مرید و خلیفہ و جانشین حضرت پروفیسر سید مسعود حیدر بخاری مدظلہ العالی کی امامت میں جماعت کھڑی ہوگئی۔جگہ نہ ملنے کی وجہ سے جناب محترم محمد عرفان صاحب مینیجر حبیب بینک ساہیوال ادھر اُدھر جگہ کی تلاش میں تھے۔جگہ نہ ملنے کی وجہ سے اُس نے قبر مبارک کے سامنے کونے میں نماز نیت لی۔وہ بیان کرتے ہے کہ میرے دل میں خیال آیا قبر سامنے ہے شاید نماز نہ ہو گی۔اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ قبر کھل گئی اور اندر سبز روشنی میں خود حضرت سید پیر احمد شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نماز کی نیت کر رہے ہیں اور معہ عمامہ سبز لباس میں ملبوس ہیں۔گویا پیر صاحب پر اُن کے دل کی بات عیاں ہوگئی اور انہوں نے اُسے مشاہدہ کرا کے تسلی دی کہ بیٹا تمہاری نماز درست ہے اور دیکھو میں خود بھی نماز ادا کر رہا ہوں۔محترم عرفان صاحب نے سلام پھیرنے کے فوراً بعد یہ واقعہ سنایا اور فرمایا واہ! سبحان اللہ ولی ہو تو ایسا کامل ہو۔اس کی تصدیق جناب عرفان صاحب سے بہ نفس نفیس آج بھی کی جاسکتی ہے۔

وصال باکمال ☆: آپ زندگی کے آخری حصہ میں مونیانوالہ سے اُٹھ کر ایک نزدیکی قصبہ بُرج منڈی ضلع فیصل آباد تشریف لے آئے اور یہیں پر تادم آخر سکونت پذیر رہے۔آپ کے عقیدت مندان و مریدین و متوسلین ہزاروں کی تعداد میں اندرون ملک اور بیرون ملک موجود ہیں، وصال سے قبل آخری دنوں میں ضعیفی اور کمزوری کی بنا پر چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے، اعزاو اقرباء و مریدین کو تشویش لاحق ہوئی تو آپ نے ان سے فرمایا پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، ہم بارہ ربیع الاول شریف کو اس دنیا سے راہی ملک عدم ہونگے، ہم نے یہ دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگ کر لیا ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کا وصال باکمال بارہ ربیع الاول شریف ۱۴۱۲ھ بمطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز بدھ کو ہوا۔اُس وقت آپ کی عمر شریف ۹۵ سال کی تھی۔پس ماندگان میں ایک صاحبزادہ جن کا نام سیّد مظہر حسین شاہ اور چار صاحبزادیاں چھوڑیں۔

آپ کے بعد پروفیسر الحاج حضرت پیر سیّد مسعود حیدر شاہ بخاری نقشبندی مجددی مدظلہ العالی جن کو آپ نے اپنی ظاہری حیات میں ہی اپنا خلیفہ مجاز مقرر فرمایا تھا، وہی آپ کے سجادہ نشین بھی مقرر ہوئے۔آپ ان کے بھتیجے سید محمد افضل شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے بیٹے ہیں اس لحاظ سے وہ حضرت پیر سید میر احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے بھی ہوئے۔آپ کا مزار پُرانوار بُرج منڈی ضلع فیصل آباد میں مرجع خاص و عام ہے، مزار شریف کی تعمیر حضرت پروفیسر سید مسعود حیدر بخاری نے ملک کے مایہ ناز مہندس (انجینئر) جناب محمد مختار

بشیر نقشبندی کی ذاتی نگرانی اور توجہ سے پایۂ تکمیل تک پہنچائی جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں، آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال بارہ ربیع الاول کو آپ کے مزار پُر انوار پر پروفیسر الحاج حضرت پیر سید مسعود حیدر بخاری نقشبندی کے زیر سرپرستی منایا جاتا ہے۔ ملک بھر سے علماء کرام مشائخ عظام نعت خوان حضرات اس موقع پر عقیدت ومحبت کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔

جناب پروفیسر الحاج سیّد مسعود حیدر بخاری مدظلہ العالی گورنمنٹ کالج ساہیوال میں صدر شعبۂ تاریخ کی حیثیت سے ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں تاریخ اسلام عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہد نبو اُمیہ وعہد بنو عباس کے علاوہ مغلیہ دور کے مصنف بھی ہیں۔ ۱۹۹۱ء میں ریٹائر ہو کر فرید ٹاؤن ساہیوال میں ہی مقیم ہیں۔ اسی جگہ پر اپنے مرشد کامل کا فیض عوام الناس میں تقسیم کر رہے ہیں، آپ کے عقیدت مندوں میں بڑے بڑے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کے علاوہ اعلیٰ عہدوں پر فائز لوگ شامل ہیں۔ ہر جمعہ کی شام کو ساہیوال کی جھگیوں میں رہنے والے غریبوں کے سینکڑوں بچوں کیلئے لنگر کا انتظام کیا جاتا ہے اور نقدی کی صورت میں بھی ان کی مدد کی جاتی ہے اور ختم خواجگان پڑھا جاتا ہے۔ اور سینکڑوں لوگ آپ کے لنگر سے استفادہ کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف ۲۰۰۸ء ماہ محرم کی پانچ تاریخ کو حضور مسعود العالمین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس مبارک میں حسب معمول حاضر ہوا تو فقیر کا قیام گورنمنٹ کالج ساہیوال کے ریٹائرڈ پرنسپل پروفیسر میاں اللہ بخش طارق مدظلہ کی رہائش گاہ پاکپتن شریف میں تھا۔ جناب پروفیسر اللہ بخش طارق صاحب سلسلہ عالیہ وارثیہ کے احرام پوش فقیر ہیں اور سلسلہ عالیہ میں ان کا نام نایاب شاہ وارثی رکھا گیا ہے۔ وہ فقراء اور درویشوں کی عرصہ دراز سے خدمت کرتے چلے آرہے ہیں۔ فقیر راقم الحروف سے خصوصی محبت اور شفقت فرماتے ہیں۔ ۲۰۰۸ کی حاضری کے موقع پر فرمانے لگے ساہیوال میں میرے اُستاد جن سے میں نے کالج میں پڑھا ہے، آج کل ریٹائر ہو چکے ہیں۔ اب وہ تصوف وطریقت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ ان سے ایک مرتبہ ضرور ملیں۔

چنانچہ میں نے اپنے سفر وحضر کے ساتھی برادر طریقت محبوب قمر المشائخ جناب شیخ فواد رشید اور عزیزم عمر خیام جو ہمارے ساتھ راولپنڈی سے بابا صاحب کے عرس کے لئے ساتھ تھے کو ہمراہ لیا اور جناب پروفیسر اللہ بخش طارق المعروف نایاب شاہ وارثی صاحب اور ان کے صاحبزادے جناب عمران طارق ایڈووکیٹ جو آج کل جج بن چکے ہیں کے ہمراہ فرید ٹاؤن ساہیوال پہنچے تو ایک نورانی صورت، خوبصورت وباوجاہت شخصیت حضرت الحاج پروفیسر سیّد مسعود حیدر بخاری صاحب مدظلہ العالی سے ملاقات کر کے از حد خوشی ہوئی۔ جناب پروفیسر صاحب کی عمر تقریباً 80 برس کے قریب ہے۔ مگر قوت حافظہ اور ظاہری وباطنی علوم پر ان کی دسترس اور سیر حاصل گفتگو کا اب بھی ان کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ حسن اخلاق اور مہمان نوازی کا وصف جناب پروفیسر الحاج مسعود حیدر بخاری میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ ضعیفی کے باوجود مہمان کی خدمت وخاطر کے تمام فرائض از خود انجام دیتے ہیں۔ گفتگو میں محبت اور چاشنی ان کی شخصیت کا خاصہ ہے۔ وعدے کے پکے قول کے سچے ہمت اور علم وفضل اور عرفان ومعرفت میں یکتا اور عدیم المثال شخصیت کے مالک ہیں۔ ماہ

محرم ۱۴۳۱ھ بمطابق 2009ء کو حضور گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس کے موقع پر جب دوبارہ حاضری ہوئی تو یہ جان کر قلبی مسرت ہوئی کہ حضرت پروفیسر صاحب نے ساہیوال شہر کے بالکل قریب ایک وسیع قطعہ زمین حاصل کر کے ساہیوال شہر کی سب سے بڑی اور سب سے خوبصورت مسجد کی تعمیر کا کام شروع کروادیا ہے، حضرت کی دعوت واصرار پر مسجد کی تعمیر دیکھنے گئے تو آپ نے مجھ گنہگار اور میرے ساتھ میرے ہمسفر برادران طریقت جناب شیخ فواد رشید صابری، صاحبزادہ عمران الٰہی صابری اور خالد ضیاء صدیقی قلندری سے مسجد کی محراب میں اینٹیں بطور برکت رکھوائیں۔

مسجد کے ساتھ ہی عظیم الشان خانقاہ اور ایک دینی ادارہ بھی منصوبہ کا حصہ ہے، جو بہت جلد انشاءاللہ تکمیل کے مراحل کو پہنچے گا۔

حضرت پروفیسر سیّد مسعود حیدر شاہی بخاری مدظلہ العالی جیسے بالغ النظر، وسیع القلب شخص کا وجود ان کے رفقاء وعقیدتمندان و مریدین کے لئے غنیمت ہے۔

۲۰۰۸ء سے تادم تحریر راقم الحروف کا آپ سے ٹیلی فونک رابطہ اور تعلق واسطہ برقرار رہے، اکثر بذات خود فون کر کے راقم الحروف کی خیریت معلوم کر لیتے ہیں۔ جو اس فقیر کیلئے باعث اعزاز اور پروفیسر صاحب مدظلہ العالی کی اعلیٰ ظرفی کا بین ثبوت ہے۔

مالک کریم کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خواجہ بہاؤالدین نقشبند و تاجدار چورا شریف حضرت خواجہ بابا سیّد فقیر محمد نقشبندی مجددی علیہم الرحمۃ کا صدقہ حضرت پروفیسر الحاج سیّد مسعود حیدر بخاری صاحب نقشبندی مجددی احمد شاہی مدظلہ العالی کے علم وعرفان وعمل اور سلسلہ میں لافانی برکتیں پیدا فرمائے اور حضور گنج شکر رضی اللہ عنہ کے صدقے ان کے فیضان کو چہاردانگ عالم میں پھیلائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیر محمد گل بادشاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: سلطان الفقرا، دلیل الکاملین، امام العاشقین، پیر طریقت، امیر شریعت حضرت پیر محمد گل بادشاہ موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ نمونہء سلف صالحین ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۲۸ھ بمطابق ۱۹۱۰ء کو وادی موہڑہ شریف تحصیل مری ضلع راولپنڈی میں غوث زماں جناب خواجہ حضرت پیر نظیر احمد صاحب موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر ہوئی۔

آپ کے دادا حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے والد گرامی جناب پیر نظیر احمد موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے چوٹی کے ولی کامل اور غوث زماں تھے۔ گھر کا ماحول شروع ہی سے مذہبی تھا۔ اسی بنا پر آپ کی تربیت بھی اس روحانی ماحول میں ہوئی کہ وہاں پر دیگر دنیاوی آلائش اور لغویات کا گزر بھی نہ تھا۔

بچپن ہی سے آپ میں ولایت کے آثار نمایاں تھے۔ اسی واسطے آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف گزرا۔ آپ نے سن شعور سنبھالنے کے بعد یا تو حصول علم پر توجہ دی یا پھر اپنے دادا غوث زماں حضرت خواجہ محمد قاسم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کوئی لمحہ بھی ضائع کئے بغیر ہمہ وقت اپنے جدِّ اعلیٰ کے اصولوں پر نظر رکھتے اور ان کے فرمودات پر عمل پیرا رہتے اور تمام عمر اپنے دادا اور والد گرامی کے مطیع رہے۔ کبھی کسی حکم سے سرتابی نہ کی۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے گھر میں ہی والد گرامی جناب حضرت خواجہ پیر نظیر احمد موہڑوی اور جد اعلیٰ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے زیر سایہ عاطفت میں مکمل ہوئی۔ جنہوں نے دینی و دنیاوی لحاظ سے دونوں علوم ظاہری و باطنی پر خصوصی توجہ دے کر آپ کو کندن بنا دیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وقت کے بڑے بڑے علماء آپ کے سامنے گنگ ہو جاتے اور اکثر علماء باطنی علوم کے سلسلہ میں ان کے حل کے لئے آپ کی خدمت میں حاضری دے کر مسائل حل کراتے تھے۔ آپ کو ظاہری و باطنی علوم پر خصوصی دسترس حاصل تھی۔

بیعت و خلافت ☆: آپ اپنے جد اعلیٰ غوث زماں حضرت خواجہ محمد قاسم والی موہڑہ شریف رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہوں نے آپ کو سلوک کی منزلیں بھی طے کرائیں۔ ان کے وصال با کمال کے بعد آپ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ پیر نظیر احمد موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۹۴۲ء میں اپنے تمام مرید اور خلفاء کی موجودگی میں آپ کو خرقہ خلافت سے

سرفراز فرما کر اپنا جانشین و ولی عہد مقرر کیا اس کے بعد ۱۹۴۶ء میں پھر تیسری اور آخری مرتبہ ۱۹۵۴ء میں حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر آپ کو اپنا جانشین و ولی عہد مقرر فرمایا۔

سیرت و کردار ☆: آپ انتہائی درجہ کے متقی و پرہیزگار عبادت گزار نیک صالح عابد زاہد تھے۔ انتہائی خوش طبیعت و خوش اخلاق تھے۔ اخلاق کریمانہ کا عالم یہ تھا کہ ایک مرتبہ ملنے والا آپ کا مطیع ہو کر رہ جاتا اسی طرح آپ سخاوت میں بھی بے مثل و بے مثال تھے۔ آستانہ عالیہ سے متعلقہ امور خود اپنے دست مبارک سے انجام دیتے۔ لنگر کے لئے بازار سے سودا خود خرید کر لاتے آنے والے زائرین وعقیدت مندان مریدین کو لنگر یا تبرک کے بغیر نہ جانے دیتے علمائے کرام سے خصوصی محبت و شفقت فرماتے۔ آپ بڑے وجیہہ اور دراز قد اور بھاری بھر کم شخصیت کے مالک تھے۔ آنے والا شخص چاہے کتنے بڑے وقار کا مالک ہوتا مگر آپ کی شخصیت کو دیکھنے کے بعد وہ مرعوب ہو جاتا اور بڑی ہمت کے بعد آپ سے اپنی بات کر پاتا تھا۔ آپ دنیا داروں سے بہت دور رہتے تمام عمر آپ نے اپنے بزرگوں کی طریقت اور ان کی جلائی ہوئی شمع کو فروزاں کرنے میں گزار دی۔

والئی موہڑہ کی طرف سے انعام ☆: ایک مرتبہ آپ بیمار ہو گئے تو آپ کے والد گرامی خواجہ پیر نظیر احمد رحمتہ اللہ علیہ پریشان ہو گئے اور آپ کی صحت یابی کے لئے انہوں نے ایک سوا ونٹ کی نذر مانی۔ آپ کے دادا حضرت خواجہ محمد قاسم والئی موہڑہ شریف رحمتہ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ دنیا سے الگ تھلگ یاد خدا میں مشغول رہتے کبھی کسی کے گھر جانا تو درکنار اپنے گھروں میں بھی نہیں جاتے۔ بلکہ اپنی خانقاہ میں ہی مصروف عبادت رہتے مگر انہیں جب آپ کی بیماری کا علم ہوا تو اپنی عبادت گاہ سے آپ کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے اور دیکھنے کے بعد اپنے ولی عہد جناب پیر نظیر احمد سے فرمایا کہ یہ لڑکا بہت بلند اقبال ہوگا اور میری اور تمہاری جگہ یہی سنبھالے گا۔ لہٰذا فکر مند نہ ہو اللہ کرم کرے گا اس کے بعد انہوں نے آپ کو اپنے قریب بلا کر اپنی زبان باہر نکالی اور فرمایا کہ اسے چوسو آپ نے جب اپنے دادا کی زبان چوس لی تو انہوں نے فرمایا کہ بیماری کا بہانہ ہے۔ اس نے میری زبان چوس کر سب کچھ مجھ سے لے لیا ہے۔

والئی موہڑہ شریف کی خصوصی دعا ☆: والئی موہڑہ شریف حضرت خواجہ محمد قاسم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے وصال با کمال سے ۲۰ روز قبل آپ کو بلایا اور فرمایا کہ میری طبیعت کباب کھانے کو چاہتی ہے تو آپ نے دادا بزرگوار کی فرمائش کو پورا کرنے کیلئے فوراً دنبہ ذبح کیا اور کباب بھون کر پیش کر دیئے اُنہوں نے کباب کھانے کے بعد مسرت کا اظہار بھی کیا اور فرمایا بچہ میں تمہارے واسطے ایک دعا کرتا ہوں۔ جو حضرت یعقوب علیہ السلام کیلئے حضرت اسحاق علیہ السلام نے کی تھی۔ اور پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر بلند آواز میں دعا فرمائی کہ اے خدا میرے پاس جو تیری امانت ہے وہ میرے پوتے گل بادشاہ کو عطا فرما دے۔

خلوت نشینی ☆: آپ ہمیشہ دنیا اور اہل دنیا سے کنارہ کش رہے۔ بچپن سے ہی لوگ آپ کے پاس دعا کے لئے حاضر ہونا شروع ہو گئے تھے۔ مگر آپ ان لوگوں سے جان بچانے کے لئے پہاڑوں کی طرف چلے جاتے۔ لوگ جب پہاڑوں کی طرف رخ کرتے تو آپ میدانی علاقوں میں آ جاتے مگر باوجود اس کے آنے والوں اور عقیدت مندوں کے ہجوم میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا گیا۔ آپ کے پاس آنے والوں میں شہنشاہ گدا کی کوئی تمیز نہ تھی۔ رئیس اعظم راولپنڈی رائے بہادر سردار آتما سنگھ، ہندوستان کے وائسرائے لارڈ ویول

اور سابق صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کو آپ سے خصوصی انس اور عقیدت و محبت تھی۔

جنرل ضیاء اپنے دور میں کئی مرتبہ تن تنہا آپ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے اور آپ سے دعا کے لئے طالب ہوتے مگر آپ نے کئی مرتبہ جنرل ضیاء کو فرمایا کہ تم منافقت سے کام لے رہے ہو اگر نظام اسلام سے مخلص ہو تو پھر اس کے نفاذ کا اعلان کیوں نہیں کرتے۔ جب جنرل ضیاء نے پہلی مرتبہ مشائخ کونشن اسلام آباد میں کیا تو آپ کو مختلف ذرائع سے پیغام اور مختلف وفود بھیجے مگر آپ نے ایک ہی بات کہہ کر انکار کر دیا کہ میں شیخ طریقت نہیں بلکہ میں تو فقیر ہوں فقیر کسی کے پاس نہیں جاتا جس کو ضرورت ہو وہ خود فقیر کے پاس آجاتا ہے۔ اس سلسلہ میں جب ناکامی دیکھی تو جنرل ضیاء کی اہلیہ مرحومہ نے خود حاضری دے کر آپ کو کانفرنس میں شرکت کے لئے مجبور کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ بعد میں خود جنرل ضیاء آئے اور آپ کو اس میں شرکت کے لئے آمادہ کرنا چاہا آپ نے ان کو لا جواب کر کے بھیج دیا۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۱۳ھ بمطابق 16 اگست 1992ء کو ہوا۔

مزار پُر انوار وادی موہڑہ شریف سیکٹر B-۴ خیابان سرسید راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر محمد فاروق گل بادشاہ علیہ الرحمۃ آپ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے جو کہ انتہائی زیرک اور بردبار شخصیت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ تعلیم یافتہ جو کہ ایم اے پولیٹیکل سائنس تھے۔ پنجاب یونیورسٹی میں گولڈ میڈلسٹ ہونے کے ساتھ ساتھ انگریزی عربی اور اسلامیات کے مضامین میں ماسٹر ڈگریز رکھتے تھے۔ اپنی کاروباری مصروفیات کے ساتھ ساتھ آستانہ عالیہ کے نظام کو بہترین انداز میں چلاتے رہے ہیں۔

فقیر راقم الحروف نے حضرت پیر محمد گل بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ سے سینکڑوں مرتبہ آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ملاقاتیں کیں کئی محافل میں اکٹھے وقت گزارا آپ کی شخصیت ایک باغ و بہار شخصیت تھی جو بھلانے کے قابل نہ ہے۔ الحمد للہ آج بھی فقیر کا تعلق آپ کے آستانہ عالیہ سے قائم ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت پیر محمد فاروق گل بادشاہ علیہ الرحمۃ فقیر کی دعوت پر آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز موہڑہ چھپر غوث اعظم روڈ (سابقہ) چکری روڈ راولپنڈی میں ۴ جولائی ۲۰۰۴ء کو بڑی گیارہویں شریف و عرس فیض ملت اور فقیر کی مشہور زمانہ کتاب ''تذکرہ اولیائے پوٹھوار جلد اول'' کی تقریب رونمائی میں تشریف لائے تھے۔

حضرت پیر محمد فاروق گل بادشاہ علیہ الرحمۃ کا وصال ۲۰۰۷ء حال ہی میں ہوا ہے۔

حضرت پیر محمد فاروق گل بادشاہ نقشبندی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے جناب حضرت پیر مجتبیٰ فاروق گل بادشاہ سجادہ نشین مقرر ہوئے، جو اپنے والدِ بزرگوار کے تربیت یافتہ نوجوان ہیں اور بڑے ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں فقیر راقم الحروف کا اُن کے ساتھ قریبی رابطہ اور پیار محبت کا رشتہ قائم ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ محمد معصوم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: مبلغ عالم اسلام، عاشق رسول ﷺ، پروردہ نگاہ ولایت، آفتاب نقشبندیت، ماہتاب شریعت، شہباز میدانِ حقیقت ومعرفت، حضرت الحاج خواجہ محمد معصوم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ رونق بزم عاشقاں ہیں،

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۵۵ھ بمطابق مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۳۷ء بروز بدھ موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں عظیم شیخ طریقت حضرت خواجہ صوفی محمد نواب الدین علیہ الرحمتہ کے گھر ہوئی۔

آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ صوفی محمد نواب الدین نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے عظیم شیخ طریقت اور دربار عالیہ محمدیہ عیدگاہ شریف راولپنڈی میں غوث زماں آفتاب ولایت حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم نقشبندی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ مجاز تھے، جبکہ حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم نقشبندی آف عیدگاہ شریف قاسم ولایت وفیضان نقشبندیہ مجددیہ حضرت خواجہ سید فقیر محمد نقشبندی مجددی چوراہی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کا سلسلہ طریقت چند واسطوں سے امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔

جس زمانے میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی ان دنوں خانقاہِ معلّیٰ موہری شریف کی روحانیت کا ستارہ اوج ثریا کی بلندیوں کو چھو رہا تھا، ہر طرف سے ذکر جہر کی صدائے دلنواز بلند ہو رہی تھی۔

وقت کے بڑے بڑے جید علماء اور صوفیاء وطالبان حق اس چشمہ روحانیت سے سیراب ہو کر ملک اور بیرون ملک میں دین اسلام اور پیغام امام ربانی مجدد الف ثانی کو لوگوں کے قلب وذہن میں اتارنے کے لئے مصروف عمل تھے۔

ایسے علمی وروحانی ماحول میں آپ کی تربیت اپنے عظیم والد گرامی وشیخ طریقت حضرت خواجہ صوفی محمد نواب الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ ہوئی۔ آپ نے ابتدائی دینی ودنیاوی تعلیم موہری شریف میں ہی حاصل کی، بعد ازاں علوم دینیہ کی تکمیل کے لئے امام المحدثین، رئیس المحققین، سند المفسرین استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ مہتمم ادارہ حزب الاحناف لاہور کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے صرف ونحو، فقہ، حدیث، منطق، فلسفہ، علم ادب، علم الکلام، ریاضی، تفسیر اصول حدیث، اصول تفسیر ودیگر علوم وفنون میں مکمل دستگاہ حاصل کر کے سند فراغ حاصل کی۔

حج بیت اللہ شریف وزیارت روضہ رسول کریم ﷺ ☆: آپ نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ ۱۳۷۵ھ

بمطابق ۱۹۵۶ء میں اپنے شیخ کامل اور والدِ گرامی حضرت خواجہ صوفی محمد نواب الدین نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کی معیت میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ کی سعادت حاصل کی، اور مختلف مقامات مقدسہ کی زیارات کرتے ہوئے وطن عزیز واپس تشریف لائے۔

آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ۳۰ سے زیادہ مرتبہ حرمین شریفین کا سفر کیا اور حج بیت اللہ کی سعادت کی ساتھ ساتھ مدینۃ الرسول ﷺ کی حاضری سے بھی مشرف ہوتے رہے۔

ہر سفر حج کے موقعہ پر مریدین کی ایک خاصی تعداد آپ کے ہمراہ ہوتی، لاتعداد خلفاء اور غریب مریدین اور علمائے کرام کو آپ نے اپنی ذاتی گرہ سے حج وعمرہ کی سعادت سے مالا مال کیا۔

آپ کے تبلیغی دورے ☆: آپ نے دین اسلام کی تبلیغ ترویج واشاعت اور مسلک حقہ اہل سنت وجماعت کے فروغ اور خانقاہی نظام کے احیا کے لئے اندرون و بیرون ملک لاتعداد دورے کئے، وطن عزیز ملک پاکستان کا کوئی گوشہ صوبہ یا ضلع اور شہر یا دیہات ایسا نہ ہے کہ جہاں آپ کو بلایا گیا ہو اور آپ وہاں نہ گئے ہوں۔

آپ جہاں کہیں بھی کسی پروگرام میں تشریف لے جاتے تو مریدین وخلفاء کی ایک مضبوط و منظم جماعت ہمراہ لے کر جاتے، اور آپ کے پہنچنے سے پہلے اس علاقہ کے تمام مریدین حلقہ بنا کر وہاں موجود ہوتے، آپ کی آمد کے موقع پر اس جگہ نام خدا کی گونج ایسی پڑ جاتی کے مخالفین بھی انگشت بدنداں رہ جاتے تھے، اور آپ کے ہم عصر شیوخان طریقت آپ کے متحرک اور فعال مریدوں کی جماعت کو دیکھ کر ورطہ حیرت میں رہ جاتے، آپ کے مریدین بازاروں گلیوں محلوں شہروں، اور دیہاتوں میں آپ کے استقبال کے لئے ٹولیوں کی شکل میں کھڑے ہو کر ''کلمہ طیبہ'' اور ''اللہ ھو'' کا ذکر با آواز بلند کرتے رہتے، جب تک آپ محفل کی زینت بنے رہتے پوری محفل پر ایک وجدانی کیفیت اور رونق و بہار چھائی رہتی۔

آپ جس جگہ بھی دورے پر تشریف لے جاتے وہاں زندگی بھر آپ کی آمد کے تذکرے زبان زدِ خاص وعام پر رہتے اور اس دورے کے ثمرات آنے والی نسلوں تک مرتب ہوتے تھے، وہ ویران و بے آباد جگہ آباد ہو جاتی جہاں آپ کی جماعت کے خلفاء و مریدین آپ کی معیت میں ذکر خدا کی صدائے دلنواز کو بلند کر دیتے تھے، اندرون ملک بالخصوص سیالکوٹ، لاہور، راولپنڈی، کراچی، فیصل آباد، مری، اور موہری شریف کھاریاں ضلع گجرات میں آپ کی زیر صدارت ہونے والے پروگراموں میں سامعین کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر کے لاکھوں تک پہنچ جاتی تھی۔

بیرون ممالک بالخصوص یورپی ممالک میں جہاں غیر مسلم اقوام کی اکثریت اور حکمران غیر مسلم اور مسلمانوں کے لئے سخت کالے قانون ہیں ان ممالک میں آپ کے تبلیغی دورے اس طرح ہوتے جیسے وطن عزیز میں ہوتے تھے، آپ نے کبھی کسی ملک اور قانون کو نہیں دیکھا بلکہ جرأت رندانہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے بے خوف وخطر ان ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے جب تشریف لے جاتے تو ان ممالک کے ایئر پورٹس پر آپ کے استقبال کے لئے آپ کے مریدین وخلفاء پہلے سے موجود ہوتے، ایئر پورٹس کے غیر مسلم افسران آپ کی آمد

پر جب با آواز بلند کلمہ طیبہ اور اللہ ھو کا ورد سنتے اور آپ کے مریدین کو ذکر جہر کرتے ہوئے دیکھتے تو حیران و پریشان ہو کے رہ جاتے اور وہ ان مقدس اور پاکیزہ چہروں اور آپ کی سراپا روحانی شخصیت کو دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے کہ یہ انسانوں کی نہیں بلکہ فرشتوں کی جماعت ہے، بہت سے غیر مسلم صرف آپ کے چہرہ انور کی زیارت کر کے اور جماعت کا عملی طور پر جذبات سے بھرپور اور آپ کی ذات سے والہانہ عشق دیکھ کر نہ صرف مسلمان ہو جاتے بلکہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر حلقہ غلامی میں داخل ہو جاتے تھے، آپ نے برطانیہ کے مختلف شہروں برمنگھم، بریڈفورڈ، مانچسٹر، لیوٹن، نیوکاسل، کے علاوہ دیگر شہروں اور ٹاونوں میں اپنی جماعت کے مراکز قائم کئے اس کے علاوہ امریکہ، ڈنمارک، کینیڈا، ساؤتھ افریقہ، ناروے، جرمنی، فرانس، بلجیم، مصر، سوڈان، سعودی عرب، دوبئی، ابوظہبی، شارجہ، العین، اومان، مسقط، صلالہ، انڈیا، عراق، ایران، تھائی لینڈ، آسٹریلیا، ملائشیا، سنگاپور، ہانگ کانگ، اور دیگر ممالک میں دین اسلام اور مسلک حقہ کی ترویج و اشاعت کے لئے تبلیغی و روحانی دورے کئے۔

آپ کا معمول تھا کہ آپ جید علمائے کرام اور ممتاز خطبا کی ایک بہترین جماعت ہر دورے میں اپنے ہمراہ رکھتے تھے، جو آپ کی صدارت منعقد ہونے والے پروگراموں میں قرآن و سنت کی روشنی میں اسلام کا آفاقی پیغام لوگوں تک پہنچاتے تھے۔

وطن عزیز کے لاتعداد علماء جو آج کل لندن اور برمنگھم، مانچسٹر، بریڈفورڈ اور برطانیہ کے دوسرے شہروں کے علاوہ دیگر یورپی ممالک میں نہ صرف دورے کر کے اپنے پروگرام کر رہے ہیں بلکہ بہت سے علماء نے وہاں پر اپنی پراپرٹیاں بنالی ہیں، یہ سب آپ ہی کی ذات کا صدقہ ہے، کہ آپ نے ان حضرات کے پاسپورٹوں پر ان ممالک کے ویزے لگوا کے ان کو دورے کرائے، جس کی بنیاد پر وہ آج کل ان ممالک کے دوروں پر مصروف ہیں، بلکہ ان میں سے بہت سے حضرات وہیں کے ہو کے رہ گئے، الغرض آپ جس جگہ جس ملک میں تشریف لے گئے وہاں دین اسلام کی شمع کو فروزاں کرتے رہے اور لوگوں کے دلوں کو عشق مصطفیٰ ﷺ کا مرکز و محور بناتے رہے۔

اجازت وخلافت☆: آپ کے والدِ گرامی و شیخ طریقت حضرت خواجہ محمد نواب الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ نے پہلی مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے بعد ۱۹۵۶ء میں مدینہ منورہ میں گنبد خضریٰ کے سائے کے نیچے کھڑے ہو کر آپ کے سر پر دستار خلافت و اجازت باندھ کر آپ کو صاحب مجاز اور اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

سیرت و کردار☆: آپ نہایت درجہ کے پابند صوم و صلوٰۃ اور تقویٰ و پرہیزگاری پر سختی سے کاربند تھے، دن و رات حلقہ ذکر جہر میں مست و مستغرق رہتے دن بھر میں کوئی لمحہ ایسا نہ ہوتا کہ کوئی سانس اللہ ھو کے بغیر گزرتا ہو، آپ نے مریدین کو بلانے کا طریقہ بھی الگ رکھا ہوا تھا، کوئی شخص کسی کو نام لے کر یا اشارے کنائے یا کسی مخصوص طریقہ سے نہیں بلاتا تھا، بلکہ ایک دوسرے کو مخاطب کرنے کے لئے لفظ ''حق اللہ'' استعمال کیا جاتا تھا جس سے دوسرا ساتھی سمجھ جاتا تھا کہ مجھے بلایا جا رہا ہے، آپ اپنے ہاتھ پر بیعت ہونے والوں کو مرید کے نام یا لقب سے نہیں بلکہ سنگی کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔ سخاوت میں آپ عدیم المثال تھے دور حاضر کے مشائخ میں آپ کی سخاوت کی مثال پیش کرنا ناممکن ہے، اکثر غریب حضرات یا متوسط طبقے کے لوگ اگر نبی کریم ﷺ کے میلاد کی محفل سجاتے یا گیارھویں شریف مناتے تو آپ ان سے لنگر کا خرچ پوچھ کر لنگر کا خرچ اپنی گرہ سے ادا فرماتے یا اس علاقے میں اپنے کسی با اثر مرید کے ذمہ لنگر کی

ڈیوٹی لگا دیتے تھے۔

علمائے کرام کے ساتھ خصوصی گہرا تعلق اور ربط تھا، ہر سنی بریلوی عالم دین کی اپنے ہاں منعقد ہونے والے عرس مبارک یا کسی دوسری جگہ پر منعقدہ محفل میں مختلف علماء کو الگ الگ ان کی حیثیت کے مطابق نقد رقم بطور نذرانہ پیش فرماتے، بالخصوص دربار عالیہ موہری شریف اور مری شہر میں جشن نزول قرآن کے موقع پر شرکت کرنے والے ہر عالم دین کی خواہ اس کی تقریر ہو یا نہ ہو نذرانہ ضرور پیش فرماتے تھے۔

بعض علماء کے بچوں، بچیوں کی شادی یا ان کے گھروں میں ہونے والی فوتیدگی کے موقع پر نقد رقم سے ان کی مدد امداد فرماتے، آپ جہاں کہیں بھی قیام فرماتے بالخصوص دربار عالیہ موہری شریف اور مری میں دو ماہ کے قیام کے دوران چوبیس گھنٹے آپ کے دروازے ہر خاص و عام کے لئے کھلے رہتے آنے والے ہر شخص کو مصافحہ کے بعد لنگر کا حکم دے کر فرماتے جاؤ لنگر کھاؤ بعد میں تمہاری بات سنی جائے گی۔ بہت سے سنّی مدارس اور مساجد کو ہزاروں روپے سالانہ کی امداد آپ کا مستقل طریقہ اور معمول تھا۔

تمام عمر پوری دنیا کے تبلیغی دوروں پر اٹھنے والے خرچ چاہے وہ کتنا ہی کیوں نہ ہو اپنی گرہ خاص سے کرتے تھے، کبھی بھی دعوت دینے والے شخص سے ایک پائی وصول نہ کی بلکہ دعوت دینے والے کو اپنے ہاتھ سے کچھ نہ کچھ دے کر رخصت فرماتے تھے۔

آپ کا معمول تھا کسی کی دعوت قبول کر کے اس کی محفل سجانے کو ضرور گئے کبھی بھی کسی حال میں معذرت یا وعدہ خلافی نہ کی، بلکہ زندگی کے آخری ایام علالت میں آپ لاہور کے بڑے ہسپتال میں دل کا آپریشن کرانے کے لئے داخل تھے آپریشن کے بعد ابھی آپ ہسپتال میں انتہائی نگہداشت کی وارڈ میں داخل تھے کہ آپ کو یاد آیا کہ سیالکوٹ میں محفل کا وعدہ کیا ہوا ہے، اپنے خادم خاص کو بلا کر پوچھا کہ سیالکوٹ کی تاریخ کب کی ہے، اس نے عرض کیا حضور کل سیالکوٹ والوں کا پروگرام ہے، آپ نے فوراً فرمایا کہ حکومت سے ہیلی کاپٹر کرایہ پر لے لیا جائے میں لیٹ کر چلا جاؤں گا اور لیٹ کر محفل سنوں گا مگر جاؤں گا ضرور اس لئے کہ ان سے وعدہ کیا ہوا ہے۔

چنانچہ خدام نے تعمیل کی جب آپ نے ہسپتال والوں کو اپنی روانگی کا بتایا تو وہ کہنے لگے آپ انتہائی نگہداشت کی وارڈ میں ہیں ہم آپ کو اجازت نہیں دے سکتے زندگی موت کا معاملہ ہے، آپ نے فرمایا کہ زندگی موت اللہ کریم کے ہاتھ میں ہے۔ اگر سرکار نبی مختار ﷺ کے میلاد کی محفل میں شرکت سے موت آ گئی تو اس سے اچھی موت کون سی ہوگی۔

چنانچہ آپ اسی حال میں ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر سیالکوٹ پہنچے اور کمر کے پیچھے گاؤ تکیئے لگا کر تمام رات ذکر خدا اور میلاد مصطفی ﷺ سنتے رہے محفل کے اختتام پر واپس ہیلی کاپٹر ہی میں آپ لاہور تشریف لے گئے۔

آپ کے سینے میں عشق رسول ﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، ہر وقت عشق رسول ﷺ میں مست و مخمور رہتے تھے۔ آپ کے چہرے سے عشق رسول ﷺ کی جھلک نظر آتی تھی، آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت کرنے والا بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ میں نے واقعی رسول کریم ﷺ کے سچے اور پکے عاشق کی زیارت کی ہے، اگر یہ بات کہہ دی جائے کہ آپ عشق رسول کریم ﷺ کا کشتہ اور سفیر تھے پوری دنیا میں عشق رسول اللہ ﷺ کے سفیر کی حیثیت سے تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ کی ذات والا صفات سے تعلق رکھنے والے

حضرات آج بھی زندہ ہیں جو کہ یہ بات برملا کہنے پر تیار ہیں کہ آپ کی تمام عمر سفر میں گزری اور آپ کا ہر سفر خدا کے دین کی تبلیغ و ترویج و اشاعت اور لوگوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں کرنے اور خانقاہی نظام تصوف کے احیاء میں گزری ہے۔

خداوند کریم نے آپ کو وجیہہ اور دراز قد چہرہ بارعب اور خوبصورت عطا فرمایا تھا۔ سفید رنگ کا لباس شلوار اور کھلا کرتہ زیب تن فرماتے تھے، ایک مرتبہ آپ کے چہرے کی زیارت کرنے والا غلام بے دام ہو کے رہ جاتا تھا۔

خداوند کریم نے جس طرح آپ کو ظاہری خوبصورتی اور حسن کی دولت سے مالا مال کیا تھا اسی طرح باطنی طور پر بھی پر بہت زیادہ فضل واحسان فرما رکھا تھا، اپنی روحانی توجہ سے طالبان حق کی تربیت میں خاص ملکہ رکھتے تھے کند سے کند ذہن شخص آپ کی دو چار مجالس میں شرکت کے بعد آداب واحکام شریعت وطریقت اور آداب شیخ کو بجالانے کے قابل ہو جاتا تھا۔

آپ کے حلقہ بیعت میں بڑے بڑے رئیس، تاجر، اور سرکاری افسران مجاز وزیر و مشیر الغرض کے دنیا کے ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والا آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھا، دو چار دس ہزار نہیں بلکہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے والوں کی تعداد کئی لاکھ افراد پر مشتمل تھی۔

بے شمار افراد نے آپ سے روحانی فیض حاصل کیا، لاتعداد افراد منہ مانگی مرادیں پا کر لوٹے، بہت سے لاعلاج مریض شفایاب ہوئے، کئی بے اولادوں کو خداوند کریم نے آپ کی دعا سے صاحب اولاد کیا۔

آپ اپنی ذات میں ایک انجمن کی حیثیت رکھتے تھے جہاں جلوہ افروز ہوتے وہیں اہل علم و دانش اور شمع رسالت کے پروانے آپ کے اردگرد جمع ہو جاتے تھے۔

آپ کی ذات میں خودداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، پوری زندگی میں بڑی سے بڑی شخصیت سے بھی مرعوب نہ ہوئے اور نہ ہی کسی کو خاطر میں لائے تھے، آپ جس بزم جس محفل جس پروگرام جس عرس مقدس اور جس مذہبی تقریب میں تشریف لے جاتے وہاں بیٹھی ہوئی بڑی سے بڑی شخصیت بھی آپ کے سامنے دب کے رہ کے رہ جاتی اور آپ میر مجلس کی حیثیت سے پوری محفل میں نمایاں نظر آتے تھے۔

آپ کی خودداری کے حوالے سے فقیر راقم الحروف کو یہ بات آج بھی اچھی طرح یاد ہے کہ پنجاب کے درویش وزیر اعلیٰ جناب غلام حیدر وائیں مرحوم جب وزیر اعلیٰ تھے تو ان کے دور میں الحمرا ہال لاہور میں مشائخ کنونشن کا انعقاد ہونا قرار پایا، اس پروگرام کے لئے ملک کے ایک معروف شیخ طریقت نے آپ کو فون پر دعوت دی اور کہا کہ وقت ہے کہ تمام مشائخ وعلماء ایک جگہ جمع ہو کر ایک متفقہ لائحہ عمل تیار کریں۔

آپ نے ان کی بات سن کر فرمایا حضرت آپ کی بات بالکل بجا ہے میں بھی اس بات کا قائل ہوں کہ ہمیں متحد ہو کر کام کرنا چاہئے، مگر یہ بات یاد رکھیں کہ میں حکومت کی جانب سے بلائے گئے مشائخ کنونشن میں ہرگز شرکت نہ کروں گا، آپ نے فرمایا حضرت کیا تمہارے پاس پیسے ختم ہو گئے، اگر واقعی ختم ہو گئے ہیں تو پھر اس کنونشن پر خرچ ہونے والی تمام رقم میں دیتا ہوں۔ آپ یہ کنونشن اپنے دربار

پر کرائیں اس میں شرکت کے لئے ملک بھر سے جید علمائے کرام اور مشائخ عظام کو میں خود دعوت بھی دوں گا، ہم وہاں مل بیٹھ کر لائحہ عمل مرتب کریں گے، نہ کہ حکومت کی چھتری کے نیچے حکومتی مفادات کے لئے کام کرنا، یہ ہمارا اور ہمارے شیوخ کا طریقہ نہ ہے۔ اگر اس پروگرام میں وزیر اعلیٰ پنجاب غلام حیدر وائیں اور دیگر حکومتی شخصیات بھی شرکت کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا، مگر حکومتی ارکان کو ہمارے درباروں پر چل کر آنا ہوگا نہ کہ ہم وہاں چل کر جائیں۔

آپ کا ملک بھر کے مختلف دینی مدارس سے مضبوط رابطہ رہتا تھا، اور ان مدارس دینیہ کے فلاحی اصلاحی اور تبلیغی کاموں پر دل کھول کر امداد فرماتے تھے، آپ نے اپنے دست مبارک سے لاتعداد دینی مدارس اور مساجد کا سنگ بنیاد رکھا، اور ان کی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

فقیر راقم الحروف کے دینی ادارے، جامعہ اسلامیہ فیض القرآن جامع مسجد اکبری صابری کا سنگ بنیاد ۱۹۹۰ء میں آپ ہی کے دست مبارک سے رکھا گیا تھا، اس موقع پر منعقد ہونے والی تقریب آپ کی زیر صدارت منعقد ہوئی تھی، قاری پاکستان قاری خوشی محمد الازھری مرحوم نے تلاوت کلام پاک سے محفل کا آغاز کیا، جبکہ خصوصی خطاب آپ کے اور دنیائے اہل سنت کے پسندیدہ خطیب، مبلغ یورپ ترجمان اہل سنت خطیب العصر حضرت علامہ صاحبزادہ پیر محمد ابو بکر چشتی صاحب مدظلہ العالی کا ہوا تھا۔

نوٹ ☆: خطیب پاکستان پیر طریقت حضرت صاحبزادہ محمد ابوبکر چشتی صاحب آپ کے منظور نظر اور دلپسند خطیب تھے پورے ملک میں آپ کی بڑی بڑی محافل میں آخری اور خصوصی خطاب بالخصوص دربار عالیہ موہری شریف اور مری ضلع راولپنڈی میں منعقدہ جشن نزول قرآن کے موقع پر حضرت صاحبزادہ صاحب کا ہی ہوتا تھا۔

آپ ہر سال دس محرم الحرام کو اپنے سینکڑوں مریدین و خلفا کے ہمراہ صاحبزادہ پیر محمد ابو بکر چشتی صاحب کی دعوت پر جامع مسجد مائی زیور نشان ڈھوک چوہدریاں میں منعقد ہونے والی شہید اعظم کانفرنس میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر تشریف لایا کرتے تھے۔

آپ کے خلفائے نامدار ☆: یوں تو آپ کے خلفاء کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہے مگر چند اہل علم و دانش خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں، حضرت علامہ مولانا محمد اکرم، حضرت علامہ طاہر مبین لاہور، حضرت علامہ عارف نوری مرحوم قصور، حضرت علامہ عبدالوحید ربانی ملتان، حضرت صوفی محمد عبداللطیف چکسواری آزاد کشمیر، حضرت صاحبزادہ محمد فاضل نقشبندی ڈھانگری شریف آزاد کشمیر، حضرت علامہ مفتی محمد حسین سکھر صوبہ سندھ، حضرت محمد فاضل شاہ جڑانوالہ فیصل آباد، مفتی عطا محمد حاصل پور، حضرت علامہ سید خلیل احمد قادری، حضرت مولانا محمد یعقوب خان صاحب مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن سیالکوٹ، حضرت خواجہ صوفی محمد اسلمؒ شاد پور شریف جہلم، حضرت صوفی محمد اللہ دتہ بٹ معصومی لاہور، حضرت خواجہ صوفی عبدالسلام، حضرت خواجہ صوفی صلاح الدین بٹ، حضرت خواجہ صوفی دلاور خان معصومی، حضرت صوفی محمد عارف معصومی ابوظہبی، علامہ محمد صدیق ملتانی، حضرت پیر صوفی محمد اشرف صاحب، حضرت علامہ سید غلام جعفر شاہ صاحب مہتمم المعصوم جامعہ جعفریہ رضویہ فیصل آباد کے علاوہ سینکڑوں خلفائے کرام کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۱۳ھ بمطابق 1993ء 3 نومبر بروز بدھ کو ہوا، نماز جنازہ میں ہزاروں افراد

شرکت کی، جنازہ کی نماز شیخ کبیر حضرت علامہ پیر سید محمد کبیر علی شاہ نقشبندی سجادہ نشین چورہ شریف کی اقتداء میں ادا کی گئی۔

مزار پر انوار اپنے والد گرامی و شیخ طریقت حضرت خواجہ صوفی محمد نواب الدین علیہ الرحمۃ کے پہلو میں دربار عالیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف پر آپ خصوصی شفقت فرماتے تھے، کئی پروگراموں میں فقیر کی دعوت پر تشریف لائے فقیر کو دربار عالیہ پر بھی کئی مرتبہ حاضری کا شرف حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ پیر زاہد خان نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت، فنافی الرسول، بقیۃ السلف، عمدۃ الکاملین، برکان العارفین جگر گوشہ حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی علیہ الرحمتہ جناب حضرت پیر زاہد خان المعروف پیر خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے بے نظیر و بے مثال عالم زاہد متقی و پرہیز گار شخصیت کے حامل بزرگ اور قرون اولیٰ کی نشانیوں میں سے ایک تھے۔ آپ کی صورت دیکھ کر خداوند قدوس کی یاد تازہ ہوتی اور زبان پر ذکر خدا جاری و ساری ہو جاتا۔ آپ نماز پنجگانہ تہجد دیگر نوافل کا بکثرت اہتمام و خیال فرماتے اور کبھی بھی زندگی میں خلاف شرع کام کرنا در کنار اپنے سامنے غیر شرعی فعل کسی کو کرنے بھی نہ دیتے تھے۔ آپ خانوادہ موہڑہ شریف کے عظیم سرخیل سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم روحانی پیشوا تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد کو جن بزرگوں نے دیکھا ہے وہ آپ کو دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور تھے کہ آج بھی حضرت خواجہ محمد قاسم صادق علیہ الرحمتہ کا زمانہ موہڑہ شریف میں موجود ہے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے اجازت و خلافت حاصل کی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۱۴ھ بمطابق مورخہ 9 دسمبر بروز جمعرات 1993ء کو دربار عالیہ موہڑہ شریف میں ہوا۔ مورخہ ۱۰ دسمبر بروز جمعہ بعد نماز جمعہ آپ کی نماز جنازہ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمتہ کے خلیفہ حکیم صوفی فضل کریم قاسمی کی اقتدار میں ادا کی گئی ہزاروں اشکبار آنکھوں کی موجودگی میں آپ کو موہڑہ شریف کشمیری بازار تحصیل مری میں دفن کیا گیا۔ جہاں آپ کا مزار پرانوار آج بھی مرجع خاص و عام ہے آپ کے بعد آپ کے دربار کے سجادہ نشین آپ کے بڑے صاحبزادے پیر اولیاء بادشاہ فاروق ہیں جو بڑے اچھے انداز میں دربار شریف کا نظم و نسق چلا رہے ہیں۔

حضرت پیر اولیاء بادشاہ نہ صرف دربار عالیہ کے سجادہ نشین ہیں بلکہ پوری دنیا میں اہل سنت و جماعت کے عظیم رہنما بھی ہیں۔ اپنے وقت کے بہترین خطیب اور شیخ طریقت ہیں۔ فقیر راقم الحروف سے اچھی یاد اللہ ہے۔ انتہائی بااخلاق اور ملنسار شخص ہیں۔ فقیر راقم الحروف نے کئی مرتبہ آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں آپ کی زیارت کی ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مفتی محمد ہدایت الحق حقانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم ربانی مرشد لاثانی آفتاب طریقت ماہتاب شریعت ہمالہ علوم، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج پیر مفتی محمد ہدایت الحق حقانی نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ آفتاب و ماہتاب ولایت ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ہزارہ کے ممتاز عالم دین حضرت علامہ مولانا احمد نبی علیہ الرحمۃ کے گھر ۱۳۴۵ ہجری ۱۹۲۶ء میں سنگل کوٹ بٹل ضلع مانسہرہ ہزارہ میں ہوئی۔ آپ کٹھان خیل گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آباؤاجداد شروع سے زمیندارہ کے ساتھ ساتھ دین اسلام کی خدمت کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی تربیت بھی اسی دینی ماحول میں ہوئی جس کے سبب آپ میں بچپن کے زمانے ہی میں خدا پاک نے وہ صلاحیتیں پیدا کر دی تھیں کہ آپ کے والدین دیکھ کر خوش ہوتے اور آپ کے لئے دعا گو رہتے تھے۔

تعلیم و تربیت ☆: آپ نے اردو تعلیم چار جماعتیں پڑھنے کے بعد دینی علوم کا سلسلہ باقاعدہ شروع کر دیا اور دینی علوم عربیہ کی کتب متداولہ مختلف مقامات پر اپنے زمانے کے مشہور اساتذہ کرام سے پڑھیں۔

آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد ضیاء الدین مکھڈ شریف حضرت علامہ مولانا ولی احمد صاحب بہاولپور حضرت مولانا عبدالحق غور غشتی اور شیخ الجامعہ علامہ مولانا محب النبی رحمتہ اللہ علیہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام نامی شامل ہیں۔ تکمیل فنون اور کتب حدیث پڑھنے کے بعد ۱۳۵۹ ہجری 1940ء میں دارالعلوم نعمانیہ لاہور سے سند فراغت و دستار فضیلت حاصل کی۔

آغاز درس و تدریس ☆: آپ نے درس نظامی میں شامل تمام فنون کی کتب متداولہ اور کتب حدیث اپنی زندگی میں کئی کئی مرتبہ پڑھا دی تھیں۔ شعبہ کتب کا آپ کو بہت ملکہ حاصل تھا ایک ایک جملے اور لفظ پر کھل کر بحث کرتے اور اپنے تلامذہ کو جب تک مطمئن نہ کر لیتے بحث ختم نہ فرماتے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں آپ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں تین ماہ تک مسند تدریس پر فائز رہے اور اس کے بعد آپ نے حضرو شہر علاقہ چھچھ ضلع اٹک میں جامعہ عربیہ حقائق العلوم کے نام سے ایک ادارہ کی بنیاد رکھی اور اس میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے شروع کئے اور اپنی ہمت اور محنت شاقہ سے بہترین اور جید علمائے کرام کی جماعت تیار کی جو آج اندرون و بیرون ملک تبلیغ اسلام اور مسلک حقہ اہل سنت کی ترویج و اشاعت کا بہترین فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔

آپ کے مشہور تلامذہ ☆: مناظر اسلام شیر سرحد حضرت علامہ مولانا عبدالقیوم سرحدی مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالمالک لقمانوی خطیب اعظم مانسہرہ حضرت علامہ مولانا سید جیلانی شاہ خطیب اعظم چکار آزاد کشمیر حضرت علامہ مولانا خلیل الرحمٰن صاحب قندھار کابل مولانا سید ابرار شاہ سوات، الحاج پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نیریاں شریف حضرت مولانا الحاج حافظ محمد فاروق چشتی حال خطیب برطانیہ کے علاوہ دیگر کثیر تعداد میں علمائے اہل سنت نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت الحاج پیر غلام محی الدین غزنوی نیروی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت واجازت حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔

سیرت وکردار ☆. آپ اپنے وقت کے بہترین عالم فاضل اور عارف کامل تھے۔ پابندی شریعت آپ کا شعار رہا ہے۔ تمام زندگی دین اسلام کی خدمت میں گزاری دنیا اور اہل سے آپ کو کوئی غرض نہ تھی سیرت وصورت میں یکساں ظاہر وباطن میں تضاد نہ تھا۔ آپ کے چہرے کی زیارت کر کے آنے والا یہ بات کہنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ آج کے دور میں اگر اپنے اسلاف کی تصویر دیکھنی ہے تو آپ کی زیارت کر لی جائے۔

آپ اخلاق محمدی کا مکمل اور عملی نمونہ تھے۔ مہمان نواز اس درجہ کے تھے کہ اپنے ہاتھوں سے مہمان کو کھانا پیش کرتے اور اس کی خوب تواضع فرماتے وضع داری میں بھی آپ اپنی مثال آپ تھے۔ جس سے ایک مرتبہ تعلق ہو گیا تو اسے نبھانا بھی جانتے تھے۔ اپنے محسنوں کو ہمیشہ ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ تقویٰ اور پرہیز گاری کا پیکر اور علم وعرفان کا بحر بیکراں تھے۔ ظاہری اور باطنی علوم پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ زبان اس قدر شیریں کہ جو کلمہ یا جملہ ارشاد فرماتے دل پر اثر کرتا تھا۔ لباس میں سادگی اپنایا کرتے تھے۔ بناوٹ تصنع ریا کاری اور شوخی کا آپ کے قریب سے بھی گذر نہ تھا۔ نماز پنجگانہ نماز تہجد اور ذکر اللہ سے کبھی غافل نہ ہوئے آپ ایک مکمل اور اکمل شخصیت تھے۔ درحقیقت آپ قرون اولیٰ کی بہترین اور عملی تصویر تھے۔

آپ کی دینی خدمات ☆: آپ نے تعلیم سے فراغت کے بعد حضرو ضلع اٹک کو اپنا مسکن بنایا اور مقبرے والی مسجد میں خطابت وامامت اور تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک الگ جگہ پر جامعہ عربیہ حقائق العلوم کے نام سے حضرو شہر محلّہ مسلم گنج میں ہی دینی تعلیم کے فروغ اور مکمل درس نظامی کے لئے ایک الگ جگہ خرید کر شعبہ حفظ وقرات تجدید اور درس نظامی کا آغاز کیا۔

مگر چونکہ جلد ہی یہ ادارہ پاکستان آزاد کشمیر اور افغانستان کے عوام اور علمائے کرام میں مقبول ومشہور ہو گیا اور دور دور سے لوگ آکر اکتساب فیض کرنے لگے۔ طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد اور محلّہ مسلم گنج حضرو کی بلڈنگ جو مختصر اور خستہ حال بھی ہے اس کے پیش نظر آپ نے حضرو سے ۵ کلومیٹر دور جی ٹی روڈ ہٹیاں کے مقام پر ۱۶ کنال رقبہ خرید کر اس میں بہترین جامع مسجد مدنی اور جامعہ عربیہ مظہر العلوم وحیدیہ کے نام سے تعمیر شروع کر دی۔

جب آپ نے اس ارادے کا سنگ بنیاد رکھا تو اس موقعہ پر علاقہ چھچھ کی معروف درگاہ آستانہ عالیہ دریائے رحمت دریا شریف نزد حضرو ضلع اٹک کے سجادہ نشین حضرت قبلہ پیر طریقت استاذ الحفاظ جناب صاحبزادہ محمد شریف صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور جناب استاذ العلماء حضرت

علامہ سلطان محمود صاحب مدظلہ العالی صاحب الحاج الحافظ محمد سعید صاحب علیہ الرحمۃ سابق ایم پی اے اور راقم الحروف صاحبزادہ مقصود احمد صابری بھی موجود تھے۔ جنھوں نے اس موقع پر سنگ بنیاد میں حصہ لیا اور دعا میں شامل ہو کر اس ادارے کے بانی ممبران کی لسٹ میں اپنا نام درج کرایا جو قیامت تک جاری رہے گا۔

اس موقع پر آپ بہت خوش تھے اور فرمار ہے تھے کہ خدا پاک کا شکر ہے کہ آج دل کی بہت ہی دیرینہ تمنا پوری ہوگئی ہے۔ الحمدللہ دارالعلوم کے ساتھ ایک وسیع وعریض جامع مسجد مدنی کی تعمیر آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں کافی حد تک مکمل ہوگئی تھی اور تقریباً دارالعلوم کے بھی کمرے مکمل ہونے والے تھے کہ زندگی نے وفا نہ کی اور آپ نے دنیا سے رخت سفر باندھا۔ الحمدللہ آپ کے بڑے صاحبزادے جناب پیر طریقت خطیب اسلام حضرت علامہ الحاج صاحبزادہ محمد احسان الحق صاحب مدظلہ العالی جو کہ ایک بلند پایہ خطیب بہترین مدرس اور عالم و فاضل ہیں۔ برق رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس ادارے کی تعمیر و ترقی میں اپنے دوستوں اور برادران جناب صاحبزادہ محمد مفتاح الحق عثمانی صاحبزادہ محمد اظہار الحق کے ہمراہ اپنے کام میں مصروف ہیں اور اپنے والد گرامی کے اس عظیم مشن کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

راقم الحروف سے آپ کا تعلق ☆: راقم الحروف سے آپ کا گہرا اور قلبی تعلق تھا۔ آپ ہمیشہ سے ہی راقم کے ساتھ بزرگوں والی شفقت فرماتے تھے۔ جب کبھی بھی راقم کو آپ کے جامعہ میں جانے کا اتفاق ہوتا تو آپ کو خوشی کی انتہا نہ رہتی پھولے نہ سماتے مہمان نوازی آؤ بھگت آپ کی طبیعت کا پہلے ہی خاصہ تھی مگر راقم الحروف کے ساتھ کچھ زیادہ ہی مہمان نوازی فرماتے حتیٰ کہ راقم الحروف اکثر ہاتھ جوڑتا کہ حضور آپ ہمارے بزرگ ہیں آپ اس طرح نہ کیا کریں مجھے سخت شرمندگی اور ندامت ہوتی ہے مگر آپ اپنی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے کام میں مگن رہتے۔ کئی مرتبہ اپنے صاحبزادگان کو بھی نصیحت فرماتے کہ یہ میرے عزیز ہیں تمہارے بھائی ہیں ان کا ہر طرح خیال رکھنا۔ الحمدللہ نیک باپ کی نیک اولاد اپنے والد گرامی سے بھی زیادہ راقم الحروف کے ساتھ بھائیوں والا سلوک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمریں دراز کرے اور ترقیاں عطا فرمائے۔ آپ کبھی کبھی بذات خود اپنی خوشی سے صرف راقم کو ملنے کے لئے حضرو سے راولپنڈی تشریف لاتے اور حیران کر دیتے اور کبھی کبھی راقم الحروف کے لئے خصوصی تحفے بھی لاتے جن میں حضرو کا بنا ہوا اسپیشل کھسہ تلے والا شامل تھا لے کر آتے۔

راقم الحروف کی مشہور و معروف روحانی محفل سالانہ خواجہ غریب نواز کانفرنس میں اکثر آپ راقم کی دعوت پر شرکت فرماتے ہوتے تو کم از کم ایک ویگن حضرو سے علماء کی بھر کر لاتے۔

ایک مرتبہ راقم الحروف آپ کو دعوت دینے کے لئے جب حضرو پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور طبیعت میں کافی حد تک نقاہت محسوس کی جارہی تھی اور چند یوم قبل ہی آپ کو دل کا شدید قسم کا دورہ پڑا تھا۔ راقم الحروف نے آپ کی علالت کے پیش نظر عرض کیا کہ حضرت آپ کافی بیمار ہیں اگرچہ میں دعوت دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں مگر آپ کی طبیعت کے پیش نظر اب میری عرض یہ ہے کہ آپ خود تشریف نہ لائیں بلکہ صاحبزادگان کو ہی بھیج دیجئے۔ خدا پاک نے اگر صحت دی تو انشاء اللہ اگلے سال آپ کو بلاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اگر میری صحت ٹھیک رہی اور ذرا بھی افاقہ ہوا تو ضرور آؤں گا اور غریب نواز علیہ الرحمۃ کی محفل میں ضرور

شرکت کروں گا۔ اور پھر آپ نے کیا بھی ایسے ہی کہ وقت اور دن مقررہ پر آپ پوری ویگن علمائے کرام کی بھر کر بذات خود بنفس نفیس تشریف لے آئے فقیر نے قدم بوسی کی اور عرض کیا حضور آپ اگر تشریف نہ لاتے تو بہتر تھا اس لئے کہ آپ ہمارا سرمایہ اور ہمارے بزرگ ہیں۔ ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ صحت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ابھی آپ کو آرام کرنا چاہئے۔ ایسی محفل میں صحت کے بعد بھی شرکت ہو سکتی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ جس کی محفل ہے وہ جانے غریب نواز علیہ الرحمۃ کرم کریں گے انشاء اللہ کچھ بھی نہ ہوگا۔ میں تو آپ کی محفل کو کامیاب کرنے کے لئے اور بارگاہ غریب نواز علیہ الرحمۃ میں حاضری لگوانے آیا ہوں۔ اس بات کا فقیر کو شدید احساس ہوا اور رہے گا کہ آپ نے ناسازی طبع کے باوجود اپنی جان پر اتنا بڑا ظلم اور فقیر پر احسان عظیم فرمایا اس واقعہ سے آپ میں دھڑے بندی اور وضع داری کا پتہ چلتا ہے کہ اس کو نبھانے کے لئے آپ کسی چیز کو بھی راستے میں حائل نہ ہونے دیتے تھے۔ آپ فقیر راقم الحروف کی دعوت پر اسلام آباد میں منعقدہ کئی پروگراموں اور لاہور الحمرا ہال میں بھی فقیر کی دعوت پر تشریف لاتے رہے۔

سلسلہ رشد و ہدایت ☆: آپ نے وسیع پیمانے پر اپنے مرشد کامل کی طرف سے دی گئی اس امانت کو لوگوں تک پہنچایا اور اس کا حق ادا کر دیا۔ کراچی، حیدر آباد، گوجرانوالہ، لاہور، ہزارہ، کشمیر، پشاور، مردان، کوہاٹ، کوئٹہ، بلوچستان اور کابل میں ایک بہت بڑی تعداد مریدین کی موجود ہے۔ آپ کے در پر آنے والا کبھی خالی دامن نہ گیا جو بھی آیا فیض کی دولت سے مالا مال ہوتا گیا۔ ہزاروں گم گشتگان راہ کو راہ ہدایت دکھلائی بے راہوں کو راہبر بنایا۔ بھٹکے ہوئے گمراہوں کو خدا پاک کے دروازے پر لا کھڑا کیا اور ان کے مردہ دلوں کو ذکر خدا سے جلا بخشی اور عشق رسول ﷺ کی شمع ان کے سینوں میں روشن کی۔

آپ کی نادر تصنیفات ☆: آپ نے خطابت اور تدریس کے ساتھ ساتھ مختلف موضوعات پر مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں۔ (۱) ☆ نافع المسلمین (مختلف مسائل) (۲) ☆ گنجینہ تصوف (۳) ☆ مقاصد ابرار (۴) ☆ اوضح لبیان فی حیلۃ الاسقاط مع دوران القرآن (حلیہ اسقاط کا ثبوت) (۵) ☆ جواہر البیان المسمی خلاصۃ القرآن (مضامین قرآن پر مشتمل رسالہ)

نوٹ ☆: آپ کی یہ تمام تصانیف ۱۹۷۸ء تک لکھی جا چکی تھیں جو کہ تمام مطبوعہ ہیں ان کے علاوہ بھی مزید چند تصانیف لکھی گئیں جن کی تفصیل معلوم نہ ہو سکیں۔

وصال باکمال ☆: وصال باکمال سے چند روز قبل اپنے مریدین کی دعوت پر چند مذہبی اور روحانی پروگراموں میں شرکت کے لئے کراچی تشریف لے گئے۔ کراچی میں قیام کے دوران ایک پاکیزہ محفل کی صدارت فرما رہے تھے کہ آپ کو دل کا شدید دورہ پڑا جو کہ جاں لیوا ثابت ہوا اور ہسپتال پہنچنے سے قبل ہی واصل بحق ہو گئے۔

آپ کا وصال باکمال ۷۶ سال ۶ ماہ ۶ دن کی عمر میں ۱۴۱۶ ہجری بمطابق 13 اکتوبر 1995ء بوقت فجر بروز جمعۃ المبارک کو کراچی میں ہوا۔ اسی روز آپ کے جسد خاکی کو بذریعہ جہاز کراچی سے اسلام آباد پھر وہاں سے بذریعہ ایمبولینس حضرو لے جایا گیا اور مورخہ ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۹۵ء بروز ہفتہ صبح ۹ بجے آپ کی نماز جنازہ مبلغ عالم اسلام الحاج حضرت پیر علاؤ الدین صدیقی جو آپ کے مرشد کامل کے فرزند ارجمند و نور نظر و جانشین ہیں نے پڑھائی نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں علمائے کرام مشائخ عظام اور ہزاروں کی تعداد میں عوام اہل

سنت اور آپ کے مریدین وعقیدت مندان نے شرکت کی۔

بعدازاں حضرو سے آپ کو جلوس کی شکل میں جی ٹی روڈ ہٹیاں میں آپ کی قائم کردہ عظیم درس گاہ جامعہ عربیہ مظہرالعلوم وحیدیہ جامع مسجد مدنی سے ملحقہ ایک پلاٹ میں تدفین کی گئی۔ الحمدللہ وہاں پر بہترین مزار تعمیر ہو چکا ہے۔ جو کہ آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔ فقیر راقم الحروف عرس مبارک کے علاوہ بھی کئی مرتبہ خصوصی طور پر مزار شریف پر حاضری کی سعادت حاصل کر چکا ہے۔

اس کے علاوہ اٹک کے گردونواح میں اگر دورے پر جانا پڑے تو آپ کے دربار پر ضرور حاضری ہوتی ہے اور آپ کے جانشین و ولی عہد حضرت صاحبزادہ پیر محمد احسان الحق عمرانی اور ان کے چھوٹے بھائی صاحبزادہ محمد مفتاح الحق عثمانی سب سے چھوٹے صاحبزادے محمد اظہار الحق حقانی سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہتا ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سیّد حاجی سردار بادشاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عارف اکمل، متقی و زاہد و نیک نام، نیک سیرت و باکردار مخلص فی اللہ، مرشد برحق، جامع الصفات و کمالات حضرت پیر سید حاجی سردار بادشاہ نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت سیّد گل بادشاہ بن حضرت پیر سید قاضی عادل شاہ بن حضرت خواجہ سید دین محمد شاہ بن حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ بن حضرت سید فیض اللہ شاہ تیراہی نقشبندی مجددی علیہم الرحمۃ کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۹۱۰ء کے لگ بھگ ہوئی۔ گھر کے روحانی ماحول کی وجہ سے آپ کی تربیت آپ کے والدین نے پوری توجہ سے کی۔ آپ نے اپنی تمام دینی و دنیاوی تعلیم اپنے علاقہ چورا شریف میں ہی بہترین اساتذہ کرام کی نگرانی میں مکمل کی۔

سیرت و کردار ☆: آپ انتہائی نیک پارسا متقی و پرہیزگار عابد و زاہد نیک نام باصلاحیت بااخلاق بامروت شخصیت کے حامل تھے۔ تمام عمر عبادت و ریاضت میں مگن رہے۔ دنیا اور اہل دنیا سے آپ کو کوئی تعلق واسطہ نہ تھا۔ اپنے اسلاف کے اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے آپ نے خانقاہی نظام کو فروغ دیا۔ فرض نمازوں کے علاوہ نفلی عبادات کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ آپ اخلاق کے بہت اعلیٰ درجہ پر فائز تھے تمام عمر کسی کی بھی دل آزاری نہ ہونے دی۔

مہمان نوازی آپ کو ورثے میں ملی تھی جو کہ آپ کی طبیعت کا خاصہ بن کر ہمیشہ نمایاں رہی۔ آپ نہایت ہی متحمل مزاج اور گفتگو میں نرمی اور احتیاط سے کام لیتے تھے۔ سخاوت و ایثار میں نمایاں مقام حاصل تھا۔ سفید رنگ کا لباس زیب تن فرماتے اور اکثر سفید رنگ کی چادر اوپر اوڑھتے تھے۔ آپ کو خداوند کریم نے حسن ظاہری اور باطنی سے بھی نوازا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ چہرے کو دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جاتا تھا۔ مدبھری آنکھیں اور قد درمیانہ تھا۔ آپ وعدے کے پکے اور اصولوں کے پابند اور کریم نواز شخصیت کے حامل تھے۔

بیعت و خلافت ☆: آپ نے اپنے والد گرامی قدر حضرت پیر سید گل بادشاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد انہی سے خرقہ خلافت و اجازت حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوئے۔

آپ کے خلفائے کرام ☆: آپ کے دو خلفائے نامدار ہوئے ہیں جن میں اول الذکر جناب ڈاکٹر غلام سرور صاحب پیپلز کالونی نمبر ۲ فیصل آباد والے جو کہ بے حد ملنسار بااخلاق و باکردار متبع شریعت اور باعمل شخصیت ہیں۔ محلہ یٰسین آباد میں بہترین معالج تصور کئے جاتے ہیں۔

نمبر ۲ ☆: حضرت پیر سید جاوید احمد شاہ نوری نقشبندی مجددی مدظلہ العالی جو آپ کے بڑے صاحبزادے اور خلیفہ اکبر و جانشین

ہیں۔ جو اپنے وقت کے بہترین عالم فاضل جنہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں اپنے بزرگوں سے حاصل کی بعدازاں علامہ زماں حضرت سید زاہد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ جامعہ بغدادیہ فیصل آباد والوں سے علوم متداولہ کی کتب پڑھیں اور دورہ حدیث شریف جامعہ رضویہ فیصل آباد جھنگ بازار سے مکمل کیا۔

حضرت پیر سید جاوید احمد شاہ نوری صاحب نے اپنے والد گرامی قدر کے دست حق پرست پر ہی شرف بیعت حاصل کیا اور انہی سے خلافت واجازت حاصل کر کے سرفراز وممتاز ہوئے۔ خدا نے آپ کو حسن ظاہری کے ساتھ ساتھ حسن باطنی بھی وافر مقدار میں عطا فرمایا ہے۔ آپ کے چہرہ پر خصوصی مسکراہٹ آپ کی طبیعت کا شاہکار ہے۔

حضرت پیر سید حاجی سردار بادشاہ نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند ارجمند جناب حضرت صاحبزادہ سید وحید احمد شاہ بھی ظاہری وباطنی حسن کی دولت سے مالا مال ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ذہین وپُر وقار شخصیت ہیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سلوک کی منازل طے کرر ہے ہیں۔

وصال باکمال ☆: حضرت حاجی پیر سید سردار بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال باکمال ۱۴۱۶ھ بمطابق مورخہ 11 نومبر 1995 بروز ہفتہ کو ذکر خدا کرتے ہوئے ہوا۔ مزار فیض آثار چورا شریف میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

نوٹ ☆: فقیر راقم الحروف کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت پیر سید سردار بادشاہ رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری حیات مبارکہ میں کئی مرتبہ زیارت وملاقات نصیب ہوئی۔ آپ راولپنڈی میں خطیب اہل سنت حضرت علامہ حافظ محمد فضل دین نقشبندی مہتمم مدرسہ نوریہ رضویہ ماڈل کالونی ڈھوک حسو راولپنڈی میں کئی مرتبہ وہاں کے مذہبی اجتماعات میں تشریف لاتے رہے۔

اور اسی طرح فقیر راقم الحروف کا آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر سید جاوید احمد شاہ نوری صاحب سے بھی 1979ء سے تعلق واسطہ اور رابطہ ہے۔ شاہ صاحب مذکور انتہائی بلند اخلاق کے مالک خوش طبیعت بامروت باذوق مہمان نواز اور مستقل مزاج شخصیت کے مالک ہیں۔ فقیر راقم الحروف کی دعوت پر کئی مرتبہ تشریف لائے اور خصوصی شفقت ومحبت کا اظہار فرمایا اور کھلے دل سے ادارے کی تعمیر کے معاملہ میں فقیر کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سیّد محبت علی شاہ ہمدانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، پیکر صبر و رضا، چشم و چراغ خانوادہ ہمدانیہ فخر السادات حضرت پیر سیّد محبت علی شاہ ہمدانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ مجسمۂ حسنات و احسان ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت مورخہ یکم جنوری ۱۹۱۲ء بمطابق 1331ء کو امام العارفین سراج السالکین حضرت پیر سیّد امام علی شاہ ہمدانی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے گھر بھنگالی شریف میں ہوئی۔

آپ حضرت پیر سیّد امام علی شاہ نقشبندی علیہ الرحمۃ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں جبکہ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت پیر سیّد عبداللہ شاہ نقشبندی صاحب علیہ الرحمۃ تیسرے بھائی حضرت قبلہ پیر سید سلطان علی شاہ ہمدانی مدظلہ العالی جو کہ دار العلوم حنفیہ حسینیہ ہمدانیہ بھنگالی شریف قائم کئے ہوئے اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کی بھرپور انداز میں ترجمانی فرما رہے ہیں چوتھے بھائی حضرت پیر سید اکرار حسین شاہ ہمدانی ہیں۔

آپ انتہائی درجہ کے نیک متقی و پرہیزگار پابند شریعت و طریقت بزرگ تھے۔ دار العلوم دیوبند سے فارغ التحصیل اور مستند عالم اور اتحاد بین المسلمین کے علمبردار تھے۔ تمام زندگی اپنے اسلاف کے اصولوں پر سختی سے کاربند رہے۔ چار بلوچ رجمنٹ میں 25 برس تک خطیب رہے اور سلسلہ طریقت میں اپنے عظیم والد بزرگوار حضرت پیر سید امام علی شاہ ہمدانی نقشبندی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہیں سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔

آپ اپنے چھوٹے بھائیوں سے بہت ہی زیادہ شفقت فرماتے بالخصوص حضرت پیر سید سلطان علی ہمدانی مدظلہ العالی پر خصوصی شفقت فرماتے اور اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھتے۔ اس طرح پیر سید سلطان علی شاہ ہمدانی نے بھی پوری زندگی میں ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے آپ کو تکلیف پہنچے۔ ہر حال میں آپ کی اتباع کرتے اور ہر طرح سے خیال فرماتے تھے۔ آپ کی ہر خواہش کا احترام فرماتے رہے۔

جب آخری دنوں آپ علیل ہوئے تو حضرت پیر سید سلطان علی شاہ ہمدانی نے نہ صرف تیمارداری کی بلکہ آپ کے علاج معالجہ پر بھرپور توجہ دی۔ آپ نے بھی دار العلوم حنفیہ حسینیہ ہمدانیہ بھنگالی شریف کی تعمیر و ترقی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اور دار العلوم کی ہر تقریب میں بھرپور طریقہ سے شرکت فرماتے ہیں۔

آپ کے صاحبزادگان ☆: آپ کو خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے دو صاحبزادے عنایت فرمائے جن میں بڑے

صاحبزادے جناب پیر سیّد ضیاء محمد شاہ ہمدانی مدظلہ العالی جو کہ دربار عالیہ بھنگالی شریف کے لنگر کے منتظم اعلیٰ اور بڑے ملنسار اور لامحدود تعلق و رابطے والی شخصیت ہیں۔ شوشل ویلفیئر آپ کا خاص مشغلہ ہے جبکہ ملک میں نظام مصطفی ﷺ کے لئے چلنے والی تحریک میں ہراول دستہ کا کردار ادا کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف سے بہترین دوستی اور تعلق کی بنا پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں۔ اور دوسرے صاحبزادے پیر سید عبدالقادر شاہ ہمدانی مدظلہ العالی ہیں جو کہ اپنے اسلاف کے مشن پر قائم رہتے ہوئے اپنے بزرگوں کے مشن پر سختی سے کاربند ہیں۔ خدا ہر دو حضرات کو سلامت رکھے۔

وصال با کمال☆: آپ کا وصال با کمال ۱۴۱۸ھ بمطابق مورخہ ۲۶ ستمبر 1997ء کو بعمر ۸۵ برس ہوا۔ وصال کے بعد حضرت پیر سید سلطان علی شاہ ہمدانی نے اپنے ہاتھوں سے آپ کو غسل دیا اور خود ہی نماز جنازہ کی امامت کرائی۔ ہزاروں کی تعداد میں مریدین نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

مزار پُر انوار دربار عالیہ بھنگالی شریف میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں شرف ملاقات اور بعداز وصال آپ کے مزار پر بارہا حاضری کا شرف حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا خواجہ محمد یعقوب نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عاشق ذات الٰہ، حجتہ الکاملین، روایات مجددیہ کے امین، ولی ابن ولی حضرت مولانا خواجہ محمد یعقوب نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ ۱۹۱۹ء کو تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے معروف روحانی مرکز موضع بگھار شریف میں اپنے وقت کے عظیم ولی کامل حضرت خواجہ راجہ سلطان محمود جنجوعہ المعروف دادا پیر کالا خان علیہ الرحمۃ کی اولاد میں سے ولی ابن ولی حضرت خواجہ مولانا عبدالرحمٰن کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جنجوعہ راجپوت قبیلہ کے اس عظیم فرزند کی بگھار شریف جیسے پُرسکون اور روحانی ماحول میں بچپن ہی سے جس انداز سے توجہ دی گئی اس کے سبب سے آنے والے وقتوں میں آپ نے بھی اپنے والد اور دادا کے مشن پر عمل پیرا رہتے ہوئے روایات مجددیہ کا امین ہونا ثابت کر دیا۔

ابتدائی تعلیم و تربیت☆: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں ہی اپنے والد گرامی حضرت مولانا خواجہ عبدالرحمٰن نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔ ناظرہ قرآن مجید بگھار شریف کی خانقاہ میں حضرت مولانا شیر باز علیہ الرحمۃ سے پڑھا۔ بعدازاں ابتدائی کتب گلستان، بوستان، سکندر نامہ وغیرہ اپنے والد گرامی حضرت مولانا خواجہ عبدالرحمٰن صاحب نقشبندی علیہ الرحمۃ سے پڑھیں اور اس کے بعد فقہ کی ابتدائی کتب ہدایہ، کنز الدقائق، قدوری وغیرہ بھی بگھار شریف میں ہی حضرت مولانا نور محمد علیہ الرحمۃ فاضل دار العلوم دیوبند سے پڑھیں۔ اس کے بعد اس زمانے کی عظیم درسگاہ جامعہ عباسیہ بہاولپور میں داخلہ لیا اور معروف عالم دین علامہ غلام محمد گھوٹوی علیہ الرحمۃ سے اکتساب فیض کیا۔ بہاولپور سے آپ دہلی کی معروف درسگاہ جامعہ امینیہ میں تشریف لے گئے۔ ابھی تعلیم شروع کیے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ آپ شدید علیل ہو گئے۔ جب آپ کے والد گرامی کو آپ کی علالت کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے مدرسہ کے استاد مولانا نور محمد کو دہلی بھیجا کہ صاحبزادے کو لے آؤ۔ شدید علالت کے سبب آپ کو دہلی سے واپس اپنے وطن مالوف آنا پڑا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب صحت کاملہ ہوئی تو والد گرامی کے حکم سے راولپنڈی پل شاہ ندر دیوان کی ایک مسجد کے خطیب اور اپنے وقت کے جید عالم دین حضرت مولانا محمد شریف کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف تلمذ حاصل کیا۔ اور کتب تفسیر و احادیث وغیرہ کی تعلیم مکمل کی۔ ابھی آپ تعلیم کے آخری دور سے گزر رہے تھے کہ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا خواجہ عبدالرحمٰن نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ شدید علیل ہو گئے۔ والد گرامی کی علالت کی خبر سن کر آپ واپس بگھار شریف پہنچے اور والد گرامی کی خدمت و تیمارداری میں مصروف ہو گئے۔

بیعت و خلافت☆: آپ نے تصوف کی منازل اپنے والد گرامی حضرت مولانا خواجہ عبدالرحمٰن نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ

سے ہی طے کیں اور انہی کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کیا اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

سیرت و کردار☆: آپ انتہائی نیک سیرت، باکردار، باصلاحیت اور ہمت مردانہ کی صفات سے متصف تھے۔ تمام زندگی نماز پنجگانہ کے علاوہ دیگر نوافل تہجد باقاعدگی سے ادا فرماتے رہے۔ تلاوت قرآن کریم بڑے شوق و ذوق سے فرماتے تھے۔ اپنے خواجگان کے اوراد و وظائف کو ہر صورت اپنے اپنے وقت میں مکمل فرماتے تھے۔ آنے والے مہمانوں کی خاطر تواضع خود فرماتے ہر آنے والے کی بات کو پوری توجہ سے سماعت فرماتے۔ غمزدہ حضرات کی دلجوئی اس انداز سے فرماتے کہ وہ مطمئن ہو کر واپس جاتے۔ طبیعت میں نرمی پیار و محبت و اخلاص آپ کا خاصہ تھا۔ اپنے پاس آنے والوں سے شریعت کے معاملے کوئی رعایت نہ برتتے۔ خانقاہ شریف میں رات کو قیام کرنے والے مہمانوں عقیدت مندوں کو صبح تہجد کے لئے خود جگاتے اور فرماتے کہ نماز کا وقت ہو گیا نماز فجر کے بعد اپنے والد گرامی اور داد بزرگوار کے مزارات کے بائیں پہلو میں بیٹھ کر مراقبہ فرماتے۔ اپنے مال مویشیوں کی نگرانی خود فرماتے۔

شادی و اولاد☆: آپ کی شادی اپنے والد بزرگوار کے وصال باکمال کے تین برس کے بعد ۱۹۴۶ء میں جناب صوبیدار محمد حسن صاحب کی صاحبزادی محترمہ کے ساتھ ہوئی۔ ان کے بطن سے آپ کے دو صاحبزادے جن میں بڑے صاحبزادے معروف سکالر و محقق علامہ ڈاکٹر پروفیسر ساجد الرحمٰن نقشبندی مجددی مدظلہ اور دوسرے صاحبزادے فارض الرحمٰن ہیں جبکہ ایک صاحبزادی جو بڑے صاحبزادے سے چھوٹی اور چھوٹے صاحبزادے سے بڑی ہیں۔

تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں آپ کا کردار☆: آپ ہمیشہ ایک بات تکرار کے ساتھ فرماتے تھے۔ یہ ملک جس مقصد کے لئے حاصل کیا تھا ہم نے اس کی جانب کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا حصول دنیا کے لئے احکام الٰہیہ کو ترک کر کے فرنگی تہذیب و تمدن کو اپنا مقصد حیات بنالیا۔ فرنگی کے بول سیکھنے کے لئے کتاب اللہ اور احکام رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے محروم ہو گئے۔ اس سے ہمیں جسمانی غلامی تو حاصل ہو گئی۔ مگر غلامی کا طوق اپنی گردن سے نہ اتار سکے۔

جب تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ چلی اور ملک بھر سے علمائے کرام مشائخ عظام اور غیور مسلمان نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے تڑپنے والے حکومت وقت سے ٹکرا گئے اور مسلمانان پاکستان لاٹھی گولی کی پرواہ کئے بغیر میدان عمل میں آئے روز جلسے جلوس اور گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا تو انہی دنوں آپ کے انتہائی قریبی عزیز معروف قانون دان و سابق وزیر مذہبی امور راجہ محمد ظفر الحق بھی گرفتار ہو کر پابند سلاسل ہوئے تو آپ ان سے ملاقات کے لئے سنٹرل جیل راولپنڈی تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کے بڑے صاحبزادے جناب ڈاکٹر پروفیسر ساجد الرحمٰن صاحب بھی ہمراہ تھے۔ راجہ ظفر الحق سے ملاقات کے دوران آپ نے دیکھا کہ بہت سے نوجوان بھی اس تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے۔ آپ اُن نوجوانوں کے اس جذبے سے بے حد متاثر ہوئے۔

جونہی آپ جیل کے قیدیوں سے ملاقات کے بعد واپس پلٹے تو آپ نے فرمایا کہ میں بھی گرفتاری پیش کروں گا۔

آپ کے صاحبزادے ڈاکٹر ساجد الرحمٰن اور دیگر احباب نے عرض کیا حضور ضعیفی اور بڑھاپے کے اس عالم میں جبکہ آپ کی صحت بھی ٹھیک نہیں ہے اس صورتحال کے پیش نظر آپ گرفتاری نہ دیں تو آپ نے فرمایا کہ جن نوجوانوں کو ہم دین برگشتہ کہتے ہیں وہ تو پابند

سلاسل ہیں اور ہم جو دین کے نام پر عزت حاصل کرنے والے ہیں وہ باہر ہیں۔کل اپنے خالق و مالک کو کیا جواب دیں گے۔اس لئے میں ضرور ہر قیمت پر اس تحریک کے لئے گرفتاری دوں گا۔انجام چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو۔
چنانچہ آپ گرفتاری پیش کرنے کے لئے کھوٹہ شہر کی جامع مسجد میں تشریف لے آئے جہاں اس تحریک کے سلسلہ میں احتجاجی جلسہ ہو رہا تھا۔اتفاق سے اس روز بارش بھی ہوگئی۔آپ نے برستی بارش میں ایک بڑے جلوس کی قیادت فرمائی اور کھوٹہ شہر کے وسط میں بجلی کے ایک کھمبے کا سہارا لے کر جلوس سے خطاب کے دوران ارشاد فرمایا کہ برصغیر میں اعلائے کلمۃ الحق اور اقدار دینیہ کے فروغ کے لئے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے نیر تاباں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ نے قلعہ گوالیار میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔تحریک خلافت میں میرے والدگرامی حضرت مولانا خواجہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ نے حق کا ساتھ دیا۔اور آپ کی گرفتاری کے احکام جاری ہوئے۔آج پاکستان میں تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے ہزاروں کارکن صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے حصول کے لئے جیل کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے آج اس نیک مقصد کے لئے مجھے اپنی گرفتاری پیش کرنے کی ہمت و توفیق بخشی۔
آپ کی یہ مختصر مگر پُر مغز اور انتہائی مؤثر تقریر تھی۔اس کے بعد آپ جلوس کے اختتامی مقام تک گرفتاری پیش کرنے کیلئے پہنچے تو اسسٹنٹ کمشنر کھوٹہ نے اطلاع دی کہ جناب آج گرفتاریاں بند کر دی گئی ہیں۔اس کے بعد آپ وہاں سے بگھار شریف لے آئے۔کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو جنرل ضیاء الحق نے اقتدار سنبھال لیا۔اس کے بعد حالات ہی تبدیل ہو گئے۔مغرب کی نماز کے وقت آپ اپنے کتب خانے کے صحن میں کھڑے تھے کہ پڑوسی کے گھر سے ریڈیو پر مغرب کی اذان کی آواز سنائی دی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ الحمدللہ کچھ تو قربانیوں کا صلہ مل گیا۔
حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ ☆: جس زمانہ میں آپ نے حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم ﷺ کے لئے درخواست دی تو اس وقت کے قانون کے مطابق تمام حجاج کرام کا بذریعہ قرعہ اندازی انتخاب ہوتا تھا۔خدا اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ سے بلاوہ تھا قرعہ اندازی میں نام نکل آیا۔اس واقعہ پر آپ کے لاڈلے مرید خاص جناب شیخ محمد اقبال کا نام بھی قرعہ اندازی میں نکلا۔اس طرح اس خوش بخت مرید کو آپ کے ہمراہ سفر زیارت و حج بیت اللہ کا شرف حاصل ہوا۔
حج بیت اللہ کے لئے روانگی سے قبل آپ نے اپنے اجداد کے مزارات پر حاضری دی اور وہاں سے گھوڑی پر سوار ہو کر براستہ جنڈی ہنیسر کھوٹہ تک اس طرح سفر کیا کہ آپ کے گرد اگرد عقیدت مندان و محبین کا جم غفیر ذکر جہر کے ساتھ ساتھ پیدل تھا۔بگھار شریف سے کھوٹہ میں حاجی شیخ محمد فاضل صاحب کے گھر تک تشریف لائے اور دوپہر کا کھانا ان کے گھر تناول فرمایا۔وہاں سے گاڑی کے ذریعے راولپنڈی اور راولپنڈی ریلوے اسٹیشن سے کراچی کے لئے روانہ ہوئے اور کراچی سے عازم جدہ ہوئے۔جب آپ جدہ سے مکہ مکرمہ شریف پہنچے مناسک حج ادا کرنے کے بعد جب آپ مدینہ پاک کے لئے روانہ ہوئے تو کیفیت عجیب تھی۔راستے میں ایک مقام پر کسی مسافر نے بس کے ڈرائیور سے پوچھا کہ مدینہ شریف کتنی دور رہ گیا ہے۔تو بس ڈرائیور نے اشارہ سے بتایا کہ وہ سامنے جو روشنی ہے۔وہ

گنبد خضریٰ کے میناروں کی روشنی ہے۔ اتنا سننا تھا کہ آپ کے دل کی کیفیت بدل گئی اور غور سے ان روشن میناروں کو دیکھا اور اپنے ساتھی شیخ اقبال صاحب سے فرمانے لگے شیخ صاحب ہم جاگ رہے ہیں یا خواب دیکھ رہے ہیں۔ تو شیخ صاحب نے برجستہ عرض کیا حضور ہم جاگ رہے ہیں تو فرمایا حاجی صاحب یقین نہیں آیا کہ یہ گنہگار آنکھیں اور یہ روضہ اقدس ﷺ۔

مدینۃ الرسول ﷺ کے قیام کے دوران ایک معاملہ پیش آیا جس کو آپ نے خود اپنی زبان ترجمان سے بیان فرمایا تھا کہ ایک دن مسجد نبوی میں وضو کر کے آخری صفوں میں کھڑے تھے کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کیوں نہ مسجد نبوی شریف کے امام کے پیچھے پہلی صف میں نماز پڑھی جائے مگر چونکہ یہ اپنی ہمت اور مرضی سے ناممکن تھا۔ بس دل میں تمنا ابھری زبان پر بات آئی اپنے ساتھی سے کی اور خاموش ہو گئے کیونکہ بظاہر یہ ناممکن تھا۔

لیکن اس اثنا میں ایسا ہوا کہ میں نے دیکھا کہ ایک نہایت ہی پُر وقار شخصیت آگے آگے اور اس کے پیچھے ایک شخص مصلے اٹھائے ہوئے آ رہا تھا۔ وہ جب ہمارے قریب سے گزرے تو انہوں نے اچانک میری طرف دیکھا اور میرا بازو پکڑ لیا اور میں نے شیخ محمد اقبال کا بازو پکڑا اور ان کے پیچھے ہو لئے جیسے جیسے وہ شخصیت لوگوں کے قریب سے گزرتی لوگ صفیں چھوڑ کر انہیں راستہ دیتے جاتے تھے حتیٰ کہ وہ پہلی صف میں امام کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور مجھے بھی اپنے ساتھ کھڑا کر لیا اس طرح ہماری یہ خواہش پایہ تکمیل کو پہنچی۔ لیکن مقام حیرت ہے کہ پھر دوبارہ وہ شخصیت کبھی نظر نہیں آئی۔

حرمین شریفین میں قیام کے دوران انداز سخاوت و توکل ☆: حرمین شریفین کے قیام کے دوران آپ کے اور دیگر محبین و عقیدت مندان جو کہ حج بیت اللہ شریف اور سعودی عرب میں روزگار کے سلسلہ میں قیام پذیر تھے کو جس طرح معلوم ہوتا گیا کہ آپ حج کے لئے حرم شریف تشریف لائے ہوئے ہیں تو وہ احباب آپ سے ملنے کے لئے آتے رہے۔ اس دوران آپ کا لنگر اسی طرح چلتا رہا۔ جس طرح خانقاہ بگھار شریف میں چلتا تھا۔ آنے جانے والے آ اور جا رہے ہیں لنگر اسی طرح جاری و ساری ہے۔ حاجی شیخ محمد اقبال صاحب جو کہ مالی امور کے انچارج تھے وہ صبح و شام کے اس خرچ سے سخت پریشان تھے۔ بالآخر ایک روز آپ کی خدمت میں عرض کر ہی دیا کہ حضرت یہ بگھار شریف نہیں ہے اگر پیسے ختم ہو گئے تو یہاں پر تو کوئی قرض بھی نہیں دے گا۔ آپ نے فرمایا شیخ صاحب بے شک یہ بگھار شریف تو نہیں ہے مگر میرا خدا تو وہی ہے جو بگھار شریف میں دیتا تھا وہی خدا یہاں بھی دے گا۔

ایک دن شیخ اقبال صاحب پریشانی کے عالم میں کہنے لگے حضرت بات وہی ہوئی جو میں نے کہی تھی آج پیسے بالکل ختم ہو گئے ہیں۔

اتفاقاً جس روز شیخ اقبال صاحب نے آپ سے یہ بات کی اس روز آپ کی طبیعت علیل اور سخت بخار تھا۔ راولپنڈی شہر بنی چوک کے قریب کے رہنے والے ایک ڈاکٹر جو کہ پریکٹس کے لئے مکہ مکرمہ آئے ہوئے تھے۔ ان کو جب آپ کی بیماری کا علم ہوا تو دیکھنے کے لئے آئے چیک اپ کر کے جب جانے لگے تو اپنی جیب سے ایک خطیر رقم آپ کو پیش کرتے ہوئے عرض گزار ہوئے کہ حضرت یہ تھوڑی سی رقم ہے اور میری یہ خواہش ہے کہ آپ اس رقم کو اپنے ہاتھ سے خرچ کریں۔ یہ کہہ کر وہ صاحب تو چلے گئے آپ نے حاجی شیخ اقبال

صاحب کو بلا کر رقم ان کو دی اور فرمایا کہ واقعی یہ بگھار شریف نہیں ہے مگر میرا خدا تو وہی ہے جو وہاں دیتا تھا اس نے یہاں پر بھی انتظام کر دیا ہے۔ اور فرمایا کہ شیخ صاحب اب کھلا خرچ کریں اور آنے والوں کی خاطر تواضع کریں۔ اس وقت تو شیخ صاحب خوش ہو گئے لیکن جوں جوں دن گزرتے گئے شیخ صاحب کے دل کی حالت پھر اسی کیفیت سے دوچار ہو رہی تھی کہ آپ واپسی کے لئے جدہ پہنچ گئے۔ جدہ میں قیام کے دوران شیخ صاحب نے گھبراتے ہوئے عرض کی حضور آج پھر وہی کیفیت ہے کہ پیسے بالکل ختم ہو گئے ہیں۔ آپ نے حسب معمول فرمایا۔ شیخ صاحب گھبراتے کیوں ہو اللہ فضل کرے گا۔

ابھی جدہ میں حجاج کے مستقر پر پہنچے ہی تھے کہ اچانک آپ کے علاقہ بگھار شریف کے ساتھ کسی دوسرے گاؤں کا ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا حضور مجھے کسی سے علم ہوا کہ آپ تشریف لائے ہوئے ہیں تو میں اپنے گھر لے جانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ ایک وقت کی مہمان نوازی کا شرف بخشیں میں دوبارہ وقت مقررہ پر آپ کو ایئر پورٹ لے آؤں گا۔

چنانچہ آپ اس کے اصرار پر اس کے گھر تشریف لے گئے اس نے خوب خاطر و مدارت کی اور بعد ازاں وقت مقررہ پر ایئر پورٹ واپس لے آیا اور ساتھ ہی اُس نے عرض کیا کہ حضور میرے پاس یہ کچھ ریال ہیں جس کے اتنے پاکستانی روپے بنتے ہیں۔ عرصہ دراز ہوا کہ میں گھر واپس نہیں جا سکا اور نہ ہی خرچ وغیرہ بھیجا آپ یہ رقم ہمراہ لے جائیں چونکہ آپ کو ضرورت بھی ہو گی۔ اور پاکستان جا کر میرے گھر والوں کو یہ رقم دے دیجئے گا۔ آپ نے وہ ریال لے لئے اور حاجی شیخ اقبال صاحب سے فرمایا کہ حاجی صاحب تمہارا یہ شکوہ بھی رب کریم نے دور کر دیا کہ یہ بگھار شریف نہیں ہے کہ کوئی قرض بھی نہیں دے گا۔

نوٹ ☆: اس سے مراد آپ کی یہ تھی کہ انتظام چلانے کے لئے خداوند کریم کی ذات خود ہی بہتر اسباب پیدا کر دیتی ہے۔ بشرطیکہ توکل پختہ اور عقیدہ درست ہو۔

کتنے کریم ہیں وہ کرم کیئے جاتے ہیں ☆: مدینہ پاک میں قیام کے دوران ایک مرتبہ آپ شدید علیل ہو گئے۔ نقاہت کے باوجود آپ نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد نبوی شریف جاتے رہے۔ ایک دن وہ بھی آیا کہ مرض کی شدت سے یہ حالت ہو گئی کہ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ مجھ میں ہمت نہیں ہے لہٰذا آپ لوگ جائیں اور نماز مغرب مسجد نبوی میں باجماعت ادا کریں میں اپنے کمرے میں ہی ادا کر لوں گا۔ جب تمام ساتھی چلے گئے تو آپ پر رقت طاری ہو گئی اور رو رو کر رب کریم کی بارگاہ میں دعا کرنے لگے اے مالک و مولا میں کتنا بدنصیب ہوں کہ مدینہ پاک میں حاضر ہونے کے باوجود باجماعت نماز کے لئے نہیں حاضر ہو سکتا۔ تمام دنیا ایک نماز کے بدلے پچاس ہزار ثواب کما رہی ہے اور میں چند فرلانگ کے فاصلے پر اس سعادت سے محروم ہوں۔

آپ اسی گریہ وزاری میں مصروف تھے کہ دروازے پر کسی کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی۔ آپ نے سر اٹھا کر دیکھا تو آپ کے والد گرامی حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کھڑے تھے پیرومرشد اور والد گرامی کو دیکھتے ہی چارپائی سے اٹھے دست بوسی کی انہوں نے شفقت بھرا ہاتھ کندھے پر رکھ کر فرمایا کہ محمد یعقوب اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے ہر کام میں اللہ کی حکمت ہوتی ہے۔ اللہ فضل کرے گا۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں بالکل بیداری کے عالم میں تھا مگر اس کے باوجود جب سر اٹھا کر اپنے دائیں بائیں دیکھا تو کچھ بھی نظر نہ آیا مگر میں نے اپنی طبیعت میں تبدیلی محسوس کی جس کی بنا پر چارپائی سے اٹھا اور وضو کیا اور مسجد نبوی کی طرف چل دیا ابھی اذان مغرب ختم ہوئی تھی کہ میں تکبیر اولیٰ کے موقع پر جماعت میں شامل ہو گیا اور نماز مغرب میں نے بھی ساتھیوں کے ہمراہ با جماعت ادا کی۔

مسجد کے ساتھ انس و محبت ☆: آپ کا تمام زندگی معمول رہا ہے کہ نماز با جماعت اور بالخصوص مسجد میں ہی نہ صرف ادا فرماتے بلکہ اپنی مخصوص نشست اور مریدین محبین عقیدت مندان سے ملاقات بھی اکثر مسجد میں ہی فرماتے تھے۔ اپنے اوراد و وظائف بھی اکثر مسجد میں پورے فرماتے کبھی کبھی اپنی لائبریری میں ادا کرتے۔ آپ مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تو قدم آہستہ آہستہ اٹھاتے اور فرماتے کہ مسجد کی طرف اٹھنے والے قدم گنے جاتے ہیں میں آہستہ اس لئے چلتا ہوں کہ قدموں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے۔

آپ جب بھی اپنے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صاحب کے گھر راولپنڈی تشریف لاتے اور ایام علالت میں قیام کبھی طویل ہو جاتا تو طبیعت میں تھوڑے سے افاقہ کے ساتھ ہی فوراً بگھار شریف کے لئے تیار ہو جاتے۔ آپ کے پوتے پوتیاں ضد کرتے داداجان آج نہ جائیں تو فرماتے بیٹا ضد نہ کرو مجھے شدت کے ساتھ اپنی مسجد یاد آ رہی ہے۔

آپ کا اصلاحی انداز ☆: آپ اپنی طبیعت میں اپنے پاس آنے جانے والوں کے لئے انتہائی نرم گوشہ رکھتے تھے۔ سنت رسول ﷺ کے مطابق اخلاق کریمانہ کی جھلک بھی آپ میں نمایاں تھی۔ آپ کسی کے عیب پر براہ راست انگلی نہیں اٹھایا کرتے تھے بلکہ اس انداز سے اصلاح فرماتے تھے کہ دل آزاری بھی نہ ہونے پائے اور غلطی کا احساس بھی ہو جائے۔ اس کے لئے ذیل میں چند معاملات پیش خدمت ہیں۔

نمبر ۱ ☆: معروف سیاسی رہنما پاکستان مسلم لیگ (ن) کے چیئرمین اور آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن کے برادر نسبتی اور آپ کی محبوب ترین شخصیت راجہ محمد ظفر الحق خود اپنی زبانی بیان کرتے ہیں کہ جب میں گریجوایشن کر رہا تھا تو اس دوران آستانہ عالیہ بگھار شریف حاضری ہوئی۔ مسجد میں گیا ظہر کا وقت تھا کچھ لوگ سنتیں پڑھ چکے تھے کچھ پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کو مسجد میں دیکھ کر ملاقات کی تو آپ نے فرمایا پہلے سنتیں پڑھ لو۔

چنانچہ میں نے سنتیں پڑھنا شروع کیں قعدہ میں نے اپنے زانو پر ہاتھ رکھے تو انگلیاں کھلی ہوئیں تھیں آپ نے آہستہ سے میری انگلیوں کو پکڑا اور باہم ملا دیا۔

سنتوں سے فارغ ہو کر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت صاحب نماز کے بعد اس مسئلہ میں کوئی فقہی مسئلہ بیان فرمائیں گے۔ لیکن آپ نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ اس بات کا مجھے معلوم تھا یا آپ کو۔ لیکن آج مدت گزر گئی ہے جب بھی قعدہ میں بیٹھا ہوں تو اصلاح کا وہ عمل سامنے آ جاتا ہے اور انگلیاں باہم ملا لیتا ہوں۔

نمبر ۲ ☆: مسلک اہل حدیث کے چند نوجوانوں کا آپ کے پاس آنا جانا شروع ہو گیا۔ اور وہ آپ کے حلقہ ارادت میں بھی داخل ہو گئے مگر اس کے باوجود نماز میں ننگے سر ہوتے اور رفع یدین بھی کرتے۔ کچھ حضرات نے شکایت کی حضور ان کو منع فرمائیں آپ

نے فرمایا اپنا کام کرو۔ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔ آہستہ آہستہ خود ہی تبدیلی آجائے گی۔

نمبر۳ ☆: گوجرہ منڈی کے رہنے والے ایک عالم دین قاری عبدالرحیم جو دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل اور عربی زبان پر بہت دسترس رکھتے تھے۔ کلرسیداں ہائی سکول میں عربی ٹیچر مقرر ہوئے۔ ان دنوں آپ کے ایک مرید حضرت مولانا حافظ محمد احسن گورنمنٹ سکول مٹور میں بطور عربی ٹیچر مقرر تھے اور مرکزی جامع مسجد مٹور کے خطیب بھی تھے۔ ان کی قاری عبدالرحیم سے باہم رفاقت تھی۔ جس کی بنا پر قاری عبدالرحیم صاحب کا آنا جانا بگھار شریف میں شروع ہو گیا اور حضرت صاحب سے انس ومحبت کا تعلق قائم ہو گیا۔ آپ کی مجالس میں بھی شرکت کرتے تھے۔

ایک روز قاری عبدالرحیم نے عرض کیا حضرت میرا آپ سے علمی تعلق ہے جہاں تک معاملہ سلوک اور تصوف کا ہے میں پر اعتقاد نہیں رکھتا اور اس میں کچھ حقیقت ہے تو آپ مجھ پر واضح کریں۔ آپ نے فرمایا قاری صاحب میرا دعویٰ ہے کہ باغ میں پھول ہے اور آپ پھول کے نہ ہونے کا اصرار کر رہے ہیں۔ عقل سلیم کا تقاضہ یہ ہے کہ باغ میں جا کر دیکھ لینا چاہیے۔ اگر واقعی باغ میں پھول ہو تو آپ کو انکار نہیں کرنا چاہیے اور اگر نہ ہو تو مجھے اصرار نہیں کرنا چاہیے۔

قاری صاحب نے جواباً عرض کیا حضرت بات تو معقول ہے مگر یہ پھول دیکھنے کا طریقہ کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ میں آپ کو نقشبندی مجددی طریقہ کے چند اوراد تلقین کرتا ہوں۔ آپ میرے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کریں اگر باطن میں کوئی تبدیلی محسوس ہو تو فرما دیجئے گا کہ باغ میں پھول ہے اور اگر کوئی تبدیلی نہ ہو تو آپ کو انکار کا پورا حق ہے۔

چنانچہ آپ نے چند اوراد بتا دیئے قاری صاحب چھٹیوں کے موسم میں جب اپنے گھر گئے اور ان معمولات کو شروع کیا تو ایک ماہ بعد قاری صاحب نے خط لکھا جس کا پہلا جملہ یہ تھا ''حضرت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کافر تھا اب مسلمان ہوا ہوں۔''

نمبر۴ ☆: آپ کی ہمشیرہ صاحبہ ایک مرتبہ علیل ہو گئیں تو ان کو علاج کے لئے جس ہسپتال لے جایا گیا وہاں کے ڈاکٹر جہانگیر اور ان کی بیگم دونوں عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد گرامی حضرت عبدالرحمٰن صاحب اپنی بیٹی کو ہسپتال دیکھنے کے لئے گئے تو اس دوران ان دونوں میاں بیوی ڈاکٹروں سے بھی ملاقات ہوئی۔ وہ دونوں میاں بیوی آپ کے اخلاق کریمانہ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ کلمہ پڑھ کر نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ آپ کے حلقہ ارادت میں بھی داخل ہو گئے۔ جس کی بنیاد پر ڈاکٹر جہانگیر اکثر کہا کرتے تھے کہ میں جنتی ہوں اور دلیل یہ ہے کہ غیر مسلم تھا اب مسلمان ہو گیا ہوں اور پھر یہ اعزاز کہ مجھے حضرت خواجہ عبدالرحمٰن صاحب نقشبندی مجددی کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اگر اللہ کریم کو مجھے جنتی بنانا مقصود نہ ہوتا تو یہ جملہ توفیقات کیونکر حاصل ہوتیں۔

ڈاکٹر جہانگیر صاحب کا ایک بیٹا جس کا نام محمد سلیم تھا جوان دنوں پائلٹ تھا۔ انگریزی تعلیم اور مغربی بود و باش کا عادی تھا۔ اردو لکھنا پڑھنا بھی نہیں جانتا تھا۔ ایک دن ڈاکٹر جہانگیر صاحب نے اسے کہا کہ بگھار شریف چلے جاؤ اور چند روز میرے حضرت صاحب خواجہ محمد یعقوب کی خدمت میں گزارو۔

انہوں نے ادھر بیٹے کو تیار کیا اور ایک عریضہ آپ کی خدمت میں تحریر کیا کہ حضرت بچہ آرہا ہے اس کو بنیادی عقائد اسلام اور نماز پڑھنا سکھادیں۔ آپ نے اس بچے پر کمال شفقت فرمائی۔ آپ عربی بولتے جاتے اور ڈاکٹر صاحب کا بیٹا محمد سلیم رومن زبان میں لکھ کر یاد کر لیتا۔ اسی طرح نماز کا طریقہ سکھانے کے لئے آپ کمرہ بند کر کے اس بچے کو نماز سکھاتے رہے۔ ایک ماہ کے بعد جب وہ بچہ واپس اپنے والدین کے پاس گھر پہنچا تو نماز کا مکمل عادی ہو چکا تھا۔ اس کی کیفیت کو دیکھ کر ڈاکٹر جہانگیر صاحب نے آپ کو شکریہ کا خط لکھا اور اپنے جذبات کو اس طرح منظوم رقم کیا۔

واہ پیرا کرم کما چھڈی اے
جہانگیر دے گھر وچ نماز واڑ چھڈی اے

احترام سادات ☆: آپ سادات کرام کا بے حد احترام فرماتے تھے آپ کے ساتھ سفر کرنے والے کہتے ہیں کہ دوران سفر اگر آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ بستی سادات کی ہے تو آپ گھوڑے سے اتر کر پاپیادہ سفر کرنا شروع کر دیتے حتیٰ کہ وہ بستی پیچھے رہ جاتی۔ اسی طرح ایک مرتبہ ایک سیّد بزرگ جو فرائض وواجبات کا کوئی خاص خیال یا اہتمام نہ کرتے تھے۔ شکار وغیرہ کے شوقین تھے۔ ان کا گزر بگھار شریف سے ہوا تو وہ بزرگ سیّد زادے آپ سے ملاقات کے لئے آئے۔ آپ نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور خوب آؤ بھگت خاطر تواضع کی۔ اس موقع پر آپ کے پاس مٹور کی جامع مسجد کے خطیب حضرت مولانا حافظ محمد احسن صاحب بھی تشریف فرما تھے۔

جب وہ سیّد زادے تشریف لے گئے تو مولانا حافظ محمد احسن صاحب نے عرض کیا حضور یہ سیّد زادے نہ پابند شریعت ہیں اور نہ ہی اپنے اسلاف کے اصولوں پر عمل پیرا تو آپ نے کس وجہ سے ان کا اتنا احترام کیا ہے؟

آپ نے فرمایا مولانا قرآن کس کے لئے نازل ہوا۔ یقیناً پڑھنے اور عمل کرنے کے لئے۔ لیکن اگر قرآن کے اوراق پھٹ جائیں اور ان کو پڑھا بھی نہ جا سکے اور جب پڑھا ہی نہ جا سکے تو عمل کیسے ممکن ہوگا؟

ایسی حالت میں آپ قرآن کریم کے ان اوراق کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھیں گے؟ آپ بتائیں ان کو پھینک دیں گے یا احترام کے ساتھ کسی بلند مقام پر رکھ دیتے ہیں۔ اگر ایک کٹا ہوا پرزہ بھی مل جائے تو مومن مسلمان اسے آنکھوں سے لگا لیتا ہے۔

مولانا یہی حال نسب رسول ﷺ کا ہے اگر حضور سے نسبت رکھنے والا آپ ﷺ کا کامل متبع ہو تو محبت بھی کرو احترام بھی کرو اور ادب بھی بجالاؤ اگر وہ بوجوہ علم میں کوتاہی کا مرتکب ہے تو اس کا اتباع تو نہ کرو لیکن احترام ضرور کرو۔

طریقت وتصوف کے ساتھ رفاہِ عامہ میں دلچسپی ☆: آپ نے تمام عمر جس طرح شریعت وطریقت تصوف مسجد و مدرسہ خانقاہ کے نظام میں دلچسپی لی۔ عبادت و ریاضت زہد وتقویٰ آپ کا شعار رہا۔ وہاں پر مخلوق خدا کی خدمت اور ان کی زندگی کے مسائل کے حل کے لئے بھی آپ کے دل میں ایک آگ سی تھی جو ہر وقت آپ کو اس بات پر مجبور کرتی تھی کہ کسی طرح ان لوگوں کے مسائل حل ہو جائیں۔ گاؤں، علاقہ اور برادری میں اگر کبھی کوئی تنازعہ کھڑا ہو جاتا یا جھگڑا اختلاف پیدا ہو جاتا تو آپ نہ صرف ان کے لئے دعا کرتے بلکہ عملی طور پر کوشش کر کے مسئلہ کا حل نکالتے۔

بگھار شریف جیسا دور دراز اور پسماندہ علاقہ آج اگر دنیاوی سہولتوں سے مالا مال ہے تو صرف اور صرف آپ ہی کی ذات کی کوششوں کی وجہ سے گاؤں میں مڈل سکول ڈاک خانہ بجلی، ٹیلی فون پکی سڑک یہ تمام سہولتیں آپ نے ذاتی طور پر کوشش کر کے علاقہ کے عوام کو دلوائیں۔ بگھار شریف کے لوگ اپنے مریض کو چارپائی پر ڈال کر ایک لمبی مسافت طے کر کے کہوٹہ پہنچاتے پھر وہاں سے کسی بھی جگہ لے جاتے۔ آپ کو لوگوں کی اس تکلیف کا شدت سے احساس تھا۔ آپ نے اپنے متعلقین کے ذریعے حکومت وقت سے کچی سڑک کے لئے رقم منظور کروائی۔ لیکن یہ سڑک بنانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ دیہاتی لوگ اپنی زمین ایک انچ بھی دینے کو تیار نہیں تھے۔ مختلف اطراف سے کوشش کی گئی لیکن کامیابی نہ حاصل ہوئی۔ بالآخر مٹور سے بگھار شریف تک سڑک کا کام شروع ہوا۔ مزدور کام کرتے اور آپ ہر روز گھوڑے پر سوار ہو کر کام والی جگہ تشریف لے جاتے اور کام کی نگرانی فرماتے۔ بگھار شریف کی خانقاہ سے مزدوروں کے لئے لنگر آتا۔ اکثر اوقات آپ بھی مزدوروں کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے۔ وہیں اذان ہو جاتی نماز ظہر وہیں پر باجماعت ادا فرماتے سڑک کے آخری مرحلے پر بلڈوزر منگوایا گیا۔ کئی مرتبہ آپ بلڈوزر پر ڈرائیور کی سیٹ کے ساتھ چھتری لگا کر بیٹھتے۔

یہ اس لئے کرتے کہ جب بھی کبھی آپ کسی وجہ سے وہاں موجود نہ ہوئے تو کوئی نہ کوئی مسئلہ بن جاتا تھا۔ اور سڑک کا کام رک جاتا تھا۔ اس طرح آپ کی مسلسل جدوجہد اور مکمل توجہ سے سڑک کا کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

اس کے بعد آپ نے اس سڑک کو پختہ کرانے کیلئے جدوجہد شروع کی۔ جنرل ضیاء الحق کی حکومت کے دور میں جناب راجہ محمد ظفر الحق صاحب کابینہ میں شامل ہوئے تو ان کی معرفت حکومت نے سڑک پکی کرنے کیلئے رقم مختص کی۔ دوبارہ جب کام کا آغاز ہوا تو مشکلات نے پھر سے گھیرا تنگ کر دیا مگر آپ نے ہمت نہ ہاری۔ پوری ہمت جرأت و شجاعت کے ساتھ ان مصائب کا سامنا کیا وہ وقت آگیا کہ بگھار شریف جیسا دور افتادہ اور پسماندہ علاقہ بھی پکی سڑک کے ذریعے اپنے قریبی شہر سے منسلک ہو گیا۔

بعد ازاں جب مختلف دیہاتوں میں بجلی آ گئی اور قمقمے جلنے لگے تو آپ نے نہایت ہی حسرت بھرے انداز میں فرمایا کہ تمام دیہاتوں کے لوگ بجلی کی سہولت سے مستفید ہو رہے ہیں مگر میرے گاؤں کے لوگ ابھی تک بجلی جیسی سہولت سے محروم ہیں۔

حسن اتفاق کہ میاں محمد نواز شریف کی حکومت بنی اور جناب راجہ محمد ظفر الحق جب ان کی کابینہ کے وزیر بنے اور پھر ان کی کوششوں سے بگھار شریف کو بجلی جیسی سہولت میسر آئی۔ جب بجلی آ گئی تو چند روز کے بعد آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے جناب ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صاحب سے فرمایا کہ رات کے وقت جب اپنے کتب خانے کے صحن میں کھڑا ہوتا ہوں اور بگھار شریف کی آبادی میں روشنیاں جگمگ ہوتی دیکھتا ہوں تو دل سے اپنے عزیز راجہ محمد ظفر الحق کو دعائیں دیتا ہوں۔

غالباً 1960ء کی دہائی میں جب بگھار شریف کا ڈاک خانہ منظور ہوا تو دیہاتی لوگ اس ڈاک خانے سے لفافے بھی نہیں خریدتے تھے اور خط بھی کہوٹہ جا کر پوسٹ کرتے تھے۔ کہ اس طرح خطوط جلدی پہنچ جائینگے۔

لوگوں کے اس رویئے کی بنا پر آپ بلا ضرورت بھی یہاں سے لفافے خریدتے اور مختلف احباب و اعزا میں تقسیم فرما دیتے اور احباب کو تلقین فرماتے کہ وہ یہیں سے خطوط روانہ کریں تا کہ پوسٹ آفس مستقل ہو جائے۔

ملفوظات وارشادات ☆: آپ فرماتے ہیں طلب مطلوب ہے نہ کہ وصول طلب اختیاری ہے وصول غیر اختیاری۔ صوفی کا کام طلب تک محدود ہے۔ وصول اس کے اختیار میں نہیں، اس لئے اس پر کوئی مواخذہ بھی نہیں۔ غیر اختیاری پر افسوس باعث اجر ہے۔ لیکن غیر اختیاری کے درپے نہیں ہونا چاہیے۔ اختیاری کے لئے کمر ہمت باندھنی چاہیے۔ اور کوتاہی کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے۔

ایک کامل بزرگ پر القا ہوا تمہارا نام جہنمیوں کی فہرست پر ہے۔ اس کے باوجود معمولات میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ اور اوراد و وظائف برابر جاری رہے۔ معتقدین نے کہا کہ حضرت عبادت کا مقصود جنت ہے وہ تو مفقود ہے۔ پھر ان عبادات کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا

زندہ کنی عطائے تو درکشی فدائے تو

جاں شدہ مبتلائے تو ہرچہ کنی زمانے تو

جب بفضل تعالیٰ یہ کیفیت ہو جائے تو اب گویا قوت ملکیہ تیز تر ہو گئی اور قوت بہیمیہ کمزور تر ہو گئی۔ جب قوت بہیمیہ اتنی ضعیف ہو جائے کہ اپنی بیوی کا حق ادا کرے تو صرف حکم رب تعالیٰ کے پیش نظر۔ اس مقام پر سالک عورت کو بیعت بھی کر سکتا ہے اور اسے اپنی مجلس میں بیٹھنے کی اجازت بھی دے سکتا ہے بصورت دیگر نہیں۔

نمبر۲ ☆: **یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃ ○**

آپ فرماتے ہیں کہ وسیلہ کے معنی پر علماء کے دو طبقے ہیں۔ ایک طبقہ وسیلہ سے مراد عمل صالح لیتی ہے اور دوسری مرشد کامل۔ یعنی عبد صالح لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عبد صالح کے بغیر عمل صالح ممکن ہے؟ اگر عمل محترم ہے تو عمل کرنے والا محترم کیوں نہ ہو۔ عبد صالح کے بغیر عمل صالح ممکن نہیں۔ عمل صالح کے محرک جملہ انبیاء علیہم السلام اور آخر سید الانبیاء رسول اللہ ﷺ پھر صحابہ تابعین پھر تبع تابعین پھر علمائے امت قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اور انہی کے نقوش پا کو چوم کر راہ حق کے طالبین منزل مراد سے ہمکنار ہوتے رہیں گے۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ ذکر اور اذکار کے لئے رابطہ شیخ بے حد ضروری ہے۔ رابطہ دشوار ہے۔ رابطہ ہو جائے تو پھر لطائف کا جاری ہونا مشکل نہیں۔ لیکن یاد رہے کہ ذکر خفی ذکر جہر سے ستر درجے فوق ہے۔ ہر چند کے ذکر جہر ممنوع نہیں۔ یکسوئی کیلئے ذکر جہر کیا جاتا ہے۔ ذکر خفی کی فضیلت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور ذکر خفی ہی مجددی حضرات کا معمول ہے۔

نمبر۴ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ ذکر یوں کیا جائے کہ ذاکر کو معلوم ہو یا مذکور کو۔ مزہ تو یہ ہے کہ زبان بند ہو اور ذکر پھر بھی جاری ہو۔

آپ اپنے ایک سفر کا واقعہ تحریر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ایک مرتبہ فقیر موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان کا سفر بذریعہ ریل کر رہا تھا۔ سامنے نشست پر ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ جس نے انگریزی لباس پہنا ہوا تھا۔ بظاہر دین سے دور نظر آتا تھا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ یہ تو انگریزی بود و باش کا مالک ہے۔ سفر کیسے گزرے گا۔ مگر جب نماز کا وقت ہوا اس نے اپنا کوٹ پتلون اتارا دوسرے کپڑے پہنے اور نماز ادا کی۔ میں نے سوچا کتنا اچھا مسلمان اور میں اس کے بارے میں کیا گمان کر رہا تھا۔ نماز سے فارغ ہوا تو دیکھا کہ وہ

مراقبے میں مصروف ہے۔ میں بھی مراقب ہو گیا۔ جب میں نے اس کے لطائف پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے تین لطائف ہیں۔ لطیفہ قلب، روح اور سر جاری ہیں۔ اس وقت میں نے دل میں کہا۔

از دروں شو آشنا واز بروں بیگانہ باش
ایں چنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں

دل سے خدا کے آشنا ار باہر بیگانگی کی کیفیت۔ ایسے لوگ دنیا میں بہت کم ہیں۔

نمبر ۵ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ کشف و کرامت ولایت کیلئے شرط نہیں ہے۔ ولایت کیلئے استقامت مقصود ہے۔

ما برائے استقامت آمدیم
نے برائے کشف و کرامت آمدیم

اگر کرامت کو فوقیت حاصل ہوتی تو امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کرامت دکھاتے مگر آپ نے استقامت دکھائی۔ صحابہ کرام نے استقامت دکھائی اور بندگان خدا ہر دور میں استقامت علی الشریعہ کے نقوش ثبت کرتے ہیں۔ اور پھر اللہ رب العالمین کے مژدہ جان فزا کے مصداق بنتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْ رَبُّنا اللّٰہ ثُمّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰئِکَۃُ اَنْ لَا تَخَافُوْ اوَلَا تَحْزَنُوا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنّۃِ الّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ہ

نمبر ۶ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ تین طرح کی مخلوق ہے۔ ایک امراء، دوم علماء، سوم فقرا۔ جب امراء بگڑ جاتے ہیں تو رعیت کی معاشی حالت بگڑ جاتی ہے۔ جب علماء بگڑ جاتے ہیں تو بندگی اور شریعت کے دستور بگڑ جاتے ہیں اور فقرا بگڑ جاتے ہیں تو لوگوں کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ امرا کے بگاڑ کا سبب ظلم ہے۔ علماء کے بگاڑ کا سبب طمع ہے۔ اور فقراء کی خرابی کا باعث ریا۔

آپ کے ایام علالت ☆: آپ اپنی ظاہری زندگی میں بہت سی بیماریوں کا شکار رہے۔ مگر آپ کی زبان ترجمان پر ہمیشہ یہی رہا۔ "**الحمدللہ علی کل حال**" اور اکثر فرماتے تھے کہ بیماری بھی رحمت ہے اور صحت بھی رحمت ہے۔ لیکن ہم عاجز بندے ہیں بیماری کی رحمت کے متحمل نہیں ہو سکتے اس لئے رب العزت کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں کہ مولا پاک بیماری کی رحمت کو صحت کی رحمت سے بدل دے۔ آپ جب عارضہ قلب میں مبتلا ہوئے تو اس کے بعد روز بروز نقاہت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مگر باوجود شدید تکالیف کے آپ کے معمولات میں کوئی کمی نہیں آئی۔ بیماری کی وجہ سے مسجد سے گھر آنے کا سلسلہ کم کر دیا اور مسجد کے ساتھ ملحقہ حجرہ میں ہی قیام پذیر ہو گئے۔

عارضہ قلب کے سلسلہ میں آپ جن دنوں ہارٹ انٹرنیشنل میں زیر علاج تھے۔ اس دوران امراض قلب کے معروف معالج ڈاکٹر جنرل ذوالفقار علی خان سے خصوصی تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ جس کا اظہار آپ کے جہلم کے موقع پر ڈاکٹر صاحب نے ان الفاظ میں کیا۔

درحقیقت حضرت صاحب میرے پاس علاج کرانے نہیں بلکہ میرا علاج کرنے آئے تھے۔ حضرت صاحب کے علاج کے دوران مجھ پر منکشف ہوا کہ قلب بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔

آپ کے دربار کے سجادہ نشین اور بڑے صاحبزادے حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ محمد ساجد الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں کہ جن دنوں آپ بذات خود عارضہ قلب میں مبتلا تھے انہی دنوں میری اہلیہ بھی عارضہ قلب کا شکا ہوگئی اور ڈاکٹروں نے بائی پاس تجویز کیا۔ جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو بہت پریشان ہوئے۔ جس کا اندازہ اس بات سے لگتا ہے کہ بگھار شریف میں جمعہ کے روز خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے آپ نے سامعین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھو تمہاری اولادیں بیمار ہوتی ہیں تو میں تمہارے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ آج میں تم سب سے درخواست کرتا ہوں کہ میری بیٹی کے لئے دعا کرو اللہ رب العزت اسے شفا بخشے۔ یہ جملے اس قدر رقت آمیز لہجے میں ارشاد فرمائے کہ ہر سننے والے کی آنکھ اشکبار ہوگئی۔

یہی وہ موقع تھا کہ خطبہ مسنونہ کے وقت آپ منبر پر کھڑے نہیں ہو سکے اور نیچے اتر کر منبر کا سہارا لے کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ میری اہلیہ کا جس دن بائی پاس ہوا وہ روز آپ کے لئے انتہائی تکلیف دہ تھا۔ آپ پنڈی والے گھر میں تشریف فرما تھے بار بار ہسپتال تشریف لے آتے ہم درخواست کر کے واپس گھر بھجواتے۔ مگر آپ کو ایک پل بھی چین نہ تھا پھر تشریف لے آئے۔ جب آپ کو کامیاب آپریشن کی اطلاع ملی تو بہت خوش ہوئے۔ اور اس کے دوسرے روز بگھار شریف تشریف لے گئے اور چند روز قیام کے بعد دوبارہ راولپنڈی تشریف لے آئے اور میری اہلیہ محترمہ کے پاس ہی زیادہ وقت گزارا۔ رات گئے اپنے کمرے میں تشریف لائے ہم نے آپ کی اقتداء میں نماز عشاء ادا کی۔ اسی دوران آپ کے ایک ہم سبق عالم دین علامہ محمد دین نقشبندی جو کہ آستانہ عالیہ بگھار شریف کے دیرینہ مخلصین میں سے ہیں کہ صاحبزادے قاری عبد الغفور فاروقی تشریف لے آئے۔ آپ نے ان سے سیف الملوک کے چند اشعار سننے کی فرمائش کی۔ مولانا نے بڑے ہی ترنم کے ساتھ میاں صاحب عارف کھڑی کا کلام سنایا۔ اور آپ محظوظ ہوتے رہے۔ صبح کے وقت آپ نے فرمایا میں بیٹی کے کمرے میں ہی ناشتہ کروں گا۔ جب وہاں تشریف لائے تو میری اہلیہ کی ہمشیرہ محترمہ بیگم سردار مبارز خان مرحوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ رات کو میں زبان کے نیچے رکھنے والی گولیاں (انجیسڈ) یہیں بھول گیا تھا اور آواز اس لئے نہیں دی کہ سب کی نیند میں خلل پڑے گا مگر گولیاں نہ ہونے کی وجہ سے پوری رات تکلیف میں گزاری۔

محترمہ بہن نے فوراً گولی پیش کی تو آپ نے ان کا نام لے کر ارشاد فرمایا دیکھو بیماری کا علاج ہے۔ ابھی میں نے یہ گولی رکھی ہے تو آرام مل گیا ہے۔ لیکن موت کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اسی دوران میں نے عرض کیا کہ حضرت کچھ دوست فون کر کے آپ سے متعلق پوچھ رہے ہیں کہ آپ کہاں تشریف فرما ہوں گے۔ ہم سلسلہ ارادت میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا تم ہی انہیں بیعت کرلو۔ میں نے عرض کیا حضرت آپ کی موجودگی میں میری کیا مجال۔ آپ نے جواباً وہی ارشاد فرمایا تو میں نے عرض کیا کیا آپ بڑے حضرت کی موجودگی میں بیعت فرماتے تھے۔ اس پر آپ مسکرا دیئے اور تھوڑی دیر بعد بگھار شریف کے لئے رخصت ہوگئے۔

وصال با کمال ☆: مورخہ ۶ اپریل ۱۹۹۸ء بمطابق ۸ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ رات ۹ بجے آپ کو دل کی شدید تکلیف ہوئی تو بگھار

شریف سے آپ کے ایک عزیز نے آپ کے بڑے بیٹے ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن صاحب کو فون پر راولپنڈی اطلاع کی کہ حضرت صاحب کی طبیعت سخت خراب ہے اور وہ راولپنڈی آنے پر آمادہ نہیں ہیں لہٰذا آپ خود تشریف لے آئیں۔

ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن صاحب نے اپنے عزیز کو تاکید کی آپ بہر صورت حضرت صاحب کو لے کر ہارٹ انٹرنیشنل پہنچیں میں ڈاکٹرز صاحبان سے رابطہ کرتا ہوں۔ یہ ہدایات جاری کر کے ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن صاحب نے اپنے بڑے صاحبزادے عمیر ہاشم کو ہدایت کی تم اپنے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ جیسے ہی حضرت آئیں آپ ان کو لے کر ہسپتال پہنچیں۔ میں ڈاکٹر صاحبان کو صورتحال سے باخبر کرتا ہوں۔ ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ہسپتال جا کر ڈاکٹر صاحبان سے رابطہ کیا اور ہسپتال سے باہر اسٹریچر کا بندوبست کر کے آپ کی آمد کا منتظر کھڑا تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد میرے صاحبزادے عمیر ہاشم آئے اور کہنے لگے دادا جان کہوٹہ میں ہیں آپ فوراً کہوٹہ پہنچیں۔

ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں کہ بیٹے کی بات سن کر مجھے کچھ اندازہ تو ہو گیا تھا مگر میں شاید کا سہارا لے کر اپنے دوست راجہ قربان کے ہمراہ کہوٹہ پہنچا تو مجھے وہاں کے احباب نے اشکبار آنکھوں کے ساتھ اطلاع دی کہ ابھی چند ہی لمحے پہلے آپ کا وصال ہو چکا ہے۔ اس کے بعد بذریعہ ایمبولینس آپ کو بگھار شریف لایا گیا۔

بگھار شریف پہنچنے پر معلوم ہوا کہ صبح کی نماز آپ نے اپنے معمول کے مطابق ادا کی اس کے بعد اپنے خادم خاص کو کسی ضروری کام کی غرض سے راولپنڈی روانہ کیا اور اپنے اوراد و وظائف پورے کئے۔ بعد ازاں ذکر جہر میں مصروف تھے کہ اچانک کچھ ملاقاتی احباب آ گئے۔ اسی دوران آپ کو تکلیف شروع ہو گئی۔ مگر باوجود اس کے آپ اسم ذات کے ذکر میں اس قدر با آواز بلند مصروف رہے کہ گاؤں والے یہ سمجھے کہ شاید باہر سے حضرت کے پاس کوئی بیمار آیا ہوا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں پورے گاؤں میں یہ اطلاع پھیل گئی کہ حضرت شدید علیل ہیں اور حضرت صاحب اس تکلیف میں ذکر اسم ذات میں مصروف ہیں۔ گاؤں کے مرد و زن تمامی احباب مسجد میں جمع ہو گئے۔ آپ چارپائی پر چارزانوں بیٹھے ذکر خدا میں مشغول تھے۔ آپ کی آرام گاہ کے ساتھ لائبریری کتب خانہ کچھا کچھ بھر گیا ایک دو عزیزوں نے چارپائی پر بیٹھ کر آپ کو سہارا دیا ہوا تھا۔ کہ آپ نے سر اٹھایا اور تمامی احباب گرامی سے فرمایا کہ درود شریف بلند آواز سے پڑھو سب نے با آواز بلند درود شریف پڑھنا شروع کیا تو آپ نے بھی با آواز بلند **الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول الله**

پڑھا اور ساتھ ہی انتہائی تیزی سے اپنے پاؤں فرش پر اتارے اور دونوں پاؤں پھیلا کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں صدقے یارسول اللہ ﷺ یہ فرمانے کے بعد چارپائی پر خاموشی سے تشریف فرما ہو گئے۔

اسی اثنا میں احباب نے آپ کو کرسی پر بٹھا کر گاڑی تک پہنچایا اور پچھلی نشست پر آپ بیٹھ گئے کیفیت وہی مراقبہ والی تھی۔ ہاتھ بندھے ہوئے تھے سر جھکا ہوا تھا۔ بگھار شریف کے رہنے والے دونوں عزیزوں جن کا نام رب نواز اور دوسرے کا نام اورنگزیب ساتھ تھے۔ یہ احباب آپ کو لے کر کہوٹہ تک پہنچے وہاں پر راستے میں ڈاکٹر حلیم صاحب نظر آئے تو ساتھیوں نے فوری طبی امداد کے لئے ان کو دکھانا مناسب سمجھا شاید کچھ افاقہ ہو جائے۔ لیکن جب ڈاکٹر حلیم صاحب نے چیک کیا نبض دیکھی تو کہنے لگے کہ میرے خیال کے

مطابق آپ 20 منٹ قبل وصال فرما چکے ہیں۔
لیکن کیفیت یہ تھی کہ آپ اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسا کہ اپنے حجرے اور گاڑی میں تشریف فرما تھے یہ خبر کنفرم ہونے کے بعد آپ کو آپ کی ہمشیرہ کے بیٹے ظفر محمود کے گھر کہوٹہ پہنچایا گیا بعد ازاں آپ کو بذریعہ ایمبولینس بگھار شریف پہنچایا گیا۔
۹ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ بمطابق ۷ اپریل ۱۹۹۸ء کو آپ کا وصال با کمال ہوا۔ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۰ ذی الحجہ بروز عید الضحیٰ شام ساڑھے چار بجے آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن صاحب کی اقتداء میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔
ہزاروں اشکبار آنکھوں کے سامنے آپ کو آپ کے عظیم والد بزرگوار حضرت خواجہ مولانا عبد الرحمٰن علیہ الرحمۃ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔
آپ کا مزار پُر انوار دربار عالیہ بگھار شریف براستہ مٹور تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔
آپ کے بعد آپ کے جانشین اور بڑے فرزند ارجمند حضرت پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ پیر ساجد الرحمٰن نقشبندی مجددی بگھاروی مدظلہ العالی جو کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور دعوۃ اکیڈمی کے ڈائریکٹر اور بہترین عالم دین اور مسلک اہل سنت جماعت کے عظیم ترجمان اور اسلام آباد کی فیصل مسجد کے خطیب ہیں۔ وہی آپ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے جو کہ بہترین انداز میں خانقاہ شریف کے نظام کو چلا رہے ہیں۔
فقیر راقم الحروف نے آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ایک مرتبہ آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔
جبکہ موجودہ سجادہ نشین ڈاکٹر پروفیسر ساجد الرحمٰن سے بھی فقیر کی اچھی یاد اللہ ہے بڑے ہی خلیق اور مہربان طبیعت کے مالک ہیں۔
ہر ملاقات پر خصوصی توجہ فرماتے ہیں دعا ہے کہ مالک کریم حضرت ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن صاحب نقشبندی مجددی مدظلہ کا سایہ تادیر غلامان آستانہ عالیہ بگھار شریف پر قائم ودائم رکھے اور حضرت ڈاکٹر صاحب اپنی علمی اور فکری صلاحیتوں سے اپنے بزرگوں کی شمع کو روشن کرتے رہیں۔ جناب حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صاحب نقشبندی مدظلہ العالی آجکل دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد کے ڈائریکٹر اور اسلام آباد کے سب سے بڑی مسجد، فیصل مسجد کے خطیب بھی ہیں۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت شاہ گل بہ معروف زندہ پیر گھمکول شریف نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: آفتاب سپہر عرفان، غریق دریائے وحدت و معرفت، باریافتہ مجلس اُنس، سرمستِ جامِ وحدت، زبدۂ اصحابِ قال وحال، جامع کمالاتِ انسانی، معدن فیوضات رحمانی، مرشد لاثانی حضرت خواجہ شاہ گل بہ معروف زندہ پیر گھمکول شریف رحمتہ اللہ علیہ آپ وحدتِ حقیقی اور غیرتِ الٰہی کے عظیم مظہر تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۳۱ھ بمطابق ۱۹۱۲ء کو قصبہ جنگل خیل کوہاٹ صوبہ سرحد میں حضرت پیر غلام رسول قادری کے علمی و رحانی گھرانے میں ہوئی، آپ کے جدِ امجد حضرت پیر محمد ابراہیم شاہ علیہ الرحمۃ افغانستان سے ہجرت فرما کر کوہاٹ سے متصل قصبہ جنگل خیل میں آ کر سکونت پذیر ہوئے۔

آپ کے بزرگوں کی آمد آمد کے بعد اب یہ قصبہ شہر کا انداز پیش کر رہا ہے، آپ کے جدِ امجد حضرت پیر محمد ابراہیم شاہ علیہ الرحمۃ اور آپ کے برادرِ اکبر کے مزارات کوہاٹ سے پشاور روڈ پر آپ کے مخصوص خاندانی قبرستان میں مرجع خلائق ہیں، جبکہ آپ کے والدِ گرامی حضرت پیر غلام رسول شاہ قادری علیہ الرحمۃ کا سلسلہ طریقت حضرت اخوند عبدالغفور قادری علیہ الرحمۃ سوات والوں سے جا کر ملتا ہے، والدِ گرامی حضرت پیر غلام رسول قادری علیہ الرحمۃ ایک مرتبہ اپنے فرزند حضرت حسین شاہ صاحب کو لے کر کوہاٹ سے نکلے اور منزل بہ منزل چلتے چلتے دہلی پہنچے جہاں ان کی طبیعت علیل ہوگئی، وہاں اپنے فرزند کو چھوڑ کر خود اجمیر شریف غریب نواز شہنشاہ ولایت حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور وہیں اُن کا وصال ہوا، ہیں ان کی مرقد منورہ بنی جو تا ابد قائم و دائم رہے گی۔

آپ بچپن کے عالم میں والدِ گرامی کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گئے تھے، مگر باوجود اس کے آپ نے صبر و شکر سے کام لیا، آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف تھا۔ نماز کی عادت بچپن سے ہی پڑ گئی، دن بھر روزہ اور رات کو رب کی بارگاہ میں کبھی سجدے اور کبھی قیام میں گزار دیتے، ہمہ وقت رب تعالیٰ کی اطاعت، عبادت و ریاض میں مگن رہتے تھے۔

آپ باقاعدہ کسی دینی یا دنیاوی ادارے سے فارغ التحصیل نہ تھے، مگر زمانہ جانتا ہے کہ آپ علوم ظاہری و باطنی کے بحرِ بے کنار تھے۔ خداوندِ عالم نے آپ وہبی علم یعنی (علم لدنی) کی دولت سے اس قدر مالا مال فرمایا تھا کہ آپ کی نظر تمام علوم پر پڑتی تھی، کبھی بھی معاملہ میں کسی بھی مسئلہ میں سوال کرنے کی دیر ہوتی سائل کو جواب باصواب مل جایا کرتا، بلکہ اکثر معمول یہ تھا کہ آپ سائل سے خو

پوچھتے کہ اگر جواب سے تسلی نہیں ہوئی ہے تو مزید جواب حاضر ہے، بڑے بڑے اہلِ علم وفن الجھی ہوئیں گتھیاں سلجھا کر واپس لوٹتے تھے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت غوث زماں خواجہ محمد قاسم صادق نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اُنہی سے خرقہ خلافت پا کر سرفراز وصاحب ارشاد ہوئے۔

ابھی آپ حضرت غوثِ زماں خواجہ موہڑی کے دست حق پرست پر بیعت نہ ہوئے تھے کہ آپ کے علاقہ میں حضور خواجہ موہڑوی علیہ الرحمۃ کے ایک خلیفہ مجاز حضرت غازی بابا علیہ الرحمۃ جو کوہاٹ کے رہنے والے اور بڑے وجیہہ قد آور ہمہ وقت ہاتھ میں تلوار برہنہ لئے کوہاٹ کی سڑکوں اور جنگلوں میں پھرتے رہتے تھے، نہ خانقاہ نہ قیام گاہ بس چلتی پھرتی دنیا کے شہنشاہ تھے۔

ایک دن آپ مسجدِ چشمہ جات سے اپنے برادرِ اکبر حضرت شاہ حسین کے ہمراہ قرآن پاک کا سبق پڑھ کر واپس آرہے تھے کہ راستے میں آپ کے ہم عمر بچے چشمے میں نہانے لگے آپ سڑک کے کنارے اپنی مستی میں کھڑے تھے کہ اچانک حضرت غازی بابا علیہ الرحمۃ کا گزر ہوا تو انہوں نے آپ کی پیشانی پر چمکنے والے نور کو دیکھ کر آپ کے بڑے بھائی حضرت شاہ حسین سے فرمایا کہ یہ کوئی معمولی جوان نہ ہے، اس مردِ کامل کی پیشانی میں جو نور ہے اس کی حقیقت کو میں جانتا ہوں۔ یہ آنے والے وقتوں کا شہباز طریقت اور مسلک غوثیت کا پاسبان اور زمانے کا قطب ہوگا۔

چنانچہ جوں جوں وقت گزر گیا، عبادت وریاضت اور کثرت نوافل کی بنا پر آپ کا ظاہری وباطنی حسن بڑھتا گیا، اس دوران آپ شیخ کامل کی تلاش میں سیاحت کو نکلے، اس دوران آپ کی ملاقات حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ حضرت پیر حافظ جماعت علی المعروف ثانی لاثانی علی پوری، حضرت حافظ محمد عبدالکریم صاحب عیدگاہ شریف راولپنڈی، حضرت زندہ پیر صاحب کراچی والے جو حضرت سائیں سہیلی سرکار علیہم الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے سے بھی ملاقاتیں ہوئیں مگر چونکہ کاتب تقدیر نے آپ کا حصہ والی موہڑہ شریف کے پاس رکھا ہوا تھا اس لئے کسی کی طرف توجہ نہ گئی۔

دوران سیاحت آپ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز اور والی سیالکوٹ حضرت امام علی الحق چشتی فریدی علیہ الرحمۃ کے دربار گوہر بار میں تشریف لے گئے۔

دوران مراقبہ حضرت امام علی الحق علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا تمہارا حصول نعمت غوث زماں حضرت خواجہ موہڑوی محمد قاسم صادق علیہ الرحمۃ کے پاس ہے، جلدی وہاں پہنچ کر اپنا حصہ وصول کرو۔ اس طرح آپ حضرت امام علی الحق چشتی فریدی علیہ الرحمۃ کی بشارت دلنواز پر والئی موہڑہ شریف کی بارگاہ میں پہنچے تو حضور قبلہ عالم سرکار موہڑوی پہلے سے آپ کے منتظر اور فرمارہے تھے کہ زندہ پیر آرہا ہے، ان کی چھکور میں ٹکڑا کافی ہے، جیسے ہی آپ حضور غوث زماں خواجہ موہڑوی کی خانقاہ میں داخل ہوئے تو سرکار موہڑوی نے آپ کو دیکھتے ہی مرحبا مرحبا کہہ کر اپنے دونوں بازو پھیلا کر اپنی آغوش میں لے لیا اور گلے سے لگا کر فرمایا میں ایک مدت سے تمہارا منتظر تھا، اور تم میرے آخری خلیفہ مجاز ہوگے اور آپ کا فیض سب سے بڑا ہوگا، اور آپ کی چھکور میں رزق یعنی لنگر کافی ہوگا۔

۱۹۳۸ء کے سال میں آپ کو حضرت خواجہ موہڑوی نے بیعت فرمانے کے بعد خرقہ خلافت سے بھی سرفراز فرمادیا، اور رخصت

کرتے وقت سول ملازمت اختیار کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

فوج میں ملازمت ☆: آپ ۱۹۳۸ء سے لے کر ۱۹۴۹ء تک مسلسل بارہ برس فوج میں ملازم رہے، اس دوران اگرچہ آپ معرفت وطریقت کے بلند مقام قطبیت پر فائز تھے مگر اپنے مقام کی کسی کو خبر نہ ہونے دی۔

بالآخر آپ امر ربّی کے مطابق ۱۹۴۹ء میں گیارہ بلوچ رجمنٹ میں ایبٹ آباد چھاؤنی میں پردہ مستور اور حالت زار سے بے نقاب ہو گئے۔ ۱۹۴۹ء میں راز عیاں ہونے پر فوج کی ملازمت سے سبکدوش ہو کر ۱۹۴۹ء سے لے کر ۱۹۵۲ء تک دین اسلام اور خلق خدا کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے، بہت سے لوگ آپ کے در دولت سے فیض یاب ہو کر گئے لاتعداد لاعلاج مریضوں کو شفا ملی۔

طوری بابا سے تعلق ☆: قیام ایبٹ آباد کے دوران آپ کا تعلق اپنے پیر بھائی حضرت محمد شاہ المعروف طوری بابا علیہ الرحمۃ سے قائم ہوا۔ حضرت طوری بابا ایبٹ آباد کے قریب ایک گاؤں لساں نواب صاحب کے رہنے والے اور گاؤں کے ایک ہزار کنال راقبہ کے مالک بھی تھے۔

آپ کے ان کے درمیان اخوت و بھائی چارے کا جو رشتہ قائم تھا اس کی بنا پر طوری بابا اپنے مریدین و معتقدین سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت زندہ پیر صاحب خدا کی بارگاہ میں وہ بلند مقام رکھتے ہیں کہ خداوند کریم ان کی بات نہیں موڑتا۔

طوری بابا نے آپ کے بلند مرتبہ فقر کی بنا پر ایک مرتبہ آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ اس علاقہ کو زینت بخشیں تو میں اپنی پانچ سو کنال جگہ آپ کے لئے وقف کر دیتا ہوں، اگر آپ میری بات مان جائیں تو آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہوگا۔

آپ نے فرمایا میں مدینہ طیبہ جا رہا ہوں، جو امر ملے گا اس پر عمل کیا جائے گا، فقیر حکم کا پابند ہے۔

حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ☆: ۱۹۵۲ء میں آپ پہلی مرتبہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بذریعہ بحری جہاز تشریف لے گئے، فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد آپ مدینہ پاک حاضر ہوئے اور گنبدِ خضریٰ کے سائے میں کھڑے ہو کر سید عالم کی بارگاہ معلیٰ میں درخواست پیش کی کہ میرے لئے کیا فرمان ہے۔

رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ مبارک کا اشارہ ان پہاڑوں کی طرف ہوتا ہے، ساتھ ہی فرمایا پہاڑ پر دیکھو، آپ نے پہاڑوں کی طرف دیکھنا چاہا تو مالک کائنات نے آنکھوں سے تمام حجابات اٹھا دیتے، پہاڑی کا وہ حصہ جو آپ کے حجرہ مقدسہ کے ساتھ پیوستہ ہے، آپ نے اس مقام پر اپنا نام "زندہ پیر اور دربار عالیہ گھمکول شریف لکھا ہوا دیکھا۔"

یہ تمام واقعہ عالم مکاشفہ میں دربار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش آیا، جس کی صداقت کا ثبوت پوری دنیا پر عیاں ہے کہ جب آپ نے اس مقام پر آ کر ڈیرے لگائے تو آناً فاناً ہی پوری دنیا میں زندہ پیر گھمکول شریف کا نام بلند ہو گیا، اور لاتعداد خلق خدا روزانہ اور لاکھوں عقیدت مندان ہر سال عرس کے موقع پر جمع ہوتے تھے۔ جو اس واقعہ کی سچائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

دربار عالیہ گھمکول شریف کا یہ خصوصی امتیاز ہے کہ اس دربار عالیہ کا ظہور اور بنیاد جناب رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ پاک کی برکت سے ہے، کہ اس بے آب وگیاہ جنگل جہاں کسی جانور اور پرندے کی آواز تک نہ آتی تھی، جہاں کسی انسان کی

گزرگاہ کا گمان نہیں ہوسکتا تھا، اس جگہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ذیشان اور اشارہ باطنی پر حضرت زندہ پیر رحمتہ اللہ علیہ نے قدم مبارک کیا رکھے اسے گلستان کر دیا، اور تن تنہا دن ورات غار مبارک میں ذکر خدا کی ایسی صدا بلند کی اب ہر طرف سے انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اس جگہ ذکر خدا میں مست ومستغرق ہے، صرف پاکستان ہی نہیں دنیا بھر کے تمام ملکوں سے لاتعداد افراد ان پہاڑوں میں ذکرِ خدا کی صدائیں بلند کرنے کے لئے آتے ہیں، اور اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھر کر واپس جاتے ہیں۔

دربار عالیہ گھکول شریف اور مسجد گھمکول شریف کی عظمت ☆: دربار عالیہ گھمکول شریف کا سب سے بڑا اعزاز اور خصوصیت یہ ہے کہ جب آپ نے مدینہ پاک میں حاضر ہو کر سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں جگہ کے انتخاب کے لئے عرض کیا تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالم مکاشفہ میں آپ کو نہ صرف جگہ دکھائی بلکہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پہاڑوں کی جانب اشارہ بھی فرمایا تھا۔

جیسا کہ اس سے پہلے تحریر میں تفصیل گزر چکی ہے، آپ نے سرکار رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ پر اپنے قدم مبارک اس جگہ لگائے، ڈیرے ڈالے، تن تنہا ذکر اور درود وسلام کا ورد کیا جس کی وجہ سے یہ جگہ آج ذکر خدا وذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرکز بن گئی۔

دربار عالیہ سے ملحقہ جامع مسجد گھمکول شریف کی تعمیر کا آغاز آپ نے سب سے پہلے کر کے سنت حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ادا فرمایا۔

مسجد کی عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے سے پہلے مسجد کے کام کو مکمل کروایا، جب زائر دربار شریف کے نزدیک پہنچتا ہے تو سب سے پہلی نظر مسجد کے میناروں اور کلس پر پڑتی ہے، تو مینار اور کلس اپنی عظمتوں کے نشان ہر دیدہ ور کے دلوں پر ثبت ہو جاتے ہیں۔

جامع مسجد دربار گھمکول شریف کی تعمیر کے وقت یہ بات اکثر دیکھنے میں آئی ہے کہ کوئی کام خواہ کتنے ہی زیادہ خرچ سے مکمل ہوا ہو، اگر آپ کو پسند نہیں آیا تو فوراً شہید کرا دیا جاتا تھا، دوبارہ تعمیر کے لئے بہتر اور قیمتی سامان دوبارہ مہیا کیا جاتا اور معیاری کاری گر تلاش کر کے اسے دوبارہ مکمل کرایا جاتا تھا۔

ایک دفعہ ایک انجینئر نے آپ کی خدمت میں سوال کیا کہ مسجد کا نقشہ کہاں سے اور کس نے بنایا ہے، اس کی بات سن کر آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ یہ نقشہ کسی دنیا دار کا بنا ہوا نہیں ہے، یہ بیت المعمور کا نقشہ ہے۔

خدایا ایں کرم بارِ دِگر کُن ☆: آپ نے ۱۹۵۲ء میں پہلا حج مبارک کیا، اور دربار گوہر بار مدینہ پاک میں حاضری دی، دوسری مرتبہ بذریعہ ہوائی جہاز ۱۹۶۸ء میں کیا۔ تیسرا حج مبارک ۱۹۷۱ء میں ادا فرمایا۔ اس کے بعد بلا ناغہ چھبیس حج بذریعہ ہوائی جہاز ادا کرنے کا شرف حاصل کیا۔

قیام گھمکول شریف کے بعد آپ کبھی بھی گھمکول شریف سے باہر تشریف نہ لے کر جاتے، صرف اور صرف حج بیت اللہ کے سفر کے لئے نکلتے تھے، وگرنہ پورا سال گرمی ہو یا سردی اپنی غار واقع گھمکول شریف میں ہی محوِ اعتکاف رہتے تھے، ہر آنے جانے والے

سے بھی ملاقات اسی جگہ پر فرماتے۔

سال کے بعد جب آپ حج پر تشریف لے جاتے تو اسلام آباد ایئرپورٹ پر عقیدتمندوں کا ایک اژدھام جمع ہو جاتا، ہر طرف انسانی سَر نظر آتے، اس موقع پر آپ کی زیارت کے لئے آنے والے عقیدت مندوں کے لئے لنگر شریف کا خصوصی اہتمام ہوتا تھا۔

جب جدہ ایئرپورٹ پر پہنچتے تو دیارِ غیر سے آئے ہوئے لاتعداد مریدین اور وطن عزیز پاکستان کے وہ عقیدتمندان جو روزگار کے سلسلہ میں سرزمین حجاز مقدس میں گئے ہوئے تھے وہ تمام آپ کے چہرہ مبارک کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے موجود ہوتے تھے۔

اسی طرح واپسی کے موقع پر بھی اسلام آباد ایئرپورٹ پر ہزاروں افراد آپ کے روئے تاباں کی زیارت کے بیقرار ہوئے، آپ کے لئے گریسی لائن چکلالہ کی جانب بلند سٹیج بنوایا جاتا، ہزاروں افراد کے کھانے کا انتظام ہوتا، بعداز لنگر آپ سٹیج پر تشریف لا کر عقیدتمندوں اور مریدین کو زیارت کا شرف بخشتے تھے۔ جس سے ہر دیدار کرنے والے کے دل کی کلی کھل جاتی تھی، اس موقعہ پر آپ تمام مریدین اور عالم اسلام میں بسنے والے مسلمانوں کے لئے ملک وملت کے لئے خصوصی دعا فرماتے تھے، بعدازاں اپنی چلّہ گاہ گھمکول شریف تشریف لے آتے مگر اس موقع پر بھی بڑا قافلہ بسوں کی صورت میں ہمراہ ہوتا تھا۔

سیرت و کردار☆: آپ کا ہر قول وفعل سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق تھا۔ آپ نے حضور پرنور یوم شافع النشور حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر ایبٹ آباد سے ہجرت کر کے کوہاٹ کے اس جنگل میں ڈیرہ لگا لیا جہاں آج کل آپ کا مزار پُرانوار ہے، جبل قاسیون کو جو اہمیت حاصل ہے، وہ محتاج بیان نہیں اس پہاڑی سلسلہ میں آج بھی وہ غار موجود ہے، جس کی تاریکی کو آپ نے اپنی ریاضت سے روشن فرمایا۔

آپ جس قدر اعلیٰ وارفع درجہ کے اخلاق سے متصف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے، اس کی مثال ناممکن ہے، رحم دلی کا جذبہ آپ میں اس قدر موجود تھا کہ آپ کے حجرے میں چیونٹیوں کا گھر تھا آپ روزانہ اُن کے بل پر شکر کا شربت بنا کر ڈالتے تھے، جب حج پر تشریف لے گئے تو مکہ شریف اور مدینہ شریف میں جب کبھی دربار کے خدام واولادنے آپ سے رابطہ کیا تو آپ نے چیونٹیوں کی خوراک کی تاکید فرمائی، دینی ودنیاوی عزوجاہ کے باوجود آپ نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا، تقویٰ پرہیزگاری کا معاملہ اس قدر سخت تھا کہ تمام عمر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے علاوہ کسی اور سے کبھی رجوع ہی نہیں کیا۔ استقامت میں آپ اپنا ثانی نہ رکھتے تھے، سخت سے سخت تکلیف کے باوجود اپنے اوراد ووظائف ومعمولات میں کبھی کمی نہ آنے دی، بلکہ تکلیف کے وقت معمولات میں اضافہ فرمادیتے تھے۔

یقین کی منزل پر آپ حق الیقین کی منزل قائم تھے، کہ اسی کے سبب سے جہانوں کی سیر وطیر اپنی مسند ارشاد پر بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے اور ہر چیز کا مشاہدہ فرمالیتے تھے، آپ نے تمام عمر راستی اور سچائی کے راستے میں گزاری اور اپنے مریدین کو بھی اسی کی تلقین فرماتے، آپ کی ذات والاصفات کو تعجب، تکبر، خودپسندی، خوشامد، بخل، حسد، ریاکاری، حرص وحواس، فکرِ باطل، بدگمانی، تکلف ظاہرداری، زیب وزینت کو قطعی طور پر ناپسند تھے، قناعت استغنا، توکل، سخاوت، تواضع، صبرورضا، زہد وتقویٰ، زورِ بازو، راسخ

الاعتقادی، ابتلا و آزمائش، خودنمائی اور شہرت پسندی سے اعراض، پردہ داری، رواداری، وضع داری، تسلیم ورضا، استقامت، جلال و جمال، رضا بالقضا، حزن، خوف اور رجا، پابندی اوقات، صدق و اخلاص، مجاہدہ وریاضت، رحم دلی، عفوودرگزر، کشادہ دلی، حسن ادب، قوتِ لسانی، ایفائے عہد، قناعت، محاسبہ، پابندی ذکرِ الٰہی، پابندی نماز، پابندی صوم، خداشناسی، اطاعت، حیاء، یادِ رفتگان، عشق و محبت، توکل، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، فقروفاقہ، غوروفکر، ان تمام معاملات میں آپ کی ذات بینظیر و بے مثال تھی۔

ارشادات وتعلیمات ☆: آپ فرماتے ہیں کہ طالب کا خلوت درجلوت رہنا کمال ہے، یعنی مجلس میں رہتے ہوئے بھی اکیلا ہو، یعنی ظاہری طور پر ساتھیوں سے مل کر دنیاوی کام کاج کرے، لیکن باطنی طور پر اس کا دل اللہ کریم کی یاد سے آباد ہو۔

نمبر۲ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ، دِل جسے تم گوشت کا ٹکڑا خیال کرتے ہو، یہ تو لطیفہ الٰہی ہے، جو فنافی اللہ کے وجود میں لپٹا ہوا ہے، یہ اس قدر وسیع مملکت ہے کہ یہ اپنی وسعت کے لحاظ سے کسی ملک میں نہیں سما سکتا، لیکن اس میں سب سما سکتے ہیں، اس کی وسعت کا دارومدار اسی پر ہے کہ یہ باطل اور غیر ممکنات سے پاک ومنزہ رہے۔

نمبر۳ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ، مرغی انڈوں پر اکیس دن ایسی دل جمعی سے بیٹھتی ہے کہ اس کا وجود کانٹا بن جاتا ہے، حصول مقصد کے [illegible] اس تکلیف کو برداشت کرتی ہے، اس کا مقصد انڈوں میں سے چوزے نکالنا ہوتا ہے، لیکن طالب صادق کے لئے دل کی نگہبانی کا مقصد اس کے برعکس، طالب صادق کا مقصد دل کی نگہبانی سے یہ ہے کہ دل کو دنیاوی آلائشوں سے پاک وصاف رکھے ماسویٰ کی محبت سے دل کو خالی رکھنے اور اپنے دل کو ذکرِ الٰہی سے آباد رکھے۔

۴ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ، ترک گناہ سے عقل، بینش اور علم جیسے نور جو کہ اللہ تعالیٰ کے نور ہیں، تمہارے نصیب میں آجائیں گے اس لئے کہ نورِ خدا گناہ گاروں کے سینے میں جگہ نہیں پکڑتا۔

۵ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ، مسلمان کو طبیعت کا غلام نہیں ہونا چاہیے بلکہ رضائے الٰہی، احکام دین اور فرمودۂ قرآن کا غلام ہونا چاہیے۔

۶ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ، انسان اپنے جیسی مخلوق کو دھوکا دے سکتا ہے خالق کو دھوکا نہیں دے سکتا، اگر انسان کو ایسی عقل اور سمجھ آجائے کہ وہ خداوند کریم کو پہچان سکے تو گناہ کا ارتکاب ہرگز نہ کرسکے۔

۷ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ، دنیا میں ایسے رہو جیسے مرغابی دن رات پانی پر تیرتی ہے، جب اُڑتی ہے تو اس کے پروں پر بوند پانی نہیں ہوتا، دنیا کے دریا میں رہ کر غذا ساری اس سے لی جائے، مگر اپنا دامن خشک و پاک اور صاف رکھا جائے۔

۸ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ، دنیا دار لوگ اس شخص کو لائق کہتے ہیں جو بہت زمانہ ساز، فریب کار ہو، لیکن اللہ والے اس آدمی کو لائق وقابل کہتے ہیں، جس کی امیدیں تھوڑی ہوں، ہر چیز سے واسطہ ہٹا کر خدا کی یاد میں مشغول ہو جائے بجائے اس کے کہ دنیا اسے چھوڑ دے وہ دنیا کو پہلے ہی چھوڑ دے۔

۹ ☆: آپ فرماتے ہیں کہ سانپوں میں سے ایک قسم کا سانپ ایسا ہے جس کی نظر میں ایسی تاثیر ہے کہ چیز پر اس کی نظر پڑے

وہ چیز جل جاتی ہے، اللہ پاک نے جب ایک حیوان اور موذی حیوان کی نگاہ میں ایسی تاثیر رکھی ہے تو ایک کامل ہستی کی نظر میں جو اشرف المخلوق بھی خداوند کریم کا مقرب بھی ہے، اس کی نگاہ کی تاثیر میں کیا کمی ہوسکتی ہے۔

۱۰☆: آپ فرماتے ہیں کہ، انسان کا نفس اس کے جملہ دشمنوں سے زیادہ سخت گیر دشمن ہے، جس دشمن کے ساتھ مہربانی کی جائے وہ فرمانبردار ہو جاتا ہے، لیکن نفس کے ساتھ جتنی نرمی کی جائے اتنا ہی مضبوط دشمن بن جاتا ہے۔

۱۱☆: آپ فرماتے ہیں کہ، تمام عمارات کی نسبت عمارتِ دل حق تعالیٰ کی یاد کے واسطے بہتر ہے، باقی عمارتیں زوال پذیر ہیں مگر عمارتِ دل کو ہمیشہ کے لئے بقا ہے۔

۱۲☆: آپ فرماتے ہیں کہ، مرید ہر لحظہ اپنا روئے نیاز پیر کی چوکھٹ پر رکھے، اور ہر وقت دینی و دنیاوی کاموں میں ان سے باطنی مدد و رہنمائی تیار ہے۔

۱۳☆: آپ فرماتے ہیں کہ، عقل مندی اس میں ہے کہ انسان کسی پاکیزہ ہستی کے ساتھ زندگی گزارنا عین سعادت سمجھے، کیونکہ ان کی روحانی کڑی سے وابستہ ہو کر انسان خدا رسیدہ ہوسکتا ہے، اور ان لوگوں سے دور رہنے والا ازلی بدبخت اور نامراد ہوتا ہے۔

۱۴☆: آپ فرماتے ہیں کہ، طالب صادق کو بمصداق یک در گیر و محکم گیر اور با استقامت ایک کا ہو کے رہنا چاہیے، ورنہ کامیابی ممکن نہیں، بلبل کی طرح آوارگی اچھی نہیں، کہ جہاں شگفتہ پھول دیکھا وہیں جا بیٹھی۔

۱۵☆: آپ فرماتے ہیں کہ، طالب جہاں بھی بیٹھے اپنی ذات کو طلب میں فنا کر دے تا کہ محبوب حقیقی کا وصل حاصل ہو۔

۱۶☆: آپ فرماتے ہیں کہ فقیری یہ نہیں کہ آنے والے آدمی کے دل کی بات بتا دی جائے، یا لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مسخر کر لیا جائے، بلکہ فقیری یہ ہے کہ گمراہ دلوں کو اللہ کے ذکر سے آباد کیا جائے، خداوند کریم اور جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا پودا دل میں لگایا جائے۔

۱۷☆: آپ فرماتے ہیں کہ، موت انسان کا اصل سرمایہ ہے، ساتھ ہی یہ ایسا حادثہ بھی ہے کہ انسان کی ساری زندگی کے پردے چاک کرنے والا ہے، عقل مند وہی ہے جو روٹی اس جہاں کی کھائے، اور کام اُس جہان کے لئے کرے۔

۱۸☆: آپ فرماتے ہیں کہ اپنے گاؤں، علاقہ اور برادری، قبیلہ میں درویشی فقیری اتنا مشکل کام ہے جتنا مکے کے راہ میں بدو، دریائے سندھ نکلتا چین اور روس کے بارڈر سے ہے۔ اور پاکستان کے مختلف علاقوں کو سیراب کرتا ہے، دریا جہاں سے نکلتا ہے، تیز رفتار ہوتا ہے۔ جو چیز سامنے آئے بہا کر لے جاتا ہے، دور جا کر دریا کا پاٹ چوڑا ہو جاتا ہے۔

رفتار سست ہو جاتی ہے، ہر مخلوق فائدہ اٹھاتی ہے، فقیر کی یہی مثال ہے، فقیر کا فیض بھی دور کے لوگ اُٹھاتے ہیں، دور کے لوگ کوئی مقصد لے کر آتے ہیں اور بامراد واپس جاتے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ستاسی برس کی عمر مبارک میں تین ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ بمطابق بائیس مارچ بروز سوموار ۱۹۹۹ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار گھمکول شریف کوہاٹ صوبہ سرحد میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی

حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت پیر منور شاہ المعروف بادشاہ سرکار علیہ الرحمۃ سجادہ نشین مقرر ہوئے جن کا وصال باکمال ہو چکا ہے، آج کل ان کے فرزند اکبر حضرت پیر عبداللہ شاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین ہیں، جو بڑے ہی احسن انداز میں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سلسلہ عالیہ اور مخلوق خدا کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ کا سالانہ عرس مبارک 21-22-23 مارچ کو ہر سال آپ کے دربار پر منایا جاتا ہے، لاکھوں افراد شامل ہو کر آپ کے روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہو کر جاتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو آپ کی ظاہری حیات میں آپ کی زیارت کا شرف اسلام آباد ایئرپورٹ پر ہر سال ہوتا رہا، ایک مرتبہ قاری پاکستان قاری خوشی محمد الازہری مرحوم اور الحاج ملک محمد اسلم چشتی مرحوم کے ہمراہ دربار عالیہ کھمکول شریف کی حاضری کی سعادت حاصل ہے، اس موقع پر آپ کی زیارت سے نہ صرف مشرف ہوا۔ بلکہ اجتماع میں آپ کو بہت قریب سے دیکھنے کا بھی شرف نصیب ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد بھی ایک مرتبہ دربار شریف کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ہے، خداوند کریم اس دربار گوہر بار کو تاابد قائم ودائم رکھے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ صوفی محمد اسلم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: غریق دریائے رحمت، مقتدائے ارباب ویقین صوفی باصفا، پیکر اخلاص ومحبت، فنافی المرشد وفنافی الرسول، رئیس قوم، حضرت خواجہ صوفی محمد اسلم نقشبندی شاد پوری رحمتہ اللہ علیہ شہباز میدان حقیقت ہیں۔
آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۵۳ھ بمطابق ۴ اپریل ۱۹۳۴ء بروز پیر صبح کے وقت وادی کشمیر میں ہوئی ابتدائی تعلیم آپ نے آبائی گاؤں میں حاصل کی اکثر آپ علماء اور مشائخ کی صحبت میں بیٹھتے ان سے مذہبی، روحانی مسائل پر گفت وشنید فرماتے آپ کو بچپن سے ہی نماز، روزہ دیگر مذہبی امور میں دلچسپی تھی اس لئے کہ آپ ہوش سنبھالتے ہی پابند صوم وصلوٰۃ تھے چونکہ آپ کے آباؤاجداد بھی خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ اہل کشمیر ان سے روحانی اکتساب فیض کرتے تھے آپ کا جملہ خاندان مذہبی تھا۔ آپ کے اجداد کی تربیت ہی کا اثر تھا۔ کہ آپ نوجوانی میں ہی کھیل کود دنیا کے لہو ولعب سے دور رہتے اور آپ کے دل میں دینی مذہبی امور کا حد درجہ اشتیاق تھا آپ قلبی طور پر اولیائے کاملین سے عقیدت رکھتے تھے۔ اور اللہ والوں کی جستجو میں ہر وقت رہتے تھے پھر ایک وقت آیا کہ آپ بارگاہ ولایت میں حاضر ہوئے۔

بیعت وخلافت ☆: آپ یکم اکتوبر 1957ء کو حضرت قبلہ عالم سلطان الاصفیاء سرکار خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ دربار عالیہ موہری شریف کے دست حق پرست پر بیعت (مرید) ہوئے اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ، نوابیہ، معصومیہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمائے گئے اور باقاعدہ دربار عالیہ موہری شریف میں جبہ ودستار سے آپ کو نوازا گیا۔

تبلیغ اسلام کیلئے برطانیہ روانگی ☆: پیرومرشد کے حکم سے آپ ۵ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو برائے تبلیغ دین اسلام برطانیہ (یورپ) تشریف لے گئے یورپ پہنچ کر جب آپ تبلیغ اسلام کے ساتھ رزق حلال کمانے میں مشغول ہوئے تو دیکھا کہ برطانیہ میں رہنے والے مسلمان صوم وصلوٰۃ کی ادائیگی کے سلسلہ میں ازحد پریشان ہیں انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت اگر آپ ہم پر شفقت فرمائیں تو ہمیں پنجگانہ نماز پڑھا دیا کریں ان دنوں آپ برطانیہ کے دارالخلافہ شہر لندن میں قیام پذیر تھے۔ آپ نے اہل اسلام کی تکلیف کا احساس فرماتے ہوئے انہیں پنجگانہ نماز جمعۃ المبارک اور نماز عیدین پڑھانا شروع کر دیں اور اس کام کا آپ بالکل معاوضہ نہ لیتے تھے جب لوگ وظیفہ کا اصرار کرتے تو آپ فرماتے اس رقم کو آپ لوگ مذہبی اور دینی کاموں پر صرف کریں مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کے حبیب ﷺ کا کرم ہے۔ اس لئے کہ میں خود اپنے دونوں ہاتھوں سے محنت کر کے رزق حلال کماتا ہوں جو کہ میرے اور میرے اہل

خانہ اور دوستوں کے لئے کافی ہوجاتا ہے آپ نے مسلسل کئی سال لوگوں کو نمازیں پڑھائیں اور خطبات دیئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں نمازیوں کی تعداد انتہا کو پہنچ گئی۔

لندن میں سلسلہ طریقت کی خدمات ☆: ادھر سلسلہ طریقت کا کام بھی ساتھ ساتھ شروع تھا۔ پیر و مرشد کے حکم سے ہر خاص و عام کو پیغام حق بھی پہنچاتے سلسلہ کے معمولات کے مطابق ختم خواجگان شجرہ شریف محفل ذکر الٰہی کا خصوصی طور پر ہفتہ وار انتظام فرماتے جس میں آپ خود ہی ختم شریف اور شجرہ پاک پڑھتے نعتیہ کلام کے ساتھ آپ مرشد کامل کی شان میں منقبت کے اشعار کا نذرانہ بھی لکھتے اور خود ہی اہل مجلس کو پڑھ کر سناتے آپ کی آواز میں حد درجہ کی خوش گوئی تھی۔ آپ اگر نظماً اشعار فرماتے تو سامعین پر ایک روحانی اور وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ آپ کی آواز مبارک میں ایک جادو آنہ انداز پیدا ہو جاتا تھا۔ حاضرین متمنی ہوتے تھے کہ حضرت پھر سے اپنے کلام سے ہمیں محظوظ فرمائیں۔ لندن اور اس کے گرد و نواح میں سینکڑوں کی تعداد میں لوگ حاضر ہوتے اور آپ کے فیوض و برکات سے مالا مال ہو کر جاتے غیر مذاہب بھی مجلس ذکر میں آتے تو مشرف با اسلام و با ایمان ہو کر جاتے۔

آپ کی محنت نے وہ رنگ دکھایا جو نوجوان، کلبوں اور قہبہ خانوں کی زینت بنے ہوئے تھے وہ نوجوان آپ کی صحبت پاک کی برکت سے پنجگانہ نماز کے پابند ہوئے۔ صحیح انسانیت کا روپ دھارا انگریز کی دوستی اور اس کے لباس کو تار تار کیا۔ اسلام کا لبادہ اوڑھا۔ ان کی عادات درست ہوئیں ان کا لباس صحیح ہوا۔ ان کی نظروں میں پاکیزگی آئی باشرع ہوئے یہود و نصاریٰ کے تمدن و تہذیب کو ٹھکرایا، اپنے چہروں پر سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجایا۔ آپ کی محبت نے ہر شے کی طلب کو ان سے چھڑوا دیا جو نوجوان دنیا کی ہنگامہ آرائی میں خوش رہتے تھے وہ ذکر و فکر کی یکسوئی میں دلچسپی لینے لگے غرضیکہ جن دلوں میں اغیار کی محبتوں نے ڈیرے جما رکھے تھے آپ کی صحبت سے صدقِ دل سے معرفت الٰہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر میں غوطہ آرائی اور حلقۂ ذکر و فکر میں نغمہ سرائی کرنے لگے یہ شیخ کامل کی نظر جس نے مس خام کو کیمیا بنا کر رکھ دیا۔ اس لئے کہ جس قلب و روح میں کدورتیں، نفرتیں اور راہ سلوک سے دوریاں تھیں اب ان ہی دلوں میں نگاہ پاک نے محبتیں، الفتیں اور نزدیکیاں پیدا کر دیں۔

جو لوگ بے راہ، گمراہ، بدکار اور تہذیب یورپ کے دلدادہ تھے جن کی شکلوں کو دیکھا جائے تو ایسے معلوم ہوتا تھا۔ بقول شاعر:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یہ تو یہود و نصاریٰ کی تہذیب کے رنگ تھے جس تہذیب نے نوجوان نسل کے حلیے بگاڑ کر رکھ دیئے تھے۔ جو معصوم چہروں پر بجائے جذب نظر کے، دہشت شیطانی اور وحشت حیوانی نمایاں تھی اور گناہوں کے بدنما داغ ابھر رہے تھے۔ قریب تھا کہ یہ نئی نسل اسلامی حدود سے کہیں دور جا گرتی اور ہمیشہ کے لئے صفوف لشکر اسلامیہ سے ان کے نام و نشان تک مٹ جاتے۔

خراب کر گئی شاہین کے بچے کو صحبت زاغ کے مصداق

نہ ماں باپ کا ادب نہ استاد کا پاس، نہ حیائے دین اور نہ ہی شرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہی سحر گاہی سے واقف نہ قیام و قعود کا پتہ نہ ہی

رکوع وسجود سے ناطہ، غرضیکہ ارکان اسلام کی دولت سے بھی پہلو تہی اور معرفت خداوندی سے بھی محرومی، نہ عظمت قرآن سے برکت نہ رفعت ایمان سے فائدہ اور اچھے خاصے مسلمانوں کو تہذیب نو کی یلغار اور کلچرل نصاریٰ کی مار نے انسان کو تباہی کے کنارے پر لا کھڑا کیا۔ پھر یورپ کی رنگینیاں قلب وذہن میں اس طرح سما چکی تھیں کہ ان کی واپسی مشکل تھی۔

ایسے حالات میں مرد خدا حضرت خواجہ پیر محمد اسلم رحمتہ اللہ علیہ کی ذات قوم کے نونہالوں کی زندگیوں کو جرائم کے گڑھوں سے نکالنے کے کام آئی۔ آپ کی نگاہ جدھر اٹھی انسانیت کے قلب وروح کی طہارت ونفاست کا سبب بنی تہذیب یورپ کے دلدادہ۔ آپ کی صحبت اور مجلس پاک کی وجہ سے باکمال انسان بن گئے۔ انہیں ایمان کی چاشنی ملی اور عرفان کی روشنی سے بہرہ ور ہوئے کلب کی کشش دور ہوئی۔ خیالات پاکیزہ ہوئے، طاغوتی غلبہ دور ہوا، پھر وہی اذہان شریعت مطہرہ کی خوشبو سے معطر ہوئے عرفان الٰہی اور عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبوئیں ہر سو پھیلنے لگیں جو نوجوان مساجد کو دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے اب وہی نوجوان مسجدوں کی زینت بننے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں کی تعداد میں بے راہ روی کا شکار ہونے والے نوجوان آپ کی صحبت کی برکت سے پانچ وقت کے نمازی، صوفی، حاجی کہلانے لگے وہ چہرے جو وحشت ودہشت کا شکار تھے وہی چہرے اب سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سے نورانی ہو چکے ہیں جن لوگوں کے دل ودماغ سوز وعشق سے خالی تھے انہی دماغوں کی سوچ حق ہے اور انہی دلوں کی آواز اور نغمہ سرائی اللہ ہو ہے اللہ رب العزت نے اُن کے حالات اس لئے درست فرمائے کہ آپ کی نگاہ ولایت نے ان کے دل کی دنیا کو بدل کر رکھ دیا۔

آپ کی ذات والاصفات نے جتنا طریقت کا کام یورپ میں کیا کوئی دوسرا انسان اب تک وہ کام نہ کرسکا یورپ یا دوسری بیرونی دنیا میں ذکر الٰہی کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کو ہی خراج تحسین پیش کیا جائے گا۔ قبلہ عالم حضرت صوفی نواب الدین رحمتہ اللہ علیہ نے دربار عالیہ موہری شریف کھاریاں پاکستان سے پیغام حق کو ذکر الٰہی اور شریعت مطہرہ کی پابندی کو دنیا والوں کے سامنے مشن مقدس کے طور پر پیش فرمایا تو اس پاک مشن کی تکمیل کے لئے حضرت خواجہ صوفی محمد اسلم رحمتہ اللہ علیہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کماحقہ آپ نے مرشد کامل کے مشن کو ارادۂ تکمیل تک پہنچا کر دکھا دیا۔ جب لوگ ہزاروں کی تعداد میں سینکڑوں آیات ربانی کے لکھے ہوئے بینر اور نعتیہ اشعار کے ساتھ مزین سبز جھنڈے انگلینڈ کی عام گلی کوچوں میں لے کر نکلتے ہیں پھر ساتھ ہی ذکر الٰہی کی نغمہ سرائی ہوتی ہے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وادی کفرستان میں ہزاروں سال پہلے سے ہی اسلام کی رنگینیاں موجود ہیں آپ نے سرزمین کفر پر ایسے لشکر اصفیاء پیدا فرما دیئے کہ جن کی پاکیزہ ریلی دیکھ کر خود بخود کافر ومشرک حلقہ بگوش اسلام ہوتے چلے جاتے ہیں۔

شیخ کاملِ کی محبت ☆: آپ اپنے شیخ کامل کے سچے عاشق اور نیازمند مرید ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے پیر کامل کی مکمل تصویر بھی ہیں اسی لئے آپ کو فنافی الشیخ کا مقام حاصل ہے۔ جو مرید اپنے شیخ کی ذات کی خلوت وجلوت کے جلوؤں میں گم ہو جائے تو اس کو فنافی الشیخ کہا جاتا ہے۔ پھر وہی انسان فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فنافی اللہ کے مقام پر فائز سمجھا جاتا ہے۔

پیر کامل صورت ظل اللہ ۔ یعنی دید پیر دید کبریا

واقعی آپ نے اپنے شیخ کی ذات میں گم ہو کر کائنات ارضی وسماوی کی بسیط فضاؤں میں پرواز فرمائی کہ رہتی دنیا تک طریقت کے نورانی

جھنڈے زمین کی فضاؤں اور آسمانوں کی بلندیوں میں لہراتے رہیں گے۔ خداوند قدوس آپ کے سلسلہ عالیہ کو مزید کامرانیوں سے نوازے۔ آمین۔

آپ نے اپنے عقیدت مندوں کے حلقہ میں محبت کی وہ روح پھونکی جو شخص ایک دفعہ ان یاران نکتہ داں کو دیکھ لیتا خود بخود ہی حلقہ ارادت میں شامل ہو کر ذاکر اور صوفی بن جاتا۔ آپ کے خدام آپ ہی کی طرح ملت اسلامیہ کے لئے اپنا تن، من، دھن قربان کئے ہوئے ہیں۔ آپ کے درویش عقیدت مند، مریدین اور خلفاء دنیائے جہاں کے ہر خطہ میں موجود ہیں اور ذکر الٰہی کے حلقے جمار کھے ہیں۔ انسانی رشد و ہدایت کے لئے تصوف و معرفت حلقے بہت بڑا سبب ہیں اس لئے کہ ان ذکر کے حلقوں کے لئے آقائے نامدار سیدنا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

واذمررتم بریاض الجنة فارتعو ھو حلقوالذکر

ترجمہ☆: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے غلاموں جب تم جنت کے باغیچوں کے پاس سے گزر و تو کچھ کھا پی لیا کرو۔ صحابہ کبار نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنتی باغیچوں سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ذکر الٰہی کے حلقے ہیں جو کہ تمہاری روح کے لئے مکمل غذا ہیں۔

سبحان اللہ کتنی بڑی بات ہے۔ اور کتنا بڑا کریڈٹ حضرت خواجہ محمد اسلم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات کو جاتا ہے کہ آپ کی وجہ سے دنیا میں یہ مقدس حلقے قائم ہیں اور غذائے روح کے علاوہ انسان کی ہدایت کے مکمل اسباب ہیں۔ تو اس سے بڑی اور کس طرح تبلیغ ہو سکتی ہے۔ اصل طریقہ تبلیغ اسلام یہی ہے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول اسلام کی تبلیغ فرماتے وہ تبلیغ اور وہی دستور ہیں کہ انسان اپنی حیات روح کو پالیتا ہے۔

آپ کی علمی خدمات☆: حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اہل اسلام کے لئے وہ کام کئے جو ہمیشہ کے لئے ہر نسل انسانی فائدہ اٹھاتی رہے گی۔ آپ نے سنہری کارناموں میں دو کام ایسے فرمائے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر اپنے تو اپنے بیگانے بھی خوش ہوتے ہیں۔ ایک تو آپ نے آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوابیہ بلیک برن برطانیہ میں اسلامی سنٹر قائم فرمایا جس کا نام جامعہ نقشبندیہ اسلمیہ سپر چوٹل سنٹر ہے۔ جس میں سینکڑوں کی تعداد میں بچے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور مکمل دینی، مذہبی اور روحانی تعلیم حاصل کر کے عالم حافظ قرآن، صوفی اور عارف باللہ بن کر دنیا کے گوشہ گوشہ میں تعلیم اسلام سے لوگوں کو بہرور کر رہے ہیں۔

دربار عالیہ شادپور شریف ٹاہلیاں والا جہلم پاکستان میں جو آپ نے آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوابیہ قائم فرمایا ہے۔ وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ دیکھنے والے ورطۂ حیرت میں پڑ جاتے ہیں۔

دریائے جہلم کے بالکل کنارے پر پھولوں سے سجی بستی خوشبودار آبادی جب دریائے جہلم میں طغیانی آتی ہے تو اس کی لہریں مارے عقیدت کے اس آستانہ عالیہ کی دہلیز پر بوسہ زن ہوتیں ہیں۔ دیکھنے والے سمجھتے ہیں آنے والی دریائی لہر اپنا کام دکھائے گی اور ساری بستی کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی مگر جب طغیانی اپنا رخ بدلتی ہے اور فضا اپنے اصل حال پر آتی ہے تو بستی ساری کی ساری محفوظ نظر آتی ہے جب کہ مضافات جہلم سیلاب کی زد میں ہوتے ہیں اور دریائی لہریں دربار عالیہ کی چوکھٹ پر سلامی دے کر واپس جاتی ہوئی نظر

آتی ہیں۔ یہ آستانہ عالیہ کی چوکھٹ کا کمال ہے۔ کہ دریا کا پانی بجائے آگے جانے کے واپسی کا رخ بدلتا ہے ورنہ

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
بیڑا کسی کا پار ہو یا درمیان رہے

سرکار کی دہلیز کا یہ کمال ہے کہ طوفان سیلاب سے شہر کو بچائے رکھتی ہے۔ اور سرکار خواجہ حضور کی ذات کا یہ کمال ہے کہ خداوند قدوس نے ان کی ذات کی برکت کے صدقے ساری دنیا کو آفات و بلیات سے محفوظ کیا ہوا ہے۔

اولیاء راہست قدرت ازالہ
تیر جستہ باز گر دانند زراہ

اس آستانہ عالیہ کی پاک تعمیر ایک عظیم شاہکار ہے۔ اور دیکھنے والے کو پرشکوہ منظر نظر آتا ہے۔ عقیدت مندوں اور مریدین کے لئے ذکر پاک کی مجالس کے لئے ایسا اہتمام کیا گیا ہے۔ کہ ذاکرین دربار شریف کے کھلے احاطہ میں بیٹھ کر ذکر الٰہی کی برکات سے خوب مالا مال ہو سکیں۔ مہمان دوستوں کے لئے بہت بڑا مہمان خانہ تعمیر کیا گیا ہے جس کا واحد مقصد صرف یہ ہے کہ جو حضرات آستانہ عالیہ کی حاضری کے لئے حاضر ہوتے ہیں ان کو کوئی تکلیف نہ ہو اسی طرح لنگر پاک کے لئے لنگر خانہ مکمل ہے۔ دوستوں کے لئے وضو اور غسل کے اعلیٰ قسم کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں دربار عالیہ کی مینا کاری اور باہر کا رنگ و روغن اور ماربل کی زیب و زینت انسان کی آنکھوں میں رعنائی اور دل میں فرحت پیدا کرتی ہے۔

سالانہ عرس پاک یا ماہانہ مجلس پاک کے پروگرام میں حاضری کے دوران حاضر ہونے والے احباب دربار شریف کے دالان میں بیٹھ کر یوں محسوس کرتے ہیں کہ ہم جنت کی کیاریوں میں بیٹھ کر رحمت کبریا رب سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ مقدس درگاہ کی حسین و جمیل فضا نزہت ذہن اور فرحت قلب پیدا کرتی ہے۔

انشاء اللہ ان مراکز میں آنے والی آئندہ نسلیں بھی فیض یاب ہوتی رہیں گی۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۲ اپریل 1999ء کو لندن بلیک برن میں ہوا آپ کا جسد خاکی ۱۶ اپریل کو جہلم لایا گیا ہزاروں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کا مزار آپ کی بنائی ہوئی مسجد جامع مسجد نقشبندیہ اسلمیہ کے قریب ہی مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے آپ کے مزار پر حاضری بھی دی ہے اور آپ کی ظاہری حیات مبارک میں آپ سے ایک پروگرام میں ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ پیر محمد ریاض اسلمی نقشبندی مدظلہ العالی سجادہ نشین مقرر ہوئے، جو بڑے ہی احسن انداز میں سلسلہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، جناب حضرت صاحبزادہ پیر محمد ریاض اسلمی صاحب مدظلہ العالی سے فقیر کا ڈاک اور ٹیلی فون پر رابطہ ہے۔ بڑے ہی صاحب ذوق اور درد رکھنے والی شخصیت کے حامل ہیں خداوند کریم دارین کامیوں سے ہمکنار فرمائے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت مولانا قاری غلام محی الدین مستانہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم باعمل، فاضل اجل، عارف اکمل، مست و سرشار بادۂ خمار حضرت مولانا قاری غلام محی الدین مستانہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ صاحب تجرید و ترک ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۵۱ ہجری بمطابق 1932ء کو نہر اپر جہلم کے کنارے دو آبادیوں پر ان اور کھوہار کے درمیان موضع وریئہ شریف تحصیل سرائے عالمگیر ضلع جہلم میں ایک فقیر منش سادہ مزاج درویش حضرت قاری فیروز علی سلطان المعروف باباجی علیہ الرحمتہ کے روحانی گھر میں ہوئی۔ والد ماجد کی طرح والدہ ماجدہ بھی نیک سیرت اور باکردار پابند صوم وصلوٰۃ خاتون تھیں۔ آپ نے قرآن مجید مع تجوید و قرأت پڑھنے کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول جہلم سے 1950ء میں میٹرک کا امتحان اعلیٰ پوزیشن میں کر پاس کیا۔ اس کے بعد ایف۔اے پھر بی۔اے کے امتحانات پرائیویٹ دیئے۔ اور اچھے نمبروں سے کامیابی حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔ اس دوران آپ نے جامعہ رضویہ سرائے عالمگیر سے درس نظامی کی بعض کتابیں بھی پڑھیں۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں غوث زماں حضرت خواجہ محمد قاسم صادق نقشبندی موہڑوی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی کے دست مبارک سے خرقۂ خلافت واجازت پا کر سرفراز و ممتاز ہوئے۔ اس موقع پر غوث زماں خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی نقشبندی علیہ الرحمتہ نے آپ کو مستانہ کے لقب سے بھی نوازا۔ اس کے بعد آپ مستانہ ہی کے نام سے مشہور ہو گئے۔

ملازمت ☆: آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد پاکستان نیشنل کارپوریشن دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں منیجر کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی۔ اس کے بعد فوج میں چلے گئے۔ اس کے بعد وقفے وقفے سے کئی محکموں میں کام کرتے کرتے محکمہ تعلیم میں تدریس کے شعبہ سے منسلک ہو گئے۔ اس دوران آپ نے ایف اے، بی اے کے پرائیویٹ امتحان بھی دیئے اور اپنے مرشد کامل کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف کو بھی ہر صورت میں پورا فرماتے رہے۔ شریعت وطریقت کے احکام پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ ہر وقت اپنی دعا میں خدا سے اپنے لیے توکل مانگتے تھے۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال ۱۴۲۰ ہجری 1999ء کو ہوا۔ مزار پُرانوار دربار عالیہ فیروزیہ قاسمیہ، ہیڈ رسول تحصیل سرائے عالمگیر ضلع جہلم میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ نے اپنے وصال سے 5 برس قبل اپنے چھوٹے بھائی صاحبزادہ مرزا محمد اکرم بیگ کو اپنا جانشین مقرر فرما کر اپنا جبّہ و دستار سے نواز کر اجازت وخلافت سے نواز دیا تھا۔ جو کہ بڑے ہی احسن انداز میں آپ کے دربار و سلسلہ کے نظام کو چلا رہے ہیں۔ اور ہر سال آپ کا عرس منعقد کرتے ہیں۔

حضرت مولانا قاری عبدالرزاق نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف☆: عالم ربانی، مصدر جود یزدانی، مقتدائے ارباب یقین، عدن وفا، حضرت علامہ مولانا پیر قاری عبدالرزاق نقشبندی کشمیری رحمتہ اللہ علیہ آپ قبلۂ اہل تحقیق ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۵۱ھ بمطابق 1932ء حضرت مولانا عبدالغفور کے ہاں آزاد کشمیر کے ضلع پونچھ کے ایک مضافاتی گاؤں تتروٹ (پاڑہ) میں ہوئی۔ آپ اپنے والد کے ہاں تین صاحبزادیوں کے بعد پہلی نرینہ اولاد تھے۔

تعلیم وتربیت☆: ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی پھر پرائمری اسکول رٹھاڑہ میں داخل کرادیا۔ جب آپ نے سال سوم کا امتحان پاس کیا تو والد گرامی نے فارسی کتب پڑھنے کے لئے آپ کے چچا مولانا محمد سعید خان کے پاس بھیجا جو کہ گاؤں رٹھارہ میں ہی مقیم تھے۔ آپ نے فارسی کا مشہور رسالہ ''کریما'' اپنے چچا کے پاس پڑھا اور ۱۲ سال کی عمر میں حافظ عبدالحئی کے ہمراہ حصول تعلیم کے لئے ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ آپ غالباً ۱۹۴۴ء میں رہتک (انڈیا) پہنچے وہاں مدرسہ اسلامیہ خیرالمعاد میں داخلہ لیا، حضرت شیخ طریقت علامہ مولانا حامد علی خان کے حضور میں زانوئے تلمذ طے کئے۔ رہتک کے زمانہ میں ساری کتب حضرت اکیلے ہی پڑھاتے تھے۔ ۱۹۴۶ء میں مفتی عبداللطیف صاحب کو بھی مدرس مقرر کیا گیا، آپ نے مفتی صاحب سے بھی اکتساب فیض کیا۔ ان دنوں تحریک پاکستان عروج پر پہنچ چکی تھی ملک بھر میں قریہ قریہ، نگر نگر، بستی بستی جلسے جلوس ہو رہے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان عمل میں آیا، فالحمدللہ! مسلمانوں کی جدوجہد کامیاب ہوئی، دعائیں قبول ہوئیں۔ بھارت میں مسلم کش فسادات شروع ہوئے تو آپ اپنے استاد محترم حضرت مولانا حامد علی خان رامپوری کے حکم پر پاکستان تشریف لائے پھر کشمیر چلے گئے۔ والد ماجد کے حکم پر دینی علوم کی تکمیل کے لئے پاکستان چلے آئے یہاں بکھی شریف (ضلع منڈی بہاءالدین) میں مولانا سید جلال الدین شاہ (علیہ الرحمتہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر مینندی، مسلم، حسامی، مقامات حریری وغیرہ کتب کی تکمیل کے بعد رازی دوراں شیخ الحدیث علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب چشتی صابری علیہ الرحمتہ کی مشہور درس گاہ انوارالعلوم (ملتان) میں داخلہ لیا۔ جہاں مولانا مفتی امید علی خان، مولانا عبدالکریم،

مولانا مفتی سید مسعود علی قادری (والد جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری و علامہ سید سعادت علی قادری) سے ہدایہ اور مختصر المعانی وغیرہ کتب پڑھیں۔ دورہ حدیث شریف آپ نے حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب کے پاس مکمل کیا۔ اور سند فراغت حاصل کی۔ ساتھ میں قاری معزالدین کے پاس قرأت وتجوید کی تعلیم اور عملی مشق کیا کرتے تھے۔ اس لئے آپ عمر بھر ''قاری صاحب'' کے نام سے مشہور تھے۔

بیعت ☆: طالب علمی کے دور میں شیخ طریقت مولانا پیر حامد علی خان رامپوری (بانی جامعہ اسلامیہ خیر المعاد، خانقاہ حامدیہ، قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان) سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔ دس سال کا عرصہ خدمت عالیہ میں رہ کر تعلیم وتربیت، تزکیہ نفس اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد ۲۲ سال کی عمر میں خلافت واجازت سے نوازے گئے۔ بعد میں علامہ کاظمی نے سلسلہ صابریہ اور چشتیہ میں خلافت مرحمت فرمائی تھی۔

کتاب انوارِ علمائے اہل سنت سندھ کے مصنف اور خانقاہ عالیہ پیر گوٹھ شریف خیر پور کے معروف چشم و چراغ حضرت پیر سید محمد زین العابدین شاہ راشدی ایم اے فرماتے ہیں کہ مشاہدہ ہے آج کل جو دیدہ زیب، پریس سے چھپی ہوئی پرکشش خلافتیں بٹ رہی ہیں۔ اور بانٹنے والے اور جھولی پھیلانے والے دونوں طرف سرگرمی ہے۔ عام سے صوفی کو ایک سو روپے میں خلافت آرام سے مل جاتی ہے جب کہ نامور شخصیت اور چرب زبان واعظ کو کئی کئی سلاسل میں خلافتیں مل رہی ہیں۔ جس قدر انہیں نذرانے آسانی سے مل جاتے ہیں اسی قدر خلافتیں ہاتھ باندھ کر ان کے سامنے فرمانبردار شاگرد کی طرح حاضر رہتی ہیں۔ اس لئے ہر مولوی پیر بننے کا خواب دیکھ رہا ہے (الا ماشاء اللہ)۔ آج خلافت کی وہ وقعت نہ رہی ہے جو پہلے تھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی جعلی خلافتوں کی نحوست سے بچائے آمین۔

لیکن قاری صاحب کا معاملہ دوسرا ہے انہوں نے دس سال شیخ کی خدمت میں رہ کر ریاضت مجاہدہ کے ذریعے تزکیہ نفس کیا۔ اس کے بعد خلافت کے حقدار ٹھہرے۔ سبحان اللہ!۔

شادی و اولاد ☆: طالب علمی کے دور میں جب تین سال تک مرشد گرامی کی خدمت میں رہنے کے بعد والدین کی زیارت کے لئے پہلی بار آبائی گوٹھ آئے تو اس موقعہ پر والدین کے حکم پر آپ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔ تقریباً دس سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو اکلوتا بیٹا مولانا ڈاکٹر عبدالقدوس خان حامدی عطا فرمایا۔

خطابت و امامت ☆: مدرسہ انوار العلوم ملتان کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد میں ملک کے جید علماء و مشائخ خطباء و قرا حضرات کو مدعو کیا جاتا تھا۔ ان نامور ہستیوں میں استاد القرا مولانا قاری محمد طفیل نقشبندی بھی شامل تھے۔ قاری صاحب کے ساتھ آپ

کی شناسائی بھارت کے طالب علمی کے زمانہ سے تھی، قاری صاحب کے ساتھ ملتان میں ملاقات کے دوران انہوں نے حیدرآباد (سندھ) میں خدمت دین کے لئے دعوت پیش کی، آپ نے دعوت محبت کو قبول فرمایا اور حیدرآباد تشریف لا کر بقیہ زندگی حیدرآباد کے لئے وقف کردی۔

۱۹۵۹ء کو حیدرآباد میں جامع مسجد مائی خیری (محلہ فقیر جو پڑ) کی امامت وخطابت سونپی گئی اور ایک سو روپے مشاہرہ مقرر ہوا۔ ۱۹۶۰ء میں جب ''محکمہ اوقاف'' قائم ہوا تو آپ کی مسجد اوقاف کی تحویل میں چلی گئی اور آپ کو ضلع حیدرآباد کا ڈسٹرکٹ خطیب مقرر کیا گیا جس عہدے پر آپ وصال تک متمکن رہے۔

اس سے قبل طالب علمی کے زمانہ میں رہتک (بھارت) میں راجپوتوں کے محلہ کی مسجد میں امامت کی جگہ خالی ہوئی تو انتظامیہ کے اصرار پر حضرت حامد علی خان نے آپ کو منصب امامت پر فائز فرمایا۔ ان دنوں آپ بالغ تو ضرور تھے لیکن چہرے پر ابھی ریش نہیں آئی تھی۔ قیام ملتان کے دوران گڑ منڈی کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ چھٹیوں میں جب اپنے گوٹھ جاتے تو وہاں بھی جمعہ میں تقریر کا سلسلہ جاری رکھتے، اس طرح آپ سے اہل علاقہ واہل خاندان اور برادری والے بھی مستفید ہوتے تھے۔

درس وتدریس ☆: گڑ منڈی کی جامع مسجد میں آپ نے مدرسہ ''ریاض العلوم'' کی بنیاد رکھی اور درس وتدریس کا آغاز اسی مدرسہ سے فرمایا۔ جہاں بیرونی طلباء کے قیام کا بھی بندوبست تھا۔ کچھ عرصہ ایک پرائیویٹ اسکول میں بھی اسلامیات کا پیریڈ پڑھاتے رہے۔

حیدرآباد میں مائی خیری مسجد میں مولانا قاری محمد طفیل صاحب کا قائم کردہ ''مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ'' پہلے سے جاری تھا۔ آپ نے اس میں درس نظامی شروع کردیا اور تھوڑے عرصہ میں دور دراز کے طلباء کی کثیر تعداد نے مدرسہ میں داخلہ لیا اور آپ سے اکتساب فیض کیا۔

قاری محمد طفیل اور قاری عبدالرزاق نے مفتی محمود الوری سے رابطہ کیا اور انہیں قائل کیا کہ آپ کے پاس جگہ اور وسائل کی کمی نہیں ہے آپ مدرسہ کو دارالعلوم بنائیں، درس نظامی شروع کریں تو ہم طلباء سمیت اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مفتی صاحب نے اس تجویز کو پسند کیا اور اس طرح دارالعلوم رکن الاسلام کی بنیاد محلّہ ہیرآباد میں رکھی گئی۔ قاری صاحب کی تجویز پر مفتی صاحب نے جامعہ مجددیہ کے الفاظ نام میں شامل فرمائے۔ اب مکمل نام یوں ہوا: ''جامعہ مجددیہ رُکن الاسلام'' آپ کی شبانہ روز کاوشوں روحانی اور علمی فیوضات کے باعث اس ادارے کو چار چاند لگے۔

۱۹۷۰ء میں جب مفتی محمود الوری نے نقاہت اور ضعف بصارت کی وجہ سے تدریس ترک کردی تو علامہ قاری عبدالرزاق کو دارالعلوم کا شیخ الحدیث بنادیا گیا، جہاں آپ ۱۹۹۰ء تک اس منصب علمی پر فائز رہے۔

تلامذہ ☆: آپ کے تلامذہ کی کثیر فہرست میں سے بعض کے اسماء درج ذیل ہیں۔

(۱) مولانا ڈاکٹر محمد زبیر نقشبندی، مہتمم جامعہ مجددیہ رکن الاسلام، حیدرآباد سندھ۔ جو ممبر قومی اسمبلی بھی رہ چکے ہیں اور آج کل جے یو پی کے صدر بھی ہیں۔

سیرت و کردار☆: آپ کے مزاج میں انتہائی سادگی اور بے تکلفی تھی، جو میسر آتا پہن لیتے تکلف و تصنع کو پسند نہ فرماتے تھے، البتہ لباس ہمیشہ صاف ستھرا اور پروقار ہوتا تھا۔ کمال عاجزی و انکساری میں خودداری اور عزت نفس کا امتزاج آپ کی ایک نمایاں خصوصیت تھی۔ مستقل مزاج تھے جذباتی نہیں تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں تعمیری ذہن ودیعت فرمایا تھا۔ باوفا تھے دوستی کو نبھانا جانتے تھے۔ طلب دنیا کی کمزوریوں سے آپ کی ذات مبرا تھی اس لئے آپ نے مسجد و مدرسہ تبدیل نہیں کیا جہاں تھے وہیں زندگی لگا دی۔ آپ نے کبھی اشارتاً بھی تنخواہ میں اضافے کا مطالبہ نہیں کیا۔ ایک بار جامعہ مجددیہ کے اساتذہ نے تنخواہ بڑھانے کے لئے ایک درخواست مہتمم کے نام لکھی اور دستخط کے لئے آپ کے پاس بھیجی آپ نے دستخط سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ''ہم یہاں تنخواہ لینے کے لئے نہیں بیٹھے ہیں۔'' آپ کے مخلصین آپ کو حیدرآباد میں پلاٹ لینے، اپنا دارالعلوم بنانے اور مکان تعمیر کرانے کا مشورہ دیا کرتے تھے، لیکن آپ اکثر یہ فرما کر انہیں خاموش کرا دیتے کہ ''ہمارا یہاں قیام عارضی ہے رہنے کے لئے کشمیر میں جھونپڑا ہے۔'' آپ کے وصال تک آپ کا کوئی بینک بیلنس نہیں تھا نہ جائیداد۔

مگر اس زہد و استغناء کے باوجود دوسروں کے دنیوی معاملات میں غیر معمولی دلچسپی لیتے تھے اپنے رفقاء، شاگردوں، محبین اور تعلق دار لوگوں کے مسائل کے بارے میں متفکر رہتے اور ہر ممکن مالی مدد فرماتے تھے یہی وجہ تھی کہ بے شمار لوگ آپ کو اپنا غمخوار سمجھتے تھے۔ آپ نے عمر بھر کبھی کسی کے سامنے ذاتی ضرورت کے لئے دست سوال دراز نہیں کیا ہاں البتہ اگر کسی شاگرد یا عزیز کو حاجت پیش آتی تو اپنی ضمانت پر قرض دلایا کرتے تھے۔

آپ کو جب کراچی میں ڈائلائسز کا مہنگا ترین علاج کراتے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا تو آپ کے بعض شاگردوں نے آپ کی مالی اعانت کے لئے حیدرآباد میں مخصوص افراد سے عطیہ لینے کی مہم شروع کر دی جب آپ کو علم ہوا تو سخت ناراض ہوئے اور پیغام بھجوایا کہ یہ سلسلہ فوراً بند کیا جائے۔

شعبہ نشر و اشاعت☆: جب آپ ''جماعت اہل سنت'' پاکستان حیدرآباد کے صدر منتخب ہوئے تو آپ نے اپنی مسجد مائی خیری میں ''شعبہ نشر و اشاعت'' قائم فرمایا۔ جس کو کسی اور تنظیم کا نام نہیں دیا بلکہ جماعت اہل سنت پاکستان کا نام دیا اور اسی شعبہ کے تحت ہزاروں کی تعداد میں علماء اہل سنت کے اردو رسائل، کتابچے پمفلٹ اور کتابیں شائع ہو کر مفت تقسیم ہوئیں اور ڈاک کے ذریعے ملک کے کونے کونے میں بھیجی جاتی تھیں۔ اس کام میں جماعت کے ناظم اعلیٰ قاری عبدالعزیز صاحب نقشبندی آپ کے دست راست

تھے۔ آپ کے انتقال کے بعد بھی قاری عبدالعزیز صاحب اسی اشاعتی کام میں اسی جذبہ ولگن سے سرگرم ہیں۔ یہ مردِ مجاہد، نقاہت، نحیف، ضعیف اور عوارض جسمانی کے باوجود عمل مستقل کا عادی ہے۔ اللہ تعالیٰ برکتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

تصنیف وتالیف ☆: آپ کی تصنیف وتالیف کا تفصیلی علم نہ ہوسکا۔ آپ کے صاحبزادے نے اس سلسلہ میں کچھ بھی نہیں لکھا ہے۔ بہر حال مولانا عبدالرزاق سہروردی (حیدرآباد) کے ذریعے دو مطبوعہ رسائل کا علم ہوا ہے۔

۱۔ عالمگیر نبوت (یعنی حضور کل کائنات کے نبی) محررہ ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء

۲۔ مختصر تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی محررہ ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء

یہ دونوں رسائل جماعت اہل سنت حیدرآباد کے زیر اہتمام شائع ہوکر مفت تقسیم ہوئے۔

وصال باکمال ☆: علامہ قاری عبدالرزاق نقشبندی نے یکم ربیع الاول شریف ۱۴۲۰ھ/ ۱۶ جون ۱۹۹۹ء کو داعی اجل کو لبیک کہا اور آج وادی کشمیر میں اپنے آبائی گاؤں شروٹ اٹھاڑہ (تحصیل راولاکوٹ) میں آسودہ خاک ہیں:

حضرت رزاق کا فیض نظر جاری ہے
ان کے دل میں بھی سبھی عزت افزائی آپ کی

فقیر صاحبزادہ مقصود احمد صابری غفرلہٗ جب 1983ء میں صوبہ سندھ کے زیاراتی دورے پر تھا اُن دنوں حیدرآباد میں نماز ظہر کے بعد آپ سے ملاقات ہوئی تھی، فقیر نے آپ کو انتہا درجہ کا مہمان نواز وانسان پرست اور خلیق ووضع دار شخصیت پایا۔ فقیر کے ساتھ اس قدر شفقت فرمائی کہ تادم تحریر محسوس ہورہا ہے کہ شاید چند دن قبل کی بات ہو، آپ کی یاد تادیر دل میں قائم رہے گی۔ خداوند کریم آپ کے جاری کردہ فیضان کو تاابد جاری وساری رکھے، آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سید سرور حسین گیلانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: مبلغ اسلام، سفیر تصوف، منبع فیوض برکات وحسنات، جامع الصفات وکمالات، فخر السادات گیلانیہ، نیر افق ولایت نقشبندیہ، حضرت پیر سید سرور حسین شاہ گیلانی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہا آفتاب و ماتاب ودربار عالیہ نیاگ شریف ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت 1921ء کو موضع ٹرانہ تحصیل مہنڈر ضلع پونچھ مقبوضہ کشمیر میں اپنے زمانے عارف کامل تاجدار فقر وتصرف حضرت خواجہ پیر سید حیدر شاہ گیلانی نقشبندی کے علمی وروحانی گھر میں ہوئی،

آپ کا نسبی شجرہ چند واسطوں سے پیران پیر حضرت غوث الاعظم سرکار سیدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالی عنہ سے جا کر ملتا ہے۔

جبکہ شجرہ طریقت چالیس واسطوں سے امیر المومنین خلیفہ اول وجانشین رسول اللہ ﷺ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے جا کر ملتا ہے۔

آپ کے اجداد میں تمام بزرگ صاحب سلسلہ، صاحب کشف وکرامات، صاحب علم وعرفان، مسند ولایت کے امین گزرے ہیں، گھر کا تمام ماحول شروع سے قال اللہ اور قال الرسول سے معطر تھا، ہر طرف سے ذکر خدا اور ذکر رسول اللہ ﷺ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں، ایسے دینی وروحانی ماحول میں آپ نے آنکھ کھولی والد گرامی کی ولایت علم وعرفان کا چار سو ڈنکا بج رہا تھا والدہ محترمہ کی راتیں، صبح وشام بھی ذکر خدا اور عشق مصطفے ﷺ سے منور تھیں۔

ابھی آپ کی ولادت نہ ہوئی تھی کہ آپ کے والد گرامی کے پیرومرشد حضرت سائیں فتح الدین جمالی قلندر نقشبندی علیہ الرحمۃ نے آپکے والد گرامی سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ آپ کے ہاں جو بیٹا پیدا ہونے والا ہے وہ مادر زاد ولی ہوگا اور یہ بھی یاد رکھنا کہ جب وہ بچہ ہو تو اس کا نام تم مت رکھنا بلکہ ایک صاحب حال مجذوب قلندر تمھارے پاس آئے گا وہی اس بچے کا نام رکھے گا۔

چنانچہ جب آپکی ولادت باسعادت ہوئی تو سخت سردی اور برف باری میں ایک مجذوب حضرت سائیں مکھن علیہ الرحمۃ نامی ملنگ آپ کے والد گرامی حضرت پیر سید حیدر شاہ نقشبندی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کی کہ آپ کے ہاں جس بچے کی ولادت چند روز قبل ہوئی اس کا نام کیا رکھا ہے، آپکے والد گرامی نے نفی میں جواب دیا، اور اس کے ساتھ ہی ایک مرید کو حکم دیا کہ بچے کو اٹھا کر لاؤ، جب وہ مرید آپ کو اٹھا کر لایا وہ مجذوب ملنگ آپکو گود میں لے کر قریبی جنگل کی طرف چلا گیا۔

یہ دیکھ کرآ پکی والدہ پریشان ہوئیں اور کہنے لگی یہ ملنگ بچے کو کہاں لیکر جارہا ہے،آپکے والد گرامی نے فرمایا پریشانی کی کوئی بات نہیں ابھی واپس آجائے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ ملنگ چند ہی لمحوں کے بعد آپ کو گود میں اٹھائے ہوئے واپس آیا اور کہہ رہا تھا،سرور شاہ جی،سرور شاہ جی ،آپکے والد گرامی مجذوب کی بات سمجھ گئے اور آپکا نام نامی اسم گرامی سید سرور حسین شاہ گیلانی رکھ دیا۔

تعلیم و تربیت☆:ابھی آپ ناعمری کے عالم میں تھے کہ آپکی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا آپ کے والد گرامی نے دوسری شادی آپکی خالہ محترمہ سے کی،والدہ کے بعد آپکی خالہ محترمہ نے آپ کی پرورش کی۔

آپ نے باقاعدہ کسی مدرسہ مکتب یا دینی مدرسہ میں باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی،مگر باوجود اسکے آپکے علم و عرفان کا اس قدر بول بالا ہوا،اور آپ کی ذات والا صفات کو وہ عروج نصیب ہوا کہ بڑے بڑے اہل علم و دانش انگشت بدنداں رہ جاتے تھے،آپکی تصنیف "عشق تے پریم دیاں سٹاں" آپکے علم و عرفان پر شاہد ہے کہ آپکو خداوند عالم نے علم لدنی سے نوازا ہوا تھا،جیسا کہ وہ اپنے خاص متقرب دوستوں کو نواز کر اس دنیاں میں سرفراز کرتا ہے۔

سیرت و کردار☆:جب جوانی کی عمر کو پہنچے تو اپنے آپ کو خدمت دین اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے وقف کر دیا،اسکے ساتھ ساتھ آپ کشتی،بنی،وزن اٹھانے،اور سخت کام کرنے میں مہارت تامہ رکھتے تھے،دور دور تک آپکے مقابلے کسی جرات و ہمت نہ ہوتی ،اتنی طاقت کے باوجود آپ جرأت و استقامت اور تحمل بردباری کا کوہ گراں تھے،حسن اخلاق میں یکتا،سخاوت میں بے مثال،مہمان نوازی آپ کا وصف خاص تھا،بے کس و بے سہارا لوگوں کی دل کھول امداد فرماتے،شفقت،پیار،محبت،عدل و انصاف آپ کی طبیعت ثانیہ کا خاصہ رہی ہے آنے والے مہمان کو سب سے پہلے کھانا پیش فرماتے اس کے بعد چائے کی پیالی عنایت فرما کر حال احوال اور آنے کا سبب پوچھ کر اسکی حاجت روائی فرماتے۔

لباس تمام عمر سادہ اسی طرح غذا بھی سادہ ہی پسند فرماتے اور کھانے کے وقت احباب کے ساتھ ملکر کھانے کو ترجیح دیتے تھے،کھانے کے وقت دستر خوان پر بیٹھے لوگوں کا خصوصی خیال فرماتے،اکثر اوقات بوڑھے،معذور،اور بچوں کے ساتھ کھانا کھاتے استقدر آرام سے کھاتے تناول فرماتے کہ سب سے آخر میں کھانا ختم کرتے تا کہ تمام لوگ پیٹ بھر کر کھانا کھا سکیں،تمام مہمانوں کو ایک جیسا کھانا فراہم کرتے اور اپنے لئے کبھی الگ کھانا پسند نہیں کیا۔

آپ کی زندگی سنت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ تھی،تمام عمر خدمت خلق خدا اور تبلیغ اسلامی کے لئے وقف تھی،آپ کی خدمت میں حاضری دینے والا جو بھی آیا وہ اس حسرت اور تڑپ کو سینے میں لیکر جاتا کہ دوبارہ کس دن ملاقات و زیارت ہوگی،آپ کے انہی

اوصاف اور حسن اخلاق اور فقر و درویشی کے بلند مقام کی وجہ سے نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک، برطانیہ، جرمنی، سعودی عرب، اور عرب امارات میں لاتعداد مریدین موجود ہیں، آپ نے ان ممالک کے طویل دورے کیئے اور اپنی محنت شاقہ، بلند اخلاق پاکیزہ سیرت اور تبلیغ جدوجہد سے نہ صرف اہل ایمان کی روحانی تربیت کی اور ان کے سینوں کی دولت عرفان سے مالا مال کیا بلکہ لاتعداد غیر مسلموں کو داخل اسلام کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت سے سرورازفرمایا۔

بیعت وخلافت ☆: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اپنے عظیم والد گرامی حضرت پیر سید حیدر شاہ گیلانی نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت واجازات پا کر سرفراز ہوئے اور انکے وصال کے بعد انہی کی مسند کے جانشین ووارث قرار پائے۔

نوٹ ☆: بیعت سے قبل آپ کے والد گرامی نے بیعت کا شرف حاصل کرنے کے لئے ایک آستانہ پر جانے کوفرمایا تو آپ نے والد گرامی کی خدمت میں عرض کیا، اے بندہ نواز۔

تیرے بھرے خزانے نوں چھوڑ کے تے زر کسے غریب دا پٹاں کی
او کھے وقت جو شاہ نہ کم آوے فیج اوس تھیں کسے وٹناں کی
بھری چیج دریا تھیں چڑی جے کہ دسو پھیر دریا دا گھٹناں کی
چھڑے لساں تھیں۔ہوے نہ صاف حضرت ماں انہاں نو ملے گی بٹناں کی

آپ نے عرض کی حضرت مجھے آپ کی ہی غلامی میں قبول فرمالیں، اس طرح آپ کے والد گرامی نے شرف بیعت بخشا۔

جب آپ کے والد گرامی کا 1961ء میں وصال باکمال ہوا تو فقر و تصوف کے وہ موتی جو آپ کے والد گرامی کے سینے میں تھے وہ آخری وقت وہ موتی آپ کے سینے میں منتقل فرما کر آپ کو فقر و تصوف کا ایسا شاہکار بنایا کہ والد گرامی کے بعد آپ نے پناگ شریف کی مسند ارشاد کو وہ چار چاند لگائے کے رہتی دنیا تک آپکا نام زندہ وسلامت رہے، آستانہ عالیہ پناگ شریف کا جملہ انتظام وانصرام اس خوبی سے سنبھالا کے آنے والوں کو کسی چیز کا احساس نہ ہونے دیا، آپکی قائم کردہ روایت آج بھی دربار عالیہ پناگ شریف کے خدام اور آپکے جانشینوں کے لیئے مشعل راہ ہیں۔

ملی ومذہبی تحاریک کے لیئے خدمات ☆: آپ نے ملکی سطح پر چلنے والی ملی ومذہبی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا، 1947 کی جنگ آزادی میں جب حیدری بٹالین قائم ہوئی تو اس میں آپ کے والد گرامی کے بہت سے مریدین بھی شامل تھے، اس موقع پر آپ کے والد گرامی کے حکم پر اس میں شامل ہوئے اور جہاد میں بھرپور حصہ لیا، اور مجاہدین آزادی کے شانہ بشانہ کفار سے لڑتے رہے

،اس کے ساتھ ساتھ دین اسلام کی تبلیغ کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے۔

1948ء میں جب آزاد جموں کشمیر کی حکومت قائم ہوئی تو آپ نے حیدری بٹالین جسے 16۔اے،کے،رجمنٹ کا نام دیا گیا تھا۔اس کے کواٹر ماسٹر کے عہدہ کو خیرباد کہا اور اپنے گھر چلے آئے۔

آپکی تمام عمر یہود وہنود کے رائج الوقت کے قوانین کے خلاف گذری،ساری زندگی نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی تحریک کا منشور و دستور اور سنی فورس آزاد جموں وکشمیر کی تشکیل اور اس کی کامیابی اور غاصب حکمرانوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے میں گذری،ہر حا کم سے آپ کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ ملک میں نظام مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ عمل میں لایا جائے،حکمرانوں کو مخاطب کر کے اکثر فرماتے کہ،

یہ بجلی وہ سڑکیں نہ پل مانگتے ہیں
نفاذ نظام رسل مانگتے ہیں
حکومت سے شکوہ یہی ہے ہمارا
برابر ترازو کا تل مانگتے ہیں

آپ نے نظام مصطفےﷺ کی حمایت میں 28اپریل 1987ء کو ایک عظیم الشان کنونشن ضلع کوٹلی کے مقام پر منعقد کروایا جس میں آزاد جموں کشمیر کے علاوہ پاکستان بھر کے مختلف اضلاع اور صوبوں سے لاتعداد علمائے کرام مشائخ عظام نے بھرپور شرکت کی،

اس کے علاوہ آپ تحریک نفاذ نظام مصطفےﷺ کے پورے کشمیر میں دفاتر کھلوائے،جس کا مرکزی دفتر کوٹلی شہر میں قائم کیا،اس پلیٹ فارم سے آپ نے مجاہدین کی خود بھی بھرپور امداد فرمائی،اور مریدین کو حکم دیتے رہے،یہاں مدد کا سلسلہ الحمدللہ آج بھی اسی طرح جاری وساری ہے،

اولاد وامجاد☆: آپ نے پانچ شادیاں کیں،خداوند کریم نے اپنے خاص فضل سے آپکو چار صاحبزادے اور نو صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔

صاحبزادگان میں سب سے بڑے جناب حضرت صاحبزادہ سید صفدر حسین گیلانی،دوسرے صاحبزادے سید عارف حسین شاہ گیلانی تیسرے صاحبزادے سید معروف حسین گیلانی،آجکل روس میں موجود ہیں،چوتھے صاحبزادے سید فاروق حسین شاہ گیلانی،جوزیر تعلیم ہے۔

آپ کے صاحبزادگان میں سید عارف حسین شاہ گیلانی مدظلہ العالی جو ملکی سطح پر اپنی شناخت رکھتے ہیں،بڑے متحرک اور فعال اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار دن،رات پورے کشمیر اور پاکستان کے مختلف حصوں میں تبلیغ دین کے مصروف عمل ہیں،تحریک نفاذ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم،تحریک آزادی کشمیر،اور سنی فورس کے صدر ہونے کے ساتھ ساتھ آل جموں وکشمیر علماء ومشائخ کے چیرمین بھی ہیں، اپنے فن خطابت اور سحر بیانی سے اجتماع کا رخ بدلنے اور عوام الناس کا دل موہ لینے کا خصوصی ملکہ رکھتے ہیں۔

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال کمال 31-1-2001 بمطابق ۱۴۲۲ھ بروز بدھ کو ہوا۔ اگلے روز بروز جمعرات 3 بجے سپہر نماز جنازہ ماسٹر نذر محمد خطیب جامع مسجد پناگ شریف کی اقتدا میں ادا کی گئی، اجتماع کی کثرت کی بنا پر پناگ شریف کی بستی اور آس پاس کے پہاڑوں تک لوگ موجود تھے۔

دوسری مرتبہ نماز جنازہ اگلے دن بروز جمعہ دن گیارہ بجے آپکے صاحبزادے سیدؔ عارف حسین شاہ گیلانی کی اقتدا میں ادا کی گئی ،لاکھوں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی ،گیارہ بجے سے تین بجے تک لوگ آپکے رخ زیبا کی زیارت کرتے رہے ،اسی دن 2-2-2001 بروز جمعۃ المبارک ساڑھے تین بجے لاکھوں عقیدتمندوں کی سسکیوں اور سرد بھری آہوں میں آپ کی تدفین کی گئی ،مزار پرانوار پناگ شریف تحصیل وضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دیکر اپنے قلوب اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کا حضرت پیر طریقت جناب صاحبزادہ پیر سیّد عارف حسین شاہ گیلانی مدظلہ العالی گہرا تعلق ہے جو ایک پڑھے لکھے نوجوان شیخ طریقت ہیں۔ خطابت کے میدان میں بھی خداوند کریم نے آپ کو بہت سی کامیابیوں سے نوازا ہوا ہے۔ اخلاق و سخاوت، محبت وایثار ان کی طبیعت ثانیہ کا خاصہ ہے، فقیر راقم الحروف کی دعوت پر عزیزم شاہد رشید ساکن سرساوا ضلع کوٹلی آزاد کشمیر حال مقیم کمال آباد کلمہ چوک راولپنڈی جو فقیر کے اچھے اور مخلص دوستوں میں سے ہیں کی معرفت غریب خانے پر تشریف لائے تھے، ایک دو مرتبہ جنوبی پنجاب میں میلاد پاک کے اجتماعات سے خطاب کے لئے بھی فقیر کی دعوت پر تشریف لے جا چکے ہیں۔ فقیر ارقم الحروف کو دربار عالیہ پناگ شریف کے سالانہ عرس مقدس 31-05-2010 کو حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ اس موقعہ پر علامہ ثناء اللہ قادری اور جناب صوفی حامد نواز نقشبندی آف حیال شریف بھی ہمراہ تھے۔ پناگ شریف حاضری کے موقع پر حضرت پیر سیّد عارف حسین شاہ گیلانی مدظلہ العالی نے جس انداز سے اسٹیج پر فقیر کی عزت افزای کی۔ اگرچہ فقیر اس قابل نہ تھا مگر یہ صاحبزادہ پیر سیّد عارف حسین شاہ گیلانی مدظلہ العالی اعلیٰ ظرفی اور دوست نوازی اور فقیر سے پیار کا بیّن ثبوت ہے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت پیر سیّد مظہر قیوم شاہ مشہدی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ☆: عالم اسلام کے عظیم مذہبی وروحانی پیشوا، امین نسبت شیر ربانی، پاسبان مشرب سرکار کیلانی، جانشین حضرت حافظ الحدیث، پیکر اخلاص ومحبت، نرم دم گفتگو گرم دم جستجو کی حامل شخصیت حضرت علامہ الحاج پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ مشہدی رحمۃ اللہ علیہ نمونہ سلف صالحین ہیں۔آپ کی ولادت باسعادت 4 محرم الحرام 1370ھ بمطابق 1950ء بروز جمعرات بوقت صبح، حضرت غوث زماں، حافظ الحدیث علامہ پیر سید محمد جلال الدین شاہ مشہدی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی، مذہبی اور روحانی گھر میں ہوئی۔آپ کی پیدائش سے پہلے ہی حضرت استاذ الاساتذہ، رفیق حافظ الحدیث، حضرت علامہ محمد نواز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اشارہ ہو چکا تھا کہ حضرت حافظ الحدیث کے گھر نیک اور صالح فرزند کی ولادت ہونے والی ہے۔

تعلیم وتدریس ☆: آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے بسم اللہ پڑھائی، بعد ازاں حافظ بشیر احمد مرحوم سے ناظرہ قرآن مجید پڑھا اور منشی مہردین مرحوم سے ابتدائی کتب پڑھیں، تحصیل درسیات کے ساتھ ساتھ میٹرک کا امتحان سرگودھا بورڈ سے فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا، علوم اسلامیہ اور فنون عربیہ کی تحصیل وتکمیل جامعہ بھکھی شریف میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد نواز صاحب مجددی فاضل بریلی شریف، مولانا حافظ نذیر احمد صاحب، مولانا حافظ کریم صاحب سے کی اور اپنے والد گرامی حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سے 1973ء میں دورہ حدیث شریف مکمل کیا اور تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے منعقدہ امتحان 1973ء میں امتیازی کامیابی حاصل کی، جہاں آپ نے حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں انتہائی محنت ولگن سے درس نظامی کی کتب پڑھیں وہاں آپ نے دوران تعلیم ہی درسیات کی تدریس شروع فرمائی اور 1974ء تا 1985ء آپ جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف کے مدرس اور ناظم اعلیٰ رہے اور انتہائی خوش اسلوبی سے جامعہ کے معاملات کو سرانجام دیتے رہے۔

شادی خانہ آبادی ☆: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی خانہ آبادی اُویاں شریف ضلع سرگودھا کے ایک معزز مشہدی سادات گھرانے میں 1970ء میں ہوئی اور آپ کے تین صاحبزادگان اور چار صاحبزادیاں ہیں۔

بیعت وخلافت ☆: جانشین حافظ الحدیث حضرت علامہ الحاج پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ صاحب مشہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1399ھ بمطابق 27 اکتوبر 1979ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب اپنے والد گرامی غوث زماں، حضرت حافظ الحدیث والقرآن کے دست

حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور آپ سے رجب المرجب 1405ھ بمطابق 1985ء میں سلاسل اربعہ میں اجازت کا شرف حاصل کیا۔ مزید برآں حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چہلم کی تقریب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بدر المشائخ حضرت قبلہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتھم العالیہ اور حضرت سید انیس المجتبیٰ شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ چراغیہ والٹن لاہور اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں شہزادہ محدث اعظم پاکستان فیصل آباد اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں زینت المشائخ حضرت پیر سید برکات احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آستانہ عالیہ جلال پور شریف سے اجازت وخلافت کا شرف حاصل کیا۔

زیارت حرمین شریفین و مقامات مقدسہ☆: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1980ء میں پہلی دفعہ حج مبارک کی سعادت حاصل کی۔ پھر 1991ء میں زیارت حرمین شریفین کی 1993ء میں مسقط میں مقیم پاکستانیوں نے آپ کی قیادت میں حج بیت اللہ و حاضری روضہ رسول ﷺ کا شرف پایا، 1996ء میں مؤتمر عالم اسلامی کی دعوت پر عراق میں اجلاس میں بحیثیت مندوب شریک ہوئے اور وہاں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور اولیائے کرام علیھم الرحمۃ خصوصا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف اور کئی مزارات کی زیارت کی۔ 1998ء میں پھر زیارت حرمین شریفین کے شرف سے مشرف ہوئے۔ 1999ء میں کویت میں مقیم اہل ایمان ومحبت پاکستانیوں نے آپ کو دعوت دی اور آپ تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے۔ 2000ء میں مسقط اور دوبئی کے مقیم پاکستانیوں کے قافلے کی قیادت کرتے ہوئے آپ نے حج بیت اللہ شریف اور حاضری روضہ رسول کریم ﷺ کا شرف حاصل کیا۔ 2003ء میں پھر دیار حبیب کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ 2005ء میں آپ عمرہ شریف حرمین شریفین حاضر ہوئے۔ 2007ء میں پھر آپ نے حج کی سعادت حاصل کی اور روضہ رسول کریم ﷺ پر حاضری دی۔ بار بار حاضری کے شرف کے باوجود آپ کے دل میں ہر وقت مدینہ منورہ کی تڑپ، دررسول کریم ﷺ پر حاضری کا شوق موجزن رہتا، اور اب بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عظیم الشان قافلے کی قیادت کرتے ہوئے زیارت حرمین شریفین کے لیے تیار تھے، جب بھی ملاقات ہوتی اس حاضری کا بڑے شوق سے ذکر فرماتے، گویا کہ آپ کی یہی خواہش و دعا تھی کہ۔۔۔۔

سایہ دیوار و خاک در ہو یا رب اور رضا
خواہش و دیہیم قیصر شوق تخت جم نہیں

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر نبی کریم ﷺ اور مشائخ عظام کی توجہ وشفقت☆: آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نبی کریم ﷺ اور مشائخ عظام کی توجہ وشفقت تلمیذ حضرت حافظ الحدیث استاذ العلماء حضرت علامہ ظہور احمد جلالی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ صاحب کو بارہ تیرہ سال کی عمر میں شدید بخار ہو گیا جو مسلسل 19 دن رہا۔

اسی دوران کسی خادم نے حضرت حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سے آکر عرض کیا کہ آپ کی فلاں بھینس مر گئی ہے۔ حضرت حافظ

الحدیث علیہ الرحمہ نے جواباً ایک شعر پڑھا

جان وگھاٹا مال و گھاٹا باہر نہ ہوئی وائی
رحمت رب دی ہون لگی رنج نہ ہوئیں بھائی

اس مجلس کے بعد حضرت حافظ الحدیث علیہ الرحمیہ قیلولہ فرمانے کے لیے گھر تشریف لے گئے اور ایک چارپائی پر جلوہ گر ہوئے۔ دوسری چارپائی پر، حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا تشریف فرما تھیں۔ جبکہ تیسری چارپائی پر حضرت پیر سید مظہر قیوم شاہ صاحب مشہدی آرام فرما تھے۔ اچانک آپ بیدار ہوئے اور رونے لگے۔ حضرت مائی صاحبہ فرمانے لگیں کیا ہوا؟ کوئی درد وغیرہ تو نہیں؟ آپ خاموش رہے۔ اسی دوران حضرت حافظ الحدیث علیہ الرحمہ نے پوچھا کیا بات ہے۔ آپ نے جواباً عرض کیا کہ ابھی ابھی حضور نبی کریم ﷺ خواب میں جلوہ فرما ہوئے اور مجھ سے پوچھا کیا بات ہے۔ میں نے عرض کیا بخار ہے آپ نے میری پسلی میں اپنی مبارک انگلی سے تھوڑا سا دبایا اور فرمایا کہ اب بخار اتر جائے گا اور والد گرامی سے کہنا کہ شرقپور شریف حاضری دیں۔

حضرت مائی صاحبہ علیہ رحمہ نے جب آپ کی پسلی مبارک سے کپڑا اوپر اٹھایا تو انگلی کا نشان ابھی باقی تھا۔ بعد ازاں حضرت حافظ الحدیث علیہ الرحمہ نے شرقپور حاضری دی اور اسی وقت حضرت پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ نبی کریم ﷺ کی نظر عنایت ہے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل وکرم ہے۔

آستانہ عالیہ بھکھی شریف کے دیرینہ خادم حکیم فتح محمد ساقی صاحب کے بھائی میاں غلام یٰسین جلالی ساکن نصیر پور کلاں ضلع سرگودھا بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت حافظ الحدیث حضرت پیر سیّد جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے چند روز قبل نصیر پور سے چند احباب حاضر خدمت ہوئے۔ آپ کی باتوں سے آپ کا وصال قریب معلوم ہوتا تھا ایک دوست نے عرض کیا حضرت آپ کے بعد ہمارا والی وارث کون ہوگا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آنے والا وقت خود بتائے گا چند دنوں کے بعد آپ کا وصال ہو گیا مجھے خواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ کے ساتھ حضرت جانشین حافظ الحدیث پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ صاحب مشہدی بھی کھڑے ہیں۔ حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ الرحمہ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ کیا میرے وصال کے بعد کوئی ولی نہیں رہا؟ ادھر دیکھو میرا یہ بیٹا محمد مظہر قیوم اللہ تعالیٰ کا ولی ہے اور یاد رکھو کوئی بھی ولی یہ نہیں کہتا کہ میں اللہ کا ولی ہوں بلکہ وہ اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ بہر حال یہ سب کچھ حضرت حافظ الحدیث اور مشائخ عظام رحمۃ اللہ علیہم کی توجہ کی نتیجہ تھا۔

حضرت ثانی صاحب کی دینی خدمات☆: حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات کا جائزہ لینے کے لیے آپ کے خاندانی پس منظر، آپ کی زندگی کے شب وروز، سفر وحضر کے معمولات، خصائل وفضائل، اخلاق وعادات، حالات واقعات، اہداف ومقاصد سے آگاہی ضروری ہے۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خانوادہ مشہدیہ کی فقر و درویشی، ذہانت وفراست علمی، اخلاص وایثار اور بزرگی کا ڈنکا

چاردانگِ عالم میں بج رہا ہے، آپ کا گھرانہ علم وفضل، فیضان وعرفان کا گہوارہ ہے اور عصرِ حاضر میں غوث زماں حضرت علامہ پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب مشہدی نور اللہ مرقدہ نے علمی، دینی اور روحانی دنیا میں ایک خاص مقام حاصل کیا جو محتاج تعارف نہیں اور آپ کی علمی، دینی اور روحانی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے، دنیا کے کسی گوشے میں جائیں تو حضرت حافظ الحدیث علیہ الرحمۃ کے بالواسطہ یا بلاواسطہ فیض یافتگان ضرور ملتے ہیں جو دین اسلام کی خدمت اور ترویج واشاعت میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے زندگی کے شب وروز دین اسلام کی خدمت، اشاعت اور اقامت کے لیے وقت کیے رکھے اور حافظ الحدیث علیہ الرحمۃ کے مقدس مشن کی تکمیل کے لیے سرگرم عمل رہے اور حضرت حافظ الحدیث کے فیض یافتگان جو اس مقدس مشن میں سرشار اور مصروف ہیں ان کے سر پر شفقت ومحبت کا ہاتھ رکھا اور ان کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی اور ہر ممکن تعاون بھی فرمایا۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت حافظ الحدیث علیہ الرحمۃ کی دینی خدمات کے پروگرام کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ مختلف پہلوؤں سے اس پروگرام میں اضافہ بھی کیا اور ایک نئی روح بخشی، یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ عظیم باپ کا عظیم بیٹا وہ ہوتا ہے جو عظیم باپ کے عظیم مشن کی تکمیل کے لیے کوشاں رہے، تو حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت حافظ الحدیث علیہ الرحمۃ کے جانشین ہونے کے ناطے علالت طبع کے باوجود زندگی بھر دینی خدمات سرانجام دینے کے لیے مصروف عمل رہے اور وابستگان حضرت حافظ الحدیث علیہ الرحمۃ کی راہنمائی کرتے رہے، ہزاروں افراد نے آپ سے رشد وہدایت لی۔

درگاہ مقدسہ بھکھی شریف دنیا بھر میں عقائد حقہ، مثبت افکار ونظریات کے حوالے سے مشہور اور مسلم ہے۔ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سجادہ نشین ہونے کی حیثیت سے انہی عقائد ونظریات کا پابند اور پاسدار رہنا اور انہی عقائد اہل سنت کی تبلیغ واشاعت کرنا اور دینی ومذہبی حمیت وغیرت کا حامل ہونا لاکھوں انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا، ورنہ کتنے مشائخ، پیران وگدی نشین عقائد ونظریات درست نہ رکھنے کی وجہ سے نہ صرف خود گمراہ بلکہ اوروں کی گمراہی کا ذریعہ ہیں۔ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا زمرہ مشائخ عظام میں ایک منفرد اور ممتاز مقام تھا اور جس پروگرام میں تشریف فرما ہوتے جان محفل نظر آتے اور حافظ الحدیث علیہ الرحمۃ کی روحانی مسند کے سجادہ نشین بنے تو سجادہ نشینی کے تقدس کو دنیا کی آلائشوں سے آلودہ نہیں ہونے دیا۔

عصر حاضر کے مشائخ عظام میں سے آپ کی ایک یہ امتیازی شان تھی کہ آپ کے حلقہ میں بیٹھنے والے عوام الناس کے علاوہ خاصی تعداد علمائے کرام کی بھی تھی، جو آپ کے مقربین میں سے تھے، جن کی بدولت آپ کی سرپرستی میں دینی خدمات کا سلسلہ جاری رہتا تھا، حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم راہنما حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیمات کے مطابق پیری مریدی کا مقصد شریعت محمدیہ کی ترویج واشاعت اور مذہب وملت کی تائید اور خدمت سمجھا، جیسا کہ مولانا حافظ محمد عنایت جلالی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ہاں جلالپور صوبتیاں میں تشریف لائے تو چند مریدین آپ کی

زیارت وملاقات کے لیے جمع ہوئے، ان میں سے ایک شخص نے تعویذ کے لیے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کے پاس میرے آنے کا مقصد تعویذ دینا نہیں بلکہ دین اسلام کی تبلیغ اور اصلاح ہے، تعویذ تو آپ کو دوں گا لیکن پہلے مجھ سے دینی وشرعی مسائل پوچھیں اور اپنی زندگی قرآن وسنت کے مطابق گزاریں۔

دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے اگرچہ تحریر وتقریر ایک مؤثر ذریعہ ہے لیکن خلق خدا کی رشد وہدایت کے لیے اس سے بھی عام فہم اور مؤثر ترین ذریعہ تبلیغ عملی کردار ہوتا ہے۔ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر ذرائع تبلیغ کے ساتھ ساتھ اپنے حسن کردار سے سادہ لوح انسانوں کو سنت نبوی کی جھلک اور رنگ دکھایا اور اپنی چال ڈھال میں مصطفوی کردار کا عملی نمونہ پیش کیا۔

اور یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ کسی شخصیت کا دائرہ کار جس قدر وسیع ہوگا اسی قدر دینی خدمات زیادہ ہوں گی اور بحمدہ تعالیٰ درگاہ مقدسہ بھکھی شریف کے وابستگان میں کثیر تعداد علمائے کرام، شیوخ الحدیث، مفتی حضرات، ائمہ، خطباء، حفاظ، قراء کی ہے اور حضرت صاحب نے درگاہ سے وابستگان علمائے کرام کی نگرانی اور سرپرستی شفقت ومحبت سے فرماتے رہے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی وساطت سے جو دینی خدمت کا سلسلہ جاری وساری تھا وہ کس قدر عظیم ہے۔

یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ کسی شخص کا خدمت یا سروس میں اخلاص وایثار کا مشاہدہ مشکل وقت میں اور دورابتلاء میں ہوتا ہے جیسا کہ آپ کی دینی خدمت کا سلسلہ اس وقت بھی جاری تھا جب اسلام کے خلاف ناپاک سازشیں ہورہی تھیں اور قادیانیوں کی ناپاک جسارت کے خلاف وطن عزیز پاکستان میں جب تحریک ختم نبوت جاری تھی تو آپ 1974ء میں فضلائے جامعہ بھکھی شریف کی قیادت کرتے ہوئے میدان عمل میں اترے اور قادیانیوں کے خلاف بھرپور جلسے اور جلوس منعقد کیے اور تحریک ختم نبوت میں بھرپور کردار ادا کیا، یونہی 1977ء میں سوشلزم کے خلاف جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور قومی اتحاد کے ٹکٹ پر الیکشن میں حصہ لیا اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور احیائے اسلام اور اقامت دین کے لیے عملی جدوجہد میں اہم کردار ادا کیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات اقدس میں تبلیغ دین کا پُرخلوص جذبہ اس قدر کارفرما تھا کہ آپ نے تبلیغ دین کے لیے زندگی بھر شب وروز سفر کیے صبح وشام امیر وغریب، قریب ودور کا امتیاز کیے بغیر تبلیغ دین کے لیے تشریف لے گئے اور کسی کے پاس جانے کے لیے نہ زادِراہ کا مطالبہ اور نہ ہی کسی قسم کے پروٹوکول کی ڈیمانڈ اور نہ استقبال کی خواہش اور نہ پرتکلف کھانوں کی طلب، ذاتی اغراض ومفادات سے بالاتر ہوکر آپ احباب کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کی راہنمائی فرماتے۔

استاذ العلماء حضرت علامہ مشتاق احمد جلالی مہتمم دارالعلوم جلالیہ رضویہ افشاں کالونی راولپنڈی بیان کرتے ہیں کہ قبلہ حضرت صاحب کے استقبال کے لیے کئی بار محبت میں عرض کیا کہ آپ نے ہر بار یہ کہہ کر ٹال دیا کہ استقبال کی کیا ضرورت ہے، ہم نے راہ دیکھا ہوا ہے، ان شاءاللہ پہنچ جائیں گے اور بندہ ناچیز بھی اس حقیقت کا ادراک رکھتا ہے بفضلہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عاجزی وانکساری اور سادہ طبیعت سے نوازا ہوا تھا جس کی وجہ سے آپ تکلف اور تصنع وبناوٹ سے نفرت کرتے تھے اور آپ سمجھتے تھے کہ پُرتکلف اور تصنع

وبناوٹ سے معمور شخصیت سے عوام استفادہ نہیں کر سکتے اور آپ کی خوش اخلاقی، نرم گوئی اور شرافت وسادگی لوگوں کے قریب آنے کا سبب بنی جبکہ عصر حاضر میں کتنے مشائخ عظام ایسے بھی ہیں کہ پہلے تو آتے نہیں اگر آئیں بھی تو مشروط دعوت قبول کرتے ہیں اور ان کے پروٹوکول اور استقبال کے لیے مخصوص افراد ان کے ساتھ ہوتے ہیں، جنہیں بٹھانے کی میزبان کے پاس نہ جگہ ہوتی ہے نہ ضیافت کا سامان۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حسن اخلاق اور کردار، حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعے لوگ دعوت دین جلد قبول کرتے ہیں اور دینی راہنمائی سے زیادہ فیض یاب ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ''ادع سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ'' یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعے دعوت دیجیے اور حدیث پاک میں ہے آسانی پیدا کرو اور مشکل نہ بناؤ۔ اور حضرت ثانی صاحت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہی اصولوں کو اپنایا اور اپنے متعلقین کو اس بات کی نصیحت کرتے کہ اگر دینی راہنما معاشرے کے نجی معاملات میں دلچسپی لے اور لوگوں کی خوشی وغمی کے مواقع پر ان کے دکھ سکھ میں شریک ہو تو لوگ دینی راہنما سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دینی خدمت کے اس پہلو کو جس انداز میں اپنایا اور نبھایا یہ انہیں کا ہی حصہ تھا، بہت کم مشائخ، علماء معاشرے کی بھلائی کا اس قدر درد رکھتے ہیں کہ طبیعت کی ناسازی کے باوجود بھی جنازے یا شادی کی تقریب میں پہنچیں اور خلقِ خدا کی خدمت اور راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں۔ لیکن حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جہاں حسن سیرت و کردار اور اپنی شیریں زباں اور نرم گوئی سے لوگوں کو دینی ذوق وشوق عطا کیا وہاں عوام اور علماء مشائخ کی نجی زندگی میں بھرپور شریک ہوئے۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ خدمت اور سماجی خدمت اسلامی طرز معاشرت کو فروغ دینے کا ذریعہ ہوتی ہے اور معاشرے کے ستائے ہوئے لوگوں کو بھی دین کی راہ پر گامزن کرنے کا سبب بنتی ہے تو حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تبلیغ دین کے لیے سماجی خدمت میں بھی اہم رول ادا کیا اور جہالت، غربت اور مہنگائی کے خاتمے کے جلالیہ ویلفیئر آرگنائزیشن کا قیام عمل میں لایا، جس کے تحت جلد فری ایمبولینس کا اجراء ہو چکا ہے اور جشن عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر غرباء، فقراء اور ناداروں میں عیدی تقسیم کرنے کا اہتمام بھی کرتے تھے۔

الغرض آپ نے اپنا مقصد حیات صرف اور صرف دین اسلام کی تبلیغ وتنفیذ اور ترویج واشاعت بنائے رکھا، عمر بھر اسلام کی ابدی اقدار کا احیاء اور مسلک اہلسنت والجماعت کی بہتری اور بالادستی کے مقدس جذبات واحساسات آپ کے دل ودماغ میں موجزن رہے گویا آپ اپنی ذات میں ایک انجمن اور تحریک تھے اور جو آج بھی بفضلہ تعالیٰ جاری وساری ہے۔

ذیل کی چند سطور میں حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دینی خدمت کے چند پہلوؤں کو مزید نمایاں ذکر کیا جاتا ہے تاکہ قارئین کرام تک آپ کا پیغام پہنچ سکے۔

تبلیغ دین کے اہم مراکز☆:اس میں کوئی شک نہیں کہ مساجد و مدارس دینیہ دین اسلام کے قلعے اور اہم مراکز ہیں جہاں اسلام کی شمعیں روشن ہوتی ہیں اور لوگ انہیں چراغوں کے ونر سے اپنے دلوں کو منور اور روشن کرتے ہیں، عصرِ حاضر میں اگرچہ تبلیغ دین کے لیے کئی اور مقامات و ذرائع استعمال ہوتے ہیں لیکن سب سے مبارک اور مؤثر ذریعہ تبلیغ یہی مساجد و مدارس ہیں، جہاں سے لوگ قرآن وسنت کی تعلیمات حاصل کرتے ہیں اور عملی ٹریننگ اور تعبیت بھی لیتے ہیں اور شعائر اللہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شان آشکارا ہوتی ہے۔انہی مقدس مراکز کے قیام اور تعمیر کی فضیلت قرآن وسنت میں موجود ہے اور وہ لوگ یقیناً خوش قسمت ہیں جو مساجد و مدارس کے قیام اور تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہں اور ان کی آبادی اور رونق میں اضافے کے مؤثر اقدامات کرتے ہیں لیکن یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ان مراکز کو آباد اور بارونق بنانے کے لیے جہاں مخلص محنتی اور دیانتدار منتظمین کی ضرورت ہوتی ہے وہاں ان میں اہل اور باصلاحیت ایمہ وخطباء، علمائے کرام اور اساتذہ کا تقرر بھی انتہائی ضروری ہے کیونکہ ان علمائے کرام کے بغیر ان مراکز کے قیام کے مقاصد حاصل نہیں ہوسکتے،لہذا مساجد و مدارس دینیہ میں شاندار دینی مذہبی، تعلیمی ماحول قائم کرنے کے لیے ہر دو فریق کا مخلص، محنتی اور باصلاحیت ہونا ضروری ہے۔

حضرت ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زندگی کا اکثر حصہ اس اہم دینی فریضے کی انجام دہی کے لیے گزارا اور مساجد و مدارس دینیہ کے قیام وتعمیر میں عملی کوششیں کیں اور کتنی مساجد و مدارس ایسے ہیں جن کے قیام کے لیے بنفس نفیس تشریف لے گئے اور اپنے دست اقدس سے سنگ بنیاد رکھا اور کتنے ہی احباب کو ان مراکز کے قیام وتعمیر کی تلقین وترغیب فرمائی اور اس کے ساتھ ساتھ ان مراکز میں رجال کار کی فراہمی اور تقرر بھی کیا اور صرف تقرر ہی نہیں کیا بلکہ موقع بہ موقع خبر گیری اور نگرانی بھی فرامائی اور بہتر سے بہتر کی طرف ہدایت اور راہنمائی فرمائی اور یہ سلسلہ تادم آخر جاری رہا، جس کی بے شمار مثالیں موجود اور شاہد ہیں اور آپ کے اس مبارک عمل کی وجہ سے دین اسلام کی بے پناہ خدمت ہورہی ہے اور عوام وخواص اس کارِ خیر سے فیض یاب ہورہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ گرامی ''الدال علی الخیر کفاعلہ'' (نیک کام کی راہنمائی کرنے والا ایسا ہے جیسے خود کرنے والا ہے) کے مطابق وہ تمام مساجد و مدارس دینیہ جن کی تعمیر آپ کی راہنمائی اور کوشش سے ہوئی یا بارونق علمی ودینی ما۔۔) قائم ہوا، ان سب امور خیر کا کریڈٹ آپ کی ذات گرامی کو جاتا ہے اور یہ بہت بڑا صدقہ جاریہ ہے جس کو آپ اپنی آخرت کی بہتری اور درجات کی بلندی کے لیے چھوڑ گئے ہیں۔حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مساجد وارس دینیہ کے قیام وتعمیر میں اس قدر گہرا شغف رکھتے تھے کہ جو شخص کچھ بھی باصلاحیت ملتا اسے ان دینی وتبلیغی مراکز کا حکم بھی فرماتے اور اصحاب ثروت سے تعاون بھی کرواتے جیسا کہ آپ نے قاری شوکت جلالی دھیر کوٹ آزاد کشمیر کو مسجد ودینی مدرسہ قائم کرنے کا حکم دیا اور بنیادی میٹریل کا اہتمام بھی فرمایا اور اپریل 2009ء سنگ بنیاد کی تقریب میں علالت طبع کے باوجود چمن کوٹ تحصیل دھیر کوٹ آزاد کشمیر بنفس نفیس تشریف لے گئے اور مسجد محمدیہ جلالیہ و مدرسہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام کا سنگ بنیاد رکھا اور ابتدائی تین کمروں کی تعمیر کے لیے بھی اپنے ایک عقیدتمند کی ڈیوٹی لگائی جبکہ قاری شوکت صاحب کا کہنا یہ ہے کہ میں حفظ قرآن مجید اور ابتدائی دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد

راولپنڈی شہر میں ہی امامت وتدریس کرنے کے لیے کوشش کرتا رہا اور اٹامک انرجی کے محکمہ میں ملازمت کے حصول کے لیے بھی تیار تھا اور ان دونوں خواہشوں کا حضرت صاحب سے عرض کیا تو آپ نے دونوں بار ہی اپنے علاقہ میں دین متین کی خدمت کرنے پر زور دیا اور فرمایا کہ شہر میں تو بہت لوگ قرآن مجید پڑھانے والے مل جاتے ہیں لیکن گاؤں میں بہت کم ہوتے ہیں اور مدرسہ و مسجد کی تعمیر کی تجویز دی کہ شاہراہ عام پر مسجد و مدرسہ کے لیے جگہ کرید یں تا کہ مستقبل مین دینی تعلیم و تبلیغ کا عظیم مرکز ثابت ہوا، اس راقم نے علوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مساجد و مدارس دینیہ کے قیام و تعمیر کی تلقین ترغیب بھی دیتے اور تعمیر کے لیے مالی تعاون کا بھی بندوبست کرتے اور دور دراز کا سفر طے کر کے مساجد و مدارس دینیہ کا سنگِ بنیاد بھی رکھتے اور تعلیم قرآن وسنت کے آغاز کے موقع پر تقریب ''بسم اللہ شریف'' میں تشریف لے جاتے اور دینی مدارس کے تعلیمی سیشن کے اختتام پر فاضل طلبہ کے سروں پر دستارِ فضیلت سجاتے اور جبے پہناتے، طلبہ کی حوصلہ افزائی فرماتے اور دعاؤں سے بھی نوازتے، آپ جہاں مساجد میں امام وخطیب حضرات کا تقرر کرتے وہاں مساجد کی انتظامیہ کمیٹی کی بھی دینی راہنمائی فرماتے اور مساجد کو تبلیغ دین کے مراکز بنانے کی تلقین کرتے جیسا کہ محترم قاری محمد اختر نوارانی امام مسجد شوق شاہ ولی کھاریاں شہر بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے ہاں مسجد کے افتتاح کے پروگرام میں تشریف لائے تو آپ نے مسجد میں ''یا اللہ'' اور ''یا رسول اللہ'' لکھا ہوا دیکھا جس میں کتابت کی غلطی تھی، آپ نے مسجد انتظامیہ سے فرمایا کہ مساجد دینی تعلیم و تربیت کی مراکز ہوتی ہیں اور لوگ جو بات مسجد میں سنیں یاد رکھیں وہ ان کے لیے دلیل ہوتی ہے کہ مسجد مین ایسا ہے، لہذا اسم جلالت اور نعرہ رسالت کو صحیح اور عربی رسم الخط میں تحریر کروائیں، پھر آپ کے حکم کے مطابق غلطی کی تصحیح کر دی گئی۔

زینت مسند صدارت ☆: حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہلسنت وجماعت کی دینی و مذہبی تقریبات میں میرِ محفل اور صدرِ جلسہ ہوتے اور بزمہائے علم و معرفت کی رونق اور جان ہوتے، جس محفل شریف میں تشریف لے جاتے زینت مسند صدارت ٹھہرتے اور آپ کی شرکت اور دعا سے پروگرام کی کامیابی یقینی بن جاتی اور دینی پروگراموں کی کامیابی کے لیے دعوت قبول بھی کرتے اور بروقت تشریف لے جاتے اور سٹیج پر دیر تک جلوہ گر رہتے علمائے کرام کے خطابات سماعت فرماتے اور ان کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے اور خصوصی دعا سے نوازتے اور آدابِ جلسہ کے مطابق پوری توجہ کے ساتھ پروگرام سماعت کرتے، اگر دینی اصلاح کی ضرورت ہوتی وہ بھی بسا اوقات بروقت سٹیج پر ہی فرما دیتے تا کہ تمام حاضرین اس غلطی کی اصلاح کر لیں، جیسا کہ جامعہ غوثیہ رضویہ I-8/4 آئی۔ اسلام آباد کے سالانہ جلسہ دستارِ فضیلت و تقسیم اسناد 2008ء بمطابق 1429ھ میں زینت مسند صدارت بنے، جلسہ کے اختتام پر ایک نعت خواں نے سلام کا یہ شعر پڑھا ''چہرہ مصطفیٰ اصل قرآن ہے'' تو آپ نے فوراً اس مصرع کی اصلاح کے لیے حکم دیا اور فرمایا کہ کثیر تعداد میں علمائے کرام موجود ہیں، ان کی موجودگی میں اتنی بڑی غلطی کا ارتکاب کر رہا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ اقدس اصل قرآن مجید نہیں، اصل قرآن مجید تو کلام نفسی اور صفتِ الٰہی ہے جو قدیم اور غیر مخلوق ہے، جبکہ چہرہ مصطفیٰ ﷺ حادث و مخلوق ہے اور سب سے خوبصورت مخلوق ہے۔ اور تعلیم قرآن وسنت کی منظم تحریک جامعہ غوثیہ رضویہ I-8/4، اسلام آباد کے سالانہ جلسہ دستارِ فضیلت کے موقع پر خطیب

اہلسنت صاحبزادہ محمد داؤد رضوی صاحب (نائب مدیر ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ) خطاب کے دوران سامعین کو مسجد میں اعتکاف کی نیت سے آنے کی تلقین کر رہے تھے، حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زینت مسند صدارت تھے آپ نے سٹیج پر ہی مولانا محمد داؤد رضوی صاحب سے کہا کہ اس کے ساتھ یہ بھی وضاحت کر دیں کہ اعتکاف کی نیت مسجد میں بیٹھ کر نہیں کرنی بلکہ مسجد میں داخل ہونے سے پہلے کرنی ہے۔

الغرض آپ مسند صدارت پر فائز ہوتے ہوئے ہر ممکن تبلیغی نقطہ نظر سے اصلاح کی کوشش فرماتے، لہٰذا آپ کی صدارت تبلیغ دین کا بہترین ذریعہ تھی۔

روحانی و دینی محافل کے روح رواں ☆: حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ جہاں بیٹھتے وہاں ہی مجلس جم جاتی، علمائے کرام بھی اور عوام بھی جو بھی آپ کی مجلس میں آتا آپ اسے اہمیت بھی دیتے اور اس کی بات انتہائی توجہ کے ساتھ سنتے اور ہر ممکن طریقہ سے اس کی راہبری فرماتے، اگرچہ حالات حاضرہ بھی زیرِ بحث آتے لیکن زیادہ تر دینی مسائل واحوال پر گفتگو ہوتی اور بسا اوقات صوفیائے کرام وعلمائے ربانیین کا تذکرہ شروع ہوتا تو بہت دیر تک جاری رہتا، ہر کوئی اپنا حال دل اور مدعا عرض کرتا، آپ بدستور محبت وشفقت بھری نگاہیں حاضرین کے لیے وقت کیے رکھتے اور آپ کی مجلس نشینی کتنے ہی لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کا ذریعہ بنتی، کتنے لوگوں کو توبہ کی توفیق نصیب ہوتی، کتنے احباب کو پاکیزہ اور کامیاب زندگی بسر کرنے کے لیے راہنما اصول فراہم کرتی۔

الغرض آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس دینی، اخلاقی اور روحانی کے فروغ کا بہترین ذریعہ تھی اور روحانی تربیتی ورکشاپ تھی، آپ کی دینی وروحانی مجالس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

1 ☆: جامعہ غوثیہ رضویہ، عیدگاہ کھاریاں کے تعلیمی سال کے آغاز کے موقع پر تقریب ''بسم اللہ شریف'' میں تشریف لے گئے، قاری محمد اختر نورانی بیان کرتے ہیں کہ احباب آپ کی مجلس میں بیٹھے تھے، علمائے کرام کی کثیر تعداد تھی، آپ نے عقیدتمندوں کو حضرت خواجہ عبدالرحمان چھوہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تحریر کردہ تیس اجزاء پر مشتمل مجموعہ درود شریف کا ختم شریف پڑھانے کی تلقین فرمائی اور کہا کہ یہ درود بہت مبارک اور مقبول درگاہ نبوی ہے اس کے ختم شریف کے لیے باقاعدہ علاقہ کے علمائے کرام کو مدعو کیا جائے اور سب مل کر مجموعہ درود شریف کی زیارت اور پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ درود شریف کتنا بڑا روحانی خزانہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حضوری کا شرف حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اس مجموعہ درود شریف کے پڑھنے کا اپنے عقیدتمندوں کو حکم دینا اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ آپ کی پند ونصائح عوام وخواص کے لیے روحانی منازل طے کرنے کا بہترین ذریعہ تھیں اور درود شریف کی کثرت سے لوگوں کا بارگاہ مصطفوی کے ساتھ تعلق وربط قائم کرنے کا سبب تھی۔

2 ☆: حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استاذ الحفاظ حافظ اصغر علی جلالی (ناظم وصدر مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ عیدگاہ کھاریاں) کے گاؤں میں تشریف لے گئے، چند احباب آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، اس دوران ایک حافظ قرآن مجید کے

بارے میں کہا گیا کہ اس نے قرآن مجید حفظ کر کے بھلا دیا ہے، آپ نے اس پر ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا کہ اس نے قرآن مجید حفظ کر کے بھلا دیا ہے، آپ نے اس پر ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ قرآن مجید یاد کرنے کے بعد بھلا دینا بہت بڑا جرم ہے اور اس سے دلوں کی آباد کھیتی تباہ اور ویران ہو جاتی ہے اور جس طرح سیلاب آنے سے فصلیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں اسی طرح قرآن مجید بھلانے سے دلوں کی رونق ختم ہو جاتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ایک ارشاد گرامی میں فرمایا کہ وہ شخص جس کے پیٹ میں قرآن مجید کا کچھ حصہ بھی نہیں ہے وہ ''کالبیت الخرب'' ویران گھر کی طرح ہے۔ لہٰذا قرآن مجید یاد کرنا چاہیے اور منزل یاد کرنی چاہیے تاکہ دلوں کی کھیتی ہری بھری رہے۔

آپ کی اس گفتگو میں قرآن مجید کے حفاظ کرام وقراء حضرات کے لیے خصوصی پیغام ہے کہ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد ہرگز نہ بھلائیں۔

3 ☆: برادرِ مکرم مولانا محمد اسلم جلالی صاحب صدر مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ 8/4-I اسلام آباد کے والد گرامی حافظ مولا بخش صاحب کی زیارت حرمین شریفین کے لیے روانگی سے پہلے ان کے گھر پر حضرت ثانی صاحب تشریف لے گئے اور احباب عقیدت ومحبت حضرت صاحب کی زیارت سے مشرف ہو رہے تھے اور دینی مسائل میں حضرت صاحب سے راہنمائی لے رہے تھے تو حافظ مولا بخش صاحب نے آپ سے مسئلہ پوچھا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عمرہ شریف کرنے سے حج فرض ہو جاتا ہے، آپ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں، حضرت ثانی صاحب نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ عمرہ شریف کرنے سے حج فرض نہیں ہوتا، ہاں اگر کوئی شخص ایام حج میں مکہ مکرمہ میں موجود ہو تو اس پر حج کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ ورنہ حج کی فرضیت کے لیے بیت اللہ شریف تک پہنچنے کی استطاعت ہونا ایک بنیادی شرط ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے **''ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا''** اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ان لوگوں پر بیت اللہ شریف کا حج ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔

الغرض آپ جہاں تشریف فرما ہوتے دینی وروحانی گفتگو جاری رہتی، ہر عام وخاص آپ کی گفتگو سے استفادہ کرتے اور گفتگو عام فہم ہوتی، انداز حکیمانہ اور مصلحانہ ہوتا اور ہر ایک کے مناسب حال گفتگو فرماتے، اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی **''کلموا الناس علیٰ قدرِ عقولھم''** (لوگوں کے ساتھ ان کے عقل وشعور کے مطابق بات کرو) کے مطابق گفتگو ہوتی۔ جس سے لوگ مستفیض ہوتے۔

نجی زندگی میں دینی خدمات کا ایک اہم پہلو ☆: یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ معاشرے کی اس وقت تک پوری راہنمائی نہیں ہو سکتی جب تک ان کی زندگی کے احوال سے آگاہی نہ ہو اور کسی شخص کی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ اس کی غلطی اور خامی کا علم ہو تو جو شخص لوگوں کی نجی زندگی کے معاملات میں حصہ لیتا ہے اور ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوتا ہے وہ اس حقیقت سے بہرہ ور ہوتا ہے اور ایسا راہبر وراہنما دینی پیغام کو انتہائی مؤثر طریقے سے عوام تک پہنچا سکتا ہے کیونکہ وہ عوام کے درمیان رہتا ہے اور عوام اس کے قریب

ہوتے ہیں اور اپنے دل کی بات بہ آسانی کر سکتے ہیں اور گھریلو اور برادری کے مسائل کے علاوہ وہ باطنی مسائل بھی پوچھ لیتے ہیں، اسی طرح وہ اپنے ظاہر و باطن کو اسلام کے سانچے میں ڈھال سکتے ہیں۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حقیقت کا ادراک کرتے ہوئے قوم کی نبض کی تشخیص کی اور ان کی نجی زندگی میں انتہائی حوصلے اور ہمت سے شریک کار رہے اور ان کی خوشی و غمی کے مواقع میں شریک ہو کر ایسے مواقع پر راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا کسی کی محفل نکاح میں تشریف لے گئے اور کسی کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے، اسی طرح مخلوق خدا کے ساتھ محبت وخدمت کا تعلق قائم رکھا اور ان کی راہنمائی فرمائی اور اپنے عقید تمندوں کو بھی اس کارِ خیر کی تلقین فرمائی اور علمائے کرام، مساجد کے ائمہ وخطباء سے بھی یہی فرمایا کرتے کہ لوگوں کی خوشی و غمی میں شریک ہوا کریں اور ایسے مواقع پر انہیں اپنے قریب کر کے دینِ اسلام کا پیغام دیا کریں، یہ تبلیغ دین کا انتہائی مؤثر ذریعہ ہے۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تبلیغ دین کا یہ سلسلہ کسی کی شادی کی تقریب میں تشریف فرما ہوتے جب بھی سلسلہ تبلیغ جاری رہتا اور کسی کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوتے یا ختم قل شریف، ختم چہلم شریف میں تشریف لے جاتے تو لوگوں سے بات چیت کرتے، اٹھتے بیٹھتے دینی مسائل کا تبادلہ خیال ہوتا رہتا حتیٰ کہ کسی کی دعوت طعام میں بیٹھے ہوتے پھر بھی شرعی مسائل، حالات وواقعات سبق آموز باتیں دوران طعام بھی جاری رہتیں اور حضرت حافظ الحدیث اور دیگر اولیائے کرام وعلماء وصلحاء کے حالات زندگی سے لوگوں کی راہنمائی فرماتے رہتے۔

الغرض حضرت ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لوگوں کی معاشرتی زندگی کے معاملات میں شریک ہونا تبلیغی نقطہ نظر سے تھا جس کے معاشرے میں بہت مؤثر اور مثبت اثرات آج بھی نظر آ رہے ہیں۔

حضرت صاحب کا مشن زندہ اور جاری ☆: حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمانوں کو اسلام کی حقیقی روح سے روشناس کرایا اور اقامت دین، احیائے سنت نبوی، حب خدا اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع فروزاں کی اور تطہیر قلوب اور تزکیہ نفوس کا ایسا روحانی چشمہ جاری کیا جس سے ایک عالم سیراب ہو رہا ہے اور صوفیائے کرام و اولیائے عظام خصوصاً خواجگان نقشبندیہ قادریہ جلالیہ کی سیرت و کردار اور تعلیمات کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا اور انہیں صوفیائے کرام کے پاکیزہ کردار اور مقدس تعلیمات کی خوشبو معاشرے کے تمام طبقات وافراد تک پہنچانے کے لیے "انجمن جلالیہ رضویہ پاکستان" کا منظم نیٹ ورک قائم رکھا اور اس کی سرپرستی کرتے ہوئے انتہائی اہم اور پاکیزہ مقاصد کے حصول کے لیے زندگی بھر سرگرم عمل رہے۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جہاں علوم ومعارف کی ترویج واشاعت کے لیے جلالیہ رضویہ سسٹم آف مدارس، جلالی سسٹم آف سکولز اور حافظ الحدیث پبلک لائبریریز کا قیام عمل میں لانے کی کوشش کی وہاں غریبوں، مسکینوں اور معاشرے کے بے سہارا افراد کی دادرسی اور خدمت خلق کے لیے جلالیہ ویلفیئر آرگنائزیشن قائم فرمائی جس کے تحت جلالیہ فری ایمبولینس کا اجراء ہو چکا ہے

اور غریب افراد بھی اپنے مریضوں کو دور دراز ے کے شہروں میں علاج معالجے کے لیے لے جاتے ہیں اور اس سہولت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عقائد و نظریات کی تصحیح اور اعمال و احوال کی اصلاح کے لیے عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق جدید طرز کتب و رسائل کی طباعت و اشاعت کے لیے "جلالیہ پبلیکشنز" قائم فرمائی اور جہالت کے خاتمے میں اہم کردار ادا کیا۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سرپرستی میں انجمن جلالیہ رضویہ پاکستان کے زیر اہتمام آزاد کشمیر سمیت ملک کے طول وعرض میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کے جلسے وجلوس، محافل عظمت صحابہ اہلبیت، محافل ذکر شہدائے کربلاء، دروس قرآن وسنت، شان اولیاء خصوصا یوم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یوم مجدد دین، حافظ الحدیث کانفرنسز اور ماہانہ ختم خواجگان شریف جیسی ایمان افروز، روح پرور تقریبات منعقد ہوتی رہیں، اس طرح آپ نے لوگوں کے دلوں میں ذوق عبادت الٰہی و معرفت خداوندی وعشق رسول ﷺ کی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور زندہ کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے جب دیکھا کہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے فحاشی و بے حیائی کا طوفان بدتمیزی بڑھتا جا رہا ہے اور مغربی یلغار نوجوان نسل کو سلف صالحین کے کردار اور فیوض و برکات سے محروم کر رہی ہے تو آپ نے اسلام کی اخلاقی اور روحانی اقدار و روایات کے فروغ کے لیے درگاہ مقدسہ بھکھی شریف کا نمائندہ صوفیائے عظام اور علمائے ربانین کی تعلیمات کا ترجمان، افکار مجدد دین کا آئینہ، سیرت و تعلیمات حضرت حافظ الحدیث کا عظیم شاہکار، فقہ و تصوف کا نقیب "ماہنامہ جلالیہ بھکھی شریف" کی طباعت و اشاعت کا فیصلہ کیا جس کے ذریعے معاشرے کے تمام طبقات میں صحیح اسلامی روح بیدا رکرنے کی کوشش کرتے رہے اور آج بفضلہ تعالیٰ چار سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے ماہنامہ جلالیہ کی ہزاروں کی تعداد میں اشاعت وترسیل جاری وساری ہے اور ماہنامہ جلالیہ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں اہم کردار ادا کر رہا ہے، جس کی بدولت اہل قلم اور لکھاری حضرات کی ایک ٹیم تیار ہوئی جسے تحریری صورت میں تبلیغ دین کا موقع اور حوصلہ ملا۔

الغرض حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن مقدس اغراض و مقاصد، عظیم اہداف اور مثبت سرگرمیوں کو زندگی کے شب وروز جاری رکھا وہ تمام مقاصد و اہداف اور سرگرمیاں دین متین کی خدمت، اشاعت و اقامت کے لیے تھیں اور آپ کی مثبت پالیسیاں اور مخلصانہ مساعی جمیلہ کی وجہ سے اگر چہ آج وہ ہمارے درمیان موجود نہیں پھر بھی آپ کا جاری کردہ دینی خدمت کا سلسلہ اور پاکیزہ مشن زندہ بھی ہے اور جاری وساری بھی ہے۔ اور آپ کے اخلاص ومحبت، محنت ولگن اور جہد مسلسل کا منہ بولتا ثبوت ہے اور خلق خدا میں آپ کی مقبولیت کا نتیجہ ہے اور آپ کا یہ دینی وروحانی مشن عظیم صدقہ جاریہ ہے، جس کی نگرانی کا فریضہ آپ کے فرزند اکبر، حفیظ حافظ الحدیث، الولد سرابیہ وجدہ کے مصداق، ممتاز مذہبی سکالر، قائد انجمن حضرت صاحبزادہ پیر سید محمد نوید الحسن شاہ صاحب مشہدی حفظہ اللہ تعالیٰ انتہائی احسن انداز میں سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی دینی خدمات اور مساعی جمیلہ کو قبول فرما کر اجرِ عظیم عطا فرمائے اور آپ کے عقیدتمندوں کو اس دینی مشن کو جاری وساری رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

وصال باکمال ☆: آپ کا وصال باکمال 30 شعبان ۱۴۳۰ھ بمطابق 21 اگست 2009ء کو ہوا۔ مزار پر انوار والد گرامی کے پہلو میں آستانہ عالیہ بھکھی شریف، ضلع منڈی بہاؤالدین میں مرجع خاص وعام ہے۔

عرس مبارع ☆: حضرت قیوم زماں مظہر قیوم مشہدی حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مقدس 21 اگست صبح 10 بجے تا نماز ظہر دربارِ عالیہ بھکھی شریف ضلع منڈی بہاؤالدین زیرِ سرپرستی جانشین حافظ الحدیث پیر طریقت رہبرِ شریعت ممتاز عالم دین عظیم مذاہبی سکالر حضرت علامہ پیر سید ممتاز عالم دین عظیم مذہبی سکالر حضرت علامہ پیر سید محمد نوید الحسن مشہدی صاحب دامت برکاتھم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھکھی شریف منعقد ہوتا ہے۔ اور آپ حضرت حافظ الحدیث اور حضرت ثانی صاحب کے جاری کردہ عظیم مشن سرپرستی فرما رہے ہیں اور ان کے علوم ومعارف کے چشمہ فیض کے ساقی اور درگاہ مقدسہ نقشبندیہ قادریہ جلالیہ بھکھی شریف کے فیوض وبرکات کے قاسم ہیں۔ اور آپ نے درسیات ومعقولات استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی (مانگا منڈی لاہور) اور شیخ القرآن حضرت علامہ منظور احمد صاحب (نیو جنڈاں والا بھکر) سے حاصل کیے اور دورہ حدیث شریف حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا غلام نبی صاحب (سبزی منڈی فیصل آباد) سے مکمل کیا۔ اور علوم اسلامیہ وفنون عربیہ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ آپ نے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد سے ایل ایل بی آنرز (شریعہ اینڈ لاء) ایل ایل ایم کیا ہے۔ اور فقہ وتصوف کے نقیب ماہنامہ جلالیہ بھکھی شریف کے مدیرِ اعلیٰ اور دربار شریف کے سجادہ نشین ہیں اور اپنے عظیم باپ کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے اپنے جدامجد کے فیوض وبرکات کو عام کر رہے ہیں۔ اللہ آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

حضرت خواجہ حافظ محمد بشیر نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف ☆ عاشق مصطفےٰ، صوفی باصفا، پیکر علم وعرفان، منبع فیوض وبرکات، جامع الصفات والحسنات حضرت خواجہ حافظ محمد بشیر نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ محرم حریم جلال ہیں۔

ولادت باسعادت ☆ آپ کی ولادت باسعادت چکوال کے ایک دیندار بزرگ جناب حاجی میاں رُکن الدین مرحوم کے گھر ۱۹۱۹ھ بمطابق ۱۹۳۸ء کو چکوال میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت ☆ ابتدائی تعلیم وتربیت گھر میں ہی حاصل کی، جب سن شعور کو پہنچے تو ایک سال کے قلیل عرصہ میں چکوال کے ایک دینی مدرسہ سے قرآن کریم مکمل طور پر حفظ کیا۔

1952ء میں پاکستان آرمی میں بطور خطیب بھرتی ہو کر کھاریاں کینٹ میں سات برس تک امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے، سات برس مکمل ہونے کے بعد نوکری سے استعفیٰ دیکر گھر واپس چلے آئے۔

بیعت وخلافت ☆ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تاجدار تصوف حضرت خواجہ بابا جی سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی نقشبندی کے صاحبزادے حضرت خواجہ پیر سید محمد شفیع نقشبندی علیہم الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر صاحب ارشاد ومجاز ہوئے۔

سیرت وکردار ☆ آپ انتہا درجہ کے نیک متقی وپرہیزگار، عابد وزاہد، پابند شریعت وطریقت، نماز پنجگانہ کے ساتھ ساتھ نوافل بھی کثرت سے ادا فرماتے تھے، مغرب کی نماز کے بعد اوّابین، رات کے آخری حصہ میں تہجد، ذکر وفکر اور اپنے مرشد کے بتائے ہوئے اوراد ووظائف کو ہر حال میں پورا فرماتے، نماز فجر کے بعد اشراق، چاشت کے نوافل بھی خصوصیت سے ادا فرماتے تھے۔

آپ کی شخصیت جامع الحسنات والصفات وکمالات، اور صاحب کشف وکرامت تھی، حسن اخلاق، دیگر معاملات میں عدیم المثال تھے پوری زندگی خدا اور اسکے رسول ﷺ کی اتباع میں گزاری، کبھی بھی کوئی کام خلاف شریعت وطریقت سرزد نہیں ہونے دیا، خود بھی شریعت وطریقت کے احکام کی پاسداری فرماتے اور اپنے متعلقین ومعتقدین کو بھی شریعت مطہرہ پر عمل کرنے کا حکم فرماتے،

آپ نے تمام عمر نہ کسی کی دل آزاری کی اور نہ ہی کسی کا مال ناحق کھایا، خوراک آپ کی بہت مختصر تھی، نہ زیادہ کھاتے نہ ہی کسی سے فضول گفتگو فرماتے نہ ہی زیادہ آرام فرماتے تھے، ہمہ وقت ذکر خدا، اور مرشد کے بتائے ہوئے اوراد ووظائف اور مخلوق کی خدمت

میں مصروف رہتے تھے۔

کوئی بھی سائل آپ کے در دولتؔ سے کبھی محروم یا خالی نہ لوٹا، ہر آنے والے سے انتہائی نرم، لہجہ میں گفتگو آپ کا معمول خاص تھا۔ آپ نے مخلوق خدا کو فیض پہچانے کے لیے زندگی کا طویل حصہ جامع مسجد عبداللہ سٹی صدر روڈ راولپنڈی کے حجرے میں دکھی انسانیت اور خدا کے دروازے سے بھٹکے ہوئے لوگوں کی خدمت اور رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دینے میں گزار دیا۔

آپ نے کبھی مشائخیت کا نہ ہی دعویٰ کیا نہ ہی کبھی ایسا لباس پہنا جس سے آپکی بزرگی ظاہر ہوتی، ساری عمر سفید شلوار قمیص میں گزاری، ایک سفید چادر اوپر اوڑھے رکھتے تھے، آپ کے قریب بیٹھنے والے حضرات میں سے اکثر حضرات آپکے مقام سے بے خبر تھے وہ نہیں جانتے تھے کہ آپ معرفت کے کس مقام پر فائز المرام ہیں، اور خدا کی بارگاہ میں آپکا کیا مقام ہے۔

کشف و کرامت ☆ جس زمانے میں آپ فوج میں بطور خطیب ملازم تھے، آپ کو فوج کی طرف سے ایک بٹ مین ملا ہوا تھا، جس کا نام کرم داد تھا، وہ آپ کی طبع مبارک کی پاکیزگی اور عبادت اور ریاضت کی بنا پر آپ سے بہت زیادہ مانوس تھا، اور خدمت گزاری میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھتا تھا۔

جب آپ نے فوج کی ملازمت چھوڑی تو اُسے بلا کر فرمایا کرم داد تم نے ہماری بہت خدمت کی ہم تم سے بہت خوش ہیں، تمہارے لیے مالک کریم کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں ربّ العزت تمہیں ترقیاں عطا فرمائے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ آپ کی دعا سے ترقی کرتا ہوا کیپٹن کے عہدے پر فائز ہوا، بعدازاں مزید ترقیاں کرتے ہوئے آج کے ـ ڈی۔ کرم داد برگیڈیئر کے عہدے پر حاضر سروس ہیں۔

کرامت نمبر۲ ☆ جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں حامد نواز تھانیدار جومری تھانہ میں تعینات تھا، ایک کیس کی تفتیش کے دوران ملزم کا ریمانڈ لیتے ہوئے تشدد ضرورت سے زیادہ کیا گیا، جسکی بنا پر ملزم فوت ہو گیا،

تھانیدار حامد نواز اس صورتحال سے گھبرا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور سارا واقعہ گوش گزار کر کے دعا کے لیئے درخواست کی، آپ نے اس کی بات سن کر اسے ہمراہ لیا اور لاہور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے دربار تشریف لے گئے۔ اور کچھ دیر کے بعد حامد نواز کے ہمراہ دربار سے واپس تشریف لا کر اُسے پولیس کے حوالے کر دیا، جس پر حامد نواز کو سخت غصہ آیا، آپ نے اس کی ذہنی کیفیت ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا حامد نواز اس میں بھی حکمت ہے تمہاری بھلائی ہے ملاک کریم نے چاہا تو بہت جلد عدالتی حکم پر رہا کر دیے جاؤ گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا مقدمہ چلا اور کچھ عرصہ کے بعد وہ نہ صرف باعزت بری ہوا اور ملازمت پر بحال ہوا، بلکہ ڈی ایس پی کے عہدے پر ترقی بھی مل گئی۔

کرامت نمبر۳ ☆ آپکے ایک مرید ندیم اختر کی زوجہ محترمہ کو 2010-05-10ء کو بے گناہ قتل کر دیا گیا، ندیم اختر صاحب نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور سمجھ میں نہیں آ رہا کن لوگوں نے کس بنا پر میری اہلیہ کو قتل کیا ہے۔

آپ نے اگلے روز یعنی 11-5-2010 کو ہی ندیم اختر صاحب کو ملزموں کی نشاندہی فرما دی، ساتھ ہی پورا حلیہ بھی بیان فرما یا دیا، جب انکو گرفتار کروایا تو فوراً ہی اعتراف جرم کر لیا۔

وصال با کمال ☆ وصال با کمال سے کچھ عرصہ قبل آپ پر فالج کا حملہ ہوا، مورخہ 24-5-2010 بروز سوموار دو بجے رات بوقت تہجد آپ کا وصال با کمال ہوا۔

مزار پر انوار موضع جھونگل شریف صحن دربار حضرت پیر ہ نعرہ شہید براستہ رتیال، چکوال روڈ، تحصیل گوجر خان، ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے، جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دیکر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

(نوٹ) ☆ آپ نے 1970ء میں دربار نعرہ شہید میں چلہ کاٹا بعدازاں دربار میں ایک جگہ پر نشاندھی کر کے فرمایا میری قبر اس جگہ پر ہوگی، چنانچہ وہیں آپ کی مرقدِ منورہ بنائی گئی۔

فقیر راقم الحروف کئی مرتبہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور مختلف روحانی معاملات میں راہنمائی بھی حاصل کرتا رہا۔ آپ کے عظیم اور قریبی دوستوں میں جناب سجاد الحق قریشی مالک بک سنٹر راولپنڈی۔ آپ سے دلی عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ آپ اکثر بک سنٹر راولپنڈی صدر میں اُن کے پاس ملاقات کے لیے بھی تشریف لے جاتے تھے۔ اسی طرح سجاد الحق صاحب بھی اکثر و بیشتر آپ کے حجرے مسجد عبداللہ سٹی صدر روڈ میں حاضری دیتے رہتے تھے۔ اُنہی کی کاوشوں سے یہ تذکرہ فقیر کو ملا جو کے پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات و مقامات کو بلند فرمائے۔ آمین!

رہے آستاں سلامت، رہے برقرار شاہی

قطعہ تاریخ کتاب (از قلم)

معروف محقق و نقا
د و مخدوم اہل سنت **جناب عبد القیوم طارق سلطانپوری** مدظلہ

صابری مقصود احمد بالیقین ہے ہمایوں فطرت و میمون سَرِشت

اسکی تحریر عارفوں کا ذکرِ خیر اہل حق کا تذکرہ اسکی نوشت

حُب پاکاں اسکی پیشانی کا نجم اولیاء سے پیار اسکی سرنوشت

اس عجوبہ کار کی ہے ہر کتاب علم و عرفان و حقیقت کی بہشت

دوستانِ حق کا ہیں نغمہ سرا اس کتابِ نو میں وہ حق سرِشت

جاوِداں اُس کا تازہ شاہکار یہ نہیں کوئی جہانِ خشت

اس کی طارق نے رقم تاریخ کی یہ ہے "انور جُوہرِ مقصودِ چشت"

۱۴۳۱ھ

اسکی تاریخِ طباعت اور بھی یوں کہی "عِرفانی نبراسِ بہشت"

۱۴۳۱ھ

قطعہ تاریخ اشاعت کتاب انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام

زبدہ دانشوراں مقصود احمد صابری
ہیں محبِ مصطفیٰ ﷺ سرمایہ اہل ذکاء

ذاتِ حق سے ہیں ودیعت خوبیاں اُن کو کئی
ملکِ قرطاس وقلم کے ہیں وہ اِک فرماں روا

آپ نے ترتیب دی ہے خوب یہ ارفع کتاب
لفظ ہے ایک ایک اس کا مِثلِ نیرّ پُر ضیاء

اُن نفوس قدسیہ کی ہے یہ سیرت کا بیاں
جن کی الفت ہے یقیناً توشہ روزِ جزا

نقشبندی قادری چشتی اویسی وارثی
سب سلاسل کے مشائخ کا ہے ذکرِ جاں فزا

لائق صد تحسین ہے یہ کار نامہ آپ کا
بہتریں گلدستہ ہے یہ دیدہ زیب و دلربا

اس کو رکھیں گے بنا کر اہل ایماں حرزِ جاں
فائدہ اس سے اٹھائے گا ہر اک شیخ و فتا

اہلِ سنت کا رہے گا بول بالا تا ابد
ان میں آتے ہی رہیں گے ایسے کامل اولیاء

مجھ کو تھی سالِ رسا کی جستجو فیض الامین
کہ دو ''مسعود التواریخ'' آئی یہ غیبی صدا

عیسوی سالِ اشاعت مجھ پہ یوں القا ہوا
'' ہے گراں مایہ یہ گلدستہ حسین و خوش نما ''

ازقلم، صاحبزادہ پیر فیض لاامین فاروقی سیالوی ایم اے، مونیاں شریف ضلع گجرات

اظہارِ تشکر

نسبت فریدی ہے تیری مقصود احمد صابری — نسبت سے ہے عزت ملی مقصود احمد صابری

اولیائے چشت کے جو تذکرے لکھتا رہا — اک فقیر صابری مقصود احمد صابری

مقبولیت اجمیر سے کلیر سے اور کلیام سے — لائی مسرت کی گھڑی مقصود احمد صابری

نقشبندی اور چشتی اولیا راضی ہوئے — سہروردی قادری مقصود احمد صابری

حق پرستوں کے لئے تو نے مزین کر دیئے — کتنے نشانِ حیدری مقصود احمد صابری

سعیٔ قلم سے آج یہ قرطاس کو عظمت ملی — ظاہر حقیقت ہو گئی مقصود احمد صابری

پوچھیں ملائک مجھ سے جب دنیا سے کیا لایا ہے تُو — شانِ ولایت ہے لکھی مقصود احمد صابری

پہلے کبھی نہ بجھ سکی تو نے بجھائی ہے ابھی — اہلِ علم کی تشنگی مقصود احمد صابری

حاجی منیر صابری کا حکم تھا لکھتے رہو — میں نے تو بس تعمیل کی مقصود احمد صابری

پیر طریقت نے میرے جنت کا مژدہ دے دیا — مجھ کو بشارت مل گئی مقصود احمد صابری

میں تو فقیر بے نوا سگ ہوں درِ فرید کا — اوقات کیا ورنہ مری مقصود احمد صابری

از قلم حضرت صاحبزادہ پیر مشتاق احمد صابری

سجادہ نشین دربارِ عالیہ چشتیہ ماڑی بگیال شریف تحصیل و ضلع راولپنڈی

مصادر و مراجعات

نمبر شمار	کتاب	مصنف
1	قرآن مجید	
2	ترجمہ کنز الایمان	اعلیٰ حضرت بریلوی
3	تفسیر ضیاء القرآن	پیر محمد کرم شاہ الازہری
4	تفسیر مظہری، کامل بارہ جلد	قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی
5	تفسیر نعیمی	مفتی احمد یا خان نعیمی
6	تفسیر گوہر البیان	علامہ شاہد جمیل چشتی
7	بخاری شریف کامل	حضرت امام بخاری
8	تفہیم البخاری شرح بخاری کامل	محدث کبیر علامہ غلام رسول رضوی
9	مرآۃ شرح مشکوۃ۔ کامل (۸ جلد)	مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی
10	جواہر البحار شریف کامل	امام یوسف نبہانی
11	سعادت دارین	امام یوسف نبہانی
12	جامع کرامات اولیاء	امام یوسف نبہانی
13	برکات آل رسول	امام یوسف نبہانی
14	خصائص کبریٰ (جلد اول۔ دوم)	سیوطی امام جلال الدین
15	شرح تعرف	ابوبکر بن ابی اسحاق بخاری
16	نزہۃ المجالس	امام عبدالرحمٰن صفوری
17	ثمرۃ الفوائد	شاہ لطف اللہ صابری
18	مکتوبات قدوسی	شیخ عبدالقدوس گنگوہی
19	ہشت بہشت	مکتبہ نوریہ، لاہور

نمبر	کتاب	مصنف
20	شواہد النبوت	علامہ عبدالرحمٰن جامی
21	نفحات الانس	علامہ عبدالرحمٰن جامی
22	تاریخ فرشتہ	محمد بن قاسم
23	لطائف علمیہ	امام ابن جوزی
24	مرآۃ السالکین، شرح مرآۃ العارفین	سیدنا امام حسین علیہ السلام
25	اخبار الاخیار	شاہ عبدالحق محدث دہلوی
26	مرآۃ الاسرار	حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی
27	اقتباس الانوار	حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی
28	انیس الارواح	حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی
29	اسرار حقیقی	حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی
30	دلیل العارفین	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
31	فوائد السالکین	حضرت بابا فرید الدین گنج شکر
32	خیالات العشاق	حضرت قاضی حمید الدین ناگوری
33	اسرار الاولیاء	حضرت بدر الدین اسحاق چشتی
34	راحت القلوب	حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی
35	فوائد الفوائد	حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی
36	افضل الفوائد	حضرت امیر خسرو
37	راحت المحبین	حضرت امیر خسرو
38	نسب و نسبت فرید	مفتی ضیاء الحبیب صابری
39	آداب الطالبین	شیخ محمد بن قطب الاولیاء
40	انتباہ المریدین	شیخ محمد بن قطب الاولیاء
41	حقیقت گلزار صابری	شاہ محمد حسن رامپوری صابری
42	نور واحدیت	پیر غلام محمد صابری
43	تواریخ آئینہ تصوف	شاہ محمد حسن رامپوری صابری
44	وصل عرفان محمدی رسالہ فیضان حسینیہ	شاہ محمد حسن رامپوری
45	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار

46	تحفۃ الابرار	مرزا آفتاب بیگ محمد نواب بیگ مرزا
47	تذکرہ فریدیہ	مولانا مشتاق احمد صابری انبیہٹوی
48	انوار العاشقین	مولانا مشتاق احمد صابری انبیہٹوی
49	تحفۃ السالکین	مولانا مشتاق احمد انبیہٹوی
50	تحفۃ القادریہ	حضرت شاہ ابوالمعالی قادری
51	شجرۃ الکون	از شیخ اکبر محی الدین ابن عربی
52	تذکرہ مشائخ دکن	محمود علی قطبی
53	تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین سیوطی
54	رودِ کوثر	شیخ محمد اکرم
55	تذکرہ مشائخ تو گیرہ شریف	خواجہ الٰہی بخش، خواجہ عبدالحلیم
56	تاریخ مشائخ چشت	خلیق احمد نظامی
57	آبِ کوثر	شیخ محمد اکرم
58	قوت القلوب	شیخ ابوطالب محمد حارثی المکی
59	سفینۃ الاولیاء	شہزادہ دارالشکوہ
60	رسائل تصوف	شاہ ولی اللہ دہلوی
61	مقام گنج شکر	کپتان واحد بخش سیال صابری
62	قصر عارفاں	حضرت شیخ مولوی احمد علی چشتی
63	فیضان علی	حضرت شیخ محمد صالح
64	انوار مولا علی	مترجم: پیر سیّد محمد امیر شاہ قادری
65	تذکرہ قطب الاقطاب	خلیفہ محمد یونس صابری
66	تذکرہ مشائخ چشت (حصہ اول، دوم، سوم)	خلیفہ محمد یونس صابری
67	ارشاد الطالبین (از جلال الدین تھانیسری)	مترجم: خلیفہ محمد یونس صابری
68	شانِ قدرت	خلیفہ محمد الیاس صابری
69	ذکر پاکاں (حصہ اول، دوم)	محمد طفیل ناصری صابری
70	مفتاح العاشقین	حضرت خواجہ محب اللہ چشتی
71	سیر الاولیاء	حضرت سید محمد مبارک العلوی الکرمانی

نمبر	کتاب	مصنف
72	سر العارفین	شیخ بہاؤالدین محمود ناگوری چشتی
73	مجالس الحسنہ	حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی
74	خزینۃ الاصفیاء (اول۔دوم۔سوم)	مفتی غلام سرور لاہوری
75	حدیقۃ الاولیاء	مفتی غلام سرور لاہوری
76	تذکرۃ العارفین فی حیات مظہریہ	شاہ غلام حسین صابری حیدرآباددکنی
77	اخلاق صابری فی عرفان باری	شاہ غلام حسین صابری حیدرآباددکنی
78	گلزار فضل	راجہ مولا بخش صابری
79	خیابان معرفت	محمد حنیف حنفی
80	تقوۃ الاولیاء	محمد صلاح الدین اویسی
81	شمشیر قہاری	مخدوم ابرار احمد خاں صابری
82	عرفان روحی	ایف ایم ظفر ایڈووکیٹ صابری حیدرآباد
83	اولیائے پاک وہند کا انسائیکلوپیڈیا	مرزا محمد اختر دہلوی
84	تذکرۃ الاولیاء	ملک محمد اشرف نقشبندی
85	کرامات اولیاء	ملک محمد اشرف نقشبندی
86	تذکرہ حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر	میاں اخلاق احمد ایم۔اے
87	میراشریف کے درخشاں آفتاب ومہتاب	پیر سیّد اجمل حسین مبشر ہمدانی
88	اولیائے ڈھوک قاضیاں	افتخار احمد حافظ قادری
89	فیضانِ میروی	خواجہ فخر الدین چشتی میروی
90	قصص الاولیاء	صوفی شرف الدین وارثی میرٹھی
91	بزم صوفیاء	صباح الدین عبدالرحمٰن
92	ملفوظات حیدری	ڈاکٹر عبدالغنی
93	ذکر حبیب	ملک محمد الدین
94	امیر حزب اللہ	ڈاکٹر عبدالغنی
95	نذرِ عقیدت	اکرام الحق
96	شان اولیاء	احمد مصطفیٰ صدیقی
97	قدیم حالات کلیر	حضرت بابا غریب شاہ صابری

98	فیضان کلیام	صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی صابری
99	تذکرہ علمائے اہل سنت	مفتی محمد صدیق ہزاروی
100	تذکرہ اکابرین اہل سنت	علامہ عبدالحکیم شرف قادری
101	تذکرہ محی الدین	سردار احمد حسن سعیدی
102	شاہکار صابر	پیر گلزار حسین صابری
103	دہلی کے بائیس خواجہ	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
104	تذکرہ اولیائے پاک و ہند	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
105	تذکرہ قطب دوراں	ملک محمد اشرف نقشبندی
106	ربیع المجالس	صوفی سید محمد ظہیر الحسن صابری
107	گلشن صابر	سید محمد زمان شاہ صابری
108	تذکرہ قطب العالم	عبدالستار گوہر میاں
109	شمیم ولایت	ابو مظہر علی اصغر صابری
110	شمیم جالندھر	ابو مظہر علی اصغر صابری
111	چراغ صابری	شبیر بزمی صابری
112	ارواح اربعہ	علی اصغر چشتی
113	تذکرہ مولانا غلام ربانی	محمد نذر صابری
114	لاہور میں اسلام کے سفیر	خواجہ عابد نظامی
115	گلزار قلندر	احمد بدراخاق صابری
116	انوار قلندر	صاحبزادہ طارق علی احمد صابری
117	کلید السالکین	صاحبزادہ جمیل اختر صابری
118	صدائے جرس	خواجہ شمس الدین عظیمی
119	امداد المشتاق	مولوی اشرف علی تھانوی
120	تاریخ مشائخ چشت	مولوی محمد زکریا سہارنپوری
121	فتح مبین	ابوالطاہر محمد رمضان
122	المعجم المفہرس	محمد فولادعبدالباقی
123	انوارلاثانی کامل	مفتی بشیر احمد نقشبندی

124	فیروز اللغات	مولوی فیروز الدین
125	اردو لغت	سعید اے شیخ
126	تذکرہ مفتی غلام فرید ہزاروی	میاں محمد سیفی
127	حیات و تعلیمات۔صوفی سیّد امور الحسن صابری	پروفیسر ڈاکٹر مظفر عالم جاوید
128	ثقافت سرحد تاریخ کے آئینہ میں	قاری جاوید اقبال
129	قطب اکبر گنج شکر	غنی سکندر شیخ
130	الفوز المقال فی خلفائے پیر سیال	حاجی مرید احمد چشتی
131	مقابیس المجالس	مولانا رکن الدین
132	زندہ صداقت	پروفیسر محمد اسماعیل سیٹھی
133	مرآۃ العاشقین	حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی
134	نقش اولیاء	پروفیسر بشیر احمد رضوی
135	ملفوظات حیدری	صوفی نور عالم
136	نظامی بنسری	خواجہ سید حسن نظامی
137	خواجہ فرید اور انکا خاندان	خواجہ طاہر محمود کوریجہ
138	سیرت فخر العارفین	حکیم سید سکندر شاہ
139	تاریخ لاہور	کنہیا لال
140	ہفت اقطاب	مولانا غلام جہانیاں معینی
141	بزرگان بہاولپور	محمد صلاح الدین اویسی
142	قرب الٰہی	محمد ارشاد ارائیں
143	جمال فقر	صاحبزادہ محمد عبدالمالک
144	قصص الاولیاء	امیر علی خان
145	تعارف وارثیہ	حضرت بیدم شاہ وارثی
146	نقشِ حیرت	فقیر حیرت شاہ وارثی
147	عکس وحدت	فقیر حیرت شاہ وارثی
148	کلیاتِ عنبر	خواجہ دبر علی شاہ وارثی
149	عین الیقین	سید عبدالآد شاہ وارثی

150	سوز وگداز	حیدر علی بابر
151	بلوغ المرام	مرزا محمد ابراہیم بیگ وارثی
152	محبوب الوارثین	عطاء اللہ ساگر وارثی
153	تذکرہ مشائخ ہوشیار	عطاء اللہ ساگر وارثی
154	تذکرہ شعرائے وارثیہ	عطاء اللہ ساگر وارثی
155	حاجی سیّد وارث علی شاہ اور دیگر مذاہب عالم	از: ڈاکٹر فقیر قاضی تنویر وارث وارثی
156	مشکوٰۃ حقانیہ	مولانا فضل حسین وارثی
157	رشحات الانس	حاجی اوگھٹ شاہ
158	تذکرہ علماء مشائخ سرحد (جلد اول) (دوئم)	سید محمد امیر شاہ گیلانی پشاوری
159	تذکرہ حافظ سیّد محمد زمان قادری	سیّد محمد امیر شاہ گیلانی شاوری
160	تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ	سیّد محمد امیر شاہ گیلانی پشاوری
161	خوارق العادات	مترجم: سیّد محمد امیر شاہ گیلانی پشاوری
162	پیران چشت	صاحبزادہ محمد عرفان تو گیروی
163	الحسن (مولوی جی نمبر)	سید غلام الحسنین قادری
164	گلستان غازی قلندر	قاضی محبوب علی
165	جلا الخواطر	ڈاکٹر مولوی عبدالکریم طفلی
166	نزهة الخواط	علامہ سیّد عبدالحیٔ
167	انوار الاحسن	بابو عبدالقیوم
168	سفینۃ الاولیاء	شہزادہ دارالشکوہ
169	تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ	پروفیسر اسرار الحسنین قادری
170	زبدۃ آلاثار	شاہ عبدالحق محدث دہلوی
171	نزہتہ الخاطر الفاطر	حضرت ملا علی قادری
172	بہجۃ الاسرار	امام ابوالحسن الشطنوفی
173	خوشبوئے فقر	مولانا محمد خلیل ثاقب
174	قصص الاولیاء	ملک محمد اشرف
175	سید الاولیاء	علامہ طارق مجاہد جہلمی

نمبر	کتاب	مصنف
176	مردخدا	آنسہ بلقیس چیمہ
177	لاڈلا پیار	صاحبزادہ سکندر حیات
178	حیات صدریہ	قاضی عبدالدائم
179	فیوضات بارویہ	خواجہ فقیر محمد حسنی
180	سنہرے لوگ	ڈاکٹر محمد وسیم انجم
181	تاریخ کشمیر (جلد اول تا پنجم)	محمود آزاد
182	سر دلبراں	علامہ ذوقی
183	گلزار ولایت	ملک محمد یوسف نقشبندی
184	مکتوبات قدوسیہ	سلطان الحاج واحد بخش سیال
185	مہر منیر	مفتی فیض احمد چشتی
186	دلی کے بائیس خواجہ	ظہور الحسن شارب
187	ظوائر السرائر	میاں محمد عمر چمکنی
188	فیضان چشتیہ قادریہ	سیّد نعیم عباس
189	حیات سالک	قاضی عبدالنبی کوکب
190	تذکرہ اولیاء جہلم خورد	پروفیسر انجم سلطان
191	تذکرہ اولیائے جہلم (کلام)	پروفیسر انجم سلطان
192	نذر عقیدت	اکرام الحق چشتی
193	قصص الاولیاء موہڑہ شریف	صوفی عرفان رضوی
194	تذکرہ قطب الاقطاب	صوفی سکندر شیخ
195	تذکرہ شیخ الاسلام	حافظ محمد یوسف چشتی
196	چراغ ولایت	سردار عابد حسین
197	نظام الدین اولیاء	خواجہ عابد نظامی
198	تحفۃ المرسلۃ	مترجم محمد یونس صابری
199	تذکرہ مولانا غلام ربانی	چوہدری نذر محمد صابری
200	جمال تصوف	علامہ عبدالحلیم چکوالی
201	تذکرہ علمائے اہل سنت چکوال	علامہ حافظ عبدالحلیم چکوالی

202	پیکرِ عرفان و آگہی	حفیظ تائب
203	بہارِ چشت	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
204	خطہ پوٹھوار کے صوفیائے کرام	غنی سکندر شیخ
205	تذکرہ حضرت دیوان حضوری	خلیل احمد
206	انوارِ لطیف	سیّد آلِ احمد رضوی
207	عباد الرحمٰن	سید مغفور القادری
208	تذکرہ مشائخ قادریہ	محمد دین کلیم قادری
209	جلوہ عشق	قمر محمود عبداللہ
210	تذکرہ شاہ محمد آغا	مرزا نذیر احمد نیازی
211	تذکرہ اولیائے ملتان	امتیاز حسین شاہ
212	اسرارِ گوہر	علامہ شاہد جمیل چشتی
213	لاہور میں اسلام کے سفیر	ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی
214	یہ پُراسرار بندے	ڈاکٹر ابو اعجاز رستم
215	ریاض اولیاء	ریاض الرحمٰن ساغر
216	تذکرہ صوفیائے سندھ	محمد اعجاز الحق قدوسی
217	تذکرہ اولیائے سندھ	علامہ محمد اقبال نعیمی
218	تذکرہ مشاہیر سندھ	مولانا دین محمد رفائی
219	تذکرہ صوفیائے بلوچستان	ڈاکٹر انعام الحق کوثر
220	حیات قلندر	منیر احمد چشتی
221	قلندروں کا طریق	صدیق صابر ایاز
222	شہرِ خموشاں کے مکین	ایم آر شاہد
223	روح دارستہ	حنیف حنفی
224	عظمتوں کے پاسبان	علامہ عبدالحکیم شرف قادری
225	تذکرہ اولیاء جھنگ	بلال زبیری
226	تذکرہ اولیائے میانوالی	سید طارق مسعود کاظمی
227	تذکرہ اولیائے بھکر	مہر نور محمد تھند

228	تذکرہ اولیائے لیہ	مہر نور محمد تھند
229	جواہر فریدی	مولانا محمد علی اصغر چشتی
230	چراغ چشت را روشنائی	دیوان عظمت سید محمد چشتی
231	تاج الاولیاء	حضرت ذہین شاہ تاجی
232	از کار تاج الاولیاء	فریدالدین شاہ کریم بابا
233	سیرت خواجہ معین الدین چشتی	وحید احمد مسعود
234	تذکار فیض الملت	قاری خان محمد خان قادری
235	مشائخ نقشبندیہ مجددیہ	مولوی محمد حسین نقشبندی
236	مخزن کرم	چوہدری مقبول احمد مقبول
237	تنبیہ الغافلین	عبدالعزیز ہزاروی
238	مظاہر چوراہیہ	محمد یوسف بی اے
29	فیوضات الحسنیہ	صاحبزادہ احمد حسن
240	تذکرہ مولانا یعقوب	ڈاکٹر ساجد الرحمٰن
241	تذکرہ مشائخ نقشبندیہ	علامہ نور بخش توکلی
242	تذکرہ نقشبندیہ خیریہ	محمد صادق قصوری
243	گلستان حیات	صوفی طالب حسین
244	لمعات نور	حافظ سلطان محمود
245	تذکرہ قطب دوراں	ملک محمد اشرف
246	مکتوبات مرزا مظہر جانِ جاناں	خلیق انجم
247	ملفوظات سائیں عبدالرزاق	بابو محمد رفیق احمد
248	رزاقیہ گلدستہ ذکر سعید	راؤ جمشید علی
249	مقامات محمود	غلام مصطفیٰ رزاقی
250	سیرت رزاقیہ	حاجی بابو محمد رفیق احمد
251	سرمایہ سہاگن	خواجہ محمد عبدالخالق
252	لمعات قادریہ خالقیہ	ناطق کلانوری
253	سفر بنگال	غلام مصطفیٰ رزاقی

نمبر	کتاب	مصنف
254	بزم اسلاف	قاری محمد عبیداللہ
255	تجلیات خواجگان چشت	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
256	تذکرۃ العارفین	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
257	تذکرہ اولیائے پوٹھوار (جلد اول)	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
258	تذکرہ اولیائے پوٹھوار (جلد دوم)	صاحبزادہ مقصود احمد صابری
259	صحبت با اولیاء	مولوی تقی الدین ندوی دیوبندی
260	جمال الاولیاء	مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی
261	ارواح ثلاثہ	مولوی اشرف علی تھانوی
262	حضرت امیر خسرو کی شاعری	شاہد مختار
263	دیوان حضرت شاہ خاموش	محمود علی قطبی
264	فیضان صابر	محمد امیر صابری
265	چشت اہل بہشت	ڈاکٹر ظفر پاتو آنہ
266	تقویم	پروفیسر عبدالقدوس ہاشمی۔ مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی
267	ضیائے حرم (ضیاء الامت نمبر)	
268	سیارۂ ڈائجسٹ (اولیاء کرام نمبر) (جلد اول تا چہارم)	
269	علاج روح	سیّد میر زمان شاہ تاجی صابری
270	گلستان چشت	قاضی محمد صدیق عاصم سلطانی
271	علم شریعت و طریقت	خوشی محمد عاصی
272	سندھ کے صوفیائے نقشبند (اول۔ دوم)	ابوالخیر ڈاکٹر محمد زبیر
273	قرب الٰہی	محمد ارشاد آرائیں
274	حیات الامیر مع تذکرۃ الابرار	سیّد افضال حسین گیلانی
275	مجالس علماء	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
276	خیابان رضا	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
277	خوشبو آئے باتوں سے	محمد صلاح الدین سعیدی
278	گوجر خان روحانیت و تاریخ کے آئینے میں	حاجی ایم زمان کھوکھر
279	جنوبی پنجاب سندھ بلوچستان میں اولیائے کرام	حاجی ایم زمان کھوکھر

280	سیالکوٹ سے خیبر تک	حاجی ایم زمان کھوکھر
281	پشاور سے خیبر تک	حاجی ایم زمان کھوکھر
282	دُرُّ المعارف	شاہ رؤف احمد رامپوری
283	اولیائے ہند اور عظمتوں کے نشان	حاجی ایم زمان کھوکھر
284	کرامات سخی سلطان عبدالحکیم	صاحبزادہ میاں عبدالخالق چشتی
285	تذکرہ سخی سیدن شاہ شیرازی	محمد کعب شریف
286	گلدستہ محمدی	سیّد لیاقت علی گیلانی
287	انوار شکوری	منیر اختر شکوری
288	انوار پیر بخش	پروفیسر صاحبزادہ سید محمد علیم الدین شاہ الازہری
289	خزینۂ حق	مفتی محمد ریاض الدین اعوان
290	ارشادات ابوالفیض	قاری غلام محمد خان چشتی قادری
291	گھنڈ نامہ	محمد آفتاب سہیل شاہ
292	جلوۂ یزداں	سیّد صابر حسین شاہ صابری
293	دیوان محمدی	خواجہ محمد یار فریدی
294	بیتابی	خواجہ غلام قطب الدین نظامی
295	ضیائے حرم	غزالیِ دوراں نمبر